الکامل فی التاریخ

تالیف

عز الدین ابی الحسن علی بن ابی الکرم محمد

المعروف بہ ابن اثیر (۵۵۵ھ — ۶۳۰ھ)

جلد چہارم

(خلافت بنو امیہ)

(۴۱ھ تا ۱۳۲ھ)

تسہیل، تحشیہ و تہذیب

ڈاکٹر نگار سجاد ظہیر

قرطاس

Marfat.com

الکامل فی التاریخ

تالیف:

عزالدین ابی الحسن علی بن ابی الکرم محمد

المعروف بہ ابن اثیر (۵۵۵ھ-۶۳۲ھ)

جلد چہارم

(خلافت بنوامیہ دمشق)

(۴۱ھ تا ۷۳ھ)

DATA ENTERED

تسہیل، تحشیہ و تہذیب

ڈاکٹر نگار سجاد ظہیر

قرطاس

Marfat.com

2-17-9
1 2 1
1050042
جلد ۹

جملہ حقوق محفوظ

قرطاس

سلسلہ مطبوعات - ۱۲۴

طبع اول --- اگست ۲۰۱۶ء

قیمت : ۸۰۰ روپے

ISBN: 978-969-9640-30-8

قرطاس

فلیٹ نمبر A-15، گلشن امین ٹاور، گلستان جوہر بلاک 15، کراچی

موبائل: 0321-3899909 ای میل: saudzaheer@gmail.com

ویب سائٹ: www.qirtas.co.nr

Marfat.com

المحتویات

صفحہ نمبر	عنوان	نمبر شمار
۱۳	معروضات — نگار سجاد ظہیر	
۱۵	پہلا باب	۱
	۴۱ھ کے واقعات ☆ حسن بن علی رضی اللہ عنہما کی خلافت سے دستبرداری ☆ معاویہ اور قیس بن سعد کی صلح ☆ خوارج کا خروج ☆ حوثرہ بن ذراع کا خروج ☆ فروہ بن نوفل کا خروج ☆ شبیب بن بجرہ ☆ معین خارجی ☆ ابو مریم کا خروج ☆ ابولیلیٰ کا خروج ☆ کوفہ پر مغیرہ بن شعبہ کی تقرری ☆ بُسر کی حکومت بصرہ ☆ ابن عامر کی ولایت بصرہ ☆ قیس بن ہیثم کی ولایت خراسان ☆ سہم بن غالب کا خروج ☆ متفرق واقعات ☆ وفیات	
۳۱	حواشی وحوالہ جات	❁
۳۲	دوسرا باب	۲
	۴۲ھ کے واقعات ☆ خوارج کی نقل وحرکت ☆ زیاد، امیر معاویہ کی اطاعت میں ☆ متفرق واقعات/ وفیات	
۳۶	حواشی وحوالہ جات	❁
۳۷	تیسرا باب	۳
	۴۳ھ کے واقعات ☆ مُستَوِرد خارجی کا قتل ☆ عبدالرحمٰن کی ولایت بجستان ☆ غزوہ سندھ ☆ عبداللہ بن خازم کی ولایت خراسان ☆ متفرق واقعات	
۵۳	حواشی وحوالہ جات	❁
۵۴	چوتھا باب	۴
	۴۴ھ کے واقعات ☆ عبداللہ بن عامر کی بصرہ سے معزولی ☆ استلحاقِ زیاد	

Marfat.com

☆مہلب کی سندھ پر فوج کشی ☆متفرق واقعات/ وفیات

✵ حواشی وحوالہ جات ۶۱

۵ پانچواں باب ۶۲

۴۵ھ کے واقعات ☆زیاد بن ابیہ کی حکومت بصرہ ☆زیاد کے عمال کا بیان ☆متفرق واقعات/ وفیات

۶ چھٹا باب ۶۹

۴۶ھ کے واقعات ☆عبدالرحمٰن بن خالد بن ولید کی وفات ☆سہم اور خطیم کا خروج ☆متفرق واقعات/ وفیات

۷ ساتواں باب ۷۱

۴۷ھ کے واقعات ☆عبداللہ بن عمرو بن عاص کی ولایت مصر سے معزولی اور ابن حُدَیج کی تقرری ☆جنگ غور ☆مہلب کے مکر کا بیان ☆عمال اور امیر حج

۸ آٹھواں باب ۷۳

۴۸ھ کے واقعات

۹ نواں باب ۷۴

۴۹ھ کے واقعات ☆جنگ قسطنطنیہ ☆مروان کی مدینہ سے معزولی اور سعید کی تقرری ☆حضرت حسن بن علی علیہ السلام کی وفات

✵ حواشی وحوالہ جات ۷۶

۱۰ دسواں باب ۷۷

۵۰ھ کے واقعات ☆مغیرہ بن شعبہ کی وفات اور زیاد کی ولایت کوفہ ☆قریب کا خروج ☆منبر نبوی کی منتقلی کا ارادہ ☆قیروان کی تاسیس ☆مسلمہ بن مخلد کی ولایت افریقہ ☆فرزدق اور زیاد ☆ وفیات ☆ متفرق واقعات

✵ حواشی وحوالہ جات ۸۸

۱۱ گیارھواں باب ۸۹

Marfat.com

۵۱ھ کے واقعات ☆ حجر بن عدی اور ان کے ساتھیوں کا قتل ☆ ربیع کی ولایت خراسان ☆ متفرق واقعات/وفیات

۱۲ بارہواں باب ۱۰۹

۵۲ھ کے واقعات ☆ زیاد بن خراش العجلی کا خروج ☆ معاذ الطائی کا خروج ☆ متفرق واقعات/وفیات

۱۳ تیرہواں باب ۱۱۱

۵۳ھ کے واقعات ☆ زیاد کی وفات ☆ ربیع کی موت ☆ متفرق واقعات/وفیات

❁ حواشی وحوالہ جات ۱۱۴

۱۴ چودھواں باب ۱۱۵

۵۴ھ کے واقعات ☆ غزوہ روم اور جزیرہ ارواد کی فتح ☆ مدینے پر مروان کا تقرر ☆ عبیداللہ بن زیاد کی ولایت خراسان ☆ متفرق واقعات ☆ وفیات

❁ حواشی وحوالہ جات ۱۱۸

۱۵ پندرھواں باب ۱۱۹

۵۵ھ کے واقعات ☆ ابن زیاد کی ولایت بصرہ ☆ متفرق واقعات ☆ وفیات

۱۶ سولہواں باب ۱۲۱

۵۶ھ کے واقعات ☆ یزید کے لئے ولایت عہد کی بیعت ☆ سعید بن عثمان بن عفان کی خراسان پر تقرری ☆ وفیات

❁ حواشی وحوالہ جات ۱۳۲

۱۷ سترہواں باب ۱۳۳

۵۷ھ کے واقعات

۱۸ اٹھارہواں باب ۱۳۴

۵۸ھ کے واقعات ☆ کوفہ پر ابن ام الحکم کی تقرری ☆ طواف بن غلاق کا خروج ☆ عروہ بن اُدیّہ خارجی کا قتل ☆ متفرق واقعات ☆ وفیات

Marfat.com

❋	حواشی وحوالہ جات	۱۴۰
۱۹	انیسواں باب	۱۴۱
	۵۹ھ کے واقعات ☆ عبدالرحمٰن بن زیاد کی خراسان پر تقرری ☆ ابن زیاد کی بصرہ سے معزولی ☆ بنو زیاد کی ہجو ☆ متفرق واقعات ☆ وفیات ☆ غزوہ حصن کمخ	
❋	حواشی وحوالہ جات	۱۴۶
۲۰	بیسواں باب	۱۴۷
	۶۰ھ کے واقعات ☆ امیر معاویہ کی وفات ☆ امیر معاویہ کا نسب، ازواج و اولاد ☆ امیر معاویہ کے قضاۃ وکتاب ☆ امیر معاویہ کی اولیات ☆ امیر معاویہ کی سیرت ☆ یزید کی بیعت ☆ مدینہ سے ولید کی معزولی ☆ حسین ابن علی کو عبداللہ بن مطیع کا مشورہ ☆ حسین ابن علی کو اہل کوفہ کے خطوط ☆ حضرت حسین کی کوفہ روانگی ☆ متفرق واقعات ☆ وفیات	
❋	حواشی وحوالہ جات	۱۹۰
۲۱	اکیسوں باب	۱۹۲
	۶۱ھ کے واقعات ☆ امام حسین کی شہادت ☆ شہدائے کربلا کے نام ☆ ابو بلال مرداس بن حُدَیر حنظلی کا قتل ☆ سلم بن زیاد کی ولایت ☆ یزید بن زیاد اور طلحہ الطلحات کی ولایت بجستان ☆ عمرو بن سعید کی معزولی ☆ متفرق واقعات ☆ وفیات	
❋	حواشی وحوالہ جات	۲۴۸
۲۲	بائیسواں باب	۲۴۹
	۶۲ھ کے واقعات ☆ اہل مدینہ کے وفد کی شام روانگی ☆ عقبہ بن نافع کی دوبارا ولایت افریقہ ☆ کُسَیلہ بن لمزم بربری کا خروج ☆ زہیر بن قیس کی ولایت افریقہ ☆ متفرق واقعات ☆ وفیات	
۲۳	تیئیسواں باب	۲۵۷
	۶۳ھ کے واقعات ☆ جنگ حرہ ☆ متفرق واقعات ☆ وفیات	

Marfat.com

❁ حواشی وحوالہ جات ۲٦۷

۲۴ چوبیسواں باب ۲٦۹

٦۴ھ کے واقعات ☆ مسلم کی مکہ روانگی ☆ یزید بن معاویہ کی وفات ☆ یزید کی سیرت واخبار ☆ دو بیٹیں دو خلفاء ☆ یزید کی موت کے بعد بصرہ کے حالات ☆ یزید کی موت کے بعد کوفہ کے حالات ☆ عبداللہ بن حارث کی ولایت بصرہ ☆ ابن زیاد کا شام کی طرف فرار ☆ اہل رے کی مخالفت ☆ مروان بن حکم کی بیعت ☆ جنگ مرج راہط ☆ مروان کی فتح مصر ☆ اہل خراسان کی سلم ابن زیاد سے بیعت ☆ توابین ☆ خوارج اور عبداللہ بن زبیر میں علیحدگی ☆ مختار کی کوفہ آمد ☆ متفرق واقعات ☆ وفیات

❁ حواشی وحوالہ جات ۳۱۹

۲۵ پچیسواں باب ۳۲۱

٦۵ھ کے واقعات ☆ توابین کا خروج ☆ عبدالملک بن مروان اور عبدالعزیز بن مروان کی بیعت ☆ عراق کی طرف مروان کی مہم ☆ مدینہ کی طرف مروان کی مہم ☆ عبدالملک کی خلافت ☆ مروان بن حکم کے حالات ☆ نافع بن ازرق کا قتل ☆ مہلب بمقابلہ خوارج ☆ نجدہ بن عامر حنفی ☆ نجدہ کا قتل ☆ مصعب کی مدینے پر تقرری ☆ خانہ کعبہ کی تعمیر ☆ ابن خازم اور بنو تمیم کی جنگ ☆ متفرق واقعات ☆ وفیات

❁ حواشی وحوالہ جات ۳۵۵

۲٦ چھبیسواں باب ۳۵٦

٦٦ھ کے واقعات ☆ مختار کا کوفہ پر حملہ ☆ قاتلین حسین علیہ السلام سے بدلہ ☆ عمرو بن سعد اور دیگر کا قتل ☆ بصرہ میں مختار کی بیعت ☆ مختار کا ابن زبیر سے مکر ☆ ابن حنفیہ اور ابن زبیر ☆ فتنہ خراسان ☆ ابن اشتر بمقابلہ عبیداللہ ابن زیاد ☆ کرسی کا بیان ☆ متفرق واقعات ☆ وفیات

❁ حواشی وحوالہ جات ۴۰۳

۲۷ ستائیسواں باب ۴۰٦

Marfat.com

٦٧ھ کے واقعات ☆ عبیداللہ ابن زیاد کا قتل ☆ مصعب ابن زبیر کی ولایت بصرہ ☆ مختار کا قتل ☆ مصعب ابن زبیر کی معزولی ☆ متفرق واقعات ☆ وفیات

❁	حواشی وحوالہ جات	۴۲۴
۲۸	اٹھائیسواں باب	۴۲۸

٦٨ھ کے واقعات ☆ حمزہ کی معزولی ☆ خوارج فارس اور عراق میں ☆ قطری بن فجاء خارجی کی امارت ☆ رے کا محاصرہ ☆ عبیداللہ بن حر کا قتل ☆ متفرق واقعات ☆ وفیات

❁	حواشی وحوالہ جات	۴۴۴
۲۹	انتیسواں باب	۴۴۵

٦٩ھ کے واقعات ☆ عمرو بن سعید الاشدق کا قتل ☆ شام میں جراجمہ کی سرکشی ☆ متفرق واقعات ☆ وفیات

❁	حواشی وحوالہ جات	۴۵۲
۳۰	تیسواں باب	۴۵۳

٧٠ھ کے واقعات ☆ جنگ جفرہ ☆ عمیر بن حباب بن جعدہ السلمی کا قتل ☆ جنگ ماکسین ☆ جنگ ثرثار اول ☆ جنگ ثرثار ثانی ☆ جنگ قدین ☆ جنگ سکیر ☆ جنگ معارک ☆ جنگ لبی ☆ جنگ شرعبیہ ☆ جنگ بلیخ ☆ جنگ حشاک ☆ جنگ کحیل ☆ جنگ بشر

❁	حواشی وحوالہ جات	۴٦٧
۳۱	اکتیسواں باب	۴٦٨

٧١ھ کے واقعات ☆ مصعب بن زبیر کا قتل ☆ خالد بن عبداللہ کی ولایت بصرہ ☆ عبدالملک اور زفر بن حارث ☆ متفرق واقعات ☆ وفیات

❁	حواشی وحوالہ جات	۴۸٦
۳۲	بتیسواں باب	۴۸٧

Marfat.com

۷۲ھ کے واقعات ☆ خوارج ☆ ابو فُدیک خارجی کا خروج ☆ عبداللہ بن خازم کا قتل ☆ متفرق واقعات

۳۳ تینتیسواں باب ۴۹۳

۷۳ھ کے واقعات ☆ عبداللہ بن زبیر کا قتل ☆ عبداللہ بن زبیر کی سیرت ☆ محمد بن مروان کی ولایت جزیرہ و آرمینیہ ☆ ابو فُدیک خارجی کا قتل ☆ متفرق واقعات ☆ وفیات

❁ حواشی و حوالہ جات ۵۰۹

ضمیمہ:۱ (استلحاقِ زیاد) ۵۱۰

Marfat.com

Marfat.com

معروضات

عزالدین ابوالحسن علی بن محمد (م ۶۲۰ھ/۱۲۳۲ء) کی مشہور کتاب الکامل فی التاریخ کے اردو ترجمے کی یہ چوتھی جلد ہے۔ اس سے قبل یہ جلدیں شائع ہو چکی ہیں۔

۱۔ تاریخ الکامل، جلد اول، تخلیقِ کائنات سے دور فترت تک۔

۲۔ تاریخ الکامل، جلد دوئم، سیرت نبوی۔

۳۔ تاریخ الکامل، جلد سوئم، خلافت راشدہ۔

اب مزید دو جلدیں شائع ہو رہی ہیں۔

۴۔ تاریخ الکامل، جلد چہارم، خلافت بنوامیہ دمشق (۴۰ھ تا ۷۳ھ)

۵۔ تاریخ الکامل، جلد پنجم، خلافت بنوامیہ دمشق (۷۴ھ تا ۱۳۲ھ)

جہاں تک زیر نظر جلد چہارم کا تعلق ہے، اس کا جو نسخہ ہم دست ہوا، اس کے ابتدائی صفحات موجود نہیں تھے۔ لہٰذا مترجم کا نام اور اشاعت کی تفصیلات کا علم نہیں ہو سکا۔ البتہ اشاعت کا جو انداز تھا وہ کم و بیش جامعہ عثمانیہ والا تھا۔ لہٰذا ہم قیاساً کہہ سکتے ہیں کہ یہ ترجمہ دائرۂ عثمانیہ، حیدر آباد دکن سے شائع ہوا ہوگا۔ مترجم کا نام اور سنہ اشاعت بہر حال معلوم نہیں۔ اس مسودہ کو سامنے رکھ کر راقمہ نے ترجمے میں خاصا تصرف کیا ہے۔ انداز اور اسلوب ہر چیز تبدیل ہو گئی۔ ایک ایک سطر کا الکامل کے عربی نسخے، جو ڈاکٹر عمر عبدالسلام تدمری کی تحقیق کے ساتھ دار الکتب العربی، بیروت لبنان سے ۱۴۳۱ھ/

Marfat.com

۲۰۱۰ء میں شائع ہوا، سے موازنہ کر کے نظر ثانی کا فریضہ انجام دیا ہے۔ حواشی کا اہتمام کیا ہے جس کی تمام تر ذمہ داری راقمہ قبول کرتی ہے۔ اس حوالے سے ابھی مزید سفر باقی ہے۔ آپ سے دعاؤں کی درخواست ہے، تاکہ ابن اثیر کی یہ کتاب مکمل اردو میں ترجمہ کی جا سکے۔

نگار سجاد ظہیر، ڈاکٹر
پروفیسر (ر)، شعبہ اسلامی تاریخ،
کراچی، یونیورسٹی، کراچی

۶/اپریل ۲۰۱۶ء

Marfat.com

پہلا باب

۴۱ھ کے واقعات

حسن بن علی رضی اللہ عنہما کی خلافت سے دستبرداری

امیر المومنین حضرت علی سے ان کے لشکر کے چالیس ہزار آدمیوں نے موت تک ان کا ساتھ دینے کے وعدے سے بیعت کی تھی۔ یہ اس وقت کا واقعہ ہے کہ جب وہ ان لوگوں سے شام کے متعلق کچھ باتیں کرتے تھے۔ مگر اس اثنا میں کہ وہ روانگی کی تیاریاں کر رہے تھے شہید ہو گئے۔ حق یہ ہے کہ خدائے تعالیٰ کوئی کام کرنا چاہتا ہے تو اسے کوئی چیز نہیں روک سکتی۔ غرض کہ جب وہ شہید ہو گئے اور لوگوں نے بڑے بیٹے حسن (رضی اللہ عنہ) سے بیعت کر لی تو آپ کو یہ خبر ملی کہ معاویہ اہل شام کو ہمراہ لے کر ان پر حملہ کرنے والے ہیں۔ یہ سنتے ہی وہ اور ان کا لشکر جس نے (حضرت) علی کے ہاتھ پر بیعت کی تھی تیار ہو کر معاویہ کے مقابلے کے لیے کوفے سے روانہ ہوئے۔ اس عرصہ میں معاویہ مسکن تک پہنچ چکے تھے۔ ادھر (حضرت) حسنؓ نے مدائن تک پہنچ کر قیس بن سعد بن عبادۃ انصاری کو اپنے بارہ ہزار آدمیوں کے مقدمۃ الجیش کا سردار مقرر کر دیا۔ (یوں بھی بیان کیا جاتا ہے کہ حسنؓ نے مقدمۃ الجیش پر عبداللہ بن عباس کو مقرر کیا تھا۔ اور انھوں نے قیس بن سعد بن عبادہ کو فوج کے طلائعہ پر مقرر کیا۔) جب حسنؓ مدائن پہنچے تو کسی نے فوج میں بہ آواز بلند پکار کر کہا قیس بن سعد شہید ہو گئے۔ یہاں سے بھاگ چلو، یہ سنتے ہی لوگ حسنؓ کے خیمے میں گھس گئے اور آپ کا سامان لوٹنا شروع کیا۔ یہاں تک جس بچھونے پر آپ بیٹھے تھے اس کو بھی کھینچ لیا جس سے حسنؓ کا غصہ زیادہ ہو گیا۔ اور ان سے خوف زدہ ہو گئے وہ مدائن کے مقصورۃ البیضاء میں داخل ہو گئے۔ ان دنوں میں سعد بن مسعود ثقفی (مختار بن ابی عبید کے چچا) مدائن کے حاکم تھے۔ مختار اس زمانے میں بالکل نوجوان تھا۔ اس نے اپنے چچا سے کہا کہ "کیا آپ غنا

Marfat.com

اور شرف چاہتے ہیں'' سعد نے کہا'' وہ کیا ہے'' مختار نے جواب دیا کہ'' وہ یہ ہے کہ آپ حسنؓ کو باندھ لیں اور اس کے ذریعے سے معاویہ کی پناہ میں آجایئے''۔ اس کے چچا نے کہا'' تم پر لعنت ہو۔ کیا تم یہ چاہتے ہو کہ میں رسول اللہ ﷺ کے نواسے پر حملہ کروں اور اسے جکڑ دوں۔ تم بہت برے آدمی ہو۔''

آخر جب حسنؓ نے دیکھا کہ اس معاملے میں اختلاف رائے ہے تو انھوں نے معاویہ کو ایک خط لکھا جس میں چند شرائط بیان کیں اور لکھا کہ'' اگر آپ یہ باتیں مان لیں تو میں ساعت و اطاعت کے لیے حاضر ہوں۔ آپ کو چاہیے کہ آپ اُن شرائط کو ضرور پورا کریں۔'' پھر اپنے بھائی حسینؓ اور عبداللہ بن جعفر سے کہا کہ میں نے صلح کے بارے میں معاویہ کو مراسلہ لکھا ہے۔ (حضرت) حسینؓ نے کہا کہ'' میں آپ کو خدا کی قسم دے کر کہتا ہوں کہ آپ معاویہ کے قول کی تصدیق اور اپنے باپ کے قول کی تکذیب نہ کیجیے''۔ حسنؓ نے جواب دیا کہ'' خاموش رہو۔ میں اس معاملے کو تم سے زیادہ سمجھتا ہوں۔'' جب (حضرت) حسنؓ کا خط (حضرت) معاویہ کے پاس پہنچا تو انھوں نے اسے رکھ لیا۔ اس سے قبل وہ عبداللہ بن عامر اور عبدالرحمٰن بن سمرہ بن حبیب بن عبدشمس کو حسنؓ کے نام ایک کاغذ دے کر روانہ کر چکے تھے جو بالکل سادہ تھا اور جس کے نیچے مہر لگی ہوئی تھی۔ معاویہ نے ان کو لکھا کہ'' اس کاغذ کے نیچے مہر لگی ہوئی ہے۔ آپ اپنی شرائط درج کر دیجیے وہ شرائط مجھے قبول ہیں۔''

جب (حضرت) حسنؓ کے پاس وہ خط پہنچا تو انھوں نے معاویہ سے اس سے قبل کی پیش کردہ شرائط سے دگنی شرطیں کیں اور اس خط کو اپنے پاس رکھ لیا۔ الغرض جب حسنؓ نے امر خلافت معاویہ کے سپرد کر دیا اور ان سے ان کے مہر شدہ خط کی مندرجہ شرائط کا ایفا چاہا تو معاویہ نے انکار کر دیا اور کہا کہ جو کچھ آپ چاہتے تھے وہ میں آپ کو دے چکا ہوں۔ آخر کار جب دونوں میں صلح ہو گئی تو امام حسنؓ نے اہل عراق کے ایک مجمع میں کھڑے ہو کے فرمایا کہ'' اے اہل عراق۔ تین باتوں نے مجھ کو تم سے جدائی اختیار کرنے پر آمادہ کیا۔ تمہارا میرے باپ کو شہید کرنا، تمہارا خود مجھ پر نیزے کا وار کرنا اور میرے مال و متاع کو لوٹنا۔''

(حضرت) حسنؓ نے امیر معاویہ سے جو کچھ طلب کیا تھا وہ یہ تھا کہ کوفے کے بیت المال کی تمام رقم جس کی مقدار پچاس لاکھ تھی اور فارس کے دار اب جرد کا خراج انھیں دیا جائے اور یہ کہ (حضرت) علی کو سبّ وشتم نہ کیا جائے۔ معاویہ نے سب وشتم سے باز رہنے کو منظور نہ کیا۔ اس پر حسنؓ نے یہ مطالبہ کیا کہ ان کو ایسے وقت میں سب وشتم نہ کیا کریں کہ وہ سنتے ہوں۔ اس کو انھوں نے منظور کیا

Marfat.com

مگر بعد میں یہ شرط بھی پوری نہ کی۔ باقی رہا داراب جرد کا خراج، اسے اہل بصرہ نے یہ کہہ کر روک دیا کہ وہ ہمارے مالِ غنیمت میں سے ہے اور وہ ہم کسی کو نہ دیں گے۔ انھوں نے اس میں بھی معاویہ ہی کے حکم سے رکاوٹ پیدا کی تھی۔

معاویہ نے اس سال ربیع الاول کی چوبیسویں یا پچیسویں کو امر خلافت قبول کیا اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ربیع الاخر میں اور بعض کہتے ہیں کہ جمادی الاولی میں۔

کہتے ہیں کہ (حضرت) حسنؓ نے امر خلافت امیر معاویہ کو اس لیے سپرد کر دیا کہ جب انھوں نے تسلیم خلافت کے متعلق معاویہ کو مراسلہ بھیجا تو انھوں نے لوگوں کے سامنے تقریر کی اور خدائے تعالیٰ کی حمد وثنا کے بعد فرمایا:

"خدا کی قسم ہمیں کسی قسم کا شک یا ندامت اہل شام پر حملہ کرنے سے باز نہیں رکھ سکتی اور ہم ضرور اہل شام سے سلامت اور صبر کے ساتھ لڑتے مگر سلامت عداوت کی وجہ سے اور صبر بے قراری کی وجہ سے ضعیف و کمزور ہو گئے ہیں۔ جس وقت تم صفین کے میدان جنگ کی طرف جا رہے تھے تو تمہارا دین تمہاری دنیا کے آگے تھا مگر آج تمہارا حال یہ ہے کہ تمہاری دنیا تمہارے دین سے آگے ہے۔ سنو تم اس وقت دو کشتوں کے درمیان میں ہو۔ ایک کشتہ صفین جس کے لیے تم روتے ہو اور دوسرے کشتہ نہروان جس کے خون کا بدلہ لینا چاہتے ہو۔ جو اس وقت باقی ہے وہ ساتھ چھوڑ چکا ہے اور جو نالہ و بکا کر رہا ہے وہ حملہ کرنے والا ہے۔ ہاں۔ معاویہ ہمیں ایسے امر کی طرف دعوت دے رہا ہے جس میں نہ عزت ہے اور نہ انصاف۔ اگر تم موت چاہتے ہو تو ہم اُن کی دعوت کو رد کر سکتے ہیں اور تلواروں کی دھاروں پر خدائے تعالیٰ سے اس کا محاکمہ کرا سکتے ہیں۔ لیکن اگر تم حیات چاہتے ہو تو ہم اسے قبول کر لیں گے اور تمہارے لیے رضامندی طلب کریں گے" جواب میں لوگوں نے ہر طرف سے پکارنا شروع کیا کہ "ہم حیات چاہتے ہیں، ہم حیات چاہتے ہیں۔ آپ صلح کر لیجیے۔"

جب آپ نے امر خلافت کو معاویہ کے سپرد کرنے کا پختہ ارادہ کر لیا تو لوگوں کے سامنے تقریر کی اور فرمایا کہ "اے لوگو۔ ہم تو تمہارے امرا ہیں اور تمہارے مہمان ہیں۔ ہم لوگ تمہارے نبی کے وہ اہل بیت ہیں کہ خدائے تعالیٰ نے ان کی ہر آلودگی اور نجاست کو دور فرما کر ان کو پاک کر دیا

Marfat.com

ہے۔'' انھوں نے اس فقرے کو بار بار دہرایا۔حتیٰ کہ تمام مجلس میں کوئی شخص ایسا نہ رہا کہ جو رُو نہ رہا ہو اور روتے روتے ہچکی نہ لگ گئی ہو۔ القصہ جب وہ سب مل کر صلح کرنے کی غرض سے معاویہ کے پاس گئے تو دونوں صاحبوں نے انھیں شرائط پر آپس میں صلح کر لی جن کا ہم نے اوپر ذکر کیا ہے اور حسنؓ نے امر خلافت معاویہ کے سپرد کر دیا۔

(حضرت) حسنؓ کی مدت خلافت ساڑھے پانچ مہینے تھی۔ اور ان لوگوں کے خیال کے مطابق جو معاویہ سے معاہدہ ربیع الاخر میں بیان کرتے ہیں، چھ مہینے اور کچھ دن۔ اور جن کی رائے جمادی الاول میں سپرد خلافت کرنے کی ہے۔ سات مہینے اور چند دن کی ہوتی ہے واللہ اعلم۔

صلح ہونے اور حسنؓ کے معاویہ کے ہاتھ پر بیعت کرنے کے بعد معاویہ کوفے میں داخل ہوئے اور لوگوں نے ان سے بیعت کی۔ ادھر حسنؓ نے قیس بن سعد کو جو بارہ ہزار جوانوں کے مقدمتہ الجیش پر مامور تھے ایک خط لکھا جس میں ان کو یہ حکم دیا کہ وہ بھی معاویہ کی اطاعت کریں۔ اس پر قیس نے لوگوں کے مجمع میں کھڑے ہو کر تقریر کی اور کہا۔

''اے لوگو! اگر تم چاہتے ہو تو امام ضلالت کی اطاعت میں آجاؤ اور اگر چاہو تو غیر امام کے ساتھ جنگ کرو۔''

بعض لوگوں نے کہا کہ ''ہم امام ضلالت کی اطاعت میں داخل ہونا چاہتے ہیں'' چنانچہ انھوں نے بھی معاویہ سے بیعت کر لی اور قیس اپنے چند ہمراہیوں کو ساتھ لے کر وہاں سے ہٹ آئے۔

جب معاویہ کوفے پہنچ گئے تو عمرو بن عاص نے ان سے کہا کہ وہ حسنؓ کو حکم دیں کہ وہ لوگوں کے سامنے کھڑے ہو کر تقریر کریں تاکہ لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ وہ تقریر میں عاجز ہیں۔ چنانچہ معاویہ نے لوگوں کے سامنے تقریر کی اور حسنؓ کو حکم دیا کہ وہ بھی تقریر کریں۔ اس پر آپ کھڑے ہوئے اور خدائے تعالیٰ کی حمد و ثنا کے بعد فرمایا ''اے لوگو! اللہ تعالیٰ نے تم کو ہم میں سے پہلے شخص کے ذریعہ سے ہدایت دی اور آخر شخص کے ہاتھوں تمہارے خونوں کو محفوظ کیا۔ اس امر کے لیے ایک مدت معینہ ہے اور دنیا نام ہے گردشوں کا۔ اللہ عزوجل نے اپنے نبی ﷺ سے فرما دیا تھا کہ [کیا معلوم شاید کہ وہ تمہاری آزمائش ہو اور چند دن کی آسائش۔]'' جب انھوں نے یہ فرمایا تو معاویہ نے ان سے کہا کہ ''اب آپ تشریف رکھیے'' بلکہ یہ سن کر ان کو عمرو سے بغض ہو گیا۔ اور وہ ان سے کہنے لگے کہ ''یہ سب

Marfat.com

کچھ آپ کے کہنے پر عمل کرنے سے ہوا ہے۔“

(حضرت) حسنؓ اپنے اہل بیت، حشم اور خدم کے ساتھ مدینہ پہنچ گئے۔ جس وقت وہ سب کوفے سے روانہ ہوئے ہیں لوگ رو رہے تھے۔ کسی شخص نے حسنؓ سے پوچھا کہ ”آپ کو کس بات نے ایسا کرنے پر آمادہ کیا“ انھوں نے جواب دیا کہ ”مجھ کو دنیا سے نفرت ہوگئی اور میں نے دیکھا کہ اہل کوفہ بے اعتبار لوگ ہیں، یہ آپس میں سخت اختلاف رکھتے ہیں، نہ امور خیر میں ان کی کوئی خاص نیت ہے اور نہ امور شر میں۔ میرے والد کو ان سے بڑی بڑی تکلیفیں پہنچیں۔ اے کاش مجھے معلوم ہوتا کہ میرے بعد اور کس شخص سے وہ اچھا سلوک کریں گے یہ شہر سب شہروں سے پہلے برباد و تباہ ہو جائے گا“۔ جس وقت حسنؓ کوفے سے روانہ ہوئے ایک شخص نے ان کے پاس آکر کہا ”اے مسلمانوں کا منہ کالا کرنے والے“ حسن نے جواب دیا ”مجھے ملامت نہ کرو کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے خواب میں دیکھا تھا کہ بنو امیہ یکے بعد دیگرے ان کے منبر پر چڑھ رہے ہیں اس سے ان کو رنج ہوا تو خدائے تعالیٰ نے آیات اِنَّـــا اَعْطَیْنٰکَ الْکَوْثَر (اور کوثر جنت کی ایک نہر کا نام ہے) اور اِنَّـآ اَنْـزَلْـنٰهُ فِیْ لَیْلَةِ الْقَدْرِ ... خَیْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ فرمائیں اور خبر دی کہ آپ کے بعد بنو امیہ اس (خلافت) پر قابض ہو جائیں گے۔

معاویہ اور قیس بن سعد کی صلح

اسی سال معاویہ اور قیس بن سعد میں صلح ہوئی۔ اصل یہ ہے کہ قیس بن سعد صلح کرنے سے رک گئے تھے جس کا سبب یہ تھا کہ جب عبیداللہ بن عباس کو یہ خبر ہوئی کہ حسن خلافت کو معاویہ کے سپرد کرنے والے ہیں تو انھوں نے معاویہ کو خط لکھا اور اپنی جان و مال کی امان طلب کی۔ معاویہ نے قبول کیا اور عبداللہ بن عامر کو ایک لشکر جرار کے ساتھ ان کی طرف روانہ کر دیا۔ عبیداللہ بن عباس رات کے وقت اپنی فوج کو (جس پر وہ مامور تھے) بغیر امیر کے چھوڑ کر عبداللہ ابن عامر کی ملاقات کے لیے نکلے۔ اسی فوج میں قیس بن سعد بھی تھے۔ اہل فوج نے ان کو اپنا امیر بنالیا اور اپنے مال و جان کی قسمیں کھا کھا کر آپس میں عہد و پیمان کیا کہ جب تک معاویہ شیعان علیؓ اور ان کے دیگر ہمراہیوں کی شرائط نہ قبول کریں گے ان سے برابر جنگ کی جائے گی۔ یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ خود قیس ہی اس فوج کے مقدمہ کے سردار تھے (جیسا کہ اوپر بیان ہو چکا ہے) اور وہ معاویہ بن ابی سفیان کی امارت سے سخت متنفر تھے۔ جب ان کو

Marfat.com

حضرت حسنؓ بن علیؓ کے معاویہ سے صلح کرنے کی خبر ملی تو ایک جماعت کثیر ان کے ساتھ ہوگئی تاوقتیکہ معاویہؓ سے شیعان علیؓ اور ان کے متبعین کی جان و مال کی حفاظت کے لیے شرط نہ کرالی جائے ہم ان سے لڑتے رہیں گے۔ یہ سن کر معاویہ نے ایک مراسلہ لکھ کر قیس بن سعد کو اپنی اطاعت کی دعوت دی اور ایک سادہ کاغذ کے نیچے اپنی مہر لگا کر ان کے پاس بھیجا اور لکھا کہ آپ اس میں جو شرطیں چاہیں لکھ دیں میں ان کو پورا کروں گا۔ عمرو (بن عاص) نے معاویہ کو یہ رائے دی کہ ''آپ یہ کاغذ ان کے پاس نہ بھیجیں بلکہ ان سے جنگ کریں'' معاویہ نے کہا: ''ذرا ٹھہرو ہم ان لوگوں کو قتل نہیں کر سکتے جب تک اہل شام کے اتنے ہی آدمی قتل نہیں ہو جائیں گے۔ پھر اس کے بعد زندگی میں کچھ بھی مزہ نہ رہے گا خدا کی قسم میں قیس سے ہرگز نہ لڑوں گا جب تک میں یہ نہ سمجھ لوں کہ اُن سے جنگ کرنا بالکل ہی ناگزیر ہے''۔ غرض جب وہ سادہ کاغذ قیس کے پاس پہنچ گیا تو انھوں نے اس میں یہ شرائط درج کیں کہ ان کو اور شیعان علیؓ کو جان اور مال کی امان دی جائے مگر شرائط میں کوئی رقم طلب نہیں کی چنانچہ معاویہ نے ان کے حسب دلخواہ امور ان کو عطا کیے اور قیس اور ان کے ہمراہی معاویہ کی اطاعت میں داخل ہو گئے۔

جس وقت یہ فتنہ برپا ہوا ہے اس وقت پانچ آدمی ایسے تھے جن کو نہایت زیرک اور تیز فہم خیال کیا جاتا تھا اور وہی لوگ اہل عرب میں اصحاب رائے وفکر تھے۔ یعنی معاویہ، عمرو بن عاص، مغیرہ بن شُعبہ، قیس بن سعد اور عبداللہ بن بُدیل خزاعی۔ ان میں سے قیس اور ابن بدیل۔ (حضرت) علیؓ کے ہمراہ تھے اور مغیرہ طائف میں گوشہ نشین تھے۔

جب معاویہ کے لیے امر خلافت مستحکم ہو گیا تو سعد بن ابی وقاص ان کے پاس آئے اور کہا ''السلام علیک۔ اے بادشاہ'' معاویہ ہنس پڑے اور کہا کہ ''اے ابو اسحٰق اگر تم ''اے امیر المومنین'' کہتے تو تمہارا کیا حرج تھا؟'' انھوں نے جواب دیا کہ ''کیا آپ یہ بات خوش ہو کر کہہ رہے ہیں؟ خدا کی قسم جس طرح آپ نے خلافت حاصل کی ہے میں کبھی اس کو پسند نہیں کرتا۔''

خوارج کا خروج

ہم پہلے ہی ذکر کر چکے ہیں کہ فَروہ بن نوفل اشجعی پانچ سو خوارج لے کر علیحدہ ہو گیا تھا اور (حضرات) علیؓ وحسنؓ کے خلاف فوج کشی کو ترک کر کے شہرزور کی طرف چلا گیا تھا۔ جب حسنؓ نے امر

Marfat.com

خلافت معاویہ کے سپرد کر دیا تو انھوں نے کہا کہ اب وہ وقت آ گیا ہے جس میں کسی قسم کا شک نہیں ہوسکتا۔لہٰذا اب معاویہ کی طرف چلو اوران سے جہاد کرو۔ چنانچہ خوارج فروہ کو اپنا سردار بنا کر روانہ ہوئے اور کوفے کے قریب مقام نُخَیلَہ میں ٹھہرے۔اس اثنا میں حسنؓ مدینے کے ارادے سے روانہ ہو چکے تھے۔معاویہ نے ان کو خط لکھ کر فروہ کے مقابلے کے لیے بلایا۔معاویہ کا قاصد ان کو قادسیہ میں یا اس کے قریب ملا مگر وہ واپس نہ آئے بلکہ یہ لکھ بھیجا کہ ''اگر میں اہل قبیلہ میں سے کسی کے خلاف جنگ کرنا چاہتا تو سب سے پہلے آپ ہی سے لڑتا مگر میں نے آپ کو امت کی بہبودی اوران کے جان و مال کی حفاظت کے لیے چھوڑ دیا ہے۔''

معاویہ نے اہل شام کی ایک جماعت کو خوارج کے مقابلے کے لیے روانہ کیا۔لڑائی ہوئی اوراہل شام کو شکست ہوئی۔معاویہ نے اہل کوفہ سے کہا کہ ''خدا کی قسم جب تک تم خوارج کو نہ روک دو گے میں تم کو کسی طرح امان نہ دوں گا۔'' اس پر اہل کوفہ نے نکل کر ان کا مقابلہ کیا مگر خوارج نے اہل کوفہ سے کہا کہ ''کیا معاویہ ہمارے اور تمہارے دونوں کے دشمن نہیں؟ تم ہمیں ان سے لڑنے دو اگر ہم جیت گئے تو ظاہر ہے کہ تم کو تمہارے دشمن سے بچادیں گے اور اگر وہ جیت گئے تو تم ہم سے بچ گئے۔'' انھوں نے جواب دیا کہ ''ہم تم سے ضرور لڑیں گے۔'' اور خوارج کے دلیر ترین آدمی فروہ کو پکڑ لیا، اس سے گفتگو کرتے رہے، اس کو نصیحتیں کیں مگر وہ باز نہ آیا تو اہل کوفہ ان کو جبراً وقہراً پکڑ کر کوفہ لے گئے۔

فروہ کے بعد خوارج نے قبیلہ طے کے ایک شخص عبداللہ بن ابی الحوساء کو اپنا امیر بنالیا اور ماہ ربیع الاول (اور بقول بعض ماہ ربیع الثانی) میں اہل کوفہ نے ان سے جنگ شروع کی اوران کو قتل کر دیا۔ابن ابی الحوساء بھی جنگ میں مارا گیا جس وقت یہ خوارج کا امیر بنایا گیا ہے اس وقت سے اسے حکومت سے خطرہ ہو گیا تھا کہ وہ اسے ضرور سولی دے دیں گے چنانچہ اس نے یہ اشعار کہے:

[ہماری روحوں کے قبض ہوجانے کے بعد مجھے اس کی پروانہیں کہ تم ہمارے جسم کے
جوڑوں اور ہمارے چہرے کی کھالوں کے ساتھ کیا سلوک کرتے ہو۔
سورج، چاند، کہکشاں، نسر واقع اور نسر طائر مقررہ روش سے برابر چلتے رہیں گے۔
مجھے معلوم ہو گیا ہے، اور بہترین قول وہی ہے جو سب سے زیادہ نفع بخش ہو، کہ خوش
نصیب وہی ہے جو آگ سے نجات پائے۔]

Marfat.com

حوثرہ بن ذراع کا خروج

ابن ابی الحوساء کے قتل ہونے کے بعد تمام خوارج نے اتفاق کر کے حوثرہ بن ذراع بن مسعود اسدی کو اپنا سردار بنا لیا۔ اس نے کھڑے ہو کر تقریر کی جس میں فروہ بن نوفل کی عیب جوئی کی کہ اس نے علیؓ سے جنگ کرنے میں شک کیوں کیا۔ پھر خوارج کو دعوت جنگ دی اور براز الرُّوز سے روانہ ہو کر نخیلہ پہنچنے تک وہاں اس کے پاس ڈیڑھ سو آدمی جمع ہو گئے تھے۔ وہاں پہنچنے پر ابن ابی الحوساء کی شکست خوردہ فوج بھی اس سے آملی، جس کی تعداد تھوڑی تھی۔ معاویہ نے حوثرہ کے باپ کو بلا کر کہا کہ تم جا کر اپنے بیٹے سے ملو شاید تم کو دیکھ کر کچھ رقیق القلب ہو جائے۔ چنانچہ ابو حوثرہ باہر آیا اور اپنے بیٹے سے گفتگو کی اور قسمیں دے کر کہا کہ "کیا میں تمہارے پاس تمہارے بیٹے کو لے کر نہ آؤں؟ ممکن ہے کہ تم اسے دیکھ کر اس کی جدائی کو ناپسند کرو۔" اس نے جواب دیا کہ "میں اپنے بیٹے کی ملاقات سے زیادہ ایک کافر کے ہاتھ سے نیزے کی ایسی ضرب کا مشتاق ہوں کہ جس میں میں تھوڑی دیر تڑپتا رہوں۔" یہ سن کر اس کا باپ واپس چلا گیا اور معاویہ سے اس کا قول بیان کر دیا۔ اس پر معاویہ نے عبداللہ بن عوف احمر کو دو ہزار کی فوج دے کر اس کے مقابلے کے لیے روانہ کیا۔ ان میں حوثرہ کا باپ بھی تھا۔ وہاں پہنچ کر اس نے اپنے بیٹے کو مقابلے کے لیے بلایا مگر حوثرہ نے کہا کہ میرے سوا تمہارے لیے اور مقابل بہت ہیں۔ ابن عوف جان توڑ کر ان پر پل پڑا اور خوب زور شور سے لڑائی ہوئی۔ حوثرہ نے عبداللہ بن عوف سے مقابلہ کیا۔ ابن عوف نے ایک نیزہ مار کر اسے قتل کر دیا۔ اس کے سب ہمراہی بھی کام آئے صرف پچاس آدمی زندہ بچے اور وہ سب کے سب ماہ جمادی الآخر ۴۱ھ میں کوفے میں داخل ہوئے۔ جب ابن عوف نے حوثرہ کی پیشانی پر سجدے کا نشان دیکھا اور اس طرح اس کا عابد و زاہد ہونا معلوم ہوا تو اسے اس کے قتل پر ندامت ہوئی اور اس نے یہ اشعار پڑھے:

[میں نے بنو اسد کے بھائی کو بیوقوفی اور جہالت سے قتل کیا مجھے اپنے باپ کی جان کی قسم! میں نے اچھا نہ کیا۔

میں نے ایک نمازی اور شب زندہ دار کو قتل کیا جو اکثر رنج و تکلیف میں مبتلا رہتا تھا۔
نیک اور میانہ رو آدمی تھا۔ میں نے دنیا کو حاصل کرنے کے لیے ایک متقی کو قتل کیا۔

Marfat.com

یہ میری بدبختی اور کم نصیبی کے لچھن ہیں۔

اے میرے خدا میں نے جو کچھ خطأ یا عمداً گناہ کیے ہیں ان کو بخش دے اور میری توبہ قبول کر۔]

فروہ بن نوفل کا خروج

معاویہ کے چلے جانے کے بعد فروۃ بن نوفل اشجعی نے (گورنرِ کوفہ) مغیرہ بن شعبہ پر فوج کشی کی مغیرہ نے اس کے مقابلے کے لیے ایک فوج روانہ کی جس کا سردار شبت بن ربعی اور بقول بعض معقل بن قیس تھا۔ شہر زُور کے مقام پر فروۃ سے اس کی مڈبھیڑ ہوئی اور فروہ قتل ہوا یہ بھی کہا جاتا ہے کہ وہ سوادِ عراق کے کسی مقام پر قتل ہوا تھا۔

شبیب بن بَجرہ

جب ابن ملجم نے حضرت علیؓ کو شہید کیا تو شبیب اس وقت اس کے ہمراہ تھا جب معاویہ کوفے میں داخل ہوئے تو شبیب ان کا تقرب حاصل کرنے کے لیے ان کے پاس گیا اور کہا کہ ''میں نے اور ابن ملجم نے علیؓ کو شہید کیا تھا۔'' یہ سن کر معاویہ خوف کے مارے اپنی جگہ سے اُچھل پڑے اور اپنے گھر میں چلے گئے۔ پھر اشجع کو بلا کر کہا کہ ''اگر میں نے اب شبیب کو کبھی یہاں دیکھا یا مجھے یہ معلوم ہوا کہ وہ میرے دروازے پر ہے تو میں تم سب کو ہلاک کر ڈالوں گا۔ اسے اپنے شہر سے نکال دو۔''
جب رات ہوئی تو شبیب نکلا اور جو شخص راستے میں ملا اُسے قتل کرتا گیا۔

جب مغیرہ والی کوفہ مقرر ہوئے تو اس نے کوفے کے قریب کے مقام قُفّ (یا طف) سے اُن پر حملہ کیا۔ مغیرہ نے اس مقابلے کے لیے چند سوار بھیجے جن کا سردار خالد بن عرفطۃ اور بقول بعض معقل بن قیس تھا۔ جنگ ہوئی اور شبیب اور اس کے ہمراہی قتل ہو گئے۔

مُعین خارجی

مغیرہ کو اطلاع ملی کہ معین بن عبداللہ خروج کا ارادہ رکھتا ہے یہ شخص قبیلۂ محارب میں سے تھا۔ اس کا اصل نام مَعن تھا لیکن وہ اس لفظ کی تصغیر یعنی مُعین کے نام سے مشہور تھا۔ مغیرہ نے اس کے

Marfat.com

مقابلے کے لیے چند آدمی بھیجے۔ اس وقت اس کے پاس ایک جماعت تھی مگر وہ پکڑا گیا اور قید کر دیا گیا۔ مغیرہ نے اس کے حال کی اطلاع معاویہ کو دی انھوں نے لکھا کہ ''اگر وہ میرے خلیفہ ہونے کے شہادت دیتا ہے تو اُسے چھوڑ دو۔'' چنانچہ مغیرہ نے اسے بلا کر اس سے سوال کیا کہ ''کیا تم شہادت دیتے ہو کہ معاویہ خلیفہ اور امیر المومنین ہیں۔'' اس نے جواب دیا کہ ''میں شہادت دیتا ہوں کہ خدائے تعالیٰ برحق ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ قیامت ضرور آئے گی اور جو لوگ قبروں میں ہیں خدائے تعالیٰ ان کو اٹھائے گا۔'' انھوں نے معین کے قتل کا حکم دیا اور قبیصۃ الھلالی نے اس کو قتل کر دیا۔

بشر بن مروان کے عہد ولایت میں خوارج میں سے ایک شخص قبیصہ کے دروازے پر جا کر بیٹھ گیا اور جونہی قبیصہ اندر سے نکلا اسے قتل کر دیا۔ قاتل کا کچھ سراغ نہ ملا تا آنکہ اس نے شبیب بن یزید کے ہمراہ خروج کیا اور کوفہ پہنچ کر کہا کہ ''اے اللہ کے دشمنو! میں قبیصہ کا قاتل ہوں۔''

ابو مریم کا خروج

اس کے بعد مریم مولائے بنو حارث بن کعب نے خروج کیا۔ اس کے ہمراہ قطام اور کُحیلۃ نامی دو عورتیں تھیں۔ یہ پہلا شخص ہے جس کے ہمراہ عورتیں بھی حملہ آوری کے لیے نکلیں۔ ابو بلال ابن اُدیہ نے اس فعل کو برا کہا مگر ابو مریم نے جواب دیا کہ ''رسول خدا ﷺ کے اور مسلمانوں کے ہمراہ عورتیں شام میں جنگ آزمائی کر چکی ہیں بہر حال ان دونوں کو جلد ہی واپس بھیج دوں گا۔'' چنانچہ اس نے ان دونوں کو واپس بھیج دیا۔ مغیرہ نے جابر بجلی کو اس کے مقابلے کے روانہ کیا۔ مقام بادوریا میں دونوں میں جنگ ہوئی جس میں ابو مریم اور اس کے ہمراہی قتل ہوئے۔

ابو لیلیٰ کا خروج

ابو لیلیٰ ایک سیاہ فام، طویل قامت شخص تھا۔ ایک مرتبہ وہ کوفے کی مسجد کے دروازوں کو پکڑ کر کھڑا ہو گیا اس وقت وہاں چند اشراف کوفہ بھی بیٹھے ہوئے تھے۔ ان سے مخاطب ہو کر اس نے بہ آواز بلند ان کو اپنے ساتھ شریک ہونے کی دعوت دی مگر کسی نے اس کی پروانہ کی تاہم جب وہ وہاں سے روانہ ہوا تو تیس موالی اس کے ہمراہ ہو گئے تھے۔ مغیرہ نے معقل بن قیس الریاحی کو اس سے لڑنے

Marfat.com

کے لیے روانہ کیا جنھوں نے ۴۲ھ میں کوفے کے گردونواح کے کسی گاؤں میں اسے قتل کر دیا۔

کوفہ پر مغیرہ بن شُعبہ کی تقرری

اس سال معاویہ نے عبداللہ بن عمرو بن عاص کو عاملِ کوفہ مقرر کیا۔ مغیرہ بن شُعبہ ان کے پاس گئے اور کہا کہ ''آپ نے عبداللہ کو کوفے کا اور ان کے باپ کا مصر کا عامل مقرر کیا ہے اس کے معنی یہ ہیں کہ آپ شیر کی دو کچلیوں کے مابین ایک امیر ہوں گے۔'' اس پر معاویہ نے عبداللہ کو کوفے سے معزول کر کے مغیرہ کو وہاں کا عامل مقرر کر دیا چونکہ عمرو کو معلوم ہو گیا تھا کہ مغیرہ نے ان کے متعلق معاویہ سے کیا کہا ہے اس لیے وہ بھی معاویہ کے پاس پہنچے اور ان سے کہا کہ ''آپ نے مغیرہ کو محکمہ خراج پر مقرر کیا ہے۔ وہ مال اُڑا دے گا اور آپ کو اتنی استطاعت نہ ہو گی کہ پھر ان سے واپس وصول کر سکیں۔ بہتر یہ ہے کہ آپ خراج پر ایک ایسے شخص کو مقرر کریں جو آپ سے ڈرے اور بچتا رہے''۔ اس پر معاویہ نے مغیرہ کو محکمہ خراج سے معزول کر کے نماز کا حاکم مقرر کیا۔

جب مغیرہ کوفے کے والی مقرر ہو گئے تو انھوں نے کثیر بن شہاب کو رَے پر مامور کیا۔ کثیر رَے کے منبر پر سے (حضرت) علی کو سب و شتم کیا کرتے تھے۔ وہ زیاد کے والی کوفہ ہونے تک وہیں رہے بلکہ زیاد نے ان کو اس پر مستقل کر دیا۔ انھوں نے عبداللہ بن حجاج تغلبی کو ہمراہ لے کر دیلم پر حملہ کیا۔ عبداللہ نے ایک دیلمی کو قتل کر کے اس کے سامان پر قبضہ کر لیا۔ مگر اسے کثیر نے ان سے لے لیا۔ عبداللہ نے ان کو خدا کی قسم دے کر واپس مانگا مگر کثیر نے اسے دینے سے انکار کیا۔ اس لیے عبداللہ نے چھپ کر کثیر پر تلوار کا وار کیا یا شاید یہ ہوا کہ ایک عصا مار کر ان کے چہرہ کو ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا۔ اور یہ شعر پڑھا۔ (ترجمہ):

> [خندف کے بیٹوں کو یہ خبر کون پہنچائے گا کہ میں نے ابن شہاب سے اپنا کینہ پورا کر لیا۔ میں نے اسے ایک رات اس کے مکان کے نواح میں پایا اور آگے بڑھ کر اس کے دانتوں پر وار کیا۔ تو تو دشمنی کرنے والا اور ظالم ہے تو کیوں میری گردن اور میری ایذا دہی سے نہیں ڈرا۔]

Marfat.com

بُسر کی حکومت بصرہ

اسی سال بُسر بن ابی ارطاۃ بصرے کا والی مقرر ہوا۔ اس کا سبب یہ تھا کہ جب (حضرت) حسنؓ نے ۴۱ھ کے شروع میں معاویہ سے صلح کر لی تو حمران بن ابان یکبارگی بصرہ پر چڑھ دوڑا اور اس پر قابض ہو گیا۔ اس لیے معاویہ نے بُسر بن ابی ارطاۃ کو اس کے مقابلے کے لیے روانہ کیا اور اس کو زیاد بن ابیہ کی اولاد کے قتل کا حکم دیا۔ ان دونوں زیاد فارس میں تھا۔ جہاں اس کو (حضرت) علیؓ بن ابی طالب نے عامل بنا کر روانہ کیا تھا۔ جب بُسر بصرہ پہنچا تو اس نے منبر پر خطبہ پڑھا۔ جس میں حضرت علیؓ پر سب و شتم کیا۔ پھر کہا کہ ''میں خدا کی قسم دے کر کہتا ہوں کہ جو شخص سمجھتا ہے کہ میں صادق ہوں وہ مجھے سچا کہہ دے اور جو مجھے جھوٹا جانتا ہے وہ جھوٹا کہہ دے'' ابوبکرہ نے کہا کہ ''ہم تو یہی جانتے ہیں کہ تو جھوٹا ہے۔'' بُسر نے حکم دیا کہ اس کا فوراً گلا گھونٹ دیا جائے مگر ابولؤلؤہ الضبی نے کھڑے ہو کر اپنے آپ کو ان دونوں کے درمیان ڈال دیا اور اس طرح معاملہ رفع دفع ہو گیا۔ ابوبکرہ نے اسے ایک سو جریب زمین دے دی۔ کسی نے ابوبکرہ سے پوچھا کہ تم نے ایسا کیوں کیا؟ اس نے جواب دیا کہ ''چونکہ وہ ہمیں خدا کی قسم دے کر پوچھتا ہے اس لیے ہم اس کو سچا نہیں کہتے۔'' معاویہ نے زیاد کو خط لکھا کہ ''تمہارے پاس خدائے تعالیٰ کے مال میں جو کچھ مال ہے اس کو ادا کر دو۔'' زیاد نے جواب دیا کہ ''میرے پاس اس میں سے کچھ بھی باقی نہیں ہے بلکہ جو کچھ میرے پاس تھا وہ میں مصارف ضروریہ میں خرچ کر چکا ہوں۔ اس کا کچھ حصہ میں نے اس غرض سے محفوظ رکھ چھوڑا ہے کہ کبھی کوئی مصیبت پڑے تو کام آئے اس کے بعد جو کچھ فاضل بچا وہ میں نے امیر المومنین رحمتہ اللہ علیہ کو دے دیا۔'' معاویہ نے اس کا یہ جواب دیا کہ ''تم یہاں آ جاؤ جس کام پر تم مامور تھے ہم خود اس میں غور کر لیں گے۔ یا تو ہمارا تمہارا فیصلہ بالکل صاف ہو جائے گا اور یا تم پھر جائے امن کو واپس چلے جانا۔'' چونکہ زیاد ایسا کرنے سے باز رہا۔ اس لیے بُسر نے زیاد کے تین بڑے لڑکے یعنی عبدالرحمٰن، عبیداللہ اور عباد کو گرفتار کر لیا اور زیاد کو لکھ کر بھیجا کہ ''یا تو تم امیر المومنین کے پاس آ ؤ ورنہ میں تمہارے بیٹوں کو قتل کر دوں گا۔'' زیاد نے جواب میں لکھا کہ ''جب تک خدائے تعالیٰ میرے اور تیرے آقا کے مابین فیصلہ نہ فرمائے میں اپنی جگہ سے سرکنے والا بھی نہیں۔ اگر تم نے میرے بچوں کو قتل کر دیا تو ظاہر ہے کہ آخری بازگشت خدا ہی کی

Marfat.com

طرف ہے اور بعد میں حساب بھی ہوگا اور یہ بھی سمجھ لو کہ [ظالموں کو عنقریب معلوم ہو جائے گا کہ وہ کیسا پلٹا کھاتے ہیں۔]۵ بُسر نے ان لڑکوں کو قتل کا ارادہ کیا ہی تھا کہ ابوبکرہ اس کے پاس آیا اور کہا کہ "تم نے میرے بھائی کے بچوں کو بے گناہ گرفتار کر رکھا ہے۔ حسنؓ نے معاویہ سے اس بات پر صلح کی تھی کہ شیعانِ علی کی جان اور مال کو امان دی جائے گی۔ ظاہر ہے کہ اب نہ ان لڑکوں کے خلاف کوئی سبیل ہے اور نہ ان کے باپ کے خلاف۔ چند دنوں کی مہلت دو تا کہ میں معاویہ کا خط لے آؤں۔" اس کے بعد ابوبکرہ سوار ہو کر معاویہ کی طرف روانہ ہوئے جو اس وقت کوفے میں تھے اور ان کے پاس پہنچ کر ان سے کہا کہ "اے معاویہ! لوگوں نے تم سے اس بات پر بیعت نہیں کی تھی کہ تم اطفال کو قتل کیا کرو۔" انھوں نے کہا "ابوبکرہ وہ کیا بات ہے؟" ابوبکرہ نے جواب دیا کہ "بُسر میرے بھائی زیاد کے بچوں کو قتل کرنا چاہتا ہے۔" معاویہ نے ابوبکرہ کو ان لڑکوں کے رہا کیے جانے کا حکم لکھ کر دے دیا۔ وہ معاویہ کے اس خط کو لے کر وہاں سے واپس چلا اور عین اپنے وعدے کے دن بصرہ پہنچ گیا۔ اس دوران بُسر آفتاب کے طلوع ہوتے ہی زیاد کے بچوں کو لے کر باہر نکل آیا تھا اور غروب آفتاب کا انتظار کر رہا تھا کہ انھیں قتل کیا جائے۔ لوگ بھی تماشہ دیکھنے کو جمع ہو چکے تھے اور ابوبکرہ کا انتظار کر ہی رہے تھے کہ اتنے میں ابوبکرہ ایک تاتاری النسل گھوڑے کو بڑی شدت سے بھگاتا اور بلند ہوتا دکھائی دیا۔ وہ وہاں تک پہنچا اور اتر پڑا اس نے تکبیر کہی اور لوگوں نے بھی تکبیر کا نعرہ بلند کیا۔ وہ پیدل بھاگتا ہوا آیا اور بُسر کے پاس پہنچ کر (حضرت) معاویہ کا خط اس کے حوالے کر دیا اور بُسر نے ان کو رہا کر دیا۔

جب (حضرت) علیؓ شہید کیے گئے تو معاویہ نے زیاد کو ایک خط لکھا تھا جس میں انھوں نے اس کو تہدید کی تھی۔ اس خط کو پڑھ کر زیاد نے لوگوں کے سامنے تقریر کی اور کہا کہ "مجھے تعجب ہوتا ہے کہ جگر خوار کا یہ بیٹا۶، یہ نفاق وشقاق کی کان، یہ رئیس الاحزاب، مجھے دھمکاتا اور ڈراتا ہے حالانکہ میرے اور اس کے درمیان رسول اللہ ﷺ کے چچیرے بھائی یعنی ابن عباس اور حسنؓ بن علیؓ کے ستر ہزار مسلح شمشیر زن سپاہیوں کا واسطہ ہے۔ خدا کی قسم اگر وہ مجھے اکیلا مل جائے تو وہ مجھے آگ بھبوکا اور تلوار کا دھنی پائے گا۔" جب حسنؓ نے معاویہ سے صلح کر لی اور معاویہ کوفہ پہنچ گئے تو زیاد اس قلعے میں پناہ گزیں ہو گیا جو قلعہ زیاد کے نام سے موسوم ہے۔

مندرجہ بالا واقعہ میں جن لوگوں کا خیال ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے ابن عم سے مراد ابن

Marfat.com

عباس ہیں، درست نہیں کیونکہ ابن عباس، (حضرت) علیؓ سے ان کی حیات میں ہی جدا ہو گئے تھے۔

کہتے ہیں کہ معاویہ نے حضرت علیؓ کے زمانۂ حیات میں زیاد کو یہ خط لکھا تھا اور زیاد نے یہ الفاظ بولے اور ان سے حضرت علیؓ ہی سے مراد لی۔ زیاد نے حضرت علیؓ کو اس کی اطلاع دے دی تھی جو معاویہ نے اس کو لکھا تھا اور حضرت علیؓ کی طرف سے اس کا جواب مشہور ہے چنانچہ ہم نے معاویہ اور زیاد کے الحاق کے بیان میں اس کا ذکر کیا ہے۔

ابن عامر کی ولایت بصرہ

اس کے بعد معاویہ نے ارادہ کیا کہ عتبہ بن ابی سفیان کو والی بصرہ مقرر کریں مگر ابن عامر نے اُن سے کہا کہ "بصرے میں میری ودیعتیں اور اموال ہیں اگر مجھے وہاں کا گورنر مقرر نہ کریں گے تو وہ سب کچھ جاتا رہے گا"۔ اس پر معاویہ نے اسے والی بصرہ مقرر کر دیا چنانچہ وہ ۴۱ھ کے اواخر میں وہاں پہنچ گیا اس کے علاوہ خراسان اور بحستان بھی اسی کے ماتحت کر دیئے۔ اس نے حبیب بن شہاب کو شرطہ اور عمرو کے بھائی عمیرہ بن یثربی کو قضاء پر مامور کیا۔

جنگ جمل کے بیان میں ہم کہہ چکے ہیں کہ عمیرہ اس میں شہید ہوئے تھے لیکن یہ بھی کہا جاتا ہے کہ عمیرہ نہیں بلکہ عمرو شہید ہوئے تھے۔ خدا ہی کو معلوم ہے کہ ان میں سے کون سا قول صحیح ہے۔

قیس بن ھیثم کی ولایت خراسان

اسی سال ابن عامر نے قیس بن الھیثم السلمی کو خراسان پر مامور کیا۔ اس عرصے میں بادغیس ہرات اور بوشنج کے باشندوں نے اطاعت سے انحراف کیا۔ اس لیے وہ بلخ پہنچا اور وہاں کے نُو بہارے کو تباہ و برباد کیا۔ اس کام کو عطاء بن سائب المعروف بہ خشک (مولائے بنولیث) نے سرانجام دیا۔ اس کو خشک اس وجہ سے کہتے ہیں کہ وہ مسلمانوں میں پہلا شخص تھا جو شہر ہرات میں اس کے خشک نامی دروازے سے داخل ہوا۔ اس نے بلخ کے تین دریاؤں پر ایک ایک فرسخ کے فاصلے پر پل بنوائے جن کو "قناطر عطا" کہتے ہیں۔ اس کے بعد اہل بلخ نے صلح کرنا اور دوبارہ اطاعت میں داخل ہونا چاہا لہٰذا قیس (اور بقول ربیع بن زیاد) نے ۵۱ھ میں ان سے صلح کر لی۔ اس کا ذکر آگے آئے گا۔ پھر قیس، ابن

Marfat.com

عامر کے پاس آیا اور اس نے اس کو زدوکوب کر کے اس کو قید کر دیا اور عبداللہ بن خازم کو عامل بنایا۔ ہرات، بادغیس اور بوشنج کے اہالی نے اس کے پاس پیغام بھیجا کہ ہم صلح کرنا چاہتے ہیں اس نے ان سے صلح کر لی اور تمام مال ومتاع ابن عامر کے پاس بھیج دیا۔

سَہم بن غالب کا خروج

اس سال سَہم بن غالب ھُجیمی ستر آدمیوں کو لے کر (والی بصرہ) ابن عامر پر حملہ آور ہوا۔ اس کے ان ہمراہیوں میں خطیم الباھلی بھی شامل تھا۔ اس کا اصل نام یزید بن مالک تھا مگر اس کو خطیم اس وجہ سے کہتے ہیں کہ اس کے چہرے پر ایک مرتبہ چوٹ لگی تھی۔ غرض کہ یہ لوگ وہاں سے روانہ ہو کر جسر ین اور بصرہ کے درمیان میں ٹھہرے۔ عُبادہ بن فرص لیثی اپنے بیٹے اور بھتیجے کو ساتھ لیے ہوئے جنگ سے واپس ہوتے ہوئے ان کے پاس سے گزرے۔ خوارج نے ان سے پوچھا کہ ''تم کون ہو؟'' انھوں نے جواب دیا کہ ''ہم مسلمان ہیں۔'' خوارج نے کہا ''جھوٹ بولتے ہو۔'' عُبادہ نے کہا کہ ''سبحان اللہ۔ تم ہم کو اسی طرح قبول کر لو جس طرح رسول اللہ ﷺ نے مجھ کو قبول فرمایا تھا۔ میں نے ان کی تکذیب کی تھی اور ان کے خلاف لڑا تھا مگر جب میں ان کی خدمت میں حاضر ہو کر مسلمان ہو گیا۔ تو انھوں نے مجھے قبول فرمایا۔'' خوارج نے پھر کہا کہ ''نہیں تم کافر ہو۔'' اور یہ کہتے ہوئے اس کو، اس کے بیٹے اور بھتیجے کو قتل کر ڈالا۔

اس کے بعد عامر بذات خود ان خوارج سے جنگ کرنے کے لیے نکلا۔ چنانچہ لڑائی میں خوارج کے متعدد آدمی ہلاک ہوئے اور باقی ایک جنگل کی طرف فرار ہو گئے۔ ان فراریوں میں سَہم اور خطیم بھی شامل تھے۔ ابن عامر نے ان کو امان دینی چاہی اور ان کے قبول کرنے پر ان کو امن دے دیا وہ وہاں سے واپس آ گئے۔ امیر معاویہ نے اس کو ایک خط کے ذریعے سے حکم دیا کہ یہ سب قتل کیے جائیں۔ ابن عامر نے لکھ بھیجا کہ میں نے ان کو آپ کے وعدہ امن کے سپرد کر دیا ہے۔ جب زیاد ۵۴ھ میں بصرہ پہنچا تو سَہم اور خطیم وہاں سے بھاگ کر اہواز پہنچے وہاں ایک جماعت سَہم کے گرد جمع ہو گئی۔ وہ انھیں ہمراہ لے کر بصرے کی طرف روانہ ہوا۔ راستے میں چند آدمیوں کو گرفتار کر لیا مگر جب انھوں نے اپنا یہودی ہونا ظاہر کیا تو ان کو چھوڑ دیا۔ مگر قدامۃ بن مظعون کے مولی سعد کو قتل کر دیا۔ بصرہ

Marfat.com

پہنچنے پر اس کے آدمی اسے چھوڑ چھاڑ الگ ہو گئے۔ یہ حالت دیکھ کر سہم روپوش ہو گیا بعض لوگوں کا خیال ہے کہ انھوں نے اسے روپوشی کے بعد چھوڑا ہے اس کے بعد اس نے امان طلب کی۔ اسے خیال ہوا کہ جس طرح ابن عامر نے اس سے اچھا سلوک کیا تھا ویسا ہی زیاد بھی کرے گا مگر زیاد نے اُسے امان نہ دی بلکہ اس کی تلاش کی۔ لوگوں نے اُسے اطلاعات پہنچائیں لہٰذا اسے گرفتار کر کے گھر میں مصلوب کر دیا۔ بعض لوگ یوں بیان کرتے ہیں کہ سہم زیاد کی موت تک برابر روپوش ہی رہا اور بعد میں ۵۴ء میں عبیداللہ بن زیاد نے اسے گرفتار کر کے اس کو مصلوب کیا اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ یہ واقعہ اس سے قبل کا ہے اس کے متعلق ایک خارجی کہتا ہے۔ (ترجمہ اشعار):

[اگر جماعتیں سہم بن غالب کو سولی دینے میں کامیاب ہو گئیں ہیں تو خدا اُسے دور نہ کرے۔]

باقی رہا خطیم۔ اس سے زیاد نے عُبادہ کے قتل کا حال پوچھا تو اس نے انکار کر دیا اس لیے زیاد نے اسے بحرین بھیج دیا مگر بعد میں واپس بلا لیا۔

متفرق واقعات

کہتے ہیں کہ اسی سال علی بن عبداللہؓ بن عباسؓ کی ولادت ہوئی مگر بعض کا خیال ہے کہ وہ ۴۰ھ میں پیدا ہوئے تھے اور اس وقت تک حضرت علیؓ شہید نہیں ہوئے تھے مگر پہلی ہی روایت صحیح ہے حضرت علیؓ کے نام پر ان کا نام رکھا گیا۔ عبداللہ بن عباس کہتے تھے کہ میں نے اس لڑکے کا نام اُس شخص کے نام پر رکھا ہے جو سب سے زیادہ عزیز ہے۔

اس سال امیر حج عتبہ بن ابی سفیان (اور بقول بعض عنبسہ بن ابی سفیان) تھے۔

اسی سال عمرو بن عاص نے عقبہ بن نافع بن عبدقیس (یعنی عمرو کے خالہ زاد بھائی) کو افریقہ کا عامل مقرر کیا چنانچہ وہ لُواتہ اور مزاتہ تک گئے، ان دونوں شہروں کے لوگوں نے اطاعت قبول کر لی مگر بعد میں سرکشی اختیار کی اس لیے انھوں نے اسی سال ان پر حملہ کیا اور ان کو قتل یا گرفتار کیا۔ پھر ۴۲ھ میں قتل و قید کے بعد غدامس اور ۴۳ھ میں سودان کا ایک علاقہ اور ودان جو برقہ میں واقع ہے، فتح کیا۔ ایک سال کے اندر اندر بلاد بربر کو بھی فتح کیا۔ انھوں نے ۵۰ھ میں قیروان کی حد بندی کی اس کا ذکر ان شاءاللہ آگے آئے گا۔

Marfat.com

وفیات

اسی سال لبید بن ربیعہ شاعر کا انتقال ہوا۔ بعض کا خیال ہے کہ اس کا انتقال اس دن ہوا جب کہ امیر معاویہ کوفے میں داخل ہوئے ہیں اور اس وقت اس کی عمر ایک سو ستاون سال تھی۔ یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ وہ حضرت عثمانؓ کی خلافت میں فوت ہوا جب سے وہ مسلمان ہو گیا تھا اس نے شعر کہنا ترک کر دیا تھا۔

حواشی و حوالہ جات:

۱ الانبیاء: ۱۱۱۔

۲ فرات اور دجلہ کے دوابہ میں واقع ایک مقام جہاں بعد میں عباسی خلیفہ معتضد کے محل تعمیر ہوئے۔ (معجم البلدان، ج ۱، ص ۳۶۴)

۳ فرات اور دجلہ کا سرسبز اور زرخیز دوابہ، سواد (سوادِ کوفہ) کہلاتا ہے۔

۴ بادوریا، بغداد کے مغرب میں ایک موضع ہے۔

۵ الشعراء: ۲۲۷۔

۶ حضرت امیر معاویہ کی والدہ ہند نے چونکہ حضرت امیر حمزہ کا جنگِ احد میں کلیجہ چبایا تھا، اسی حوالے سے زیاد نے معاویہ کو "جگر خوار کا بیٹا" کہا۔

۷ نُو بہار، بلخ کا آتش کدہ تھا۔

Marfat.com

دوسرا باب

۴۲ھ کے واقعات

اس سال مسلمانوں نے اللّان پر حملہ کیا اور اُدھر روم سے بھی جنگ آزمائی شروع کی اہل روم کو سخت ہزیمت ہوئی اور ان کے بطریقوں کی ایک جماعت قتل ہوئی ایک قول کے مطابق اسی سال حجاج بن یوسف کی ولادت ہوئی۔

اسی سال امیر معاویہ نے مروان بن حکم کو مدینے پر اور خالد بن عاص بن ہشام کو مکے پر حاکم مقرر کیا اور مروان نے اپنے ہاں عبداللہ بن حارث بن نوفل کو قاضی مقرر کیا ان دنوں کوفے کے حاکم مغیرہ بن شُعبہ تھے اور شُریح وہاں کے قاضی تھے خراسان پر قیس بن ہیثم حاکم تھا اسے ابن عامر نے وہاں کا حاکم مقرر کیا تھا اور بعض کا خیال ہے کہ جب امیر معاویہ کو امور میں استقلال حاصل ہو گیا تب انھوں نے قیس کو حاکم خراسان بنایا تھا اور یہ کہ جب ابن عامر عامل بصرہ ہو گیا تو اس نے قیس کو مستقل کر دیا تھا۔

خوارج کی نقل وحرکت

اسی سال ان خوارج نے بھی نقل وحرکت شروع کی جو یوم نہر کے قتل سے بچ گئے تھے ان کے ساتھ وہ لوگ بھی شامل تھے جو اس دن زخمی ہوئے اور علاج معالجے کے بعد صحت یاب ہو گئے تھے اور (حضرت) علیؓ نے ان کو معاف کر دیا تھا۔ ان کے اس خروج کا سبب یہ تھا کہ حیان بن ظبیان السلمی جو خارجی تھا اور یوم نہر میں زخمی ہو کر بچ گیا تھا، صحت یاب ہونے پر وہ رَے پہنچا اور اپنے ساتھیوں سے مل گیا۔ وہ لوگ (حضرت) علیؓ کی شہادت کی خبر سننے تک وہیں مقیم رہے یہ خبر سن کر اس نے اپنے ہمراہیوں کو جو تعداد میں تقریباً دس تھے دوبارہ جمع کیا، ان میں سالم بن ربیعہ عبسی بھی تھا۔ حیان نے ان کو

Marfat.com

(حضرت) علیؑ کی شہادت کی اطلاع دی تو سالم نے کہا کہ "خدا کرے وہ ہاتھ کبھی بیکار نہ ہو جس نے تلوار اٹھائی۔" اور سب نے مل کر حضرت علی کی شہادت پر خدائے تعالیٰ کی حمد وثنا کی مگر اس کے بعد سالم خوارج کی رائے سے برگشتہ ہوگیا اور امیر معاویہ سے صلح کر لی اس لیے حیان نے خوارج کو اہل قبلہ پر حملہ کرنے اور ان سے جنگ آزمائی کرنے کی دعوت دی۔ بنا بریں وہ سب کوفے کی طرف روانہ ہوئے اور امیر معاویہ کے وہاں پہنچنے تک وہ سب وہیں مقیم رہے۔

اس اثنا میں مغیرہ بن شعبہ کوفے کے عامل مقرر ہو چکے تھے وہ عافیت اور حسن سیرت کو عزیز رکھتے تھے۔ لوگ ان کے پاس آ آ کر بیان کرتے تھے کہ فلاں شخص شیعہ اور فلاں خارجی ہوگیا ہے مگر وہ یہی جواب دیتے تھے کہ "خدائے تعالیٰ کی مرضی یہی ہے کہ ان کے آپس میں اختلاف ہی رہے اور اللہ تعالیٰ عنقریب اپنے بندوں کے درمیان فیصلہ کرے گا" اس کے بعد لوگوں نے ان کا پیچھا کرنا چھوڑ دیا۔

خوارج برابر آپس میں ملتے جلتے اور یوم نہر کے ہمراہیوں کے بارے میں ذکر واذکار کرتے رہتے نتیجہ یہ ہوا کہ انہوں نے بالاتفاق تین اشخاص یعنی قبیلہ تیم الرباب کے مُسْتَوْرِد بن عُلَّفَہ تیمی، مُعاذ بن جُوَین طائی (یعنی زید بن حصین قتیل یوم نہر کا چچیرا بھائی) اور حَیّان بن ظَبیان السُّلمیؔ کو منتخب کیا اور چار سو آدمیوں کی تعداد میں جمع ہو کر آپس میں اس امر کے بارے میں مشورہ کیا کہ کس شخص کو اپنا سردار بنائیں۔ ہر شخص امارت قبول کرنے سے انکار کرتا تھا۔ آخر سب نے متفق الرائے ہو کر مُسْتَوْرِد کو اپنا سردار قرار دے کر اس سے بیعت کی۔ یہ جمادی الآخر کا واقعہ ہے بعد ازاں انہوں نے بڑے زور وشور سے خروج کی تیاریاں شروع کیں چنانچہ ۴۳ھ میں شعبان کی پہلی تاریخ کو انہوں نے خروج کر دیا۔

زیاد، امیر معاویہ کی اطاعت میں

اسی سال زیاد امیر معاویہ کے پاس آیا جس کی وجہ یہ ہوئی کہ زیاد نے اپنا مال عبدالرحمٰن بن ابی بکرۃ کے سپرد کر دیا تھا۔ عبدالرحمٰن نے وہ مال بصرے میں رکھ چھوڑا تھا اور امیر معاویہ کو اس بات کی خبر ہوگئی تھی اس لیے انہوں نے مغیرہ بن شعبہ کو اس غرض سے پیغام بھیجا کہ وہ زیاد کے مال کے بارے میں غور وخوص کریں۔ مغیرہ نے عبدالرحمٰن کو بلا کر کہا کہ "گو تمہارے باپ نے میرے ساتھ بدسلوکی کی تھی

Marfat.com

مگر میں تمہارے چچا (زیاد) کے ساتھ احسان کرتا ہوں۔'' یہ کہہ کر انھوں نے معاویہ کو لکھ دیا کہ ''میں نے عبدالرحمٰن کے پاس کوئی ایسا مال نہیں پایا جس کا لے لینا میرے لیے حلال ہو۔'' امیر معاویہ نے ان کو لکھا کہ ''عبدالرحمٰن کو تعذیب کرو۔'' مغیرہ نے ارادہ کیا کہ عذر پیش کر دے مگر امیر معاویہ کو یہ خبر پہنچ گئی۔ اس لیے مغیرہ نے عبدالرحمٰن سے کہا کہ ''تم اپنا مال اپنے پاس محفوظ ہی رہنے دو'' پھر انہوں نے عبدالرحمٰن کے چہرے پر ایک ریشمی کپڑا ڈال دیا اور اسے پانی سے بھگو دیا جس سے اس پر غشی طاری ہو گئی۔ تین دفعہ یہی عمل کر کے انہوں نے عبدالرحمٰن کو چھوڑ دیا اور معاویہ کو لکھ بھیجا کہ میں نے اس کو دکھ پہنچائے مگر پھر بھی اس کے پاس سے کچھ نہ لے سکا اور اس طرح زیاد کا روپیہ اس کے پاس محفوظ رہ گیا۔ اس واقع کے بعد جب مغیرہ امیر معاویہ کے پاس گئے تو معاویہ نے اسے دیکھتے ہی یہ اشعار پڑھے:

ترجمہ [اگر کوئی شخص کسی پر اپنا بھید ظاہر کرنا چاہے تو اس بھید کے محفوظ رکھنے کی بہترین جگہ اس کا نصیحت پذیر بھائی ہے۔ پس اگر تمہیں کسی بھید کو ظاہر کرنا ہو تو ایسے خیر خواہ شخص پر ظاہر کرو جو اُسے پوشیدہ رکھے ورنہ مت ظاہر کرو۔]

مغیرہ نے کہا کہ ''اے امیر المومنین اگر آپ کوئی چیز میرے پاس امانت رکھیں تو یقین کیجیے کہ میں خیر خواہ اور شفیق ثابت ہوں گا مگر وہ بات کیا ہے۔'' امیر معاویہ نے کہا کہ ''مجھے زیاد کا فارس میں جم کر بیٹھ جانا یاد آتا ہے تو رات رات بھر نیند نہیں آتی۔'' مغیرہ نے جواب دیا کہ ''زیاد یہاں نہیں ہے۔'' عرب کے زیرک نامور امیر معاویہ نے کہا کہ زیاد کے پاس فارس کا مال ہے اور اب وہ طرح طرح کے حیلے کر رہا ہے۔ میں اس بات سے بالکل بے خوف نہیں ہوں کہ اس خاندان کے کسی شخص سے بیعت کی جائے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ از سر نو جنگ قائم کرے۔ مغیرہ نے کہا کہ ''آپ مجھے اجازت دیتے ہیں کہ میں اُسے وہاں سے لے آؤں۔'' امیر معاویہ نے جواب دیا کہ ''ہاں اور لطائف الحیل سے۔''

الغرض مغیرہ زیاد کے پاس پہنچے اور اس سے کہا کہ ''معاویہ اس قدر خوف زدہ ہو رہے ہیں کہ انھوں نے مجھے تمہارے پاس بھیجا ہے اس کام (یعنی امرِ خلافت) کو سوائے حسنؓ کے اور کوئی نہیں کر سکتا تھا مگر انھوں نے بیعت کر لی ہے لہٰذا تم کسی جگہ کو اپنا وطن بنانے سے پہلے اپنا انتظام کر لو تاکہ معاویہ تم سے مستغنی ہو جائیں۔'' زیاد نے کہا کہ ''تم مجھے مشورہ دو بیشک المتشار موتمن۔''[1] مغیرہ نے کہا کہ ''میری رائے یہ ہے کہ تم امیر معاویہ سے تعلقات پیدا کرو اور ان کے پاس چلے جاؤ اور

Marfat.com

قضائے الٰہی پوری ہوگی۔''

مغیرہ کی واپسی کے بعد امیر معاویہ نے زیاد کو امان کا خط لکھ دیا۔ زیاد امیر معاویہ سے ملاقات کے لیے ایران سے روانہ ہوئے۔ منجاب بن راشد الضبی اور حارثہ بن بدر غدانی ان کے ہمراہ تھے۔

اُدھر عبداللہ بن عامر بن خازم کو ایک جماعت کے ہمراہ فارس کی طرف روانہ کیا اور کہا کہ ''شاید زیاد تم کو راستے میں ملے اس کو گرفتار کر لینا'' ابن خازم روانہ ہوا اور ارجان میں زیاد سے ملا اس نے زیاد کے گھوڑے کی لگام پکڑ لی اور کہا ''زیاد۔ اترو''۔ منجاب نے جواب دیا کہ ''اے حبشن کے بیٹے ہٹ جا ورنہ تیرے ہاتھ کو باگ سمیت کاٹ دوں گا۔'' ان دونوں میں جھگڑا ہونے لگا تو زیاد نے کہا کہ ''میرے پاس امیر معاویہ کا خط آ گیا ہے اور وہ مجھے امان دیتے ہیں۔'' اس پر ابن خازم نے اُسے چھوڑ دیا۔ مختصر یہ کہ زیاد معاویہ کے پاس پہنچ گیا اور موخر الذکر کے اموال فارس کے متعلق سوال کرنے پر اس نے تفصیل سے بتایا کہ میں نے اتنا علی کو دے دیا تھا۔ اتنا میں نے اخراجات ضروریہ میں خرچ کر لیا اور اتنا باقی بچا جو سب مسلمانوں کی ودیعت ہے۔ معاویہ نے اس کے خرچ اور بقایا کی تصدیق کی اور باقی روپیہ اس سے لے لیا۔

یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ جب زیاد نے امیر معاویہ سے کہا کہ ''اس مال میں سے کچھ بچ گیا ہے اور میں نے اس کو مسلمانوں کے پاس ودیعت کر دیا ہے'' تو امیر معاویہ دیر تک اس کو رد کرتے رہے اس پر اس نے ان سب لوگوں کو خطوط لکھے جن کے پاس اس نے ودیعت رکھی تھی اور لکھا کہ تمہیں معلوم ہے کہ تمہارے پاس میری کیا امانت ہے کتاب اللہ کی آیت اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَةَ عَلَی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالْجِبَالِ [2] پر تدبر کرو اور اس کو حفاظت سے رکھو۔ خطوط میں ان اموال کا ذکر کیا جن کا انھوں نے معاویہ سے اقرار کیا تھا اور اپنے قاصد کو حکم دیا کہ جو کوئی معاویہ کو جا کر کچھ خبر دے اس کا پیچھا کرو چنانچہ قاصد نے ایسا ہی کیا مگر یہ بات مشہور ہوگئی۔ جب امیر معاویہ کو خطوط کی خبر ہوئی تو انھوں نے زیاد سے کہا کہ ''مجھے خوف ہے کہ کہیں آپ نے مجھ سے چال نہ کی ہو لہٰذا آپ مجھ سے جن شرائط پر چاہیں صلح کر لیں۔'' چنانچہ ان میں کچھ شرائط پر صلح ہوگئی اور زیاد نے دس لاکھ درہم کی رقم ان کو دے دی اس کے بعد اس نے امیر معاویہ سے کوفے جانے کی اجازت چاہی اور امیر معاویہ نے اجازت دے دی۔

Marfat.com

مغیرہ، زیاد کی بہت زیادہ تعظیم وتکریم کرتا تھا۔ معاویہ نے بھی اس کو لکھا کہ زیاد، حجر ابن عدی، سلیمان ابن صرد، شبث ابن ربعی اور ابن الکوا ابن الحمق کو باجماعت نماز میں اپنے ساتھ رکھا کرو چنانچہ یہ سب صاحب مغیرہ کے ساتھ مل کر باجماعت نماز ادا کیا کرتے تھے (یہ شرط اس لیے لگائی گئی تھی کہ یہ حضرات شیعان علی میں سے تھے)۔

متفرق واقعات/ وفیات

اس سال عتبہ بن ابی سفیان نے لوگوں کے ساتھ حج کیا۔

اسی سال حبیب بن مسلمہ الفہری نے ارمینیا میں انتقال کیا جہاں وہ امیر معاویہ کی طرف سے حاکم تھے اور ان کے تمام معرکوں میں وہ ان کے ہمراہ لڑے تھے۔

اسی سال عثمان بن طلحہ بن ابی طلحۃ العبدری فوت ہوئے یہ صحابہ میں سے تھے۔ اسی سال رُکانہ ابن عبد یزید بن ہاشم بن مطلب جنھوں نے رسول اللہ ﷺ سے کشتی لڑی تھی اور صفوان بن امیہ بن خلف جُمحی نے وفات پائی یہ بھی صحابہ میں سے ہیں۔

اسی سال ہانی بن نیار بن عمرو انصاری نے بھی رحلت کی وہ براء بن عازب کے ماموں تھے بعض کا خیال ہے کہ ان کی وفات ۴۵ھ میں واقع ہوئی۔ یہ جنگ بدر میں شریک تھے۔

۞ ۞ ۞

حواشی وحوالہ جات:

۱. یہ ایک حدیث ہے جس کے معنی ہیں ''مشورہ دینا ایک امانت ہے'' باالفاظ دیگر مشورہ دینے والے کی حیثیت امانت دار کی ہے۔ اس حدیث کی روایت حضرت ام سلمہؓ اور حضرت ابو ہریرہؓ نے کی ہے۔ یہ حدیث جامع ترمذی (۲۸۲۴،۲۸۲۳)، سنن ابو داؤد (۱۵۲۸)، سنن ابن ماجہ (۳۷۴۵)، مسند احمد، دارمی اور طبرانی کی معجم الکبیر میں موجود ہے۔ ابوداؤد کے مطابق یہ حدیث حسن ہے۔

۲. الاحزاب: ۷۲۔

۞ ۞ ۞

Marfat.com

تیسرا باب

۴۳ھ کے واقعات

اس سال بُسر بن ابی ارطاۃ نے اہل روم پر حملہ کیا اور بقول واقدی موسم سرما ان ہی کی سرزمین پر گذرا اور قسطنطنیہ تک پہنچ گیا مگر دیگر مورخین اس واقعہ سے انکار کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ بُسر نے موسم سرما کو کبھی رومیوں کے ملک میں بسر نہیں کیا۔

اسی سال عمرو بن عاص نے عین عیدالفطر کے دن مصر میں وفات پائی وہ وہاں چار سال کے عرصے تک (حضرت) عمرؓ کی جانب سے اور دو ماہ کم چار سال (حضرت) عثمانؓ کی جانب سے اور ایک ماہ کم دو سال (حضرت) معاویہ کی جانب سے عامل رہ چکے تھے اسی سال معاویہ نے ان کی جگہ عبداللہ بن عمرو بن عاص کو والی مصر مقرر کیا جنھوں نے تقریباً دو سال حکومت کی۔

اسی سال محمد بن مسلمہ نے ماہ صفر میں مدینے میں انتقال کیا اور مروان بن حکم نے ان کے جنازے کی نماز پڑھی۔ انتقال کے وقت ان کی عمر (۷۷) سال تھی۔

مُستَورِد خارجی کا قتل

اسی سال مُستَورِد بن عُلَّفہ تیمی قتل ہوا۔

۴۲ھ کے واقعات میں خوارج کی نقل وحرکت اور ان کا اس سے بیعت کرنا اور امیر المومنین کا خطاب دینا مذکور ہو چکا ہے۔ اب ۴۳ھ میں مغیرہ بن شُعبہ کو اطلاع ملی کہ خوارج نے حیان بن ظبیان کے مکان میں جمع ہو کر غرہ شعبان میں خروج کے لیے تیاری کر لی ہے لہٰذا مغیرہ بن شُعبہ نے اپنے صاحب الشرطہ یعنی قبیصہ بن الدمون کو اس کی سرکوبی کے لیے روانہ کیا۔ اس نے اور اس کے ہمراہیوں

Marfat.com

نے جا کر حیان کے مکان کو گھیر لیا۔ وہاں مُعاذ بن جُوین اور تقریباً بیس افراد اور موجود تھے۔ حیان کی ایک ام ولد تھی جس کی حیان سے ناراضگی تھی، اس نے اپنا بدلہ لینے کے لیے ان سب کی تلواروں کو اٹھا کر فرش کے نیچے چھپا دیا۔ انھوں نے ہر چند اپنی تلواروں کو تلاش کیا مگر نہ پایا آخر کار مجبور ہو کر خود کو قبیصہ کے حوالے کر دیا۔ وہ ان سب کو گرفتار کر کے مغیرہ کے پاس لے گیا اور اس نے ان کو قید کر دیا۔ قید خانے بھیجنے سے پہلے مغیرہ نے ان سے اقرار جرم کرانا چاہا مگر انھوں نے کسی بات کا اعتراف نہ کیا بلکہ یہ کہا کہ ''ہم تو وہاں قرأت قرآن کے لیے جمع ہوئے تھے۔'' نتیجہ یہ ہوا کہ انہیں تقریباً ایک سال تک برابر قید خانے میں رہنا پڑا۔ اور اُدھر جب ان کے دوسرے ساتھیوں نے اس قید کی خبر سنی تو وہ بھی خوف زدہ ہو گئے مگر ان کے سردار مُستَوْرِد نے خروج کیا اور حیرہ میں اترا اور خوارج مختلف مقامات سے آ کر اس سے ملتے گئے۔ حجار بن ابجر نے ان کو دیکھ لیا مگر انھوں نے اس سے کہا کہ ''تم صرف آج رات ہم کو چھپا رہنے دو۔'' اس نے جواب دیا کہ ''آج رات کیا میں تم لوگوں کو ہمیشہ کے لیے چھپا دوں گا۔'' یہ سن کر ان کو یہ خوف دامنگیر ہوا کہ وہ ان کا حال مغیرہ تک پہنچا دے گا اس لیے وہ وہاں سے روانہ ہو کر مستورد کے خسر سُلیم بن محدوج العبدی کے ہاں چلے گئے۔

گو حجار نے ان کے متعلق کوئی خبر نہیں پہنچائی تاہم مغیرہ کو معلوم ہو گیا کہ وہ آج کل خروج کا ارادہ کر رہے ہیں۔ انہوں نے لوگوں کے سامنے ایک تقریر کی جس میں خدائے تعالیٰ کی حمد وثنا کے بعد کہا کہ ''تم خوب جانتے ہو کہ میری ہمیشہ سے خواہش رہی ہے کہ تمہیں عافیت پہنچاؤں اور تمہاری تکالیف کو دور کرتا رہوں مگر اب مجھے یہ خوف دامنگیر ہے کہ مبادا حلیم المزاج اور متقی لوگ، جاہل اور بیوقوفوں کی وجہ سے مواخذے میں مبتلا نہ ہو جائیں۔ بہتر ہے کہ تم اپنے احمقوں کو ایسے کاموں سے باز رکھو قبل اس کے تمہارے عوام پر بلا نازل ہو۔ ہمیں اطلاع مل چکی ہے کہ چند آدمی ارادہ کر رہے ہیں کہ ملک میں شقاق ونفاق وخلاف پیدا کیا جائے۔ خدا کی قسم ہے اگر عرب کا کوئی قبیلہ فساد مچانے کی غرض سے اٹھا تو میں اس کو برباد کر دوں گا اور اسے نشانۂ عبرت بنا دوں گا۔''

معقل بن قیس ریاحی نے اٹھ کر کہا کہ ''اے امیر۔ آپ ہمیں ان لوگوں کا نام صاف صاف بتلا دیجیے۔ اگر وہ ہم میں سے ہی ہیں تو ہم ہی آپ کی طرف سے ان کی سرزنش کے لیے کافی ہیں اور اگر ہمارے سوا کوئی اور ہیں تو اپنے اپنے اہل طاعت کو حکم دیجیے کہ وہ اپنے بیوقوفوں کو آپ کو سامنے پیش

Marfat.com

کر دیں۔''مغیرہ نے کہا کہ''مجھے کسی شخص کا نام خاص طور پر معلوم نہیں ہوا۔''معقل نے کہا کہ''میں اپنی قوم کے لیے کافی ہوں۔چاہیے کہ اس طرح ہر قوم کا سردار اپنی اپنی قوم کی روک تھام میں آپ کی مدد کرے۔''اس پر مغیرہ نے تمام سرداران قبائل کو بلا کر کہا کہ''چاہیے کہ تم میں سے ہر ایک شخص اپنی قوم کو سنبھالنے میں میرا ہاتھ بٹائے۔ورنہ یاد رکھو کہ خدا کی قسم جیسا کہ تم جانتے ہو میں ویسا نہیں رہوں گا اور وہی کروں گا جس کو تم پسند نہ کرو گے۔''وہ سب سرداران قبائل اپنی اپنی قوم یعنی اپنے قبیلوں کے پاس گئے اور ان کو خدا اور اسلام کی قسمیں دے کر سمجھایا کہ کوئی شخص فتنہ پردازوں کے نام سے ان کو آگاہ نہ کرے۔

صعصعہ بن صوحان قبیلہ عبد القیس کے پاس پہنچا گو کہ اس کو معلوم تھا کہ حیان، سُلیم کے گھر ٹھہرا ہوا ہے مگر اُسے یہ ناگوار ہوا کہ اُس کے قبیلے کا اس وجہ سے مواخذہ ہو کہ وہ اہل شام سے جدا ہو گیا ہے اور ان کی رائے سے اختلاف رکھتا ہے اور نہ اسے یہ گوارا ہوا کہ اپنے قبیلے کے لوگوں سے برائی کرے لہٰذا اس نے ان میں کھڑے ہو کر تقریر کی اور کہا:''اے لوگو! خدائے تعالیٰ (وَلَہُ الْحَمْدُ) نے جب فضیلت تقسیم فرمائی تو تم کو بہترین فضیلت عطا فرمائی۔تم نے اس دین کو قبول کیا جس کو خدائے تعالیٰ نے اپنی ذات پاک اور اپنے ملائکہ اور رسولوں کے لیے اختیار فرمایا پھر تم رسول اللہ ﷺ کی وفات تک اسی مذہب پر قائم رہے بعد ازاں لوگوں میں اختلاف واقع ہوا چنانچہ ایک جماعت ثابت قدم رہی اور ایک مرتد ہو گئی۔ایک جماعت نے مداہنت اختیار کی اور دوسری نے تربص۔مگر کیوں کہ تم خدا اور اس کے رسول پر ایمان رکھتے تھے اس لیے تم اسی پر جمے رہے اور جب تک اللہ تعالیٰ نے دین کو پھر قائم اور ظالموں کو برباد نہ کر دیا تم برابر مرتدین سے برسرپیکار رہے اور اس کی برکت سے خدائے تعالیٰ برابر تمہاری خیر و برکت کو زیادہ فرماتا رہا تا آنکہ امت کے آپس میں اختلاف پیدا ہو گئے۔ایک جماعت کہتی تھی کہ ہم طلحہؓ اور زبیرؓ اور عائشہؓ کو چاہتے ہیں۔ایک کہتی تھی کہ ہم اہل مغرب (یعنی اہل شام) کو چاہتے ہیں اور ایک کا یہ دعویٰ تھا کہ ہم عبداللہ بن وہب الراسبی کو پسند کرتے ہیں مگر تم یہ کہتے تھے کہ ہم تو صرف اپنے نبی کے اہل بیت کو چاہتے ہیں جن کے ذریعے سے اللہ عزوجل نے پہلے پہل ہم کو بزرگی عطا فرمائی اور تمہارا یہ کہنا خدائے تعالیٰ ہی کی تائید و توفیق پر مبنی تھا۔تم پھر حق پر ثابت قدم اور قائم رہے تا آنکہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے اور تمہاری طرح ہدایت یافتہ دوسرے لوگوں کے ذریعے سے یوم جمل کے ناکثین اور یوم نہر کے مارقین کو تباہ و برباد کر دیا۔''مگر وہ اہل شام کے بارے میں بالکل خاموش رہا

Marfat.com

کیونکہ غلبہ انہیں کو حاصل تھا۔'' خوب سمجھ لو کہ کوئی قوم تمہاری اور تمہارے خدا کی اور تمہارے نبی ﷺ کے اہل بیت کی ایسی دشمن نہیں جیسے کہ یہ کمینے، بد بخت اور گنہگار لوگ جنھوں نے ہمارے امام کو جدا کر دیا۔ ہمارے خونوں کو حلال کر دیا اور ہم پر کفر کا الزام لگایا۔ خبردار تم ان کو اپنے گھروں میں مت چھپانا اور ان کی کسی بات کو پوشیدہ نہ رکھنا کیونکہ عرب کے کسی قبیلے کے لیے یہ جائز نہیں ہے کہ اس کا کوئی فرد بھی ان مارقہ کا دوست ہو مجھ سے بیان کیا گیا ہے کہ ان میں سے چند آدمی ہمارے قبیلے میں کسی جگہ موجود ہیں اور میں ان کی تلاش میں ہوں۔ اگر یہ بات سچ ہے تو میں ان کے خونوں کے ذریعے تقرب الٰہی حاصل کروں گا کیونکہ ان کے خون حلال ہیں۔ اے عبدالقیس کے لوگو! یاد رکھو کہ ہمارے یہ والیان ملک تمہاری باتوں اور رایوں کو تم سے بہتر جاننے والے ہیں۔ اپنے برخلاف ان کو کسی طرح راہ نہ دو کیونکہ وہ تمہارے اور تم جیسے اور لوگوں میں بہت جلد اثر پیدا کر لیتے ہیں۔'' یہ تقریر کر کے وہ بیٹھ گیا اور تمام قوم نے کہا ان پر خدا کی لعنت ہو۔ اُن سے خدا بیزار ہو۔ ہم ان کو پناہ نہ دیں گے اور اگر ہم کو ان کی جائے پناہ معلوم ہوگی تو ہم آپ کو اس کی اطلاع دیں گے۔ ماسوائے سُلیم بن محدوج کے۔ کیونکہ اس نے کچھ نہیں کہا بلکہ وہ غمگین ہو کر واپس چلا گیا۔ اس کو یہ گوارا نہ تھا کہ وہ اپنے پناہ گزینوں کو اپنے گھر سے نکال دے اور پھر وہ لوگ اس کو لعنت ملامت کریں۔ اسے یہ بھی پسند نہیں تھا کہ یہ لوگ اس کے گھر سے گرفتار ہو کر ہلاک کر دیے جائیں اور وہ خود بھی ان کے ساتھ ہلاک ہو۔

مُستَورِد کے ساتھی مُستَورِد کے پاس پہنچے اور جو کچھ مغیرہ نے لوگوں سے اور سرداران قبائل نے اپنے اپنے قبیلوں سے کہا تھا۔ سب کچھ اس کو کہہ سنایا۔ اس نے سُلیم بن محدوج سے دریافت کیا کہ صعصعہ نے قبیلۂ عبدالقیس میں کیا کیا کہا؟ اس نے مستورد کو بتلایا اور کہا کہ'' مجھے یہ بُرا معلوم ہوا کہ تمہارا پتہ دے دوں اور تم کو یہ خیال ہو کہ تمہارا پناہ دینا میرے لیے دوبھر ہو گیا ہے''۔ مستورد نے کہا '' آپ نے ہماری قرار واقعی مہمان نوازی اور قدر منزلت کی ہے۔ آپ نے ہم پر احسان کیا ہے ہم تمہارے پاس سے چلے جاتے ہیں۔'' جب اس واقعہ کی خبر اُن خوارج کو ملی جو مغیرہ کی قید میں تھے تو مُعاذ بن جُوین بن حصین نے اس کے متعلق نے یہ اشعار پڑھے۔ (ترجمہ اشعار):

[اے جانبازو! اب ہر اس شخص کے لیے جس نے اپنے نفس کو خدا کے لیے فروخت کر دیا ہے وہ وقت آ گیا ہے کہ وہ کوچ کر جائے۔ تم محض جہالت کی وجہ سے گناہ گاروں کے

Marfat.com

مکان میں مقیم رہے اور تم میں سے ہر ایک شخص کا اس وجہ سے تعاقب کیا جاتا ہے کہ وہ قتل کیا جائے۔ اب تم دشمنوں پر حملہ کرو کیونکہ انھوں نے تم کو صرف قتل کرانے کے لیے مقیم کیا ہے۔ (اور یہ کیسی گمراہ رائے ہے) ہاں۔ اس غرض و غائت کے لیے تیار ہو جاؤ۔ جس کے ذکر ہی سے معلوم ہو جاتا ہے کہ وہ نہایت نیک اور منصف ہے۔ اے کاش کہ میں اس وقت تم میں ایک تیز رفتار گھوڑے پر سوار اور زرہ پوش ہوتا نہ کہ نہتا۔ اے کاش کہ میں تم میں ہوتا اور تمہارے دشمن سے دشمنی کرتا۔ تاکہ وہ مجھے سب سے پہلے کاسۂ موت پلاتا۔ مجھ پر یہ بات دوبھر ہے کہ تم ڈرا ڈرا کر بھگا دیے جاؤ خصوصاً ایسی حالت میں کہ تمہارے پاس لاغر گھوڑے ہیں اور اس سبب سے ہر جواں مرد شخص ان کی جماعت کو تتر بتر کر دیتا ہے۔ جس وقت تم یہ کہو کہ وہ بھاگ گیا اور چلا گیا ہے تو وہ آموجود ہوتا ہے وہ تلوار لگائے ہوئے گھسان کی لڑائی میں گھس جاتا ہے اور بعض مقامات جنگ میں جم کر لڑنے کو نہایت شریف کام سمجھتا ہے۔ مجھ پر یہ بھی دوبھر ہے کہ تم پر مصیبت پڑے اور تمہاری تعداد کم ہو جائے اور یہ کہ میرا حال پراگندہ ہو جائے اور میں اسیر و مقید ہو جاؤں۔ اگر میں اس وقت تم میں ہوتا اور تمہارے دشمن تم پر حملہ کرنے کا قصد کرتے تو میں دونوں لشکروں کے درمیان گرد و غبار کو بلند کر دیتا۔ ہاں! میں نے کتنی ہی جماعتوں کو برباد کیا ہے۔ کئی جنگوں میں شامل رہا ہوں اور بہت سے سرداروں کو شکست دے چکا ہوں۔]

مستورد نے اپنے ساتھیوں کے پاس یہ پیغام بھیجا کہ اس قبیلے سے نکل کر سُوراء[۲] کی طرف چلے جائیں چنانچہ وہ وہاں سے علیحدہ علیحدہ روانہ ہوئے اور وہاں پہنچ کر تین سو آدمیوں کی جماعت بن کر صَراۃ کی طرف چلے۔ مغیرہ بن شُعبہ نے ان کی نقل و حرکت کی خبر سنی تو اُنہوں نے سرداروں کو بلا کر مشورہ کیا کہ ان خوارج کی سرزنش کے لیے کس کو بھیجا جائے۔ عدی بن حاتم نے کہا ''ہم سب کے سب ان کے دشمن۔ ان کی رایوں سے بغض رکھنے والے اور آپ کی اطاعت و فرماں برداری میں ثابت قدم ہیں۔ آپ ہم میں سے جس کو حکم دیں وہی چلا جائے گا''۔ معقل بن قیس نے رائے دی کہ ''آپ کے ارگرد جو موجود ہیں آپ ان میں جس کو چاہیں روانہ فرما دیں۔ آپ دیکھیں گے کہ وہ آپ کا مطیع اور فرماں بردار ہے اور اُن کی پریشانی چاہنے والا ہے اور اُن کی ہلاکت کو دوست رکھنے والا ہے میں نہیں سمجھتا کہ آپ ان کی

Marfat.com

سرکوبی کے لیے کسی شخص کو بھیج سکتے ہیں جو مجھ سے زیادہ ان کا دشمن ہو۔ لہٰذا آپ مجھ ہی کو ان کے مقابلے کے لیے جانے کا حکم دیجیے۔ انشاء اللہ میں ان کے مقابلے کے لیے کافی ہوں۔'' مغیرہ نے جواب دیا کہ ''آپ اللہ کا نام لے کر روانہ ہو جائیے۔'' تین ہزار آدمی اس کے ساتھ روانہ ہونے کے لیے تیار ہو گئے۔ مغیرہ نے اپنے صاحب الشرطہ سے کہا ''تم شیعانِ علی کو معقل کے ساتھ بھیج دو۔ کیونکہ اصحاب علیؓ ان مارقین (یعنی خوارج) کے خون کو حلال سمجھنے میں سب سے بڑھ چڑھ کر ہیں اور ان کے خلاف سب سے زیادہ جری ہیں وہ اس سے قبل بھی ان کے ساتھ جنگ کر چکے ہیں۔''

صعصعہ بن صوحان نے بھی معقل ہی کی طرح باتیں کیں اور جنگ کے لیے اپنی خدمات پیش کیں۔ مغیرہ نے اس سے کہا ''تم بیٹھ جاؤ۔ تم بس خطیب ہو۔'' مغیرہ نے یہ اس لیے کہا کہ ان کو پہلے خبر مل چکی تھی کہ صعصعہ، (حضرت) عثمانؓ بن عفان پر عیب لگاتا اور (حضرت) علیؓ کو یاد کیا کرتا ہے اور ان کو (حضرت) عثمانؓ پر فضیلت دیتا ہے۔ اس وقت مغیرہ نے اسے بلا کر کہا تھا ''خبردار میں کبھی تمہارے متعلق یہ خبر نہ سنوں کہ تم عثمانؓ پر عیب لگاتے ہو اور یاد رکھو کہ یہ بات بھی مجھے کبھی سنائی نہ دے کہ تم فضیلت علیؓ کو ظاہر کرتے ہو کیونکہ تم سے زیادہ میں خود اس امر سے واقف ہوں لیکن اب یہ بادشاہ غالب ہو گیا ہے اور اس نے علیؓ کے متعلق لوگوں میں عیب جوئی کرنے پر ہم کو مجبور کر دیا ہے اس لیے ہم ان بہت سی باتوں کو ترک کر دیتے ہیں جن کا وہ ہم کو حکم دیتا ہے اور ایسے امور کا ذکر کرتا ہے جن کے ذکر کے سوا اور کوئی چارہ نہیں ہے اس کے ذریعہ سے ہم ان لوگوں کو اپنے سے دور رکھتے ہیں اس لیے اگر تم علیؓ کی فضیلت بھی بیان کرو تو اسے صرف اپنے آپس میں اور اپنے مکانوں پر خفیہ طور پر بیان کرو باقی رہا یہ امر کہ اس کو مسجد میں علانیہ طور پر بیان کیا جائے تو خلیفہ ہماری اس بات کو ہرگز برداشت نہیں کرے گا۔'' جب کبھی مغیرہ اس سے یہ باتیں کہتے تو وہ ''ہاں'' کر دیا کرتا تھا مگر بعد میں صعصعہ برابر ویسی ہی حرکتیں کرتا۔ اس لیے مغیرہ کو اس سے کینہ ہو گیا تھا۔ غرض جب مغیرہ نے صعصعہ کو اس طرح جواب دیا تو اس نے کہا کہ ''میں صرف خطیب ہی نہیں ہوں۔'' مغیرہ نے کہا کہ ''ہاں درست ہے۔'' صعصعہ بولا کہ ''واللہ میں نہایت سخت اور زبردست خطیب ہوں۔ خدا کی قسم اگر آپ جنگ جمل کے دن موجود ہوتے جب کہ نیزے آپس میں ٹکرا رہے تھے اور آنکھیں چھیدی جا رہی تھیں اور سر تن سے جدا ہو رہے تھے تو آپ سمجھتے کہ میں ایک شیر دل آدمی ہوں۔'' مغیرہ نے کہا کہ ''بس کرو مجھے اپنی جان کی قسم ہے کہ تمہاری زبان میں بہت فصاحت ہے۔''

Marfat.com

الغرض معقل تین ہزار آدمی چیدہ چیدہ شیعہ سواروں کو ہمراہ لے کر سُوراء کی جانب روانہ ہوا اور خود اس کے آدمی بھی اس کے ساتھ ہو گئے۔ اُدھر خوارج بھی بہُـرسِیـر[3] کی طرف چلے اور چاہتے تھے کہ دریا کو عبور کر کے اس قدیم شہر میں داخل ہو جائیں جہاں کسریٰ کے محلات تھے کہ وہاں کے عامل سماک بن عبید ازدی عبسی نے ان کو روکا۔ مُسْتَـوْرِد نے اس کو خط لکھا کہ عثمانؓ اور علیؓ کو چھوڑ کر اس سے اور اس کی جماعت سے مل جائے۔ سماک نے یہ خط پڑھ کر کہا ''اگر میں ایسا کروں تو مجھ سے برا کوئی نہ ہوگا۔'' اور مستورد کو خط لکھ کر اسے جماعت اسلام میں شامل ہونے کی شرط پر اس کے لیے امان حاصل کرنے کی اطلاع دی۔ مگر مستورد نے اسے منظور نہ کیا اور تین دن تک مدائن میں مقیم رہا۔ اتنے میں اسے معقل کے آنے کی خبر ملی اس نے اپنے آدمیوں کو جمع کر کے کہا کہ ''مغیرہ نے معقل بن قیس کو ہمارے مقابلے کے لیے روانہ کیا ہے جو افتراء پرداز اور کاذب سبیہ کی جماعت میں سے ہے اب تم مجھے مشورہ دو کہ کیا کیا جائے۔'' کسی نے کہا کہ ''ہم خدائے تعالیٰ اور جہاد کی طلب میں نکلے ہیں اور وہ لوگ ہم تک پہنچ گئے ہیں تو ہم کہیں نہیں جا سکتے اور جب تک کہ خدائے تعالیٰ ہمارے مابین فیصلہ نہ فرمادے ہم یہیں ٹھہرے رہیں گے۔'' ایک اور شخص نے کہا بلکہ یہ بہتر ہوگا کہ ہم یہاں سے چلے جائیں اور لوگوں کو اپنے ساتھ شامل ہونے کی دعوت دیں اور اس غرض کے لیے دلائل پیش کریں۔ مستورد نے کہا کہ ''میری رائے یہ ہے کہ جب تک وہ لوگ ہم تک پہنچیں اس وقت تک ہم نہ ٹھہریں کیونکہ وہ آسودہ ہوں گے بلکہ یہ بہتر ہوگا کہ ہم ان کے آگے آگے چل پڑیں تاکہ وہ ہمارا تعاقب کریں اور ایک دوسرے سے علیحدہ اور پریشان ہو جائیں تب ہم اس حالت میں ان کا مقابلہ کریں۔'' اس بنا پر انھوں نے جرجرایا[4] پر دریا کو عبور کیا اور سرزمین جوخی[5] کی طرف روانہ ہوئے وہاں سے مذار[6] پہنچے اور وہیں ٹھہر گئے۔ ادھر جب بصرے میں ابن عامر کو خوارج کے حالات کی اطلاع ہوئی تو اس نے کسی سے دریافت کیا کہ مغیرہ نے کیا کیا ہے (یعنی خوارج کے خلاف کیا حکمتِ عملی اختیار کی ہے)؟ اس سے کہا گیا کہ مغیرہ نے یہ طرزِ عمل اختیار کیا ہے (کہ شیعانِ علی کو خوارج کے خلاف جنگ پر روانہ کیا ہے) تو اس نے شریک بن اعور حارثی کو جو شیعانِ علیؓ میں سے تھا، بلایا اور کہا ''تم ان مارقہ کی سرکوبی کے لیے روانہ ہو جاؤ۔'' چنانچہ وہ تیار ہو گیا اور تین ہزار شیعوں کو زیادہ تر قبیلہ ربیعہ میں سے ہمراہ لے کر مذار کی طرف روانہ ہو گیا۔

اُدھر معقل بن قیس مدائن پہنچ گیا تھا۔ وہاں پہنچ کر اسے معلوم ہوا کہ خوارج وہاں سے چل

Marfat.com

دیے ہیں اس کی فوج کو جب یہ بات سخت شاق گذری تو اس نے اُن سے کہا کہ ''وہ لوگ یہاں سے اس لیے چلے گئے ہیں کہ ہم ان کا تعاقب کریں اور یوں پراگندہ اور ایک دوسرے سے جدا ہو جائیں۔ تا کہ جب تک تم ان کو پکڑ سکو تم تھک جاؤ۔ مگر تم پر اس قسم کی کوئی مصیبت نہیں آسکتی مگر یہ کہ ایسی ہی اُن پر بھی پڑے گی۔'' یہ کہہ کر وہ خوارج کے پیچھے روانہ ہوا اور ابوالرواغ شاکری کو تین سو سوار دے کر اپنے آگے روانہ کیا۔ چنانچہ ابوالرواغ نے خوارج کا تعاقب کیا اور بالآخر مذار کے مقام پر ان سے مڈبھیڑ ہوگئی۔ اس نے اپنے ہمراہیوں سے معقل کے آنے کے قبل خوارج سے جنگ کرنے کے متعلق مشورہ کیا۔ بعض نے یہ کہا کہ ایسا نہ کرنا چاہیے اور چند آدمی کہتے تھے کہ ہم کو ضرور جنگ کرنا چاہیے بہرکیف ابوالرواغ نے ان سے کہا کہ ''معقل نے مجھے یہ حکم دیا ہے کہ میں لڑائی شروع نہ کروں۔'' انہوں نے کہا کہ ہمیں کم از کم یہ تو ضرور کرنا چاہیے کہ معقل کے آنے تک ہم خوارج کے اور قریب پہنچ جائیں۔ اس وقت شام کا وقت تھا۔ اس لیے انھوں نے تمام شب نگہبانی کرنے میں بسر کی۔ جب صبح ہوئی تو تین سو خوارج نے ان پر دھاوا کر دیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ ابوالرواغ کی فوج کو تھوڑی سی دیر کے لیے ہزیمت اُٹھانی پڑی یہ دیکھ کر ابوالرواغ نے ''حملہ کرو۔ حملہ کرو'' پکارنا شروع کیا اور اپنے ہمراہیوں کو ساتھ لے کر خود بھی حملہ کیا۔ مگر خوارج کے قریب پہنچتے ہی یہ لوگ پھر پسپا ہوئے۔ البتہ اتنا ضرور ہوا کہ ان میں سے کوئی مارا نہیں گیا۔ ابوالرواغ پکار کر رہا تھا ''خدا تمہاری ماؤں کو تمہارے ماتم میں رُلائے۔ واپس آؤ تا کہ ہم خوارج سے اور قریب ہو جائیں اور جب تک ہمارا امیر نہ آجائے ان سے دور نہ ہوں۔ کیسی شرم کی بات ہے کہ ہم دشمن سے ہزیمت کھا کر اپنی فوج میں واپس جائیں۔'' ایک شخص نے کہا کہ ''خدائے تعالیٰ حق سے شرماتا نہیں ہے۔ خدا کی قسم صاف ظاہر ہے کہ ہم کو شکست ہوگئی ہے۔'' ابوالرواغ نے کہا کہ ''خدا نہ کرے کہ تم جیسے آدمی اور بھی ہوں۔ ہم جب تک معرکے سے جدا نہیں ہوئے ہم کو شکست نہیں ہوئی اور جب ہم ان کی طرف پلٹ کر ان سے قریب ہو گئے ہیں ہماری حالت اچھی رہی ہے تم ان کے قریب ہی کھڑے ہو جاؤ اور جب وہ تمہارے قریب آجائیں اور تم ان کے حملے سے عاجز آجاؤ تو کسی قدر پیچھے ہٹ آؤ پھر جب وہ دوبارہ حملہ کریں تو دوسری طرف ہٹ جاؤ۔ جب وہ تمہارے پاس سے واپس چلے جائیں تو دوبارہ ان کی طرف پلٹو اور ان سے قریب ہو جاؤ ہماری فوج بس اب آتی ہی ہوگی۔ خوارج نے یہ کرنا شروع کیا کہ جب ان پر حملہ ہوتا تو وہاں سے ہٹ جاتے اور ابوالرواغ ان

Marfat.com

کا تعاقب کرتا ظہر کے وقت تک برابر ایسا ہی ہوتا رہا۔ پھر طرفین نماز کے لیے رک گئے اور عصر کے وقت تک ٹھہرے رہے۔ وہاں کے دیہاتیوں اور قافلے والوں نے معقل کو اس کے آدمیوں اور خوارج کے مقابلے کی خبر پہنچادی تھی اور یہ بھی بتلا دیا تھا کہ خوارج نے اس کی فوج کو بھگا دیا تھا لیکن جب وہ واپس ہوئے تو موخرالذکر نے ان کا تعاقب کیا۔ معقل کہنے لگا کہ ''اگر ابوالرواغ کے بارے میں میرا خیال صحیح ہے تو وہ تمہارے پاس شکست کھا کر واپس نہیں آئے گا۔'' یہ کہہ کر اُس نے سات سو قوی اور مضبوط جوان اپنے ساتھ لیے اور تیزی سے روانہ ہو گیا۔ مُحرِزْ بن شہاب تمیمی کو باقی ماندہ ضعیف آدمیوں پر قائم مقام بنا دیا۔ جب معقل اور اس کے آدمی ابوالرواغ کو دکھلائی دینے لگے تو اُس نے اپنے آدمیوں سے کہا کہ ''دیکھو یہی ہماری فوج کی گرد ہے اب تم یہ کرو کہ آگے بڑھ کر دشمن کے قریب ہو جاؤ تاکہ ہماری فوج والوں کو یہ نہ معلوم ہو کہ ہم ان سے دب کر الگ ہٹ گئے ہیں اور ان کو چیرہ دستی کا موقع دیا ہے۔'' اس پر وہ اور آگے تک بڑھ کر خوارج کے عین مقابل پہنچ گئے۔ اتنے میں معقل بھی آ پہنچا۔ مگر کیونکہ وہاں پہنچتے شام ہو گئی تھی اس لیے معقل نے اپنے ہمراہیوں کے ساتھ مغرب کی نماز ادا کی اور اسی طرح ابوالرواغ نے بھی مغرب کی نماز ادا کی۔ ابوالرواغ نے معقل سے کہا کہ ''یہ لوگ عجیب وغریب طریقوں سے حملہ کرتے ہیں۔ اس لیے بہتر ہے کہ تم ان کے سامنے اکیلے نہ جاؤ بلکہ اپنے لوگوں کے پیچھے رہو تاکہ تم ان کے حملے کا جواب دے سکو۔'' معقل نے کہا کہ ''ہاں تمہاری رائے نہایت عمدہ ہے۔'' اسی اثنا میں کہ وہ ابولرواغ سے باتیں کر رہے تھے کہ خوارج نے یکبارگی ان پر حملہ کر دیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ معقل کے اصحاب پسپا ہو گئے مگر وہ خود ثابت قدم رہا۔ بلکہ زمین پر اُتر آیا اور ابوالروغ بھی اپنے دو سو آدمیوں کو ساتھ لیے ہوئے اس کے ہمراہ تھا مگر جب مستورد نے ان پر نیزوں اور تلواروں سے حملہ کیا تو تھوڑی دیر کے لیے معقل کے سوار پسپا ہو گئے۔ یہ حالت دیکھ کر مسکین ابن عامر جو ایک دلاور جوان تھا پکار کر بولا کہ ''اب کہاں بھاگے جاتے ہو۔ تمہارا امیر زمین پر اتر آیا ہے تمہیں بھاگتے ہوئے شرم نہیں آتی؟'' اس پر وہ خود بھی پلٹا اور اس کے ہمراہ سواروں کی ایک بڑی جماعت بھی واپس ہوئی اس عرصے میں معقل اپنے ہمراہیوں کو واپس لیے ہوئے برابر خوارج کے مقابل پر ڈٹا رہا۔ تا آنکہ ان کو مکانوں تک بھگا چھوڑا۔ اس کے بعد تھوڑا ہی عرصہ گذرا تھا کہ محرز ابن شہاب بھی اپنے پس ماندہ سپاہیوں کو لیے آ پہنچا۔ معقل نے ان کا میمنہ اور میسرہ قائم کیا اور ان کو ہدایت

Marfat.com

کی کہ ''جب تک صبح نہ ہولے تم یہیں جمے کھڑے رہنا۔ ہم ان پر حملہ کریں گے۔''

تمام لوگ ایک دوسرے کے مقابلے میں کھڑے ہوئے تھے کہ خارجیوں کے ایک جاسوس نے انھیں آکر اطلاع دی کہ شریک بن اعور تین ہزار سوار لیے بصرے سے آرہا ہے۔ مستورد نے اپنے ہمراہیوں سے کہا کہ ''میری رائے یہ ہے کہ ہم جس راستے سے آئے تھے اس طرف واپس چلیں کیونکہ اہل بصرہ سرزمین کوفہ تک ہمارا تعاقب نہ کریں گے اور ہم کوفے والوں سے آسانی سے جنگ کرسکیں گے۔'' یہ کہہ کر اس نے اپنے آدمیوں کو اترنے اور گھوڑوں کو آرام دینے کا حکم دیا چنانچہ انھوں نے ایسا ہی کیا۔ بعدازاں وہ گاؤں کو گئے اور ایک شخص ایسا لیا جوان کو وہ راستہ بتلادے جس سے وہ آئے تھے اور آخرکار اسی راستے سے وہ وہاں سے واپس روانہ ہوئے۔

اب معقل کا حال سنیے۔ جب اس نے خوارج کو وہاں نہ دیکھا تو ایک شخص کو ان کے دریافت حال کے لیے روانہ کیا اور وہ وہاں سے یہ خبر لایا کہ خوارج وہاں سے جاچکے ہیں مگر معقل کو خوف ہوا کہ کہیں دھوکا نہ ہو اور مبادا وہ رات کو چھاپا نہ ماریں اس لیے اس نے اور اس کے ساتھیوں نے بہ نظر احتیاط صبح تک نگہبانی کی۔ صبح کو ایک شخص نے آکر اطلاع دی کہ خوارج جاچکے ہیں اسی اثنا میں شریک ابن اعور بھی اپنے آدمیوں کو لیے ہوئے وہاں تک پہنچ گیا وہ اور معقل ملے اور کچھ دیر تک آپس میں سوال و جواب کرنے کے بعد معقل نے اسے ان کا حال سنایا۔ اس پر شریک نے اپنے ہمراہیوں سے معقل کے ساتھ چلنے کے لیے کہا مگر انہوں نے انکار کیا۔ شریک نے معقل سے اپنے ہمراہیوں کے اختلاف کی معافی مانگی کیونکہ وہ معقل کا دوست تھا اور دونوں ازروئے مذہب شیعہ خیالات کے آدمی تھے۔ معقل نے ابوالرواغ کو بلاکر خوارج کے تعاقب کا حکم دیا اس نے کہا کہ ''جتنے آدمی پہلے میرے ہمراہ تھے اتنے ہی اور دو تاکہ وہ مجھ سے لڑنا چاہیں تو میرے پاس کافی طاقت موجود ہو۔'' چنانچہ معقل نے چھ سو سوار اس کو دیے۔ ان لوگوں نے نہایت تیزروی کے ساتھ کوچ کیا اور آخر خوارج کو جرجرایا کے مقام پر جالیا۔ وہ لوگ ابھی وہاں ٹھہرے ہی تھے کہ ابوالرواغ بھی وہاں طلوع آفتاب کے وقت پہنچ کر مقیم ہوگیا۔ خوارج نے ان کو دیکھ کر کہا کہ بہ نسبت ان لوگوں کے جو ان کے بعد آنے والے ہیں ان سے لڑنا آسان تر ہے۔ یہ کہہ کر وہ ابوالرواغ اور اس کی فوج پر جان توڑ کر ٹوٹ پڑے۔ ابوالرواغ کے ہمراہیوں کو ہزیمت ہوئی اور وہ ایک سو سواروں کے ساتھ میدان میں جما رہا۔

Marfat.com

ابوالرواغ برابر دشمنوں سے مقابلہ کرتا رہا اور یہ اشعار پڑھتا جاتا تھا۔ (ترجمہ اشعار):

[حقیقی جوان دلاور وہ ہے جو ایسے وقت میں سست اور خائف نہ ہو جائے جب کہ بزدل آدمی نیزے کی ضرب سے جان بچا کر بھاگتا ہے۔ مجھے اب معلوم ہوا ہے کہ معرکے کے دن میں نہایت دلاور اور جنگ کی طرف پیش قدمی کرنے والا بہادر ہوں۔]

یہ سن کر اس کی فوج کے ہزیمت خوردہ لوگ ہر طرف سے واپس ہو ہو کر حملہ کرنے لگے اور ایسے بے طرح لڑے کہ خوارج کو ان کے مستقر تک واپس بھگا کر چھوڑا۔

جب مُسْتَوْرِد نے یہ کیفیت دیکھی تو اسے خیال ہوا کہ اگر معقل اپنے ہمراہیوں سمیت آن پہنچا تو وہ ضرور ہلاک ہو جائیں گے۔ بَھُرسِیْر کے علاقے میں ٹھہرا۔ ابوالرواغ نے ان کا تعاقب کیا اور آخر کار مقام ساباط میں ان کے سامنے ہی آ اترا۔ جب وہ اترا تو مستورد نے اپنے ہمراہیوں سے کہا کہ "یہ لوگ ضرور معقل کے بہادروں اور شہسواروں میں سے ہیں۔ اگر مجھے معلوم ہوتا کہ میں کچھ دیر میں ان سے آگے بڑھ کر اس کے پاس پہنچ جاؤں گا تو میں ضرور اس کے پاس تک جاتا اور اس سے لڑتا۔" یہ کہہ کر اس نے معقل کی کیفیت دریافت کرنے کا حکم دیا چنانچہ ایک راہگیر سے دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ وہ ابھی مقام دیلمیا پر ہے اور ان دونوں کے درمیان ابھی تین فرسخ کا فاصلہ ہے۔ جب مُسْتَوْرِد کو اس امر کی خبر ہوئی تو وہ اور اس کے ساتھی سوار ہو کر چلے تاآنکہ وہ ساباط کی نہر کے پل یعنی کوفے کی طرف جو دریا کا پل ہے وہاں تک پہنچ گئے۔ ابوالرواغ مدائن کی جانب تھا۔ مُسْتَوْرِد نے پل کو توڑ دیا۔ اُدھر جب ابوالرواغ نے کہا کہ مستورد اپنے آدمیوں کو لے کر سوار ہو گیا ہے تو اس نے بھی اپنے ہمراہیوں کو تیار کرنا شروع کیا اور جنگ کرنے کے ارادے سے مدائن اور ساباط کے درمیانی صحرا میں چلا گیا اور وہاں پہنچ کر ان کا انتظار کرنے لگا۔

مُسْتَوْرِد پل توڑ کر دیلمیا کو اس غرض سے گیا کہ معقل کو تلاش کر کے اس سے جنگ آزما ہو۔ وہ وہاں اس حال میں پہنچا کہ معقل کے ہمراہی اس سے علیحدہ تھے اور وہ خود کوچ کی تیاریاں کر رہا تھا بلکہ اس کے چند آدمی آگے جا چکے تھے جب معقل نے مستورد کے آدمیوں کو آتے دیکھا تو اس نے اپنا جھنڈا نصب کر کے کہا کہ "اے اللہ کے بندو! زمین پر اُتر آؤ۔" اس کے جواب میں اس کے تقریباً دو سو آدمی زمین پر اُتر آئے۔ اتنے میں خوارج نے حملہ کر دیا اور ان لوگوں نے گھٹنوں کے بل کھڑے ہو کر

Marfat.com

خوارج کے حملے کو نیزوں کی نوکوں پر روکا مگر جب معقل کی فوج پر غالب نہ آسکے تو ان کو چھوڑ کر ان کے گھوڑوں کی طرف متوجہ ہوئے اور سب گھوڑوں کی باگیں کاٹ دیں چنانچہ گھوڑوں کا جدھر منہ اٹھا بھاگ گئے۔ اس کے بعد خوارج معقل کے پریشان حال آدمیوں کی طرف متوجہ ہوئے اور ان میں تفرقہ اندازی کر کے پھر معقل اور اس کے ہمراہیوں کی طرف پلٹ پڑے۔ جو اس وقت گھٹنوں کے بل کھڑے تھے ان پر حملہ کیا مگر وہ لوگ اپنی جگہ سے سرکے تک نہیں۔ خوارج نے پھر دھاوا کیا مگر بار دیگر بھی ناکامیاب رہے۔ آخر مستورد نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ ''آدھے زمین پر اتر آؤ اور آدھے گھوڑوں پر سوار رہو۔'' انھوں نے ایسا ہی کیا۔ معقل کے آدمیوں پر اس وجہ سے زیادہ سختی ہوئی اور وہ ہلاکت اور تباہی کا نشانہ ہوا ہی چاہتے تھے کہ ابوالرواغ اپنے آدمیوں کو ساتھ لیے ہوئے آپہنچا۔

ابوالرواغ کے اس مقام پر واپس آنے کا سبب یہ ہوا کہ وہ اپنی جگہ پر جما ہوا خوارج کا انتظار کرتا رہا مگر جب ان کے آنے میں دیر ہوئی تو اس نے چند اشخاص کو ان کی خبر لانے کے لیے روانہ کیا۔ وہ پل کو ٹوٹا ہوا دیکھ کر بہت خوش ہوئے کہ خوارج نے انھیں کے ڈر سے ایسا کیا ہے چنانچہ اُنھوں نے واپس آکر ابوالرواغ سے یہی بیان کیا کہ وہ لوگ چلے گئے ہیں اور ہماری ہیبت سے پل کو بھی توڑ گئے ہیں۔ ابوالرواغ نے ان سے کہا کہ ''مجھے قسم ہے اپنی جان کی کہ انھوں نے پل کو ضرور مکر و فریب کے لیے توڑا ہے میرے خیال میں تو انھوں نے معقل کے مقابلے کے لیے جانے میں تم سے سبقت کی ہے کیونکہ وہ دیکھ چکے تھے کہ معقل کے چیدہ چیدہ سوار میرے ساتھ ہیں اور انھوں نے پل کو بھی اسی غرض سے توڑ دیا ہے کہ تم ان کے مقابلے کے لئے روانہ نہ ہوسکو۔ پل کی مرمت میں مصروف ہو جاؤ اور جلد از جلد ان کا تعاقب کرو۔'' پھر اہل قریہ نے اس کے حکم سے پل کو دوبارہ باندھ دیا اور وہ اس کو عبور کرتا ہوا خوارج کے تعاقب میں روانہ ہوا۔ راستے میں اُسے شروع شروع ہزیمت خوردہ آدمی ملے۔ اس نے ان سے پکار کر کہا کہ ''میرے پاس آجاؤ۔ میرے پاس آجاؤ۔'' چنانچہ وہ لوگ ابوالرواغ سے آملے اور اس کو تمام خبریں سنائیں اور کہا کہ ''ہم معقل کو خوارج سے لڑتا ہوا چھوڑ کر آئے ہیں۔'' اور اس وجہ سے ان کو یہ خیال تھا کہ معقل ضرور شہید ہو چکا ہے۔ چنانچہ اس نے اپنی رفتار تیز کر دی اور جو مفرور اس سے راستے میں ملتے گئے سب کے سب اس کے ہمراہ دوبارہ میدان جنگ میں واپس آتے گئے۔ آخر کار یہ لوگ فوج تک پہنچ گئے اور دیکھا کہ معقل کا جھنڈا نصب ہے اور لوگ جنگ میں مشغول ہیں۔ یہ دیکھ

Marfat.com

کرابوالرواغ نے خوارج پر حملہ کیا اور بہت جلد ان کو وہاں سے بھگا کر معقل سے جاملا اس وقت معقل آگے بڑھ کر اپنے آدمیوں کو اُکسا رہا تھا۔ پھر کیا تھا سب نے مل کر خوارج پر حملہ کیا۔ تمام دن سخت جنگ ہوئی ۔آخر مستورد نے آواز دے کر معقل کو تنہا اپنے مقابلے کے لیے بلایا۔ چنانچہ معقل مقابلے کے لیے چلا۔ اس کے آدمیوں نے اُسے روکا مگر وہ نہ مانا۔ اس کے ہاتھ میں تلوار تھی مگر مستورد کے پاس نیزہ تھا۔ معقل کے ساتھیوں نے اس سے کہا ''تم بھی نیزہ لے لو'' مگر اس نے انکار کیا۔ جب وہ مستورد کے سامنے پہنچا تو مستورد نے اپنے نیزے سے وار کیا۔ نیزہ سینے کو چیرتا ہوا پشت سے باہر نکل گیا۔ معقل نے اسی حالت میں آگے بڑھ کر مستورد کے سر پر تلوار کا ایک ایسا وار کیا کہ اس کی کھوپڑی کے دوٹکڑے ہوگئے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ ادھر مستورد اور اُدھر معقل تیورا کر گرے اور دم بھر میں ڈھیر ہو گئے۔

چونکہ معقل نے پہلے ہی کہہ رکھا تھا کہ اگر میں قتل ہو جاؤں تو عمرو بن مُحرِز بن شہاب تمہارا امیر ہوگا۔ اس لیے جونہی وہ شہید ہوا عمرو نے اس کا جھنڈا سنبھال لیا اور اپنے آدمیوں کے ساتھ دوبارہ خوارج پر حملہ کیا اور ان کو اس طرح ہلاک و برباد کیا کہ سوائے پانچ یا چھ اشخاص کے ان میں سے ایک بھی جاں بر نہ ہو سکا۔

ابن کلبی کا قول ہے کہ مُستَوَرِد بن تمیم ریاحی، جریر کے اس قول کو شہادت میں پیش کرتا ہے۔

ترجمہ [ہم میں ہی سے ہے وہ جوانوں کا جوان ۔ وہ فیاض معقل اور ہم میں ہی سے ہے کہ وہ جس نے دریائے دجلہ پر معقل کا مقابلہ کیا۔]

اس جنگ دجلہ سے اس کا مطلب اس واقعۂ مذکورہ سے ہے۔

عبدالرحمٰن کی ولایت بجستان

اسی سال عبداللہ بن عامر نے عبدالرحمٰن بن سمرہ کو بجستان کا عامل بنایا۔ چنانچہ عبدالرحمٰن بجستان چلا گیا۔ عباد بن حصین حبطی اس کا صاحب الشرطہ تھا اور دیگر اشراف میں سے عمرو بن عبیداللہ بن معمر وغیرہ اس کے ہمراہ تھے۔ جب کبھی کسی شہر کے باشندے اطاعت سے انحراف کرتے تو وہ ان کو فتح کر لیتا۔ اسی طرح ہوتے ہوتے وہ کابل پہنچا اور چند ماہ تک اس کا محاصرہ کیے رہا اور منجنیق کے ذریعے سے فصیل شہر کے بڑے حصے کو منہدم کر دیا۔ عباد بن حصین نے اسی شگاف پر مشرکوں سے

Marfat.com

نیزوں سے لڑتے لڑتے تمام شب بسر کر دی۔ اہل شام فصیل کے اس شگاف کو بند نہ کر سکے اور دوسرے دن جنگ کے لیے برآمد ہوئے۔ مسلمانوں نے ان کو شکست دی اور بزور شمشیر شہر میں داخل ہو گئے۔

اس کے بعد وہ بست کی طرف روانہ ہوا اور اُسے بھی بزور فتح کر لیا۔ پھر زران کی طرف گیا وہاں کے لوگ فرار ہو گئے اور اس طرح اس شہر پر بھی اس کا قبضہ ہو گیا۔ اس کے بعد خشک پر حملہ کیا مگر وہاں کے باشندوں نے اس سے صلح کر لی۔ بعد ازاں وہ رُخَّج کی طرف روانہ ہوا اس کے باشندوں سے جنگ ہوئی مگر اس کو فتح نصیب ہوئی پھر وہ زابلستان (یعنی شہر غزنہ اور اس کے متعلقات) گیا۔ جہاں کے لوگوں نے اطاعت سے انحراف کیا تھا ان سے بھی جنگ ہوئی اور فتح پائی اتنے میں کابل نے پھر سرکشی کی اس لیے وہ کابل گیا اور پھر اس کو فتح کیا۔

غزوہ سندھ

سندھ کی سرحد پر عبداللہ بن عامر نے عبداللہ بن سَوّار عبدی کو عامل مقرر کیا اور بعض کا خیال ہے کہ امیر معاویہ اس سے قبل ہی اس کو یہ عہدہ دے چکے تھے۔ عبداللہ بن سَوّار نے قیقان پر حملہ کیا اور وہاں سے اس کو بہت کچھ مال غنیمت حاصل ہوا۔ چنانچہ وہ امیر معاویہ سے ملاقات کے لیے گیا اور بطور نذر کے قیقانی گھوڑے ان کی خدمت میں پیش کیے۔ وہاں سے واپس آنے پر ایک مرتبہ پھر قیقان پر فوج کشی کی مگر اب کے اہل قیقان نے ترکوں سے مدد طلب کی تھی چنانچہ انھوں نے عبداللہ کو قتل کر دیا کوئی شاعر اس واقعے کے متعلق کہتا ہے۔ (ترجمہ اشعار):

[وہ ابن سَوّار جو اپنے دشمنوں کے مقابلے میں آگ بھڑکانے والا تھا اور جنگ و جدل میں ایک زبردست لڑنے والا تھا۔]

وہ ایک کریم النفس شخص تھا۔ اس کا قاعدہ تھا کہ اس کی فوج میں کبھی کوئی آگ روشن نہ کرتا تھا یعنی اپنا علیحدہ کھانا نہیں پکاتا تھا (بلکہ ابن سَوّار کی طرف سے پوری فوج کے لئے کھانا پکایا جاتا تھا)۔ ایک رات اس نے آگ جلتی دیکھی۔ پوچھا ''یہ کیا ہے؟''۔ لوگوں نے کہا کہ ''ایک زچہ ہے اس کے لیے حلواء خبیص کی ضرورت ہے وہ تیار ہو رہا ہے۔'' اس پر اس نے یہ حکم دے دیا کہ تین دن تک تمام فوج کو حلوا (خبیص) کھانے کو دیا جائے۔

Marfat.com

عبداللہ بن خازم کی ولایت خراسان

کہتے ہیں کہ اسی سال عبداللہ بن عامر نے قیس بن ھیثم قیسی (ثم السلمی) کو خراسان سے معزول کر کے عبداللہ بن خازم کو اس کی جگہ مقرر کیا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ قیس نے خراج اور ہدیہ پیش کرنے میں سستی کی۔ عبداللہ بن خازم نے عبداللہ بن عامر سے کہا کہ ''آپ مجھے خراسان کا والی بنا دیجیے تو میں آپ کو خراج وغیرہ کی طرف سے بے فکر کر دوں گا۔'' عبداللہ بن عامر نے وعدہ لکھ دیا۔ یہ خبر قیس کو پہنچی تو وہ عبداللہ بن خازم سے خوف زدہ ہو کر خراسان چھوڑ کر چلا آیا۔ ابن عامر کو اس وجہ سے اور بھی غصہ آیا کہ اس نے سرحد کو خراب ہونے کے لیے کیوں چھوڑ دیا۔ اسی بنا پر اس نے اس کو خوب زدو کوب کرایا اور قید کر کے بنو یشکر کے ایک فرد کو خراسان بھیج دیا۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اس نے پہلے اسلم بن زُرعہ کلابی کو بھیجا تھا اور پھر عبداللہ بن خازم کو۔

قیس کی برطرفی کے متعلق ایک اور روایت بھی بیان کی جاتی ہے کہ ابن خازم نے عبداللہ بن عامر سے کہا کہ ''آپ نے قیس کو خراسان کا والی بنا دیا ہے۔ وہ تو نہایت کمزور آدمی ہے اور مجھے اندیشہ ہے کہ اگر اس کو کبھی لڑائی پیش آ جائے تو وہ ضرور اپنے آدمیوں کے ساتھ پسپا ہو جائے گا۔ اس طرح نہ صرف یہ کہ خراسان تباہ ہو جائے گا بلکہ آپ کے اخوان (یعنی قیس عیلان) کی خواہ مخواہ فضیحت ہوگی۔'' ابن عامر نے کہا کہ ''پھر اب کیا کرنا چاہیے۔'' ابن خازم نے کہا کہ ''آپ مجھے یہ تحریری وعدہ دے دیجیے کہ اگر وہ کبھی اپنے دشمن کے مقابلے میں پیچھے ہٹ جائے تو میں اس کا قائم مقام ہو جاؤں گا۔'' ابن عامر نے یہی اسے لکھ دیا۔ اس اثنا میں طخارستان میں ایک جماعت نے کچھ جوش و خروش کا اظہار کیا۔ قیس نے ابن خازم سے مشورہ کیا اور اس نے اس کو یہ مشورہ دیا کہ جب تک کہ اس کے ارگرد کے لوگ جمع ہو جائیں تو بہتر ہے کہ وہ دشمن کے سامنے سے ہٹ آئے۔ ابھی قیس ایک یا دو منزل ہی سفر طے کرنے پایا تھا کہ ابن خازم نے ابن عامر کا تحریری وعدہ دکھلایا اور فوراً حسب وعدہ لوگوں کا امیر بن کر دشمن کے مقابلے کے لیے نکلا اور ان کو شکست دی۔ جب یہ خبر بصرے، کوفے اور شام پہنچی تو بنو قیس بہت برافروختہ ہوئے اور کہا کہ قیس اور ابن عامر دونوں کو دھوکا دیا گیا ہے اور ان سب نے مل کر اس معاملے کی شکایت امیر معاویہ کے پاس کی۔ ابن خازم ان سے پہلے امیر معاویہ کے پاس پہنچ گیا

Marfat.com

اور اس کے متعلق جو کچھ کہا گیا تھا اس کے لیے ان سے اعتذار کیا۔ امیر معاویہ نے کہا کہ ''کل سب آدمیوں کے سامنے کھڑے ہو کر معافی طلب کرو۔'' ابن خازم اپنے اصحاب کے پاس گیا اور کہا کہ مجھ سے تقریر کرنے کے لیے کہا گیا ہے مگر مجھے تقریر کرنا آتا نہیں۔ لہٰذا تم لوگ منبر کے قریب بیٹھ جانا اور جو کچھ میں کہوں اس کی تصدیق کیے جانا۔'' چنانچہ دوسرے دن اس نے کھڑے ہو کر تقریر کرنی شروع کی اور خدائے تعالیٰ کی حمد وثنا کے بعد کہا کہ ''تقریر کرنے کی تکلیف یا تو امام کو دی جاتی ہے یا احمق کو جو بک بک کر کے دماغ خالی کر دے۔ ظاہر ہے کہ میں ان دونوں میں سے ایک بھی نہیں ہوں اور جو مجھ سے واقف ہے وہ بخوبی جانتا ہے کہ میں مقامات ذبح کو بخوبی جاننے والا ہوں، ان پر حملہ کرنے والا اور خوف وہلاکت کی جگہوں میں جم کر مقابلہ کرنے والا ہوں۔ لشکر کے ساتھ گزر جانے والا ہوں اور ہر چیز کو برابر تقسیم کرنے والا ہوں۔ میں آپ لوگوں کو خدا کی قسم دے کر کہتا ہوں کہ جو صاحب مجھ کو ایسا ہی جانتے ہیں وہ ضرور میری تصدیق کریں گے۔'' اس کے جواب میں اس کے اصحاب نے کہا کہ ''تم سچ کہتے ہو۔'' ابن خازم نے کہا کہ ''امیر المومنین آپ بھی ان حضرات میں شامل ہیں جن کو میں نے قسم دی تھی۔ لہٰذا آپ بھی جو کچھ جانتے ہیں فرما دیجیے۔'' انھوں نے کہا کہ ''ہاں تم سچ کہتے ہو۔''

متفرق واقعات

اس سال حاکم مدینہ مروان بن حکم امیر حج تھا۔

ان دنوں مکے میں خالد بن عاص بن ہشام عامل تھا۔ کوفے اور بصرے پر بالترتیب مغیرہ بن شعبہ اور عبداللہ بن عامر والی تھے۔

اس سال عبداللہ بن سلامؓ مشہور صحابی رسول کا انتقال ہوا۔ وہ اہل کتاب کے علماء میں سے تھے اور رسول اللہ ﷺ نے ان کو جنت کی بشارت دی تھی۔

Marfat.com

حواشی وحوالہ جات:

۱۔ ''ناکثین''یعنی عہد شکن اور وعدہ خلاف اور''مارقین''یعنی دین سے نکل جانے والے،یعنی خوارج۔

۲۔ سُوراء،بغداد کے پاس ایک موضع ہے۔

۳۔ بُھرسیر،مدائن کے قریب سوادِ بغداد کا ایک قریہ۔(معجم البلدان،ج۱،ص۵۱۵)

۴۔ جرجرایا،واسط اور بغداد کے درمیان نہروان کا ایک شہر تھا۔

۵۔ جوخیٰ،سوادِ بغداد میں ایک نہری علاقہ ہے۔

۶۔ مذار،میسان کا ایک قصبہ تھا جو واسط اور بصرہ کے درمیان واقع تھا۔(معجم البلدان،ج۵،ص۸۸)

۷۔ ایک فرسخ تقریباً تین میل کے برابر ہوتا ہے۔

Marfat.com

چوتھا باب

۴۴ھ کے واقعات

اس سال مسلمانوں نے عبدالرحمٰن بن خالد بن ولید کی ماتحتی میں بلادروم پر حملہ کیا اور موسم سرما وہیں بسر کیا۔ اُدھر بحری جانب سے بُسر بن ابی ارطاۃ نے فوج کشی کی۔

عبداللہ بن عامر کی بصرہ سے معزولی

اس سال عبداللہ بن عامر بصرے سے معزول کیے گئے۔ اس کی وجہ یہ ہوئی کہ ابن عامر ایک کریم النفس، حلیم الطبع اور نرم مزاج آدمی تھا۔ کبھی کسی شخص کی غلطی یا حماقت پر مواخذہ نہیں کرتا تھا۔ بصرے کی حالت اس کے زمانے میں فساد پذیر ہوگئی تھی۔ زیاد سے اس نے اس امر کی شکایت کی تو اس نے اس کو یہ صلاح دی کہ ''تلوار میان سے باہر نکال لو۔'' اس نے جواب دیا کہ ''مجھے یہ بات پسند نہیں کہ میں اپنے فساد ونفس سے ان کی اصلاح کروں۔'' پھر ابن عامر نے امیر معاویہ کے پاس بصرے سے ایک وفد روانہ کیا۔ اتفاق سے اس وفد کو امیر معاویہ کے پاس ایک اور وفد ملا جو کوفے سے آیا تھا۔ اس میں ابن الکواء، جس کا نام عبداللہ بن ابی اوفی یشکری تھا، بھی شامل تھا۔ امیر معاویہ نے ان سے عراق اور بالخصوص اہل بصرہ کے متعلق سوال کیا۔ تو ابن الکواء نے کہا کہ ''اے امیر المومنین اہل بصرہ کا یہ حال ہے کہ ان کے سفہائے قوم نے گویا ان کو کھا ہی لیا ہے کہ ان کو غلبہ اور ان کی شان وشوکت بالکل ضعیف ہوگئی ہے۔'' اور اس نے ابن عامر کو بالکل عاجز اور کمزور ظاہر کیا۔ امیر معاویہ نے کہا کہ ''تم اہل بصرہ کا ذکر کر رہے ہو حالانکہ وہ یہاں موجود ہیں۔'' الغرض جب اہل بصرہ واپس آئے تو انھوں نے ابن عامر سے یہ تمام واقعہ بیان کیا۔ اس کو سخت غصہ آیا اور کہنے لگا کہ ''یہ بتاؤ کہ اہل عراق میں سے کون شخص ابن الکواء کا سخت ترین دشمن ہے۔'' جواب ملا کہ عبداللہ ابن ابی شیخ الیکشری چنانچہ ابن عامر نے اسے خراسان کا والی

Marfat.com

مقرر کر دیا۔ جب ابن الکواء کو اس کی اطلاع ملی تو اس نے کہا کہ ''اس ابن دجاجہ (یعنی ابن عامر) کو شاید یہ گمان ہوا ہے کہ عبداللہ کو والی خراسان بنانے سے مجھے رنج ہوگا۔ میں تو یہی چاہتا ہوں کہ کوئی یشکری ایسا باقی نہ رہے جو میرا دشمن نہ ہو اور اس لیے وہ اسے کہیں نہ کہیں کا والی بنا دے۔'' یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ عبداللہ ابن عامر نے جس شخص کو والی خراسان بنایا تھا وہ طفیل ابن عوف یشکری تھا۔

جب امیر معاویہ کو بصرے کی حالت کی خبر ہوئی تو انھوں نے ابن عامر کو وہاں سے معزول کرنا چاہا اور اس غرض سے اس کو اپنے پاس ملاقات کے لیے بلا بھیجا۔ بہر حال اس ملاقات کا نتیجہ یہ ہوا کہ امیر معاویہ نے اس کو اس کی ولایت پر مامور ہی رہنے دیا۔ لیکن جب ابن عامر رخصت ہونے لگا تو امیر معاویہ نے کہا کہ ''میں آپ سے تین سوال کرتا ہوں۔ آپ کہہ دیجیے'' میں نے قبول کیے۔'' ابن عامر نے کہا ''میں نے قبول کیے اور یاد رکھیے کہ میں ام حکیم کا بیٹا ہوں۔'' امیر معاویہ نے کہا ''آپ میرا عمل مجھے واپس دے دیں اور ناراض نہ ہوں۔'' (یعنی میں نے آپ کو بصرہ کا عامل بنایا تھا، آپ بغیر ناراض ہوئے معزول ہو جائیں۔) ابن عامر نے کہا ''میں نے ایسا ہی کیا۔'' امیر معاویہ نے کہا ''عرفہ میں جو کچھ آپ کا مال ہے وہ بھی مجھے دے دیں۔'' ابن عامر نے جواب دیا ''ہاں میں نے دے دیا۔'' امیر معاویہ نے کہا'' مکہ میں جو کچھ آپ کے مکانات ہیں وہ بھی مجھے دے دیں۔'' ابن عامر نے جواب دیا ''اچھا میں نے دے دیے۔'' امیر معاویہ نے کہا ''میں نے تم سے صلہ رحمی کی۔''

ابن عامر نے جواب دیا ''اے امیر المومنین میں آپ سے تین سوال کرتا ہوں آپ کہہ دیجیے کہ میں نے قبول کیے۔'' امیر معاویہ نے جواب دیا ''میں نے قبول کیے اور یاد رکھیے کہ ہند کا بیٹا ہوں۔'' ابن عامر نے کہا ''عرفہ میں جو کچھ میرا ہے وہ مجھے واپس دے دیجیے۔'' امیر معاویہ نے جواب دیا ''میں نے ایسا ہی کیا۔'' ابن عامر نے کہا ''میرے کسی عامل کا محاسبہ نہ کیجیے اور پیچھا نہ کیجیے۔'' امیر معاویہ نے جواب دیا ''یوں ہی سہی۔'' ابن عامر نے کہا ''ہند کی بیٹی کو میرے نکاح میں دے دیجیے۔'' امیر معاویہ نے جواب دیا ''ہاں میں نے دے دیا۔''

یہ بھی کہا جاتا ہے کہ امیر معاویہ نے ابن عامر سے کہا کہ'' آپ دو میں سے ایک بات کو مانیے۔ یا تو یہ کہ میں آپ کا پیچھا کروں اور جو کچھ مال آپ کو ملا ہے اس کا حساب لے کر کام پر بھیج دوں۔ اگر یہ نہیں تو میں آپ کو معزول کر دوں اور جو کچھ آپ نے حاصل کیا ہے اس کی معافی

Marfat.com

کردوں۔''ابن عامر نے جواب میں معزولی کو اختیار کیا اور یہ کہ جو کچھ ان کو مل گیا ہے اس کا محاسبہ نہ کرے۔لہٰذا امیر معاویہ نے ان کو معزول کر دیا اور ان کی جگہ حارث بن عبداللہ الازدی کو مقرر کر دیا۔

استلحاقِ زیاد

اس سال امیر معاویہ نے زیاد بن سمیہ کو اپنے نسب میں ملحق کر لیا۔مورخین کہتے ہیں کہ جس وقت زیاد امیر معاویہ سے ملنے جا رہا تھا۔بنو عبدالقیس کا ایک شخص اس کے ہمراہ تھا اثنائے راہ میں اس نے زیاد سے کہا کہ''ابن عامر کے مجھ پر احسانات ہیں۔اگر آپ اجازت دیں تو میں ان سے ذرا مل لوں۔''زیاد نے جواب دیا کہ ہاں مگر اس شرط پر کہ تم میں اور اس میں جو باتیں ہوں وہ مجھ سے بیان کر دو۔اس شخص نے منظور کیا۔زیاد نے اسے ابن عامر سے ملنے کی اجازت دی۔وہ شخص ابن عامر کے پاس پہنچا اس نے دیکھتے ہی کہا کہ''دور رہو۔بس دور رہو۔ابن سمیہ میرے نشانوں کو مٹاتا اور میرے عمال پر اعتراض کرتا ہے میں سوچتا ہوں کہ اگر میں قریش کے قسم کھانے والوں کو بلاؤں تو وہ یہ قسم کھائیں گے کہ ابوسفیان سے سمیہ کو کبھی دیکھا ہی نہیں۔''جب وہ شخص زیاد کے پاس آیا تو اس نے سوال کیا کہ تم میں اور ابن عامر میں کیا باتیں ہوئیں اس نے جواب نہ دیا۔مگر جب زیاد نے اصرار کیا تو اس نے سب کچھ کہہ سنایا۔زیاد نے امیر معاویہ کو اس امر کی اطلاع دی۔امیر معاویہ نے اپنے حاجب کو حکم دیا کہ جب ابن عامر یہاں آئے تو اس کی سواری کو دور ترین دروازے پر روک دینا۔حاجب نے ایسا ہی کیا۔ابن عامر یزید کے پاس گیا اور اس سے اس امر کی شکایت کی تو وہ سوار ہو کر اس کو اپنے ہمراہ اندر لے گیا۔امیر معاویہ اس کو آتے دیکھ کر اٹھے اور اندر چلے گئے۔یزید نے ابن عامر سے کہا کہ''بیٹھ جاؤ آخر وہ کب تک بغیر مجلس کے گھر کے اندر بیٹھے رہیں گے۔''آخر کار جب ان دونوں کو وہاں بیٹھے بیٹھے دیر ہو گئی تو امیر معاویہ یہ شعر پڑھتے ہوئے باہر آئے کہ۔

لنا سباقٌ و لکم سباقٌ　　　قد علمت ذالکم الرّفاقٌ

[ایک ہماری دوڑ ہے ایک تمہاری دوڑ ہے۔ساتھ والے اس بات کو جان چکے ہیں۔]

اور بیٹھ گئے اور پھر کہنے لگے کہ''اے ابن عامر زیاد کے متعلق جو کچھ تم نے کہا ہے کیا واقعی تم نے ایسا ہی کہا ہے؟ بخدا اہل عرب بخوبی جانتے ہیں کہ میں زمانہ جاہلیت میں معزز ترین آدمی تھا اور

Marfat.com

اسلام نے میری عزت میں کچھ اضافہ ہی کیا ہے اور زیاد کی وجہ سے میری قلت میں کثرت نہیں ہوگئی اور نہ میں اس کی وجہ سے ذلیل سے معزز ہوگیا ہوں بات صرف اتنی ہے کہ میں نے حق شناسی کی اور اسے اس کا قرار واقعی مرتبہ دے دیا ہے۔'' ابن عامر بولا۔''اے امیر المومنین بہتر ہے کہ ہم اسی بات کی طرف رجوع کریں جسے زیاد پسند کریں۔'' امیر معاویہ نے کہا کہ''اگر ایسا ہی ہے تو ہم اس بات کی طرف رجوع کریں گے جسے تم پسند کرتے ہو۔'' ابن عامر زیاد کے پاس گیا اور اس کو راضی کرلیا۔ جب زیاد کوفے گیا تو اس نے لوگوں سے کہا''میں تمہارے پاس ایک ایسے امر کے لیے ہوں جس کو میں تمہارے خاطر ہی طلب کرتا ہوں۔'' انھوں نے پوچھا۔''آپ کا مطلب کیا ہے۔'' اس نے کہا کہ''تم لوگ میرے نسب کو معاویہ سے ملحق کرتے ہو۔'' لوگوں نے جواب دیا کہ''اگر وہ جھوٹی شہادت پر مبنی ہو تو نہیں۔'' زیاد وہاں سے روانہ ہوکر بصرے آیا تو وہاں کئی لوگوں نے اس امر کی شہادت دی۔

یہ ہے وہ تمام روایت کہ جو امیر معاویہ کے زیاد سے الحاق فی النسب کے متعلق ابوجعفر (طبری) نے بیان کی ہے۔ اس نے حقیقت حال کا ذکر نہیں کیا بلکہ استلحاق نسب کے بعد جو قصہ مشہور ہو گیا تھا اس کو بیان کردیا ہے۔ میں (یعنی ابن اثیر) اس کا سبب اور اس کی کیفیت بیان کرتا ہوں کیونکہ تاریخ اسلام میں یہ امر نہایت مشہور اور زبردست امور میں سے ہے۔ اس کو یوں ہی نہیں چھوڑ دینا چاہیے۔

آغاز حال یوں ہے کہ زیاد کی ماں سمیہ زَنْدَ وَرد نامی ایک دہقان کی لونڈی تھی جو کسکر کے مقام پر مقیم تھا۔ یہ دہقان بیمار ہوگیا اس نے علاج کے لیے حارث بن کلدہ ثقفی[3] طبیب کو بلایا۔ اس کے علاج سے اس کو شفا ہوگئی اس کے صلے میں اس نے سمیہ کو اس کے حوالے کردیا۔ حارث سے سمیہ کے ہاں ابوبکرہ (جس کا نام نفیع تھا) پیدا ہوا مگر اس نے اس کو اپنا بیٹا تسلیم نہیں کیا۔ اس کے بعد نافع پیدا ہوا مگر اسے بھی اس نے اپنا بیٹا ماننے کا اقرار نہ کیا۔ جب رسول اللہ ﷺ نے طائف کا محاصرہ کیا اور ابوبکرہ ان کی خدمت میں حاضر ہوا تو حارث نے نافع سے کہا کہ''تو میرا بیٹا ہے۔'' حارث نے سمیہ کا نکاح اپنے ایک غلام عبید سے کردیا جو رومی نسل تھا اس سے سمیہ کو زیاد تولد ہوا۔ ابوسفیان ابن حرب زمانہ جاہلیت میں طائف گیا تھا۔ ابو مریم سلولی ایک شراب فروش کے ہاں (جو اس کے بعد مسلمان ہوگیا تھا اور رسول اللہ ﷺ کی صحبت میں رہتا تھا) مہمان ہوا تھا وہاں ابوسفیان کو سمیہ پیش کی گئی اور اس سے زیاد کو حمل ٹھہر گیا اور ہجرت کے پہلے سال سمیہ نے اسے جنا۔ جب وہ بڑا ہوگیا تو ابوموسیٰ اشعری نے جب کہ والی

Marfat.com

بصرہ تھے اسے اپنا کاتب مقرر کیا۔ پھر (حضرت) عمر بن خطاب نے بھی اس کو حکمرانی کے اہل سمجھا۔ اور اس نے وہ خدمت کماحقہ انجام دی۔ جب زیاد حضرت عمرؓ کے پاس واپس آیا اور ان سے ملا تو اس وقت ان کے پاس مہاجرین و انصار بیٹھے ہوئے تھے۔ زیاد نے ان کے سامنے ایک ایسی تقریر کی کہ انھوں نے کبھی ویسی تقریر نہ سنی تھی۔ عمرو ابن العاص نے کہا ''سبحان اللہ کیسا عجیب لڑکا ہے اگر اس کا باپ قریشی ہوتا تو وہ سارے عرب کو اپنے ڈنڈے سے ہانک سکتا تھا۔'' ابوسفیان جو اس وقت موجود تھا کہنے لگا کہ ''بخدا میں اس کے باپ کو جانتا ہوں۔'' (حضرت) علیؓ نے کہا کہ ''اے ابوسفیان خاموش رہو۔ تمہیں معلوم ہے کہ اگر عمرؓ تمہاری یہ بات سن پائیں تو وہ بہت جلد تم کو سزا دیں گے۔'' جب حضرت علیؓ خلیفہ ہوئے تو انھوں نے زیاد کو فارس کا عامل مقرر کیا اور زیاد نے وہاں کا قرار واقعی انتظام کیا۔ اور قلعوں کو محفوظ کیا جب امیر معاویہ کو اس امر کی اطلاع ہوئی تو ان کو ناگوار گزرا اور انھوں نے زیاد کو ایک تہدیدی خط لکھا اور اس کو ابوسفیان کے بیٹے ہونے پر توجہ دلائی۔ جب زیاد نے ان کا خط پڑھا تو اس نے لوگوں کے سامنے کھڑے ہو کر تقریر کی جس میں کہا کہ ''تعجب اور پورا تعجب ہے اس جگر خوارہ کے بچے پر۔ اس نفاق و شقاق کے بانی پر کہ وہ مجھ کو ڈراتا ہے کہ مجھ پر حملہ کرے گا۔ حالانکہ میرے اور اس کے درمیان رسول اللہ ﷺ کے برادر عم زاد جماعت مہاجرین و انصار کے ساتھ موجود ہیں۔ خدا کی قسم اگر وہ (برادر عم زاد) مجھ اس سے جنگ آزمائی کا حکم دیں تو وہ دیکھ لے گا کہ میں سرخ، سخت اور تلوار کا دھنی ہوں۔'' جب یہ کیفیت حضرت علیؓ تک پہنچی تو انھوں نے زیاد کو لکھا کہ ''میں جس امر کی ولایت تم کو دینا چاہتا تھا تو دے ہی چکا ہوں اور سمجھتا ہوں کہ تم ضرور اس کے اہل ہو۔ ابوسفیان سے بے سوچے سمجھے جو ایک باطل تمنا اور جھوٹی خواہش ظاہر ہو گئی تھی وہ ان کے لیے میراث پانے کا سبب نہیں ہو سکتی اور نہ ان کا نسب صحیح ہو سکتا ہے لیکن معاویہ انسان پر ہر جانب سے حملہ کرتا ہے اس سے بچے رہنا اور ڈرتے رہنا۔ والسلام۔''

جب حضرت علیؓ شہید ہو گئے اور زیاد اور امیر معاویہ کی مصالحت کی وہ صورتیں پیدا ہو گئیں جن کا ذکر ہم پہلے کر چکے ہیں تو زیاد نے مَصقلہ بن ہُبَیرۃ شیبانی کو بیس ہزار درہم دے کر اس غرض سے اپنے ساتھ گانٹھا کہ وہ امیر معاویہ سے جا کر یہ کہہ دے کہ ''زیاد نے ایران کو کیا خشکی اور کیا تری ہر طرف سے ہضم کر لیا اور آپ سے دس لاکھ درہم پر صلح کر لی۔ قسم بخدا میرے خیال میں جو بات مشہور ہوئی ہے وہ حق معلوم ہوتی ہے۔'' اور یہ کہ جب امیر معاویہ دریافت کریں کہ وہ حق بات کیا ہے تو مصقلہ کہے کہ ''لوگ کہتے ہیں

Marfat.com

کہ زیاد ابوسفیان کا بیٹا ہے۔'' چنانچہ مصقلہ نے ایسا ہی کیا تب تو معاویہ کو یہ خیال آیا کہ زیاد کو اپنی طرف مائل کر لیں اور اپنے نسب کو اس کے نسب سے ملحق ثابت کر کے دوستی کی صفائی کر لیں۔ اس امر پر دونوں کا اتفاق ہو گیا اور لوگوں کو جمع کیا۔ زیاد کے متعلق شہادت دینے والے بھی حاضر ہوئے ان میں ابومریم سلولی بھی تھا۔ اس نے شہادت دی کہ اسی کے مکان پر ابوسفیان اور سمیہ کی ملاقات ہوئی اور اس نے تمام قصہ من وعن بیان کر دیا اس پر زیاد نے اس سے کہا کہ ''اے ابومریم بس اب ٹھہر جاؤ۔ تم کو شہادت دینے کے لیے بلایا گیا ہے نہ کہ گالیاں دینے کے لیے۔'' الغرض معاویہ نے زیاد کو اپنے نسب میں ملا لیا۔

امیر معاویہ کا یہ استلحاق پہلا معاملہ ہے جس سے احکام شریعت کی علانیہ مخالفت کی گئی کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا تھا کہ ''الولد للفراش وللعاھر الحجر۔''

زیاد نے حضرت عائشہؓ کو خط لکھا تھا۔ ''منجانب زیاد ابن ابی سفیان۔'' اور وہ یہ چاہتا تھا کہ وہ بھی اس کو خط میں یہی لکھیں: ''بنام زیاد ابن ابی سفیان۔'' تا کہ وہ اس سے اپنے حق میں حجت و دلیل قائم کر سکے مگر حضرت عائشہؓ نے اس کو یوں لکھا ''عائشہ، ام المومنین کی طرف سے ان کے بیٹے زیاد کے لئے۔'' یہ بات لوگوں کو عموماً اور بنوامیہ کو خصوصاً بہت ناگوار ہوئی۔ اس کے متعلق اور بہت سے قصے ہیں جن کے بیان سے کتاب بے فائدہ طویل ہو جائے گی اس لیے ہم ان کو نظر انداز کرتے ہیں۔

جو لوگ امیر معاویہ کے حق میں اعتذار کرتے ہیں کہ وہ یہ کہتے ہیں کہ امیر معاویہ نے زیاد کا جو استلحاق کیا اس کی وجہ سے یہ تھی کہ زمانہ جاہلیت میں نکاح کئی قسم کے ہوتے تھے (جن کے ذکر کی یہاں ضرورت نہیں) ان ہی اقسام میں سے ایک قسم یہ تھی کہ کئی کئی مرد ایک ہی قحبہ عورت کے پاس جاتے تھے۔ بچہ ہونے کے بعد اس کو اختیار ہوتا تھا کہ وہ جس شخص سے چاہے اس بچے کو منسوب کر دے اور اس شخص کو الحاق نسب منظور کرنا پڑتا تھا لیکن جب اسلام آیا تو ایسا نکاح حرام ہو گیا۔ مگر اسلام نے اتنی قرار داد ضرور کی کہ عرب جاہلیت کے ہر قسم کے نکاحوں سے جو اولاد ہو چکی تھی اور جس باپ کی طرف وہ منسوب تھے اسی نسبت کے مطابق اس کا بیٹا تسلیم کر لیا جائے اور اس میں کسی قسم کا فرق جائز نہ رکھا جائے۔ اسی بنا پر امیر معاویہ کو یہ خیال ہوا کہ زیاد کا استلحاق کر لینا ان کے لیے جائز ہے اور انھوں نے استلحاق جاہلیت و اسلام میں کسی قسم کا فرق نہ سمجھا اور ایسا استلحاق ناجائز ہے اور تمام مسلمان بالا تفاق اس بات کو ناجائز سمجھتے ہیں اور دوسری بات یہ ہے کہ اسلام میں اس سے قبل کوئی شخص اس طرح

Marfat.com

ملحق فی النسب نہیں کیا گیا تھا ورنہ شاید یہ بھی ان کے حق میں ایک دلیل ہوئی۔

بیان کیا جاتا ہے کہ امیر معاویہ کے استلحاق فی النسب کے بعد زیاد نے حج کرنے کا ارادہ کیا تھا اور اس کے بھائی ابوبکرہ نے (جو ان دنوں مغیرہ بن شعبہ پر زنا کی شہادت دینے میں اختلاف کی وجہ سے زیاد سے الگ ہو گئے تھے) جب اس کے اس ارادے کی خبر سنی تو اس کے گھر آئے اور اس کے بیٹے کو بلا کر کہا کہ ''اے فرزند اپنے باپ سے جا کر کہو کہ میں نے سنا ہے کہ آپ حج کا ارادہ رکھتے ہیں اور یہ بھی ضرور ہے کہ آپ مدینے جائیں اور پھر وہاں پہنچ کر ام حبیبہ بنت ابوسفیان زوجۂ رسول اللہ ﷺ سے ملاقات کا ارادہ کریں گے اگر انھوں نے آپ کو اس کی اجازت دی تو اس سے بڑھ کر کونسا گناہ ہوگا کہ رسول اللہ ﷺ کی رسوائی کی گئی اور اگر انھوں نے اجازت نہ دی تو دنیا میں اس سے تمہاری رسوائی کیا ہو سکتی ہے اور آپ کے دشمنوں کے لیے موقعہ تکذیب ہاتھ آئے گا۔'' اس وجہ سے زیاد نے حج کا ارادہ ترک کر دیا اور کہا ''خدا تم کو جزائے خیر دے تم نے میری پوری پوری خیر خواہی کی۔''

مہلب کی سندھ پر فوج کشی

اس سال مہلب بن ابی صفرہ نے حدود سندھ پر حملہ کیا اور بنہ اور اھواز تک پہنچ گیا جو ملتان اور کابل کے درمیان واقع ہیں اس نے دشمن کا مقابلہ کیا اور ان سے لڑا۔

بلاد قیقان میں مہلب کو اٹھارہ ترک شہسواروں سے سابقہ پڑا۔ ان سے جو معرکہ ہوا اس میں وہ سب کے سب مارے گئے۔ مہلب نے کہا کہ ان عجمیوں نے جو کچھ کیا ہے وہ ہم کو چست و چالاک بنا دینے کے لیے بہترین نسخہ ہے۔ یہ کہہ کر اس نے اپنے گھوڑوں کی دُمیں کاٹ دیں۔ مسلمانوں میں یہ پہلا شخص ہے جس نے گھوڑوں کی دُمیں کاٹیں۔ بنہ کے معرکے کے متعلق ازدی کہتا ہے۔

الـم تـرَ ان الازد لیـلة بُیّتُـوا   ببنّة کانوا خیر جیش المهلب

[کیا تو نے نہیں دیکھا کہ جس رات کو مہلب کے آدمیوں نے مقام بنہ پر شب خون کیا ہے
اس رات بنو ازد و مہلب کی فوج کے بہترین افراد تھے۔]

متفرق واقعات / وفیات

Marfat.com

اس سال امیر معاویہ نے لوگوں کے ہمراہ حج کیا۔ اسی سال مروان بن حکم نے مسجد نبوی میں مقصورہ بنوایا۔ یہ پہلا شخص ہے جس نے مسجد نبوی میں مقصورہ بنوایا۔ امیر معاویہ نے خوارج کے خوف سے جامع دمشق میں اس سے پہلے ایک مقصورہ تیار کرایا تھا۔

اسی سال ام المومنین ام حبیبہ بنت ابی سفیان نے انتقال فرمایا۔ ☆ اسی سال رفاعۃ عدوی قتل ہوئے۔ یہ صحابی تھے اور قبیلہ عدی رباب سے تھے۔ بصرہ کے باشندے تھے۔

حواشی وحوالہ جات:

۱ اسلامی تاریخ کا یہ ایک ایسا واقعہ ہے جس کو بہت زیادہ متنازع اور گنجلک بنا دیا گیا ہے۔ اس حوالے سے ضمیمہ ا ملاحظہ کیجئے۔

۲ اس جملے کا پس منظر یہ ہے کہ زیاد جس کی ماں کا نام سمیہ تھا، کو بعض لوگ ابوسفیان کا بیٹا سمجھتے تھے جبکہ خود ابوسفیان نے کبھی اس کا برملا اعتراف نہیں کیا لہٰذا زیاد کو ''زیاد بن ابیہ'' یا ''زیاد بن سمیہ'' کہا جاتا تھا۔

۳ عرب میں جس شخص نے سب سے پہلے علم طب کی تحصیل کی وہ رسول اللہ ﷺ کا ہمعصر حارث بن کلدہ تھا جس کا تعلق بنوثقیف سے تھا۔ اس نے یمن کے علاوہ ایران جا کر جندی شاپور کے بیمارستان اور طبی مدرسے سے طب کی تعلیم حاصل کی تھی۔ ابن ابی اصیبعہ نے طبقات الاطباء میں اسے عرب کا پہلا طبیب قرار دیا ہے جس نے اپنی آخری عمر میں رسول اللہ ﷺ کا زمانہ پایا۔ حارث نے طبی تعلیم کی تکمیل جندی شاپور (ایران) کے مشہور مدرسہ طبیہ میں کی تھی اور اسے کم سے کم ایک ایرانی بادشاہ نوشیروان سے گفتگو کا اعزاز بھی حاصل ہوا تھا۔ ابن اصیبعہ نے یہ مکالمہ طبقات الاطباء میں بیان کیا ہے۔

Marfat.com

پانچواں باب

۴۵ھ کے واقعات

اس سال معاویہ نے آغاز سال میں ابن عامر کو ولایت بصرہ سے معزول کر کے ان کی جگہ حارث بن عبداللہ ازدی کو مقرر کیا۔ وہ اہل شام میں سے تھا اس نے عبداللہ بن عمرو ثقفی کو اپنا صاحب الشرطہ مقرر کیا۔ حارث چار مہینے تک بصرہ کا امیر رہا۔ اس کے بعد اسے معزول کر کے زیاد کو مقرر کیا۔

زیاد بن ابیہ کی حکومت بصرہ

زیاد کوفے پہنچا اور وہاں ٹھہر کر اپنی تقرری کا انتظار کرنے لگا۔ لوگوں نے مغیرہ بن شُعبہ سے جا کر کہا۔ مغیرہ سیدھے معاویہ کے پاس گئے امارت سے استعفاء دینے کی درخواست چاہی اور یہ درخواست کی کہ اُنھیں قرقیسیا میں مکانات دیے جائیں تا کہ وہ بنی قیس میں اقامت کریں۔ امیر معاویہ اس سے خوف زدہ ہو گئے اور کہنے لگے "تم اپنے علاقہ پر ضرور واپس ہو جاؤ" مغیرہ نے انکار کیا۔ اس سے معاویہ کو اور بھی زیادہ شبہ ہوا آخر اُنھیں ان کے مستقر پر واپس کر ہی کے چھوڑا۔ وہ رات کے وقت کوفہ واپس آئے۔ (امیر معاویہ نے) زیاد کو حکم بھیجا اور اس نے ان کو وہاں سے نکال باہر کیا۔

یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ مغیرہ شام نہیں گئے تھے بلکہ معاویہ نے خود ہی زیاد کو کوفہ سے بلا کر بصرہ جانے کا حکم دیا اور اس کو بصرہ، خراسان، سجستان اور بعد ازاں ہند، بحرین اور عمان کا بھی عامل بنا دیا چنانچہ زیاد ۴۵ھ میں ماہ ربیع الاول کے آخری حصے میں بصرہ پہنچا۔

جس وقت زیاد بصرہ پہنچا ہے وہاں کی یہ حالت تھی کہ فسق و فجور ظاہر و فاش ہو رہا تھا۔ زیاد نے وہاں کے لوگوں کے سامنے ایک تقریر کی جس کا آغاز خدائے تعالیٰ کی حمد و ثنا سے نہیں تھا (ایسے

Marfat.com

خطبہ کو تبرا کہا جاتا ہے) مگر بعض لوگ کہتے ہیں کہ اس نے حمد وثنا کی تھی چنانچہ اس نے کہا:

''تمام ترین حمد خدا ہی کے افضال واحسان کے لیے ہے ہم اس سے اس کی اور زیادہ نعمتیں طلب کرتے ہیں۔ یااللہ جس طرح تو نے ہمیں بہت سی نعمتیں عطا فرمائی ہیں اسی طرح ہمیں یہ بھی توفیق دے کہ تیری نعمتوں کا شکر ادا کریں۔ اما بعد: سخت جہالت، گمراہی اور فسق و فجور جس کی بھڑکائی ہوئی آگ اہل فسق کو ہمیشہ جلاتی رہتی ہے۔ یہ وہی امور عظیم ہیں جو تم میں سے نالائق لوگ کر گذرے ہیں اور عقلا کو بھی لپیٹ لیتے ہیں۔ چھوٹے ان کو اختیار کرتے ہیں اور بڑے ان سے پرہیز نہیں کرتے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا نہ تم نے اللہ تعالیٰ کے رسول اللہ ﷺ کا وعظ سُنا۔ نہ تم نے اللہ کی کتاب پڑھی اور نہ تم کو یہ معلوم ہے کہ خداوند کریم نے زمانہ سرمدی میں اپنے فرماں بردار بندوں کے لیے کیا ثواب اور گنہگاروں کے لیے کیا دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے کہ جسے کبھی زوال نہیں۔ تمہاری حالت اس شخص کی سی ہے جس کی آنکھ دنیا نے بند کر دی ہو۔ جس کے کانوں میں شہوت نے ڈاٹ لگا دی ہو اور جس نے اُس جہان باقی کے مقابلے میں اس جہان فانی کو اختیار کیا ہو۔ یہ کمزور اور بے عقلی کی باتیں جو تم دن دہاڑے کرتے ہو ایسی چیزیں ہیں کہ اسلام میں تم سے پہلے کسی نے ایسی نئی باتیں نہیں کیں اور پھر طرہ یہ ہے کہ ایسی ایسی بدعتوں کی تعداد کچھ کم نہیں ہے۔ کیا باغیوں کو دن کی لوٹ مار اور رات کی شب گردی سے روکنے والے تم میں نہ تھے۔ تم نے قرابت کا خیال کیا اور دین سے دور رہے۔ کوئی عذر تو نہیں اور معذور بنتے ہو۔ تمہارا ہر ایک فرد تمہارے سفہاء کی حفاظت کرتا ہے۔ گویا کہ اُسے نہ عاقبت کا خوف ہے نہ معاد کا ڈر۔ تم ہرگز عقلمند اور حلیم نہیں ہو۔ تم نے احمقوں کی پیروی شروع کر دی ہے اور تم نے جو ان کی حفاظت کی اور انھیں بچائے رکھا اس کا جو نتیجہ ہونا چاہیے تھا وہ برابر ہو رہا ہے۔ تا آنکہ انھوں نے اسلام کی بے حرمتی کی اور تمہارے لیے نئے نئے خفیہ مکانات اور قابل تہمت مواضع قائم کیے۔ مجھ پر بھی کھانا پینا حرام ہے جب تک کہ میں ان کو منہدم کر کے یا جلا کر زمین کے برابر نہ کر دوں۔ میں دیکھتا ہوں کہ اس امر کا انجام اسی طرح ہوگا جس طرح آغاز ہوا۔ نرمی کی جائے گی مگر ایسی جس میں کمزوری نہ ثابت ہو۔ سختی کی جائے گی مگر

Marfat.com

ایسی جس میں جبر وتعدی نہ ہو۔ واللہ میں غلام کا آقا سے، مقیم کا مسافر سے، آنے والے کا جانے والے سے اور تندرست کا بیمار سے مواخذہ کروں گا۔ تاکہ وہ کیفیت پیدا ہو جائے کہ جب تم میں سے ایک بھائی دوسرے بھائی سے ملے تو کہے "میاں سعد تم ذرا بچے رہنا۔ بے چارہ سعید تو ہلاک ہو گیا ہے۔" یا یہ ہوگا کہ تمہاری برچھیاں میری طرف سیدھی ہو جائیں گی۔ منبر پر جھوٹ کہنا دائمی رسوائی کا باعث ہوتا ہے۔ اگر تم میرے قول کر جھوٹا ثابت کر دو۔ تو میں یہ کہنے کے لیے تیار ہوں کہ میری نافرمانی کرنا تمہیں جائز ہے تم میں سے جو شخص شب باشی کرتا ہے اگر اس کا کچھ نقصان ہو جائے تو میں اس کا ذمہ دار ہوں۔ رات کو باہر نکلنے سے باز رہنا کیونکہ میں رات کو چلنے پھرنے کو پسند نہیں کرتا۔ اگر میرے پاس کوئی ایسا شخص لایا گیا تو یقین رکھو کہ میں اس کی خوں ریزی کر دوں گا۔ میں تم کو اتنی مہلت دیتا ہوں کہ یہ خبر کوفے تک پہنچ کر تم تک واپس آئے پھر سن لو کہ مجھ کو دعویٰ جاہلیت ہرگز ہرگز گوارا نہیں ہے۔ اگر میں نے کبھی کس کو جاہلیت کی سی دعوت دیتے ہوئے سن پایا تو اُس کی زبان کاٹ ڈالوں گا۔ تم نے آج کل بالکل نرالی اور انوکھی باتیں پیدا کرنی شروع کی ہیں تو خوب سمجھ لو کہ ہم نے بھی ہر ایک جرم کے لیے ایک ایک سزا مقرر کی ہے جو کوئی کسی کو غرق کرے گا تو ہم بھی اس کو غرق کر دیں گے، جو کسی کو جلائے گا ہم بھی اس کو جلا کر خاک کر دیں گے، جو کسی کے گھر میں نقب لگائے گا میں اس کے دل میں سوراخ کر دوں گا، جو کوئی قبر کھودے گا میں اسی قبر میں اسے زندہ گاڑ دوں گا۔ اگر تم اپنے ہاتھوں اور زبانوں کو مجھ سے روکو گے تو میں بھی اپنی زبان اور ہاتھ کو تم سے روکوں گا۔ خبردار! مجھ سے بچے رہنا۔ اگر تم میں سے کسی نے اس کے خلاف ظاہر کیا جو عوام الناس کر رہے ہوں تو میں اس کی گردن مار دوں گا۔ میرے اور بعض لوگوں کے مابین کینہ تھا مگر میں نے ان کی بات پر کان نہ دھرا اور اس کو پاؤں سے روند دیا۔ اگر تم میں سے کوئی نیکوکار ہے تو اس پر احسانات زیادہ ہوں گے اور تم میں سے جو زشت کار ہیں ان کو چاہیے کہ وہ اپنی زشت فعلی سے باز آئیں۔ اگر تم میں سے کسی کو میرے بغض کی شمشیر نے قتل کیا تو میں اس کی پردہ دری نہ کروں گا۔ حتیٰ کہ وہ میرے سامنے ہو اور اگر میں ایسا کروں تو میں اس کا مقابلہ نہ کروں گا۔ لہٰذا اب تم اپنے

Marfat.com

امور کو از سر نو شروع کرو اور آپ ہی اپنی مدد کرو۔ بہت سے غم زدہ ایسے ہوں گے جو ہمارے آنے سے خوش ہوں گے اور بہت سے خوش ہونے والے ایسے ہوں گے جو ہمارے آنے سے غمگین ہوں گے۔ اے لوگو! ہم تمہارے نگہبان اور تم کو دشمنوں سے بچانے والے ہیں۔ خدائے تعالیٰ کے اس غلبے وطاقت سے جو اس نے ہمیں عطا کیا ہے، ہم تمہاری نگہبانی کرتے ہیں اور اللہ کا جو سایہ ہم پر ہے اس سے ہم تم کو تمہارے دشمنوں سے محفوظ رکھتے ہیں۔ جو کچھ ہم چاہیں اس کی اطاعت تم پر فرض ہے اور تمہاری طرف سے ہم پر ہر اس چیز کے متعلق عدل وانصاف کرنا واجب ہے جس کے ہم والی بنائے گئے ہیں۔ تم اپنی خیر خواہی سے ہمارے عدل وانصاف اور داد دہش کے مستحق بنو اور جان رکھو کہ اگر میں اس سے قاصر بھی رہا تو تین باتوں سے ہرگز قاصر نہ رہوں گا۔ میں تمہارے کسی ضرورت مند سے چھپوں گا نہیں خواہ وہ رات ہی کو میرے مکان پر دستک دے۔ میں کسی کی تنخواہ یا وظیفہ نہیں روکوں گا۔ تمہارے خلاف کسی فوج کو بھی نہیں رکھوں گا۔ تم خدا تعالیٰ سے اپنے ائمہ کے لیے دعائے خیر کرو کیونکہ وہ تمہارے نگہبان اور تم کو ادب سکھانے والے ہیں اور وہ تمہاری جائے پناہ ہیں۔ تم لوگوں کی بہتری میں ان لوگوں کی بہتری بھی ہے اپنے دلوں میں ان کی طرف سے کینہ جاگزیں نہ ہونے دو۔ تاکہ اس وجہ سے تمہارا غیظ وغضب بھڑک نہ اُٹھے اور تمہارے غم میں زیادتی نہ ہو۔ ایسی حاجت کے طلب گار نہ ہو جو پوری کی جائے تو تم کو ضرر پہنچائے۔ میں خدائے تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ تم سب کو تم سب کے لیے مددگار بنائے۔ تم جب دیکھو کہ میں تمہارے لیے کوئی امر نافذ کرتا ہوں تو اسے اسی طرح نافذ و جاری رہنے دو۔ قسم بخدا تم میں سے بہت لوگ میرے ہاتھ سے مارے جائیں گے ہر شخص کو چاہیے کہ میرے کشتوں میں شامل ہونے سے بچے۔"

عبداللہ بن اہتم نے اُٹھ کر کہا "اے امیر! میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ کو خدائے تعالیٰ کی طرف سے حکمت اور فصل خطاب کی خوبیاں عطا ہوئی ہیں۔" زیاد نے جواب دیا "نہیں تم جھوٹ بولتے ہو۔ یہ حضرت داؤدؑ کی صفات تھیں۔"

احنف نے کہا "اے امیر! آپ نے جو کچھ فرمایا خوب فرمایا۔ آزمائش کے بعد ثنا اور عطا

Marfat.com

کے بعد حمد ہوا کرتی ہے۔ جب تک ہم آزمائش نہ کر لیں ہم تعریف نہ کریں گے۔'' زیاد نے جواب دیا :''تم نے سچ کہا۔''

اس کے بعد ابو بلال مرداس بن اُدَیہ (جو خوارج میں سے تھا) کھڑا ہوا اور کہنے لگا کہ ''خدائے تعالیٰ نے جو خبر دی ہے وہ اس سے مختلف ہے جو آپ نے فرمایا۔ خدا فرماتا ہے: وَاِبْرٰھِیْمَ الَّذِیْ وَفّٰی – اَلَّا تَزِرُ وَازِرَۃٌ'' وِزْرَ اُخْرٰی – وَاَنْ لَّیْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰی. (یعنی کیا اس کو ان باتوں کی خبر نہیں پہنچی جو موسیٰ اور ابراہیم کے صحیفوں میں جس نے اپنی زندگی میں حق بندگی پورا ادا کیا، لکھا ہوا ہے- کہ کوئی شخص دوسرے کا بوجھ نہیں اُٹھاتا- اور یہ کہ ہر انسان کے لیے اتنا ہی مقدر ہے جتنے کے لیے وہ سعی کرے۔) اے زیاد! خدائے تعالیٰ نے ہم سے بہ نسبت آپ کے بہتر وعدہ فرمایا ہے۔ زیاد نے جواب دیا کہ ''جو کچھ تم یا تمہارے دوست چاہتے ہیں اس کو پورا کرنے کی ہمارے پاس کوئی سبیل نہیں۔ جب تک ہم اس کے حصول کے لیے خون میں نہ نہالیں۔''

زیاد نے عبداللہ بن حصن کو اپنا صاحب الشرط مقرر کیا۔ اس نے لوگوں کو اتنی مہلت دی کہ خبر کوفے پہنچی اور پھر وہاں سے خبر وصول ہو جانے کی اطلاع آ گئی۔ اس کے بعد اس کا یہ قاعدہ ہو گیا تھا کہ وہ عشاء کی نماز بہت دیر سے پڑھتا تھا اور اس کے بعد کسی شخص سے کہتا تھا کہ سورۃ بقرہ۔ (یا اسی قسم کی طویل سورۃ) پڑھو۔ اس سے فارغ ہو کر اتنے عرصے کے لیے ٹھہرتے تھے کہ ایک آدمی وہاں سے شہر بصرہ کی انتہائی حد تک جا سکے۔ پھر اپنے صاحب الشرط عبداللہ بن حصن کو شہر میں گشت کرنے کا حکم دیتے تھے چنانچہ وہ باہر آتا اور ہر اس شخص کو جو باہر جاتا نظر آتا قتل کر دیتے۔ اتفاق سے ایک رات ایک اعرابی اسی طرح پکڑا گیا۔ صاحب الشرطہ نے اسے زیاد کے سامنے پیش کیا۔ زیاد نے پوچھا کہ ''کیا تم نے منادی نہیں سنی؟'' اس نے کہا کہ ''خدا کی قسم میں نے نہیں سنی۔'' ''میں تو یہاں اپنی دودھ دینے والی اونٹنی لے کر آیا تھا۔ اتنے میں رات نے مجھے آلیا۔ میں مجبوراً اسے لے کر یہیں ایک جگہ ٹھہر گیا کہ صبح ہو تو چلوں۔ مجھے امیر کے حکم کی خبر نہیں ہے۔'' زیاد نے کہا کہ ''بخدا میں تمہیں صادق القول سمجھتا ہوں لیکن تمہارے قتل میں امت کی بہتری ہے۔'' یہ کہہ کر اس کے قتل کا حکم دیا۔ چنانچہ اس کی گردن ماردی گئی۔

زیاد پہلا شخص تھا جس نے سلطنت کی بنیاد مستحکم کی اور معاویہ کی حکومت مضبوط کر دی۔ انھوں نے تلوار میان سے نکالی۔ محض ظن و گمان پر گرفتار کیا اور شبہہ پر بھی لوگوں کو سزائیں دیں۔ لوگ ان سے

Marfat.com

سخت خائف ہو گئے نتیجہ یہ ہوا کہ ہر شخص ایک دوسرے سے امن میں ہو گیا۔ یہ نوبت آ گئی تھی کہ اگر کسی مرد یا عورت کے ہاتھ سے کوئی چیز گر جاتی تو کوئی اس کو نہ چھیڑتا اور آخر اس چیز کا مالک خود ہی اس کو اٹھاتا کوئی شخص اپنے مکان کے دروازے تک بند نہیں کرتا تھا۔ انھوں نے سرکاری شرطہ کی تعداد چار ہزار تک پہنچا دی۔ ایک مرتبہ ان سے کہا گیا کہ (شہر کے باہر) راستہ خطرناک ہو گیا ہے۔ انھوں نے جواب دیا کہ ''میں شہر کے باہر کے جھگڑوں میں نہیں پڑتا۔ شہر کی اصلاح چاہتا ہوں۔'' انھوں نے یہی کیا کہ جب شہر پر امن ہو گیا تو انھوں نے شہر کے باہر کا انتظام شروع کر دیا اور اسے بھی پر امن اور مضبوط کیا۔

زیاد کے عمال کا بیان

زیاد نے رسول اللہ ﷺ کے متعدد اصحاب سے (امور مملکت میں) مدد لی۔ مثلاً عمران بن حصین الخزاعی جس کو انھوں نے بصرے کا قاضی بنایا، انس بن مالک، عبدالرحمٰن بن سمرہ اور سمرہ بن جندب۔ مگر عمران نے قضاء سے استعفاء دے دیا ان کی جگہ پہلے عبداللہ بن فضالہ لیثی کو پھر ان کے بھائی عاصم کو پھر زُرارہ بن اوفیٰ کو اسی عہدے پر مقرر کر دیا۔ زُرارہ کی ہمشیرہ زیاد کی زوجہ تھیں۔

کہتے ہیں کہ زیاد پہلے شخص تھے جو اپنی سواری کے آگے آگے تازیانہ اور کرُکیت لے کر نکلتے تھے۔ انھوں نے پانچ سو چوکیداروں کا ایک مضبوط دستہ قائم کیا جو ہمہ وقت مسجد میں موجود رہتا تھا۔

انھوں نے خراسان کو چار حصوں میں تقسیم کیا اور ان پر اس طرح ایک ایک عامل مقرر کیا کہ (۱) مرو پر امیر بن احمر (۲) نیشاپور پر خُلَید بن عبداللہ حنفی (۳) مروالروذ، فاریاب اور طالقان پر قیس بن ہثیم اور (۴) ہرات، بادغیس اور بوشنج پر نافع بن خالد الطاحی کو مقرر کیا۔ بعد میں وہ نافع بن خالد سے ناراض ہو گئے اور ان کو معزول کر دیا۔ اس کی وجہ یہ ہوئی کہ نافع نے ''باذ زہر'' کا ایک خوان ان کو بھیجا جس میں پائے بھی اسی کے لگے ہوئے تھے۔ نافع نے اس کا ایک پایہ نکال کر اس جگہ ایک طلائی پایہ لگا یا اور اپنے غلام مسمیٰ زید کے ہاتھ زیاد کے پاس بھیجا۔ وہ نافع کے تمام امور سے واقف تھا اس نے زیاد سے نافع کی چغلی کھائی اور کہا کہ ''نافع نے آپ سے خیانت کی ہے اور خوان کا ایک پایہ نکال لیا ہے۔'' اس بنا پر زیاد نے ان کو معزول کر کے قید کر دیا اور ایک لاکھ (اور بقول بعض آٹھ لاکھ) جرمانہ کرنے کا حکم لکھا۔ مگر قبیلہ ازد کے چند آدمیوں نے جب ان کی سفارش کی تو ان کو رہا کر دیا لیکن ان کی

Marfat.com

جگہ حکم بن عمرو الغفاری کو جو صحابہ کرام میں سے تھے مقرر کر دیا۔ان کے تقرر کا یہ قصہ ہے کہ زیاد نے اپنے حاجب سے کہا حکم (ان کی مراد حکم بن ابی العاص ثقفی سے تھی) کو بلاؤ۔'' ان کا ارادہ تھا کہ انھیں والی خراسان مقرر کر دیا جائے۔ چنانچہ ان کے دربان نے باہر جا کر دیکھا تو حکم بن عمرو الغفاری موجود تھے۔ان ہی سے کہا کہ ''چلئے آپ کو بلاتے ہیں۔'' زیاد ان کو دیکھ کر کہنے لگا ''میں نے آپ کو نہیں بلایا تھا مگر اللہ تعالیٰ کا ارادہ یہی معلوم ہوتا ہے۔'' یہ کہہ کر ان کو والی خراسان مقرر کر دیا اور چند آدمیوں کو خراج وصول کرنے کے لیے ان کے ہمراہ کر دیا۔جن میں اسلم بن زرعہ الکلابی وغیرہ شامل تھے۔حکم نے طخارستان پر فوج کشی کی اور کافی اموال غنیمت لے کر واپس آئے بعد میں فوت ہو گئے اور انس بن ابی اناس بن زنیم کو اپنا جانشین بنا کر چھوڑ گئے مگر زیاد نے اسے معزول کر دیا اور خُلید بن عبداللہ حنفی کو ولایت خراسان پر مقرر کر دیا پھر ربیع بن زیاد حارثی کو بصرہ اور کوفہ کے پچاس ہزار آدمی دے کر روانہ کیا۔

متفرق واقعات/ وفیات

اسی سال حاکم مدینہ مروان بن حکم نے لوگوں کے ساتھ حج کیا۔

اسی سال (اور بقول بعض ۵۵ھ میں) زید بن ثابت انصاری کا انتقال ہوا۔

اسی سال عاصم بن عدی انصاری بلوی نے انتقال کیا۔عاصم جنگ بدر میں شریک تھے یہ بھی کہا جاتا ہے کہ وہ جنگ بدر میں موجود نہ تھے بلکہ رسول اللہ ﷺ نے ان کو مدینے کی طرف بھیج دیا تھا اور مال غنیمت سے اُن کو حصہ دیا تھا ان کی عمر ایک سو بیس برس کی ہوئی۔

اسی سال سَلَمَہ بن سلامہ بن وقش انصاری مدینے میں فوت ہوئے۔وہ عقبہ اور بدر میں شریک تھے ان کی عمر ستر سال کی ہوئی۔

اسی سال ثابت بن ضحاک بن خلیفۃ الکلابی نے بھی انتقال کیا وہ اصحاب شجرہ میں سے تھے اور ابو جُبیرہ بن ضحاک کے بھائی تھے۔

Marfat.com

چھٹا باب

۴۶ھ کے واقعات

اس سال مالک بن عبداللہ نے اہل روم کے ملک میں موسم سرما بسر کیا۔ اس میں اختلاف ہے بعض کہتے ہیں کہ موسم سرما بسر کرنے والے عبدالرحمٰن بن خالد بن ولید تھے اور بعض کا خیال ہے کہ مالک بن ھُبَیرہ سکونی تھے۔

عبدالرحمٰن بن خالد بن ولید کی وفات

اس سال عبدالرحمٰن بن خالد بن ولید بلاد روم سے حمص گئے اور وہاں فوت ہو گئے۔ ان کی موت کا سبب یہ ہوا کہ اہل شام کے ہاں ان کی شان و شوکت بہت بڑھ گئی تھی اور ان کے والد کے آثار حسنہ کی وجہ سے لوگ ان کی طرف مائل تھے۔ مزید برآں ان کا اہل روم پر چیرہ دست اور قوی شوکت ہونا اور ان کا دبدبہ بھی اہل شام کو ان کا گرویدہ کر چکا تھا۔ اس وجہ سے امیر معاویہ ان سے خائف ہو گئے۔ چنانچہ انھوں نے ابن اثال نصرانی کو حکم دیا کہ کسی حیلہ سے عبدالرحمٰن کو قتل کر دے اور اس سے عمر بھر کے لیے معافی خراج اور خدمت وصول خراج حمص کا وعدہ کیا۔ جب عبدالرحمٰن بن خالد روم سے واپس آئے تو ابن اُثال نے ان کے کسی غلام سے سازش کر کے ان کو زہر آلود شربت پلا دیا۔ جس سے وہ جاں بر نہ ہو سکے اور انتقال کیا۔ امیر معاویہ نے ابن اُثال سے جو وعدہ کیا تھا وہ پورا کیا۔ (عبدالرحمٰن بن خالد کے بیٹے) خالد بن عبدالرحمٰن بن خالد مدینے گئے تو ایک دن عروہ بن زبیر سے ملاقات ہوئی۔ انھوں نے ابن اُثال کے واقعہ کا ذکر کیا۔ خالد بن عبدالرحمٰن اسی وقت حمص کی طرف روانہ ہو گئے اور وہاں پہنچ کر ابن اُثال کو قتل کر دیا۔ لوگ انھیں امیر معاویہ کے پاس لے گئے انھوں نے ان کو چند روز

Marfat.com

تک قید رکھا پھران سے ابن اُثال کا خون بہالے کرانھیں رہا کردیا۔ خالد پھر مدینے واپس گئے۔ عروہ نے پھر وہی ذکر چھیڑا اور کہا کہ ''دیکھیے ابن اُثال نے کیا حرکت کی۔'' خالد نے جواب دیا کہ ''خیر۔ ابن اُثال کا تو میں خاتمہ کر چکا ہوں مگر یہ فرمایے کہ ابن جرموز نے کیا کیا تھا؟'' (ابن جرموز، عروہ کے والد زبیرؓ کا قاتل تھا) یہ سن کر عروہ خاموش ہو گئے۔

سہم اور خطیم کا خروج

اس سال خطیم (یعنی یزید بن مالک الباہلی) اور سہم بن غالب ھُجیمی نے خروج کیا اور خوارج کا شعار (لاحکم الا اللہ) پکارنا شروع کیا۔ سہم نے اہواز جا کر خوارج کا شعار پکارا پھر وہاں سے واپس آیا اور چھپ گیا۔ پھر امان طلب کی مگر زیاد نے امان نہ دی بلکہ اسے طلب کیا اور گرفتار کر کے قتل کر دیا پھر اسی کے دروازے پر اس کو کئی دن تک لٹکائے رکھا۔

رہا خطیم۔ اسے زیاد نے گرفتار کر کے بحرین روانہ کر دیا۔ پھر اس کو واپس بلایا اور قتیبہ بن مسلم کے والد مسلم بن عمر الباہلی سے کہا کہ اس کی ضمانت دو انھوں نے ضمانت دینے سے تو انکار کیا مگر یہ کہا کہ اگر یہ کبھی گھر سے باہر رات گذارے گا تو میں آپ کو اطلاع کر دوں گا۔ اس کے بعد ایک رات مسلم نے زیاد سے کہا کہ آج خطیم رات کو اپنے مکان میں نہیں رہا۔ چنانچہ زیاد کے حکم سے اسے قتل کر کے قبیلہ باہلہ میں پھینک دیا۔ (اس کا مفصل ذکر پہلے آچکا ہے مگر ہم نے یہاں یہ واقعہ اس لیے بیان کیا کہ وہ اسی سال میں قتل کیا گیا تھا۔)

متفرق واقعات/ وفیات

اس سال عتبہ بن ابوسفیان نے لوگوں کے ساتھ حج کیا۔

اس سال دیگر علاقوں کے عمال وہی تھے جن کا ذکر ہو چکا ہے۔

اس سال صالح بن کیسان نے انتقال کیا۔ وہ بنو غِفار (اور بقول بعض بنو عامر) کے مولیٰ تھے اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ وہ خزاعی تھے۔

Marfat.com

ساتواں باب

۴۷ھ کے واقعات

اس سال مالک بن ھُبَیرہ نے اہل روم کے ملک میں اورعبدالرحمٰن القینی نے انطاکیہ میں موسم سرما بسر کیا۔

عبداللہ بن عمرو بن عاص کی ولایت مصر سے معزولی اور ابن حُدَیج کی تقرری

اسی سال عبداللہ بن عمرو بن عاص ولایت مصر سے معزول کیے گئے اور امیر معاویہ نے ان کی جگہ معاویہ بن حُدَیج کو جو عثمانی تھے مقرر کیا۔عبدالرحمٰن بن ابو بکر ان کے پاس گئے اور کہا کہ ''اے معاویہ (یعنی ابن حدیج) آپ نے معاویہ سے جزا حاصل کر لی کیونکہ آپ نے میرے بھائی محمد (بن ابی بکر) کو اسی لیے قتل کیا تھا کہ آپ والی مصر ہو جائیں۔ چنانچہ ہو گئے۔'' انھوں نے جواب دیا کہ ''میں نے محمد کو صرف اس لیے قتل کیا تھا کہ انھوں نے (حضرت) عثمانؓ کے ساتھ وہ حرکت کی تھی۔'' عبدالرحمٰن نے جواب دیا کہ ''اگر آپ کو صرف (حضرت) عثمانؓ ہی کے خون کا بدلہ لینا منظور تھا تو امیر معاویہ کے کاموں میں ان کے ساتھ شریک نہ ہوتے جب کہ عمرو نے اشعری کے ساتھ وہ کچھ کیا جو کیا۔آپ نے جھٹ پٹ سب سے پہلے اسی سے بیعت کر لی۔''

جنگ غور

اس سال حکم بن عمرو، غور کے پہاڑوں کی طرف روانہ ہوئے اور وہاں کے اہالی پر جو سرکش ہو گئے تھے حملہ آور ہوئے اور تلوار کے زور سے ان کو فتح کیا۔ وہاں سے ان کو بہت سا مال غنیمت وصول

Marfat.com

ہوا اور بہت سے قیدی ہاتھ آئے۔ حکم اس جنگ سے واپس آکر (بقول بعض) مرو میں فوت ہو گئے۔ حکم نے اپنی ولایت کے زمانے میں نہر کو قطع کیا مگر فتح نہ کیا۔ مسلمانوں میں سے پہلا شخص جس نے نہر کا پانی پیا وہ حکم کا غلام تھا اس نے اپنی ڈھال میں پانی لے کر پیا اور حکم کو بھی دیا۔ انھوں نے اسے پیا اور اس سے وضو کر کے دو رکعت نماز پڑھی۔ یہ پہلے مسلمان تھے جنھوں نے ایسا کیا اور وہاں سے واپس آئے۔

مہلب کے مکر کا بیان

مہلب (بن ابی صفرہ) خراسان میں حکم بن عمرو کے ساتھ تھے اور ان کے ہمراہ ترکوں کے ایک پہاڑ پر جنگ میں بھی شریک تھے اور ان کو لوٹا تھا۔ اس کے جواب میں ترکوں نے گھاٹیاں اور دوسرے راستے بند کر دیے۔ حکم اس سے عاجز آگئے اور جنگ کا انتظام مہلب کے سپرد کر دیا۔ انھوں نے طرح طرح کے حیلوں اور دھوکوں سے ترکوں کے بڑے بڑے آدمیوں میں سے ایک کو قید کر دیا اور اس سے کہا کہ ''تم ہمیں اس ضیق سے نکالو ورنہ میں تم کو قتل کر دوں گا۔ اس شخص نے کہا کہ یوں کرو کہ'' ان تمام راستوں میں سے ایک میں آگ جلاؤ اور اپنے بار ہائے گراں کو اس کی طرف لے جاؤ تو وہ لوگ اور سب راستوں کو چھوڑ کر وہیں جمع ہو جائیں گے۔ تم جلدی سے دوسرے راستے سے نکل جانا جب تک کہ تم وہاں سے بالکل پار نہیں ہو جاؤ گے وہ تم کو پکڑ نہ سکیں گے۔'' مہلب نے ایسا ہی کیا اور ان کے ہمراہی اپنے اموال غنیمت لے کر وہاں سے صحیح وسلامت نکل آئے۔''

عمال اور امیر حج

اس سال عتبہ بن ابی سفیان (اور بقول بعض عنبسہ بن ابی سفیان) نے لوگوں کے ساتھ حج کیا۔

ان دنوں مختلف علاقوں کے والی وہی اصحاب تھے جن کا ذکر ہو چکا ہے۔

Marfat.com

آٹھواں باب

۴۸ھ کے واقعات

اسی سال عبدالرحمٰن القینی نے انطاکیہ میں موسم سرما بسر کیا اور عبداللہ بن قیس الفزاری کا موسم گرما اور مالک بن ھُبَیرہ سکونی کی جنگ بحر میں ہوئی۔ اسی سال عقبہ بن عامر جہنی نے بحرین اور مدینے کے باشندوں سے جنگ کی۔

اسی سال زیاد نے غالب بن فضالۃ اللیثی کو خراسان کا حاکم مقرر کیا یہ صحابہ میں سے تھے۔

اسی سال مروان نے لوگوں کے ساتھ حج کیا اس کو اندیشہ تھا کہ امیر معاویہ سے جوان کو رنج پہنچا تھا شاید اس کی بنا پر وہ معزول کر دیا جائے۔ امیر معاویہ نے اس سے فدک جو پہلے اس کو دیا تھا واپس لے لیا۔

اس سال وہی حضرات مختلف شہروں کے والی رہے جن کا ذکر پہلے ہو چکا ہے۔

Marfat.com

نواں باب

۴۹ ھ کے واقعات

اسی سال مالک بن ھُبَیرہ نے سرزمین روم میں موسم سرما بسر کیا۔

اسی سال فضالہ بن عبید نے جَربَۃ (حزہ) میں جنگ کی اور وہیں سرما بسر کیا۔ انھوں نے اسے فتح کیا اور بہت سا مال ومتاع ان کے ہاتھ آیا۔ وہیں عبداللہ بن کرز بجلی نے موسم گرما بسر کیا۔

اسی سال یزید بن شجرۃ الرُّہاوی نے سمندری جنگ کی اور اہل شام میں موسم سرما بسر کیا۔

اسی سال عقبہ بن نافع بھی بحری جنگ میں مشغول رہے اور موسم سرما اہل مصر کے ہاں بسر کیا۔

جنگ قسطنطنیہ

اس سال (اور بقول بعض ۵۰ھ میں) امیر معاویہ نے ایک فوج کثیر بغرض جنگ بلاد روم کی طرف روانہ کی۔ سفیان بن عوف کو ان پر امیر مقرر کیا اور اپنے بیٹے یزید کو ان کے ہمراہ جانے کا حکم دیا۔ یزید نے اس کو بارگراں سمجھ کر سستی کی اور مرض کا بہانہ کیا اس لیے اس کے والد نے اس کو رہنے دیا۔ اتفاق سے جنگ میں لوگوں کو بھوک اور امراض کا سامنا کرنا پڑا۔ اس پر یزید نے یہ اشعار پڑھے۔

ما ان اُبالی بما لاقَتْ جُموعُھُم بالغز قذونة من حُمّی و من موم

اذا اتکاتُ علی الانماط مُرتفقا بـدیـر مُـرّان عندی ام کلثوم

[مجھے پروانہیں کہ ان کی افواج پر مقام قذونہ میں بخار اور چیچک کی کیا کیا مصیبتیں پڑیں۔ اس وقت جب کہ میں دیرمُرّان میں تکیہ لگائے ہوئے بیٹھا تھا اور ام کلثوم میرے پاس تھی۔]

ام کلثوم یزید کی بیوی کا نام تھا جو عبداللہ بن عامر کی بیٹی تھیں۔

Marfat.com

جب معاویہ کو اس کے ان اشعار کی اطلاع ہوئی تو انھوں نے قسم کھائی کہ میں یزید کو ضرور سفیان کے پاس قسطنطنیہ بھیجوں گا تا کہ جو مصائب اور وں پر پڑے ہیں اس پر بھی پڑیں۔ چنانچہ (حضرت) معاویہ نے یزید کو ایک فوج کے ہمراہ قسطنطنیہ بھیجا۔ اس لشکر میں ابن عباس، ابن عمرو، ابن زبیر، ابوایوب انصاری اور عبدالعزیز بن زرارۃ کلابی وغیرہ حضرات بھی شامل تھے۔ وہ شان وشوکت سے بلاد روم میں گھستے چلے گئے تا آنکہ شہر قسطنطنیہ تک پہنچ گئے چند روز تک مسلمانوں اور رومیوں میں جنگ ہوتی رہی اور ہوتے ہوتے سخت لڑائی ہونے لگی۔ عبدالعزیز شہید ہونے کے ارادے سے بار بار بڑھتے تھے مگر شہید نہیں ہوئے اس پر انھوں نے یہ اشعار پڑھے۔ (ترجمہ اشعار)

[میں نے مختلف اطوار سے زندگی بسر کی ہے۔ میں نے اس میں نرمی بھی دیکھی اور سختی بھی، اس کی نعمتیں مجھے مسرور نہیں کرتیں اور اس کے مصائب مجھے خوفزدہ نہیں کرتے۔ کوئی امر واقع ہونے سے پہلے مجھے فکرمند نہیں کرتا اور واقع ہونے کے بعد مجھے پریشان نہیں کرسکتا۔]

یہ کہہ کر انھوں نے اپنے قریب کے دشمنوں پر حملہ کیا اور ان کی صفوں کو چیرتے ہوئے دور تک چلے گئے۔ آخر اہل روم نے ان پر نیزوں کے وار کرکر کے انھیں شہید کر دیا۔

(رحمہ اللہ) جب امیر معاویہ کو ان کی شہادت کی خبر ملی انھوں نے عبدالعزیز کے والد سے کہا ''خدا کی قسم عربوں کا جواں مرد بہادر مر گیا۔'' انھوں نے پوچھا کہ ''میرا بیٹا یا تمہارا۔'' کہا کہ ''خدا تم کو اجر نیک دے۔'' انھوں نے جواب میں یہ اشعار پڑھے۔ (ترجمہ شعر):

[اگر موت اس پر آپڑی ہے اور کلابی کا مغز کچلا گیا ہے تو کچھ مضائقہ نہیں۔ کیونکہ ہر جوان کو اپنا کاسہ موت پینا ہے۔ خواہ وہ چھوٹی عمر میں پیئے یا بڑا ہو کر۔]

اس کے بعد یزید مع فوج کے شام واپس آ گیا۔ (حضرت) ابو ایوب انصاریؓ نے قسطنطنیہ کے قریب ہی وفات پائی اور اس کی فصیل کے قریب مدفون ہوئے۔ وہاں کے باشندے ان کے وسیلے سے باران طلب کرتے ہیں۔ وہ بدر، احد اور تمام غزوات میں شریک تھے۔ وہ جنگ صفین میں (حضرت) علیؓ کے ہمراہ بھی جنگ آزمائی کر چکے تھے۔

مروان کی مدینے سے معزولی اور سعید کی تقرری

Marfat.com

اسی سال امیر معاویہ نے ماہ ربیع الاول میں مروان بن حکم کو مدینے سے معزول کر کے ماہ ربیع الاخر میں اور بقول بعض ماہ ربیع الاول میں سعید بن عاص کو مقرر کیا۔ امیر معاویہ کی جانب سے مروان بن حکم کی حکومت مدینہ کا کل عرصہ آٹھ سال اور دو ماہ ہوتا ہے۔ ان کے زمانے میں عبداللہ بن حارث بن نوفل مدینے کے قاضی تھے۔ سعید نے والی مدینہ ہونے پر ان کو معزول کر دیا اور ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن کو عہدۂ قضا پر مقرر کیا۔

حضرت حسن بن علی علیہ السلام کی وفات

اس سال حسنؓ نے وفات پائی۔ ان کی زوجہ جعدہ بنت اشعث بن قیس کندی نے ان کو زہر دے دیا۔ انھوں نے وصیت کی کہ مجھے رسول اللہ ﷺ کے پاس دفن کیا جائے بشرطیکہ ایسا کرنے سے فتنہ و فساد کا اندیشہ نہ ہو اگر فتنہ انگیزی کا خطرہ ہو تو مجھے عام مسلمانوں کے قبرستان میں لے جا کر دفن کر دینا۔ (حضرت) حسینؓ نے (حضرت) عائشہؓ سے اجازت طلب کی چنانچہ انھوں نے اجازت دے دی۔ جب ان کا انتقال ہو گیا تو لوگوں نے چاہا کہ ان کو رسول اللہ ﷺ کے پاس دفن کریں۔ سعید بن عاص جو اس وقت امیر مدینہ تھے، مطلق مزاحم نہ ہوئے مگر مروان بن حکم نے بنوامیہ اور ان کے طرف داروں کو جمع کر کے اس میں رکاوٹ پیدا کی۔ (حضرت) حسینؓ نے چاہا کہ ان کا مقابلہ کریں مگر ان سے لوگوں نے کہا کہ "آپ کے بھائی نے یہ کہہ دیا تھا کہ اگر فتنہ وفساد کا اندیشہ ہو تو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کر دینا اور یہ یقیناً فتنہ ہی ہے۔" اس پر وہ خاموش ہو گئے۔ سعید بن عاص نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔ حسینؓ نے ان سے کہا کہ "اگر نماز جنازہ کے لیے یہ سنت نہ ہوتی تو میں تم کو ہرگز نماز نہ پڑھنے دیتا۔"[1]

حواشی وحوالہ جات:

1. اس وقت کا عام طریقہ یہ تھا کہ نماز جنازہ عموماً وہاں کا والی پڑھایا کرتا تھا۔ سعید بن العاص چونکہ مدینہ کے والی تھے لہٰذا مروجہ طریقے کے مطابق انہوں نے ہی نماز جنازہ پڑھائی۔

Marfat.com

دسواں باب

۵۰ھ کے واقعات

اس سال بُسر بن ابی ارطاۃ اور سفیان بن عوف ازدی نے قسطنطنیہ میں اور فضالہ بن عبید انصاری نے بحر میں جنگ کی۔

مغیرہ بن شُعبہ کی وفات اور زیاد کی ولایتِ کوفہ

بعض مورخین کا خیال ہے (اور یہ خیال صحیح ہے) کہ اس سال شعبان میں مغیرہ بن شُعبہ نے انتقال کیا۔ واقعہ یہ ہوا کہ کوفے میں طاعون پھیلا۔ اس سے بچنے کے لیے وہ کوفہ چھوڑ کر چلے گئے اور جب طاعون ختم ہو گیا تو پھر کوفہ واپس آئے مگر واپس آ کر ان کو طاعون ہوا اور اسی میں انتقال کر گئے۔

وہ طویل قامت اور یک چشم آدمی تھے ان کی آنکھ یرموک کے معرکے میں ضائع ہوئی تھی۔ انتقال کے وقت ان کی عمر ستر برس تھی یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ان کی وفات ۵۱ھ میں ہوئی اور بعض کہتے ہیں کہ ۴۹ھ میں ہوئی۔ مغیرہ کے انتقال کے بعد امیر معاویہ نے زیاد کو کوفے کا عامل مقرر کیا۔ یہ پہلے شخص ہیں جن کو بیک وقت ''عراقین'' یعنی کوفے اور بصرے دونوں کی ولایت ملی۔ چنانچہ زیاد مقرر ہوتے ہی اپنی جگہ سمرہ بن جندب کو بصرے میں قائم مقام مقرر کر کے کوفے روانہ ہو گئے۔ وہ چھ ماہ کوفے میں اور چھ ماہ بصرے میں قیام کرتے تھے۔

جب زیاد کوفہ پہنچے تو انھوں نے لوگوں کے سامنے تقریر کی۔ ابھی وہ منبر پر ہی تھے کہ لوگوں نے ان پر سنگریزہ باری شروع کر دی۔ وہ بیٹھ گئے، جب لوگ سنگریزہ باری سے رک گئے تو انھوں نے چند خاص آدمیوں کو بلا کر کہا کہ مسجد کے دروازے بند کر دیں۔ انھوں نے ایسا ہی کیا۔ پھر کہا کہ ''ہر دشمن

Marfat.com

کو چاہیے کہ اپنے ہمنشین کو پکڑ لے۔ بعد میں کوئی یہ نہ کہے کہ میں نہیں جانتا کہ میرا ہمنشین کون ہے؟'' پھر ایک کرسی منگوا کر مسجد کے دروازے پر بیٹھ گئے اوران کو چار چار کی ٹولیوں میں بلانا شروع کیااور ہر ایک سے قسم لیتے گئے کہ''ہم میں سے کسی شخص نے سنگریزہ نہیں پھینکا۔''جس نے قسم کھالی اسے رہا کر دیا، جس نے قسم نہ کھائی اسے وہیں بٹھالیا تا آنکہ تعداد تیس اور بقول بعض اسی تک پہنچ گئی پھر وہیں کے وہیں ان کے ہاتھ کاٹ دیئے۔

انھوں نے سب سے پہلے جس شخص کو کوفے میں قتل کیا وہ اَوفٰی بن حِصن تھا۔ ان کو اس کے متعلق کچھ خبر ملی تھی۔ انھوں نے اس کو طلب کیا مگر وہ بھاگ گیا۔ لوگ ان کے سامنے پیش کیے گئے۔ جب وہ ان کے سامنے سے گذرا تو انھوں نے سوال کیا کہ''یہ کون ہے؟''اس نے جواب دیا کہ''اَوفٰی بن حِصن۔''زیاد نے کہا کہ''تیری قضاء تجھے یہاں لائی ہے بتا کہ عثمانؓ کے بارے میں تیری کیا رائے ہے۔''کہا کہ''وہ رسول اللہ ﷺ کے داماد تھے اوران کی دو صاحبزادیاں ان کے نکاح میں تھیں۔''پوچھا''امیر معاویہ کی نسبت تو کیا کہتا ہے۔''اس نے جواب دیا کہ''وہ ایک جواد اور حلیم آدمی ہیں۔''پھر زیاد نے سوال کیا کہ''میرے متعلق تو کیا کہتا ہے۔''اس نے کہا کہ''مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ نے بصرے میں کہا تھا کہ میں تندرست آدمی کا بیمار سے اور آنے والے کا جانے والے سے مواخذہ کروں گا۔''زیاد نے کہا''ہاں میں نے ایسا ہی کہا تھا۔ پھر؟''اَوفٰی بولا''تب تو آپ اندھی اونٹنی کی طرح ٹاپتے ہی رہے۔''زیاد نے کہا کہ لیس النفّاخ بشرّ الزّمرة، اور اسے قتل کر دیا۔

جب زیاد کوفہ پہنچے تو عمارہ بن عقبہ بن ابی معیط نے ان سے یہ بیان کیا کہ عمرو بن حمق، شیعان ابوتراب کو جمع کر رہا ہے۔ زیاد نے اسے بلا بھیجا اور کہا کہ''یہ سب لوگ کیوں جمع ہو رہے ہیں؟ تمھیں جس شخص سے بات کرنی ہو مسجد میں کیا کرو۔''یہ بیان کیا جاتا ہے کہ عمرو کے متعلق یزید بن رُویم نے زیاد سے مخبری کی تھی اوراس کے جواب میں زیاد نے یہ کہا تھا کہ''میں نے اسے چھوڑ دیا ہے اور اگر مجھے یہ معلوم ہوتا کہ اس کی پنڈلی کا مغز استخواں میرے بغض کی وجہ سے بہہ گیا ہے تو بھی میں اس پر غصہ نہ ہوتا۔ حتی کہ وہ مجھ پر حملہ کرتا۔''

سنگریزہ باری کے بعد زیاد نے مسجد میں مقصورہ بنا دیا۔

جب زیاد بصرے میں سمرہ کو اپنا قائم مقام بنا کر چھوڑ آئے تو سمرہ نے کثرت سے لوگوں کو

Marfat.com

قتل کرنا شروع کیا چنانچہ ابن سیرین کا بیان ہے کہ انھوں نے زیاد کی غیر حاضری میں آٹھ ہزار آدمیوں کو قتل کیا۔ زیاد نے ان سے پوچھا کہ ''تم کو خوف ہے کہ تم نے بے گناہوں کو بھی قتل کر دیا۔'' کہا کہ ''میں نے جتنے قتل کیے ہیں اگر اتنے اور قتل کر دیتا تب بھی مجھے خوف نہ ہوتا۔''

ابو سوار العدوی کا بیان ہے کہ سمرہ نے ایک ہی صبح کو صرف میری قوم میں سے سینتالیس آدمی قتل کیے اور وہ سب کے سب جامع القرآن تھے۔

ایک دن سمرہ سواری کے لیے نکلے تو ان کے دستے کے آگے کے چند آدمیوں نے ایک شخص کو قتل کر دیا۔ جب سمرہ اس شخص کے پاس سے گذرے تو اسے خون میں لتھڑا ہوا دیکھ کر پوچھا کہ یہ کیا ہوا۔ کہا گیا کہ ''آپ کے دستے کے اوائل نے اس بے چارے کی درگت بنائی ہے۔'' اس پر سمرہ نے کہا ''کہ جب تم لوگ یہ سنا کرو کہ ہم سوار ہو کر نکلے ہیں تو ہمارے نیزے سے بچا کرو۔''

قریب کا خروج

اسی سال قریب الازدی اور زحاف الطائی نے خروج کیا جو آپس میں خالہ زاد بھائی تھے۔ ان دنوں زیاد کوفے میں تھے اور بصرہ میں سمرہ قائم مقامی کر رہے تھے۔ قریب اور زحاف بنوضبیعہ کے ستر آدمیوں کے ساتھ پہنچے اور ان کے ضعیف العمر شخص کو قتل کر دیا۔ اس پر بنوعلی اور بنوراسب کے چند نوجوانوں نے نکل کر ان پر تیر برسانے شروع کیے اور عبداللہ بن اوس الطائی نے قُریب کو قتل کر ڈالا اور اس کا سر کاٹ کر لے گیا۔

زیاد نے خوارج کے معاملے میں بہت سختی کرنی اور لوگوں کو قتل کرنا شروع کیا اور سمرہ کو بھی ایسا ہی کرنے کا حکم دیا چنانچہ اس نے بھی کثیر التعداد آدمیوں کو تہہ تیغ کیا۔ زیاد نے منبر پر ایک تقریر کی جس میں کہا کہ ''اے اہل بصرہ خدا کی قسم تم لوگوں (یعنی خوارج) کے صفایا کرنے میں میری مدد کرو۔ ورنہ یاد رکھو کہ اگر ان میں سے ایک آدمی بھی بچ رہا تو اس سال تمہارے عطیات بالکل بند ہو جائیں گے۔'' اتنا سننا تھا کہ سب لوگ ان لوگوں پر دوڑ پڑے اور ان کو قتل کر دیا۔

منبر نبوی کی منتقلی کا ارادہ

Marfat.com

اسی سال امیر معاویہ نے حکم دیا کہ رسول اللہ ﷺ کا منبر مدینے سے شام میں منتقل کر دیا جائے اور کہا کہ ''منبر اور رسول اللہ ﷺ کا عصا مدینے میں نہیں چھوڑے جا سکتے کیونکہ ان لوگوں نے عثمانؓ کو شہید کیا ہے۔'' چنانچہ انھوں نے عصا بھی طلب کیا جو ان دنوں سعد القرّاط کے پاس تھا جوں ہی منبر کو حرکت دی گئی آفتاب معرض کسوف میں آ گیا اور اس قدر تاریکی طاری ہو گئی کہ ستارے صاف نمودار ہو گئے لوگوں کو یہ بات گراں گذری اس لئے (حضرت) معاویہ نے اسے وہیں رہنے دیا۔

اسی کے متعلق ایک اور روایت یہ ہے کہ جابر اور ابو ہریرہ نے امیر معاویہ سے جا کر کہا کہ ''اے امیر المومنین یہ مناسب نہیں معلوم ہوتا کہ آپ رسول اللہ ﷺ کے منبر کو اس جگہ سے ہٹاتے ہیں جہاں خود حضور ﷺ نے اسے رکھ دیا تھا اور اگر آپ ان کا عصائے مبارک بھی شام کو لے جانا چاہتے ہیں تو بہتر ہے کہ خود مسجد کو بھی منتقل کر دیجیے۔ اس پر امیر معاویہ نے اس کو وہیں چھوڑ دیا بلکہ اس میں چھ سیڑھیاں اور بڑھا دیں اور اپنے کیے کا عذر کیا۔

جب عبدالملک بن مروان خلیفہ ہوا تو اس کو پھر نقل منبر کا خیال آیا۔ قبیصہ بن ذویب نے اس سے کہا کہ ''برائے خدا وہ یاد کیجیے کہ معاویہ نے اس کو حرکت دینی چاہی تھی، تو سورج کو گہن لگ گیا تھا اور پھر رسول اللہ ﷺ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ جس شخص نے میرے منبر پر خلاف قسم کھائی اُسے چاہیے کہ وہ آگ میں اپنا ٹھکانہ بنالے اور وہ اہل مدینہ کے نزدیک مقطع حقوق ہے۔'' یہ سن کر عبدالملک نے اس کو ترک کر دیا۔ جب اس کے بیٹے ولید نے حج کیا تو اس کو بھی یہی خیال آیا اس پر سعید بن مسیّب نے عمر بن عبدالعزیز کو کہلا بھیجا کہ ''آپ اپنے دوست سے کہہ دیجیے کہ مسجد سے کسی قسم کا تعرض نہ کرے خدا کے غضب سے ڈرے۔'' چنانچہ عمر بن عبدالعزیز نے ولید سے کہہ دیا اور اس نے یہ خیال ترک کر دیا۔

جب سلیمان بن عبدالملک نے حج کیا تو عمر (بن عبدالعزیز) نے اس کو ولید کا قصہ سنایا۔ سلیمان نے کہا ''میں اس بات کو پسند نہیں کرتا تھا کہ امیر المومنین عبدالملک یا ولید کا مجھ سے ایسا ذکر کیا جائے۔ ہم نے دنیا کو تو لے لیا ہے اور وہ ہمارے ہاتھوں میں ہے اب ہم یہ چاہیں کہ اسلام کی بڑی بڑی نشانیوں میں سے کسی پر قبضہ کریں جس کی طرف وفود جاتے تھے تو یہ بات خلاف مصلحت ہے۔''

اسی سال معاویہ بن حُدیج السکونی کو مصر سے معزول کر کے مسلمہ بن مخلد کو ان کی جگہ والی مصر مقرر کیا گیا اور افریقہ بھی ان کے ماتحت کر دیا گیا۔ قبل اس کے کہ امیر معاویہ مسلمہ کو افریقہ اور مصر کا

Marfat.com

عامل مقرر کریں انھوں نے عقبہ بن نافع کو افریقہ بھیجا تھا۔ جنھوں نے شہر قیروان بسایا۔ وہ ایک جنگل تھا جہاں درندوں اور سانپوں وغیرہ کی کثرت کی وجہ سے کوئی شخص جانے کی ہمت نہ کرتا تھا۔ انھوں نے خدائے تعالیٰ سے دعا کی کہ ان کو دفع کرے۔ چنانچہ وہاں کی یہ حالت ہوئی کہ ہر قسم کے موذی جانور وہاں سے بھاگ گئے۔ یہاں تک درندے بھی اپنے بچوں کو اٹھا اٹھا کر لے گئے۔ اس کے بعد انھوں نے ایک جامع مسجد قائم کی۔ الغرض امیر معاویہ ابن حدیج کو مصر سے معزول کیا اور ادھر عقبہ بن نافع کو افریقہ سے معزول کر کے ان دونوں پر مسلمہ بن مخلد کو مقرر کیا۔ مسلمہ پہلے شخص تھے جو مصر اور مغرب (افریقہ) دونوں کے حاکم بنائے گئے اور مسلمہ نے اپنے موالی میں سے ابوالمہاجر نامی ایک شخص کو اپنی جانب سے حاکم افریقہ مقرر کیا اور وہ امیر معاویہ کی وفات تک وہیں رہے۔

قیروان کی تاسیس

ابو جعفر طبری کا بیان ہے کہ اس سال مسلمہ بن مخلد افریقہ کے عامل مقرر ہوئے اور یہ کہ ان سے قبل عقبہ افریقہ کے حاکم تھے اور انھوں نے قیروان کی بنیاد ڈالی۔

مورخین مغرب نے جو کچھ لکھا ہے وہ یہ ہے کہ اس سال عقبہ بن نافع ہی عامل افریقہ مقرر ہوئے اور اسی سال انھوں نے قیروان کی بنیاد ڈالی اور یہ کہ وہاں ۵۵ھ تک رہے جب مسلمہ بن مخلد ان کی جگہ مقرر ہو کر آ گئے۔ ظاہر ہے کہ وہ لوگ اپنے ملک کا حال دوسرے لوگوں سے بہتر جانتے ہیں چنانچہ میں (یعنی ابن اثیر) بھی وہی بیان کرتا ہوں جو انھوں نے اپنی کتابوں میں لکھا ہے۔ ان کا قول ہے کہ امیر معاویہ نے ابن حدیج کو افریقہ سے معزول کر کے عقبہ بن نافع الفہری کو مقرر کیا جو عمرو بن عاص کے فتح افریقہ کے زمانے سے برقہ اور زدیلہ میں مقیم تھے اور ان بلاد میں جہاد و فتوحات کر چکے تھے۔ جب امیر معاویہ نے ان کو مقرر کیا تو دس ہزار شہسوار ان کے پاس بھیجے جن کو لے کر وہ افریقہ میں داخل ہوئے۔ ادھر اہل بربر میں سے جو لوگ مسلمان ہو گئے تھے وہ بھی ان کے ساتھ شامل ہو گئے اس طرح جب ان کے پاس جماعت کثیر جمع ہو گئی تو انھوں نے اہل بلاد میں تلوار سے کام لینا شروع کیا کیونکہ ان لوگوں میں حالت یہ ہو گئی تھی کہ جب کوئی امیر ان کے ملک میں داخل ہوتا تو مطیع ہو جاتے اور ان میں سے بعض لوگ اسلام قبول کر لیتے مگر جب وہ واپس چلا جاتا تو منحرف ہو جاتے اور اسلام سے پھر

Marfat.com

جاتے۔اس لیے عقبہ کو یہ خیال آیا کہ وہاں ایک شہر آباد کیا جائے جہاں مسلمانوں کی فوج اوران کے اہل وعیال اوراموال رہ سکیں اوروہ ان بلاد کے اہالی کے حملوں سے محفوظ رہ سکیں چنانچہ انھوں نے قیروان کی جائے وقوع کا قصد کیا۔ وہ ایک نشیبی مقام تھا جہاں گھنی جالدار جھاڑی تھی اور جہاں مختلف اقسام کے درندے اور سانپ رہا کرتے تھے۔عقبہ نے خدائے تعالیٰ سے دعا کی اوران کی دعا قبول ہوئی۔ پھر انہوں نے پکار کرکہا کہ ’’اے درندو اور سانپو۔میں رسول اللہ ﷺ کے اصحاب میں سے ہوں تم سب یہاں سے چلے جاؤ کیونکہ ہم اب یہاں قیام کرنے والے ہیں اوراگراس کے بعد ہم نے کسی کو دیکھا تو ہم اسے قتل کرڈالیں گے۔‘‘ چنانچہ ان لوگوں نے اس دن جانوروں کو دیکھا کہ وہ اپنے بچوں کواٹھا اٹھا کر لے جاتے ہیں اورنقل مکان کررہے ہیں۔اہل بربر کے بہت سے قبائل نے بھی نظارہ دیکھااور اسلام قبول کیا۔عقبہ نے وہاں کے اشجار کوقطع کرکے ایک شہر بنانے کا حکم دیا پھرایک جامع مسجد بنوائی اورلوگوں نے اپنے اپنے مساجد اور مکانات بنوائے۔اس شہر کا دور تین ہزار چھ سو باع تھا (دونوں ہاتھوں کی کشادگی کی مقدارایک باع ہوتا ہے) ۵۵ھ میں اس کی تعمیر وغیرہ ختم ہوئی اورلوگ آباد ہوگئے۔تعمیر شہر کے دوران میں وہ برابر جنگ کرتے اور افواج بھیجتے رہے جوخوب قتل و غارت کرتی اورلوٹ مار مچاتی تھیں۔اہل بربر کثیر تعداد میں اسلام میں داخل ہوگئے۔مسلمانوں کی حکومت کا حلقہ وسیع ہوگیا اور قیروان کی اہل فوج کے دل مضبوط ہوگئے اوروہ بالکل امن واطمینان سے وہاں مقیم ہوگئے۔مختصر یہ ہے کہ افریقہ میں اسلام کے قدم جم گئے۔

مسلمہ بن مخلد کی ولایت افریقہ

بعدازاں امیر معاویہ بن ابی سفیان نے مصراورافریقہ پر مسلمہ بن مخلد انصاری کومقرر کیا اور ابن مخلد نے افریقہ پراپنے موالی میں سے ایک شخص ابوالمہاجرنامی کومقرر کیا۔ابوالمہاجر افریقہ آیا اور عقبہ کی معزولی میں بری طرح پیش آیااوران کے ساتھ حقارت آمیز برتاؤ کیا۔عقبہ وہاں سے شام چلے گئے جو کچھ ابوالمہاجر نے ان کے ساتھ کیا تھا انھوں نے اس پرامیر معاویہ کے سامنے اظہار ملال کیا تو انھوں نے ان سے معذرت کی اوران کوان کی عمل داری پر واپس کردینے کا وعدہ کیا مگر یہ معاملہ اسی طرح طول پکڑتا رہا یہاں تک کہ امیر معاویہ انتقال کرگئے اوران کے بعدان کا بیٹا یزید خلیفہ ہوا۔اس

Marfat.com

نے عقبہ کو ۶۲ھ میں ان ہی بلاد پر عامل بنادیا اور عقبہ وہاں چلے گئے۔

واقدی کا بیان ہے کہ عقبہ بن نافع ۴۶ھ میں والی افریقہ مقرر ہوئے تھے اور انھوں نے شہر قیروان بنایا اور یہ کہ وہ ۶۲ھ تک برابر وہاں کے والی رہے۔ پھر یزید بن معاویہ نے ان کو وہاں سے معزول کر کے مولائے انصار ابوالمہاجر کو مقرر کیا جس نے عقبہ کو قید کر کے طرح طرح کی اذیتیں پہنچائیں۔ جب یزید کو عقبہ کے ساتھ ابوالمہاجر کی بدسلوکی کی اطلاع ہوئی تو اس نے اسے حکم بھیجا کہ عقبہ کو رہا کر کے اس کے پاس روانہ کر دے چنانچہ ابوالمہاجر نے ایسا ہی کیا۔ جب عقبہ یزید کے پاس پہنچے تو اس نے ان کو دوبارہ عامل افریقہ مقرر کر دیا۔ عقبہ نے ابوالمہاجر کو پکڑ لیا اور سخت قید میں رکھا اس کے بعد واقدی نے کسیلہ کا قصہ ذکر کیا ہے جس کا ذکر ہم ان شاء اللہ ۶۲ھ میں کریں گے۔

فرزدق اور زیاد

اسی سال زیاد نے فرزدق کو طلب کیا کیونکہ بنونہشل اور بنوفُقَیم نے فرزدق کی زیاد سے شکایت کی۔ فرزدق کا بیان ہے کہ "میں نے اشہب بن رُمَیْلہ اور بعیث کی ہجو کہی جس کی وجہ سے وہ دونوں قبیلے لوگوں کی آنکھوں سے گر گئے اس لیے ایک طرف بنونہشل اور بنوفقیم اور دوسری طرف یزید بن مسعود بن خالد بن مالک نے میرے خلاف زیاد کے پاس شکایت کی۔ زیاد مجھے نہیں جانتے تھے مگر جب اُن سے کہا گیا کہ فرزدق وہ اعرابی لڑکا ہے جس کا مال واسباب اور کپڑے چھین لیے گئے تھے تب انھوں نے مجھے پہچانا۔"

فرزدق کہتا ہے کہ "میرے باپ غالب نے مجھے کچھ مال تجارت دے کر بھیجا کہ اسے فروخت کر کے سامان خورد ونوش خرید کر لے آؤں۔ میں نے مال تو بصرے میں فروخت کیا اور اس کی قیمت اپنے کپڑوں میں رکھ لی۔ مجھے ایک شخص ملا اس نے مجھ سے کہا کہ "تم اپنی چیز کو جس طرح چاہو مضبوط باندھ لو لیکن میں سمجھتا ہوں کہ اگر تیری جگہ وہ شخص ہو جسے میں جانتا ہوں تو اس طرح کس کر نہ باندھتا۔" میں نے پوچھا "وہ کون ہے۔" اس نے جواب دیا کہ "غالب ابن صعصعہ (فرزدق کے باپ کا نام ہے) اس پر میں نے اہل مربد کو پکارا اور سب درہم لٹا دیے۔ ان میں سے کسی نے مجھ سے کہا کہ اپنی چادر پھینک دے میں ویسا ہی کیا۔ دوسرے نے کہا اپنے کپڑے اتار دے۔ میں نے ویسا ہی کیا اور

Marfat.com

ایک اور نے کہا کہ اپنی پگڑی پھینک دے پھر میں نے ویسا ہی کیا۔ کسی اور نے کہا کہ اپنا پائجامہ اتار دے میں نے کہا کہ ''واہ میں کچھ دیوانہ تو نہیں ہوں کہ پائجامہ اتار کر پھینک دوں اور ننگا چلا جاؤں۔'' جب زیاد کو اس واقعہ کی خبر ملی تو انھوں نے کہا کہ ''یہ احمق ہے اور لوگوں کو لوٹ مار کا حریص بناتا ہے۔'' پھر اپنے چند سواروں کو مربد بھیجا کہ مجھے پکڑ کر ان کے پاس لے جائیں۔ اتنے میں بنوہُجیم کا ایک شخص اپنے گھوڑے پر سوار میرے پاس آیا اور بھاگو بھاگو کہہ کر مجھے اپنے گھوڑے پر بٹھالیا اس طرح میری جان بچی۔ اس پر زیاد نے میرے دو چچاؤں یعنی ذہیل بن صعصعہ اور زحّاف بن صعصعہ کو پکڑ بلایا۔ وہ دونوں دیوان میں تھے ان کو بلا کر چند روز تک قید رکھا اور چند روز کے بعد سفارش پر ان کو رہا کر دیا۔ میں نے جا کر اپنے باپ کو اپنے حال کی خبر دی۔'' یہ سبب تھا کہ زیاد اس کے بھی دشمن ہو گئے تھے۔

احنف بن قیس السعدی، جاریہ بن قدامتہ السعدی، جون بن قتادۃ العبشمی اور حُتات بن یزید ابو المنازل المجاشعی یہ سب مل کر امیر معاویہ بن ابی سفیان کے پاس گئے۔ جنھوں نے ان میں سے ہر ایک کو ایک ایک لاکھ انعام دیا مگر حُتات کو صرف ستر ہزار ہی دیا۔ راستے میں ہر ایک نے اپنے اپنے انعام کا ذکر کیا۔ حُتات امیر معاویہ کے پاس واپس گئے امیر معاویہ نے پوچھا ''کیا بات ہے تم کیوں واپس آ گئے۔'' حُتات نے کہا کہ ''آپ نے مجھے بنو تمیم میں ذلیل کیا ہے۔ کیا میں صحیح الحسب نہیں ہوں۔ کیا میں بزرگ نہیں ہوں۔ کیا میں اپنے قبیلے میں مطاع نہیں ہوں۔'' کہا ''ہاں''۔ حُتات نے کہا ''پھر آپ نے لوگوں کے مقابلے میں مجھے کیوں کمتر کیا۔ جو آپ کے خلاف تھے ان کو بمقابل ان لوگوں کے جو آپ کے موافق تھے زیادہ دیا۔'' حُتات جنگ جمل میں (حضرت) عائشہؓ کے ہمراہ لڑے تھے جبکہ احنف اور جاریہ حضرت علیؓ کے طرفدار تھے۔ گو کہ احنف اور جون حضرت علیؓ کے ساتھ ہو کر جنگ سے دست بردار ہو گئے تھے مگر وہ ان ہی کے طرفدار تھے غرض امیر معاویہ نے کہا کہ میں قوم سے دین خرید لیا ہے اور تم کو تمہارے دین اور حضرت عثمانؓ کے متعلق تمہاری رائے کے سپرد کر دیا ہے۔ کیونکہ وہ عثمانی تھے۔ انھوں نے جوب دیا کہ میں یہ کہتا ہوں کہ آپ مجھ سے میرا دین بھی خرید لیں۔ اس پر امیر معاویہ نے ان کے انعام کو پورا کر دینے کا حکم دے دیا مگر اس اثنا میں حُتات فوت ہو گئے اور معاویہ نے باقی رقم کو ضبط کر لیا اس پر فرزدق نے یہ اشعار کہے۔ (ترجمہ اشعار):

[اے معاویہ! آپ کے والد اور میرے چچا نے اپنے ورثہ کا مالک بنایا چنانچہ ان کے

Marfat.com

وارثین ان کے وارثوں پر قابض ہو گئے۔ پھر کیا وجہ ہے کہ حتات کی میراث تو آپ نے دبالی اور صحر کی میراث کا یہ حال ہے کہ وہ پگھل پگھل کر آپ کے لیے ٹھوس ہوئی جاتی ہے اگر زمانہ جاہلیت میں ایسا ہوتا تو میں یہ سمجھتا کہ یہ اس شخص کا حال ہے کہ جس کے پاس ناقہائے دوشیدنی کم ہیں اور اگر اس کے سوا کسی اور دین میں ایسا ہوتا تو یا تو تم ہمارا حق ادا کر دیتے یا پانی پینے کے لیے پانی گلوگیر ہو جاتا۔ کیا میں بلحاظ قوم وخاندان معزز ترین نہیں ہوں؟ اور کیا میں اپنے ہمسایہ کی ان سب سے زیادہ مصیبت کو دور کرنے کی کوشش نہیں کرتا جب کہ اس کو تکلیف پہنچے؟ نبی اور آل پاک کے بعد کسی عفیفہ عورت نے مجھ جیسا شریف آدمی پیدا نہیں کیا۔ میرے گھر کا صحن ثریا کے دامن تک پھیلا ہوا ہے۔ جس کے مقابلے میں چاند اور چمک دار ستارے نیچے ہیں۔ میں ایسا ہوں جیسے کنکر کے مقابلے میں پہاڑ۔ تحت الثری کی جڑ میری جڑ ہے۔ پھر بتاؤ کہ کون شخص حسب میں میرا مقابلہ کر سکتا ہے! اور اے معاویہ! میرے کئی آباؤ اجداد ایسے گذرے ہیں جو نہایت مشہور اور اپنے بانکپن میں تند ہواؤں کا مقابلہ کرتے تھے ان کو ایک چھوڑ دو دو مالک کی اولاد نے پیدا کیا تھا اور آپ کے والد جو عبد شمس کی اولاد سے ہیں ہرگز ان کا مقابلہ نہ کر سکتے تھے آپ انھیں دیکھیں گے کہ وہ تلوار کے پھل کی طرح جو وہ بخشش کے لیے جھومتے ہیں اور ابھی ان کی مسیں ہی بھیگتی ہیں کہ وہ امجد واشرف ہو جاتے ہیں ان میں سے ہر ایک دراز قد ہے اور قصی اور عبد شمس ان کے سامنے بول بھی نہیں سکتے۔]

ان اشعار میں دو مالکوں سے مراد مالک بن حنظلہ اور مالک بن زید منات بن تمیم ہیں اور یہ دونوں فرزدق کے اجداد میں سے تھے۔ فرزدق کا سلسلہ نسب یوں ہے۔ فرزدق بن غالب بن صعصعہ بن ناجیہ بن عِقال بن محمد بن سفیان بن مُجاشع بن دارم بن مالک بن حنظلہ بن مالک بن زید منات بن تمیم۔ جب امیر معاویہ نے اس کے یہ اشعار سنے تو حُتات کے اہل وعیال کو باقی تیس ہزار بھی دے دیے اور اس سے زیاد کو اس پر اور بھی زیادہ غصہ آیا۔ جب بنو نہشل اور بنو فقیم نے زیاد کے پاس اس کی شکایت پیش کی تو ان کا غیظ وغضب اور بھی بھڑک اٹھا۔ انہوں نے اسے تلاش کیا مگر وہ بھاگ گیا اور ایک رات کو عیسیٰ ابن خصیلۃ اُلسلمی کے پاس پہنچ کر اس سے کہا کہ "اس شخص نے مجھے طلب کیا ہے

Marfat.com

اور تمام لوگوں نے مجھ سے بے رخی کر لی ہے میں آپ کے پاس فریاد رسی لے کر آیا ہوں۔'' اس نے اسے خوش آمدید کہا چنانچہ وہاں وہ تین رات مقیم رہا پھر فرزدق نے عیسیٰ سے کہا کہ اب میری رائے یہ ہے کہ میں شام کی طرف چلا جاؤں۔ چنانچہ اس کو روانہ کر دیا۔ جب زیاد کو اس کی روانگی کی خبر ملی تو انھوں نے اس کے تعاقب کے لیے آدمی روانہ کیے مگر وہ اسے پا نہ سکے۔ فرزدق مقام روحاء قبیلۂ بکر بن وائل میں پناہ گزیں ہوا۔ اس نے ان کی مدح میں چند قصیدے لکھے۔

اس کے بعد جب زیاد بصرہ پہنچے اس وقت فرزدق کوفے پہنچا اور جب وہ کوفے گئے تو فرزدق بصرہ چلا گیا۔ زیاد کو اس امر کی اطلاع ہوئی تو انھوں نے اپنے عامل کوفہ عبدالرحمٰن بن عبید کو لکھا کہ فرزدق کو گرفتار کر کے میرے پاس بھیج دو۔ فرزدق یہ سنتے ہی بھاگ کر حجاز پہنچا اور سعید بن عاص کے پاس پناہ کا طالب ہوا اس نے اسے پناہ دی۔ فرزدق نے اس کی مدح کہی۔ اسی طرح کبھی وہ مکہ میں ہوتا اور کبھی مدینے میں یہاں تک کہ زیاد کا انتقال ہو گیا۔

کہتے ہیں کہ فرزدق نے مذکورۂ بالا اشعار اس لیے کہے تھے کہ جب حُتات مسلمان ہو گیا تھا تو رسول اللہ ﷺ نے اس کو اور معاویہ کو بھائی بھائی بنا دیا تھا۔ جب حُتات نے شام میں انتقال کیا تو اسی مواخات کی بنا پر امیر معاویہ اس کے وارث ہو گئے۔ لہٰذا فرزدق نے یہ اشعار کہے۔ مگر اصل یہ ہے کہ یہ قول بالکل بے معنی ہے کیونکہ امیر معاویہ اس امر سے واقف تھے کہ اس قسم کی مواخات سے کوئی کسی کا وارث نہیں ہو سکتا۔

وفیات

ایک بیان کے مطابق اسی سال حکم بن عمرو الغفاری نے کوہ اشل کی جنگ سے واپس آ کر مرو میں انتقال کیا۔ ایک اور قول کے مطابق ان کی وفات کا ذکر پہلے آ چکا ہے۔ زیاد نے ان کو لکھا تھا کہ امیر المومنین معاویہ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں ان کے لیے زرد و سفید کو چن کر علیحدہ کر دوں۔ اس لیے آپ سونے اور چاندی کو لوگوں میں تقسیم نہ کیجیے۔ حکم نے اس کا یہ جواب لکھا کہ ''امیر المومنین کے حکم سے مجھ کو اطلاع ملی مگر ان کے خط سے پہلے کتاب اللہ کو میں پا چکا ہوں اور قسم بخدا کہ اگر آسمان اور زمین بھی خدا کے کسی بندے کے لیے بند ہو جائیں۔ مگر وہ خدا سے ڈرتا رہے تب بھی اس کے لیے

Marfat.com

کشادگی اور جائے سلامت پیدا ہو جائے گی۔“ اس کے بعد انھوں نے لوگوں سے کہا کہ کل صبح میرے پاس آ کر اپنے اپنے انعامات اور اموال لے جاؤ۔ چنانچہ انھوں نے ان کے انعامات اور اموال ان میں تقسیم کر دیے اور پھر کہا کہ ”اے خدا اگر میرے لیے تیرے پاس بھلائی ہے تو مجھے اپنے پاس اٹھا لیے۔“ چنانچہ انھوں نے مرو میں انتقال کیا وہ صحابۂ کرام میں سے تھے۔ ☆ اسی سال سعد بن ابی وقاص نے عقیق میں وفات پائی۔ وہ مدینہ لائے گئے اور وہیں دفن کیے گئے۔ یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ ان کا انتقال ۵۴ھ میں ہوا اور بعض کا خیال ۵۵ھ میں۔ اس وقت ان کی عمر ۷۴ برس اور بقول بعض ۸۳ برس تھی۔ وہ عشرہ مبشرہ میں سے تھے۔ پست قد اور نحیف الجثہ تھے۔ ☆ اسی سال حضرت صفیہؓ بنت حیی زوجۂ رسول اللہ ﷺ نے بھی انتقال کیا۔ ایک اور روایت یہ ہے کہ ان کی وفات حضرت عمرؓ کے زمانے میں ہوئی۔ ☆ اسی سال عثمان بن ابی ثقفی اور عبدالرحمٰن بن سمرہ بن حبیب بن عبد شمس نے بھی انتقال کیا۔ موخر الذکر بصرہ میں فوت ہوئے۔ ☆ ابوموسیٰ اشعری بھی اسی سال فوت ہوئے اور بعض کا خیال ہے کہ ان کا انتقال ۵۲ء میں ہوا۔ ☆ اسی سال زید بن خالد جہنی نے بھی انتقال کیا اور ایک روایت کے بموجب ۶۸ھ اور ایک اور روایت کے مطابق ۷۸ھ میں۔ ☆ اسی سال مدلاج بن عمرو السلمی نے بھی انتقال کیا۔ وہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تمام جنگوں میں شریک تھے۔

یہ تمام حضرات رسول اللہ ﷺ کے اصحاب تھے۔

متفرق واقعات

اسی سال امیر معاویہ (اور بروایت یزید بن معاویہ) نے لوگوں کے ساتھ حج کیا۔

ان دنوں مختلف بلاد پر عامل وہی لوگ تھے جن کا ذکر ہو چکا ہے۔

Marfat.com

حواشی وحوالہ جات:

ا اس زمانے کی سیاست میں روایت یہ تھی کہ عوام اگر والی یا گورنر کو ناپسند کرتے تھے تو اپنی ناپسندیدگی کے اظہار کے لئے وہ والی یا گورنر پر چھوٹے چھوٹے سنگریزے مارتے تھے۔ یہ ان کے اختلاف اور نفرت کا اظہار تھا۔

۲ فرزدق: اموی عہد کا مشہور شاعر۔ اس کا نام ہمام بن غالب بن صعصہ تھا، لقب فرزدق، قبیلہ بنو تمیم کی شاخ بنودارم سے تعلق رکھتا تھا۔ اس کی ولادت حضرت عمرؓ کے دور خلافت میں ہوئی۔ اس کا دادا صعصہ عرب کا بڑا نامور آدمی ہوگزرا تھا۔ جاہلیت میں کوئی عرب جب اپنی لڑکی کو زندہ درگور کرنے کا ارادہ کرتا تو صعصہ اسے خرید لیتا اور اس کی پرورش کرتا چنانچہ اس کا لقب محی الموؤدات (یعنی زندہ دفنائی جانے والیوں کو زندگی بخشنے والا) مشہور ہو گیا۔ فرزدق کا باپ غالب بھی بڑا معزز سردار تھا۔ اس خاندانی وجاہت کی وجہ سے فخر کے میدان میں وہ اپنے زمانے کے سب شعراء پر فائق رہا۔ فرزدق کی پرورش بصرہ کے ادبی ماحول میں ہوئی اور اس کی شاعری کا آغاز بصرہ اور کوفہ کے حکام کی مدح اور ہجو سے ہوا جس کے نتیجے میں کبھی اسے قید و بند کی صعوبت جھیلنی پڑی اور کبھی راہِ فرار اختیار کرنی پڑی۔ فرزدق کا رجحان حضرت علی کی طرف تھا تاہم اس نے بنوامیہ اور ان کے متعلقین کی مدح بھی کہی۔ ۱۱۰ھ میں سو برس کے لگ بھگ عمر پا کر انتقال کیا۔ اس کا دیوان شائع ہو چکا ہے۔

Marfat.com

گیارہواں باب:

۵۱ھ کے واقعات

اس سال فضالہ بن عبید نے ارض روم میں موسم سرما بسر کیا اور بُسر بن ابی ارطاۃ نے موسم گرما میں جنگ کی۔

حُجر بن عدی اور ان کے ساتھیوں کا قتل

اسی سال حُجر بن عدی اور ان کے ہمراہی قتل کیے گئے اس کا سبب یہ ہوا کہ امیر معاویہ نے مغیرہ بن شُعبہ کو ۴۱ھ میں عامل کوفہ مقرر کیا۔ اس غرض سے انھوں نے مغیرہ کو اپنے پاس بلایا اور کہا کہ ''امابعد صاحب حلم روز مصیبت سے پہلے ہی خبردار اور ہوشیار ہوجایا کرتا ہے اور صاحب حکمت بغیر تعلیم لیے کافی ہوسکتا ہے میں تم کو کئی باتوں کے متعلق نصیحت کرتا ہوں کہ مجھے تمہاری دور بینی پر اعتماد ہے مگر میں ایک بات کے متعلق تم کو ضرور نصیحت کروں گا اور وہ یہ ہے کہ علیؓ پر سب وشتم ترک مت کرنا اور ان کی مذمت عثمانؓ کے لیے رحمت ومغفرت کی دعا اور علیؓ کے اصحاب کی عیب جوئی اور ان کو چن چن کر نکالنے اور عثمانؓ کی جماعت کی تعریف اور ان کے مقرب کرنے کو ترک نہ کرنا۔'' مغیرہ نے جواب دیا کہ ''میں نے آزمایا بھی ہے اور مجھے بھی آزمایا گیا ہے اور اس سے قبل اوروں کی طرف سے میں عامل رہ چکا ہوں مگر کسی نے میری مذمت نہیں کی۔ آپ بھی آزمائش کرلیں گے اور یہ آپ کے اختیار میں ہے کہ خواہ آپ میری تعریف کریں یا مذمت۔'' امیر معاویہ نے کہا کہ ''نہیں ہم ان شاء اللہ تعالیٰ تمہاری تعریف ہی کریں گے۔'' اس طرح مغیرہ کوفہ کے عامل ہوگئے۔ بہ لحاظ سیرت وہ بہترین شخص تھے البتہ انھوں نے علی کرم اللہ وجہہ کو سب وشتم کرنے اور عثمانؓ کے لیے دعائے مغفرت اور استغفار کرنے کو کبھی ترک

Marfat.com

نہیں کیا۔ جب حُجر بن عدی نے یہ سُنا تو اس نے کہا کہ ''خبردار۔ تم خدائے تعالیٰ کی مذمت اور لعنت سے بچے رہنا۔'' یہی نہیں بلکہ انھوں نے کھڑے ہو کر تقریر کی اور کہا کہ ''میں شہادت دیتا ہوں کہ جس شخص کی تم مذمت کرتے ہو وہ فضیلت کا زیادہ حقدار ہے اور جس کی تم تعریف و توصیف کرتے ہو وا ولی ہے کہ تم اس کی مذمت کرو۔'' مغیرہ نے ان سے کہا کہ ''اے حجر! بادشاہ سے اور اس کے غضب و سطوت سے بچے رہو کیونکہ بادشاہ کا غضب تم ایسوں کو ہلاک کر ڈالتا ہے۔'' مگر اس کے بعد وہ اس سے دستکش ہو گئے اور معاف کر دیا۔ لیکن اپنی امارت کے آخری زمانے میں انھوں نے پھر (حضرات) علیؓ و عثمانؓ کے متعلق ایسا ہی کہا جیسا کہ ہمیشہ کہا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ ان کی ایسی تقریر سُن کر حجر نے کھڑے ہو کر ایسی بلند آہنگی سے مغیرہ کو للکارا کہ مسجد میں ہر شخص نے ان کی آواز سن لی اور کہا کہ ''اے انسان حکم دے کہ ہماری روزیاں ہم کو دی جائیں۔ تو نے ان کو ہم سے رُوک رکھا ہے حالانکہ وہ تیری نہیں ہے تو امیر المومنین (حضرت علیؓ) کی مذمت پر حریص ہو گیا ہے۔'' یہ سن کر حاضرین مسجد میں سے دو تہائی سے زیادہ کھڑے ہو گئے اور کہنے لگے کہ ''حُجر نے بالکل ٹھیک کہا ہے۔ آپ ہماری روزیاں ہم کو دے دیجیے کیونکہ جو کچھ آپ کر رہے ہیں اس سے ہم کو کوئی نفع نہیں پہنچ سکتا۔'' وہ لوگ اسی طرح کے فقروں کو دُہراتے رہے۔ جب مغیرہ منبر پر سے اُتر آئے تو انہیں کے چند آدمی ان سے ملاقات کی اجازت طلب کر کے ان کے پاس گئے اور کہا کہ ''آپ اس شخص کو کب تک اس طرح چھوڑے رکھیں گے؟ یہ آپ کے رعب و داب کے خلاف جرات کرتا ہے اور ایسی ایسی باتیں کرتا ہے اس سے آپ کے رعب و داب میں بھی ضعف آئے گا اور امیر المومنین معاویہ بھی آپ سے ناراض ہو جائیں گے۔'' مغیرہ نے کہا کہ ''آپ لوگ یہ سمجھ لیجیے کہ میں نے اس کو گویا قتل ہی کر دیا ہے۔ کیونکہ میرے بعد ایک امیر آئے گا یہ شخص اُسے میرے ہی جیسا سمجھے گا اور اس کے ساتھ وہی کرے گا جو وہ میرے ساتھ کر رہا ہے اور ایسا ہو گا تو امیر ضرور اس کو گرفتار کر کے اس کو قتل کر دے گا۔ میری موت تو قریب آ گئی ہے اور میں نہیں چاہتا کہ میں شہر کے اس سربرآوردہ شخص کو قتل کر دوں تا کہ وہ تو سعادت حاصل کر لے اور میں بدبخت کا بدبخت رہ جاؤں اور اُدھر امیر معاویہ تو دنیا میں معزز ہو جائیں اور میں آخرت میں ذلیل ہوں۔''

اس کے بعد مغیرہ نے انتقال کیا اور ان کی جگہ زیاد عامل مقرر ہوئے انھوں نے وہاں پہنچ کر لوگوں کے سامنے تقریر کی جس میں انھوں نے (حضرت) عثمانؓ کے لیے دعائے رحمت مانگی اور ان

Marfat.com

کے اصحاب کی تعریف کی اوران کے قاتلین پر لعنت بھیجی۔اس پر حُجر نے کھڑے ہو کر وہی حرکتیں کیں جو مغیرہ کے ساتھ کیا کرتے تھے۔ بعدازاں زیاد بصرہ چلے گئے اور کوفہ میں عمرو بن حُریث کو اپنا قائم مقام بنا کر گئے مگر انھیں اطلاع ہوئی کہ حُجر شیعان علی (کرم اللہ وجہہ) کو جمع کرتا ہے اور سب کے سب امیر معاویہ پر لعنت بھیجتے ہیں اور ان سے برأت کا اظہار کرتے ہیں۔انہیں یہ بھی معلوم ہوا کہ ان لوگوں نے عمرو بن حُریث پر سنگریزہ باری بھی کی ہے۔اس لئے وہ کوفے کی طرف روانہ ہوئے اور وہاں پہنچ کر منبر پر کھڑے ہوئے (اس اثناء میں حُجر موجود تھے) اور خدائے تعالیٰ کی حمد وثنا کے بعد کہا کہ ''بغاوت اور گمراہی کا نتیجہ گراں اور ناموافق ہوا کرتا ہے یہ لوگ بہ کثرت پھیل گئے ہیں۔انھوں نے مارے غرور کے خود کو مجھ سے مامون اور محفوظ سمجھ لیا ہے اور خدائے تعالیٰ کے مقابلے کی جرأت کرتے ہیں۔اگر تم لوگ سیدھے نہ ہو گے تو میں تمہارا علاج تمہاری ہی دوا سے کروں گا اور میرا نام بھی زیاد نہیں اگر میں کوفے کو حُجر سے پاک نہ کردوں اور اُسے آئندہ لوگوں کے باعث عبرت نہ بنادوں۔(اس کے بعد زیاد نے یہ ضرب المثل پڑھی) ''سقط العشاء بک علی سرحان ''یعنی'' جو تجھے بھی بھیڑیا نہ کھا جائے گا تو تو بھی کیا یاد کرے گا۔''

یہ کہہ کر حُجر کو بلانے کے لیے آدمی بھیجا۔وہ اس وقت مسجد ہی میں تھے جب زیاد کا قاصد ان کے پاس پہنچا تو ان کے ساتھیوں نے کہا ''مت جاؤ نہ وہ سختی سے پیش آئے گا اور نہ نرمی سے۔'' قاصد نے واپس جا کر زیاد کو اس امر کی اطلاع دی۔انھوں نے اپنے صاحب الشرطہ شداد بن ہیثم ہلالی کو حکم دیا کہ اس کی گرفتاری کے لیے جماعت بھیج دو چنانچہ شداد نے ایسا ہی کیا۔مگر حجر کے ساتھیوں نے ان کو گالیاں سُنائیں اور وہ واپس ہو گئے اور جا کر زیاد کو صورت حال کی اطلاع دی۔زیاد نے اہل کوفہ کو جمع کیا اور کہا کہ ''تم ایک ہاتھ سے توڑتے پھوڑتے ہو اور دوسرے ہاتھ سے بناتے ہو۔تمہارے جسم میرے ساتھ مگر دل احمق حجر کے ہمراہ ہیں بخدا یہ تمہاری منافقت ہے بہتر یہ ہے کہ تمہاری اُس سے برأت مجھ پر ظاہر ہو جائے ورنہ میں تمہاری سرکوبی کے لیے ایسے آدمیوں کو لاؤں گا جو تمہاری غرور و تکبر کو دور کردیں گے۔'' انھوں نے جواب دیا کہ ''معاذ اللہ۔ہم لوگ کی تو اور کوئی رائے ہی نہیں سوا اس کے کہ آپ کی اطاعت و رضاجوئی کریں۔'' زیاد نے کہا کہ ''اگر ایسا ہے تو تم میں سے ہر شخص کو چاہیے کہ تمہارے قبیلہ یا عزیز جو حجر کے ہمراہ ہوں انھیں بلا لے۔چنانچہ انھوں نے یہی کیا،اس طرح حُجر کے

Marfat.com

اکثر ساتھیوں نے انھیں چھوڑ دیا۔ زیاد نے اپنے صاحب الشرطہ سے کہا کہ ''تم حجر کی طرف جاؤ۔ اگر وہ تمہارے ساتھ آنا قبول کر لے تو اُسے میرے پاس لے آؤ ورنہ اپنی تلوار کے ذریعے سے اس پر سختی کرو۔ یہاں تک کہ اسے تم میرے پاس پہنچا دو۔'' چنانچہ صاحب الشرطہ ان کے پاس گیا اور انھیں بلایا مگر ان کے دوستوں نے ان کو جانے سے باز رکھا اس پر صاحب الشرطہ نے ان لوگوں پر حملہ کر دیا۔ ابو العَمَرَّطہ الکندی نے حُجر سے کہا کہ ''تمہارے ساتھ میرے سوا اور کوئی ایسا شخص نہیں جس کے پاس تلوار ہو اور صرف میری تلوار تمہارے لیے کیا مفید ہو سکتی ہے اُٹھو اپنے گھر والوں کے پاس جاؤ تمہاری قوم تمہاری مدافعت کرے گی۔ اس اثنا میں زیاد منبر پر سے بیٹھے ہوئے ان آدمیوں کو دیکھ رہے تھے۔ زیاد کے آدمی ان پر ٹوٹ پڑے اور حمرا کے ایک شخص نے عمرو بن حَمِق کے سر پر ایک ایسا ڈنڈا مارا کہ وہ گر پڑا۔ مگر اس کے ہمراہیوں نے اسے ہاتھوں ہاتھ اٹھا کر قبیلۂ ازد میں پہنچا دیا جہاں وہ چھپ گیا اور جب وہاں سے نکلا تو حجر کے ساتھی کندہ کے دروازے پر آ کر جمع ہو گئے۔ شرطہ میں سے ایک شخص نے عائذ بن حملہ تمیمی کے ہاتھ پر وار کیا اور اس کا ایک دانت توڑ ڈالا۔ اس نے شرطہ میں سے کسی اور شخص سے ڈنڈا چھین کر لڑائی کو جاری رکھا اور حجر اور ان کے ساتھیوں کی حمایت کی۔ تا آنکہ وہ ابواب کندہ سے نکل گئے۔ حجر کا خچر لایا گیا اور ابو العَمَرَّطہ نے ان سے کہا کہ ''آپ سوار ہو جائیے۔ آپ نے تو گویا ہمیں اور خود کو مار ہی ڈالا۔'' یہ کہہ کر انھیں اٹھا کر خچر پر بٹھا دیا اور ابو العَمَرَّطہ اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر روانہ ہوا۔ راستے میں یزید بن طُریف المسلی مل گیا۔ اس نے ابو العَمَرَّطہ کی ران پر ایک ڈنڈا مارا۔ اس کے جواب میں ابو العَمَرَّطہ نے اپنی تلوار سے اس پر حملہ کیا جس سے وہ گر گیا مگر بعد میں صحت یاب ہو گیا۔ اسی کے متعلق عبداللہ بن ہمام سلولی نے یہ اشعار کہے ہیں: (ترجمہ اشعار)

[میں ابن لوام کو ملامت کرتا ہوں جو ہمیشہ ننگے سر نہایت جرأت اور جوانمردی کے ساتھ تجھ سے مل کر حملہ کرتا ہے۔ وہ دلاور ہے اور اوقات جنگ میں اپنے دشمنوں کی کھوپڑیوں پر اپنی تلوار سے بے تحاشا حملہ کرتا ہے وہ ایک شریف النفس اور بہترین سرداران قوم میں سے ہے اور غارین کے شہسوار کی طرف گیا تھا جب کہ وہ دونوں جماعتیں صفین کے میدان میں ایک دوسرے کے مقابل ہوئیں تھیں۔ اے ابن برصاء میں نے دار حکیم کی جنگ میں تیری شمشیر زنی اور جنگ آوری کو ناخن برابر بھی تو وقعت نہیں دی۔]

Marfat.com

یہ پہلا موقع تھا کہ کوفے میں اختلاف بین الناس کی بنا پر تلوار چلی۔

بعدازاں حُجر اور ابو العَمَرَّطه دونوں حُجر کے مکان پر گئے اور لوگ ان کے پاس کثیر تعداد میں جمع ہونے شروع ہوئے۔ مگر کندہ کثیر کے قبیلے سے کوئی شخص ان کے پاس نہ آیا۔ ادھر زیاد نے منبر پر بیٹھے بیٹھے مذحج اور ہمدان کو علاقۂ کندہ کی طرف روانہ کیا اور حکم دیا کہ حجر کو پکڑ لائیں۔ تمام اہل یمن کو صائدین کی سرزمین کی طرف بھیجا اور یہی حکم دیا کہ وہ اپنے دوست حجر کو پکڑ کے اُن کے پاس لے آئیں۔ چنانچہ انھوں نے ایسا ہی کیا۔ اُدھر یہ ہوا کہ مذحج اور ہمدان نے کندہ کے علاقے میں داخل ہو کر وہاں جسے پایا پکڑ لیا اور زیاد نے ان کی اس جوانمردی کی تعریف کی۔ حجر نے اپنے حامیوں کی قلت دیکھ کر ان کو وہاں سے چلے جانے کا حکم دیا اور کہا کہ ''تم اپنے خلاف جمع ہونے والوں کے مقابلے کی طاقت نہیں رکھتے اس لیے مجھے یہ بات پسند نہیں کہ تم ہلاک ہو جاؤ'' چنانچہ وہ لوگ وہاں سے چل دیے مگر مذحج اور ہمدان نے ان کو جا لیا اور ان سے جنگ کی اور قیس بن یزید کو گرفتار کر لیا اور باقی لوگ بھاگ کھڑے ہوئے۔ حُجر نے بنوحوت کا راستہ لیا اور ان کے قبیلے کے سُلیم بن یزید نامی ایک شخص کے گھر میں داخل ہو گئے مگر تعاقب کرنے والوں نے اسے وہاں بھی جا پکڑا۔ سلیم نے لڑائی کے لیے تلوار نکالی یہ دیکھ کر اس کی لڑکیاں رونے لگیں۔ حُجر نے کہا کہ میرا تمہارے ہاں آنا برا ہوا کہ تمہاری لڑکیاں مضطرب ہو گئیں۔ اس نے جواب دیا کہ ''خدا کی قسم جب تک میرے دم میں دم ہے تم میرے گھر سے اسیر ہو کر نکل سکتے ہو اور نہ مقتول ہو کر۔'' مگر حُجر اس کے مکان کے ایک تنگ راستے سے نکل کر نخع پہنچے اور اشتر کے بھائی عبداللہ بن حارث کے پاس گئے۔ جو اُن سے اچھی طرح سے ملا۔ اس اثنا میں کہ وہ وہاں تھے کسی نے اسے خبر دی کہ اہل شرطہ انھیں نخع میں تلاش کر رہے ہیں۔ جس کا سبب یہ ہوا کہ اہل شرطہ کو ایک حبشن لونڈی ملی جس نے ان سے پوچھا کہ ''تم کسے تلاش کر رہے ہو؟'' انھوں نے کہا کہ ''حُجر بن عدی کو'' لونڈی نے کہا کہ ''وہ نخع میں ہے۔'' اس پر حُجر نخع سے بھی چلے گئے اور بنواز وہیں جا کر ربیعہ بن ناجد کے ہاں پناہ لی۔

آخر جب اہل شرطہ ان کو تلاش کرتے کرتے عاجز آ گئے تو زیاد نے محمد بن اشعث کو بلا کر کہا کہ ''اگر تم حُجر کو پکڑ کر نہ لائے تو میں تمہارے تمام کھجور کے درخت کٹوا دوں گا اور تمہارے گھروں کو منہدم کرا دوں گا اور جب تک تمہارے گاؤں اور بکریوں کے ایک ایک بچے کو ہلاک نہ کر دوں تم مجھ سے نہیں

Marfat.com

بچ سکتے۔'' اس نے کچھ مہلت طلب کی۔ زیاد نے اسے تین دن کی مہلت دی۔ قیس بن یزید جو قید کرلیا گیا تھا زیاد کے سامنے پیش کیا گیا اور زیاد نے اس سے کہا کہ ''اب تمہیں کسی قسم کا خوف نہ رکھنا چاہیے کیونکہ اب مجھے معلوم ہوگیا ہے کہ تم عثمانؓ کے متعلق کیا رائے رکھتے ہو اور میدانِ صفین میں بھی امیر معاویہ کے ساتھ تمہاری آزمائش ہو چکی ہے اور یہ تمہاری حمیت تم کو حُجر سے مل کر جنگ کرا رہی ہے میں نے تم کو معاف کیا۔ مگر اپنے بھائی کو میرے پاس لے آؤ۔'' اس نے اپنے بھائی عمیر کے جان و مال کے لئے ان سے پناہ طلب کی۔ انھوں نے منظور کیا چنانچہ قیس بن یزید نے اپنے بھائی کو ان کے سامنے پیش کیا جو اس وقت زخمی تھا۔ زیاد نے عمیر کو آہنی زنجیروں میں جکڑ کر حکم دیا کہ اسے اٹھاؤ اور گراؤ۔ چنانچہ انھوں نے بار بار ایسا ہی کیا اس پر قیس نے زیاد سے پوچھا کہ کیا آپ نے اسے پناہ نہ دی تھی۔ زیاد نے کہا کہ ہاں میں نے اس کی جان کو ضرور امان دی تھی اور اب بھی میں اس کا خون نہیں بہاتا مگر پھر ان کی ضمانت لے کر اسے بھی چھوڑ دیا۔

حُجر بن عدی ربیعہ کے مکان میں ایک دن اور ایک رات رہے پھر انھوں نے محمد بن اشعث سے کہلا بھیجا کہ وہ زیاد سے اس کے لیے امان طلب کرے۔ قبل اس کے کہ وہ انھیں معاویہ کے پاس روانہ کریں۔ محمد نے اپنے آدمیوں کو جمع کیا جن میں جریر بن عبداللہ، حُجر بن یزید اور اشتر کا بھائی عبداللہ بن حارث شامل تھے۔ یہ سب مل کر زیاد کے پاس گئے اور ان سے حُجر کے لیے امان طلب کی اور درخواست کی کہ ''انھیں معاویہ کے پاس بھیج دیا جائے۔'' انھوں نے قبول کیا پھر انھوں نے حُجر بن عدی کے پاس پیغام بھیجا اور جب وہ زیاد کے سامنے حاضر ہوئے تو زیاد نے کہا کہ ''خوش آمدید اے ابوعبدالرحمٰن جس نے نہ صرف زمانۂ جنگ میں جنگ کی بلکہ اب بھی جب کہ لوگوں نے مصالحت کی ہے برسرپیکار ہے۔ تم نے خود ہی اپنے پیروں پر کلہاڑی ماری ہے۔'' حجر نے کہا کہ ''نہ میں نے اطاعت سے روگرانی کی اور نہ جماعت سے علیحدگی اختیار کی۔ میں اب تک اپنی بیعت پر اڑا ہوا ہوں۔'' یہ سُن کر زیاد نے انھیں قید خانے میں لے جانے کا حکم دیا جب وہ ادھر چلے تو زیاد نے کہا کہ خدا کی قسم میں اس کی گردن مار دینا چاہتا ہوں نیز اس نے حجر کے ساتھیوں کو تلاش کرنا شروع کیا۔

عمرو بن حَمق کا یہ ہوا کہ وہ رفاعہ بن شداد کو اپنے ہمراہ لیے ہوئے موصل پہنچا اور وہ دونوں وہاں ایک پہاڑی میں روپوش ہوگئے۔ عامل موصل کو ان کی خبر کی گئی وہ اُن کی طرف روانہ ہوا اور وہ

Marfat.com

دونوں اس کے مقابلے کے لیے نکلے۔عمرو کو استقاء ہوگیا تھا اور وہ اپنی حفاظت پر قادر نہ تھا مگر رفاعہ جوان اور مضبوط شخص تھا اس نے اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر عمرو کی طرف سے بھی لڑنا شروع کیا۔عمرو نے کہا کہ تمہارا میرے لیے لڑنا مجھے کچھ فائدہ نہ دے گا۔تم اپنی جان بچاؤ۔عمرو نے عامل موصل کے آدمیوں پر حملہ کیا مگر عمرو گرفتار ہوگیا اس سے پوچھا گیا کہ تو کون ہے؟اس نے جواب دیا کہ میں وہ ہوں جس کو چھوڑنا تمہاری سلامتی کا باعث اور جس کا قتل کرنا تمہارے لیے نقصان دہ ہے۔مگر اپنا نام اس نے نہ بتایا انھوں نے اسے عامل موصل یعنی عبدالرحمٰن بن عثمان ثقفی معروف بہ ابن ام الحکم خواہرزادۂ امیر معاویہ کے پاس بھیج دیا۔انھوں نے اسے پہچان لیا اور اس کے بارے میں امیر معاویہ کو خط میں لکھا ''اس شخص نے عثمانؓ پر ایک دراز پیکان تیر کے نو وار کیے تھے۔تم بھی اسی طرح تیروں سے چھیدو جس طرح اس نے عثمانؓ کے ساتھ کیا تھا۔'' چنانچہ اسے باہر نکال کر اسی طرح تیروں کا نشانہ بنایا گیا مگر وہ پہلے یا شاید دوسرے ہی تیر سے مر گیا۔

زیاد نے حُجر اور ان کے ساتھیوں کو بہت تلاش کیا مگر وہ ان کے ہاتھ نہ آئے البتہ ایک آدھ شخص جس پر ان کا قابو چل سکا پکڑا گیا۔قبیصہ بن ضُبیعہ عبسی طلب امان کے لیے حاضر ہوا۔انھوں نے اُسے قید کر دیا۔قیس بن عُباد شیبانی نے زیاد سے جا کر کہا کہ ہمارے ہاں ایک شخص ہے جس کو صیفی کہتے ہیں وہ حُجر کے آدمیوں کا سردار ہے۔زیاد نے اسے لانے کے لیے آدمی روانہ کیا چنانچہ جب وہ پکڑا ہوا آیا تو زیاد نے اس سے کہا کہ ''اے اللہ کے دشمن تو ابوترابؓ کے بارے میں کیا کہتا ہے۔'' اس نے کہا کہ ''میں ابوتراب کو نہیں جانتا۔'' پوچھا ''تو ابوتراب کو نہیں جانتا۔ماشاء اللہ۔اچھا یہ بتا کہ علیؓ بن ابی طالب کو جانتا ہے۔'' اس نے کہا ''ہاں۔'' کہا ''بس وہی ابوتراب ہیں۔'' اس نے جواب دیا ''ہرگز نہیں وہ تو حسنؓ اور حسینؓ کے باپ ہیں۔'' صاحب الشرطہ نے کہا کہ امیر کہتے ہیں کہ وہ ابوتراب ہیں اور تو انکار کرتا ہے۔اس نے جواب دیا ''اگر امیر جھوٹ بولے تو کیا میں بھی جھوٹ بولوں اور امر باطل پر شہادت دوں جس طرح کہ اس نے دی ہے۔'' زیاد نے کہا ''یک نہ شد دو شد۔میرا عصا لاؤ۔'' عصا آ گیا تو انھوں نے اس سے پھر سوال کیا ''تو علیؓ کے متعلق کیا کہتا ہے۔'' کہا ''میں ان کے متعلق بہترین رائے رکھتا ہوں۔'' زیاد نے حکم دیا کہ اس کو مارو۔چنانچہ اس کو اتنا مارا کہ وہ زمین پر لوٹ گیا۔زیاد نے کہا اچھا اب اس سے پوچھو کہ وہ علیؓ کے متعلق کیا کہتا ہے۔وہ بولا کہ اگر تم اُستروں سے بھی میرا

Marfat.com

گوشت کاٹو تب بھی میں وہی کہوں گا جو تم مجھ سے سن چکے ہو۔ زیاد نے کہا کہ تجھ پر لازم ہے کہ تو علیؓ پر لعنت بھیجے ورنہ میں تیری گردن مار دوں گا۔ اس نے جواب دیا کہ میں ایسا ہرگز نہیں کروں گا۔ اس پر اس نے آہنی زنجیروں میں جکڑ کر قید کر دیا۔

ایک روایت یہ بھی ہے کہ (صیفی کی مخبری کرنے والا) قیس بن عُباده زندہ رہا اور ابن اشعث کے ساتھ جنگوں میں لڑا۔ اس کے بعد وہ کوفے پہنچا اور خانہ نشین ہوگیا۔ (بنوشیبان کے) حوشب نے حجاج سے کہا کہ یہاں ایک ایسا فتنہ پرداز شخص ہے کہ جب کبھی عراق میں کوئی فتنہ برپا ہوتا ہے تو وہ جھٹ اس میں شریک ہو جاتا ہے۔ وہ ترابی ہے اور عثمانؓ پر لعنت بھیجتا ہے اس نے اشعث کے ساتھ خروج کیا تھا۔ وہ تو ہلاک ہوگیا مگر وہ اپنے گھر میں بیٹھا ہے۔ حجاج نے اُسے بلا کر قتل کر دیا اس پر قیس بن عُباده کے خاندان والوں نے حوشب کے خاندان والوں سے کہا کہ تم نے ہمارے دوست کے متعلق چغلی کھائی ہے۔ انھوں نے جواب دیا کہ تم نے بھی تو ہمارے آدمی کی مخبری کی تھی۔ اس آدمی سے ان کی مراد صیفی الشیبانی سے تھی۔

زیاد نے عبداللہ بن خلیفۃ الطائی کو بلا بھیجا مگر وہ روپوش ہوگیا۔ اس پر زیاد نے شرطہ کو روانہ کیا اور انھوں نے اُسے گرفتار کر لیا۔ اس کی بہن نوار نے نکل کر قبیلۂ طے کو بھڑکایا اور انھوں نے شرطہ (پولیس) پر حملہ کر کے اُسے چھڑا لیا۔ شرطہ (پولیس) نے جا کر زیاد کو اس کی خبر دی انھوں نے عدی بن حاتم الطائی کو جو اس وقت مسجد میں تھا گرفتار کر لیا اور کہا کہ عبداللہ کو پکڑ لاؤ۔ انھوں نے پوچھا کہ اس کا کیا حال ہے۔ انھوں نے ان کو صورت حال سے مطلع کیا تو انھوں نے کہا کہ مجھے اس کی مطلق خبر نہ تھی۔ زیاد نے کہا کہ تم کو ضرور اُسے پکڑ کر لانا ہوگا۔ انھوں نے جواب دیا کہ میں اسے ہرگز پکڑ کر نہ لاؤں گا۔ کیا میں اپنے عمزاد بھائی کو لاؤں تا کہ تو اُسے قتل کر دے۔ قسم بخدا اگر وہ میرے قدموں کے نیچے ہوتا تو میں اپنے قدموں کو اس پر سے نہ اٹھاتا۔ اس پر زیاد نے ان کو قید کر دیا۔ کوفے میں کوئی یمنی اور ربعی شخص ایسا نہ تھا جس نے زیاد سے ان کی سفارش نہ کی ہو۔ وہ یہ کہتے تھے کہ ''کیا تم عدی بن حاتم صاحب رسول اللہ سے یہ سلوک کرتے ہو۔'' زیاد نے کہا کہ اچھا میں ان کو اس شرط پر چھوڑتا ہوں کہ وہ اپنے برادر عمزاد کو میرے ہاں سے نکال لے جائیں۔ تا کہ جب تک میری حکومت ہے وہ کبھی کوفے میں داخل نہ ہو۔ ان لوگوں نے اس شرط کو منظور کیا۔ عدی نے عبداللہ کے پاس پیغام بھیجا اور اس کو

Marfat.com

صورت حالات سے خبر دے کر حکم دیا کہ وہ قبیلۂ طے کے دونوں پہاڑوں میں رہے چنانچہ وہ وہاں چلا گیا مگر برابر عدی کو لکھتا رہا کہ میری سفارش کرو کہ میں کوفے میں آسکوں گا اور عدی اُسے امیدوں ہی میں رکھتے رہے۔ اسی ضمن میں عبداللہ نے عدی سے اظہار نارضا مندی اور حجر اور ان کے اصحاب کا مرثیہ ادا کرتے ہوئے جو کچھ لکھا ان میں سے چند اشعار یہ ہیں۔ (ترجمہ اشعار):

''میں نے لیلیٰ اور جوانی کے زمانے کو یاد کیا اور یاد کرنے والے کے لیے جوانی کی یاد سخت ہوتی ہے۔ جوانی گزر گئی اور میں نے اس کی شاخوں کو گم کر دیا۔ اُف اس کے گزر جانے کا بھی کتنا رنج ہوتا ہے۔ جوانی کی یاد اور اس کے جلد گزرنے کے ذکر کو چھوڑ دو۔ اپنے گزرے ہوئے ان دوستوں کو رُو دوَ۔ جنھوں نے پناہ ڈھونڈی مگر موت کے حوض سے نکلنے کی کوئی جگہ نہ پائی۔ ان کی موت نے ان کو بلا لیا اور خوب جان لو کہ جس شخص کی موت آجاتی ہے وہ بچنے نہیں پاتا۔ وہ لوگ میری جماعت میں سے تھے اور سختی میں وہ میرے لئے جائے پناہ ہوتے تھے۔ اب ان کے میرا جی دنیا کے کسی کام میں مشغول ہونے کو نہیں چاہتا اور نہ میری خواہش ہے کہ میری زندگی دراز ہو۔ واللہ میں رات اور دن ان کی یاد کو نہ بھولوں گا۔ خواہ میں مر کر دفن بھی ہو جاؤں۔ اہل عذراء پر دو گنے چوگنے سلام ہوں اور اے خدا اس کو گھنگھور گھٹائیں سیراب کریں۔ خدا حجر کو اپنی رحمت میں لے لے کیونکہ انھوں نے خدا کو راضی کر لیا تھا اور وہ معذور تھے خدا کرے کہ حُجر کی قبر پر گھٹائیں اور بارش کی جھڑیاں ہمیشہ برستی رہیں یا یہ ہو کہ ان کو ندا کی جائے اور وہ اُٹھ کھڑے ہوں۔ اے حُجر اب خون آلودہ گھوڑوں اور بسیار مہماں نواز بادشاہ کا کون ضامن ہوگا جب کہ وہ خشم ناک ہو۔ اب تمہارے بعد کون صادق القول اور خدا سے ڈر کر بات کہنے والا باقی رہ گیا ہے۔ اب ایسا شخص کہاں ہے کہ اگر اُسے ظلم وستم کی خبر دی جائے تو وہ اپنا رویہ بدل دے۔ تم اسلام کے بہترین ساتھی تھے۔ میری تو یہ خواہش ہے کہ تم حیات جاودانی پاؤ اور ہمیشہ ہمیشہ خوش رہو۔ تم جنگ میں شمشیر زنی کا حق ادا کیا کرتے تھے تم نیکی اور احسان کا اعتراف اور بدی کو ہمیشہ ناپسند کیا کرتے تھے۔ اے میرے دو بھائیو۔ تم بارانِ رحمت میں محفوظ ومعصوم ہو۔ تم کو تمہارے نیک اعمال کی خوش خبری دی گئی ہے پس اس سے خوشی حاصل کرو۔ اے

Marfat.com

میرے دونوں خذفی بھائیو! جو کچھ ہمارے پاس ہے اس سے خوش ہو۔ خدا کرے تم ہلاک نہ ہو۔ اور اے قبائل حضرموت غالب اور شیبان کے بھائیو۔ تم جنت میں مبشرہ سے مل گئے ہو۔ تم ایسے نیک بخت تھے کہ میں نے تم سے زیادہ باصواب اور کسی کو نہیں دیکھا۔ تم موت کے وقت بھی جم کر لڑنے والے تھے جب تک کہ یہ ستارے روشن ہیں اور جب تک وادئیں کے بطن میں کبوتری بولتی اور چہچہاتی ہے میں تم پر روئے جاؤں گا۔ پس میں کہتا ہوں (اور میں جو کچھ ظلم نہیں کرتا) کہ اے غوث بن طے۔ میں اس بات سے کب ڈرتا تھا کہ میں تمہارے درمیان میں سفر کروں۔ خدا کرے کہ تم لاولد ہو جاؤ تم اپنے بھائی کی طرف سے کیوں نہیں لڑے۔ آہ! اس نے چوٹ کھائی اور وہ لڑکھڑا کر گرا اور مر گیا۔ تم لوگ مجھ سے جدا ہو گئے اور میں اکیلا رہ گیا۔ گویا کہ میں اپنے مددگاروں سے مدت سے غریب اور ناآشنا ہوں تم کو ہر جنگ میں مجھ سا کون ملے گا خصوصاً اس وقت جب کہ جنگ بہت بڑھ جائے اور سخت ہو جائے۔ تمہیں اس وقت مجھ سا کون ملے گا جب جنگ قائم ہو جائے اور ایک دلاور طلب گار اور موت جنگ کا نقصان برداشت کرنے کے لیے تیار ہو جائے۔ یہ دیکھو میں وہی شخص ہوں اور طے کے پہاڑوں میں اس طرح چھپ رہا ہوں کہ میں ایک مطرود شخص ہوں۔ اس حالت کو خدا ہی اگر چاہے تو بدلے۔ میری جائے ہجرت سے مجھے دشمن نے باہر کر دیا میں خدا کی مرضی اور تقدیر پر راضی ہوں۔ میری قوم نے مجھے چھوڑ دیا حالانکہ میں بے قصور تھا گویا کہ وہ کبھی میرے قبیلے یا خاندان ہی میں نہ تھے۔ اگر میں طے کے پہاڑوں میں کسی مکان میں ہوں اور وہاں شراب اور اہالی موالی بھی کچھ ہوں تب بھی میں اس سے نہیں ڈرتا کہ میں وہاں سے دور چلا جاؤں۔ خدا کی بے شمار لعنتیں ہوں اس پر جو اس بارے میں مجھ سے خصومت کرے۔ خدا لعنت کرے اہل حضرموت کے سردار بنو وائل پر اور خدا کرے قنانی کو تیز نیزے سے واسطہ پڑے۔ خدا کرے وہ لوگ ہلاک ہوں جو ہمارے خلاف جمع ہوئے اور جنھوں نے ہمارے بارے میں غلط بیانی کی۔ خبردار قوم کو نہیں چاہیے کہ جس وقت زمانہ ان کو بدبختی اور تغیر حال میں مبتلا کر دے تو وہ غوث اور طے کی مدد کے لیے آیا مجھے پکاریں۔ میں ان کے سپاہیوں سے نہیں لڑا اور نہ میں نے ان کو

Marfat.com

یفہ میں غبار مکدر اڑایا۔ میرے دوست کو خبر کر دو کہ اگر میں نے مشرق کی طرف کوچ کیا تو جدیلہ یا معن یا بحتر کی طرف جاؤں گا۔ یا نہیں تو یہاں اہل طے کی طرف جاؤں گا حالانکہ میں تم لوگوں میں ایسا دولتمند نہ تھا جس کے اخلاق سخت درست ہوں کیا تمہیں وہ میری قوم العدیب کی قسم یاد نہیں۔ جب میں تمہارے آگے آگے تھا اور قسم کھاتا تھا کہ میں کبھی زمانے میں بھاگتا ہوا نہ دکھائی دوں گا۔ کیا تمہیں مہران پر میرا ایسی حالت میں حملہ کرنا یاد نہیں ہے کہ تمام جماعت رُک گئی تھی؟ کیا تمہیں یاد نہیں کہ میں نے کس بہادری کے ساتھ اس دلیر اور جواں مرد اور بہادر سردار کو قتل کیا تھا؟ علیٰ ہذا القیاس نہ جنگ جلولہ میں اور نہ نہاوند اور تستر کی فاتحانہ جنگوں میں میرا بال بیکا ہوا۔ اور تم اس یوم شریعت کو بھلا دو گے جب صفین کے میدان میں نیزے دشمنوں کے کندھوں پر پڑ کر ٹوٹ رہے تھے۔ خدا عدی ابن حاتم کو میرے ترک کرنے اور مجھے بے یار و مددگار چھوڑنے کی پوری پوری جزا دے۔ کیا تو میری بہادری کے ساتھ ''ابن حاتم'' کہہ کر پکارنے کو بھول گیا ہے جب کہ اس دن شام کے وقت تیرا وجود بے کار ثابت ہو رہا تھا۔ وہ یاد نہیں کہ میں نے کس طرح تیرے پاس سے لوگوں کو مار کر ہٹا دیا تھا اور وہ خود ہی ایک دوسرے کو چھوڑ چھوڑ بھاگنے لگے تھے میں اس وقت ایک نہایت جنگ جو اور ہیبت ناک دشمن تھا۔ وہ لوگ پھر وہاں ٹھہرے نہیں بلکہ بھاگتے ہی نظر آئے۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ وہ مجھے ایک بپھرا ہوا شیر سمجھتے تھے۔''

اس کے بعد یہاں اُن واقعات کا ذکر ہے کہ عبداللہ نے جنگ صفین کے موقع پر عدی سے کیا کیا سلوک کیے تھے مگر کیونکہ اس کا بیان پہلے آچکا ہے اس لیے یہاں ہم اسے ترک کرتے ہیں۔ پھر کہتا ہے:

''وہ یاد ہے کہ جب قریب والوں نے تجھ سے خیانت کی اور وہ دور والوں نے چشم پوشی کی تو صرف میں ہی اکیلا شخص تھا جس نے تیری زبردست مدد کی؟ آہ! میری یہی جزا تھی کہ میں تمہارے درمیان میں ذلت کے ساتھ کھچا کھچا پھروں اور مجھے خوار وقید کیا جائے۔ تو مجھ سے کتنے وعدے کر چکا ہے کہ تو مجھے واپس بلالے گا مگر مجھے ان وعدوں سے ذرہ بھر تو فائدہ نہ ہوا میں طرح طرح سے اُونٹنیوں کی حفاظت کرتا تھا جب بکری کے بچوں کا

Marfat.com

چرواہا دودھ دوھ کر آواز پیدا کرتا تھا تو میں بھی ویسا ہی کرتا تھا۔ گویا نہ تو میں کبھی جنگ میں گھوڑوں پر سوار ہوا تھا اور نہ کبھی کسی بہادر کے خون میں لت پت کیا گیا تھا۔ نہ کبھی تمہارے ہمراہ کسی لوٹ مار میں شریک ہوا۔ جب بوڑھے آدمی کبھی پیچھے ہٹتے تھے اور کبھی گٹ گٹ پانی پینے لگتے تھے گویا میں نے مقامات سجاس اور ابہر کی درمیانی پہاڑیوں پر کبھی کسی جماعت کے پیچھے گھوڑوں کو نہیں دوڑایا۔ گویا میں نے اپنی تاخت و تاراج سے قطا کی طرح گھوم گھوم کر اور یکبارگی حملہ کر کے کبھی اونٹنیوں کو نہیں ڈرایا۔ گویا میں قزوین یا شیروین میں شہسواروں کے مابین نیزہ زنی کرتا ہوا کبھی نہیں دکھائی دیا۔ یا میں نے کبھی گھوڑوں کو نہیں بھگایا۔ زمانے کا یہ حال ہو گیا ہے کہ اس کی تمام خوبیاں مجھ سے دور ہو گئی ہیں بلکہ اس کی خوبیاں بھی بدیاں ہو گئی ہیں مگر خدا نہ کرے کہ میری قوم دور ہو گو کہ میں ان پر عتاب کر رہا ہوں اور میں ذلیل و خوار و پوشیدہ ہوں گو کہ میں ان سے دور افتادہ اور پوشیدہ ہوں مگر ان کے بعد دنیا کی زندگی میں کوئی خیر و خوبی اور مزہ نہیں۔"

عبداللہ، زیاد کی موت سے پہلے ہی طے کی دونوں پہاڑیوں میں فوت ہو گیا۔

اس کے بعد اصحاب حُجر بن عدی میں سے کریم بن عفیف خثعمی کو زیاد کے سامنے پیش کیا گیا۔ انھوں نے نام پوچھا۔ کہا کہ کریم بن عفیف۔ زیاد نے کہا کہ "تیرا اور تیرے باپ کا نام کیسا اچھا ہے مگر تیرے اعمال اور تیری رائے کیسی بری ہے۔" کریم نے کہا کہ "خدا کی قسم تم عنقریب دیکھ لو گے کہ میری رائے کیا ہے۔"

کہتے ہیں کہ زیاد نے اصحاب حُجر بن عدی میں سے بارہ آدمیوں کو قید خانے میں جمع کیا پھر ایک دن مختلف علاقات کے روساء کو بلایا جن میں سے حسب ذیل آدمی شریک تھے۔ عمرو بن حریث مدینے سے، خالد بن عُرفطہ تمیم اور ہمدان سے اور قیس ابن ولید، ربیعہ اور کندہ سے، ابو بردہ بن ابی موسیٰ مذحج اور اسد سے۔ ان سب نے شہادت دی کہ حُجر جماعتوں کو جمع کرتے۔ خلیفہ کو سب و شتم کرتے اور امیر المومنین کے خلاف جنگ کرنے کی دعوت دیتے ہیں۔ ان کو یہ زعم ہے کہ امر خلافت آل ابوطالب کے سوا اور کسی کے لیے درست نہیں ہے۔ انہوں نے شہر میں شورش برپا کر کے امیر المومنین کے عامل کو وہاں سے نکال دیا ہے۔ وہ ابوتراب ؑ کو معذور سمجھتے اور ان کے لیے دعائے رحمت کرتے اور ان کے دشمن

Marfat.com

اوران کے خلاف جنگ آوروں سے برأت ظاہر کرتے ہیں۔ یہ لوگ جوان کے ساتھ ہیں وہ ان کے سربرآوردہ اصحاب میں سے ہیں اوران کی رائے اور حکم کے مطابق عمل کرتے ہیں۔

زیاد نے ان شاہدین کی شہادت پر غور کر کے کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ چار سے زیادہ گواہ مہیا کیے جائیں اس لئے انھوں نے اور لوگوں کو بھی حُجر کے خلاف شہادت کے لیے طلب کیا چنانچہ طلحہ بن عبیداللہ کے بیٹوں اسحاق اور موسیٰ، منذر بن زبیر، عمارہ بن عقبہ بن ابی معیط اور عمرو بن سعد بن ابی وقاص وغیرہ نے شہادت دی ان کے علاوہ قاضی شریح بن حارث اور شریح بن ہانی کے نام بھی شاہدین میں لکھے گئے۔ شریح بن ہانی کہتا ہے کہ میں نے شہادت نہیں دی تھی بلکہ اُلٹی ان کو ملامت کی تھی۔

اس کے بعد زیاد نے حُجر بن عدی اوران کے اصحاب کو وائل حجر الحضرمی اور کثیر بن شہاب کے پاس بھیج دیا اوران کا حکم دیا کہ انھیں لے کر شام چلے جاؤ۔ بنابرین وہ ایک شام کے وقت انھیں لے کر روانہ ہوئے غریّین تک پہنچے تھے کہ انھیں شریح بن ہانی ملا جس نے وائل (بن حجر الحضرمی) کو ایک خط دیا اور کہا کہ اسے امیرالمومنین کے پاس پہنچادو۔ وہ اس خط کو لے کر پھر روانہ ہوگئے یہاں تک کہ وہ دمشق کے پاس مرج عذراء تک پہنچ گئے جس جماعت کو وہ لیے جارہے تھے ان میں اشخاص ذیل تھے:

حُجر بن عدی کندی، ارقم بن عبداللہ کندی، شریک بن شداد حضرمی، صیفی بن فسیل شیبانی، قبیصہ بن ضبیعہ عبسی، کریم بن عفیف خثعمی، عاصم بن عوف بجلیؔ، ورقاء بن سُمعی بجلیؔ، کرام بن حیان عنزی، عبدالرحمٰن بن حسان عنزی، مُحرز بن شہاب تمیمی اور عبداللہ بن حویہ سعدی تمیمی۔ وہ تعداد میں بارہ تھے اوران کے پیچھے پیچھے زیاد نے دو آدمیوں کو روانہ کیا تھا جن کے نام عتبہ بن اخنس (جو قبیلۂ سعد بن بکر میں سے تھا) اور سعد بن نمران ہمدانی تھے۔ اس طرح ان سب کی مجموعی تعداد چودہ ہوگئی تھی۔

امیر معاویہ نے وائل بن حُجر اور کثیر بن شہاب کو اپنے پاس بلایا اوران کا خط لے کر پڑھا۔ بعدازاں وائل نے شریح بن ہانی کا خط بھی ان کو دے دیا۔ لکھا ہوا تھا: ''مجھے اطلاع ملی ہے کہ زیاد نے میری شہادت لکھی ہے اور حجر کے متعلق میری شہادت یہ ہے کہ وہ ان لوگوں میں سے ہیں جو نماز پڑھتے ہیں زکوۃ دیتے ہیں اور ہمیشہ حج اور عمرہ کرتے اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتے ہیں ان کا خون بہانا اور مال ضبط کرنا حرام ہے اگر آپ چاہیں تو اُنھیں قتل کردیں اور چاہیں تو چھوڑ دیں۔'' امیر معاویہ نے کہا کہ ''میں اس سے صرف یہ نتیجہ نکالتا ہوں کہ یہ شخص اپنے آپ کو تمہاری شہادت سے بری کرتا ہے۔''

Marfat.com

غرض امیر معاویہ نے ان سب کو مرج عذراء میں قید کر دیا جہاں پہنچ کر ان سے وہ دونوں اشخاص بھی آ ملے جن کو زیاد نے حُجر اور ان کے اصحاب میں شامل کر دیا تھا جب وہ دونوں پہنچ گئے اور عامر بن اسود عجلی امیر معاویہ کو اس امر کی اطلاع کرنے گیا تو وہاں حجر بن عدی نے بیڑیاں پہنے پہنے کھڑے ہو کر عامر سے کہا کہ آپ امیر معاویہ کو اطلاع کر دیجیے کہ ہمارا خون بہانا ان کے لیے حرام ہے اور یہ کہ ہم کو امان دی گئی ہے اور ہم نے ان سے اور انھوں نے ہم سے صلح کر لی ہے اور یہ بھی کہہ دیجیے کہ ہم نے کسی اہل قبلہ کو قتل نہیں کیا کہ ہمارا خون امیر کے لئے حلال تصور کیا جائے۔

عامر نے امیر معاویہ کے پاس جا کر ان دونوں اشخاص کے ورود کی اطلاع دی۔ یزید بن اسد بجلی اُٹھے اور اپنے برادران عمزاد یعنی عاصم اور ورقاء کے لیے عفو گناہ کے طلب گار ہوئے اس سے قبل جریر بن عبداللہ بجلی ان دونوں کے متعلق لکھ چکے تھے کہ وہ دونوں جرم سے پاک ہیں اور ان کے جرم سے بری ہونے کی شہادت دی تھی لہٰذا معاویہ نے ان کو رہا کر دیا پھر وائل بن حجر، ابو عور السلمی، حُمرۃ بن مالک ہمدانی اور حبیب بن مسلمہ کی سفارشوں پر بالترتیب ارقم، عتبہ بن اخنس، سعد بن نمران اور ابن جویہ کو چھوڑ دیا اس کے بعد مالک بن ہبیرۃ السکونی نے کھڑے ہو کر کہا کہ میری خاطر آپ میرے برادر عمزاد حجر کو بھی رہا کر دیجیے۔ امیر معاویہ بولے وہ تو ان سب کا سردار ہے مجھے خوف ہے کہ اگر میں اس کو رہا کر دوں گا تو وہ اپنے شہر میں فساد برپا کر دے گا بلکہ ہم کو اس بات کی ضرورت ہے کہ تم کو اس کے ساتھ عراق روانہ کر دیں۔ مالک نے کہا ''بخدا آپ نے مجھ سے انصاف نہ کیا میں جنگ صفین میں آپ کے ساتھ ہو کر آپ کے برادر عمزاد سے لڑا جس میں آپ کو فتح ہوئی اور آپ کی شان و شوکت میں اضافہ ہوا اور آپ کو کسی قسم کے خطرے کا خوف دامنگیر نہ ہوا۔ اب میں آپ سے اپنے برادر عمزاد کے لیے سوال کرتا ہوں تو آپ انکار کرتے ہیں۔'' یہ کہہ کر وہ اُٹھے اور اپنے گھر جا کر بیٹھ گئے۔

معاویہ نے ہُدبۃ بن فیاض القضاعی، حصین بن عبداللہ الکلابی، ابو شریف البدی کو حجر اور اس کے ساتھیوں کی طرف روانہ کر دیا تا کہ ان میں جس جس کے قتل کا حکم دیا جائے اس کو قتل کر دیں چنانچہ وہ سب شام کے وقت حجر کے پاس پہنچے۔ جب خثعمی نے دیکھا کہ ان میں سے ایک یک چشم ہے تو انھوں نے یہ شگون لیا کہ ہم میں نصف قتل کیے جائیں گے اور نصف رہا کر دیئے جائیں گے۔ انھوں نے چھ کو رہا کر دیا اور آٹھ کو قتل کر دیا اور قتل کرنے سے پہلے ان سے کہا کہ ہم کو یہ حکم ہوا ہے کہ ہم تمہارے سامنے

Marfat.com

علیؓ سے برأت ظاہر کرنے اور ان پر لعنت کرنے کا سوال پیش کریں۔ اگر تم اس کو قبول کر لو تو ہم تم کو چھوڑ دیں گے ورنہ قتل کر دیں۔ انھوں نے جواب دیا کہ ہم ایسا کرنے والے نہیں۔ لہٰذا حکم ہونے پر ان سب کی قبریں کھودی گئیں اور کفن مہیا کیے گئے۔ حجر اور ان کے ہمراہیوں نے تمام رات نماز پڑھنے میں گزاری۔ جب صبح ہوئی اور ان کو قتل کرنے کے لیے نکالا گیا تو حجر نے کہا کہ مجھے ذرا وضو کر کے نماز پڑھ لینے دو کیونکہ جب کبھی وضو کرتا ہوں تو نماز ضرور پڑھتا ہوں۔ ان کو نماز ادا کرنے کی اجازت دی گئی وہ نماز پڑھ کر وہاں سے ہٹ گئے اور کہنے لگے کہ قسم بخدا۔ میں نے کبھی آج سے زیادہ ہلکی نماز نہیں پڑھی اور اگر مجھے یہ خوف نہ ہوتا کہ وہ لوگ یہ خیال کریں گے کہ میں موت سے گھبرا گیا ہوں تو میں اور زیادہ نماز پڑھتا اور پھر کہا کہ اے خدا! ہم اپنی امت کے خلاف تجھ سے مدد طلب کرتے ہیں۔ اہل کوفہ نے ہمارے خلاف شہادت دی اور اہل شام ہم کو قتل کرتے ہیں۔ خدا کی قسم اگر تم مجھے اس بنا پر قتل کرتے ہو تو میں مسلمانوں میں سب سے پہلا شہسوار ہوں گا جو شام کی وادی میں ہلاک کیا گیا اور سب سے پہلا مسلمان ہوں گا جس پر کتے بھونکے۔ اس کے بعد ہدبہ بن فیاض تلوار لے کر ان کی طرف گیا۔ وہ کانپ اُٹھے لوگوں نے ان سے کہا کہ تم کو یہ زعم تھا کہ تم موت سے نہیں گھبراتے اگر تم اب بھی اپنے صاحب (یعنی حضرت علی کرم اللہ وجہہ) سے برأت ظاہر کر دو تو ہم تم کو چھوڑ دیں گے۔ انھوں نے جواب دیا کہ بھلا میں کیا گھبراؤں حالانکہ میں دیکھ رہا ہوں کہ قبریں کُھدی ہوئی ہیں کفن پھیلے ہوئے ہیں اور تلوار میان سے باہر ہے۔ خدا کی قسم اگر میں قتل سے گھبرا بھی جاؤں تو کوئی کلمہ ایسا نہ نکالوں گا جو خدا کی ناراضی کا باعث ہو اس پر انھوں نے اُسے قتل کر دیا۔ کل چھ آدمی قتل کیے گئے۔ عبدالرحمٰن بن حسان عنزی اور کریم خثعمی نے کہا کہ ہم کو امیر المومنین کے پاس بھیج دو۔ ہم بھی اس شخص کے بارے میں جو کچھ وہ کہیں گے کہہ دیں گے۔ چنانچہ امیر معاویہ سے ان کے لیے اجازت طلب کی گئی اور انھوں نے حاضری کی اجازت دی جب وہ ان کے پاس آئے تو خثعمی نے کہا کہ اللہ اللہ اے معاویہ آپ کو اس فنا ہو جانے والی دنیا سے اس دائمی دار آخرت کی طرف انتقال کرنا ہے وہاں آپ سے ہماری خوں ریزی کے متعلق سوال کیا جائے گا۔ انھوں نے پوچھا تو علیؓ کے متعلق کیا کہتا ہے۔ کہا وہی جو آپ کہتے ہیں۔ معاویہ نے کہا کیا تو اپنے آپ کو (حضرت علی کرم اللہ وجہہ) کے دین سے بری رکھتا ہے جس کا بدلہ آج اسے دے رہا ہے وہ خاموش رہا۔ شمر بن عبداللہ (جو بنو قحافہ بن خثعم میں سے تھے) کھڑے ہوئے اور اس کے لیے

Marfat.com

بخشش کے خواستگار ہوئے لہٰذا امیر معاویہ نے اسے اس شرط پر رہا کر دیا کہ وہ پھر کبھی کوفے میں داخل نہ ہو چنانچہ اس نے موصل کی رہائش اختیار کر لی۔ الخثعمی کہا کرتا تھا کہ جب امیر معاویہ مر جائیں گے تو میں کوفے جاؤں گا مگر وہ امیر معاویہ کی موت سے ایک ماہ پہلے ہی انتقال کر گیا۔

امیر معاویہ نے عبدالرحمٰن بن حسان سے سوال کیا کہ اے ربیعہ کے بھائی تو علی (کرم اللہ وجہہ) کے متعلق کیا کہتا ہے؟ اس نے جواب دیا کہ آپ مجھے ویسے ہی رہنے دیجیے مجھ سے یہ سوال نہ کیجیے کیونکہ آپ کے لیے یہی بہتر ہے۔ انھوں نے کہا کہ بخدا تجھے یوں ہی نہ رہنے دوں گا۔ عبدالرحمٰن بولا میں شہادت دیتا ہوں کہ علیؓ خدائے تعالیٰ کے بڑے ذاکر، حق کا حکم دینے والے، انصاف کو قائم کرنے والے تھے۔ پوچھا تو عثمانؓ کے بارے میں کیا کہتا ہے؟ کہا کہ وہ پہلے شخص تھے جنھوں نے ظلم کے دروزے کو کھولا اور حق کے دروازے کو بند کیا۔ امیر معاویہ نے کہا کہ تو نے اپنے آپ کو قتل کیا۔ اس نے جواب دیا کہ نہیں بلکہ میں نے ہی آپ کو قتل کیا اور وادی میں کوئی بھی اہل ربیعہ میں سے ایسا نہیں ہے کہ وہ سفارش کرے۔ اس پر معاویہ نے اس کو زیاد کے پاس روانہ کر دیا کہ اس کو بری طرح قتل کرا دو چنانچہ زیاد نے اسے زندہ دفن کرا دیا۔

مقتولین میں حُجر بن عدی، شریک بن شداد الحضرمی، صیفی بن فُسیل الشیبانی، قبیصہ بن ضبعیہ العبسی، مُحرز بن شہاب السعدی التیمی، کدام بن حیان عنزی اور عبدالرحمٰن بن حسان عنزی تھے۔ موخرالذکر کو زیاد نے زندہ دفن کرا دیا تھا ان سب کی مجموعی تعداد سات ہوتی ہے ان کے قتل کے بعد ان پر نماز پڑھی گئی اور دفن کیا گیا۔

کہتے ہیں کہ حسن بصری کو حُجر اور ان کے اصحاب کے قتل ہونے کی خبر ملی تو انھوں نے کہا کہ ان کی نماز جنازہ پڑھو، کفن پہناؤ اور دفن کرو ان کا منہ قبلہ کی جانب کر دو سب نے کہا بہتر ہے پھر حسن بصری نے کہا خدا کی قسم ان کی قبروں کی زیارت کیا کرو۔

مالک بن ہبیرۃ السکونی کا یہ ہوا کہ جب امیر معاویہ نے حجر کے بارے میں ان کی سفارش قبول نہ کی تو وہ اپنی قوم کو جمع کر کے حجر اور ان کے اصحاب کو رہائی دلوانے کے ارادے سے عذراء کی طرف روانہ ہوئے راستے میں ان کے قاتل ان کو ملے جو مالک کو دیکھتے ہی سمجھ گئے کہ وہ حجر کو رہائی دلانے کے لیے جا رہے ہیں۔ مالک نے پوچھا کہ کیا خبر ہے؟ انھوں نے جواب دیا کہ ان لوگوں نے

Marfat.com

توبہ کرلی ہے اور ہم لوگ امیر المومنین کو اطلاع دینے جا رہے ہیں۔ وہ خاموش ہو گئے اور پھر عذراء کی طرف روانہ ہو گئے راستے میں ان کو ایک شخص ملا جو وہیں سے آ رہا تھا اس نے ان کو حجر وغیرہ کے قتل سے آگاہ کیا اس پر مالک نے ان کے قاتلوں کے تعاقب کے لیے آدمی دوڑائے مگر وہ ان کو نہ پا سکے۔ قاتلوں نے امیر معاویہ کے پاس پہنچ کر سب خبر دی۔ امیر نے سن کر کہا کہ وہ اپنے آپ میں ابھی تک گرم جوشی پاتا ہے خیر اب سمجھنا چاہیے کہ یہ حرارت بجھ گئی ہے۔ مالک اپنے گھر کی طرف چلے گئے مگر معاویہ کی طرف نہ گئے۔ جب رات ہوئی تو امیر معاویہ نے ان کے پاس ایک لاکھ درہم بھیجے اور کہلا بھیجا کہ آپ کی سفارش قبول کرنے میں صرف یہ بات مانع ہوئی کہ مجھے یہ خوف ہو گیا کہ اگر میں اسے چھوڑ دوں گا تو وہ سب مل کر ہمیں ایک اور جنگ میں مبتلا کر دیں گے اور مسلمانوں کے لیے یہ بلا حجر کے قتل سے زیادہ سخت ہو جائے گی۔ مالک نے وہ درہم لے لیے اور ان کے نفس کو اطمینان و راحت حاصل ہو گئے۔

جب (حضرت) عائشہؓ کو اس واقعہ کی اطلاع ملی تو انھوں نے عبدالرحمٰن بن حارث کو حجر اور اس کے ساتھیوں کی سفارش کرنے کی غرض سے امیر معاویہ کے پاس بھیجا مگر وہ ان کے پاس پہنچے کہ جب وہ قتل ہو چکے تھے۔ عبدالرحمٰن نے معاویہ سے سوال کیا کہ وہ ابوسفیان والا حلم آپ میں سے کہاں گیا۔ کہا وہ اس وقت جاتا رہا جب سے کہ میرے پاس سے آپ کی طرح حلیم المزاج لوگ مفقود ہو گئے اور ابن سمیہ نے مجھے آمادہ کیا اور میں اس کے کہنے میں آ گیا۔ حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ "اگر یہ ہو سکتا ہے کہ ہم کسی کام کو ہونے سے روکتے اور اس کا نتیجہ ہمارے لیے برا نہ ہوتا تو ہم حجر کی موت کو ضرور روک دیتے۔ خدا کی قسم میں جانتی ہوں کہ وہ بڑا مسلمان اور بڑا حج و عمرہ کرنے والا آدمی تھا۔"

حسن بصریؒ کا قول ہے کہ معاویہ میں چار خصلتیں تھیں اگر ایک ہی ہوتی تو وہ باعث ہلاکت ہوتی (۱) ان کا اس امت میں تلوار لے کر نکلنا اور امر امامت پر قابو کر لینا۔ یہاں تک کہ انھوں نے بقایائے صحابہ و فضلا میں سے بھی مشورہ نہ کیا۔ (۲) ان کا اپنے بعد اپنے نشہ باز، شرابی، ریشمی کپڑے پہننے والے اور طنبورے سے دل بہلانے والے بیٹے کا خلیفہ بنانا۔ (۳) ان کا زیاد سے الحاق نسب کرنا۔ حالانکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے "الولد للفراش وللعاهر الحجر"۔ (۴) ان کا حجر اور اس کے ساتھیوں کو قتل کرنا، دُہائی ہے حجر اور اصحاب حجر کے لیے۔

ان دنوں لوگ کہتے تھے کہ کوفے میں سب سے پہلی ذلت وخواری کی بات حسن بن علیؓ کی

Marfat.com

وفات ہے۔ پھر حجر کا قتل اور پھر دعوت زیاد۔

ہند بنت زید الانصاریہ (جو شیعہ ہونے کا دعویٰ کرتی تھی) حجر کے مرثیہ میں کہتی ہے۔ (ترجمہ اشعار):

[اے مہتاب روشن، بلند ہو، ذرا دیکھ تو سہی تجھے کہیں حجر بھی سفر کرتا ہوا نظر آتا ہے۔ وہ معاویہ بن حرب کی طرف جا رہا تھا تا کہ امیر کے ارادے کے مطابق وہ قتل کیا جائے۔ حجر کے بعد جابر و ظالم لوگوں کو آرام آ گیا ہے اور خورنق اور سدیر میں اب ان کے عیش و عشرت کا سامان ہو گیا ہے اور اس کی موت کی وجہ سے بلاد میں خشک سالی اور قحط ہو گیا ہے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ان پر کبھی بارش نہیں ہوئی۔ اے حجر! اے بنو عدی کے حجر خدا تجھے خوش اور مسرور رکھے جو مصیبت عدی پر نازل ہوئی ہے۔ اس سے مجھے تجھ پر مصیبت نازل ہونے کا خوف ہو رہا ہے اور میں اس بوڑھے سے ڈرتی ہوں جو شام غرا رہا ہے اگر تو ہلاک ہو گیا تو سمجھنا چاہیے کہ دنیا میں ہر ایک قوم کا سردار ضرور ہلاک ہوگا۔]

حجر کے قتل کے متعلق علاوہ اس کے جو کچھ بیان ہوا ہے ایک اور روایت بھی ہے اور وہ یہ ہے کہ ایک دن جمعہ کے دن زیاد نے خطبے کو اتنا طول دیا کہ نماز میں دیر ہو گئی۔ حجر بن عدی نے کہا کہ نماز کا وقت آ گیا ہے مگر وہ خطبہ پڑھتے رہے۔ حجر نے پھر کہا کہ نماز کا وقت ہے۔ آخر جب حجر کو نماز فوت ہو جانے کا خطرہ ہوا تو انھوں نے ایک مٹھی بھر سنگریزوں پر ہاتھ مارا اور نماز پڑھنے کھڑے ہو گئے۔ لوگ بھی ان کے ساتھ کھڑے ہو گئے جب زیاد نے یہ حالت دیکھی تو وہ بھی منبر پر سے اُتر کر لوگوں کے ساتھ نماز میں شامل ہو گئے اور بعد میں تمام واقعے کو خوب بڑھا چڑھا کر امیر معاویہ کو لکھ دیا۔ امیر معاویہ نے ان کو حکم دیا کہ حجر کو آہنی زنجیروں میں قید کر کے میرے پاس روانہ کر دو۔ جب زیاد نے ان کو گرفتار کرنا چاہا تو ان کے لوگ ان کی حمایت میں کھڑے ہو گئے مگر حجر نے کہا کہ نہیں نہیں۔ میں بہ سمع و طاعت قبول کرتا ہوں چنانچہ انھیں زنجیروں میں جکڑ کر امیر معاویہ کے پاس بھیج دیا گیا۔ امیر معاویہ کے سامنے پہنچ کر انھوں نے کہا کہ السلام علیکم۔ یا امیر المومنین۔ امیر بولے ہاں کیا میں ہی امیر المومنین ہوں۔ خدا کی قسم نہ تو میں تجھے معاف کروں گا اور نہ تجھ سے معافی مانگوں گا۔ اسے باہر لے جاؤ اور اس کی گردن مار دو جو لوگ قتل کرنے کے لیے مامور ہوئے تھے حجر نے ان سے کہا کہ ذرا مجھے دو رکعت نماز

Marfat.com

پڑھ لینے دو۔ انھوں نے کہا کہ پڑھ لو۔ حجر نے دو رکعت نماز ادا کی مگر تخفیف کے ساتھ اور کہا کہ اگر تم لوگ میرے ارادے کے سوا کچھ اور خیال نہ کرتے تو میں ان رکعتوں کو اور زیادہ طول دیتا۔ پھر ان کی قوم میں سے جو شخص وہاں موجود تھا اس سے مخاطب ہو کر کہا کہ میری بیڑیاں مت اُتارنا اور نہ میرا خون دھونا کیونکہ میں کل کو معاویہ سے اسی طرح ملوں گا۔ اس کے بعد ان کی گردن ماردی گئی۔ کہتے ہیں کہ اس واقعے کے بعد (حضرت) عائشہؓ معاویہ سے ملیں اور پوچھا کہ حجر کے معاملے میں تمہارا حلم کہاں چلا گیا تھا؟ جواب دیا کہ اس وقت میرے پاس کوئی نیک ہدایت دینے والا موجود نہ تھا۔

ابن سیرین کہتے ہیں کہ ہم نے سنا ہے کہ جب امیر معاویہ کی موت کا وقت قریب آیا تو وہ بار بار یہی کہتے تھے کہ "اے حُجر۔ آج کا دن تیری وجہ سے اتنا لمبا ہو گیا ہے۔"

ربیع کی ولایت خراسان

اسی سال زیاد نے ربیع بن زیاد الحارثی کو خراسان کا عامل بنا کر بھیجا جس کی تفصیل یہ ہے کہ حکم بن غفاری نے اپنی وفات کے وقت انس بن ابی اناس کو اپنا قائم مقام بنایا تھا۔ زیاد نے اُسے معزول کر کے خُلید بن عبداللہ حنفی کو مقرر کیا پھر اسے بھی معزول کیا اور ربیع بن زیاد کو ۵۱ھ میں مقرر کر کے اس کے ہمراہ اہل کوفہ اور بصرہ میں سے پچاس ہزار آدمی مع اہل وعیال کے روانہ کیے۔ ان میں بریدہ بن حصیب اور ابو برزہ (جو رسول اللہ ﷺ کے صحابیوں میں تھے) شامل تھے۔ یہ سب لوگ خراسان میں آباد ہو گئے۔ ربیع بن زیاد نے وہاں پہنچ کر بلخ میں جنگ کی اور اُسے صلح سے فتح کر لیا۔ بعض مورخین کی رائے کے مطابق احنف بن قیس سے صلح کرنے کے بعد انھوں نے فسخ معاہدہ کر لیا تھا۔ ربیع نے قہستان کو بزور شمشیر فتح کر کے اُس نواح کے تمام ترک باشندوں کو قتل کر دیا اور اُن میں سے صرف نیزک طرخاں باقی رہ گیا مگر قتیبہ بن مسلم نے اپنی ولایت کے زمانے میں اُسے بھی قتل کر دیا۔

متفرق واقعات/ وفیات

اس سال (اور بقول بعض ۵۴ھ میں) جریر بن عبداللہ بجلی کا انتقال ہوا۔ وہ اُس سال دائرہ اسلام میں داخل ہوئے تھے جس سال جناب رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوئی۔

Marfat.com

اسی سال سعید بن زید نے انتقال کیا اور مدینے میں دفن کیے گئے۔ یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ ان کا انتقال ۵۲ھ یا ۵۸ھ میں ہوا۔ وہ عشرہ مبشرہ میں سے تھے۔

اسی سال ابوبکرۃ نفیع بن حارث نے بھی انتقال کیا وہ صحابہ کرام میں سے تھے اور ماں کی جانب سے زیاد کے بھائی تھے۔

اسی سال ام المومنین میمونہ بنت حارث نے بمقام سرف انتقال فرمایا اسی مقام پر ان کا نکاح رسول اللہ ﷺ سے ہوا تھا۔ بعض رواۃ کا خیال ہے کہ ان کی وفات ۶۳ھ میں ہوئی اور بعض بیان کرتے ہیں کہ ۶۶ھ میں ہوئی۔

اسی سال یزید بن معاویہ نے لوگوں کے ساتھ حج کیا اسی سال عمال وہی حضرات تھے جن کا ذکر ہو چکا ہے۔

Marfat.com

بارھواں باب

۵۲ھ کے واقعات

اس سال سفیان بن عوف اسدی نے روم میں جنگ کی اور وہیں موسم سرما بھی بسر کیا۔ایک قول کے مطابق انہوں نے وہیں انتقال کیا۔ان کے بعد عبداللہ بن مسعدۃ فزاری کو مقرر کیا گیا۔ایک روایت یہ ہے کہ سفیان نے نہیں بلکہ بُسر بن ابی ارطاۃ نے بلاد روم میں موسم سرما بسر کیا تھا اور سفیان بن عوف ان کے ہمراہ تھے۔اس سال کے موسم گرما میں محمد بن عبداللہ ثقفی نے جنگ کی۔

زیاد بن خراش العجلی کا خروج

اسی سال زیاد بن خراش العجلی نے تین سو آدمیوں کو ہمراہ لے کر خروج کیا اور سواد کے مقام مسکن میں پہنچا۔زیاد نے اس کے مقابلے کے لیے چند شہسواروں کو روانہ کیا جن کے سردار سعد بن حذیفہ (یا شاید کوئی اور) تھے۔انھوں نے زیاد بن خراش کے آدمیوں کو مقام ماہ میں قتل کیا جہاں وہ چلے گئے تھے۔

مُعاذ الطائی کا خروج

اسی طرح قبیلۂ طے کے ایک شخص نے زیاد کے خلاف خروج کیا جس کا نام مُعاذ تھا۔وہ اس سال تیس آدمیوں کو لے کر نہر عبدالرحمٰن بن ام الحکم پر پہنچا۔زیاد نے اس کی سرکوبی کے لیے آدمی روانہ کیے جنھوں نے اُسے اور اس کے ہمراہیوں کو قتل کر دیا۔یہ بھی کہتے ہیں کہ اس نے اپنا جھنڈا گرا کر امن طلب کیا تھا ان لوگوں کو اصحاب نہر عبدالرحمٰن کہتے ہیں۔

متفرق واقعات/ وفیات

Marfat.com

اس سال سعید بن عاص نے لوگوں کے ساتھ حج کیا۔

اس سال عمال وہی لوگ تھے جن کا ذکر ہو چکا ہے۔

اسی سال عمران بن حصین الخزاعی نے بصرہ میں انتقال کیا۔ ابوایوب انصاری بھی فوت ہوئے ان کا اصلی نام خالد بن زید تھا۔ وہ عقبہ اور بدر میں شریک تھے اس سے قبل ذکر ہوا ہے کہ انھوں نے ۴۹ھ میں قسطنطنیہ میں انتقال فرمایا۔

اسی سال کعب بن عجرہ نے بھی پچھتر سال کی عمر میں انتقال کیا۔

Marfat.com

تیرہواں باب

۵۳ھ کے واقعات

اس سال عبدالرحمٰن بن ام الحکم ثقفی نے بلاد روم میں موسم سرما بسر کیا۔ اسی سال جنادہ بن ابی امیۃ الازدی نے جزیرہ روڈس کو فتح کیا جو بحر میں واقع ہے۔ مسلمان اس میں اترنے کو اتر تو گئے مگر اہل روم سے ڈرتے ہی رہے۔ انھوں نے اہل روم پر سختیاں کیں اور بحر میں ان کا مقابلہ کر کے ان کی کشتیاں چھین لیں۔ امیر معاویہ نے ان پر عطا و اکرام کی بارش کر دی۔ دشمن ان سے ڈرتے تھے اور جب امیر معاویہ کا انتقال ہو گیا تو ان کے بیٹے یزید نے بھی ان کو وہیں رہنے دیا۔

یہ بھی کہا جاتا ہے کہ جزیرۂ روڈس ۶۰ھ میں فتح ہوا۔

زیاد کی وفات

اس سال ماہ رمضان میں زیاد بن ابیہ نے کوفہ میں انتقال کیا۔ اس کا سبب یہ ہوا کہ انھوں نے امیر معاویہ کو لکھا کہ میں نے اپنے بائیں ہاتھ سے عراق کا پورا انتظام کر لیا اور سیدھا ہاتھ خالی ہے اس کو حجاز کے انتظام پر لگا دیجیے۔ امیر معاویہ نے ان کو اس پر تقرری کا حکم لکھ بھیجا۔ جب اہل حجاز کو اس امر کی اطلاع ہوئی تو ان میں سے چند آدمی حضرت عبداللہ بن عمر بن الخطاب کے پاس گئے اور یہ واقعہ ان سے بیان کیا انھوں نے کہا خدا سے زیاد کے لیے بددعاء کرو۔ پھر خود بھی قبلہ رو ہو کر زیاد کے لئے بد دعا کی، جس میں وہ لوگ بھی شریک ہو گئے ان کی دعا یہ تھی: ''اے خدا ہم کو زیاد کے شر سے بچا۔'' نتیجہ یہ ہوا کہ زیاد کے داہنے ہاتھ کی ایک انگلی میں پھوڑا نکلا جس نے ان کی جان لے کر چھوڑی۔ جب ان کی موت کا وقت قریب آیا تو انھوں نے قاضی شریح کو بلا کر کہا کہ آپ دیکھتے ہیں کہ مرض پیدا ہو گیا ہے

Marfat.com

اور مجھے انگلی کاٹنے کا مشورہ دیا گیا ہے۔شُریح نے کہا کہ مجھے خوف ہے کہ اگر موت قریب ہے تو آپ خدا سے دست بریدہ ہو کر ملیں گے اور ایسا معلوم ہوگا کہ آپ نے اس سے ملنے کی کراہیت کی وجہ سے ہاتھ کٹوا دیا ہے اور اگر موت میں تاخیر ہوئی تو آپ دست بریدہ ہو کر زندہ رہیں گے اور اس طرح اپنی اولاد کو عیب ناک کر دیں گے۔انھوں نے کہا کہ میں اور میرا پھوڑا ایک ہی چادر میں رات بسر نہیں کر سکتے۔قاضی شریح ان کے پاس سے چلے گئے۔لوگوں نے ان سے حال پوچھا تو انھوں نے تمام واقعہ بیان کر دیا اس پر لوگوں نے ان کو ملامت کی اور کہا کہ آپ نے ہاتھ کاٹنے کا مشورہ کیوں نہ دیا۔قاضی صاحب نے جواب دیا کہ المستشار مؤتمن۔ غرض زیاد نے ہاتھ کاٹ دینے کا ارادہ کیا مگر آگ اور آہن داغ کو دیکھ کر گھبرا گئے اور یہ ارادہ ترک کر دیا۔یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ وہ ہاتھ کٹوانے کے ارادے سے اس وجہ سے باز آگئے کہ شُریح نے ان کو یہی مشورہ دیا تھا۔جب زیاد کی موت کا وقت قریب آیا تو ان کے بیٹے نے ان سے کہا کہ میں نے آپ کے لیے ساٹھ کپڑے تیار کر رکھے ہیں جن میں آپ کو مکفون کروں گا۔انھوں نے کہا کہ بیٹا یا تو تیرے باپ کو بہت جلد اس کے لباس سے بہتر لباس دیا جائے گا یا جو لباس دیا گیا ہے وہ بھی چھین لیا جائے گا۔اس کے بعد انھوں نے دم توڑ دیا اور کوفہ کے ایک طرف مقام ثُوَیّۃ میں دفن کر دیے گئے۔

جب ابن عمر کو ان کے انتقال کی خبر ملی تو انھوں نے کہا کہ جا اے ابن سمیہ۔نہ تو تو نے آخرت کو پایا اور نہ دنیا تجھ پر باقی رہی۔

ان کی پیدائش سنین ہجری کے سال اول میں ہوئی تھی۔

مسکین دارمی ان کا مرثیہ لکھتے ہوئے کہتا ہے (ترجمہ شعر)

[جب زیاد نے ہم کو وداع کیا تو میں نے دیکھا کہ اسلام کی ترقی نے علانیہ منہ پھیر لیا۔]

فرزدق جس نے زیاد کی موت سے پہلے اس کی ہجو کبھی نہ کہی تھی، مسکین کے جواب میں یہ اشعار کہے (ترجمہ اشعار):

[اے مسکین! خدا تیری آنکھ کو رُلائے جس کے آنسو گمراہی میں نکل نکل کر بہہ گئے ہیں۔تو اہل میسان کے ایک ایسے کافر شخص کو روتا ہے جو کسریٰ یا قیصر کے مانند اپنے اہل زمانہ پر جابرانہ حکومت کرتا تھا۔جب اس کی خبر مرگ لانے والا میرے پاس پہنچا تو میں

Marfat.com

نے اس سے کہا کہ اس کی وجہ سے نہ کہ خاکی رنگ والے ہرن کی وجہ سے جوریت کے تنہا ٹیلے پر رہتا ہے (اسلام کو ضعف پہنچا ہے)۔]

زیاد سرخ رنگ آدمی تھے۔ ان کی داہنی آنکھ کس قدر جھکی ہوئی تھی۔ ان کی داڑھی سفید اور مخروطی تھی۔ (ان کی قمیض اکثر پیوند دار ہوتی تھی)۔

ربیع کی موت

اسی سال ربیع بن زیاد حارثی عامل خراسان۔ زیاد کی وفات سے پہلے انتقال کر گئے۔ ان کی موت کا سبب یہ ہوا کہ وہ حُجر بن عدی کے قتل سے اس قدر ناراض ہوئے کہ ایک دن انھوں نے کہا کہ حُجر کے بعد اہل عرب ہمیشہ قتل ہوا کریں گے۔ اگر وہ اس کے قتل کے وقت وہاں سے بھاگ جاتے تو ان میں سے کوئی شخص اس طرح بے بس ہو کر قتل نہ کیا جاتا مگر وہ لوگ ٹھہر گئے اور ذلیل ہوئے۔ یہ کہہ کر وہ جمعہ کے دن تک بالکل خاموش ہو گئے۔ جمعہ کے دن انھوں نے باہر نکل کر کہا کہ اے لوگو میں زندگی سے بیزار ہو گیا ہوں میں اس وقت ایک دعا کرتا ہوں تم سب مل کر آمین کہو۔ چنانچہ نماز کے بعد انھوں نے ہاتھ اٹھا کر یہ دعا مانگی: اے خدا اگر تیرے پاس میرے لیے خیر و برکت ہے تو جلد مجھے اپنے پاس اٹھا لے۔ سب نے آمین کہی۔ پھر وہ وہاں سے نکلے اور ابھی حدنگاہ سے باہر بھی نہ گئے تھے کہ گر پڑے۔ لوگ انہیں اٹھا کر ان کے مکان پر لے گئے جہاں انھوں نے اپنے بیٹے عبداللہ کو اپنا قائم مقام بنایا۔ اور اسی دن انتقال کر گئے۔ ان کی وفات کے دو ماہ بعد ان کے بیٹے نے بھی انتقال کیا اور خُلید بن یربوع الحنفی کو اپنا جانشین بنا کر چھوڑ گئے۔ زیاد نے ان کو اس عہدے پر مستقل کر دیا۔ زیاد کے انتقال کے وقت سمرہ بن جندب بصرہ اور عبداللہ بن اُسید کوفہ کے عامل تھے۔ سمرہ بصرہ میں اٹھارہ (اور ایک دوسری روایت کے مطابق گیارہ) ماہ کے لیے مقیم رہے۔ جس مدت کے بعد امیر معاویہ نے ان کو وہاں سے معزول کر دیا اس پر سمرہ نے کہا کہ معاویہ پر خدا کی لعنت ہو۔ خدا کی قسم اگر میں خدائے تعالیٰ کی اس طرح خدمت کرتا جس طرح میں نے معاویہ کی کی تھی تو وہ مجھے کبھی سزا نہ دیتا۔ ایک شخص نے سمرہ کے پاس آ کر اپنے مال کی زکوۃ ادا کی اور اس کے بعد اس نے مسجد میں جا کر نماز پڑھی۔ سمرہ نے اس کے قتل کا حکم دیا اور وہ قتل کیا گیا۔ ابو بکرہ وہاں سے گزرے اور کہا کہ خدائے تعالیٰ فرماتا ہے کہ:

Marfat.com

قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى وَذَكَرَ اسْمَ رَبِّهٖ فَصَلّٰى [2]

کہتے ہیں کہ سمرہ نے مرض نمونیہ میں سخت مصیبتیں جھیلنے کے بعد انتقال کیا۔

متفرق واقعات/ وفیات

اس سال سعید بن عاص عامل مدینہ نے لوگوں کے ساتھ حج کیا۔

اس تمام سال میں عبداللہ بن خالد بن اُسید کوفہ کے، سمرہ بصرہ کے اور خُلید بن یربوع خراسان کے عامل رہے۔

اس سال یہ ہوا کہ عبدالرحمٰن بن ابی بکر صدیق نے مکے کے راستے میں سوتے سوتے انتقال کیا اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ان کا انتقال اس کے بعد ہوا۔

اسی سال فیروز الدیلمی نے انتقال کیا۔ وہ رسول اللہ ﷺ کے صحابی تھے اور امیر معاویہ کی طرف سے صنعا کے عامل تھے۔

اسی سال عمرو بن حزم انصاری فوت ہوئے۔

اسی سال فضالہ بن عبید انصاری نے دمشق میں وفات پائی جہاں وہ امیر معاویہ کی طرف سے قاضی تھے۔ یہ بھی روایت ہے کہ انھوں نے امیر معاویہ کے دورِ حکومت کے آخری حصے میں انتقال کیا۔ ان کے متعلق چند اقوال اور بھی ہیں وہ جنگ احد اور اس کے مابعد واقعات میں شامل رہے تھے۔

۞ ۞ ۞

حواشی وحوالہ جات

1. یعنی جس سے مشورہ کیا جاتا ہے وہ ایک امانت دار ہے (جسے حقِ امانت ادا کرنا ضروری ہے)۔ یہ ایک حدیث ہے جس کا ماخذ پہلے بیان کیا جاچکا ہے۔
2. الاعلیٰ: ۱۴-۱۵۔

۞ ۞ ۞

Marfat.com

چودھواں باب

۵۴ھ کے واقعات

غزوہ روم اور جزیرہ ارواد کی فتح

اس سال محمد بن مالک نے بلادروم میں موسم سرما اور معن بن یزید السلمی نے موسم گرما بسر کیا۔

اسی سال مسلمانوں نے جُنادہ بن ابی امیہ کی سپہ سالاری میں جزیرہ ارواد کو فتح کیا جو قسطنطنیہ کے قریب واقع ہے۔ وہ وہاں سات سال تک مقیم رہے اور مجاہد بن جبیر ان کے ہمراہ تھے مگر جب امیر معاویہ کا انتقال ہوا اور یزید تخت پر بیٹھا تو اس نے فوج کی واپسی کا حکم دیا چنانچہ وہ لوگ واپس آ گئے۔

مدینے پر مروان کا تقرر

اس سال امیر معاویہ نے سعید ابن عاص کو مدینے سے معزول کیا اور ان کی جگہ مروان کو مقرر کیا۔ اس کی وجہ یہ ہوئی کہ امیر معاویہ نے سعید کو لکھا کہ مروان کے مکان کو منہدم کر کے اس کے مال و متاع پر قبضہ کر لو تاکہ اس کی جگہ ایک صاف میدان بنایا جائے اور فدک ضبط کر لو حالانکہ فدک انھوں نے خود مروان کو دیا تھا۔ سعید بن عاص نے دوبارہ ان امور کے متعلق امیر معاویہ سے سوال کیا۔ انھوں نے پھر وہی حکم لکھ بھیجا۔ سعید نے حکم کی تعمیل نہ کی اور دونوں خط اپنے پاس رکھ لیے، اس پر امیر معاویہ نے ان کو معزول کر دیا اور ان کی جگہ مروان کو مقرر کیا۔

پھر امیر معاویہ نے مروان کو خط لکھا کہ سعید بن عاص کا مال و متاع ضبط کر کے ان کا مکان منہدم کر دو چنانچہ مروان مزدوروں کو ساتھ لے کر سعید کے مکان پر اس کے انہدام کے لیے گیا۔ سعید

Marfat.com

نے ان سے پوچھا کہ اے عبدالمالک کیا تم میرا مکان گرانے آئے ہو۔کہا۔ہاں امیرالمومنین نے مجھے یہی حکم دیا ہے اگر وہ تم کو میرا مکان منہدم کرنے کا حکم دیتے تو تم بھی یہی کرتے۔سعید نے کہا کہ میں ہرگز ایسا نہ کرتا۔مروان نے کہا کہ تم کرتے اور خدا کی قسم ضرور ایسا کرتے۔سعید نے پھر کہا کہ ہرگز نہیں اور کہہ کر اپنے غلام کو حکم دیا کہ امیر معاویہ کا خط میرے پاس لے آؤ۔وہ جا کر دونوں خط لے آیا۔ مروان نے ان کو پڑھ کر کہا کہ ''حالانکہ امیرالمومنین نے تم کو حکم دیا تھا مگر نہ تم نے اس کی تعمیل کی اور نہ مجھ کو اس کی اطلاع دی۔''سعید نے جواب دیا کہ میں تم کو قابل اعتماد نہیں سمجھتا کہ تم اس بات کو چھپائے رکھو گے۔بات یہ ہے کہ امیر معاویہ ہم دونوں کو آپس میں لڑانا چاہتے ہیں۔مروان نے جواب دیا کہ خدا کی قسم تم مجھ سے اچھے ہو یہ کہہ کر وہ سعید کا مکان منہدم کیے بغیر واپس چلا گیا۔

اس پر سعید بن عاص نے امیر معاویہ کو لکھا کہ تعجب ہے کہ امیرالمومنین نے ہمارے ساتھ ایسا سلوک کیوں کیا۔وہ چاہتے ہیں کہ باوجود آپس کی قرابت کے میں اور مروان برسر کینہ ہو جائیں۔! امیرالمومنین کا حلم۔ان کا خبیث لوگوں کی ناپسندیدہ باتوں پر صبر وعفو۔ان کا ہمارے مابین قطع تعلقات اور غم و اندوہ کا ذریعہ قائم کرنا اور ہماری اولادوں کا یہ کینہ وبغض ورثے میں پانا۔اور خدا کی قسم اگر ہم ایک باپ کی اولاد نہ ہوتے تو اللہ تعالیٰ ہم کو خلیفہ مظلوم امیرالمومنین کی نصرت کے لیے متفق کر کے آپ پر جمع نہ کرتا۔ان سب باتوں کا لحاظ امیرالمومنین کے لیے لازمی تھا۔

اس کے جواب میں امیر معاویہ نے ان کو عذرخواہی اور طلب عفو کا خط لکھا اور لکھا کہ میں تم سے حسن عہد قائم کرتا ہوں۔اس کے بعد جب سعید امیر معاویہ سے ملنے گئے تو انھوں نے مروان کے متعلق سوال کیا سعید نے ان کی تعریف کی۔امیر معاویہ نے پوچھا کہ کس وجہ سے اس میں اور تم میں کدورت ہوگئی ہے سعید نے کہا کہ وہ مجھ سے اپنے شرف کی وجہ سے خائف تھے اور میں اپنے شرف کی وجہ سے۔پوچھا کہ تمہاری اس کے متعلق کیا رائے ہے کہا کہ اس کو تو میں پوشیدہ رکھتا ہوں خواہ ان کی موجودگی میں ہو یا ان کے پس پشت۔

اس سال امیر معاویہ نے سمرہ بن جندب کو معزول کر کے بصرہ پر عبداللہ بن عمرو بن غیلان کو چھ ماہ کے لیے مقرر کیا۔

Marfat.com

عبیداللہ بن زیاد کی ولایت خراسان

اسی سال امیر معاویہ نے عبیداللہ بن زیاد کو عامل خراسان مقرر کیا۔ جس کی وجہ یہ ہوئی کہ وہ اپنے باپ کی وفات کے بعد امیر معاویہ کے پاس گیا تو انھوں نے سوال کیا کہ تمہارے باپ نے کوفہ اور بصرہ پر کس کو مقرر کیا ہے۔ عبیداللہ نے بتایا کہ فلاں فلاں کو مقرر کیا ہے۔ امیر معاویہ نے کہا کہ اگر تمہارے باپ نے تم کو مقرر کیا ہوتو میں بھی تم کو ہی مقرر کر دیتا۔ اس پر عبیداللہ نے کہا کہ میں خدا کا واسطہ دلا کر آپ کو یہ کہتا ہوں کہ آپ کے بعد کوئی شخص مجھ سے کہے گا کہ اگر تمہارے باپ یا چچا نے تم کو مقرر کیا ہوتا تو میں تم کو ضرور مقرر کر دیتا۔ اس پر امیر معاویہ نے اس کو خراسان کا عامل مقرر کر دیا اور کہا کہ خدا سے ڈرتے رہو، اس کے خوف پر کسی اور کے خوف کو مقدم مت رکھو کیونکہ خدا سے عزت ہوتی ہے اپنی عزت اور آبرو بڑھاؤ نہ کہ اس کو ملوث کرو۔ جب کسی سے وعدہ کرو تو اس کو پورا کرو، زیادہ کو کم کے عوض میں فروخت نہ کرو، جب تک تم کسی امر کے متعلق خوب پختگی سے رائے قائم نہ کرلو اس کا اظہار نہ کرو کیونکہ ایک دفعہ تمہارے ہاتھ سے معاملہ نکل گیا تو پھر تم تک واپس نہ آئے گا۔ جب دشمن سے مقابلہ ہوا اور وہ پہاڑی ناہموار علاقہ میں تم پر غلبہ حاصل کرے تو کرلے مسطح میدان میں کبھی تم اسے اپنے اوپر غلبہ حاصل نہ کرنے دینا۔ کسی کو ایسی چیز کی طمع نہ دلاؤ جس میں کہ اس کا حق نہیں۔ اور نہ کسی ایسی چیز سے مایوس کرو جس میں اس کا حق ہے۔ اس نصیحت کے بعد اس کو رخصت کیا اس وقت عبیداللہ کی عمر پچیس برس تھی۔

عبیداللہ خراسان کی طرف روانہ ہو گیا اور اونٹوں پر سوار ہو کر دریا کو عبور کر کے بخارا پہنچا۔ یہ پہلا شخص تھا جس نے ایک لشکر کے ساتھ بخارا کے پہاڑوں کو قطع کیا اس نے وہاں پہنچ کر رامیثن، نصف اور بیکند کو فتح کیا جو ملک بخارا میں واقع ہیں۔ پھر اہل بخارا پر حملہ کیا اور بہت سا مال غنیمت جمع کیا۔ جب اس نے ترکوں سے مقابلہ کر کے ان کو شکست دی تو ترکوں کے بادشاہ کی زوجہ بھی اپنے خاوند کے ہمراہ تھی۔ بھاگتے وقت ان لوگوں نے اسے جلدی جلدی موزے پہنائے گھبراہٹ میں صرف ایک موزہ پہنا دوسرا وہیں رہ گیا۔ اسے مسلمانوں نے اٹھا لیا اور دو لاکھ درہم اس کی قیمت ٹھہری۔ اس نے ترکوں سے جو مقابلہ کیا تھا وہ خراسان کی فوجوں کے ساتھ کیا تھا جن کا ذکر آگے آئے

Marfat.com

گا۔ اس کا بہت کچھ رعب قائم ہو گیا۔ وہ خراسان میں دو سال مقیم رہا۔

متفرق واقعات/ وفیات

اس سال مروان بن حکم امیر مدینہ نے لوگوں کے ساتھ حج کیا۔

اس سال کوفہ میں عبداللہ بن خالد اور بقول بعض ضحاک بن قیس اور بصرہ میں عبداللہ بن عمرو بن غیلان حکمران تھے۔

اس سال ابوقتادۃ انصاری نے ستر سال کی عمر میں انتقال کیا۔ ایک روایت یہ بھی ہے کہ ان کا انتقال ۴۰ھ میں ہوا اور حضرت علیؓ نے ان کے جنازے کی نماز ادا کی تھی جس میں سات مرتبہ تکبیر کہی تھی۔ وہ حضرت علیؓ کی تمام جنگوں میں ان کے ساتھ تھے اور جنگ بدر میں بھی شریک تھے۔ اسی سال حویطب بن عبدالعزیٰ نے ایک سو بیس سال کی عمر میں انتقال کیا۔ اسی سال ثوبان مولائے رسول اللہ ﷺ نے انتقال کیا۔

اسی سال (اور بقول بعض ۵۸ھ میں) اسامہ بن زید کا انتقال ہوا۔

اسی سال سعید بن یربوع بن عنکثۃ ایک سو چوبیس برس کی عمر میں فوت ہوئے۔ وہ صحابہ کرام میں سے تھے۔ مخرمۃ بن نوفل نے ایک سو پندرہ سال کی عمر میں انتقال کیا۔ وہ فتح مکہ کے مسلمانوں میں سے تھے۔

عبداللہ بن انیس الجُھنیؔ نے بھی اس سال انتقال کیا۔

اسی سال (اور بقول بعض ۵۸ھ میں) یزید بن شجرۃ الرھاوی ایک جنگ کے دوران شہید ہوئے۔

۞ ۞ ۞

حواشی وحوالہ جات

۱۔ سعید بن عاص اور مروان بن حکم بن عاص آپس میں چچا بھتیجے تھے۔

۞ ۞ ۞

Marfat.com

پندرہواں باب

۵۵ھ کے واقعات

ایک روایت کے مطابق اس سال سفیان بن عوف ازدی نے موسم سرما روم میں بسر کیا اور ایک روایت یہ بھی ہے کہ وہ سفیان نہیں بلکہ عمرو بن مُحرز تھے۔ ایک اور بیان یہ ہے کہ وہ عبداللہ بن قیس فزاری یا شاید مالک بن عبداللہ تھے۔

ابن زیاد کی ولایت بصرہ

اسی سال (حضرت) امیر معاویہ نے عبداللہ بن عمرو بن غیلان کو ولایت بصرہ سے معزول کر کے عبیداللہ بن زیاد کو ان کی جگہ مقرر کیا۔ اس کا سبب یہ ہوا کہ ایک مرتبہ عبداللہ بصرہ کے منبر پر تقریر کر رہے تھے کہ بنوضبہ کے ایک شخص نے ان پر سنگریزے پھینکے انھوں نے اس کے ہاتھ کٹوا دیئے۔ بنوضبہ ان کے پاس گئے اور کہا کہ ہمارے آدمی نے جو کچھ کیا سو کیا اور آپ اُسے بھی سزا دے چکے مگر ہم اس بات سے بے خوف نہ ہوں گے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ ہماری خبر امیر المومنین کے پاس پہنچ جائے اور وہ ہم سب کو سزا دیں۔ لہٰذا آپ امیر المومنین کے نام ایک خط لکھ کر ہمیں دے دیں تاکہ ہمارا کوئی شخص اُسے ان کے پاس لے جائے اور کہہ دے کہ آپ نے محض شبہ کی بنا پر اس کا ہاتھ کٹوا دیا ہے اور کوئی خاص بات معلوم نہیں ہوئی۔ چنانچہ انھوں نے اس مضمون کا ایک خط لکھ کے ان کے حوالے کیا۔

جب نیا سال شروع ہوا تو عبداللہ، معاویہ کے پاس گئے اور اُدھر سے اہل ضبہ بھی وہ خط لیے ہوئے ان کے پاس پہنچے اور دعویٰ کیا کہ عبداللہ نے ان کے ایک آدمی کا ہاتھ ظلم سے کٹوا دیا ہے۔ امیر معاویہ نے وہ خط دیکھ کر کہا کہ یہ امر کہ میرے عمال سے خون کا بدلہ لیا جائے اس کی کوئی سبیل نہیں

Marfat.com

البتہ اتنا ہوسکتا ہے کہ بیت المال سے اس کا معاوضہ تمہارے آدمی کوادا کردیا جائے۔اس کے بعد انھوں نے عبداللہ کو بصرہ سے معزول کردیا اوران کی جگہ ابن زیاد کو مقرر کیا۔ابن زیاد نے اسلم بن زرعہ کلابی کوخراسان کا والی بنادیا مگر اسلم نے نہ تو کوئی جنگ کی اور نہ کوئی مقام فتح کیا۔

متفرق واقعات/وفیات

اس سال امیر معاویہ نے عبداللہ بن خالد کوکوفہ سے معزول کیا اور ضحاک بن قیس کواس کی جگہ مقرر کیااورایک روایت وہ بھی ہے جوہم پہلے بیان کرچکے ہیں۔

اسی سال ارقم بن ابی ارقم مخزومی نے انتقال کیا۔یہ وہ بزرگ ہیں جن کے مکان پر رسول اللہ ﷺ نے مکے میں خفیہ تبلیغ جاری رکھی تھی۔موت کے وقت ان کی عمراسّی سال اور کچھ زیادہ تھی۔یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ ان کا انتقال اسی دن ہوا جس دن حضرت ابوبکرہ کا ہوا تھا۔

اسی سال ابویسر کعب بن عمروانصاری نے وفات پائی۔وہ جنگ بدر میں شریک تھے اور صفین میں حضرت علیؓ کے ہمراہ ہوکرلڑے تھے ایک اورروایت یہ بھی ہے کہ ان کی وفات اس سے قبل ہوئی۔

اس سال مروان بن حکم نے لوگوں کے ساتھ حج کیا۔

Marfat.com

سولھواں باب

۵۶ھ کے واقعات

اس سال جنادہ بن ابی امیہ نے بلاد روم میں موسم سرما بسر کیا۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ جنادہ نے نہیں بلکہ عبدالرحمٰن بن مسعود نے ایسا کیا تھا۔ کہتے ہیں کہ اس سال یزید بن شجرۃ نے سمندر میں اور عیاض بن حارث نے خشکی پر جنگ کی۔ اس سال امیر معاویہ نے ماہ رجب میں عمرہ ادا کیا اور ولید بن عتبہ بن ابی سفیان نے لوگوں کے ساتھ حج کیا۔

یزید کے لیے ولایت عہد کی بیعت

اس سال لوگوں نے یزید سے اس کے والد کے ولی عہد ہونے کی بیعت کی۔

اس امر کی ابتدا اور تحریک مغیرہ بن شُعبہ سے ہوئی۔ امیر معاویہ نے ارادہ کیا کہ ان کو کوفہ سے معزول کر کے ان کی جگہ سعید بن عاص کو مقرر کریں۔ مغیرہ کو ان کے اس ارادے کی اطلاع ہوئی تو انھوں نے کہا کہ بہتر یہ ہوگا کہ میں خود امیر معاویہ کے پاس جا کر عہدہ عاملی سے استعفاء دے آؤں تا کہ لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ مجھے حکومت سے نفرت و کراہیت ہے۔ اس خیال سے وہ امیر معاویہ کے پاس روانہ ہو گئے اور جب وہاں پہنچ گئے تو انھوں نے اپنے دوستوں سے کہا کہ اگر اب میں تمہارے لیے امارت وولایت حاصل نہ کروں تو پھر کبھی نہ کروں گا چنانچہ وہ چلے گئے اور وہاں یزید سے ملاقات کی۔ اس سے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کے جلیل القدر صحابی گذر گئے اب نہ رسول اللہ ﷺ کے خاندان میں سے کوئی باقی ہے نہ بزرگان قریش میں سے کوئی رہ گیا ہے اور نہ بڑی عمر کے لوگ موجود ہیں البتہ ان حضرات کی اولاد موجود ہے اور آپ ان سب میں بلحاظ رائے افضل و احسن اور سنت و سیاست میں ان

Marfat.com

سب سے زیادہ عالم ہیں۔ میں نہیں جانتا کہ امیر المومنین کو کون سی بات اس امر کے مانع ہے کہ وہ آپ کے لیے بیعت کا انعقاد کریں۔ یزید نے پوچھا کہ کیا آپ کی رائے میں یہ کام پورا ہو جائے گا؟

کہا "ہاں۔" یہ سن کر یزید اپنے والد کے پاس گیا اور مغیرہ کی گفتگو سے ان کو آگاہ کیا۔ امیر معاویہ نے مغیرہ کو بلا کر دریافت کیا کہ یزید کیا کہتا ہے؟ انھوں نے کہا کہ اے امیر المومنین (حضرت) عثمانؓ کے بعد جو کچھ خون ریزی اور اختلاف ہوا ہے وہ آپ دیکھ ہی چکے ہیں۔ یزید آپ کا جانشین ہو سکتا ہے اس لیے آپ اس کے لیے بیعت منعقد کریں اگر کوئی حادثہ پیش آیا تو وہ لوگوں کا پشت و پناہ اور آپ کا جانشین ہو سکے گا اس لیے نہ تو خوں ریزی ہونے پائے گی اور نہ کس طرح کا فتنہ وفساد اٹھے گا۔ امیر معاویہ نے کہا کہ مگر اس میں میرا ضامن اور معاون کون ہوگا۔ مغیرہ نے جواب دیا کہ اہل کوفہ کے لیے میں اور بصرہ کے لیے زیاد کافی ہیں۔ ان دونوں شہروں کے بعد کوئی شخص آپ کی مخالفت نہ کرے گا۔ امیر نے کہا کہ اچھا تم اپنی ولایت پر واپس چلے جاؤ اور وہاں جا کر ایسے لوگوں سے اس کے متعلق گفتگو کرو جن پر تم کو وثوق اور اعتبار ہو پھر ہم تم کو دیکھیں گے کہ کیا ہوتا ہے۔ یہ کہہ کر مغیرہ کو رخصت کر دیا۔

امیر معاویہ کے پاس سے رخصت ہو کر مغیرہ اپنے دوستوں میں واپس آئے انھوں نے پوچھا کہو کیا ہوا؟ کہا کہ میں نے معاویہ کے پاؤں کو امت محمدی کی بعید الغائت رکاب میں رکھ دیا ہے اور ان کے امور میں ایسا شگاف کیا ہے جو ابد تک بند نہیں ہوگا اور یہ شعر پڑھا:

بمثلی شاهدی النجوی و غالی　　　بی الاعداء و الخصم الغضابا

[مجھ ہی جیسا آدمی تو دشمن کے رازوں میں شریک ہوتا ہے اور مجھ جیسے ہی آدمیوں کو بڑے بڑے غضبناک دشمن گرامی قدر سمجھتے ہیں۔]

الغرض اس کے بعد مغیرہ وہاں سے واپس آئے اور کوفہ میں ایسے ایسے لوگوں سے امر یزید کا ذکر کیا جن پر وہ اعتبار کرتے تھے اور جن کو وہ یہ جانتے تھے کہ بنو امیہ کے طرف داروں کی جماعت میں سے ہیں۔ ان سب نے بیعت یزید کے متعلق ان کی رائے کو قبول کیا لہٰذا ان میں سے انھوں نے دس اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ دس سے زائد اشخاص کا ایک وفد تیار کیا اور ان کو تیس ہزار درہم دے کر اپنے بیٹے موسیٰ بن مغیرہ کے ماتحت روانہ کیا۔ وہ سب لوگ معاویہ کے پاس پہنچے اور بڑے زور و شور سے بیعت یزید کے خیال سے اتفاق کلی ظاہر کر کے ان سے انعقاد بیعت کی درخواست کی۔ امیر معاویہ نے کہا کہ

Marfat.com

ابھی تم اپنی اس رائے کو ظاہر کرنے میں عجلت نہ کرو بلکہ اپنی رائے پر جمے رہو۔ پھر موسیٰ سے سوال کیا کہ تمہارے باپ نے ان لوگوں کے دین کو کتنے میں خریدا؟ کہا تیس ہزار درہم میں۔ امیر معاویہ نے کہا کہ ان لوگوں نے اپنے دین کو کیسا آسان سمجھ رکھا ہے۔

ایک روایت یہ بھی ہے کہ مغیرہ نے چالیس آدمیوں کو بھیجا تھا اور اپنے بیٹے عروہ کو ان کا سردار مقرر کیا تھا جب وہ لوگ امیر معاویہ کے پاس پہنچے تو انھوں نے تقریریں کرنا شروع کیں اور کہا کہ ہم کو امت محمدیؐ کی ہمدردی کے خیال سے یہاں بھیجا ہے۔ اے امیر المومنین! آپ کا سنِ مبارک بہت زیادہ ہو گیا ہے اور ہم کو اتحاد و اتفاق کے ٹوٹ جانے کا اندیشہ لگا ہوا ہے لہٰذا آپ ہمارے لیے ایک نصب العین مقرر فرمائے اور حد مقرر کیجیے تاکہ ہم اس کی طرف چلیں۔ امیر معاویہ نے کہا کہ مجھے مشورہ دو کہ کیا کرنا چاہیے۔ انھوں نے کہا کہ ہم یزید ابن امیر المومنین کے حق میں مشورہ دیتے ہیں معاویہ نے پوچھا کہ کیا تم سب اس امر پر راضی ہو۔ کہا ہاں۔ امیر نے پوچھا کہ یہ تمہاری ہی رائے ہے؟ کہاں ہماری بھی ہے اور ان لوگوں کی بھی ہے جو ہمارے پیچھے وہاں ہیں۔ اس پر امیر معاویہ نے ان سب سے پوشیدہ طور پر عروہ سے سوال کیا کہ تمہارے باپ نے ان سب کا دین کتنے میں خریدا ہے انھوں نے کہا کہ چار سو دینار میں۔ امیر بولے کہ مغیرہ نے ان کے دین کو بہت سستا پالیا ہے۔ پھر اہل وفد سے مخاطب ہو کر کہا کہ اچھا جس غرض کے لیے تم آئے ہو ہم اس میں غور کریں گے پھر جو کچھ خدا کے ارادے میں ہوگا ہو جائے گا اور عجلت سے تاخیر اچھی ہے۔ وفد واپس چلا گیا اور امیر معاویہ کا یزید کے لیے بیعت لینے کا ارادہ قوی ہو گیا اور انھوں نے مشورہ کے لیے زیاد کو خط لکھا۔

زیاد نے عبید ابن کعب النمیری کو بلایا اور کہا کہ ہر مشورہ طلب کرنے والے کے لیے وثوق اور ہر راز کے لیے ایک جائے ودیعت ہوتی ہے مگر مشکل یہ ہے کہ لوگوں میں دو خصلتیں ہوتی ہیں ایک تو افشائے راز اور دوسرے ایک اہل غرض سے اظہار خیر خواہی کرنا اور رازداری کے لیے وہی شخص مناسب ہوتا ہے جو یا تو ثواب آخرت کا امیدوار ہو یا وہ جس کو دنیا میں شرافتِ نفس حاصل ہو اور اپنے حسب کو محفوظ رکھنے کے لیے کافی عقل رکھتا ہو۔ مجھے معلوم ہوا ہے کہ یہ دونوں موخر الذکر باتیں تم میں موجود ہیں اور میں نے تم کو ایک ایسے امر کے لیے بلایا ہے جس کے متعلق میں کتابوں کے بطون کو بھی قابل اتہام سمجھتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ امیر المومنین نے فلاں فلاں معاملے میں مشورہ طلب کرنے کے لیے مجھے خط

Marfat.com

لکھا ہے اور وہ لوگوں کے نفرت سے خائف بھی ہیں اور ان کی تابعداری کی امید بھی رکھتے ہیں امر اسلام کا تعلق اور اس کی ضمانت بہت مشکل کام ہے یزید کے مزاج میں نرمی اور سبکی ہے اور اس کے ساتھ ہی شکار کا از حد دلدادہ ہے۔ تم امیر المومنین سے ملو، ان سے یزید کے خصائل بیان کرو اور کہو کہ ابھی اس امر میں توقف کریں اس میں شک نہیں کہ اس کو تکمیل تک پہنچانا بہت مناسب ہے مگر جلدی نہ کریں کیونکہ کسی امر کو تاخیر کے بعد حاصل کرنا بہتر ہے بہ نسبت اس کے کہ عجلت کی وجہ سے اُسے فوت ہی کر دیا جائے۔

عبید نے زیاد سے کہا کہ اس کے بجائے کچھ اور ہی کیوں نہ کیا جائے؟ زیاد نے پوچھا ''وہ کیا بات ہے؟'' کہا کہ آپ امیر معاویہ کو ان کی رائے سے بدظن نہ کیجیے اور نہ ان کے دل میں ان کے بیٹے کی طرف سے بغض پیدا کیجیے بلکہ میں خود یزید سے ملوں گا اور کہوں گا کہ تمہارے والد نے آپ (یعنی زیاد) سے تمہارے لیے بیعت کے بارے میں مشورہ طلب کیا ہے اور یہ کہ آپ کو خوف ہے کہ لوگ تمہاری بعض سبکیوں کی وجہ سے تم پر الزام نہ لگا دیں۔ اب اگر یزید ایسی باتوں کو ترک کر دے جن سے لوگوں کے دل میں اس کے خلاف کینہ پیدا ہو سکتا ہے تو اسی کے حق میں بہتر ہوگا کیونکہ ایسا کرنے سے آپ کی رائے اور عمل کو استحکام ہوگا عوام کے خلاف آپ کے لیے ایک حجت قائم ہو جائے گی اور پھر جو کچھ آپ چاہتے ہیں وہ پورا ہو سکے گا اس طرح آپ امیر المومنین کو نصیحت بھی کر دیں گے اور امت محمدیؐ کے متعلق جس امر کا آپ کو خوف ہے اس سے بھی آپ سلامتی حاصل کر لیں گے۔ زیاد نے کہا کہ خدائے تعالیٰ کی برکت سے تم نے نشانے پر تیر چلایا ہے اگر وہ نشانے پر بیٹھ گیا تو کیا ہی خوب ہو اور اگر خطا ہوا تو تم پر مجھے کوئی بدگمانی نہیں ہوگی کیونکہ تمہاری یہی رائے ہے جو تم کہہ رہے ہو اب خدائے تعالیٰ کے علم غیب سے جو ہے وہ پورا ہو کر رہے گا۔ غرض کہ عبید بن کعب یزید کے پاس گئے اور اس سے تمام واقعہ بیان کیا اس کا اثر یہ ہوا کہ وہ اپنی بہت سی باتوں سے باز آ گیا۔ مزید برآں زیاد نے عبید کو امیر معاویہ کے نام ایک خط دیا تھا جس میں انھوں نے امیر کو مشورہ دیا تھا کہ عجلت سے کام نہ لیں۔ معاویہ نے اس رائے کو قبول کیا تھا۔

جب زیاد کا انتقال ہو گیا تو امیر معاویہ نے اپنے بیٹے یزید کے لیے بیعت لینے کا عزم کر لیا چنانچہ انھوں نے عبداللہ بن عمر کے پاس ایک لاکھ درہم بھیجے جو انھوں نے قبول کیے لیکن جب ان کے سامنے بیعت کا ذکر کیا گیا تو انھوں نے کہا کہ خوب، اس کے تو یہ معنی ہیں کہ میرا دین بہت ارزاں ہے۔ یہ کہہ کر وہ قبول بیعت سے دست بردار ہو گئے۔ اس کے بعد امیر معاویہ نے مروان بن حکم کو لکھا کہ اب

Marfat.com

میری عمر بہت زیادہ ہوگئی ہے میری ہڈیاں تک کھوکھلی ہوگئی ہیں اور مجھے اندیشہ ہے کہ کہیں میرے بعد امت میں پھر اختلاف نہ ہوجائے اس لیے میری رائے ہے کہ میں کسی شخص کا انتخاب کروں جو میرے بعد قیام سلطنت کا ذمہ دار ہو مگر مجھے یہ بات پسند نہ آئی کہ بغیر اُن لوگوں کے مشورے کے جو تمہارے نزدیک ہیں کچھ کروں لہٰذا تم اس معاملے کو ان لوگوں کو سامنے پیش کرو اور وہ جو کچھ اس کا جواب دیں اس کی مجھے اطلاع دو۔ چنانچہ مروان نے لوگوں کے سامنے کھڑے ہو کر تقریر کی اور اس امر سے ان کو مطلع کیا لوگوں نے کہا کہ انھوں نے ٹھیک کیا اور درست کہا اب ہم یہ چاہتے ہیں کہ وہ کسی شخص کا انتخاب کر کے ہمیں بتلائیں اور انتخاب میں غلطی نہ کریں۔ مروان نے معاویہ کو یہی لکھ دیا اور انھوں نے جواب میں یزید کے انتخاب کا ذکر کیا۔ مروان نے پھر کھڑے ہو کر لوگوں سے کہا کہ امیر المومنین نے تمہارے لئے ایک شخص کا انتخاب کر لیا اور انتخاب میں کوئی غلطی نہیں کی چنانچہ اپنے بعد اپنے بیٹے یزید کو خلیفہ بنا دیا۔ اس پر عبدالرحمٰن بن ابوبکر نے کھڑے ہو کر جواب دیا کہ اے مروان تم بھی جھوٹے ہو اور معاویہ بھی جھوٹے ہیں۔ امت محمدیؐ کے لیے تمہارا ارادہ کسی کو انتخاب کرنے کا نہیں بلکہ تم لوگ یہ چاہتے ہو کہ اس کو ''ہرقلیہ'' بنا دیا جائے کہ جب ایک ہرقل مر گیا تو دوسرا ہرقل اس کی جگہ متمکن ہوگیا۔ مروان نے کہا یہ وہی شخص ہے جس کے لیے اللہ تعالیٰ نے وَالَّذِیْ قَالَ لِوَالِدَیْهِ اُفٍّ لَّكُمَآ والی آیت نازل کی ہے۔

حضرت عائشہؓ نے ان کا یہ قول سنا تو انھوں نے پردے کے پیچھے سے کھڑے ہو کر فرمایا کہ اے مروان (یہ آواز سن کر سب خاموش ہو گئے اور مروان بھی اسی طرف منہ کر کے کھڑے ہو گئے) کیا تم یہ کہتے ہو کہ عبدالرحمٰن کے حق میں قرآن کی یہ آیت نازل ہوئی ہے، تم جھوٹ کہتے ہو۔ خدا کی قسم یہ آیت فلاں ابن فلاں کے حق میں اُتری مگر تم نے خدا کے نبی ﷺ کی لعنت کے مستحق ہو۔

پھر حسینؓ ابن علی نے کھڑے ہو کر یزید سے انکار کیا اور (عبداللہ) بن عمر اور (عبداللہ) بن زبیر نے بھی ایسا ہی کیا۔ مروان نے امیر معاویہ کو ان تمام باتوں کی خبر دی۔ اس اثنا میں امیر معاویہ نے اپنے عمال کو یزید کی تعریف و توصیف کرنے اور ان کے پاس مختلف شہروں سے وفود بھیجنے کو لکھا چنانچہ محمد بن عمرو بن حزم مدینے سے اور احنف بن قیس بصرہ سے وفد میں ان کے پاس پہنچے۔ محمد بن عمرو نے امیر معاویہ سے کہا کہ ہر راعی سے اس کی رعیت کا سوال کیا جائے گا۔ لہٰذا آپ خوب غور فرما لیجیے کہ آپ امت محمدیؐ کے امر کا کس کو والی بناتے ہیں۔ اس سے امیر معاویہ پر کچھ ایسی کیفیت طاری ہوئی کہ ان کو

Marfat.com

سردی کے موسم میں بھی تنفس شروع ہوگیا۔ پھر انھوں نے احنف کو یزید کے پاس جانے کا حکم دیا اور جب وہ اس کے پاس ہوکر واپس آئے تو امیر معاویہ نے ان سے پوچھا کہ کہو تم نے اپنے برادر عم زاد کو کیسا پایا؟ انھوں نے جواب دیا کہ میں نے شباب، درشتی اور مزاح دیکھا۔

اس کے بعد جب امیر معاویہ کے پاس وفود جمع ہوگئے تو انھوں نے ضحاک بن قیس فزاری کو کہا کہ پہلے میں کلام کروں گا اور جب میں چپ ہو جاؤں تو تم لوگوں کو یزید کی بیعت کے لیے دعوت اور مجھے اس امر کے لیے ترغیب دینے لگنا۔ جب امیر معاویہ لوگوں کے سامنے بیٹھے تو انھوں نے امر اسلام کی عظمت وحرمت اور حق خلافت کا اظہار کیا اور خدائے تعالیٰ نے اولوالامر کی اطاعت کا جو کچھ حکم دیا ہے اس کو بیان کر کے یزید اور اس کی فضیلت اور اس کے علم سیاست کا ذکر کیا اور اس کی بیعت کو پیش کیا۔ اس کے بعد ضحاک بن قیس نے ان کے سلسلہ کلام کو جاری رکھا اور خدائے تعالیٰ کی حمد وثناء کے بعد کہا کہ اے امیر المومنین یہ تو لابدی امر ہے کہ آپ کے بعد لوگوں کا کوئی والی ہو ہم نے جماعت اور اُلفت کی آزمائش کرلی ہے اور یہ معلوم کیا ہے کہ دونوں چیزیں جانوں کی نہایت درجہ محافظ، آفت ومصیبت کے وقت نہایت مناسب، راستوں کو نہایت پرامن کرنے والی اور عاقبت میں بہترین ہیں اور ایام زمانہ میں کجی ہے اور وہ پلٹا کھاتے رہتے اور اللہ جل شانہ ہر روز اپنی نئی شان میں ہے۔ یزید ابن امیر المومنین میں جہاں تک مجھے علم ہے حسن ہدایت اور سیرت کی میانہ روی ہے وہ ہم سب میں بلحاظ علم وحلم افضل اور رائے میں نہایت ذکی اور ذہین ہے لہٰذا آپ اسی کو اپنا ولی عہد اور اپنے بعد سردار اور جائے پناہ بنایئے تاکہ ہم اس کے سائے میں پناہ لے سکیں اور مسکن گزیں ہوسکیں۔

عمرو بن سعید الاشدق نے بھی اسی قسم کی تقریر کی پھر یزید بن مقنع العذری نے اُٹھ کر کہا کہ یہ (امیر معاویہ کی طرف اشارہ کر کے) امیر المومنین ہیں ان کی موت کے بعد یہ (یزید کی طرف اشارہ کر کے) امیر المومنین ہوگا اور اگر کسی نے انکار کیا تو یہ (اپنی تلوار کی طرف اشارہ کر کے) فیصلہ کرے گی۔ امیر معاویہ نے کہا کہ آپ بیٹھ جایئے آپ سید الخطباء ہیں۔ ان کے بعد وفود میں جو جو موجود تھے انھوں نے تقریر کی پھر امیر معاویہ نے احنف سے کہا کہ اے ابو بحر تم کیا کہتے ہو انھوں نے جواب دیا کہ اگر ہم سچ کہیں تو آپ لوگوں سے ڈر معلوم ہوتا ہے اور اگر جھوٹ کہیں تو خدا سے خوف آتا ہے۔ اے امیر المومنین آپ یزید کے لیل ونہار ظاہر وباطن اور دخل وخرج سے واقف ہیں، اگر آپ اُن کو اللہ تعالیٰ

Marfat.com

اورامت کے لیے پسندیدہ خیال کرتے ہیں تو مشاورت کی ضرورت نہیں اور اگر آپ ان کے متعلق اس کے سوا کچھ اور رائے رکھتے ہیں تو جب آپ خود راہی آخرت ہونے والے ہیں آپ اس معاملہ کو توشۂ دنیا بنا کر نہ چھوڑتے جایئے اور ویسے ہم پر تو یہی فرض ہے کہ ہم کہہ دیں کہ ہم نے سُنا اور اطاعت کی۔

اہل شام میں سے ایک شخص نے کھڑے ہو کر کہا کہ ہم نہیں جانتے کہ یہ عراقی کیا کہہ رہے ہیں، سچ یہ ہے کہ ہمارے پاس سمع و اطاعت بھی ہے اور شمشیر زنی اور حملہ آوری بھی۔ بعد ازاں لوگ متفرق ہو گئے اور احنف کی تقریر کا تذکرہ کرنے لگے۔ غرض کہ امیر معاویہ نزدیک و دور کے آدمیوں کو انعام و اکرام دیتے ان کی خاطر و مدارت اور ان پر لطف و احسان کرتے رہے تا آنکہ کثیر التعداد لوگ پختہ طور پر ان کے ساتھ ہو گئے اور انھوں نے یزید سے بیعت کر لی۔ جب اہل عراق اور اہل شام بیعت کر چکے تو امیر معاویہ ایک ہزار سوار ہمراہ لے کر حجاز کی طرف روانہ ہوئے جب وہ مدینے کے قریب پہنچے تو راستے میں سب سے پہلے حسینؓ بن علیؓ ملے۔ معاویہ نے ان کو دیکھتے ہی کہا کہ میں ایسے شتر قربانی کو مرحبا اور خوش آمدید نہ کہوں گا جس کا خون بہنے والا اور خدا ہی اسے بہا دے گا۔ انھوں نے کہا کہ سنبھل کے بولو۔ قسم بخدا ایسی باتیں میری شان کے خلاف ہیں۔ امیر معاویہ نے کہا کہ ہاں ضرور ہو بلکہ اس سے بھی بدتر کے لائق ہو۔ پھر انھیں ابن زبیر ملے ان سے کہا کہ اے زمین و نشیب کے مکار سوسمار (تجھے خوش عیشی اور فراغ بالی نصیب نہ ہو) جو اپنے سر کو سوراخ کے اندر داخل کرتا ہے اور دُم کو باہر ی زمین پر مارتا رہتا ہے اور خدا کی قسم قریب ہے کہ اس کی دُم پکڑ لی جائے اور اس کی پشت کو کوٹا جائے میرے سامنے سے دور ہو۔ چنانچہ انھوں نے اپنی سواری کو پھیر لیا۔ اس کے بعد عبدالرحمٰن بن ابوبکر ملے ان سے معاویہ نے کہا کہ اے واہی بڈھے تیری عقل جاتی رہی ہے میں تجھے اہلاً وسہلاً مرحباً نہیں کہتا۔ پھر ان کو سواری پھیر لینے کا حکم دیا۔ چنانچہ انھوں نے ایسا ہی کیا۔ پھر ابن عمر سے بھی ایسا ہی کیا۔ وہ سب کے سب امیر معاویہ کے ساتھ چلتے رہے مگر انھوں نے ان کی طرف التفات نہ کیا یہاں تک کہ وہ مدینے میں داخل ہو گئے وہ سب ان کے مکان پر گئے مگر انھوں نے ان کو اُن کے مرتبے کے مطابق اندر داخل ہونے کی اجازت نہ دی اور جس سلوک کے وہ امیدوار تھے وہ سلوک ان سے نہیں کیا۔ اس پر وہ سب مکے چلے گئے۔ معاویہ نے مدینے میں تقریر کی اور یزید کا ذکر کر کے اس کی مدح کی اور کہا کہ اب بتاؤ کہ عقل و فضل اور مرتبے کے لحاظ سے کون شخص خلافت کا اس سے زیادہ حقدار ہو سکتا

Marfat.com

ہے؟ اور میں نہیں سمجھتا کہ وہ لوگ اس حد تک جائیں گے کہ ان کی شامت وخواری کی نوبت آجائے جو ان کی جڑوں تک کو اکھاڑ پھینکیں گے اور میں نے تنبیہ کردی ہے بشرطیکہ تنبیہ سے کچھ فائدہ ہو۔ پھر بطور مثل کے یہ شعر پڑھے: (ترجمہ اشعار)

[دیکھ میں تجھ کو تنبیہ کرتا تھا کہ اے عمرو میری بات مان لے اور چلا چل۔ اگر تو نے مجھے میری طاقت سے زیادہ تکلیف دی تو میری جن باتوں سے تو خوش ہوتا تھا ان ہی سے رنجیدہ ہوگا۔ خبردار جو کچھ میں تجھ کو پلانا چاہتا ہوں ابھی سے اسے چکھ لے۔]

اس کے بعد وہ حضرت عائشہؓ کے پاس گئے۔ ان کو پہلے خبر مل چکی تھی کہ امیر معاویہ نے (حضرت) حسینؓ اور ان کے اصحاب کا ذکر کیا ہے اور کہا ہے کہ ''اگر وہ بیعت نہ کریں تو میں اُن کو قتل کردوں گا۔'' امیر معاویہ نے حضرت عائشہؓ سے ان سب کی شکایت کی انھوں نے انھیں نصیحت کی اور فرمایا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم ان لوگوں کو قتل کی دھمکی دیتے ہو امیر معاویہ بولے کہ ام المومنین وہ لوگ اس بات سے بالاتر ہیں لیکن ہوا یہ کہ میں نے یزید کے لیے بیعت طلب کی ان کے سوا سب بیعت کرچکے ہیں تو کیا آپ یہ خیال فرماتی ہیں کہ میں ایک بیعت کو پورا کرنے کے بعد توڑ دوں؟ فرمایا کہ ان سے نرمی کرو کیونکہ خدا چاہے تو وہ لوگ وہی کریں گے جو تم چاہتے ہو۔ امیر معاویہ نے کہا کہ اچھا میں ایسا ہی کروں گا۔ حضرت عائشہؓ نے معاویہ سے یہ بھی فرمایا تھا کہ تم اس بات سے بے خوف نہ ہونا کہ میں کسی شخص کو مقرر کرکے تم کو قتل کرادوں جو کچھ تم نے میرے بھائی (ان کی مراد محمد بن ابوبکر سے تھی) کے ساتھ کیا ہے وہ خود تم کو خوب معلوم ہے۔ امیر معاویہ نے کہا ہرگز نہیں اے ام المومنین میں ایک پُر امن مکان میں ہوں۔''[۳]

جب تک مشیت ایزدی تھی وہ مدینے میں قیام پذیر رہے پھر وہاں سے مکے کے لئے روانہ ہوئے۔ لوگ ان سے ملنے آنے لگے۔ ان (مذکور الصدر) حضرات نے بھی کہا کہ آؤ ہم بھی معاویہ سے ملیں شائد وہ اپنے کیے پر نادم وشرمسار ہوں۔ چنانچہ ان سب نے امیر معاویہ سے بطن مُر کے مقام پر ملاقات کی۔ سب سے پہلے (حضرت) حسینؓ ان سے ملے۔ امیر معاویہ نے کہا ''اہلاً و مرحباً۔ اے رسول اللہ ﷺ کے بیٹے اور جوان مسلمانوں کے سردار۔'' پھر ان کے لیے ایک سواری مہیا کرنے کا حکم دیا اور اپنے ہمراہ لے کر چلے اسی طرح باقی حضرات سے بھی کہا ان سب کو اس طرح ساتھ لے کر چلے کہ اُن کے ساتھ ان کے سوا اور کوئی آس پاس نہ تھا، تا آنکہ وہ مکہ پہنچ گئے۔ اس طرح داخلین میں وہ

Marfat.com

لوگ سب سے اول اور خارجین میں سب سے پیچھے تھے پھر کوئی ایسا دن خالی نہ جاتا کہ امیر معاویہ ان کو انعام و اکرام نہ دیتے ہوں۔ تاہم ان سے معاملہ معلومہ کے متعلق کوئی بات نہ کی حتیٰ کہ انھوں نے مناسک پورے کیے ان کا ساز و سامان لاد دیا گیا اور ان کے چلنے کا وقت آ گیا۔ یہ دیکھ کر ان حضرات میں سے ایک نے دوسرے سے کہا کہ دیکھو دھوکا مت کھاؤ۔ امیر معاویہ جو کچھ کر رہے ہیں وہ تمہاری محبت کی بنا پر نہیں ہے بلکہ اس سے وہ اپنا مقصد حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ اس لیے تم اس سب کے جواب تیار رکھو چنانچہ ان سب نے اس پر اتفاق کیا کہ ابن زبیرؓ امیر معاویہ سے گفتگو کریں۔ امیر معاویہ نے ان سب کو اپنے پاس بلایا اور کہا کہ آپ سب صاحبوں نے دیکھ لیا ہے کہ میں آپ سے کیسا اچھا سلوک کرتا ہوں، صلہ رحم کرتا ہوں اور آپ کی زیر باری لیتا ہوں۔ یزید آپ کا بھائی اور عمزاد ہے اور میرا ارادہ ہے کہ آپ لوگ اس کو خلیفہ کے لقب سے مقدم و ممتاز کریں مگر عزل و امر سب کچھ آپ کے پاس ہی رہے۔ آپ ہی خراج و مال وغیرہ تقسیم کیجیے۔ وہ ان معاملات میں کسی قسم کا دخل نہ دے گا۔ وہ سب کے سب خاموش رہے اس پر امیر معاویہ نے دو مرتبہ ان سے پوچھا کیا آپ لوگ منظور نہیں کرتے پھر ابن زبیرؓ کی طرف مخاطب ہو کر بولے کہ مجھے اپنی جان کی قسم ہے کہ آپ ان حضرات کے خطیب ہیں ۔کہاہاں۔ ہم چاہتے ہیں کہ آپ تین امور میں سے کوئی سا امر اختیار کر لیں۔ امیر معاویہ نے کہا کہ آپ ان امور کو پیش کیجیے۔ ابن زبیرؓ نے کہا کہ وہ یہ ہیں یا تو آپ وہ کیجیے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا تھا۔ یا وہ کیجیے جو ابوبکرؓ نے کیا تھا یا ویسا کیجیے جیسا عمرؓ نے کیا تھا۔ معاویہ نے پوچھا انھوں نے کیا کیا تھا کہا کہ ''رسول اللہؐ نے ایسی حالت میں وفات پائی تھی کہ انھوں نے کسی کو خلیفہ مقرر نہیں فرمایا تھا مگر لوگوں نے حضرت ابوبکرؓ کو منتخب کر لیا۔'' امیر نے کہا کہ تم میں ابوبکرؓ جیسا کوئی شخص نہیں ہے اور مجھے اختلاف کا خوف ہے۔ ان حضرات نے کہا کہ ''ہاں آپ بجا کہتے ہیں تو پھر وہ کیجیے جو ابوبکرؓ نے کیا تھا اور وہ یہ کہ انھوں نے قریش کے ایک دور کے شخص سے جو ان کے عزیزوں میں سے نہیں تھا عہد خلافت لیا اگر آپ چاہیں تو وہ کریں جو حضرت عمرؓ نے کیا تھا یعنی یہ کہ انھوں نے چھ ایسے آدمیوں کی مجلس شوریٰ بنائی جن میں سے ایک بھی ان کی اولاد یا اعزہ میں سے نہ تھا۔'' امیر معاویہ نے کہا کہ کیا تم اس کے علاوہ کچھ کہنا چاہتے ہو۔ کہا نہیں۔ پھر باقی صاحبوں سے پوچھا کہ ''آپ لوگ کیا کہتے ہیں۔'' انھوں نے جواب دیا کہ ''ہمارا وہی قول ہے جو ابن زبیرؓ کا ہے۔'' امیر معاویہ بولے کہ میں چاہتا ہوں کہ آپ کو

Marfat.com

پہلے ہی سے یہ بات جتادوں کہ جو ڈرا دیا وہ اپنا عذر پورا کر چکا۔ میں اب لوگوں سے خطاب کرنے جا رہا ہوں ایسا نہ ہو کہ آپ لوگوں میں سے کوئی کھڑا ہو کر لوگوں کے سامنے میری تکذیب کرے تو میں اسے برداشت کرلوں اور اسے معاف کردوں میں ایک تقریر کرنے والا ہوں اور قسم بخدا کہ اگر آپ میں سے کسی نے میری بات کو رد کیا تو ابھی دوسری بات اس کے منہ تک نہ آنے پائی گی کہ تلوار اس کے سر تک پہنچ جائے گی لہٰذا ظاہر ہے کہ ہر شخص اپنے اوپر ہی رحم کرے گا۔ یہ کہہ کر ان کی موجودگی میں اپنے محافظ (صاحب حرس) کو بلایا اور کہا کہ ان میں سے ہر ایک کے سر پر دو دو آدمیوں کو تلوار دے کر کھڑا کردو اگر ان میں سے کوئی تصدیق یا تکذیب کے ساتھ میری بات کاٹے تو ان دونوں کو چاہیے کہ تلوار سے اس کا کام تمام کردیں اس کے بعد امیر معاویہ اور ان کے ساتھ وہ سب بھی باہر نکلے۔ امیر معاویہ نے منبر پر چڑھ کر تقریر کرنا شروع کی جس میں خدائے تعالیٰ کی حمد و ثناء کے بعد کہا کہ اس جماعت میں مسلمانوں کے سردار اور بہترین لوگ شامل ہیں کوئی امر بغیر ان کے پورا نہیں ہوتا اور بغیر ان کے مشورے کے نہیں کیا جاتا یہ حضرات راضی ہیں اور یزید سے بیعت کرتے ہیں اس لیے تم سب بھی خدا کا نام لے کر بیعت کرلو چنانچہ لوگوں نے بیعت کی کیونکہ وہ ان حضرات کی بیعت ہی کے منتظر تھے۔

اس کے بعد امیر معاویہ سوار ہو کر مدینے کی طرف چلے گئے۔ جب لوگ ان حضرات مذکور الصدر سے ملے تو انھوں نے کہا کہ آپ لوگوں کو تو یہ زعم تھا کہ ہم یزید سے بیعت نہ کریں گے پھر آپ لوگ کیوں راضی ہوگئے اور اطاعت کرکے بیعت کیوں کرلی۔ انھوں نے کہا کہ خدا کی قسم ہم نے ایسا ہی کیا لوگوں نے کہا کہ ''مگر آپ کو کس بات نے اس شخص (معاویہ) کی بات کو رد کرنے سے روکا تھا۔'' کہا کہ ہم لوگ بے کسی کے عالم میں تھے اور قتل ہونے سے ڈرتے تھے۔

غرض جب اہل مدینہ بیعت کر چکے تو امیر معاویہ شام کی طرف واپس گئے اور بنو ہاشم پر ظلم ڈھانا شروع کیا۔ ابن عباس نے ان سے جا کر کہا آپ ہم پر یہ کیسا ظلم کر رہے ہیں معاویہ نے کہا کہ تمہارے ساتھی نے یزید کی بیعت سے انکار کیا تب تم نے اس کو ناپسند نہ کیا۔ ابن عباس نے کہا کہ اے معاویہ مجھے تو عادت ہے میں ساحل کے کسی مقام میں جا کر اقامت کروں گا پھر ایسی گفتگو کروں گا جس کو آپ جان لوگے اور سب لوگوں کو دعوت دوں گا کہ آپ کے خلاف خروج کریں۔ معاویہ بولے کہ اے ابو عباس تم لوگوں کو دیا جائے گا اور تم لوگ خوش کیے جاؤ گے اور اپنے ارادوں سے لوٹائے جاؤ گے۔

Marfat.com

ایک بیان یہ بھی ہے کہ ابن عمر نے معاویہ سے کہا تھا کہ میں آپ سے اس شرط پر بیعت کرتا ہوں کہ جس امر پر امت کا اجتماع ہوگا میں اسے قبول کروں گا یہاں تک کہ امت کا اجتماع اگر کسی حبشی پر ہوا تو میں بھی اس اجتماع میں شامل ہوں گا یہ کہہ کر وہ مکان کے اندر چلے گئے دروازہ بند کرلیا اور کسی کو اندر داخل ہونے کی اجازت نہ دی۔

میں (یعنی ابن اثیر) یہ کہتا ہوں کہ عبدالرحمٰن بن ابوبکر کا ذکر اس واقعہ میں درست نہیں ہے کیونکہ ان کی وفات ۵۳ھ میں ہو چکی تھی۔ ان کا ذکر اس واقعہ میں صرف اس صورت میں درست ہوسکتا ہے جب ان کی وفات کا سال ۵۶ھ کے بعد مانا جائے۔

سعید بن عثمان بن عفان کی خراسان پر تقرری

اس سال معاویہ نے سعید بن عثمان بن عفان کو خراسان پر مقرر کیا اور ابن زیاد کو معزول کیا۔ اس کا سبب یہ ہوا کہ سعید نے امیر معاویہ سے خراسان پر مقرر ہونے کی درخواست کی۔ معاویہ نے کہا کہ وہاں تو عبداللہ ابن زیاد ہے سعید نے کہا کہ خدا کی قسم میرے والد نے آپ پر وہ احسانات کیے ہیں جن سے آپ اس غایت کو پہنچ گئے کہ نہ کوئی آپ کا مقابلہ کرسکتا ہے اور نہ اس بلندی پر پہنچ سکتا ہے مگر آپ نے ان کی مصیبت کا بدلہ دیا اور نہ ان کی جزا دی علاوہ اس کے آپ نے اس شخص (یعنی یزید) کو مقدم کردیا اور لوگوں سے اس کے لیے بیعت لے لی حالانکہ بخدا میں اپنے باپ، اپنی ماں اور خود اپنے نفس کے لحاظ سے اس سے بہتر ہوں۔ امیر معاویہ نے کہا کہ اس میں شک نہیں کہ تمہارے والد کی مصیبت کی جزا ہم پر واجب ہے، باقی رہا ان کو مشکور کرنا سو وہ یہ ہے کہ میں نے ان کے خون کا بدلہ لیا اور یزید پر تمہاری فضیلت کا حال یہ ہے کہ تمہارے والد مجھ سے افضل تھے، جہاں تک تمہاری اور یزید کی ماؤں کا ذکر ہے تو مجھے قسم ہے اپنی جان کی کہ قبیلۂ قریش کی عورت، قبیلہ کلب کی عورت سے اچھی ہوتی ہے۔ باقی رہی تمہاری فضیلت یزید پر سو میں نہیں چاہتا کہ غوطہ تم جیسے آدمیوں سے بھر جائے۔ اس پر یزید نے کہا کہ اے امیر المومنین یہ آپ کے برادر عم زاد ہیں اور آپ کا فرض ہے کہ ان کے امر میں غور فرمائیں وہ آپ سے ناراض ہوگئے ہیں۔ آپ ان کی ناراضگی کو دور فرمایئے۔ چنانچہ امیر معاویہ نے سعید بن عثمانؓ کو خراسان کے امور حرب کا والی مقرر کردیا اور اسحٰق بن طلحہ کو اس کے خراج وصول کرنے پر

Marfat.com

لگایا۔ اسحٰق امیر معاویہ کے خالہ زاد بھائی تھے۔ ان کی والدہ ام ابان بنت عتبہ بن ربیعہ تھیں مگر کیونکہ وہ رے پہنچ کر فوت ہو گئے اس لیے امیر معاویہ نے سعید ہی کو جنگ اور خراج کے امور پر مقرر کر دیا۔

جب سعید بن عثمان خراسان آئے تو دریا کو عبور کر کے سمرقند تک گئے وہاں اہل صغد نے ان پر خروج کیا اور ایک دن رات تک توقف کیا لیکن باہم جنگ نہیں ہوئی اس پر مالک ابن الریب نے یہ شعر کہا کہ:

ما زلت یوم الصغد ترعد واقفا　　من الجبن حتی خفت عن تتنصرا

[تو جنگ صغد کے دن اپنی بزدلی کی وجہ سے اس طرح کھڑا کانپتا رہا کہ مجھے یہ خوف پیدا ہو گیا کہ تو نصرانی ہو گیا ہے۔]

کہیں دوسرے دن سعید نے حملہ کیا اور ان کو پسپا کر کے ان کے شہر کا محاصرہ کر لیا۔ انھوں نے صلح کر لی اور اپنے ہاں کے عظماء شہر کے پچاس لڑکے بطور یرغمال ان کو دیے بعدازاں وہ وہاں سے شہر ترمذ گئے اور اس کو صلح سے فتح کر لیا مگر اہل سمرقند سے وفا نہ کی اور ان کے لڑکوں کو لیے ہوئے مدینے پہنچے۔ ان کے ہمراہیوں میں سے قثم بن عباس بن عبدالمطلب شہید ہوئے۔

وفیات: اس سال ام المومنین حضرت جویریہؓ بنت حارث نے انتقال کیا۔

۞ ۞ ۞

حواشی و حوالہ جات

۱۔ الاحقاف: ۱۷۔

۲۔ حضرت عائشہؓ کا حجرہ مسجد نبوی سے متصل تھا۔ مسجد نبوی میں ہونے والی تمام گفتگو، تقاریر اور خطبوں کو وہ سنا کرتی تھیں اور جہاں مناسب سمجھتیں اس کا بروقت جواب بھی دیتی تھیں۔

۳۔ اس سے حضرت امیر معاویہ کی مراد یہ تھی کہ حرم میں ہونے کی وجہ سے انہیں کوئی نقصان نہیں پہنچ سکتا۔

۴۔ یزید کی ماں میسون بنت بحدل کلبی کا تعلق شام کے بااثر قبیلے بنو کلب سے تھا جبکہ سعید کی والدہ فاطمہ بنت ولید بن مغیرہ مخزومیہ کا تعلق قبیلہ قریش سے تھا۔

۞ ۞ ۞

Marfat.com

سترہواں باب

۵۷ھ کے واقعات

اس سال عبداللہ بن قیس نے بلا دروم میں موسم سرما بسر کیا۔

اسی سال مروان بن حکم مدینے سے معزول ہوا اور اس کی جگہ ولید بن عتبہ بن ابی سفیان مقرر ہوئے یہ بھی کہا جاتا ہے کہ مروان اس سال معزول نہیں ہوئے۔

اس سال کوفہ میں ضحاک بن قیس، بصرہ پر عبیداللہ بن زیاد اور خراسان پر سعید بن عثمانؓ بن عفان حاکم تھے۔

اسی سال (اور بہ روایت ۵۹ھ میں) عبداللہ بن عامر اور عبداللہ بن قدامتہ السعدی نے انتقال کیا۔ موخرالذکر صحابیوں میں سے تھے۔ کہتے ہیں کہ ان کا نام عبداللہ بن عمرو بن وقدان السعدی تھا اور وہ سعدی اس وجہ سے کہلاتے ہیں کہ ان کے والد، جو بنو عامر ابن لوی میں سے تھے، نے بنو سعد ابن بکر میں رضاعت پائی تھی۔

اسی سال عثمان بن شبیہ بن ابی طلحہ العبدری نے بھی انتقال کیا جو بنو شیبہ کے جد امجد تھے جو کعبہ کے خدام تھے اور اس کی کنجی اب تک ان ہی کی تحویل میں چلی آتی ہے۔ وہ فتح مکہ کے دن (اور ایک روایت یہ ہے کہ جنگ حنین کے دن) ایمان لائے تھے۔

اسی سال جبیر بن نوفل القرشی نے انتقال کیا وہ صحابی تھے۔

اسی سال رسول اللہ ﷺ کی زوجہ مطہرہ حضرت ام سلمہؓ نے بھی انتقال کیا۔ یہ بھی کہتے ہیں کہ وہ حضرت حسینؓ کی شہادت کے وقت بقید حیات تھیں۔

Marfat.com

اٹھارہواں باب:

۵۸ھ کے واقعات

اس سال مالک بن عبداللہ خثعمی نے بلاد روم میں عمرو بن یزید جہنی (اور بقول بعض جنادہ بن ابی امیہ) نے بحری جنگ کی۔

کوفہ پر ابن ام الحکم کی تقرری

اس سال امیر معاویہ نے ضحاک بن قیس کو کوفہ سے معزول کر کے عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن عثمان ثقفی کو اس کی جگہ مقرر کیا۔ اسی کو ام الحکم کہتے ہیں اور وہ امیر معاویہ کا بھانجا تھا۔ ان ہی کی عملداری کے دوران اس سال ان خوارج نے خروج کیا جن کو مغیرہ بن شعبہ نے قید کر رکھا تھا۔ حیان بن ظبیان السلمی اور معاذ بن جوین طائی نے ان کو جمع کر کے تقریریں کیں اور ان کو جہاد کے لیے برانگیختہ کیا چنانچہ انھوں نے حیان ابن ظبیان سے بیعت کی اور مقام بانقیا پر حملہ آور ہوئے ان کی سرزنش کے لیے کوفے سے فوج پہنچی جس نے ان سب کو قتل کر دیا۔

اس کے بعد اہل کوفہ نے عبدالرحمٰن ابن ام الحکم کو اس کے سوء اخلاق کی وجہ سے نکال باہر کیا۔ وہ اپنے ماموں امیر معاویہ سے جاملا جنھوں نے اس کو والی مصر بنا دیا۔ مصر سے دو منزل کے فاصلے پر اس کو معاویہ بن حدیج ملے جنھوں نے کہا ''تم اپنے ماموں کے پاس چلے جاؤ مجھے اپنی جان کی قسم ہے کہ تم نے ہمارے بھائی اہل کوفہ کے ساتھ جن عادات و خصائل سے کام لیا ہے وہ ہمارے ہاں کام نہیں آئے گی۔'' چنانچہ وہ امیر معاویہ کے پاس واپس چلے گئے ادھر معاویہ بن حدیج بھی امیر معاویہ کے پاس پہنچے جب وہ امیر معاویہ کے پاس آئے تو ان کی تعظیم کے لیے راستوں پر ریحان کے گلدستے بنا کر

Marfat.com

راستے آراستہ کیے جاتے تھے۔ الغرض جب معاویہ بن حدیج معاویہ کے پاس پہنچے تو ان کی ہمشیرہ ام الحکم ان کے پاس موجود تھیں۔ انھوں نے پوچھا "یہ کون ہیں؟" امیر نے کہا "یہ تو معاویہ بن حدیج ہیں۔" ام الحکم بولیں "خدا کرے کہ انھیں خوش عیشی نصیب نہ ہو۔ ان پر تو وہی مثال پھبتی ہے کہ تسمع بالمعیدی خیر من ان تراہ (یعنی معیدی کا نام سنتے رہنا اس کے دیکھنے سے بہتر ہے)۔" معاویہ بن حدیج یہ فقرہ سن کر کہنے لگے "بس بس ام الحکم ذرا سنبھل کے۔ قسم بخدا آپ نے نکاح کیا مگر بزرگی نہیں پائی۔ آپ نے بیٹا پیدا کیا مگر نجیب و شریف نہ پیدا کیا۔ کیا آپ یہ چاہتی ہیں کہ آپ کا یہ فاسق بیٹا ہمارے ہاں آ کر بھی اسی طرح رہے جس طرح وہ ہمارے کوفے کے بھائیوں میں رہا ہے مگر خدائے تعالیٰ نے اس کو یہ دکھلانا ہی نہیں چاہتا اور اگر اس نے ایسا کیا تو خواہ ان کے سامنے بیٹھنے والے بزرگ کو ناگوار ہی کیوں نہ ہو مگر ہم اسے ایسی مار ماریں گے کہ پھر اُسے سنبھلتے نہ بنے گی۔" امیر معاویہ نے ام الحکم کی طرف مخاطب ہو کر کہا "بس اب چپ ہو جاؤ" لہٰذا وہ خاموش ہو گئیں۔

طوّاف بن غلاق کا خروج

بصرہ میں خوارج کی ایک جماعت تھی جو جدار نام ایک شخص کے پاس جمع ہوئی، اس سے گفتگو کرتی اور حاکم کی عیب جوئی کرتی تھی۔ ابن زیاد نے اس جماعت کو قید کر دیا پھر ان سب کو بلایا اور یہ شرط ان سب کے سامنے پیش کی کہ اگر وہ ایک دوسرے سے لڑیں تو قاتلوں کو رہا کر دیا جائے گا۔ چنانچہ وہ آپس میں لڑے اور ابن زیاد نے قاتلین کو رہا کر دیا۔ ان قاتلین میں طوّاف بھی تھا اس کے اصحاب نے اسے لعنت کی اور کہا کہ تم نے اپنے بھائیوں کو قتل کر دیا۔ اس نے جواب دیا کہ ہم کو یہ امر ناپسند ضرور تھا اور جو آدمی اپنے ایمان پر ہے وہ کفر کو ضرور ناپسند کرتا ہے۔ اس طرح طوّاف اور اس کے اصحاب پشیمان ہوئے تو انھوں نے جواب دیا کہ اچھا ہم توبہ کیے لیتے ہیں۔ چنانچہ وہ لوگ رویا کرتے تھے پھر انھوں نے مقتولین کے وارثوں کو خوں بہا پیش کیا مگر انہوں نے لینے سے انکار کیا۔ طوّاف نے ھثھاث بن ثور سُدوسی سے مل کر دریافت کیا کہ کیا ہمارے لیے توبہ کرنے کا کوئی ذریعہ نہیں؟ کہا کہ میں کتاب اللہ میں صرف ایک آیت تمہارے مطلب کی پاتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ:

ثُمَّ اِنَّ رَبَّکَ لِلَّذِیْنَ هَاجَرُوْا مِنْۢ بَعْدِ مَا فُتِنُوْا ثُمَّ جَاهَدُوْا وَصَبَرُوْٓا اِنَّ

Marfat.com

رَبَّکَ مِنْ بَعْدِهَا لَغَفُورٌ رَّحِیْمٌ ۱؎

[جن لوگوں کا حال یہ ہے کہ جب (ایمان لانے کی وجہ سے) وہ ستائے گئے تو انھوں نے گھر بار چھوڑ دیئے، ہجرت کی، راہِ خدا میں سختیاں جھیلیں اور صبر سے کام لیا، ان کے لئے یقیناً تیرا رب غفور الرحیم ہے۔]

لہٰذا طوّاف نے اپنے اصحاب کو خروج اور ابن زیاد کو اچانک قتل کر دینے کی دعوت دی۔ انھوں نے ۵۸ھ میں طوّاف سے بیعت کی وہ اہل بصرہ میں سے بنو عبدالقیس کے ستر آدمی تھے۔ ان ہی میں سے ایک شخص نے ابن زیاد کے پاس اس تمام معاملے کی مخبری کر دی اور یہ بات طوّاف کو بھی معلوم ہوگئی اس لئے اس نے خروج کرنے میں عجلت سے کام لیا چنانچہ وہ لوگ اُسی رات کو روانہ ہو گئے۔ انھوں نے ایک شخص کو قتل کیا اور مقام جُلجاء ۲؎ کی طرف روانہ ہو گئے ابن زیاد نے بخاریہ کے پولیس افسر کو بلا کر ان پر تاخت کا حکم دیا مگر جنگ میں زیاد کے پولیس افسر کو شکست ہوئی۔ ہوتے ہوتے وہ بصرہ میں داخل ہو گئے اور خوارج ان کا تعاقب کرتے ہوئے شہر میں آ گئے۔ وہ عید الفطر کا دن تھا اور لوگ بکثرت جمع تھے ان سے معرکہ ہوا۔ خوارج قتل ہوئے اور صرف طوّاف اور چھ آدمی باقی رہ گئے۔ اس کے گھوڑے کو پیاس لگی اس نے اسے پانی میں ڈال دیا۔ ادھر سے بخاریہ کے پولیس افسر کے لوگوں میں سے ایک شخص نے اسے تیر مار کر قتل کر دیا پھر اسے پھانسی پر لٹکا دیا بعدازاں اس کے اہل وعیال نے اسے دفن کر دیا ان کے ایک شاعر نے یہ اشعار کہے۔ (ترجمہ اشعار):

[اے اللہ مجھے تقویٰ اور ثابت قدمی عطا فرما اور میری مہمات میں تو میرے لیے کافی ہو جا کیونکہ تو ہی رازق اور کافی ہے۔ یہاں تک کہ میں اس فانی چیز کو اس چیز کے بدلے فروخت کروں جو مرداس، طوّاف، کہمش اور ابوشعثاء کے طریقے پر باقی رہنے والی ہے۔ جو تیز رو مجاہدین تھے۔]

عروہ بن اُدیّہ خارجی کا قتل

اس سال عبیداللہ بن زیاد نے خوارج پر بہت سختیاں کیں اور ان میں سے ایک جماعت کثیرہ کو قتل کر دیا ان ہی مقتولین میں عروہ بن اُدیّہ بھی تھا جو ابو بلال مرداس بن اُدیّہ کا بھائی تھا۔ اُدیّہ ان دونوں کی ماں کا نام تھا۔ ان کا باپ حدیر تیمی تھا۔ اس کے قتل کا سبب یہ ہوا کہ ایک مرتبہ ابن زیاد

Marfat.com

گھوڑ دوڑ دیکھنے گیا وہ بیٹھا ہوا گھوڑوں کو دیکھ رہا تھا کہ اس کے پاس چند آدمی آئے جن میں عروہ بھی تھا وہ آگے بڑھ کر ابن زیاد کو نصیحتیں کرنے لگا چنانچہ اور باتوں میں یہ بھی کہا کہ

اَتَبۡنُوۡنَ بِکُلِّ رِیۡعٍ اٰیَۃً تَعۡبَثُوۡنَ. وَتَتَّخِذُوۡنَ مَصَانِعَ لَعَلَّکُمۡ تَخۡلُدُوۡنَ. وَاِذَا بَطَشۡتُمۡ بَطَشۡتُمۡ جَبَّارِیۡنَ ۳

[یہ تمہارا کیا حال ہے کہ ہر اونچے مقام پر لاحاصل ایک یادگار عمارت بناڈالتے ہو اور بڑے بڑے قصر تعمیر کرتے ہو گویا تمہیں ہمیشہ یہاں رہنا ہے اور جب کسی پر ہاتھ ڈالتے ہو تو جبار بن کر ڈالتے ہو۔]

ابن زیاد نے سوچا کہ عروہ کو اس کی ہمت اس لئے ہوئی کہ اس کے ساتھ اس کے حمایتی ہیں۔ اس وقت تو وہ گھڑ دوڑ کو ویسا ہی چھوڑ کر چلا گیا۔ عروہ سے کہا گیا کہ ابن زیاد تجھے ضرور قتل کر دے گا۔ یہ سن کر وہ وہاں سے فرار ہو گیا اور کوفہ پہنچا مگر وہاں گرفتار ہو کر ابن زیاد کے سامنے پیش ہوا۔ اس نے اس کے دونوں ہاتھ اور پاؤں کاٹ کر قتل کر دیا۔ یہ بھی کہتے ہیں کہ اس کی بیٹی کو بھی قتل کر دیا البتہ اس کا بھائی ابو بلال مرداس ایک عابد، مجتہد اور خوارج میں عظیم القدر شخص تھا۔ وہ حضرت علیؓ کے ساتھ جنگ صفین میں شریک تھا مگر اس نے تحکیم کو پسند نہ کیا بعدازاں وہ نہروان میں خوارج کے ساتھ تھا اور تمام خوارج بالاتفاق اس کو اپنا سردار مانتے تھے۔ اس نے ابن عامر کو ایک قبا پہنے دیکھا اور اظہار ناپسندیدگی کیا اور کہا کہ یہ فاسقوں کا لباس ہے۔ ابوبکرہ نے کہا حاکم کے حق میں ایسا نہ کہو کیونکہ جو شخص سلطان سے بغض رکھتا ہے اس سے خدائے تعالیٰ بھی بغض رکھتا ہے۔ وہ بغیر دریافت حال کے کسی کے قتل کو ناجائز اور عورتوں کے خروج کو حرام قرار دیتا تھا وہ کہا کرتا تھا کہ ہم صرف اسی سے لڑتے ہیں جو ہم سے لڑے اور اسی کو خراج ادا کرتے ہیں جو ہماری حمایت کرے۔ بنو یربوع میں بثجاء نامی ایک عورت تھی وہ لوگوں کو ابن زیاد کے برخلاف بھڑکایا کرتی تھی اور اس کے ظلم وستم اور سوء سیرت کا ذکر کیا کرتی تھی۔ یہ خوارج کے مجتہدین میں سے تھی۔ ابن زیاد نے اس کا ذکر کیا ابو بلال نے اس سے کہا کہ تقیہ ضرورت پر جائز ہے تم کہیں چھپ جاؤ کیونکہ اس جبار نے تمہارا ذکر کیا ہے۔ بثجاء نے جواب دیا ''اگر میں روپوش ہو گئی تو مجھے یہ خوف ہے کہ کہیں میرے بدلے کوئی دوسرا شخص محض ظلم وستم سے گرفتار نہ ہو جائے۔'' چنانچہ ابن زیاد نے اسے گرفتار کرا کے اس کے دونوں ہاتھ اور پاؤں کٹوا دیئے۔ ابو بلال بازار سے گزرا تو اسے دیکھ

Marfat.com

کر (تاسف سے) اپنی داڑھی کے بال چبانے لگا اور خود سے کہا "اے مرداس کیا یہ عورت موت کے لئے تجھ سے زیادہ خوش ہے؟ میرے نزدیک بثجاء کی موت سے زیادہ اور کوئی موت پسندیدہ نہیں۔"

ایک مرتبہ ابو بلال کا گزر ایک اونٹ پر ہوا جس پر قطران لیپا ہوا تھا وہ غش کھا کر گر گیا اور جب ہوش میں آیا تو قرآن کریم کی یہ آیت پڑھی، سَرَابِيلُهُم مِّن قَطِرَانٍ وَتَغْشَىٰ وُجُوهَهُمُ النَّارُ ؎ [(اس روز تم مجرموں کو دیکھو گے کہ) تارکول کے لباس پہنے ہوئے ہوں گے اور آگ کے شعلے ان کے چہروں پر چھائے جا رہے ہوں گے۔]

ابن زیاد نے نہایت شدت سے خوارج کی پکڑ دھکڑ شروع کی اور ان سے قید خانوں کو بھر دیا۔ وہ ابو بلال کو اس کے بھائی عروہ کی موت سے پہلے قید کر چکا تھا۔ قید خانے کا داروغہ اس کی عبادت دیکھتا تھا (اس کا دل پسیجا) اور اس نے ابو بلال کو ہر رات اپنے گھر جانے کی اجازت دے دی۔ چنانچہ ابو بلال ہر رات کو اپنے گھر چلا جاتا اور علی الصبح واپس آ جاتا۔ ابو بلال مرداس کا ایک دوست ابن زیاد کا ہم نشین تھا۔ ایک رات ابن زیاد نے اس سے خوارج کا ذکر کیا اور ان کے قتل کا ارادہ ظاہر کیا۔ ابو بلال مرداس کے دوست نے اسے یہ خبر سنا دی۔

اس بات کی خبر قید خانے کے داروغہ کو بھی ہوگئی۔ اس نے سخت تشویش میں رات گزاری کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ ابو بلال مرداس کو یہ معلوم ہو جائے اور وہ صبح واپس نہ آئے۔ مگر ابو بلال حسبِ سابق رات اپنے گھر میں گزار کر جیل خانے پہنچ گیا۔ قید خانے کے داروغہ نے اس سے پوچھا کہ کیا آپ کو امیر کے ارادے کی خبر نہیں ہوگئی تھی؟ ابو بلال نے جواب دیا "ہاں ہوگئی تھی۔" داروغہ نے پوچھا کہ "پھر بھی آپ آ گئے؟" مرداس نے جواباً کہا "ہاں کیونکہ تمہارے احسانات کا میری طرف سے یہ بدلہ نہیں ہونا چاہیے تھا کہ میری جگہ تم کو سزا ہوتی۔" الغرض دوسری صبح ابن زیاد نے خوارج کو قتل کیا۔ جب ابو بلال مرداس کو حاضر کیا گیا تو قید خانے کے داروغہ (جو عبیداللہ ابن زیاد کا رضاعی بھائی تھا) نے اس کی سفارش کی اور تمام قصہ بیان کیا چنانچہ ابن زیاد نے ابو بلال مرداس کو اس کے حوالے کر کے آزاد کر دیا۔

مگر چونکہ ابو بلال کو ابن زیاد سے خوف تھا اس لیے وہ چالیس آدمیوں کو ہمراہ لے کر اہواز چلا گیا۔ راستے میں جب بیت المال کے پاس سے گزرا تو اس میں سے اپنا اور اپنے ہمراہیوں کا حصہ نکال کر باقی چھوڑ دیا۔ ابن زیاد نے ان کی نقل و حرکت کی خبر پا کر ۶۰ھ میں دو ہزار آدمیوں کا ایک لشکر

Marfat.com

ان کی گوشمالی کے لیے روانہ کیا جس کا سردار اسلم بن زرعہ کلابی تھا۔

ایک روایت یہ بھی ہے کہ وہ ابوزرعہ نہیں بلکہ ابوحصین تیمی تھا۔ بہرحال جب سرکاری فوج ابوبلال کے سامنے پہنچی تو اس نے ان کو خدا کی قسم دے کر کہا کہ وہ ان سے نہ لڑیں مگر سرکاری فوج نہ مانی۔ اسلم بن زرارہ نے ان خوارج کو جماعت کی طرف واپس آنے کی دعوت دی۔ انھوں نے کہا کہ تم ہم کو ابن زیاد جیسے فاسق آدمی کی طرف بلاتے ہو؟ یہ سُن کر اسلم کے ایک لشکری نے ابوبلال کے ایک آدمی کو تیر مار کر ہلاک کر دیا۔ ابوبلال نے کہا کہ تم نے جنگ کی ابتدا کی ہے۔ پھر کیا تھا ابوبلال کے خوارج نے اسلم کی فوج پر یک جان ہو کر شدید حملہ کیا اور ان کو بھگا دیا۔ وہ شکست کھا کر بصرہ واپس چلے گئے جہاں ابن زیاد نے اسلم کو ملامت کی اور کہا کہ تم کو چالیس آدمیوں نے بھگا دیا حالانکہ تمہارے ساتھ دو ہزار آدمی تھے تم میں کوئی بھلائی نہیں۔ اسلم نے جواب دیا کہ آپ کو مجھے میری زندگی میں ملامت کرنا اس سے بہتر ہے کہ آپ میرے مرنے کے بعد میری تعریف کریں۔ نوبت یہاں تک پہنچ گئی تھی کہ بازار میں لڑکے جب اسلم بن زرارہ کو دیکھتے تو اس کے پیچھے پیچھے شور مچا کر چلتے اور کہتے ''دیکھنا دیکھنا ابوبلال تمہارے پیچھے آ رہا ہے۔'' اسلم نے ابن زیاد سے اس بات کی شکایت کی اُس نے لڑکوں کو ایسا کرنے سے منع کیا اور وہ باز آ گئے۔ اس بارے میں خوارج میں سے کسی نے یہ دو اشعار کہے۔ (ترجمہ اشعار):

[کیا تم کو یہ زعم ہے کہ تمہارے دو ہزار آدمی مومنین ہیں حالانکہ ان کو چالیس لوگ آسک میں قتل کر ڈالتے ہیں۔ تم جھوٹے ہو جیسا تم سمجھتے ہو ویسا نہیں بلکہ خوارج ہی مومنین ہیں۔]

متفرق واقعات/ وفیات

اس سال ولید بن عتبہ نے لوگوں کے ساتھ حج کیا۔

☆ عقبہ بن عامر جہنی نے انتقال کیا۔ وہ صحابہ میں سے تھے اور امیر معاویہ کے ساتھ جنگ صفین میں شریک تھے۔ اسی سال ☆ اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ نے انتقال فرمایا۔ اسی سال ☆ سمرۃ بن جندب اور ☆ مالک بن عباد الغافقی نے انتقال کیا یہ دونوں حضرات صحابہ کرام میں سے تھے۔ اسی سال ☆ عمیرہ بن یثربی نے، جو بصرہ کے قاضی تھے، انتقال کیا اور ان کی جگہ ہشام بن ہبیرہ مقرر ہوئے۔

Marfat.com

حواشی وحوالہ جات:

1. النحل:۱۱۰۔
2. عقبہ اور قاع کے مابین ایک مقام تھا جو زبیدیہ کے نام سے مشہور تھا۔ جلحاء اس کا ایک موضع تھا۔ (معجم البلدان، ج۲، ص۱۵۰)
3. الشعراء:۱۲۸-۱۳۰۔
4. ابراہیم:۵۰۔

Marfat.com

انیسواں باب:

۵۹ھ کے واقعات

اس سال عمرو بن مرۃ جہنی نے بلاد روم میں موسم سرما بسر کیا۔ جنادہ بن ابی امیہ نے بحر میں جنگ کی یہ بھی کیا جاتا ہے کہ اس سال بحر میں جنگ بالکل نہیں ہوئی۔

اسی سال عبدالرحمٰن بن ام الحکم کوفے سے معزول ہوا اور اس کی جگہ نعمان بن بشیر انصاری کا تقرر عمل میں آیا۔ اوّل الذکر کے عزل کا سبب پہلے بیان ہو چکا ہے۔ یہ بھی روایت ہے کہ اس کا عزل ۵۸ھ کا واقعہ ہے۔

عبدالرحمٰن بن زیاد کی خراسان پر تقرری

امیر معاویہ نے اس سال عبدالرحمٰن بن زیاد کو خراسان کا عامل مقرر کیا۔ قیس بن ہیثم اسلمی اس سے پہلے وہاں کا والی تھا۔ اس نے اسلم بن زرعۃ کو گرفتار کر کے قید کر دیا اور اس سے تین لاکھ درہم وصول کیے۔

اس کے بعد عبدالرحمٰن آیا وہ کریم النفس مگر حریص اور ضعیف آدمی تھا۔ اس نے کوئی جنگ نہیں کی اور امام حسینؓ کی شہادت تک خراسان میں رہا۔ اس کے بعد وہ دو کروڑ درہم لے کر یزید کے پاس گیا۔ یزید نے اس سے کہا ''اگر تم چاہو ہم تم سے محاسبہ کریں اور تمہیں تمہارے عہدے پر برقرار رکھیں، یا پھر جو کچھ تمہارے پاس ہے وہ تم کو ہی عطا کر کے معزول کر دیں بشرطیکہ عبدالرحمٰن بن جعفر کو پانچ لاکھ درہم دے دو۔'' عبدالرحمٰن نے کہا ''یہی بہتر ہے کہ جو کچھ میرے پاس ہے وہ آپ مجھ ہی کو دے دیجیے۔'' بعد ازاں عبدالرحمٰن نے ابن جعفر کی طرف دس لاکھ بھیجے اور لکھا کہ ان میں سے پانچ لاکھ یزید کی طرف سے ہیں اور پانچ لاکھ میری طرف سے۔

Marfat.com

ابن زیاد کی بصرہ سے معزولی

اسی سال (حضرت) معاویہ نے عبیداللہ بن زیاد کو بصرہ سے معزول کیا اور پھر دوبارہ مقرر کر دیا۔ اس کا سبب یہ ہوا کہ ابن زیاد روساء بصرہ کو ہمراہ لے کر معاویہ کے پاس آیا جن میں احنف بن قیس بھی شامل تھے۔ عبیداللہ بن زیاد نے ان سے بدسلوکی کی تھی۔ وہ سب امیر معاویہ کے پاس پہنچے۔ امیر موصوف نے احنف کو خوش آمدید کہہ کر اپنے پاس نشست پر بٹھا لیا۔ سب لوگوں نے ابن زیاد کی تعریف وتوصیف کی مگر احنف خاموش رہے۔ امیر معاویہ نے ان سے پوچھا "ابو بحر! کیا بات ہے کہ تم نہیں بولتے۔" انہوں نے جواب دیا "اگر میں کلام کروں تو میں گویا سب کی مخالفت کروں گا۔" امیر معاویہ نے کہا "اچھا تم لوگ جاؤ۔ میں نے ابن زیاد کو تمہارے ہاں سے معزول کیا اب تم اپنی مرضی سے کسی کو اپنا والی بنا لو۔" ان میں سے کوئی شخص ایسا نہ تھا جس نے بنو امیہ یا اہل شام میں سے کسی نہ کسی کا نام بطور والی بصرہ کے پیش نہ کیا ہو مگر احنف نے نہ تو اپنی بات چھوڑی اور نہ کسی شخص کو نامزد کیا۔ وہ سب چند دن اور مقیم رہے امیر معاویہ نے ان سب کو بلا کر دوبارہ جمع کر کے پوچھا کہ تم نے کس کو اختیار کیا؟ ان کا آپس میں اختلاف ہو گیا مگر احنف حسب سابق خاموش ہی رہے۔ امیر معاویہ نے کہا کہ تمہیں کیا ہو گیا ہے تم بولتے کیوں نہیں ہو۔ کہا کہ اگر آپ اپنے اہل بیت میں سے کسی کو ہمارا والی بنانا چاہتے ہیں تو ابن زیاد سے بہتر اور کوئی نہ ملے گا اور اگر کسی غیر کو مقرر کرنا چاہتے ہیں تو آپ خود غور فرمالیں۔ لہٰذا امیر معاویہ نے زیاد ہی کو دوبارہ مقرر کر دیا اور اس کو احنف کے ساتھ حسن سلوک کی نصیحت کی اور ان سے دوری اختیار کرنے کی مذمت کی۔ جب فتنہ اُٹھا سوائے احنف کے اور کسی نے اس سے وفا نہ کی۔

بنو زیاد[۲] کی ہجو

یزید بن مُفَرَّغ حمیری، بجستان میں عباد بن زیاد (بن ابی سفیان) کے ساتھ تھا۔ آخر الذکر تُرکوں سے جنگ کی وجہ سے اس سے جدا ہو گیا اور ابن مُفَرَّغ کو اس سے ملے ہوئے عرصہ ہو گیا۔ اُدھر یہ ہوا کہ عباد کے ہمراہ جو لشکر تھا اس کو جانوروں کے چارے کی قلت کی وجہ سے تکلیف ہوئی اس پر مُفَرَّغ نے یہ شعر کہا۔ (ترجمہ شعر):

[کاش کہ (لوگوں کی) ڈاڑھیاں گھاس ہوتیں کہ ان سے مسلمانوں کے چوپاؤں کو

Marfat.com

چارہ تو مل جاتا۔]

اتفاق سے عباد بن زیاد کی ڈاڑھی بہت لمبی تھی اس سے کہا گیا کہ ابن مُفرّغ نے آپ ہی پر چوٹ کی ہے چنانچہ اس پر ابن زیاد نے مُفرّغ کو طلب کیا مگر وہ مفرور ہو گیا اور اس کے لئے کئی ہجویہ قصائد لکھے۔ان میں یہ اشعار بھی ہیں۔(ترجمہ شعر):

[جب معاویہ ابن حرب ہلاک ہونے لگے تو اطراف پالان کو شکستگی کی خوش خبری دے میں گواہ ہوں کہ تیری ماں نے ابوسفیان کے ساتھ اوڑھنی اُتار کر مباشرت نہیں کی تھی بلکہ وہ ایک مشتبہ فیہ امر تھا جو خوف اور لرزے کی حالت میں سرزد ہو گیا تھا۔]

اور یہ اشعار بھی۔(ترجمہ):

[ہاں بہت جلد ایک باشندہ یمن کی طرف سے معاویہ کو یہ پیغام پہنچا دو کہ کیا تو اس بات سے ناراض ہوتا ہے کہ یہ کہا جائے کہ تیرا باپ عفیف تھا اور کیا تو اس سے خوش ہوتا ہے کہ تیرا باپ زانی تھا؟ میں گواہ ہوں کہ تیرا زیاد سے مادری رشتہ ایسا ہی ہے جیسا ہاتھی کا گدھی کے بچے سے۔]

جس وقت عبیداللہ بن زیاد شام میں معاویہ کے پاس تھا یزید ابن مُفرّغ بصرہ پہنچا۔ عبیداللہ کے بھائی عباد نے وہ تمام واقعہ جو اس کے ساتھ گذرا تھا عبیداللہ کو لکھ بھیجا۔عبیداللہ نے امیر معاویہ کو اطلاع دی اور وہ اشعار پڑھ کر سنائے اور ابن مفرغ کے قتل کرنے کی اجازت طلب کی مگر امیر معاویہ نے اجازت نہ دی بلکہ اس کو ابن مفرغ کی تادیب کا حکم دیا۔ابن مفرغ بصرہ پہنچ کر احنف بن قیس اور دیگر روسائے شہر سے پناہ کا طالب ہوا مگر انھوں نے پناہ نہ دی۔پھر منذر بن جارود سے پناہ مانگی چنانچہ اس نے پناہ دی اور اسے گھر میں داخل کر لیا حالانکہ اس کی بیٹی عبیداللہ ابن زیاد کی زوجہ تھی۔ جب عبیداللہ بصرہ پہنچا تو اس کو مُفرّغ کی جائے قیام کی خبر ہوئی۔منذر اس کے پاس برائے صلح گیا مگر عبیداللہ نے شرطہ (پولیس) کو منذر کے گھر روانہ کیا۔انھوں نے وہاں پہنچ کر ابن مُفرّغ کو گرفتار کر لیا اور عبداللہ کے پاس لے آئے۔منذر اس وقت اس کے پاس ہی تھا وہ عبیداللہ سے کہنے لگا کہ اے امیر میں نے تو اسے پناہ دی تھی۔عبیداللہ نے کہا ''اے منذر وہ تمہاری اور تمہارے باپ کی مدح کرتا ہے مگر میری اور میرے باپ کی ہجو کرتا ہے پھر تم اس کو میرے خلاف پناہ دیتے ہو۔'' پھر عبیداللہ کے حکم

Marfat.com

سے اسے دوا پلائی گئی اور گدھے پر سوار کر کے تمام شہر میں پھرایا گیا اور وہ (دوا کے اثر سے) اپنے کپڑوں میں (جانوروں کی مانند) دستیں کر رہا تھا۔ اس نے منذر کی ہجو میں یہ اشعار کہے (ترجمہ):

[میں نے قریش کی ہمسائیگی کو چھوڑ کر عبدالقیس، اہل مشقّر کی ہمسائیگی اختیار کی، میرا ہمسایہ جذیمہ سوتا ہی رہا۔ سوائے ایک صاحب عزم آدمی کے کوئی اور شخص ہمسایوں کے جور سے حفاظت وحمایت نہیں کر سکتا۔]

اور عبیداللہ کے خلاف یہ شعر کہا (ترجمہ):

[جو کچھ تو نے کیا ہے اسے تو پانی دھو کر صاف کر دے گا مگر میرا قول بوسیدہ ہڈیوں تک میں بیٹھ جائے گا۔]

اس کے بعد عبیداللہ نے اس کو اپنے بھائی عباد کے پاس بجستان بھیج دیا۔ شام میں اہل یمن نے امیر معاویہ سے اس کی سفارش کی انھوں نے اسے عباد کے پاس سے بلایا چنانچہ وہ امیر معاویہ کے پاس گیا اور راستے میں یہ اشعار کہے (ترجمہ):

[شاباش اے گھوڑی چلی چل اب عباد کو تجھ پر امارت حاصل نہیں ہے۔ تو ایک آزاد آدمی کو اٹھائے لیے جاتی ہے۔ مجھے اپنی جان کی قسم تجھ کو ایک امام نے موت کے گڑھے سے نجات دی ہے اور امام کی رسی مضبوط ہے جو یہ اچھی نعمت دی گئی ہے میں اس کا شکریہ ادا کروں گا اور مجھ سا آدمی منعمین کا شکریہ قرار واقعی طور پر ادا کیا کرتا ہے۔]

جب وہ امیر معاویہ کے سامنے گیا تو رونے لگا اور کہا کہ میرے ساتھ جو بلاوجہ اور بلاقصور سلوک کیا گیا ہے وہ کبھی کسی مسلمان کے ساتھ نہیں ہوا۔ انھوں نے پوچھا کیا تو نے ہی وہ قصیدہ نہیں کہا تھا کہ جس کے شروع میں تھا کہ ''معاویہ ابن حرب کو یہ پیغام پہنچا دو'' وغیرہ۔ کہا کہ قسم ہے اس خدا کی جس نے امیرالمومنین کا حق بہت عظیم الشان کیا کہ میں نے وہ قصیدہ نہیں کہا تھا بلکہ وہ مروان کے بھائی عبدالرحمٰن ابن حکم نے کہا ہے اور مجھے زیاد کی ہجو کا ذریعہ بنایا ہے۔ امیر معاویہ نے سوال کیا کہ کیا تو نے یہ شعر نہیں کہا جس میں ہے ''میں گواہ ہوں کہ تیری ماں نے ابوسفیان سے مباشرت نہیں کی۔'' اور اس کے علاوہ اور بہت سے اشعار جن میں تو نے ابن زیاد کو ہجو لکھی ہے۔ اچھا جا۔ ہم نے تجھے معاف کیا خدا کی زمین میں جہاں چاہے تو چلا جا۔ چنانچہ وہ موصل گیا اور وہیں نکاح کیا۔ جس رات وہ پہلی مرتبہ اپنی بیوی کو اپنے گھر لایا اسی

Marfat.com

کی صبح وہ شکار کے لیے نکلا تو اسے ایک آدمی گدھے پر سوار ملا۔ ابن مُفرّغ نے پوچھا کہ تم کہاں سے آتے ہو اس نے کہا کہ "اہواز سے۔" پوچھا کہ ماء مسرقان کا کیا حال ہے۔ جواب دیا کہ ویسا ہی ہے جیسا کہ تھا۔ اسے بصرہ جانے کا شوق ہوا چنانچہ وہ وہاں گیا اور عبیداللہ کے پاس پہنچا اس نے اسے امان دی۔

امیر معاویہ عبدالرحمٰن ابن حکم سے ناراض ہو گئے۔ اس کی سفارش کی گئی تو امیر معاویہ نے کہا کہ جب تک ابن زیاد اس سے راضی نہ ہو جائے گا میں راضی نہ ہوں گا۔ اس پر عبدالرحمٰن، ابن زیاد کے پاس بصرہ گیا اور اس کی تعریف میں یہ شعر کہے (ترجمہ):

[تم آل حرب میں ایک زیادتی ہو میرے لیے میرے بیٹوں سے بھی زیادہ محبوب ہو
میں تم کو بھائی، چچا اور چچیرا بھائی سمجھتا ہوں مجھے غیب کی خبر نہیں کہ تم مجھے کیا سمجھتے ہو۔]

اس نے کہا کہ تم کیا برے شاعر ہو اور اس سے راضی ہو گیا۔

متفرق واقعات

اس سال عثمان بن محمد بن ابی سفیان نے لوگوں کے ساتھ حج کیا۔ ان دنوں والیان ملک یہ تھے: کوفہ میں نعمان بن بشیر، بصرہ میں عبیداللہ بن زیاد، مدینہ میں ولید بن عتبہ، خراسان میں عبدالرحمٰن بن زیاد، بجستان میں عباد بن زیاد اور کرمان میں شریک بن اعور۔

وفیات

اس سال قیس بن سعد بن عبادۃ انصاری نے مدینے میں انتقال کیا اور یہ بھی روایت ہے کہ ان کا انتقال ۶۰ھ میں ہوا وہ حضرت علیؓ کے ساتھ ان کی تمام جنگوں میں شریک تھے۔

اسی سال سعید بن عاص نے انتقال کیا جو سال ہجرت میں پیدا ہوئے تھے ان کے والد جنگ بدر میں بحالت کفر مارے گئے۔

اسی سال مرۃ بن کعب البھزی سلمی نے بھی انتقال کیا، وہ صحابی تھے۔

اسی سال ابو محذورۃ جُمَحیّ جو رسول اللہ ﷺ کے موذن تھے مکہ میں فوت ہوئے وہ اپنی موت کے دن تک برابر مکے میں اذان دیتے رہے ان کے بعد ان کی اولاد کو یہی منصب نصیب ہوا

Marfat.com

یہ بھی کہتے ہیں کہ ان کی وفات ۶۹ھ میں ہوئی۔

اسی سال عبداللہ بن عامر بن کریز نے مکہ میں وفات پائی اور عرفات میں دفن ہوئے۔

اسی سال ابو ہریرہؓ نے بھی وفات پائی۔ ان کو حضرت عثمانؓ سے بہت محبت تھی اس لیے ان کے جنازے کو ان کے صاحبزادوں نے ہی اٹھایا۔

غزوہ حصن کمخ

اسی سال مسلمانوں نے حصن کمخ پر حملہ کیا۔ عمیر بن حباب سلمی ان کے ہمراہ تھے۔ وہ فصیل شہر پر چڑھ گئے اور جب تک اہل روم کو زک نہ دے لی برابر فصیل ہی پر لڑتے رہے پھر مسلمانوں نے فصیل پر چڑھ کر شہر کو فتح کر لیا اس طرح اس شہر کی فتح عمیر کے ہاتھ پر ہوئی عمیر اس پر بہت فخر کیا کرتے تھے اور اس واقعے کو ان کا ایک قابل فخر کارنامہ سمجھا جاتا ہے۔

حواشی و حوالہ جات:

۱۔ ابو بحر، احنف بن قیس کی کنیت تھی۔ احنف ابن قیس کا تعلق بنو تمیم سے تھا۔ اپنے قبیلے کا مدبر ترین شخص تھا۔ جنگ صفین میں غیر جانب دار رہا۔ تاہم اس کے بعد حضرت علیؓ کے ساتھ مل گیا۔ شہادت علیؓ اور حضرت حسن کی خلافت سے دست برداری کے بعد حضرت معاویہؓ کی بیعت ہوئی تو انہوں نے احنف کو اپنا مقرب بنا لیا۔ بالخصوص کوفہ کے معاملات میں حضرت امیر معاویہؓ احنف ابن قیس کے مشورے کے بغیر کوئی قدم نہیں اٹھاتے تھے۔

۲۔ یہاں بنو زیاد سے مراد زیاد بن ابیہ (یعنی زیاد بن ابی سفیان) کا خاندان ہے۔ ان کا ایک بیٹا عبید اللہ ابن زیاد بصرہ کا گورنر تھا جبکہ دوسرا بیٹا عباد ابن زیاد سجستان کا اور تیسرا بیٹا عبدالرحمٰن بن زیاد خراسان کا گورنر تھا۔

Marfat.com

بیسواں باب:

۶۰ھ کے واقعات

اس سال مالک بن عبداللہ نے شام میں جنگ کی اور جنادہ نے جزیرہ روڈس میں داخل ہوکر (بقول بعض) اس کے شہر کو منہدم کردیا۔

اسی سال امیر معاویہ بن ابی سفیان نے انتقال کیا اس سے قبل وہ اہل بصرہ کے وفد سے یزید کے لیے بیعت لے چکے تھے۔

امیر معاویہ بن ابی سفیان کی وفات

امیر معاویہ نے اپنی بیماری سے قبل ایک تقریر کی اور کہا کہ میں ایک کھیتی کی طرح ہوں جس کے کاٹنے کا وقت آگیا ہو۔ تم پر میری حکومت اس قدر طویل ہوگئی ہے کہ تم مجھ سے اور میں تم سے اُکتا گیا اور تم میرے اور میں تمہارے فراق کی آرزو کرنے لگا۔ میرے بعد جو شخص تم پر حکمرانی کرے گا وہ ایسا ہوگا جس سے میں اچھا ہوں بعینہ اسی طرح جس طرح کہ میرا پیش رو مجھ سے اچھا تھا کہتے ہیں کہ جو شخص خدا سے ملنا چاہتا ہے اس سے خدا بھی ملنا چاہتا ہے۔ یا اللہ میں بھی تجھ سے ملنے کا خواہشمند ہوں تو مجھ سے ملنے کا اردہ کر اور اس ملاقات کو میرے لیے باعث برکت بنا۔ اس کے بعد تھوڑا ہی عرصہ گذرا تھا کہ ان کا مرض شروع ہوگیا جب وہ اس مرض موت میں مبتلا ہوئے تو انھوں نے اپنے بیٹے یزید کو بلا کر کہا کہ ''بیٹا میں نے تمہارے لیے حکومت اور حکمرانی کا پورا بندوبست کردیا ہے۔ مشکل امور کو تمہارے پیروں کے نیچے روند دیا ہے۔ دشمنوں کو ذلیل کردیا ہے اور عربوں کی گردنوں کو تمہارے لیے جھکا دیا ہے اور اس قدر مال و متاع جمع کیا ہے کبھی کسی نے اتنا مال نہ جمع کیا ہوگا۔ اہل حجاز کا خیال رکھنا

Marfat.com

کیونکہ وہ تمہاری اصل ہیں۔ ان میں سے جو کوئی تمہارے پاس آئے اس سے بہ اکرام پیش آنا اور ان میں سے جو دور ہوں ان کا خیال رکھنا۔ اہل عراق پر بھی نظر رکھنا اگر وہ تم سے ہر روز ایک عامل کو معزول کر دینے کو کہیں تو ضرور ایسا ہی کرنا کیونکہ ایک عامل کو معزول کر دینا اس سے بہتر ہے کہ ایک لاکھ تلواریں تمہارے خلاف کھینچی جائیں۔ اہل شام کو بھی نگاہ میں رکھنا چاہیے کہ وہ تمہارے دوست اور راز دار ہو جائیں۔ اگر تم کو اپنے دشمن کی طرف کچھ شبہ ہو تو انھیں سے مدد لو اور جب تم ان پر غالب آ جاؤ تو اہل شام کو ان کے وطن کی طرف واپس بھیج دو کیونکہ اگر وہ وطن کے علاوہ اور کہیں اقامت گزیں ہوں گے تو ان کے اخلاق بدل جائیں گے۔ میں نہیں سمجھتا کہ امر خلافت میں قریش کے چار اشخاص کے سوا اور کوئی تم سے نزاع کرے گا۔ (۱) حسینؓ بن علیؓ، (۲) عبداللہؓ بن عمرؓ، (۳) عبداللہؓ بن زبیر، (۴) عبدالرحمٰنؓ بن ابوبکرؓ۔ ابن عمر تو وہ آدمی ہیں جن کو عبادت نے جلا دیا ہے۔ جب ان کے سوا اور کوئی شخص تمہارا مخالف نہ رہ جائے گا تو وہ بھی تم سے بیعت کر لیں گے۔ حسین بن علیؓ ایک خفیف سے آدمی ہیں تاہم اہل عراق ان کو مقابلے پر نکالے بغیر دم نہ لیں گے۔ اگر وہ آمادہ ہو جائیں اور تم ان پر کامیابی حاصل کر لو تو ان سے درگذر کرنا کیونکہ وہ تمہارے قریبی رشتے دار ہیں اور ان کا بہت کچھ حق ہے، ان کو رسول خداؐ سے بھی قرابت ہے، ابن ابی بکرؓ کا یہ حال ہے کہ جیسا وہ اپنے اصحاب کو کرتے دیکھیں گے ویسا ہی کریں گے سوائے اس کے کہ وہ عورتوں سے لطف اُٹھائیں اور لہو ولعب میں مشغول ہو جائیں ان میں اور زیادہ ہمت نہیں البتہ وہ شخص جو شیر کی طرح تم پر حملہ کر کے پچھاڑنا چاہے گا اور تم سے لومڑی کی طرح مکاریاں اور فریب کرے گا اور جب اسے موقعہ ملے گا تو یکا یک تم پر ٹوٹ پڑے گا وہ ابن زبیر ہے۔ اگر وہ تمہارے ساتھ ایسا کرے اور تم اس سے جیت جاؤ تو اس کے بدن کا جوڑ جوڑ کاٹ دینا اور جہاں تک تم میں طاقت ہو اپنی قوم کے جان و مال کی حفاظت کرو۔

اس روایت میں عبدالرحمٰن بن ابی بکر کا ذکر ہے اور وہ صحیح نہیں ہے کیونکہ وہ امیر معاویہ کے انتقال سے پہلے ہی فوت ہو چکے تھے۔[1] یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ یزید اپنے باپ کے مرض اور موت کے وقت وہاں موجود نہ تھے بلکہ امیر معاویہ نے ضحاک ابن قیس اور مسلم ابن عقبہ المری کو بلا کر یہ حکم دیا تھا کہ وہ ان کے بیٹے یزید کو یہ پیغام پہنچا دیں اور یہی صحیح ہے۔

اس کے بعد امیر معاویہ نے دمشق میں انتقال کیا۔ ایک روایت ہے کہ ان کا انتقال رجب کی

Marfat.com

پہلی تاریخ کو ہوا ایک روایت ہے کہ نصف رجب میں اور ایک بیان ہے کہ رجب کے ختم ہونے سے آٹھ روز قبل۔ جس دن سے (حضرت) حسنؓ بن علیؓ نے ان سے بیعت کی اس دن سے ان کی حکومت کا زمانہ انیس سال تین ماہ اور ستائیس روز کا ہوا۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ان کی حکومت کا عرصہ انیس سال اور تین ماہ تھا۔ یہ بھی کہتے ہیں کہ چند روز کم تین ماہ کا تھا اس وقت ان کی عمر بہ روایت پچھتر اور بہ روایت تہتر برس کی تھی۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ انھوں نے اٹھہتر اور بہ روایت پچاسی برس کی عمر میں انتقال کیا۔ کہتے ہیں کہ جب مرض نے شدت پکڑی اور ان پر رعشہ طاری ہوگیا تو انھوں نے اہل خانہ کو کہا کہ میری آنکھوں میں سرمہ بھر دو اور میرے سر پر تیل لگا دو چنانچہ انھوں نے ایسا ہی کیا اور ان کے چہرے پر تیل کی مالش کر دی پھر ان کے لیے فرش بچھایا گیا اور وہ بیٹھ گئے اور لوگوں کو اندر آنے کی اجازت دی جنھوں نے کھڑے کھڑے سلام کیا، کوئی شخص بیٹھنے نہ پایا جب وہ لوگ ان کے پاس سے واپس گئے تو کہنے لگے کہ وہ نہایت تندرست ہیں۔ امیر معاویہ نے ان کے باہر جانے کے وقت یہ دو شعر پڑھے۔ (ترجمہ):

[جو مجھے مصیبت میں دیکھ کر خوش ہو رہے ہیں ان کو میں دکھا رہا ہوں کہ میں حوادث زمانہ سے کمزور اور بے صبر نہیں ہوتا۔ جب موت اپنے پنجے گاڑ لیتی ہے، اس وقت کوئی تعویذ کام نہیں آتا۔]

ان کی آنکھیں اوپر کو چڑھتی جاتی تھیں چنانچہ وہ اسی دن انتقال کر گئے۔ جب وفات کا وقت آن پہنچا تو انھوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے ایک کرتا پہنایا تھا جسے میں نے محفوظ رکھا ہے، ایک دن رسول اللہ ﷺ نے اپنے ناخن کٹوائے تھے میں نے ان ناخنوں کے ٹکڑے اٹھا کر ایک شیشہ میں رکھ لیے تھے جب میں مر جاؤں تو وہ کرتا مجھے پہنا دینا اور ان ناخنوں کو پیس کر میری آنکھوں اور منہ میں چھڑک دینا ممکن ہے کہ خدائے تعالیٰ ان کی برکت سے مجھ پر رحم فرمائے۔'' یہ کہہ کر اشہب بن رُمَیلۃَ النہشلی کے یہ اشعار پڑھے۔ (ترجمہ):

إذا مُتُّ مات الجود و انقطع النّدی — منَ النّاس إلا من قلیلٍ مصرَّد

ورُدّتْ أکُفُّ السّائلین و أمسکوا — من الدّین و الدُّنیا بخُلفٍ مجدَّد

[میرے مرنے سے جود و عطا مر جائے گی، صرف عطائے قلیل رہ جائے گی۔ سائلین کے ہاتھ رد کر دیے جائیں گے اور لوگ ایک نئے طریقے سے دین و دنیا سے رک جائیں گے۔]

Marfat.com

اس پر ان کی بیٹی نے کہا کہ نہیں امیر المومنین ایسا کیوں ہوگا۔ خدا آپ کی تکلیف کو دور کرے۔ یہ سن کر انھوں نے ہذلی کا مذکورہ بالا شعر ''جب موت اپنے پنجے گاڑ دیتی ہے۔'' بطور تمثیل پڑھا اور اپنے اہل وعیال سے کہا کہ خدا سے پناہ مانگو کیونکہ جس کو خدا نہیں بچاتا اسے کوئی محفوظ نہیں رکھ سکتا۔ اس کے بعد ان کا انتقال ہوگیا۔ انھوں نے وصیت کی تھی کہ ان کا نصف مال بیت المال کو دے دیا جائے گویا ان کی خواہش یہ تھی کہ ان کا باقی مال اُن کے لئے پاک ہوجائے کیونکہ حضرت عمرؓ اپنے عاملوں کے مال کا حساب لگا کر بلحاظ ان کی آمدنی کے جس قدر مال ان کے قبضے میں زیادہ پاتے وہ بیت المال میں داخل کرلیا کرتے تھے۔ وفات کے وقت انھوں نے یہ دو شعر پڑھے۔ (ترجمہ):

[یاالٰہی اگر تو مناقشہ کرے تو تیرا مناقشہ عذاب ہوگا جس کے برداشت کی مجھ میں طاقت نہیں ہے اپنے ایسے بندے کے گناہوں سے درگذر کر جس کے گناہ ذرات خاک کی طرح ہیں اور تو بڑا درگذر کرنے والا ہے۔]

جب ان کا مرض بڑھ گیا تو ان کی صاحبزادی رملہ ان کا سر اپنی گود میں رکھ کر جوئیں دیکھنے لگیں۔ امیر معاویہ نے کہا کہ جس سر کی تم جوئیں دیکھ رہی ہو وہ امور دینوی میں اُلٹ پلٹ کرنے کا مشتاق تھا اس نے جوانی سے پیری تک زر و مال جمع کیا۔ کاش کہ وہ آگ میں نہ جھونکا جائے پھر یہ شعر پڑھا:

لقد سعیتُ لکم من سعی ذی نصبٍ   وقد کفیتکم التطواف والرحلا

[میں نے تمہارے لیے ایک رنج کش آدمی کی طرح کوشش کی ہے اور تم کو جگہ جگہ مارے مارے پھرنے سے بچالیا ہے۔]

انہیں معلوم ہوا کہ کچھ لوگ ان کی موت سے خوش ہیں اس پر انھوں نے یہ شعر پڑھا۔

فھل من خالدٍ ان ما ھلکنا   وھل بالموت یاللناس عار

[اے لوگو! اگر ہم نہ مریں تو کوئی اور ہے جو ہمیشہ زندہ رہے گا کیا موت میں کوئی عار کی بات ہے؟]

اپنے مرض کے زمانے میں وہ بعض دفعہ خلط ملط باتیں کیا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ انھوں نے کہا کہ ہم میں اور غوطہ میں کتنا فاصلہ ہے۔ یہ سن کر ان کی بیٹی غم سے چیخ پڑیں جس سے ان کو ہوش آگیا اور یہ مصرعہ پڑھا

Marfat.com

ان تــنــفــری فــقــد رایــت مــنــفــرا

[اگر تم گھبرا گئیں تو تم نے ضرور ایسی بات دیکھی ہے جس سے گھبرایا جائے۔]

جب امیر معاویہ کا انتقال ہوگیا تو ضحاک بن قیس ان کے کفن کو اپنے ہاتھوں پر رکھے ہوئے باہر آئے اور منبر پر کھڑے ہو کر خدا کی حمد و ثنا کے بعد کہا کہ امیر معاویہ عرب کے عود (نڈر) عرب کے حد (بچانے والے) اور عرب کے جد (اقبال مند) تھے خدائے تعالیٰ نے ان کے ذریعے فتنے کو منقطع کیا اور ان کو اپنے بندوں پر بادشاہ بنایا ان کے ہاتھوں سے ملکوں کو فتح کرایا۔ ہاں۔ وہ انتقال کر گئے ہیں اور یہ دیکھو یہ ان کا کفن ہے ہم ان کو اس میں اور پھر قبر میں داخل کر دیں گے اور پھر وہ جانیں اور ان کے اعمال جانیں۔ پھر قیامت کے دن تک یہی فتنہ وفساد رہے گا جو کوئی ان کے جنازہ پر حاضر ہونا چاہے نماز ظہر کے وقت حاضر ہو جائے۔ ضحاک نے ہی ان کی نماز جنازہ ادا کی۔

کہتے ہیں کہ جب امیر معاویہ کو مرض کی شدت ہوئی تو اس وقت ان کا بیٹا یزید حوارین میں تھا اس کو اس واقعے کی خبر دی گئی اور آنے کی تاکید کی گئی تاکہ وہ اپنے باپ کو دیکھ سکے یزید نے یہ اشعار پڑھے۔ (ترجمہ):

[قاصد اپنے گھوڑے کو دوڑاتا ہوا خط لے کر آیا۔ اس کے خط سے دل خوف سے کانپنے لگا۔ ہم نے کہا کہ تجھ پر خدا کی مار یہ بتلا کہ اس کاغذ میں کیا ہے۔ اس نے کہا کہ خلیفہ کا یہ حال ہے کہ مرض کی شدت کی وجہ سے جگہ سے ہل بھی نہیں سکتے۔ پھر ہم نے اونٹنیوں پر سفر شروع کیا اور ہم کو انھیں تیز چلانے کی ضرورت بھی نہ پڑی مگر زمین ہلنے اور ہم کو ہلانے لگی گویا کہ اس کے ارکان کے حصے ٹوٹ گئے ہیں۔ جو شخص اپنے نفس کی شرافت کو پورا نہیں کرتا قریب ہے کہ اس کا نفس کے امور ساقط ہو جائیں۔ جب ہم پہنچے تو دیکھا کہ مکان کا دروازہ کھلا ہوا ہے اور رملہ کی آواز نے دل ٹکڑے ٹکڑے کر دیا ہے۔ دل بدحواس ہونے کے بعد پھر کسی قدر ہوش میں آیا اور نفس جانتا ہے کہ وہ بے قراری پر ثابت ہے۔ ابن ہند اور اس کی بزرگی کا خاتمہ ہوگیا۔ یہ دونوں ساتھ ہی رہتے تھے۔ وہ سفید رو اور کشادہ ابرو آدمی تھا، بادل اس سے پانی طلب کیا کرتے تھے اور اگر وہ لوگوں کے ساتھ قرعہ اندازی کرے تو ضرور بازی جیت جائے گا۔]

Marfat.com

غرض کہ یزید اس وقت پہنچا جب کہ امیر معاویہ فوت ہو چکے تھے۔ وہ ان کی قبر پر آیا اور دعا کی۔

امیر معاویہ کا نسب، ازواج و اولاد

ان کا نسب معاویہ بن ابی سفیان (اور ابو سفیان کا نام) صخر بن حرب بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف بن قصی بن کلاب تھا۔ کنیت ابو عبد الرحمٰن ہے۔ ان کی ازواج میں میسون بنت بحدل بن انیف الکلبیہ ہیں، جو ان کے بیٹے یزید کی ماں تھیں۔ کہتے ہیں کہ ان سے امیر معاویہ کے ایک بیٹی بھی تھی جس کا نام امتہ الرب المشارق تھا مگر وہ چھوٹی عمر میں انتقال کر گئی۔ ان کی بیویوں میں فاختہ بنت قرظہ بن عبد عمرو بن نوفل بن مناف بھی ہیں، جن سے عبد الرحمٰن اور عبد اللہ پیدا ہوئے۔ عبد اللہ احمق تھا۔ ایک دن وہ ایک کولہو والے کے پاس گیا۔ اس کا خچر کولہو میں جتا ہوا تھا اور اس کے گلے میں گھنٹیاں پڑی ہوئی تھیں جو اس کے چلنے سے بجتی تھیں۔ عبد اللہ نے کولہو والے سے گھنٹیوں کے متعلق سوال کیا اس نے کہا خچر کے گلے میں گھنٹیاں اس لیے باندھی ہیں کہ اگر وہ چلتے چلتے رک جائے تو مجھے معلوم ہو جائے کہ وہ رک گیا ہے اور چکی نہیں چلا رہا۔ عبد اللہ نے کہا کہ اگر وہ کھڑے کھڑے ہی سر ہلاتا رہے تو تم کیا معلوم ہو گا؟ کولہو والے نے کہا میرے خچر میں اتنی عقل نہیں جتنی امیر میں ہے۔

رہا عبد الرحمٰن سو وہ کم سنی میں انتقال کر گیا۔ بیویوں میں ایک نائلہ بنت عُمارہ کلبیہ بھی تھیں۔ امیر معاویہ نے میسون سے کہا کہ ذرا اسے دیکھ لو اس نے دیکھا اور کہا کہ خوب صورت تو ہے مگر اس کے ناف کے نیچے ایک تل ہے جو اس بات کی علامت ہے کہ اس کا خاوند کا سر اس کی گود میں رکھا جائے گا۔ اس پر معاویہ نے اسے طلاق دے دی اور حبیب بن مسلمۃ الفہری نے اس سے نکاح کیا۔ اس کے بعد نائلہ نے نعمان بن بشیر سے نکاح کیا جو شہید ہوئے اور ان کا سر نائلہ کی گود میں رکھا گیا۔ ان ازواج کے علاوہ کنوۃ بنت قرظہ فاختہ کی بہن تھیں، جنگ قبرص کے دوران وہ امیر معاویہ کے ہمراہ تھیں اور وہیں ان کا انتقال ہوا۔

امیر معاویہ کے قضاۃ و کتّاب

جب امیر معاویہ کے لیے خلافت کی بیعت ہو گئی تو انھوں نے قیس بن حمزۃ ہمدانی کو بطور پولیس افسر مقرر کیا مگر پھر ان کو معزول کر کے ان کی جگہ زِمل بن عمرو العذری کو مقرر کیا۔ ایک روایت

Marfat.com

میں اس کو سکسکی کہا گیا ہے۔

ان کا کاتب اور صاحب امر (معتمد پیشی) سرجون رومی تھا۔

ان کے حرس (باڈی گارڈ) کا افسر مختار نامی ایک مولیٰ اور بقول بعض ابوالمخارق مالک تھا جو بنوحمیر کے موالی میں سے تھا۔ امیر معاویہ پہلے شخص ہیں جنھوں نے حرس مقرر کیے۔

عہدہ حجابت پر ان کے آزاد کردہ غلام سعد مقرر تھے۔

فضالہ بن عبید انصاری ان کے قاضی تھے۔ وہ انتقال کر گئے تو ان کی جگہ ابوادریس خولانی قاضی ہوئے۔

عبیداللہ بن محصن حمیری امیر معاویہ کے دیوان خاتم پر مقرر تھے۔ امیر معاویہ سب سے پہلے شخص تھے جنھوں نے دیوان خاتم قائم کیا۔ اس کا سبب یہ ہوا کہ امیر معاویہ نے ایک موقع پر حکم دیا کہ عمرو بن زبیر کو ایک لاکھ درہم دیا جائے اور یہ حکم زیاد کو لکھ بھیجا۔ عمرو نے خط کھول لیا اور ایک لاکھ کو دولاکھ بنا دیا۔ جب زیاد نے امیر معاویہ کے پاس حساب روانہ کیا تو معاملہ سامنے آیا۔ حضرت معاویہ نے عمرو سے درہم طلب کیے اور ان کو قید کر دیا۔ اس کے بھائی عبداللہ بن زبیر نے ان کی طرف سے رقم مطلوبہ ادا کر دی۔ اس موقع پر امیر معاویہ نے دیوان خاتم قائم کیا اور خطوط کی حفاظت کی جانے لگی۔ اس سے قبل اس طرح کی کوئی احتیاط نہیں کی جاتی تھی۔

حضرت معاویہؓ کی سیرت

حضرت عمرؓ بن خطاب کا قول تھا کہ تم کسریٰ اور قیصر اور ان کے علم و دانش کی تعریف کرتے ہو حالانکہ خود تم میں معاویہ موجود ہیں۔

کہتے ہیں عمرو بن عاص اہل مصر (کے ایک وفد) کو ہمراہ لیے ہوئے مصر سے معاویہ کے پاس پہنچے انھوں نے اہل مصر سے کہا کہ معاویہ کو خلافت کا سلام (یعنی یا امیر المومنین کہہ کے) نہ کرنا اور جہاں تک ہو سکے ان کی تحقیر ہی کرنا تا کہ ان کے دل میں تمہارا خوف رہے۔ جب وہ لوگ معاویہ کے پاس پہنچے تو معاویہ نے اپنے حاجب سے کہا کہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ابن نابغہ آیا ہے اس نے لوگوں میں میرے امر کو حقیر کر دیا ہے دیکھتے رہو جب وہ لوگ داخل ہونے لگیں تو تم سے جہاں تک بن سکے زور سے للکار کر ان کو

Marfat.com

سلام کرنے پر مجبور کر دینا۔ ان کے حاجب نے ایسا ہی کیا۔ ان لوگوں میں سے سب سے پہلے ابن خیاط نامی ایک شخص داخل ہوا۔ اس نے آتے ہی (گھبراہٹ میں) کہا ''السلام علیک یا رسول اللہ'' اور باقی لوگوں نے بھی اس کی متابعت کی۔ جب وہ سب باہر واپس گئے تو عمرو نے ان سے کہا کہ تم پر خدا کی پھٹکار ہو۔ میں نے تو تم کو منع کیا تھا کہ معاویہ کو امارت کا سلام مت کرنا اور تم نے یہ غضب ڈھایا کہ نبوت کا سلام کیا۔

بیان کیا جاتا ہے کہ عبید اللہ بن ابی بکر، معاویہ کے پاس گئے ان کا بیٹا بھی ساتھ تھا اس نے خوب ڈٹ کر کھانا شروع کیا۔ معاویہ نے کن انکھیوں سے دیکھ لیا۔ عبید اللہ نے چاہا کہ اپنے بیٹے کو اشارے سے منع کر دیں مگر جب تک کو وہ کھانے سے فارغ نہ ہو گیا اس نے سر ہی نہ اٹھایا۔ اس کے بعد عبید اللہ پھر معاویہ کے ہاں گئے مگر اب کے ان کا بیٹا ان کے ساتھ نہ تھا۔ معاویہ نے پوچھا کہو تمہارے بسیار خوار بیٹے کا کیا حال ہے۔ کہا بیمار ہو گیا ہے۔ معاویہ بولے میں پہلے ہی جان گیا تھا کہ اس کا کھانا ضرور اسے بیمار کر دے گا۔

جویریہ بن اسماء کہتے ہیں کہ ابو موسیٰ اشعری ایک سیاہ ٹوپی پہنے ہوئے معاویہ کے پاس گئے اور کہا کہ السلام علیک یا امین اللہ۔ معاویہ نے کہا کہ وعلیک السلام۔ جب وہ واپس چلے گئے تو معاویہ نے کہا کہ شیخ اس غرض سے آئے تھے کہ میں ان کو والی بنا دوں خدا کی قسم میں انھیں ہرگز والی نہ بناؤں گا۔

عمرو بن عاص نے معاویہ سے کہا کہ کیا میں سب سے زیادہ آپ کا خیر خواہ نہیں ہوں؟ کہا جو کچھ تم نے حاصل کیا ہے اسی (خیر خواہی) کی وجہ سے حاصل کیا ہے۔

جویریہ بن اسماء کا بیان ہے کہ ایک موقع پر بُسر بن ابی ارطاۃ نے امیر معاویہ کی مجلس میں حضرت علیؓ کو برا بھلا کہا۔ اس وقت حضرت زید بن عمرؓ بن خطاب موجود تھے، جن کی والدہ ام کلثوم بنت علیؓ تھیں۔ زید نے عصا اٹھا کر بُسر کو مارا۔ امیر معاویہ نے (معاملہ رفع دفع کرنے کے لئے ایک طرف تو) زید سے کہا کہ تم نے قریش کے شیخ اور اہل شام کے سردار پر دست درازی کی ہے۔ پھر بُسر سے مخاطب ہو کر کہا کہ تم علیؓ کو مجمع عام میں برا بھلا کہتے ہو حالانکہ وہ زید کے نانا ہیں۔ کیا تم سمجھتے ہو کہ وہ اس پر صبر کر لیں گے؟ اس طرح ان دونوں کا غصہ ٹھنڈا کیا۔

امیر معاویہ کا قول تھا کہ میں خود کو اس سے بلند رکھتا ہوں کہ میرے کسی عضو سے کوئی بڑا گناہ سرزد ہو یا میرے حلم سے کوئی ایسی جہالت سرزد ہو جس کی میں پردہ داری نہ کر سکوں، یا یہ میری بدی

Marfat.com

میری نیکی سے زیادہ ہو۔

امیر معاویہ نے عبدالرحمٰن بن حکم کی نصیحت کی کہ اے میرے بھتیجے تم کو شعر گوئی کا شوق ہے مگر عورتوں کی تعریف وتوصیف سے بچے رہنا۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ تم کسی شریف عورت کو بدنام کرو۔ ہجو کرنے سے بچے رہنا تا کہ کسی کریم النفس کو غیبی نہ کردو اور کمینہ کو نہ بھڑکا دو۔ مدح سے بھی بچے رہنا کیونکہ وہ ایک بے شرم آدمی کی خوراک ہے، البتہ اپنی قوم کے مفاخر پر فخر کرو ایسے امثال بیان کرو جن سے خود تمہارے نفس کو بھی زینت ہو اور غیر کے لیے تادیب ہو۔

عبداللہ بن صالح کہتے ہیں کہ امیر معاویہ سے پوچھا گیا کہ کس شخص کو آپ سب سے زیادہ عزیز رکھتے ہیں کہا کہ ایسے شخص کو جو لوگوں میں مجھے سب سے زیادہ عزیز ومحبوب بنادے۔

امیر معاویہ کا قول ہے کہ عقل وعلم بہترین چیزیں ہیں جو خدا نے اپنے بندوں کو عطا کی ہیں۔ چاہئے کہ جب اسے یاد دلایا جائے تو وہ یاد کرلے اور شکر کرے، اسے آزمایا جائے تو صبر کرے، غصہ آئے تو اُسے پی جائے۔ قادر ہو پھر بھی دوسرے کی خطا بخش دے اور جب کسی کو رنج پہنچائے تو معافی مانگ لے اور وعدہ کرے تو پورا کرے۔

عبداللہ بن عمیر کہتے ہیں کہ ایک دفعہ ایک شخص امیر معاویہ سے بہت سختی سے پیش آیا، ان سے پوچھا گیا کہ کیا آپ اس سے نرمی سے پیش آئیں گے؟ کہنے لگے کہ میں لوگوں کے اور ان کی زبانوں کے درمیان حائل نہیں ہوتا جب تک کہ وہ ہمارے اور ہمارے ملک کے درمیان حائل نہ ہوں۔

محمد بن عامر نے بیان کیا ہے کہ ایک بار (حضرت) معاویہ نے عبداللہ بن جعفر کو گانا سننے پر برا بھلا کہا۔ اس پر عبداللہ، بُدیح کو ساتھ لیے ہوئے امیر معاویہ کے پاس گئے جو اس وقت ایک پاؤں پر دوسرا پاؤں رکھے ہوئے بیٹھے تھے۔ عبداللہ نے بُدیح سے گانے کے لئے کہا اور اس نے گانا شروع کیا۔ (ترنم کی مطابقت میں) حضرت معاویہ کے پاؤں ہلنے لگے۔ عبداللہ نے کہا ''یہ کیا امیر المومنین؟'' (حضرت) معاویہ نے جواب دیا کہ کریم النفس آدمی طرب اندوز ہوتا ہے۔

ابن عباس کا بیان ہے کہ میں نے معاویہ سے زیادہ کوئی شخص بادشاہت کے لائق نہیں دیکھا۔ لوگ ان کے پاس اس طرح آتے جیسے کسی کشادہ وادی میں آتے ہوں۔ وہ تنگ دل، ضدی اور بخیل نہیں تھے۔ ابن عباس کا اشارہ ابن زبیر کی طرف تھا کیونکہ وہ ان سے ناراض تھے۔

Marfat.com

صفوان بن عمرو کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ عبدالملک، معاویہ کی قبر سے گذرے اور وہاں کھڑے ہو کر دعائے مغفرت مانگنے لگے۔ ایک شخص نے پوچھا یہ قبر کس کی ہے؟ کہا ''یہ اس شخص کی قبر ہے جو علم سے بولتا اور حلم سے خاموش رہتا تھا، جب کبھی انعام دیتا تو مالدار کر دیتا، جب جنگ کرتا تو فنا کر دیتا، زمانے نے اس کو وہ چیز جلد دے دی جو دوسروں کو دیر سے دے گا، یہ ابو عبدالرحمٰن معاویہ کی قبر ہے۔''

امیر معاویہ کی اوّلیات

امیر معاویہ اسلام میں پہلے خلیفہ تھے جنھوں نے اپنے بیٹے کے لیے بیعت لی۔ ☆ وہ پہلے شخص تھے جنھوں نے ڈاک کا نظام قائم کیا۔ ☆ انھوں نے سب سے پہلے مرکب خوشبو کا نام ''غالیہ'' رکھا۔ ☆ انھوں نے سب سے پہلے مسجد میں مقصورہ بنایا۔ ☆ بعض روایوں کا بیان ہے کہ وہ پہلے شخص تھے جنھوں نے بیٹھ کر خطبہ کہا۔ ۵

یزید کی بیعت

کہتے ہیں کہ اس سال کے ماہ رجب میں یزید سے اس کے والد کے بعد بیعت کی گئی اس میں جو کچھ اختلاف ہے وہ پہلے بیان ہو چکا ہے۔ جس وقت عنان حکومت ان کے ہاتھ میں آئی اس وقت مدینے میں ولید بن عتبہ بن ابی سفیان، مکہ میں عمرو بن سعید بن العاص، بصرہ میں عبیداللہ بن زیاد اور کوفہ میں نعمان بن بشیر حاکم تھے۔ یزید کے سامنے سب سے اہم معاملہ یہ تھا کہ جن لوگوں نے امیر معاویہ کے سامنے یزید کی بیعت کرنے سے انکار کر دیا تھا ان سے بیعت لی جائے۔ اس نے والی مدینہ ولید (یہ ولید، یزید کا چچا زاد بھائی تھا) کو ایک خط لکھا جس میں امیر معاویہ کی وفات کی خبر دی اور اس کے ساتھ ایک اور چھوٹا سا خط لکھا جس میں تھا کہ ''اما بعد، حسینؓ، عبداللہ بن عمرؓ اور ابن زبیر کو بیعت کے لیے اس طرح پکڑو کہ جب تک بیعت نہ کر لیں مطلق نہ چھوڑو۔ والسلام۔'' جب ولید کو امیر معاویہ کی خبر مرگ ملی تو اس پر بہت گراں گذری۔ اس نے مروان بن حکم کو بلایا جو ولید سے پہلے مدینے کا حاکم تھا۔ جب ولید حاکم بن کر آیا تو مروان بادل ناخواستہ اس کے پاس گاہے بگاہے آیا کرتا تھا۔ ایک موقع پر ولید نے اپنی مجلس میں اس کو سخت سست کہا جس پر مروان نے اس سے قطع تعلق کر لیا اور جب تک امیر معاویہ

Marfat.com

کی خبر مرگ نہ ملی ان کے تعلقات منقطع ہی رہے۔ آخر جب ولید کو حضرت معاویہ کے انتقال کی خبر پہنچی ساتھ ہی مذکورہ بالا شخصیات سے بیعت لینے کا معاملہ سر پر آیا تو اس نے مروان کو بلایا۔ مروان نے امیر معاویہ کی موت کی خبر خط میں پڑھ کر اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ پڑھا اور ان کے لیے دعائے رحمت کی۔ ولید نے اس سے مشورہ طلب کیا کہ کیا کیا جائے۔ مروان نے کہا ''میری رائے یہ ہے کہ آپ ان سب حضرات کو اسی وقت بلوائیں اور بیعت کرنے کا حکم دیں اگر وہ بیعت کرلیں تو خیر لیکن وہ اگر انکار کریں تو قبل اس کے کہ ان کو امیر معاویہ کی وفات کی اطلاع ہو، ان کی گردنیں مار دیجیے کیونکہ اگر ان کو امیر مرحوم کے انتقال کی خبر مل گئی تو ہر ایک شخص ان میں سے الگ الگ راستے پر چل پڑے گا اور اختلاف کر کے اپنے لیے لوگوں کو دعوت دے گا۔ ابن عمرؓ کو تو میں جانتا ہوں کہ وہ جنگ و قتال نہیں کرنا چاہتے اور نہ وہ یہ چاہتے ہیں کہ وہ والی ہوں سوا اس کے کہ امر ان کو خود بخود دے دیا جائے۔''

ولید نے عبداللہ بن عمرو بن عثمانؓ کو حسینؓ بن علیؓ اور عبداللہ ابن زبیرؓ کو بلانے کے لیے بھیجا۔ اس نے ان دونوں کو مسجد میں بیٹھا ہوا پایا۔ وہ ایسا وقت تھا کہ جس وقت ولید عموماً مجلس عام قائم نہیں کرتا تھا۔ اس نے ان دونوں سے کہا کہ اس وقت امیر کے پاس چلیے انھوں نے کہا کہ تم چلو ہم آتے ہیں۔ عبداللہ ابن زبیر نے حسینؓ بن علیؓ سے کہا کہ آپ کا کیا خیال ہے کہ ولید نے ہمیں ایسے وقت میں کیوں بلایا ہے کہ جب اس کی مجلس عام کا وقت نہیں۔ (حضرت) حسینؓ بن علیؓ نے کہا کہ مجھے یہ گمان ہوتا ہے کہ ان کا طاغیہ ہلاک ہو گیا ہے اور ولید نے ہم کو اس لیے بلایا ہے کہ قبل اس کے کہ اُس ہلاکت کی خبر لوگوں میں عام ہو وہ ہم سے بیعت لے لے۔ (حضرت) عبداللہ بن زبیرؓ نے کہا کہ میں بھی یہی سمجھتا ہوں۔ اب آپ کا کیا ارادہ ہے؟ حسینؓ بن علیؓ نے کہا میں اپنے جوانوں کو اسی وقت جمع کرتا ہوں اور ان کو ہمراہ لے کر ولید کے مکان پر جاتا ہوں۔ ان کو باہر بٹھا کر خود اندر چلا جاؤں گا۔ ابن زبیر کہنے لگے کہ مجھے ولید کی طرف سے آپ کے لیے خوف معلوم ہوتا ہے اور خصوصاً جب آپ اندر چلے جائیں گے۔ کہا کہ میں ان کے پاس یہی سمجھ کر جا رہا ہوں کہ ان کے امتناع پر قادر ہوں یہ کہہ کر حسینؓ بن علیؓ اُٹھے اور اپنے اصحاب اور اہل بیت کو جمع کر کے ولید کے دروازے پر آئے اور اپنے ہمراہیوں سے کہا میں اندر جاتا ہوں اگر تم کو بلاؤں یا تم سنو کہ میری آواز بلند ہے تو تم سب کے سب اندر چلے آنا اور اگر ایسا نہ ہو تو جب تک میں باہر نہ آؤں یہاں سے نہ ہٹنا۔ یہ کہہ کر اندر داخل ہوئے اور سلام کیا۔ مروان

Marfat.com

اس وقت ولید کے پاس بیٹھا تھا۔ حسینؓ بن علیؑ نے (ان کی سابقہ رنجش کے پیش نظر) کہا ''اتفاق نفاق سے اور صلح فساد سے بہتر ہے۔ آج تم دونوں ایک جگہ جمع ہو، خدا تمہارے تعلقات کی اصلاح کرے۔'' یہ کہہ کر وہ بیٹھ گئے۔ ولید نے ان کو یزید کا خط پڑھ کر سنایا اور امیر معاویہ کے انتقال کی خبر دے کر ان کو بیعت کے لیے کہا۔ حسینؓ بن علیؑ نے امیر معاویہ کے انتقال کی خبر سن کر اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ پڑھا اور رحمت کی دعا کی۔ پھر کہا کہ بیعت کے متعلق مجھے یہ کہنا ہے کہ مجھ جیسا آدمی اس طرح خفیہ طور پر بیعت نہیں کر سکتا اور نہ مجھے خفیہ طور پر سزا دی جا سکتی ہے اگر آپ باہر نکل کر لوگوں کے پاس جائیں اور ان کو اور ہم کو ساتھ بیعت کی دعوت دیں تو یہ امر بالکل ایک سا ہوگا۔ ولید نے، جو چاہتا تھا کہ معاملہ عافیت سے طے ہو جائے، ان سے کہا کہ اچھا آپ تشریف لے جائیں۔ یہ سن کر مروان ولید سے کہنے لگا کہ اگر یہ اس وقت بیعت کیے بغیر آپ کے پاس سے چلے گئے تو آپ کبھی بھی ان پر قابو نہ پا سکیں گے، یہاں تک کہ آپ کے اور ان کے درمیان بہت سے لوگ قتل نہ ہو جائیں، ان کو قید کر دیجیے اور اگر یہ بیعت کر لیں تو خیر ورنہ ان کو قتل کر دیجیے۔ حسینؓ بن علیؑ یہ سن کھڑے ہو گئے اور کہا کہ او گربہ چشم عورت کے بچے! تو مجھے قتل کرے گا کہ وہ؟ بخدا تو جھوٹا اور بد بخت ہے۔ پھر وہ وہاں سے روانہ ہو کر اپنے گھر چلے گئے۔ مروان نے ولید سے کہا کہ آپ نے میری بات نہ مانی۔ خدا کی قسم آپ کو ان پر قبضہ کرنے کا اس سے بہتر ابد تک کوئی موقع نہ ملے گا۔ ولید نے جواب دیا خدا کی قسم مجھے یہ خواہش نہیں ہے کہ دنیا کے تمام مال و متاع اور اس کے ملک و دولت پر جس پر آفتاب غروب و طلوع ہوتا ہے میں ہی قابض ہو جاؤں۔ میں نہیں چاہتا کہ حسینؓ کو صرف اس وجہ سے قتل کر دوں کہ وہ یہ کہتے ہیں کہ میں بیعت نہیں کرتا۔ خدا کی قسم میں سمجھتا ہوں کہ قیامت کے دن خدائے تعالیٰ کے سامنے حسینؓ کے خون کے باب میں جس شخص کا محاسبہ کیا جائے گا وہ خفیف المیزان ہوگا۔ مروان نے کہا کہ ہاں تم ٹھیک کہتے ہو۔ مروان نے کہنے کو تو یہ فقرہ کہہ دیا مگر دل میں وہ ولید کی رائے کو پسند نہ کرتا تھا۔

دوسری طرف عبداللہ بن زبیر کا یہ ہوا کہ انھوں نے وعدہ کیا کہ میں ابھی آتا ہوں مگر اپنے گھر میں بیٹھ گئے۔ ولید نے ان کو بلانے کے لیے آدمی بھیجا جس نے انہیں اس حالت میں پایا کہ انھوں نے اپنے اصحاب کو جمع کر رکھا تھا اور اپنے آپ کو محفوظ کیے بیٹھے تھے۔ ولید نے ان پر حاضری کے لیے اصرار کرنا شروع کیا اور وہ یہی کہتے رہے کہ مجھے مہلت دو۔ اس پر ولید نے اپنے موالی کو ان

Marfat.com

کے پاس بھیجا۔ انھوں نے ابن زبیر کو کہا اے کاہلیہ کے بیٹے ہم تمہیں ضرور امیر کے پاس لے جائیں گے ورنہ قتل کر دیں گے۔ ابن زبیرؓ نے کہا کہ خدا کی قسم امیر کے اس اصرار سے مجھے شبہ ہو گیا ہے، تم لوگ جلدی نہ کرو، ذرا مجھے کسی کو بھیج کر امیر سے رائے معلوم کر لینے دو۔ چنانچہ ابن زبیرؓ نے اپنے بھائی جعفر بن زبیرؓ کو ولید کے پاس روانہ کیا۔ جنھوں نے وہاں پہنچ کر ولید سے کہا کہ خدا آپ پر رحم کرے آپ عبداللہ کی ایذا دہی سے باز آجائیے۔ آپ نے ان کو گھبرا دیا ہے۔ ان شاء اللہ وہ کل آپ کے پاس ضرور حاضر ہو جائیں گے لہٰذا آپ اپنے قاصدوں کو حکم دیجیے کہ وہاں سے چلے آئیں۔ ولید نے اپنے قاصدوں کو وہاں سے واپس آجانے کا حکم دے دیا اور وہ وہاں سے ہٹ آئے۔

عبداللہ بن زبیر اسی رات اپنے بھائی جعفر کے ساتھ مقام فرع کی طرف روانہ ہوئے۔ ان کے ساتھ اور کوئی تیسرا نہ تھا پھر انھوں نے مکے کا راستہ لیا۔ ولید کو سن گن ملی تو اس نے اپنے آدمیوں کو ان کی تلاش میں روانہ کیا مگر وہ ان کو پا نہ سکے اور واپس آگئے۔ اس تمام رات حسینؓ بن علیؓ کے خیال کو بھلا کر ان ہی دونوں کی تلاش و تفتیش میں سرگرداں رہے۔ اگلے دن ولید نے حسینؓ بن علیؓ کی طرف آدمی بھیجا۔ انہوں نے کہا کہ اچھا صبح ہونے دو پھر تم بھی دیکھنا اور ہم بھی دیکھیں گے کہ کیا ہوتا ہے۔ چونکہ حکام ان کے ساتھ شفقت کرتے تھے، اس لیے انھوں نے ان سے کچھ تعرض نہ کیا۔ حسینؓ بن علیؓ اسی رات کو (اس سے ایک رات قبل ابن زبیر روانہ ہو چکے تھے) اپنے بیٹوں، بھتیجوں اور تمام اہل بیت کو ہمراہ لے کر چل کھڑے ہوئے البتہ محمد ابن الحنفیہ ان کے ساتھ نہیں گئے۔ انھوں نے یہ کہا کہ بھائی تم سے زیادہ مجھے اور کوئی پیارا نہیں ہے تم سے زیادہ میں کسی کو عزیز نہیں رکھتا اور نہ میں تمام خلق خدا میں کسی کو اس قابل سمجھتا ہوں کہ تم سے زیادہ اس کی خیر خواہی کروں۔ تم سے جہاں تک ہو سکے ضرور یزید کی بیعت سے اور دیار و امصار سے الگ رہو۔ لوگوں کے پاس اپنے قاصد بھیج کر ان کو اپنے لئے دعوت دو اگر وہ تم سے بیعت کر لیں تو اس پر خدا کا شکر ادا کرو اور اگر وہ تمہارے سوا کسی اور پر اجتماع کریں تو اس سے نہ تمہارے دین اور عقل میں کچھ نقص لازم آتا ہے اور نہ تمہاری مروت و فضیلت میں کچھ فرق پڑتا ہے۔ مجھے یہ خوف ہے کہ تم ایک شہر اور جماعت کے پاس جاؤ گے وہ تمہارے بارے میں اختلاف کریں گے یعنی ان میں سے ایک گروہ تمہارے ساتھ ہوگا اور ایک تمہارے خلاف، ہوتے ہوتے ان میں جنگ و جدل کی نوبت پہنچے گی اور تم سب سے پہلے نیزے کی آماجگاہ بنو گے۔ نتیجہ یہ ہوگا کہ شخصی اور

Marfat.com

نسبی اعتبار سے اس امت کے لوگ کسی ایسے شخص کا انتخاب کرلیں گے جو سب سے زیادہ خوں ریز اور ذلیل ہوگا۔ حسینؓ بن علیؓ نے پوچھا کہ بھائی میں کہاں جاؤں۔ انہوں نے کہا تم مکے جاؤ اور اگر تم کو وہاں اطمینان حاصل ہو تو اسی سے کوئی نہ کوئی سبیل پیدا ہوجائے گی اور اگر ایسا نہ ہو تو پھر صحراؤں اور پہاڑوں کی چوٹیوں اور ایک شہر سے دوسرے شہر میں پھرتے رہنا اور یہ دیکھتے رہنا کہ لوگوں کا کیا حال ہے۔ لوگوں کا کیا حال ہے اور آپ کے بارے میں ان کی کیا رائے ہے۔ درستی رائے کی بہترین صورت اور عزم عمل کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ آئندہ پیش آنے والے معاملات کا مقابلہ کرنے کی ہمت پیدا کرو۔ ماضی کے واقعات کی ادھیڑ بن کا کوئی فائدہ نہیں۔ حسینؓ بن علیؓ بولے کہ بھائی تم نے خیر خواہی اور شفقت سے کام لیا ہے اور مجھے امید ہے کہ ان شاء اللہ تمہاری رائے عمدہ اور موافق ثابت ہوگی یہ کہہ کر یزید ابن مفرغ کے یہ اشعار بطور تمثیل پڑھتے ہوئے مسجد میں داخل ہوئے۔ (ترجمہ):

[مجھ سے ظلم اور ذلت سے سلوک کیا جائے اور موت بھی تاک میں ہو۔ اُس وقت
اگر میں معرکے سے ہٹ جاؤں تو یزید اپنا نام نہ رکھوں۔ صبح کو شفق کے وقت لشکر کشی سے
اور اونٹوں کے چونکانے سے محروم رہوں۔]

جب حسینؓ بن علیؓ مکے کی طرف روانہ ہوئے تو انھوں نے قرآن کریم کی آیت فَخَرَجَ مِنْهَا خَائِفًا يَتَرَقَّبُ ٦ پڑھی اور جب مکے میں داخل ہوئے تو آیت وَلَمَّا تَوَجَّهَ تِلْقَاءَ مَدْيَنَ ٧ پڑھی۔

عامل مدینہ ولید نے عبداللہ بن عمرؓ کے پاس پیغام بھیجا کہ وہ بیعت کرلیں۔ انھوں نے کہا کہ جب سب لوگ بیعت کرلیں گے تو میں بھی کرلوں گا۔ اس پر ان کو چھوڑ دیا گیا کیونکہ وہ لوگ ان سے خائف نہ تھے۔

ایک دوسری روایت کے مطابق وہ اور ابن عباسؓ مکہ میں تھے اور وہاں سے مدینہ واپس آرہے تھے کہ راستے میں حسینؓ بن علیؓ اور عبداللہ بن زبیرؓ ملے۔ ان دونوں نے ان دونوں سے دریافت کیا کہ کیا خبر ہے؟ کہا کہ معاویہ کی موت اور یزید کی بیعت! ابن عمرؓ نے کہا دیکھو مسلمانوں کی جماعت میں تفرقہ مت ڈالو۔ بہر حال وہ اور ابن عباسؓ مدینے پہنچ گئے اور جب سب لوگ بیعت کرچکے تو انھوں نے بھی بیعت کرلی۔

ابن زبیر مکے گئے ان دنوں عمرو بن سعید وہاں کا حاکم تھا۔ مکے میں داخل ہونے پر ابن زبیر نے کہا کہ میں بیت اللہ میں پناہ گزیں ہوں گا۔ چنانچہ نہ وہ ان سب کے ساتھ نماز ادا کرتے تھے

Marfat.com

اور نہ ہی ان کے ساتھ مناسک حج بجالاتے تھے بلکہ وہ اور ان کے اصحاب ایک گوشہ میں رہتے تھے۔

مدینہ سے ولید کی معزولی

اس سال یزید نے ولید بن عتبہ بن ابی سفیان کو مدینہ سے معزول کر دیا اور اس کی جگہ عمرو بن سعید الاشدق کی تقرری عمل میں آئی جو رمضان کے مہینے میں وہاں پہنچا اور اہل مدینہ اس سے ملے۔ وہ نہایت متکبر آدمی تھا۔ اس نے اپنے شرطہ یعنی پولیس پر عمرو بن زبیر کو مقرر کیا کیونکہ اس کو معلوم تھا کہ عمرو اور اس کے بھائی عبداللہ میں عداوت ہے۔ عمرو بن زبیر نے مدینے کے ان چند آدمیوں کو بلایا جو عبداللہ بن زبیرؓ کے طرفدار تھے۔ ان سب کو سخت زدوکوب کیا۔ ان میں خود اس کے بھائی منذر بن زبیر اور اس کے بیٹے محمد ابن منذر بن زبیر، عبدالرحمٰن بن اسود بن عبدیغوث، عثمان بن عبداللہ بن حکیم بن حزام اور محمد بن عمار بن یاسر وغیرہ شامل تھے۔ عمرو نے ان کو چالیس چالیس بلکہ پچاس ساٹھ دروں کی سزائیں دیں۔

عمرو بن سعید نے عمرو بن زبیر سے مشورہ طلب کیا کہ ان کے بھائی (عبداللہ بن زبیر) کی طرف کس کو روانہ کیا جائے۔ عمرو نے کہا اس کے ساتھ سختی سے پیش آنے والا مجھ سے زیادہ کوئی شخص نہ ہوگا۔ عمرو بن سعید نے عمرو بن زبیر کے ہمراہ ایک لشکر روانہ کیا۔ ان میں انیس بن عمرو اسلمی بھی سات سو آدمیوں کو لیے ہوئے ساتھ تھا۔ مروان بن حکم، عمرو بن سعید کے پاس گئے اور کہا کہ مکے میں جنگ نہ کرو، خدا کا خوف کرو، خانہ خدا کی بے حرمتی نہ کرو ابن زبیر کو یونہی رہنے دو اب وہ بوڑھے ہو گئے ہیں۔ ساٹھ برس کی ان کی عمر ہے اور طبیعت ضدی ہوگئی ہے۔ عمرو ابن زبیر بولے کہ خدا کی قسم ہم دشمنوں کے علی الرغم اس سے خانۂ کعبہ کے جوف میں لڑیں گے۔

ابو شریح خزاعی نے بھی عمرو سے آ کر کہا کہ مکے میں لڑائی نہ کرو کیونکہ میں نے رسول اللہ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ مجھے اس میں دن کے ایک وقت لڑنے کی اجازت ہوئی تھی مگر روز گزشتہ کی طرح پھر اس کی حرمت قائم ہوگئی۔ عمرو نے کہا کہ اے شیخ ہم خانۂ کعبہ کی حرمت سے تم سے زیادہ واقف ہیں۔ بہرحال اُنیس مقدمہ کے طور پر ان کے آگے آگے روانہ ہوا۔

یہ بھی کہتے ہیں کہ یزید نے عمرو بن سعید کو لکھا تھا کہ عمرو بن زبیر کو اس کے بھائی عبداللہ کے مقابلے کے لیے روانہ کیا جائے چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا اور عمرو ابن زبیر کو تقریباً دو ہزار آدمی دے کر

Marfat.com

روانہ کردیا۔ اُنیس ذی طوی کے مقام پر اترا اور عمرو ابطح میں۔ عمرو نے اپنے بھائی کے پاس پیغام بھیجا کہ تم یزید کی قسم کو پورا کرو۔ یزید نے قسم کھائی تھی کہ میں ابن زبیر کی بیعت اس وقت تک قبول نہ کروں گا جب تک وہ میرے سامنے طوق پہن کر حاضر نہ ہوگا۔ تم چلے آؤ میں تمہاری گردن میں چاندی کا طوق پہنا دوں گا جو چھپا ہوا ہوگا۔ لوگوں کو آپس میں مت لڑاؤ کیونکہ تم حرمت والے شہر میں ہو۔

عبداللہ بن زبیر نے عبداللہ بن صفوان کو اُنیس کے مقابلے کے لیے روانہ کیا۔ اہل مکہ میں سے جس قدر آدمی ان کے گرد جمع ہو گئے تھے سب کو عبداللہ کے ہمراہ کر دیا۔ ابن صفوان نے انیس کو ذی طوی میں شکست دی اور اُنیس بن عمرو کو قتل کر دیا۔ اُدھر مصعب بن عبدالرحمٰن نے عمرو بن زبیر پر حملہ کیا۔ عمرو لوگوں سے جدا ہو کر ابن علقمہ کے مکان میں داخل ہو گئے مگر بعد میں ان کے بھائی عبیدہ نے ان کو آ کر پناہ دی۔ عبداللہ آئے تو عبیدہ نے ان سے کہا کہ میں نے عمرو کو پناہ دی ہے۔ انھوں نے کہا کہ کیا تم لوگوں کے حقوق پر ظلم کرتے ہو یہ بات ہرگز مناسب نہیں اور نہ میں نے تم کو حکم دیا تھا کہ اس فاسق کو پناہ دو جس نے خدائے تعالیٰ کے حرمات کو حلال و جائز کر دیا ہے۔ پھر انھوں نے عمرو سے ان سب لوگوں کا بدلہ طلب کیا جن کو انھوں نے مدینہ میں زد و کوب کیا تھی مگر منذر اور اس کے بیٹے کے لیے طلب نہ کیا کیونکہ انھوں نے بدلہ لینے سے انکار کر دیا تھا۔ لہٰذا جن لوگوں کو عمرو بن زبیر نے مدینے میں کوڑے لگوائے تھے ان سب کے بدلے میں انہیں کوڑے لگائے گئے اور درے کھاتے کھاتے ہی ان کا انتقال ہو گیا۔

حسینؓ بن علیؓ کو عبداللہ بن مطیع کا مشورہ

جب حسینؓ بن علیؓ مدینے سے مکہ جا رہے تھے تو راستہ میں عبداللہ بن مطیع ملے۔ انھوں نے پوچھا ''میں آپ پر قربان جاؤں آپ کہاں جا رہے ہیں؟'' کہا ''فی الحال مکے جا رہا ہوں اس کے بعد اللہ تعالیٰ سے استخارہ کروں گا۔'' عبداللہ نے کہا ''خدا آپ کا بھلا کرے اور ہم کو آپ پر قربان کرے، جب آپ مکے پہنچ جائیں تو کوفہ کے قریب بھی نہ جایئے گا۔ یہی وہ منحوس شہر ہے جہاں آپ کے والد شہید ہوئے اور آپ کے بھائی بے یار و مددگار چھوڑ دیے گئے اور ایک نیزے کی ضرب سے قریب تھا کہ وہ جاں بحق ہو جاتے۔ آپ حرم ہی میں رہیے۔ آپ حرم ہی میں رہیے۔ آپ عرب کے سردار ہیں۔ اہل حجاز آپ کے برابر کسی کو نہیں سمجھتے۔ لوگ آپ کے پاس ہر طرف سے جمع ہو جائیں گے۔ آپ حرم

Marfat.com

سے جدا نہ ہوں۔ میرے چچا اور ماموں آپ پر فدا ہوں۔ خدا کی قسم اگر آپ ہلاک ہو گئے تو آپ کے بعد ہم لوگ غلام بنا لیے جائیں گے۔'' غرض کہ حسینؓ بن علیؓ مکے پہنچے، وہاں کے باشندے ان کے پاس آنے جانے لگے اور وہاں کے زائرین اور دوسرے مقامات کے لوگ جو وہاں تھے وہ بھی آتے تھے۔ ابن زبیر بھی وہیں کعبے میں تھے اور دن بھر نماز پڑھتے اور طواف کرتے رہتے تھے اور کبھی کبھی لوگوں کے ساتھ حسینؓ بن علیؓ کے پاس آجایا کرتے تھے اور ہمیشہ ان کو خلاف رائے دیا کرتے تھے کیونکہ ابن زبیرؓ کے لئے وہی سب سے بڑی رکاوٹ تھے۔ جب تک حسینؓ بن علیؓ اس شہر میں مقیم رہتے وہاں کے لوگوں کا ابن زبیر سے بیعت کرنا ناممکن تھا۔

حسینؓ بن علیؓ کو اہل کوفہ کے خطوط

جب اہل کوفہ کو امیر معاویہ کے انتقال اور حضرات حسینؓ بن علیؓ، عبداللہ ابن عمرؓ اور عبداللہ ابن زبیر کے بیعت سے انکار کرنے کی خبر ملی تو انھوں نے یزید کے معاملے مین غور کرنا شروع کیا۔ کوفہ کے شیعہ سلیمان بن صرد خزاعی کے مکان میں جمع ہوئے۔ وہاں حسینؓ بن علیؓ کے مکہ جانے کا ذکر ہوا اور کئی آدمیوں کی جانب سے جن میں سلیمان بن صرد، مسیّب بن نجبہ اور رفاعہ بن شداد اور حبیب بن مُطہّر وغیرہ شامل تھے حسینؓ بن علیؓ کو یہ خط لکھ کر بھیجا:

''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم: سلام علیک۔ ہم آپ کے سامنے اس خدا کی حمد بجالاتے ہیں جس کے سوا اور کوئی معبود نہیں۔ امابعد۔ تمام تعریفیں اس اللہ کے لیے ہیں جس نے آپ کے اس ظالم وسرکش دشمن کو ہلاک کر دیا جس نے اس امت پر جست کی۔ اس کے امور کو ظلم اور جبر سے چھین لیا، اس کی آمدنی غصب کرلی اور بغیر اس (امت) کی رضامندی کے خود بخود اس پر امیر بن بیٹھا۔ پھر اس کے نیک افراد کو قتل کو کیا اور اشرار کو زندہ رکھا۔ وہ ہمارا امام نہیں ہے، آپ تشریف لائیے ممکن ہے کہ خدائے تعالیٰ ہم کو آپ کے ذریعے حق پر جمع کر دے۔ نعمان بن بشیر قصر امارت میں رہتا ہے۔ ہم نہ جمعے میں اس کے ساتھ شریک ہوتے ہیں اور نہ عید میں اگر ہم کو معلوم ہو جائے کہ آپ ہماری طرف تشریف لا رہے ہیں تو ان شاء اللہ ہم اسے یہاں سے نکال کر اور شام پہنچا کر چھوڑ دیں

Marfat.com

گے۔والسلام علیک ورحمتہ اللہ بر کاتہٗ۔‘‘

یہ خط انھوں نے عبیداللہ بن سبع الہمدانی اور عبیداللہ بن وال کے ہاتھ روانہ کیا۔ پھر ایک اور خط لکھا جس کو دو دن بعد روانہ کیا۔ اس کے ساتھ ساتھ لوگوں نے تقریباً ڈیڑھ سو خطوط اور لکھے اور پھر ایک تیسرا قاصد بھیج کر ان کو اپنے ہاں آنے کی تاکید کی۔ بعد ازاں شبث بن ربعی، حجار بن ابجر، یزید بن حارث بن یزید بن رُویم، عَزرۃ بن قیس بن عمرو بن حجاج زبیدی اور محمد بن عمیر تمیمی نے بھی اس مضمون کے خطوط لکھے۔ جب حسینؓ بن علیؓ کے پاس تمام خطوط جمع ہو گئے تو انھوں نے ان لوگوں کو یہ جواب لکھا:

’’اما بعد۔آپ لوگوں نے جو واقعات وقصص بیان کیے ہیں ان کو میں سمجھ گیا ہوں اور آپ کے پاس اپنے بھائی اور بردار عمزاد مسلم بن عقیل کو بھیج رہا ہوں جو میرے اہل بیت میں بہت معتبر ہیں جن کو میں نے حکم دیا ہے کہ تمہارے احوال اور آراء سے مجھے مطلع کریں اگر انھوں نے مجھ کو یہ لکھا کہ آپ لوگوں کی جمعیت اور آپ کے عقلاء نے اسی رائے پر اجتماع کیا ہے جس کو آپ کے قاصدوں نے مجھ سے آ کر بیان کیا ہے تو میں ان شاء اللہ عنقریب آپ کے پاس آجاؤں گا۔ مجھے اپنی جان کی قسم ہے کہ امام صرف وہی شخص ہو سکتا ہے جو کتاب اللہ کا عامل ہو عدل قائم کرنے والا ہو اور دین حق پر کاربند ہو۔ والسلام۔‘‘

دوسری طرف بصرہ میں چند شیعہ بنو عبدالقیس کی ایک عورت ماریہ بنت سعد کے ہاں جمع ہوئے۔ وہ شیعہ ہونے کا دعویٰ کرتی تھی اور اس کا گھر شیعانِ علیؓ کی نشست گاہ تھا۔ یزید بن نُبیط نے حسینؓ بن علیؓ کے پاس جانے کا عزم کیا۔ وہ بنو عبدالقیس میں سے تھا اور اس کے دس بیٹے تھے۔ اس نے اپنے بیٹوں سے پوچھا کہ تم میں سے کون میرے ساتھ چلے گا؟ اس پر اس کے دو بیٹے عبداللہ اور عبیداللہ نے اس کا ساتھ دیا اور وہ سب وہاں سے روانہ ہو گئے۔ حسینؓ بن علیؓ کے پاس مکے پہنچے پھر ان کے ساتھ روانہ ہوئے اور ان کے ساتھ ہی شہید ہوئے۔

(حضرت) حسینؓ نے مسلم بن عقیل کو بلا کر کوفہ روانہ کیا۔ اور ان کو خدا سے ڈرنے، امر کو پوشیدہ رکھنے اور لطف و کرم کی نصیحت کی اور کہا کہ اگر لوگ متفق طور پر ان کے طرف دار ہوں تو وہ جلد ان کو اطلاع دے دیں۔ چنانچہ وہ مدینے پہنچے مسجد نبوی میں نماز ادا کی، اپنے اہل وعیال کو خدا حافظ کہا اور بنو قیس میں سے دو رہبروں کو اجرت پر ہمراہ لیا جو ان کے ساتھ رونہ ہوئے مگر راستہ بھول گئے اور

Marfat.com

دونوں پیاس کی تکلیف سے مر گئے اور مسلم سے کہہ گئے کہ پانی کا راستہ یہ ہے۔ مسلم نے امام حسینؓ کو لکھا کہ "میں نے مدینے جا کر دو رہبر لیے مگر وہ راستہ بھول گئے اور ان پر پیاس کا اس قدر غلبہ ہوا کہ وہ دونوں مر گئے ہم لوگ چلتے چلتے پانی تک پہنچے اور رمق بھر جان تھی کہ زندہ بچ گئے۔ یہ پانی بطن خُبَیت کے مضیق نامی ایک مقام پر تھا۔ میں اسے برا شگون سمجھتا ہوں اگر آپ کی رائے ہو تو مجھے معاف فرما دیں اور میرے سوا کسی اور کو روانہ کر دیں۔" حسینؓ بن علیؓ نے یہ جواب لکھا کہ "مجھے خوف ہے کہ تم نے صرف بزدلی کی وجہ سے یہ خط مجھ کو لکھا ہے جدھر جانا ہے اُدھر چلے جاؤ۔ والسلام۔"

مسلم روانہ ہوئے اور کوفہ پہنچ کر مختار ۸ (اور یہ روایت بھی ہے کہ کسی اور) کے ہاں ٹھہرے۔ شیعہ ان کے پاس آنے جانے لگے۔ جب کبھی مسلم ان کو حضرت حسینؓ کو خط پڑھ کر سناتے تو وہ لوگ رونے اور قتال و نصرت کو اپنے ہی میں سمجھنے لگتے۔ شیعوں نے وہاں اس قدر آنا جانا شروع کیا کہ اس مکان کا ذکر پھیلنے لگا اور رفتہ رفتہ نعمان بن بشیر، عامل کوفہ تک خبر پہنچی۔

نعمان بن بشیر نے منبر پر کھڑے ہو کر تقریر کی اور کہا کہ "فتنہ و فساد اور فرقہ بندی میں جلدی نہ کرو کیونکہ ان ہی باتوں سے لوگ ہلاک ہوتے ہیں، خون بہائے جاتے ہیں اور اموال غصب ہوتے ہیں۔" نعمان بن بشیر حلیم الطبع اور دیندار آدمی تھے اور امن و امان کو پسند کرتے تھے۔ پھر انھوں نے کہا "جو شخص مجھ سے نہ لڑے میں اس سے نہیں لڑتا اور جو مجھ پر حملہ نہ کرے میں بھی اس پر حملہ نہیں کرتا۔ میں تمہارے سونے والے کو بیدار نہیں کرتا، میں تم پر سختی نہیں کرتا اور بے جا بدگمانی سے تمہارا مواخذہ نہیں کرتا۔ لیکن اگر تم نے مقابلہ کیا، بیعت کو فسخ کر دیا اور اپنے امام کی مخالفت کی تو قسم ہے اُس خدا کی جس کے سوا اور کوئی معبود نہیں کہ جب تک میرے ہاتھ میں تلوار کا قبضہ رہے گا میں تم کو تلوار ہی سے ماروں گا اور خیال رکھوں گا کہ میرے خلاف تم کو کوئی یار و مددگار نہ ملے۔ مگر مجھے امید ہے کہ تم میں بہ نسبت اُن کے جن کو امر باطل ہلاکت کی طرف لے جا رہا ہے حق شناس لوگ زیادہ موجود ہیں۔"

عبداللہ بن مسلم بن سعید حضرمی نے، جو بنو امیہ کا حلیف تھا، کھڑے ہو کر کہا "آپ جو کچھ دیکھ رہے ہیں اُسے سوائے ظلم و ستم کے اور کوئی چیز درست نہیں کر سکتی۔ آپ کی یہ رائے جس کو آپ بیان کر رہے ہیں کمزوروں کی رائے ہے۔" نعمان بن بشیر نے جواب دیا "یہ بات کہ میں خدائے تعالیٰ کی طاعت میں ذلیل ہو جاؤں مجھے پسند ہے بہ نسبت اس کے کہ میں خدائے تعالیٰ کی معصیت میں ارباب

Marfat.com

عزت وغلبہ میں سے بنوں۔'' یہ کہہ کر وہ نیچے اتر آئے۔ عبداللہ بن مسلم نے یزید کو مسلم بن عقیل کے آنے کی خبر لکھ بھیجی اور لکھا کہ اگر آپ کو کوفہ کی ضرورت ہے تو وہاں کسی قوی آدمی کو بھیجئے جو آپ کے امر کو جاری رکھے اور آپ کے دشمن کے بارے میں آپ ہی کی طرح عمل کرے کیونکہ نعمان یا تو ضعیف آدمی ہیں اور یا یہ کو وہ بہ تکلف ضعیف بنتے ہیں۔ عبداللہ بن مسلم سب سے پہلا شخص تھا جس نے یزید کو یہ لکھا۔ اس کے بعد عُمارہ بن ولید بن عقبہ اور عمر بن سعد بن ابی وقاص نے بھی اسی مضمون کے خطوط لکھے۔ جب یزید کے پاس یہ سب خط جمع ہو گئے تو اس نے معاویہ کے مولیٰ سرجون کو بلایا اس کو تمام خطوط پڑھ کر سنائے اور مشورہ طلب کیا کہ کوفہ پر کس کو والی مقرر کیا جائے۔ یزید، عبیداللہ بن زیاد سے ناراض تھا۔ سرجون نے اس سے کہا اگر امیر معاویہ زندہ ہو جائیں تو آپ ان کی رائے پر عمل کرتے؟ کہا ہاں۔ یہ سن کر سرجون نے عبیداللہ ابن زیاد کے والی کوفہ بنائے جانے کا عہد نامہ نکال کر پیش کیا اور کہا کہ امیر معاویہ کی یہی رائے تھی کہ ان کا انتقال ہو گیا، انھوں نے پہلے ہی اس تحریری حکم کے نافذ کرنے کا حکم دے دیا تھا۔ یزید نے اس رائے پر عمل کر کے کوفہ اور بصرہ کو عبیداللہ کے ماتحت جمع کر دیا اور اپنا یہ حکم لکھ کر مسلم بن عمرو الباہلی (والد قتیبہ) کے ہمراہ عبیداللہ کے پاس بھیج دیا اور اس کو مسلم بن عقیل کو گرفتار کر کے قتل یا ملک بدر کر دینے کا حکم دیا۔ جب عبیداللہ کے پاس یزید کا خط پہنچ گیا تو اس نے تیاری کا حکم دیا تاکہ دوسرے دن ہی روانہ ہو سکے۔

امام حسینؓ نے اہل بصرہ کے تمام شرفاء و کبار کو ایک ہی مضمون کا خط لکھا تھا۔ انھوں نے مالک بن مسمع بکری، احنف بن قیس، منذر بن جارود، مسعود بن عمرو، قیس بن ھیثم اور عمرو بن عبیداللہ بن معمر کو کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کی طرف دعوت دی اور لکھا ''سنت مر گئی اور بدعت زندہ ہو گئی ہے۔'' سوائے منذر بن جارود کے سب نے ان کا یہ خط چھپا لیا۔ منذر ڈرے کہ کہیں یہ قاصد کوئی جاسوس نہ ہو اس لیے وہ قاصد اور خط دونوں کو لے کر ابن زیاد کے پاس پہنچے۔ ابن زیاد نے قاصد کی گردن مار دی اور لوگوں کے سامنے یہ تقریر کی:

''امابعد۔ قسم بخدا میری طبیعت کو سختی کی طرف منسوب کیا جاتا ہے اور میں معمولی بے حقیقت چیزوں سے نہیں ڈرا کرتا۔ جو مجھ سے دشمنی کرتا ہے میں اس کے لیے کسی عذاب سے کم نہیں اور جو مجھ سے جنگ نہیں کرتا اس کے لیے امن وصلاح۔ مگر لاتوں کے بھوت

Marfat.com

باتوں سے نہیں مانتے۔ اے اہل بصرہ! امیر المومنین نے مجھے والی کوفہ بنا دیا ہے میں کل وہاں روانہ ہو جاؤں گا اور اپنے بھائی عثمان بن زیاد کو یہاں اپنی جگہ مقرر کر جاؤں گا۔ خبردار۔ آپس میں اختلاف مت کرنا اور فتنہ و فساد کی بے سرو پا خبریں مت اڑانا۔ خدا کی قسم اگر تم میں سے کسی کے متعلق میں نے مخالفت کی بات سنی تو میں نہ صرف اس کو بلکہ اس کے دوستوں کو بھی قتل کر دوں گا۔ جب تک تم میں کوئی مخالف یا آزار رساں شخص باقی نہ رہے گا میں برابر قریب ترین کو دور ترین کے بدلے پکڑوں گا تا آنکہ تم سیدھے ہو جاؤ۔ ہاں میں زیاد کا بیٹا ہوں میں ٹھیک ٹھیک اپنے باپ کا مشابہ ہوں اور اس مشابہت میں مجھ سے میرے ماموں یا ابن عم کی مشابہت نے کوئی جھگڑا نہیں کیا ہے۔''

الغرض عبیداللہ بن زیاد، مسلم بن عمرو الباہلی، شریک بن اعور حارثی اور اپنے حشم واہل وعیال کو لے کر کوفہ روانہ ہوا۔ یہ شریک شیعہ تھا۔ کہتے ہیں کہ ابن زیاد کے ہمراہ پانچ سو آدمی تھے۔ ان میں بہت سے اس سے جدا ہو گئے تھے چنانچہ سب سے پہلے شریک علیٰحدہ ہوا۔ ان لوگوں کو یہ اُمید تھی کہ ابن زیاد ان کے انتظار میں ٹھہر جائے گا اور اسی اثناء میں حسینؓ کوفہ پہنچ جائیں گے لیکن اس نے کسی کا انتظار نہیں کیا اور تنہا کوفہ پہنچ گیا۔ اہل کوفہ کو یہ غلط فہمی ہوئی کہ یہ حسینؓ ہیں اور اسی وجہ سے وہ سب ابن زیاد کو ''مرحبا بک یا ابن رسول اللہ'' کہہ کر سلام کرتے رہے مگر وہ خاموش رہا۔ لوگ اپنے گھروں سے آکر اس سے ملتے رہے جو اسے ناگوار ہوتا۔ جب نعمان بن بشیر نے سنا کہ حسین کوفہ آگئے ہیں تو انھوں نے اپنا دروازہ بند کر لیا۔ ان کو شک نہ تھا کہ وہ حسینؓ ہی ہیں۔ عبیداللہ بن زیاد ان سے ملنے کے لیے گیا اور لوگ اس کے ساتھ غل مچاتے ہوئے جا رہے تھے نعمان نے اس سے کہا کہ میں آپ کو خدا کا واسطہ دیتا ہوں کہ آپ میرے پاس آنے کے قصد سے باز آجائیں۔ خدا کی قسم نہ میں اپنی امانت آپ کے سپرد کروں گا اور نہ ہی آپ سے لڑوں گا۔ اس پر عبیداللہ ان سے قریب ہوا اور کہا کہ دروازہ کھولو، خدا کرے تم کو کھولنا نصیب نہ ہو۔ اس کے پیچھے ایک آدمی کھڑا ہوا تھا اس نے اس کا یہ فقرہ سن لیا اور لوگوں سے جا کر کہا کہ وہ حسین نہیں بلکہ ابن مرجانہ ہے۔ نعمان نے دروازہ کھول دیا، عبیداللہ اندر داخل ہو گیا اور دروازہ بند کر دیا اور لوگ منتشر ہو گئے۔ دوسری صبح ابن زیاد منبر پر بیٹھا۔ بعض کہتے ہیں کہ اس نے اسی دن تقریر کی تھی اور کہا:

''اما بعد۔ امیر المومنین نے مجھے تمہارے شہر، تمہاری سرحد اور تمہارے محاصل کا والی

Marfat.com

بنایا ہے اور حکم دیا ہے کہ تمہارے مظلوم کے ساتھ انصاف کروں، تمہارے محروم پر عطا کروں اور تم میں سے جو مطیع و فرماں بردار ہیں ان سے نیکی اور جو شک کرنے والے اور نافرماں بردار ہیں ان پر سختی کروں۔ میں تم میں امیر المومنین کے حکم کی پیروی اور اس کے عہد کو نافذ کرنے والا ہوں۔ میں تمہارے نیک افراد کے لیے باپ اور مطیع اشخاص کے لیے توام بھائی کی طرح ہوں مگر جس نے میرے حکم سے روگردانی کی اور میرے عہد کی مخالفت کی اس کی سرزنش کے لیے میری تلوار اور میرا چابک موجود ہے اب ہر شخص کو چاہیے کہ وہ اپنے اوپر خود ہی رحم کرے۔''

یہ کہہ کر وہ منبر پر سے اتر آیا اور وہاں کے مشاہیر اور دوسرے آدمیوں کو زبردستی پکڑ کر ان سے کہا کہ مجھے تحریر لکھ کر دو کہ تمہارے پاس باہر سے آئے ہوئے کون کون سے لوگ مقیم ہیں۔ اس کے علاوہ ان لوگوں کے نام بھی دو جن کی امیر المومنین کو طلب ہے، جو حروری ہیں یا جو ہمارے مخالف ہیں۔ جو شخص ایسے لوگوں کے نام مجھے لکھ کر دے گا وہ بری ہے اور جو کوئی نام نہ لکھے تو اسے چاہیے کہ وہ اس امر کی ضمانت دے کہ اس کے شناساؤں میں سے کوئی بھی نہ تو ہماری مخالفت کرے گا اور نہ ہمارے مقابلے میں بغاوت کرے گا۔ جو شخص ان دونوں باتوں میں ایک بھی نہ کرے ہم اس کے ذمہ دار نہیں۔ ہمارے لیے اس کا خون اور مال دونوں حلال ہوں گے۔ پھر اگر تم میں سے کسی شخص کے شناساؤں میں ایک بھی پکڑا گیا جو امیر المومنین کے باغیوں میں سے ہے اور اس کو ہمارے سامنے اس سے قبل پیش نہیں کیا گیا تو تم کو تمہارے ہی گھر کے دروازے پر پھانسی دے دی جائے گی اور اس کے تمام متعلقین کے وظائف موقوف کر کے علاقۂ عمان کے مقام زارہ کو بھیج دے جائیں گے۔

مسلم بن عقیل نے عبید اللہ بن زیاد کی یہ تقریر سُنی تو وہ مختار کے مکان سے نکل کر ہانی ان عروۃ المرادی کے مکان پر گئے اور اندر داخل ہو کر ہانی کو بلایا۔ ہانی باہر آئے اور مسلم کو وہاں دیکھ کر سخت ناپسندیدگی کا اظہار کیا۔ مسلم نے کہا میں تمہاری پناہ میں آنا چاہتا ہوں۔ ہانی نے کہا کہ آپ نے مجھے سخت تکلیف دی ہے۔ اگر میرے مکان میں داخل نہ ہو گئے ہوتے تو میں یہی پسند کرتا کہ آپ چلے ہی جائیں مگر مجھے اس سے غیرت آتی ہے۔ اچھا آیئے۔ غرض کہ ہانی نے مسلم کو پناہ دی اور شیعہ ہانی کے مکان میں آمد و رفت کرنے لگے۔

Marfat.com

اُدھر ابن زیاد نے اپنے ایک مولی کو بلایا اور اسے تین ہزار درہم دے کر کہا کہ مسلم بن عقیل اور اس کے اصحاب کو تلاش کرو، ان سے ملو اور ان کو یہ تمام رقم دو اور کہو کہ میں تم میں سے ہی ایک ہوں اور اس طرح ان کے حالات دریافت کرو۔ اس مولی نے ایسا ہی کیا۔ وہ مسجد میں گیا جہاں مسلم بن عوسجہ کے بارے میں اس نے لوگوں کو کہتے سنا کہ وہ حسین کے لئے بیعت لیتے ہیں۔ ابن زیاد کا مولی مسجد میں مسلم بن عوسجہ کے پاس ایسے وقت آیا جب کہ وہ نماز پڑھ رہے تھے۔ نماز سے فارغ ہونے کے بعد اس نے کہا کہ اے عبداللہ میں اہل شام میں سے ہوں اور مجھ پر خدائے تعالٰی نے یہ احسان کیا ہے کہ مجھ کو اس خاندان کی محبت عطا کی ہے۔ یہ تین ہزار درہم ہیں جس کے ذریعے سے میں ایک شخص سے ملنا چاہتا ہوں جس کو میں نے سنا ہے کہ کوفہ آیا ہوا ہے اور رسول اللہ کے نواسے کی طرف سے بیعت لیتا ہے۔ میں نے چند لوگوں کو یہ کہتے بھی سنا ہے کہ آپ اس خاندان کے امر سے واقف ہیں۔ میں آپ کے پاس اس غرض سے آیا ہوں کہ آپ مجھ سے روپیہ لے کر مجھے اپنے صاحب کے پاس بھیج دیجئے۔ تا کہ میں ان سے بیعت کرلوں بلکہ اگر آپ چاہیں تو پہلے ہی مجھ سے بیعت لے لیں۔ انھوں نے کہا کہ میں اس بات سے تو خوش ہوا ہوں کہ تم نے مجھ سے ملاقات کی تا کہ ہم اس شخص تک پہنچ جائیں جس کو تم دوست رکھتے ہو اور خدا تمہارے ذریعے اپنے نبی کے اہل بیت کی مدد فرمائے لیکن مجھے اس بات کی تشویش بھی ہے کہ اس امر کے اختتام پذیر ہونے سے پہلے ہی یہ بات لوگوں کو معلوم نہ ہو جائے کیونکہ مجھے اس طاغیہ اور اس کی سطوت سے خوف معلوم ہوتا ہے۔ یہ کہہ کر مسلم بن عوسجہ نے اس مولی سے بیعت لے لی اور پختہ عہد لیا کہ وہ ان کا خیر خواہ رہے گا اور اس معاملے کو پوشیدہ رکھے گا۔ اس کے بعد وہ مولی کئی بار ان کے پاس اس مقصد سے آیا گیا کہ وہ اسے مسلم بن عقیل تک پہنچا دیں۔

اس اثناء میں ہانی بیمار ہو گئے اور عبیداللہ ان کی مزاج پرسی کو آیا۔ عُمارہ بن سلولی نے ہانی سے کہا کہ ہماری جمعیت اور ہمارا مکر وفن اس طاغیہ (یعنی عبیداللہ بن زیاد) کے قتل پر منحصر ہے۔ تم کو خدائے تعالٰی نے موقع دیا ہے تم اس کو قتل کر دو۔ ہانی نے کہا کہ میں نہیں چاہتا کہ وہ میرے مکان میں قتل ہو۔ ابن زیاد آ کر ہانی کے پاس بیٹھا اور مزاج پرسی کے بعد چلا گیا۔ ایک ہفتہ بعد شریک بن اعور جو ہانی کے ہاں ٹھہرا ہوا تھا، بیمار ہوا۔ ابن زیاد اور تمام امراء کے پاس وہ مکرم تھا۔ یہ نہایت سخت شیعہ تھا اور عمار بن یاسر کے ساتھ جنگ صفین میں شریک تھا۔ عبیداللہ بن زیاد نے شریک کے پاس پیغام بھیجا کہ میں شام کو

Marfat.com

تمہارے پاس آؤں گا۔ شریک نے مسلم سے کہا کہ یہ فاجر شام کو میری عیادت کے لیے آئے گا جب وہ آ کر بیٹھ جائے تو آپ نکل کر اسے قتل کر دیجیے گا۔ پھر آپ قصر میں بیٹھے رہیں گے اور کوئی شخص آپ کے اور اس کے درمیان حائل نہ ہوگا۔ اگر میرا مرض اچھا ہوگیا تو میں بصرہ چلا جاؤں گا اور آپ کے امر کے لیے کافی ہوں گا۔ جب شام کے وقت عبیداللہ عیادت کے لئے شریک کے پاس آیا تو مسلم بن عقیل اندر جانے کے لیے اُٹھے۔ شریک نے ان سے کہا کہ جب وہ بیٹھ جائے تو آپ اس چھوڑیے گا نہیں۔ ہانی نے اختلاف کرتے ہوئے کہا کہ میں نہیں چاہتا کہ وہ میرے مکان میں قتل ہو۔ غرض کہ عبیداللہ آ کر بیٹھا اور شریک سے اس کا حال دریافت کیا اور دیر تک گفتگو کرتا رہا۔ جب شریک نے دیکھا کہ مسلم نکلتے ہی نہیں۔ تو اس کو اندیشہ ہوا کہ موقع ہاتھ سے نکل جائے گا یہ سوچ کر اس نے یہ شعر پڑھنا شروع کیا:

ما تنظرون بسلمی لا تحیوها اسقونیها و ان کانت بها نفسی [10]

[تم کس انتظار میں ہو کہ سلمٰی کو سلام نہیں کرتے۔ مجھے وہ شراب پلا دو خواہ اس سے میری جان ہی نکل جائے۔]

اس نے دو تین مرتبہ یہ شعر پڑھا اس پر عبیداللہ نے کہا اسے کیا ہوگیا ہے یہ تو کچھ دیوانہ سا ہوگیا ہے۔ ہانی نے کہا کہ ہاں صبح سے اس وقت تک ان کی یہ حالت ہوگئی ہے۔ اس کے بعد عبیداللہ چلا گیا۔ یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ جب شریک نے ''مجھے شراب پلا دو'' کہہ کر اپنے کلام کو خلط ملط کیا تو عبیداللہ بن زیاد کا ساتھی، مہران بات سمجھ گیا اور اس نے عبیداللہ کو اشارہ کیا جس پر وہ ایک دم سے کھڑا ہوگیا۔ شریک (نے چاہا کہ اسے روک لے لہٰذا) کہا کہ اے امیر میں آپ کو وصیت کرنا چاہتا ہوں۔ اس نے جواب دیا کہ میں پھر واپس آؤں گا۔ مہران نے عبیداللہ سے کہا کہ شریک آپ کو قتل کرنا چاہتا تھا۔ اس نے پوچھا ''یہ کیسے ہوسکتا ہے حالانکہ میں اس کی خاطرداری کرتا ہوں اور وہ ہانی کے گھر میں ہے اور پھر اس پر میرے والد کے احسانات ہیں۔'' مہران بولا نہیں میں جو کچھ کہتا ہوں وہی ٹھیک ہے۔

جب ابن زیاد چلا گیا تو مسلم بن عقیل باہر آئے۔ شریک نے پوچھا آپ کو کس بات نے اس کے قتل سے باز رکھا۔ انہوں نے جواب دیا کہ دو باتوں نے مجھے اس کے قتل سے باز رکھا، ایک تو یہ بات ہانی بن عروہ کو ناپسند تھی، کہ وہ اس کے مکان میں قتل کیا جائے اور دوسرے یہ کہ مجھے ایک حدیث یاد آگئی جو علیؑ نے رسول اللہؐ سے بیان کی کہ...... [ایمان قتل دغا کی بیڑی ہے ایک مومن کسی مومن کو

Marfat.com

دھوکے سے قتل نہیں کرتا۔] ہانی نے کہا کہ آپ اس کو قتل کر دیتے تو ایک فاسق و فاجر کافر اور غدار شخص کو قتل کرتے۔شریک اس واقعے کے تین دن بعد انتقال کر گئے اور عبیداللہ نے اس کے جنازے کی نماز پڑھی جب اس کو یہ معلوم ہوا کہ شریک نے مسلم ابن عقیل کو اس کے قتل پر آمادہ کیا تھا تو کہا کہ خدا کی قسم اب میں کسی عراقی کے جنازے کی نماز نہ پڑھوں گا۔اگر زیاد کی قبر اس کے مابین نہ ہوتی تو میں ضرور شریک کو قبر سے اُکھاڑ پھینکتا۔

شریک کی موت کے بعد ابن زیاد کا وہ مولیٰ جس کو اس نے روپیہ دے کر خفیہ خبریں بہم پہنچانے کو کہا تھا، مسلم بن عوسجہ کے پاس آتا جاتا رہا تا آنکہ مسلم نے اسے مسلم بن عقیل سے ملا دیا۔ ابن عقیل نے اس سے بیعت لے کر وہ رقم اس سے وصول کر لی۔وہ مولیٰ ان کے ہاں برابر آتا جاتا رہا اور ان کے اسرار معلوم کر کے ابن زیاد تک پہنچاتا رہا۔ اس دوران ہانی نے بیماری کے بہانے سے عبیداللہ سے ملنا جلنا چھوڑ دیا تھا۔عبیداللہ نے محمد بن اشعث، اسماء بن خارجہ سے (اور کہتے ہیں کہ عمرو بن حجاج زبیدی سے بھی) ہانی کی غیر موجودگی کا ذکر کیا اور سبب دریافت کیا۔انھوں نے کہا کہ وہ بیمار ہے۔عبیداللہ نے کہا کہ لیکن مجھے معلوم ہوا ہے کہ وہ اپنے مکان کی ڈیوڑھی پر بیٹھتا ہے اور بھلا چنگا ہے۔آپ لوگ اس سے جا کر ملو اور حکم دو کہ حق طاعت جو اس پر لازم ہے اس کو ترک نہ کرے۔ وہ سب ہانی کے پاس گئے اور کہا کہ امیر آپ کے متعلق دریافت کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اگر وہ بیمار ہیں تو میں خود ان کی عیادت کروں گا۔ان کو اطلاع ملی ہے کہ آپ اپنے دروازے پر بیٹھتے ہیں۔آپ ان سے عرصے سے نہیں ملے اور یہ ایک گستاخی ہے جس کو سلطان برداشت نہیں کر سکتا۔ہم آپ کو قسم دیتے ہیں آپ ضرور ہمارے ساتھ چلیں۔ہانی نے اٹھ کر لباس پہنا اور سوار ہو کر ان کے ساتھ روانہ ہوا۔قصرِ امارت کے قریب پہنچ کر اس کو کچھ اندیشہ ہوا اور انہوں نے حسان بن اسماء بن خارجہ سے کہا ''اے بھتیجے میں اس شخص سے ڈرتا ہوں۔تمہاری کیا رائے ہے؟'' اس نے کہا '' مجھے اس سے کسی طرح کا خوف نہیں آپ بےفکر رہیں۔'' اصل یہ ہے کہ اسماء کو حقیقتِ حال کی خبر نہ تھی۔مگر محمد بن اشعث کو سب معلوم تھا۔ غرض ہانی کو لیے وہ سب ابن زیاد کے پاس گئے۔عبیداللہ نے ہانی کو دیکھ کر قاضی شریح سے کہا کہ یہ دیکھئے چور کو خود اس کی ٹانگیں تمہارے پاس لا رہی ہیں جب قریب ہوا تو عبیداللہ نے یہ شعر پڑھا۔

اریـد حیـاتـه و یـریـد قتـلـی　　　عـذیـرک مـن خلیلـک مـن مـراد ‼

Marfat.com

[میں تو اس کی زندگی چاہتا ہوں اور وہ مجھے قتل کرنا چاہتا ہے۔ تمہارا عذر خواہ تمہارا ہی دوست بنی مراد سے ہے۔]

اس سے قبل ابن زیاد اس سے احسان واکرام سے پیش آیا کرتا تھا۔ عبیداللہ نے کہا کہ اے ہانی یہ کیا امور ہیں جو تم اپنے گھر میں بیٹھے بیٹھے امیرالمومنین کے خلاف کر رہے ہو۔ تم نے مسلم کو بلا کر اپنے گھر میں رکھا، ان کے لیے اسلحہ اور آدمی جمع کیے اور تم سمجھتے رہے کہ یہ حال پوشیدہ ہی رہ جائے گا۔ ہانی نے کہا کہ میں نے ایسا نہیں کیا۔ ابن زیاد نے کہا ہاں ضرور کیا۔ اس طرح ان کے آپس کے نزاع نے طول پکڑا۔ بالآخر ابن زیاد نے اپنے جاسوس مولیٰ کو بلایا۔ جب وہ ہانی کے سامنے آکر کھڑا ہو گیا ابن زیاد نے ہانی سے پوچھا کیا تم اس شخص کو پہچانتے ہو؟ ہانی بن عروہ انکار کر ہی نہیں سکتے تھے لہٰذا کہا کہ ہاں پہچانتا ہوں۔ اب ہانی کو معلوم ہوا کہ وہ پس پردہ جاسوسی کا کام رہا تھا۔ پھر تھوڑی دیر وہ اپنا چہرہ ہاتھوں میں دبائے بیٹھے رہے اور جب ہوش بجا ہوئے تو عبیداللہ بن زیاد کو حقیقتِ حال بتاتے ہوئے کہا کہ تم میری بات سنو اور سچ جانو کہ میں تم سے جھوٹ نہ بولوں گا۔ خدا کی قسم نہ میں نے مسلم کو بلایا اور نہ مجھے ان کے خبر آنے کی خبر ہی تھی۔ تا آنکہ ان کو اپنے دروازے پر بیٹھے دیکھا۔ انھوں نے مجھ سے سوال کیا کہ میں ان کو اپنے ہاں پناہ دوں۔ مجھے ان کا سوال رد کرتے ہوئے شرم آئی مجھے عہد کرنا پڑا اور آخر میں نے ان کو گھر میں داخل کر کے مہمان بنالیا پھر ان کا جو کچھ حال ہے اس سے تم واقف ہو چکے ہو اگر تم چاہو تو اب میں تم سے موثق وعدہ کرتا ہوں۔ جس سے تم کو اطمینان ہو جائے اور اس پر ضمانت بھی تمہارے ہاتھ میں چھوڑ جاتا ہوں کہ میں ان کو اپنے گھر سے نکال کر پھر تمہارے پاس آجاؤں گا ابن زیاد نے کہا خدا کی قسم جب تک تم اسے میرے پاس نہ بلواؤ گے، تم مجھ سے ہرگز جدا نہیں ہو سکتے۔ ہانی نے کہا کہ میں ہرگز اپنے مہمان کو تمہارے پاس نہ لاؤں گا کہ تم اسے قتل کر دو۔ جب ان کے درمیان تکرار بڑھی تو مسلم بن عمرو الباہلی (جن کے سوا کوئی شامی یا بصری آدمی کوفہ میں نہ تھا) ان کی ضد اور بحث کو دیکھ کر اٹھا اور ابن زیاد سے کہا کہ تم مجھے اور ان کو اکیلا چھوڑ دو۔ میں ان سے بات کرتا ہوں۔ وہ ہانی کو لے کر ایک طرف ہو گیا مگر اس طرح کہ ابن زیاد دونوں کو دیکھ رہا تھا۔ مسلم بن عمرو نے کہا کہ اے ہانی میں تم کو خدا کا واسطہ دیتا ہوں کہ خود قتل اور اپنی قوم پر مصیبت نازل کرنے کا سامان نہ کرو۔ یہ شخص (یعنی مسلم بن عقیل) قوم کا ابن عم ہے یہ لوگ نہ اسے قتل کریں گے نہ ضرر پہنچائیں گے۔ تم اسے ابن

Marfat.com

زیاد کے حوالے کردو، اس میں نہ تمہاری ذلت ہے اور نہ نقصان۔ کیونکہ تم اسے سلطان کے حوالے کرو گے۔ ہانی نے کہا نہیں۔ خدا کی قسم اس میں ضرور میری ذلت اور مجھے عار ہے جب تک میں تندرست، مضبوط ہاتھ والا اور کثیر الاعوان ہوں میں اپنے مہمان کو حوالے نہ کروں گا۔ بخدا اگر میں اکیلا ہوتا اور میرا کوئی یارومددگار بھی نہ ہوتا تو بھی میں ان کی حفاظت کرتے کرتے مرجاتا مگر انہیں حوالے نہ کرتا۔ ابن زیاد نے یہ فقرہ سن کر کہا کہ اسے میرے پاس لاؤ۔ چنانچہ ہانی کو اس کے پاس لے گئے۔ ابن زیاد نے کہا کہ خدا کی قسم تم کو اُسے ضرور میرے پاس لانا پڑے گا ورنہ میں تمہاری گردن ماردوں گا۔ ہانی نے جواب دیا کہ ''تب تو تمہارے مکان کے گرد تلواریں چمکنے لگیں گی۔'' (کیونکہ ہانی کو یقین تھا کہ اس کا قبیلہ ضرور اس کی مدد کرے گا) ابن زیاد نے کہا ''کیا تم مجھے تلواروں سے ڈراتے ہو۔''

ایک روایت یہ بھی ہے کہ جب ہانی عبیداللہ کے اس جاسوس کو دیکھ کر سمجھ گئے کہ اس نے عبیداللہ کو خبر پہنچادی ہے تو کہا کہ۔ اے امیر۔ تم کو جو خبر پہنچی ہے وہ صحیح ہے۔ تمہارے مجھ پر جو احسانات ہیں میں ان کو ہرگز ضائع نہ کروں گا۔ تمہارے اور تمہارے اہل وعیال کے لیے امن ہے جدھر چاہو چلے جاؤ۔ یہ سن کر عبیداللہ نے اپنا سر جھکا لیا۔ مہران اس کے قریب ہی ایک چھڑی لیے ہوئے کھڑا تھا۔ مہران نے کہا واہ ری ذلت۔ یہ شخص تمہاری ہی سلطنت میں تم ہی کو پناہ دے گا۔ عبیداللہ نے کہا اسے پکڑ لو۔ مہران نے حکم پاتے ہی ہانی کے سر کے بال پکڑ لیے اور عبیداللہ نے وہ چھڑی لے کر ہانی کی ناک، پیشانی اور رخسار پر اتنی ضربیں لگائیں کہ ان کی ناک ٹوٹ گئی، کپڑے خون میں لت پت ہو گئے اور رخساروں اور پیشانی کے گوشت کے ٹکڑے اس کی ڈاڑھی پر گرنے لگے یہاں تک کہ چھڑی ٹوٹ گئی۔ ہانی نے ایک شرطہ کی تلوار پر ہاتھ ڈال کر اسے کھینچنا چاہا مگر روک دیا گیا۔ عبیداللہ نے اس سے کہا کہ کیا تو خارجی ہے تو نے اپنا خون مباح کردیا۔ ہمارے لیے بھی تیرا قتل حلال ہے اس کے بعد عبیداللہ کے حکم سے ہانی کو ایک مکان میں قید کردیا گیا۔ اس پر اسماء بن خارجہ نے اٹھ کر عبیداللہ سے کہا کہ اے دغاکار اسے چھوڑ دے تو نے ہمیں حکم دیا تھا کہ اسے تیرے پاس لے آئیں۔ جب ہم اسے لے آئے تو تو نے اس کا منہ توڑ دیا، اس کا خون بہایا اور اس کے قتل کا ارادہ کیا۔ اس پر عبیداللہ کے حکم سے اس کے سینہ پر مکے مارے گئے اور پٹخنیاں دی گئیں اور پھر چھوڑ دیا گیا۔ لیکن ابن اشعث نے کہا کہ ''ہم جو کچھ امیر کرے اس پر راضی ہیں۔ خواہ وہ ہمارے حق میں مفید ہو یا ہمارے خلاف۔''

Marfat.com

عمرو بن حجاج کو معلوم ہوا کہ ہانی قتل ہوگیا تو وہ قبیلہ مذحج کو ہمراہ لے کر آیا۔ جنھوں نے قصرِ امارت کو ہر طرف سے گھیر لیا۔ پھر عمرو نے بلند آواز سے کہا ''میں عمرو بن حجاج ہوں اور یہ سب مذحج کے شہسوار ہیں نہ ہم نے کبھی اطاعت سے انحراف کیا نہ ہم کبھی جماعت سے علیحدہ ہوئے۔'' عبیداللہ نے قاضی شریح سے جو اس وقت قصرِ امارت میں موجود تھے، کہا کہ ان کے دوست (یعنی ہانی) کے پاس جاؤ، اسے دیکھو اور پھر آ کر ان لوگوں کو بتاؤ کہ وہ زندہ ہے۔ چنانچہ قاضی شریح نے ایسا ہی کیا۔ جب وہ اندر ہانی کے پاس گئے تو ہانی نے کہا ''ہائے مسلمانو! کیا میرا خاندان ہلاک ہو چکا ہے؟ اہل دین و اہل نصرت کہاں ہیں؟ کیا وہ میرے لیے اپنے دشمن اور دشمن کے بچے سے ڈرتے ہیں؟'' پھر ہانی نے کچھ غل شور کی آواز سنی تو کہا شریح میں سمجھتا ہوں کہ یہ مذحج اور میری جماعت کی آوازیں ہیں۔ اگر ان میں سے دس آدمی بھی میرے پاس اندر آجائیں تو وہ مجھے چھڑا سکتے ہیں۔ شریح باہر گئے، ابن زیاد کا فرستادہ ایک جاسوس ان کے ساتھ ساتھ تھا۔ قاضی شریح کا بیان ہے کہ اگر یہ جاسوس موجود نہ ہوتا تو میں ان لوگوں کو ہانی کا قول پہنچا دیتا۔ جب شریح ان لوگوں کے پاس پہنچے تو ان سے کہا کہ میں نے تمہارے دوست کو دیکھا ہے وہ زندہ ہے اور قتل نہیں کیا گیا۔ عمرو اور اس کے ساتھیوں نے کہا ''اگر وہ قتل نہیں کیا گیا تو خدا کا شکر ہے۔'' یہ کہہ کر چلے گئے۔

یہ خبر مسلم بن عقیل کے پاس پہنچی تو انھوں نے اپنے اصحاب میں پکار کر کہا ''یا منصور امت'' (یعنی اے منصور مار ڈال) اور یہ قول ان لوگوں کا شعار تھا۔ اس وقت تک اٹھارہ ہزار افراد ان کے ہاتھ پر بیعت کر چکے تھے اور چار ہزار افراد ان کے ساتھ مکانوں کے ارد گرد کھڑے تھے۔ بہت سے لوگ ان کے پاس جمع ہوگئے تو مسلم بن عقیل نے عبداللہ بن عُزیر کو بنو کندہ کے حصے پر مقرر کیا اور کہا کہ میرے آگے آگے چلو۔ پھر مسلم بن عوسجہ اسدی کو بنو مذحج اور اسد پر ابوثمامہ الصائدی کو تمیم اور ہمدان پر اور عباس بن جعدہ جدلی کو شہر کے حصوں پر مقرر کر کے قصرِ امارت کی طرف روانہ ہوئے۔ یہ خبر سن کر ابن زیاد نے قصر کے دروازے بند کرا دیے۔ مسلم نے قصر کو گھیر لیا۔ مسجد اور بازار لوگوں سے بھر گئے اور شام تک لوگ اسی طرح جمع ہوتے رہے۔ عبیداللہ کو سخت مصیبت کا سامنا تھا۔ اس کے ہمراہ قصر میں صرف تیس آدمی پولیس کے اور بیس اشرافِ شہر اور اہل بیت اور موالی میں سے رہ گئے تھے۔ مسلم کے ساتھ جو اشراف تھے، انہوں نے ابن زیاد کے پاس اس دروازے سے آنا چاہا جو رومیوں کے مکان

Marfat.com

سے ملحق تھا اور وہ لوگ ابن زیاد اور اس کے باپ کو گالیاں دے رہے تھے۔ ابن زیاد نے کثیر بن شہاب الحارثی کو بلا کر حکم دیا کہ وہ ان آدمیوں کو لے کر نکلے جو بنو مذحج میں اس کے مطیع تھے اور باہر جا کر لوگوں کو تلقین کرے کہ وہ ابن عقیل کو چھوڑ دیں اور ان لوگوں کو خوف دلائے۔ اسی طرح محمد بن اشعث کو حکم دیا کہ وہ اہل کندہ اور حضر موت میں سے اپنے ماننے والوں کو لے کر نکلے اور جو لوگ ان کے پاس آتے جائیں ان کے لیے امان کا جھنڈا لے کر کھڑا ہو جائے۔ اسی طرح کی باتیں قعقاع بن شور الذہلی، شبث بن ربعی تمیمی، حجار بن ابجر عجلی اور شمر بن ذی الجوشن ضبابی سے بھی کہیں۔ بڑے بڑے سرداروں کو محض انس گیری کے خیال سے اپنے پاس رہنے دیا کیونکہ اس کے پاس آدمیوں کی قلت تھی۔ وہ سب لوگ مسلم کے برخلاف ورغلاتے ہوئے نکلے۔ عبیداللہ نے ان اشراف کو جو اس کے پاس تھے حکم دیا کہ وہ قصر کے اوپر سے لوگوں کو مخاطب کر کے اہل اطاعت کو احسان کی امیدیں دلائیں اور نافرمانوں کو ڈرائیں۔ انھوں نے ایسا ہی کیا۔ جب لوگوں نے اپنے اشراف کی باتیں سنیں تو وہ منتشر ہونا شروع ہوئے۔ یہاں تک کہ عورتیں بھی اپنے بیٹے اور بھائی سے جا کر کہتی تھیں کہ تم یہاں سے ہٹ آؤ اور لوگ کافی ہیں۔ لوگوں کے اس طرح الگ ہوتے ہوتے یہ نوبت پہنچی کہ ابن عقیل کے ساتھ مسجد میں صرف تیس آدمی رہ گئے۔ یہ حالت دیکھ کر مسلم بن عقیل اہل کندہ کے محلے میں پہنچے مگر وہاں ایک آدمی کو بھی اپنے ساتھ نہ پایا۔ مجبور ہو کر کوفہ کی تنگ گلی کوچوں میں نکل گئے اور کچھ سمجھ میں نہیں آتا تھا کہ کہاں جائیں۔ ہوتے ہوتے بنو کندہ کی ایک عورت کی مکان پر پہنچے جس کا نام طوعہ تھا اور وہ اشعث کی ام ولد تھی مگر اشعث سے آزادی پا کر اسید الحضرمی سے نکاح کر لیا تھا جس سے بلال پیدا ہوا تھا۔ اس وقت بلال اور لوگوں کے ساتھ باہر گیا تھا او وہ عورت اس کے انتظار میں تھی۔ ابن عقیل نے اس کو سلام کیا اور پانی مانگا۔ اس نے پانی پلایا، ابن عقیل بیٹھ گئے۔ اس عورت نے کہا کہ اے اللہ کے بندے۔ کیا تم نے پانی نہیں پیا۔ کہا ہاں پیا۔ عورت نے کہا تو پھر اب اپنے گھر جاؤ۔ طوعہ نے تین بار یہی کہا مگر وہ بیٹھے رہے۔ تب وہ بولی میں اپنے دروازے پر تمہارا بیٹھا رہنا اچھا نہیں سمجھتی۔ مسلم نے اس سے کہا کہ اس شہر میں نہ کوئی میرا مکان ہے اور نہ اہل وعیال ہیں۔ کیا تم مجھ کو فائدہ پہنچا سکتی ہو یا مجھ پر احسان کر سکتی ہو۔ ممکن ہے کہ اس کے بعد میں اس کا بدلہ دے سکوں۔ طوعہ نے پوچھا وہ کیا ہے۔ کہا کہ میں مسلم بن عقیل ہوں۔ مجھ سے ان لوگوں نے جھوٹا وعدہ کیا اور مجھے دھوکا دیا۔ طوعہ نے ان کو بلا کر اپنے گھر کے

Marfat.com

اندر ایک حجرے میں پہنچادیا۔ شام کو اس نے انھیں کھانا دیا مگر انھوں نے نہ کھایا۔ جب اس کا بیٹا آیا تو اپنی ماں کو بار بار اس حجرے کی طرف جاتے دیکھ کر بولا کہ اس حجرے کی تمھیں کیوں دھن لگی ہوئی ہے۔ اس نے بار بار دریافت کیا مگر طوعہ نے نہ بتلایا۔ آخر جب اس نے زیادہ اصرار کیا تو بتادیا لیکن ساتھ ہی یہ بھی کہا کہ اس بات کو پوشیدہ رکھنا بلکہ اس سے ایسا کرنے کے لیے قسمیں بھی لیں۔ مگر وہ خاموش رہا۔

اب ابن زیاد کا حال سنیے۔ جب اس نے باہر کی آوازوں کو نہ سنا تو اپنے ہمراہیوں سے کہا کہ ذرا دیکھو تو ان لوگوں میں سے کوئی ہے بھی یا نہیں۔ انھوں نے دیکھا تو کسی کو نہ پایا۔ اس پر ابن زیاد نماز عشاء کے وقت قصر سے نکل کر مسجد میں آیا اور اپنے ہمراہیوں کو منبر کے گرد بٹھا دیا پھر اس کے حکم سے منادی کی گئی کہ شہر کے اہم افراد، قبیلوں کے سردار اور لشکریوں پر لازم ہے کہ نمازِ عشا کے لئے مسجد میں جمع ہوں۔ چنانچہ مسجد لوگوں سے پر ہوگئی۔ ابن زیاد نے نماز لوگوں کے ساتھ ادا کی پھر کھڑے ہو کر خدائے تعالیٰ کی حمد وثناء کے بعد کہا: امابعد۔ ابن عقیل ایک جاہل شخص ہے اور تم دیکھتے ہو کہ اس کی بدولت کیا کیا شتاق وخلاف واقع ہوا ہے اگر ہم نے کسی شخص کے گھر میں اس کو پایا تو وہ ذمے سے بری ہوگا اور جو کوئی اسے پکڑ لائے اسے اس کو خون بہا دیا جائے گا۔ پھر ان کو فرماں برداری کی نصیحت کی اور حصین بن تمیم کو حکم دیا کہ وہ راستوں کے دروازوں کو روک کر مکانوں کی تلاشی لیں۔ حصین شرطہ کا سردار اور بنوتمیم میں سے تھا یہ کہہ کر ابن زیاد اپنے قصر امارت چلا گیا اور عمرو بن حریث کو لوگوں پر مقرر کر گیا دوسری صبح کو اس نے لوگوں کے ساتھ اجلاس قائم کیا۔

جس عورت نے مسلم بن عقیل کو پناہ دی تھی اس کا بیٹا بلال صبح کے وقت عبدالرحمٰن بن محمد بن اشعث کے پاس گیا اور اسے ابن عقیل کا پتہ دے دیا۔ عبدالرحمٰن اپنے باپ کے پاس گیا (جو اس وقت زیاد کے پاس تھا) اور اسے خفیہ طور پر سب کچھ کہہ دیا۔ محمد نے ابن زیاد کو اس خبر کردی۔ ابن زیاد نے اس سے کہا کہ تم اٹھو اور ابھی اس کو میرے پاس پکڑ لاؤ اور عمرو بن عبیداللہ بن عباس سُلمی کو بنوقیس کے ستر آدمی دے کر اس کے ہمراہ کردیا۔ وہ اس مکان پر پہنچا جہاں ابن عقیل چھپے ہوئے تھے۔ ابن عقیل آوازیں سن کر سمجھ گئے کہ لوگ آپہنچے۔ تلوار لے کر ان کے مقابلے کے لیے نکلے اور ان سب کو گھر سے نکال دیا۔ ان لوگوں نے پھر ان پر حملہ کیا اور پھر نکالے گئے۔ اسی طرح ابن عقیل نے کئی مرتبہ ان لوگوں کو گھر سے نکال دیا۔ بُکیر بن حُمران الاحمری نے مسلم بن عقیل کے منہ پر مارا جس سے ان کا اوپر کا ہونٹ

Marfat.com

پھٹ گیا اور دو دانت ٹوٹ گئے۔ اس کے جواب میں مسلم بن عقیل نے پہلے اس کے سر پر مارا اور پھر کندھے پر ایسا تلا ہوا ہاتھ دیا، قریب تھا کہ تلوار چیرتی ہوئی شکم تک پہنچ جائے جب ان لوگوں نے یہ حال دیکھا تو وہ مکان کی چھت پر چڑھ گئے اور ابن عقیل پر سنگ باری کرنے اور لکڑیاں جلا جلا کر پھینکنے لگے۔ یہ دیکھ کر مسلم اپنی تلوار لے کے نکلے اور سڑک پر لڑنے لگے۔ محمد بن اشعث نے ان سے کہا کہ ''تمہارے لئے امان ہے اپنی جان مت دو۔'' مگر وہ ان سے لڑتے ہوئے آگے بڑھتے رہے اور یہ اشعار پڑھتے جاتے تھے (ترجمہ شعر):

[میں نے قسم کھا رکھی ہے کہ سوائے شریف اور آزاد کے کسی کو قتل نہ کروں گا اگرچہ میں موت کو بری چیز سمجھتا ہوں جب تک ٹھنڈے کو گرم و تلخ سے نہ مخلوط کر دیا جائے اور شاع آفتاب کو رد کر کے قرار نہ لیا جائے۔ ہر شخص ایک نہ ایک مصیبت کا سامنا کرتا ہے مجھے یہ خوف ہے کہ میں جھٹلایا جاؤں یا مجھے دھوکا دیا جائے۔]

محمد نے اُن سے کہا کہ آپ سے کوئی جھوٹ نہ بولے گا اور یہ لوگ جو آپ کے بنی عم ہیں آپ کو دھوکا نہ دیں گے۔ نہ ہی وہ آپ کو قتل کریں گے نہ ماریں گے اس وقت وہ پتھروں کی ماروں سے زخمی ہو چکے تھے اور جب تھک کر لڑنے سے عاجز آ گئے تو وہ اس گھر کی دیوار سے ٹیک لگا کر کھڑے ہو گئے۔ اس پر ابن اشعث اور سب لوگوں نے ان کو پناہ دی مگر عمرو ابن عبیداللہ السلمی نے پناہ نہ دی اور اس نے کہا لا ناقة لی فی هذا و لا جمل (اس معاملے میں میرا ناقہ ہے اور نہ اونٹ) یعنی مجھے کسی قسم کا اختیار نہیں ہے۔ اس کے بعد ایک خچر لا کر ان کو اس پر بیٹھا دیا گیا اور ان کی تلوار ان سے لے لی گئی گویا کہ وہ اپنی جان سے مایوس ہو گئے۔ انھوں نے آنکھوں میں آنسو بھر کر کہا کہ یہ پہلی وعدہ خلافی ہے۔ محمد نے کہا کہ مجھے امید ہے کہ آپ کو کوئی خطرہ پیش نہ آئے گا۔ کہا ہاں مگر یہ صرف امید ہی امید ہے اور یہ کہہ کر رونے لگے۔ یہ دیکھ کر عمرو بن عبیداللہ سلمی نے ان سے کہا کہ جو شخص تمہاری طرح کسی چیز کی طلب میں سرگرداں ہوتا ہے اور اس پر ایسی مصیبت پڑتی ہے تو وہ رویا نہیں کرتا۔ مسلم بن عقیل نے کہا کہ میں اپنی جان کو نہیں روتا بلکہ اپنے اہل کے لیے روتا ہوں جو تمہارے ہاتھوں میں پڑیں گے اور حسینؓ اور آل حسینؓ کے لیے روتا ہوں۔ پھر محمد ابن اشعث سے کہا کہ میں دیکھتا ہوں کہ آپ تھوڑی دیر میں اپنی دی ہوئی امان کو پورا کرنے میں عاجز ہو جائیں گے۔ کیا آپ یہ کر سکتے ہیں کہ اپنے پاس

Marfat.com

سے ایک آدمی کو بھیج دیں جو جا کر حسینؓ کو میرے حال کی خبر کر دے اور ان سے میری جانب سے کہہ دے کہ آپ اپنے اہل وعیال کو لے کر واپس چلے جائیے اور اہل کوفہ کے دھوکے میں نہ آیئے کیونکہ یہ وہی آپ کے والدؓ کے زمانے والے اہل کوفہ ہیں جن سے وہ موت یا قتل کی صورت میں مفارقت کی آرزو کرتے تھے۔ ابن اشعث نے جواب دیا خدا کی قسم میں ایسا ضرور کروں گا اور جو کچھ مسلم نے کہا تھا وہی اس نے حسینؓ بن علیؓ کو لکھ دیا۔ اس کا قاصد (حضرت) حسینؓ کو زُبالہ ۱۲؎ میں ملا اور ان کو واقعات کی اطلاع دی۔ (حضرت) حسینؓ نے کہا کہ ''خدا کی طرف سے جن جن مصائب کا نازل ہونا مقدار ہے، ضرور نازل ہوں گے۔ ہم اللہ کے پاس اپنے نفوس اور اپنی امت کا فساد کا محاسبہ کریں گے۔''

حسینؓ کے مکہ سے کوفہ روانہ ہونے کا سبب یہ تھا کہ مسلم بن عقیل نے خط کے ذریعے ان کو اٹھارہ ہزار افراد کے بیعت کرنے کی اطلاع دی تھی اور ان کو ترغیب دی تھی کہ کوفہ چلے آئیں۔ غرض محمد بن اشعث، مسلم کو لے کر قصر گیا اور ان کو باہر چھوڑ کر عبید اللہ ابن زیاد کے پاس گیا اور اس کو خبر دے کر کہا کہ مسلم کو امان دے دی گئی ہے۔ عبید اللہ نے کہا کیا تم اور کیا تمہاری امان۔ ہم نے تم کو اس لیے نہیں بھیجا تھا کہ تم اس کو امان دو بلکہ اس غرض سے بھیجا تھا کہ تم اس کو ہمارے ہاں لے آؤ۔ محمد خاموش ہو گیا مسلم بن عقیل نے قصر کے دروازے پر بیٹھے ہوئے، ٹھنڈے پانی کا ایک گھڑا دیکھ کر کہا کہ ذرا مجھ پانی پلا دو۔ جواب میں مسلم بن عمر الباہلی نے کہا کہ ہاں دیکھا کیسا ٹھنڈا پانی ہے۔ خدا کی قسم جب تک تو جہنم میں گرم گرم پانی نہ پی لے تجھ کو اس ٹھنڈے پانی کا ایک قطرہ بھی چکھنے کو نہ ملے گا۔ ابن عقیل نے پوچھا تم کون ہو۔ کہا وہ ہوں جس نے حق کو پہچانا جب کہ تو اسے ترک کر چکا تھا میں وہ ہوں جس نے امت اور امام کی خیر خواہی کی جب کہ تو نے ان سے بغاوت کی۔ میں وہ ہوں جس نے اطاعت وفرماں برداری کی جب کہ تو نے نافرمانی کی۔ میں مسلم بن عمرو الباہلی ہوں۔ مسلم نے کہا کہ ''خدا کرے تیری ماں کی کوکھ جل جائے تو کیسا ظالم اور سخت اور تیرا دل کیسا سنگین ہے۔ اے باہلہ کے بچے دوزخ کے گرم پانی اور نار جہنم کا تو مجھ سے زیادہ مستحق ہے۔'' اس کے بعد کہتے ہیں کہ عُمارہ بن عُقبہ نے ٹھنڈا پانی منگا کر ایک پیالہ میں ڈال کر ان کو دیا مگر جوں ہی کہ انھوں نے اس کو پینا شروع کیا وہ پیالہ خون سے بھر گیا تین مرتبہ ایسا ہی کیا ابن عقیل نے کہا اگر میری قسمت میں ہوتا تو پی ہی لیتا۔

اس کے بعد وہ ابن زیاد کے پاس گئے مگر اس کو امارت کو سلام نہ کیا۔ محافظ نے کہا کیا تم نے

Marfat.com

امیر کو سلام نہیں کیا۔ مسلم ابن عقیل نے کہا اگر ابن زیاد مجھے قتل کرنا چاہتا ہے تو میرا اسلام اس کے لیے نہیں اور اگر قتل کرنا نہیں چاہتا تو اس پر بہت سے سلام ہیں۔ ابن زیاد نے کہا کہ خدا کی قسم تم ضرور قتل کیے جاؤ گے۔ مسلم نے پوچھا کیا ایسا ہی ہوگا۔ ابن زیاد نے کہا ہاں۔ مسلم ابن عقیل نے کہا پھر مجھے اتنی اجازت دو کہ میں لوگوں کو وصیت کر دوں۔ کہا۔ ہاں کر دو۔ تب مسلم نے عمر بن سعد سے کہا کہ مجھ میں اور آپ میں قرابت ہے مجھے آپ سے کچھ ضرورت ہے اور خفیہ بات ہے۔ مگر عمر بن سعد نے انہیں اس کی اجازت نہیں دی۔ ابن زیاد نے عمر سے کہا کہ تم اپنے بردار عمزاد کی حاجت کو نہ روکو۔ چنانچہ عمر اٹھ کر مسلم کے ساتھ ایک طرف کو گیا اور مسلم نے اس سے کہا کوفے میں مجھ پر قرض ہو گیا ہے جس کی مقدار سات سو درہم ہے وہ قرض تم اتار دینا اور میری لاش کو ابن زیاد سے مانگ کر دفن کر دینا اور حسینؓ کے پاس کسی ایسے شخص کو بھیج دینا جو ان کو راستے سے لوٹا دے۔

عمر نے ابن زیاد سے کہا کہ مسلم نے یہ بات کہی ہے۔ ابن زیاد نے کہا کہ امین کبھی تجھ سے خیانت نہیں کرے گا اور بعض اوقات خائن آدمی بھی ایماندار سمجھا جاتا ہے۔ تم سے جو وصیت کی گئی ہے اس کو پورا کرنے کا تمہیں اختیار ہے۔ باقی رہے حسینؓ اگر وہ ہمارے مقابلے میں نہ آئے تو ہم بھی ان کے مقابلے کے لیے نہ نکلیں گے لیکن وہ اگر مقابلے کے ارادے سے ہماری طرف آئے تو ہم الگ نہ رہیں گے۔ مسلم کی لاش کے متعلق ہم تمہاری سفارش قبول نہیں کرتے۔

یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ابن زیاد نے یہ کہا تھا کہ مسلم کی لاش کا کیا ذکر جب ہم مسلم قتل کر لیں گے تو ہمیں پروا نہیں کہ لاش کے ساتھ کیا کیا جاتا ہے۔

پھر مسلم بن عقیل سے مخاطب ہو کر کہا کہ اے ابن عقیل لوگوں کا امر مجتمع اور ان میں اتفاق تھا مگر تم نے آ کر ان میں نفاق اور تفرقہ برپا کر دیا۔ مسلم نے کہا ہرگز نہیں۔ بلکہ اس شہر کے باشندوں کا یہ خیال ہے کہ تمہارے باپ نے ان کے بہترین آدمیوں کو قتل کیا۔ ان میں خونریزی کی اور ان پر کسریٰ اور قیصر کی طرح حکومت کی اس وجہ سے ہم یہاں آئے کہ ہم لوگوں میں عدل کے ساتھ حکومت کریں اور کتاب اللہ اور سنت رسولؐ کی دعوت دیں۔ ابن زیاد نے کہا کہ اے فاسق تو اور یہ کام۔ کیا ان لوگوں میں اس طرح کی حکومت نہیں ہو رہی تھی جس زمانے میں کہ تو مدینے میں شرابیں لنڈھایا کرتا تھا۔ مسلم نے کہا کہ شراب میں پیتا تھا؟ خدا کی قسم۔ خدا ہی جانتا ہے کہ تمہیں بھی یقین ہے کہ تم جھوٹ بول رہے

Marfat.com

ہو اور یہ کہ میں ایسا نہیں ہوں جیسا کہ تم بیان کرتے ہو۔ وہ شخص زیادہ قابل مذمت ہے جو محض غصے اور عداوت کی وجہ سے لوگوں کا خون کرتا ہے۔ اُن جانوں کو قتل کرتا ہے جن کا قتل اللہ نے حرام فرمایا ہے۔ اور جو لہو ولعب میں اس طرح مشغول رہتا ہے کہ گویا اس نے کچھ کیا ہی نہیں۔ ابن زیاد نے کہا کہ خدا ہی مجھ کو قتل کرے اگر میں تجھ کو اس طرح پر قتل نہ کروں کہ کبھی اسلام میں کسی نے نہ کیا ہو۔ مسلم نے کہا ہاں تو تم اس بات کے سب سے زیادہ حقدار ہو کہ اسلام میں جو بدعت کبھی نہیں ہوئی وہ تم ہی پیدا کرو۔ ہاں تم سوئے قتل، قطع و برید کی قباحت، خبث سیرت اور بدبختی غلبہ کو نہیں چھوڑو گے اور تم سے زیادہ کوئی شخص اس کا حق دار نہیں ہے۔ اس پر ابن زیاد نے مسلم، حسینؓ، علی کرم اللہ وجہہ اور عقیل کو برا بھلا کہا۔ مسلم نے اس سے کلام نہیں کیا۔ پھر ابن زیاد کے حکم سے مسلم کو قصر کے اوپر لے گئے تاکہ ان کی گردن ماری جائے اور سر کے ساتھ تن بھی پھینک دیا جائے۔ مسلم نے ابن اشعث سے کہا کہ اگر تم امان نہ دیتے تو میں اس کے قبضے میں نہ آتا۔ اب تم اپنی تلوار میرے واسطے کھینچو۔ پھر مسلم کو قصر کے اوپر چڑھا دیا گیا۔ وہ استغفار اور تسبیح کر رہے تھے۔ ان کو اس مقام پر لے جا کر جہاں سے موضع حدائین پیشِ نظر تھا، گردن ماردی گئی۔ ان کو بکیر بن حمران نے قتل کیا جس کو مسلم ہی نے زدوکوب کی تھی پھر ان کے سر کے بعد ان کے جسم کو قصر کے نیچے ڈال دیا۔ جب بکیر نیچے اترا تو ابن زیاد نے اس سے پوچھا جس وقت تم لوگ اسے اوپر لے جا رہے تھے تو وہ کیا کہ رہا تھا۔ کہا کہ وہ تسبیح واستغفار کر رہے تھے اور جب میں ان کو قتل کرنے لگا تو میں نے ان سے کہا کہ مجھ سے قریب آجا۔ شکر ہے اس خدا کا جس نے مجھ کو قدرت اور اپنا بدلہ لینے کی طاقت عطا فرمائی۔ پھر میں ایک وار کیا مگر اس سے کچھ نہ ہوا تو وہ کہنے لگے کہ اے غلام! کیا تیرے خون کا بدلہ اس ضرب میں نہیں ہوا۔ اس پر ابن زیاد نے کہا اچھا موت کے وقت بھی فخر۔ بکیر نے کہا کہ پھر میں نے ایک اور وار کیا اور اسے قتل کر دیا پھر ابن اشعث نے اٹھ کر ابن زیاد سے ہانی کی سفارش کی اور کہا کہ آپ اس کے مرتبے سے واقف ہیں جو اس کو شہر میں اور خاندان میں حاصل ہے اور اس کی قوم بھی جانتی ہے کہ میں اور میرے ساتھی اس کو تم تک کھینچ کر لائے تھے۔ میں تم کو خدا کا واسطہ دیتا ہوں کہ تم اس کو میری خاطر بخش دو کیونکہ میں اس کی قوم کی عداوت سے اندیشہ رکھتا ہوں۔ ابن زیاد نے ایسا ہی کرنے کا وعدہ کیا تھا لیکن جب مسلم بن عقیل کا وہ انجام ہوا جو ہوا تو ابن زیاد کے حکم سے ہانی بھی بازار میں لا کر ابن زیاد کے ایک ترکی غلام کے ہاتھ سے قتل کرا دیا گیا۔ عبدالرحمٰن ابن حصین المرادی

Marfat.com

نے اس واقعہ کے بعد اس غلام کو مقام خاذِر ۱۳۱ پر ابن زیاد کے ہمراہ پایا اور قتل کر دیا۔

عبداللہ بن زبیر اسدی اور بقول بعض فرزدق نے ہانی اور مسلم بن عقیل کے قتل کے متعلق یہ اشعار کہے:

[اگر تو نہیں جانتی کہ موت کیا چیز ہے تو ہانی کو بازار میں اور مسلم بن عقیل کو دیکھ۔ ہاں اس بہادر کو دیکھ جس کے چہرے کو تلوار نے ریزہ ریزہ کر دیا تھا اور دوسرا قتیل کوٹھے سے نیچے گرا دیا گیا تھا۔]

ان کے علاوہ اور بھی اشعار ہیں۔

ابن زیاد نے ان دونوں حضرات کے سروں کو یزید کے پاس بھیج دیا۔ یزید نے اس کو شکریے کا خط لکھا اور لکھا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ حسینؓ نے عراق کا رخ کیا ہے۔ پہرے دار لگا دو اور اسلحہ خانے تیار کر لو، نگہبانی کرتے رہو اور صرف تہمت اور گمان پر ہی لوگوں کو قید کر لو۔ البتہ قتل صرف اس کو کرو جو تم سے لڑے۔

یہ بھی کہتے ہیں کہ ابن عقیل کوفے کو اس دن چلے تھے کہ جب ۶۰ھ میں ماہ ذی الحجہ کی آٹھ راتیں گذری تھیں اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ کہ نوروز گذرے تھے کہتے ہیں کہ اُن کے ساتھ جانے والوں میں مختار بن ابی عبید اور عبداللہ بن حارث بن نوفل تھے۔ ابن زیاد نے ان دونوں کو بلا کر قید کر دیا اور مسلم بن عقیل سے لڑنے والوں میں محمد بن اشعث۔ شبث بن ربعی تمیمی اور قعقاع بن شور تھے۔ شبث کہنے لگے نصرت ہونے تک ان کے مقابلے میں چپ کھڑے رہو اس وقت یہ لوگ خود منتشر ہو جائیں گے۔ اس پر قعقاع نے کہا تو نے اُن کی پسپائی یا فرار کا راستہ تو مسدود ہی کر دیا ہے انھیں راستہ دے تا کہ منتشر ہو جائیں۔

حضرت حسینؓ کی کوفہ روانگی

کہتے ہیں کہ جب اہل کوفہ کے خطوط کے مطابق حسینؓ نے کوفے جانے کا ارادہ کیا تو عمر بن عبدالرحمٰن بن حارث بن ہشام جو مکے میں تھا، ان کے پاس آیا اور کہا کہ میں آپ کو از راہِ خیر خواہی نصیحت کرنا چاہتا ہوں، اگر میری نصیحت کو مان لیں تو میں اسے بیان کروں اور مجھ پر جو حق ہے اسے پورا کروں۔ لیکن اگر آپ میری نصیحت نہیں سننا چاہتے تو میں اپنے ارادے سے باز آ جاؤں۔ حسینؓ بن علیؓ

Marfat.com

نے فرمایا کہ آپ بیان کیجیے۔ نہ میں آپ کو دغاباز سمجھتا ہوں اور نہ مفاد پرست۔ عمر بن عبدالرحمٰن نے کہا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ عراق جانے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ مجھے خوف محسوس ہوتا ہے کہ آپ اس شہر میں جارہے ہیں جہاں اس شہر کے عمال اور امراء موجود ہیں اور ان کے پاس بیت المال بھی ہے۔ یہ ظاہر ہے کہ لوگ دینار و درہم کے بندے ہوتے ہیں۔ مجھے اندیشہ ہے کہ وہی لوگ جنھوں نے آپ کو مدد دینے کا وعدہ کیا ہے آپ سے لڑیں گے۔ حضرت حسینؓ نے فرمایا اے میرے برادر عمزاد۔ خدا تم کو جزائے خیر دے۔ مجھے معلوم ہے کہ تم میری خیر خواہی چاہتے اور عقل کی بات کرتے ہو۔ جو امر پیش آئے گا خواہ اس میں تمہاری رائے کے مطابق عمل کروں یا خلاف۔ بہر حال تم میرے لیے نہایت قابل تعریف مشیر اور بہترین ناصح ہو۔

حضرت حسینؓ بن علیؓ کے پاس عبداللہ بن عباس آئے اور کہا کہ لوگوں میں خبر گشت کر رہی ہے کہ آپ عراق جانے والے ہیں۔ فرمایا میں آج کل میں روانہ ہو جاؤں گا۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔ ابن عباس نے کہا خدا کی پناہ۔ خدا آپ پر رحم کرے۔ آپ جن لوگوں کے پاس جارہے ہیں کیا وہ اپنے امیر کو قتل کر چکے، اپنے شہر کو مضبوط اور اپنے دشمن کو جلاوطن کر چکے؟ اگر انھوں نے ایسا کر لیا ہے تو آپ وہاں ضرور جائیے، لیکن اگر انھوں نے اس حالت میں آپ کو دعوت دی ہے کہ ان کا امیر انہی کے درمیان موجود ہے اور ان پر دست قدرت رکھتا ہے اور اس کے عمال اسے بلاد کا خراج ادا کرتے ہیں، تو سمجھ جائیے کہ انھوں نے آپ کو جنگ کے لیے بلایا ہے۔ مجھے خوف ہے کہ وہ آپ کو دھوکا دیں گے، آپ کو جھٹلائیں گے، آپ کی مخالفت کریں گے، آپ کو بے یار و مددگار چھوڑ دیں گے اور آپ پر حملہ کریں گے اس طرح وہ لوگ آپ کے لیے نہایت شدید اور سخت ثابت ہوں گے۔ حسینؓ نے فرمایا کہ ہاں میں خدائے تعالیٰ سے طلب خیر کرتا ہوں اور دیکھتا ہوں کہ کیا ہوتا ہے۔ ابن عباس واپس چلے گئے۔

پھر ابن زبیر آئے اور کچھ دیر باتیں کرنے کے بعد کہنے لگے کہ میری سمجھ میں نہیں آتا کہ ہم نے ان لوگوں کو کیوں چھوڑ رکھا ہے۔ ہم کیوں ان سے الگ تھلگ ہیں۔ ہم مہاجرین کی اولاد ہیں اور ہم ہی اس امر حکومت یا خلافت کے صحیح وارث یا اہل ہیں۔ مجھے بتائیے کہ آپ کیا کرنا چاہتے ہیں۔ حسینؓ نے فرمایا کہ میں نے کوفے جانے کے متعلق اپنے دل سے باتیں کی ہیں اور وہاں اپنی جماعت اور اشراف الناس کو لکھ چکا ہوں۔ اب خدا سے طلب خیر کر رہا ہوں۔ ابن زبیر نے کہا کہ اگر آپ کی

Marfat.com

جماعت جیسی کوئی جماعت مجھے بھی نصیب ہوتی تو میں وہاں سے نہ ہٹتا۔ پھر اس خوف سے کہ شاید (حضرت) حسینؓ کو ان پر کچھ شبہ ہو کہنے لگے مگر ہاں اگر آپ حجاز ہی میں اقامت فرمائیں اور یہیں رہ کر آپ اس امر (خلافت) کا ارادہ فرمائیں تو ہم آپ کی مخالفت نہ کریں گے بلکہ آپ کی مساعدت کریں گے اور آپ سے بیعت اور خیر خواہی کریں گے۔ حسینؓ بن علیؓ نے جواب دیا کہ میرے والد نے ایک مرتبہ مجھ سے کہا تھا کہ مکے میں ایک مینڈھا ہے جو مکے کی حرمت کو حلال کر دے گا میں نہیں چاہتا کہ وہ مینڈھا میں ہو جاؤں۔ ابن زبیر نے کہا اگر آپ چاہیں تو یہیں اقامت کریں اور مجھ ہی کو اپنے امر کا والی بنا دیں اور یقین رکھیے کہ آپ کی اطاعت کی جائے گی نافرمانی نہ ہو گی۔ فرمایا کہ میں یہ بھی نہیں چاہتا۔ اس کے بعد وہ دونوں حضرات خفیہ طور پر گفتگو کرنے لگے پھر حسینؓ نے وہاں کے دیگر حاضرین سے مخاطب ہو کر فرمایا تم لوگ جانتے ہو کہ یہ کیا کہہ رہے ہیں۔ انھوں نے کہا کہ خدا کرے کہ ہم آپ پر قربان ہوں ہم کو معلوم نہیں کہ وہ کیا کہتے ہیں۔ فرمایا کہ وہ کہتے ہیں کہ تم یہیں اس مسجد میں مقیم رہو میں تمھارے لیے آدمی جمع کروں گا۔ پھر انھوں نے ابن زبیر سے کہا خدا کی قسم بہ نسبت اس کے میں یہیں قتل ہوں مجھے یہ بات پسند ہے کہ اس سے ایک بالشت باہر نکل کر قتل ہوں اور اس سے کہ ایک بالشت باہر قتل ہوں یہ زیادہ مرغوب ہے کہ اس شہر سے دو بالشت باہر قتل ہوں۔ خدا کی قسم اگر میں ان حشرات الارض میں سے کسی کے سوراخ میں ہوں تو وہ مجھے نکال لے جائیں گے تاکہ میرے ذریعے سے ان کی حاجت برآری ہو جائے۔ واللہ وہ مجھ پر اسی طرح زیادتی کریں گے جس طرح یہود نے یوم سبت[۱۴] کے بارے میں کی تھی۔ ابن زبیر اٹھ کر چلے گئے تو حسینؓ نے فرمایا کہ ابن زبیر کو دنیا کی کوئی چیز اس سے زیادہ عزیز نہیں کہ میں حجاز سے چلا جاؤں تاکہ یہ شہر ان کے لیے خالی ہو جائے۔

اسی دن شام کے وقت یا شاید دوسری صبح کو ابن عباس (حضرت) حسینؓ کے پاس آئے اور کہا کہ اے برادر عمزاد میں چاہتا ہوں کہ صبر کروں مگر صبر نہیں آتا۔ مجھے آپ کے متعلق اس امر میں ہلاکت کا خوف ہے۔ اہل عراق ایک غدار قوم ہیں۔ آپ ہرگز ان کے قریب نہ جائیے بلکہ اسی شہر میں مقیم رہیے کیونکہ آپ اہل حجاز کے سردار ہیں۔ اگر اہل عراق جیسا کہ ان کا خیال ہے آپ کو چاہتے ہیں تو آپ ان کو یہ تحریر فرمائیے کہ وہ اپنے عامل اور دشمن کو شہر سے نکال دیں تب آپ وہاں تشریف لے جائیے لیکن اگر آپ یہاں سے جانا ہی چاہتے ہیں تو یمن چلے جائیے کیونکہ وہاں قلعہ اور گھاٹیاں ہیں،

Marfat.com

وہ ایک عریض اور طویل سرزمین ہے اور آپ کے والد کی حمایتی جماعت وہاں موجود ہے۔ آپ لوگوں سے الگ رہتے ہوئے پیغام بھیجیں اور اپنے داعیوں کو پھیلا دیں مجھے امید ہے کہ ایسا کرنے سے جو کچھ آپ چاہتے ہیں عافیت سے حاصل ہو جائے گا۔ حسینؓ نے کہا ''اے برادر عمزاد بخدا میں جانتا ہوں کہ آپ ناصح مشفق ہیں مگر میں ارادہ کر چکا ہوں اور سامان سفر بھی فراہم ہو چکا ہے۔'' ابن عباس نے کہا خیر آپ نے فیصلہ کر ہی لیا ہے تو اپنی بیویوں اور بیٹیوں کو ہمراہ نہ لے جائیے کیونکہ مجھے خوف ہے کہ جیسے عثمانؓ شہید ہوئے اور ان کی ازواج و اولاد ان کو دیکھ رہی تھی کہیں وہی حال آپ کا بھی نہ ہو۔ مجھے قطعی یقین ہے کہ آپ حجاز سے باہر نکل کر ابن زبیر کی آنکھیں ٹھنڈی کریں گے کیونکہ آپ کے موجود ہونے سے کوئی شخص ان کی طرف نگاہ نہیں کرتا۔ قسم ہے اس خدا کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اگر مجھے یہ معلوم ہو جاتا کہ آپ کے بال اور پیشانی کو پکڑنے سے میں آپ کو روک سکوں گا تو میں ضرور ایسا ہی کرتا۔ پھر ابن عباس ان کے پاس سے چلے آئے اور جب ابن زبیر کے پاس سے گزرے تو ان سے کہا کہ اے ابن زبیر اب آپ کی آنکھیں ٹھنڈی ہو گئیں اور یہ اشعار پڑھے۔

یــا لکِ مــن قبــرۃٍ بمعمــر خلا لکِ الجوُّ فبیضی و اصفری

و نقــری مــا شئــتِ ان تُنقــری ۱۵

[اے سبزہ زار والے چکاوک! اب تو تیرے لیے فضا خالی ہو گئی ہے۔ اب تو انڈے دے اور چہچہا اور جس طرح چاہے بول۔]

اور کہا کہ ''حسین عراق کی طرف جاتا ہے اور حجاز کو تیرے لیے چھوڑے جاتا ہے۔''

کہتے ہیں کہ حسینؓ کہا کرتے تھے۔ خدا کی قسم جب تک یہ لوگ میرے جسم میں سے جان نہ نکال لیں گے مجھے چین سے نہ بیٹھے دیں گے مگر جب وہ ایسا کریں گے تو خدائے تعالیٰ ان پر ایک ایسا شخص مسلط فرمائے گا کہ جو ان کو عورت کے حیض کے چیتھڑوں سے زیادہ ذلیل و خوار کر دے گا۔

غرض کہ حسینؓ یوم ترویہ ۱۶ کو مکے سے روانہ ہوئے۔ عمرو بن سعید بن العاص نے جو یزید کی جانب سے حجاز کے امیر تھے اپنے بھائی یحییٰ کے ساتھ چند سوار بھیجے۔ جو انھیں راستے میں ملے اور ان کے آگے بڑھنے میں مزاحم ہوئے لیکن وہ آگے بڑھے چلے گئے۔ نوبت بہ ایں جا رسید کہ طرفین میں مار پیٹ کی نوبت آئی۔ آخر حسینؓ اور ان کے ہمراہی غالب آئے اور آگے روانہ ہو گئے۔ راستہ میں مقام

Marfat.com

تنعیم ۱۷؎ پر سے گذرے۔ یہاں حسینؓ نے ایک قافلہ دیکھا جو یمن سے آ رہا تھا اور جسے بحیر بن ریسان نے یزید ابن معاویہ کی طرف روانہ کیا تھا۔ بحیر بن ریسان، یزید کی طرف سے یمن کا والی تھا اور اس کے قافلے کے اونٹوں پر ورس (گھانس یا تخم) جس سے زرد رنگ نکالا جاتا ہے اور کپڑے لدے ہوئے تھے۔ حضرت حسینؓ نے اس قافلے کو پکڑ لیا اور اونٹ والوں سے کہا کہ تم میں سے جو شخص ہمارے ہمراہ عراق جانا چاہتا ہے ہم اسے پورا کرایہ دیں گے، اُس سے حسن صحبت سے پیش آئیں گے اور جو ہم سے علیحدہ ہونا چاہے ہم اس کے کرائے کا حصہ ادا کر دیں گے۔ ان میں سے جو جدا ہو گئے ان کو ان کا حق دے دیا اور جو اُن کے ہمراہ روانہ ہوئے ان کو کرایہ ادا کر دیا اور پہننے کو کپڑے دیئے۔ پھر وہاں سے روانہ ہوئے اور جب مقام صفاح پر پہنچے تو فرزدق شاعر ۱۸؎ ان سے ملا۔ اس نے کہا کہ خدائے تعالیٰ آپ کی خواہش اور امید کو آپ کے دلخواہ عطا فرمائے۔ حسینؓ نے اس سے دریافت کیا کہ تم جن لوگوں کے ہاں سے آ رہے ہو ان کی کیا خبر ہے۔ اس نے کہا آپ نے باخبر شخص سے حال پوچھا۔ لوگوں کے دل آپ کے ساتھ ہیں مگر تلواریں بنو امیہ کے ساتھ ہیں۔ فیصلہ آسمان سے نازل ہوگا اور اللہ جو کچھ چاہے گا کر دے گا۔ حسینؓ نے کہا تم سچ کہتے ہو۔ امر خدا ہی کے ہاتھ میں ہے وہ جو کچھ چاہے کرے ہمارا رب تو ہر روز ایک نئی شان میں ہوتا ہے اگر ہماری خواہش کے مطابق فیصلہ نازل ہوا تو ہم خدا کا شکر کریں گے اور اس ادائے شکر میں بھی وہی مدد دینے والا ہے اور اگر قضاء امید کے مابین حائل ہو گئی تو جس شخص کی نیت حق پر ہے اور جس کی طبیعت میں تقوی ہے اس نے ظلم نہیں کیا۔

(حضرت) حسینؓ کو راستے میں عبداللہ بن جعفر کا خط ان کے دونوں فرزند عون اور محمد کے ذریعے ملا۔ خط میں لکھا تھا امّا بعد۔ میں آپ سے خدا کا واسطہ دے کر درخواست کرتا ہوں کہ آپ میرا یہ خط پڑھتے ہی واپس آ جایئے کیونکہ مجھے اس بارے میں آپ کی ہلاکت اور آپ کے اہل بیت کے استیصال کا خوف ہے۔ اگر آپ ہلاک ہو گئے تو زمین کا نور بجھ جائے گا کیونکہ آپ مہتدین کے سردار اور مومنین کی امید ہیں آپ روانگی میں جلدی نہ کیجیے میں اپنے خط کے پیچھے پیچھے آ رہا ہوں والسلام۔

کہتے ہیں کہ عبداللہ بن جعفر عمرو ابن سعید (جو یزید کی طرف سے مکے کا عامل تھا) کے پاس گئے اور اس سے کہا کہ تم حسینؓ کے نام ایک خط لکھ دو جس میں ان سے امان کا وعدہ کرو، ان کو حسن سلوک اور صلۂ رحم کی امید دلا کر واپس آ جانے کے لیے کہو۔ عمرو نے ایسا ہی کیا۔ خط کو اپنے بھائی یحییٰ بن سعید

Marfat.com

اور عبداللہ بن جعفر کے ہاتھ روانہ کر دیا۔ ان دونوں نے حضرت حسینؓ کو راستے میں جالیا، وہ خط انھیں پڑھ کر سنایا اور کوشش کی کہ وہ واپس ہو جائیں مگر انھوں نے نہ مانا اور عذروں کے علاوہ انھوں نے یہ بھی کہا کہ میں نے ایک خواب میں رسول اللہ صلعم کو دیکھا ہے انھوں نے مجھے حکم دیا ہے جس کو میں ضرور پورا کروں گا خواہ وہ میرے خلاف پڑے یا موافق۔ ان دونوں نے پوچھا کہ وہ کیا خواب ہے؟ کہا کہ نہ میں نے اب تک وہ خواب کسی سے بیان کیا ہے اور نہ کروں گا یہاں تک کہ میں خدا سے جاملوں۔

جب ابن زیاد کو حسینؓ کے مکہ سے روانگی کی اطلاع ملی تو اس نے اپنے صاحب شرطہ حصین بن نمیر تمیمی کو روانہ کیا۔ اس نے قادسیہ پہنچ کر اپنی سپاہ کو ایک طرف قادسیہ اور خفان کے اور دوسری طرف قادسیہ اور قطقطانہ اور کوہ لعلع کے درمیان پھیلا دیا۔ جب حسینؓ مقام حاجر میں پہنچے تو قیس بن مسہر الصیداوی کے ہاتھ اہل کوفہ کے نام ایک خط دے کر روانہ کیا جس میں ان کو اپنے آنے کی اطلاع اور اپنے کام میں پوری کوشش کرنے کی ہدایت کی۔ قیس قادسیہ پہنچے تو حصین نے ان کو گرفتار کر لیا اور ابن زیاد کے پاس بھیج دیا۔ اس نے ان سے کہا کہ قصر کے اوپر چڑھ جاؤ اور حسین بن علی (رضی اللہ عنہما) کذاب ابن کذاب (نعوذ باللہ) پر سب وشتم کرو۔ قیس اوپر چڑھ گئے اور خدائے تعالیٰ کی حمد وثناء کے بعد کہا کہ یہ حسین ابن علی (رضی اللہ عنہما) تمام خلق میں بخدا بہترین آدمی ہیں۔ وہ فاطمہ بنت رسول کے صاحبزادے ہیں میں تمھارے پاس ان کا قاصد بن کر آیا ہوں اور ان سے حاجر میں جدا ہوا تھا۔ ان کی دعوت قبول کرو۔ اس کے بعد انھوں نے ابن زیاد اور اس کے باپ پر لعنت بھیجی اور حضرت علیؓ کے لیے دعائے استغفار کی۔ ابن زیاد کے حکم سے ان کو قصر کے نیچے پھینک دیا گیا اور ان کے ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے۔

ادھر حسینؓ برابر کوفے کی طرف چلے جا رہے تھے۔ اہل عرب کے ایک چشمے پر پہنچ کر ان کو عبداللہ بن مطیع ملے جوان کو دیکھ کر کھڑے ہو گئے اور کہنے لگے کہ اے ابن رسول اللہ ﷺ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں آپ کیسے آئے ہیں؟ یہ کہہ کر وہ ان کو اپنے مکان پر لے گئے اور خاطر تواضع سے پیش آئے۔ حسینؓ نے اپنی آمد کے اسباب سے ان کو مطلع کیا تو عبداللہ نے کہا کہ اے ابن رسول ﷺ میں آپ کو حرمت اسلام کی قسم دیتا ہوں کہ آپ اس ارادے سے باز آیئے۔ میں آپ کو حرمت قریش اور حرمت عرب کا واسطہ دیتا ہوں۔ خدا کی قسم اگر آپ وہ چیز طلب فرمائیں گے جو بنوامیہ کے ہاتھ میں ہے تو وہ ضرور آپ کو قتل کر دیں گے اور اگر ان لوگوں نے آپ کو قتل کر دیا تو آپ کے بعد کبھی کسی شخص

Marfat.com

سے نہ ڈریں گے۔ آپ کو حرمت اسلام حرمت قریش اور حرمت عرب کی قسم ہے ایسا نہ کیجیے گا اور کوفے جا کر اپنے آپ کو بنو امیہ کے ہاتھوں میں نہ ڈالیے۔ مگر حسینؓ نے انکار کر دیا اور جانے کا عزم ظاہر کیا۔

زہیر بن قین بجلی جو شیعانِ عثمان میں سے تھے، حج کر کے واپس ہوئے تو راستے میں ان کو حسینؓ کے ساتھ ہم سفر ہونا پڑا۔ مکے ہی سے وہ ان کے ساتھ سفر کرتے تھے لیکن منزل میں ان کے خیمے کے پاس خیمہ زن نہ ہوتے تھے۔ ایک دن حسینؓ نے ان کو بلایا۔ ان کو یہ دعوت بہت شاق گذری مگر طوعاً وکرہاً حسینؓ سے ملنے آئے اور جب واپس آئے تو اپنا اسباب حسینؓ کے اسباب کے پاس منتقل کر دیا اور اپنے ہمراہیوں سے کہا کہ تم میں سے جو چاہے میرا ساتھ دے ورنہ یہ اب آخری ملاقات ہے میں تم لوگوں کو ایک بات سناتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ ہم بلنجر میں جنگ کر رہے تھے ہم نے فتح پائی اور بہت سا مال غنیمت ہاتھ آیا جس سے ہم خوش ہوئے سلمان فارسی ہمارے ساتھ تھے انھوں نے فرمایا کہ جب تم شباب اہل محمد ﷺ کو پاؤ گے اور اس کے ساتھ مل کر جنگ کرو گے تو تم کو آج کے اس مال غنیمت کے ملنے سے بھی زیادہ خوشی حاصل ہوگی۔ لہٰذا میں تم کو خدا کے سپرد کرتا ہوں۔ پھر انھوں نے اپنی زوجہ کو طلاق دی اور کہا کہ تم اپنے اہل میں چلی جاؤ میں نہیں چاہتا کہ تم کو میرے سبب سے سوائے خیر و برکت کے اور کچھ نصیب ہو۔ وہ حسینؓ کے ہمراہ رہے یہاں تک کہ ان کے ساتھ شہید ہوئے۔

(حضرت) حسینؓ کو ثعلبیہ میں مسلم بن عقیل کے قتل کی خبر ملی تو اُن کے ایک ہمراہی نے ان سے کہا کہ ہم آپ کو خدا کا واسطہ دیتے ہیں کہ آپ یہاں سے واپس لوٹ جائیں کیونکہ کوفہ میں نہ کوئی آپ کا مددگار ہے اور نہ آپ کی جماعت ہے بلکہ ہم کو یہ خوف ہے کہ وہ لوگ آپ کی مخالفت کریں گے۔ اس پر بنو عقیل ایک دم سے جوش میں آ کھڑے ہوئے اور بولے خدا کی قسم ہم یہاں سے نہ ٹلیں گے جب تک کہ ہم اس کا بدلہ نہ لے لیں یا اسی مصیبت کو نہ چکھ لیں جو مسلم نے چکھی ہے۔ حسینؓ نے فرمایا کہ ان لوگوں کے بعد زندگی میں پھر کوئی بھلائی نہیں۔ ان کے کسی ہمراہی نے کہا کہ بخدا آپ مسلم بن عقیل کی طرح نہیں۔ اگر آپ کوفے تشریف لے جائیں تو لوگ بہ نسبت ان کے آپ کے پاس جلدی آئیں گے۔ پھر وہ سب روانہ ہو کر زُبالہ پہنچے۔ جس پانی پر آپ کا گذر ہوتا تھا وہاں کے لوگ ہمراہ ہو جاتے تھے۔ زُبالہ تک یہی حالت رہی جہاں حسینؓ کو اپنے رضاعی بھائی عبداللہ بن بقطر کے قتل کی خبر ملی۔ جن کو انھوں نے راستے میں سے مسلم بن عقیل کی طرف روانہ کیا تھا، اس وقت ان کو مسلم بن عقیل

Marfat.com

کے قتل کی خبر نہیں پہنچی تھی۔ واقعہ یہ ہوا کہ عبداللہ بن بقطر کو حصین ابن نمیر کے سواروں نے پکڑ کر ابن زیاد کے پاس پہنچا دیا۔ اس نے ان سے کہا کہ ''قصر کے اوپر چڑھ جاؤ اور کذاب ابن کذاب (معاذ اللہ) پر لعنت کرو پھر نیچے اتر آؤ تب میں دیکھوں گا کہ تمھارے متعلق کیا رائے ہے'' چنانچہ وہ اوپر چڑھ گئے اور وہاں سے لوگوں کو حسینؓ کے آمد کی اطلاع دی اور زیاد اور ابن زیاد پر لعنت بھیجی۔ اس پر ان کو قصر سے گرا دیا گیا جس سے ان کی ہڈیاں ٹوٹ گئیں مگر ابھی جان کی کچھ رمق باقی تھی کہ عبدالملک بن عمیر لخمی نامی ایک شخص نے آگے بڑھ کر ان کو ذبح کر دیا۔ جب اس کے اس فعل پر اس کی مذمت کی گئی تو اس نے کہا کہ میں نے یہ اس ارادے سے کیا تھا کہ اسے تکلیف سے راحت دوں۔

بعض راویوں کا بیان ہے کہ قتل کرنے والا شخص عبدالملک بن عمیر نہیں بلکہ اس کا کوئی ہمشکل تھا۔ غرض کہ جب حسینؓ کو اپنے برادر رضاعی اور مسلم بن عقیل کے قتل کی خبر ہوئی تو انھوں نے لوگوں کو اس کی اطلاع دی اور کہا کہ ہماری جماعت (شیعوں) نے ہم کو چھوڑ دیا ہے۔ جو ہمارے پاس سے جانا چاہتا ہے وہ چلا جائے اس پر کوئی ذمہ داری نہیں۔ چنانچہ وہ لوگ دائیں اور بائیں منتشر ہو گئے اور صرف وہی اشخاص ان کے ہمراہ رہ گئے جو مکے ہی سے ان کے ہمراہ آئے تھے۔ حسینؓ نے ایسا اس لیے کیا کہ ان کو معلوم تھا کہ بدویوں نے یہ گمان کر لیا ہے کہ وہ ایسے شہر کو جا رہے ہیں جہاں کے باشندوں نے مضبوطی کے ساتھ ان کی اطاعت کر لی ہے۔ لہٰذا حسینؓ نے چاہا کہ وہ انھیں اس خطرے سے آگاہ کر دیں جس کی طرف وہ جا رہے ہیں۔ پھر وہاں سے چلے اور بطن عقبہ میں اترے۔ وہاں ان کو ایک عرب شخص ملا جس نے ان سے کہا کہ میں آپ کو خدا کی قسم دیتا ہوں کہ آپ واپس چلے جائیے۔ خدا کی قسم آپ کو وہاں جا کر نیزوں اور تلواروں کی دھاروں سے سابقہ پڑے گا۔ یہ لوگ جنھوں نے آپ کو بلایا ہے اگر وہ آپ کو جنگ وقتال کی مصیبت سے بچا لیتے اور تمام باتوں کو آپ کے لیے درست کر لیتے تب آپ ان کے ہاں جاتے تو کچھ بات بھی تھی۔ اگر حالت یہی ہے جو بیان کی گئی ہے تو میری رائے نہیں کہ آپ ایسا کریں۔ فرمایا کہ جو کچھ تم کہتے ہو وہ مجھ سے پوشیدہ نہیں لیکن اللہ عزَّ وجَلّ کا کوئی امر مغلوب نہیں کیا جا سکتا۔ یہ کہہ کر وہاں سے روانہ ہو گئے۔

متفرق واقعات

Marfat.com

اس سال عمرو بن سعید الاشدق (جو مکے اور مدینے کے عامل تھے) نے لوگوں کے ساتھ حج کیا۔

وفیات

☆ اس سال جرہد اسلمی نے انتقال کیا یہ صحابی تھے۔ ☆ امیر معاویہ کے زمانے میں حارثہ بن نعمان انصاری نے انتقال کیا، جو جنگ بدر میں شریک تھے۔ ☆ ان ہی کے زمانے میں دِحیہ بن خلیفہ کلبی نے بھی انتقال کیا، یہ وہ تھے جن کی صورت میں جبرئیل وحی لے کر نازل ہوتے تھے۔ ☆ ان (یزید) کی خلافت کے شروع میں رفاعہ بن رافع بن مالک بن عجلان انصاری بھی فوت ہوئے۔ وہ بدری تھے اور حضرت علیؓ کے ساتھ جنگ جمل اور صفین میں بھی شریک تھے۔ ☆ امیر معاویہ ہی کے زمانے میں عمرو بن امیہ ضمری مدینہ میں فوت ہوئے۔ ☆ ان ہی کے عہد میں عثمان بن حنیف انصاری، ☆ عثمان بن ابی العاص ثقفی اور ☆ عتبان بن مالک انصاری نے بھی انتقال کیا۔ عتبان جنگ بدر میں شریک تھے۔ ☆ سہل بن حنظلیہ یعنی ابن ربیع انصاری نے دمشق میں ☆ پھر ۵۷ھ کے بعد سائب بن ابی دواعہ سہمی، ☆ سراقہ بن عمرو انصاری اور آغاز حکومت میں ☆ زیاد بن لبید انصاری نے انتقال کیا۔ موخرالذکر دونوں صحابی بدری تھے۔ ☆ ان ہی کے زمانے میں معقل بن یسار مزنی کا انتقال ہوا، جن کی طرف بصرے کی نہر معقل منسوب ہے۔ بعض کا خیال ہے کہ ان کا انتقال یزید کے زمانے میں ہوا۔ ☆ امیر معاویہ ہی کے زمانے میں ناجیہ بن جندب بن عمیر، جو رسول اللہ ﷺ کی قربانی کے اونٹوں کے داروغہ تھے، اور ☆ نعیمان بن عمرو بن رفاعد انصاری بھی فوت ہوئے۔ نعیمان وہی صاحب ہیں جن کے مزاج میں مزاح و تمسخر تھا اور جنگ بدر میں لڑے تھے۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ وہ نہیں بلکہ ان کے صاحبزادے فوت ہوئے تھے۔ ☆ امیر معاویہ کے آخری زمانے میں عبداللہ بن مالک بن بُحَینہ صحابی کا انتقال ہوا۔ ☆ اسی سال عبداللہ بن مُغَفَّل بن عبد غنم مزنی بصرہ میں فوت ہوئے۔ ☆ امیر معاویہ کے زمانے ہی میں ہند بن جاریہ بن ہند اسلمی اور ☆ ۶۰ھ میں حکیم بن حزام (جن کی عمر ایک سو بیس سال کی تھی، جن میں سے ساٹھ برس جاہلیت میں اور ساٹھ سال اسلام میں گذرے تھے) نے بھی انتقال کیا۔ ☆ اسی سال اور بقول بعض ۶۵ھ میں ابو اُسید الساعدی نے جن کا نام مالک بن ربیعہ تھا انتقال کیا۔ وہ جنگ بدر میں شریک تھے اور بدری صحابہ میں یہ سب سے آخری ہیں جو فوت ہوئے۔ یہ بھی کہتے ہیں کہ

Marfat.com

ان کا انتقال ۳۰ھ میں ہوا، مگر یہ صحیح نہیں ہے۔ ☆ امیر معاویہ کے عہد حکومت کے آغاز میں ابوبُردہ ہانی بن نیار البلوی، جو انصار کے حلیف اور عقبہ اور بدر میں اور حضرت علیؓ کی تمام جنگوں میں شریک تھے اور ☆ ابوثعلبہ خشنی نے بھی انتقال کیا۔ ابوثعلبہ صحابی تھے اور کہتے ہیں کہ ان کی وفات ۷۵ھ میں ہوئی۔ ☆ ان ہی کے زمانے میں ابوجہم بن حذیفۃ العدوی القریشی نے آخر ایام میں وفات پائی۔ کہتے ہیں کہ وہ ابن زبیر کے زمانے میں کعبہ کی تعمیر میں موجود تھے اور جب قریش نے کعبہ کی تعمیر کی تھی اس وقت بھی موجود تھے۔ ☆ امیر معاویہ کے آغاز ایام میں سہل کے والد ابوحثمہ انصاری نے، ☆ آخر ایام میں ابوقیس الجہنی نے، جو فتح مکہ کے وقت موجود تھے اور ☆ ۶۰ھ میں (اور بقول بعض اس سے قبل ہی شہید ہو گئے تھے) صفوان بن معطل سلمی نے سُمَیساط میں انتقال کیا۔ ☆ اسی سال کلابیہ۱۹ نے بھی انتقال کیا، جس نے رسول اللہ ﷺ سے پناہ مانگی تھی اور رسول اللہ ﷺ نے نکاح کے بعد ان سے مفارقت کر لی تھی، بعد میں ان کو جنون لاحق ہو گیا تھا۔ ☆ اسی سال بلال بن حارث مزنی ابوعبدالرحمٰن بھی فوت ہوئے۔ ☆ امیر معاویہ کے آخری ایام میں وائل بن حُجر حضرمی اور ☆ ابوادریس خولانی نے بھی انتقال کیا۔

حواشی و حوالہ جات:

۱ عبدالرحمٰن بن ابی بکر کا حبشہ میں ۵۸ھ میں انتقال ہوا تھا۔ ان کا انتقال ام المومنین حضرت عائشہؓ سے پہلے ہوا تھا۔ ایک روایت یہ ہے کہ ان کا انتقال ۵۳ھ میں ہوا۔ انہیں مکہ لایا گیا اور وہیں دفن کیا گیا۔

۲ غوطہ، نواح شام کا ایک علاقہ ہے۔

۳ حوارین نام کے دو علاقے تھے۔ ایک حلب کے قریب تھا دوسرا حمص کا موضع تھا۔ (معجم البلدان)

۴ حضرت عمرؓ بن خطاب کی ایک بیوی حضرت علی کی بیٹی ام کلثوم تھیں، جن سے زید پیدا ہوئے تھے۔ اس طرح زید کے والد عمرؓ بن خطاب اور نانا حضرت علیؓ تھے۔

۵ اسی طرح دیوانِ خاتم قائم کرنے والے بھی وہ پہلے خلیفہ تھے۔ اس کا ذکر پچھلے صفحات میں ہو چکا ہے۔

۶ القصص: ۲۱۔ ۷ القصص: ۲۲۔

۸ مراد ہے مختار بن ابی عبید ثقفی۔

Marfat.com

۹۔ سعد بن ابی وقاص کے ان بیٹے کا نام بعض مورخین نے عمر اور بعض نے عمرو لکھا ہے۔

۱۰۔ یہی شعر تاریخ طبری میں اس طرح ہے:

ما تنتظرون بسلمی ان تحیوها　　　اسقنیها و ان کانت بها نفسی

۱۱۔ یہ شعر عمرو بن معدی کرب کا ہے۔(نهایة الارب، ۳۹۴/۲۰، مقاتل الطالبیین، ۹۹)

۱۲۔ زُبالہ، مکہ اور کوفہ کے درمیانی راستے کا ایک گاؤں ہے۔(معجم البلدان)

۱۳۔ خازِر ایک نہر کا نام تھا جو اربل اور موصل کے مابین واقع تھی۔(معجم البلدان، ج ۲،ص ۳۳۷)

۱۴۔ سبت یعنی ہفتہ کا دن بنی اسرائیل کے لئے مقدس و محترم قرار دیا گیا تھا، اس دن کے لئے انہیں اللہ تعالیٰ کا حکم تھا کہ وہ کوئی دنیاوی کام نہیں کر سکتے، خرید و فروخت، کاروبار، لین دین، حتیٰ کہ گھروں میں چولہا تک نہیں جلایا جاسکتا تھا، اور نہ ہی اس دن غلاموں سے خدمت لی جاسکتی تھی۔ خلاف ورزی کی صورت میں قتل کی سزا تھی۔ شروع میں بنی اسرائیل نے اس پر عمل کیا لیکن آگے چل کر اس قانون کی علانیہ خلاف ورزی شروع کر دی۔ جو نبی ان پر مبعوث ہوتے وہ انہیں ایسا کرنے سے روکتے، لیکن ان کی سرکشی بڑھتی گئی تو اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کے اس سرکش گروہ کو بند بنا دیا۔

۱۵۔ یہ رجز طرفہ بن العبد کی طرف منسوب کیا جاتا ہے اور اس کے دیوان میں موجود ہے۔

۱۶۔ حج کے معین ایام چھ ہیں یعنی اسلامی قمری تقویم کے مطابق آٹھ سے تیرہ ذی الحجہ تک۔ سات ذی الحجہ کو یوم ترویہ کہتے ہیں۔ اس دن عرب اپنے اونٹوں کو اچھی طرح پانی پلاتے تھے اور سفر کے لئے تیار کرتے تھے۔

۱۷۔ تنعیم کو آج کل مسجد عائشہ کہتے ہیں۔ یہ مدینہ والوں کا میقات ہے۔

۱۸۔ فرزدق کے تعارف کے لئے دیکھئے، اسی کتاب کا صفحہ ۸۸۔

۱۹۔ اس خاتون کا نام فاطمہ بنت ضحاک تھا۔

Marfat.com

اکیسواں باب:

۶۱ھ کے واقعات

امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت

جب (حضرت) حسینؓ چشمۂ شراف سے روانہ ہوئے تو دوپہر کے وقت ان کے کسی ہمراہی نے ''اللہ اکبر'' کا نعرہ مارا۔ (حضرت) حسینؓ نے اس سے پوچھا کہ تم نے تکبیر کیوں کہی؟ کہا میں نے کھجور کے درخت دیکھے۔ بنو اسد کے دو آدمیوں نے کہا کہ اس سرزمین میں کھجور کا درخت نہیں ہوتا۔ حسینؓ نے پوچھا تو پھر یہ کیا ہے؟ ان دونوں نے کہا کہ ہمیں تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ قراول کے گھوڑے ہیں اور کچھ نہیں۔ کہا ہاں ٹھیک ہے میں بھی یہی دیکھتا ہوں۔ پھر ان دونوں سے پوچھا یہاں کوئی ایسی پناہ کی جگہ نہیں ہے جہاں ہم پناہ لے لیں اور اسے اپنے پشت پر رکھ کر صرف ایک طرف سے قوم کا سامنا کریں۔ ان دونوں نے کہا کہ جی ہاں یہ آپ کے بائیں ہاتھ کو ذرا ہٹ کر ذوحشم کا پہاڑ واقع ہے اگر آپ لوگوں سے پہلے وہاں پہنچ جائیں تو آپ اسے اپنی مرضی کے مطابق مقام پائیں گے۔ حضرت حسینؓ اس پہاڑ کی طرف مڑے کہ اتنے میں رسالہ نظر آیا جو آپ کی طرف بڑھا آرہا تھا مگر آپ ان سے پہلے ہی پہاڑ پر پہنچ گئے۔ اس کے بعد وہ لوگ بھی آئے وہ ایک ہزار سوار تھے اور حُر بن یزید تمیمی یربوعی کے ماتحت تھے۔ وہ لوگ عین دوپہر کے وقت حسینؓ اور ان کے ہمراہیوں کے سامنے آکر ٹھہرے۔ حسینؓ نے اپنے ہمراہیوں اور جوانوں سے کہا کہ سب لوگوں کو پانی پلاؤ اور گھوڑوں کو بھی اچھی طرح سیراب کردو۔ انھوں نے ایسا ہی کیا۔ حُر قادسیہ سے آرہے تھے ان کو حصین بن نمیر تمیمی نے ایک ہزار آدمی دے کر حسینؓ کے مقابلے کے لیے روانہ کیا تھا۔ وہ اسی طرح حسینؓ کے سامنے کھڑے رہے حتیٰ کہ ظہر کا وقت آگیا۔ حسینؓ نے مؤذن کو اذان کا حکم دیا اور اس نے اذان کہی پھر حسینؓ ان لوگوں

Marfat.com

کے پاس گئے اور خدائے تعالیٰ کی حمد وثناء کے بعد کہا کہ اے لوگو یہ خدائے تعالیٰ کی طرف اور تمھاری طرف معذرت ہے میں تمھارے پاس اسی وقت آیا ہوں کہ جب مجھے تمھارے خطوط اور قاصد ملے اور مجھ سے کہا کہ ہمارے ہاں آؤ ہمارے لیے کوئی امام نہیں ہے اور ممکن ہے کہ خدائے تعالیٰ ہمیں آپ کے ذریعے سے ہدایت فرمائے۔ اب میں تمھارے پاس آ گیا ہوں اب اگر تم مجھ کو ایسے وعدے دو جن سے مجھ کو اطمینان ہو جائے تو میں تمھارے شہر کو چلتا ہوں لیکن اگر تم نے ایسا نہ کیا یا تم نے میرے آنے سے کراہت کی تو میں تمھارے پاس سے وہیں چلا جاؤں گا جہاں سے آیا ہوں۔ وہ لوگ خاموش ہو گئے اور مؤذن سے کہا کہ اقامت کہو۔ اس نے اقامت کہہ دی۔ حسینؓ نے حر سے پوچھا کہ کیا تم اپنے ہمراہیوں کے ساتھ نماز ادا کرنا چاہتے ہو؟ اس نے کہا نہیں بلکہ آپ نماز پڑھیے اور ہم آپ ہی کے ساتھ نماز ادا کریں گے۔ چنانچہ حسینؓ نے نماز پڑھائی جب وہ اندر گئے تو ان کے ہمراہی ان کے پاس جمع ہو گئے اور حُر اپنے مقام واپس چلے گئے۔ پھر حسینؓ نے ان کے ساتھ نماز عصر بھی ادا کی اور ان کی طرف رخ کر کے خدائے تعالیٰ کی حمد وثناء کے بعد کہا کہ:

''اَمَّا بَعْدُ۔ اے لوگو! اگر تم خدا کا خوف کرو اور اہل حق کے حق کو پہچانو تو یہ امر خدا کی نہایت درجہ خوشنودی کا باعث ہوگا۔ ہم کہ اہل بیت رسول اللہ ہیں اس امر کے والی ہونے کے زیادہ حقدار ہیں بہ نسبت ان لوگوں کے جو ایسے امر کے مدعی ہیں جس کا انھیں کوئی حق نہیں ہے۔ تم لوگوں میں جور اور ظلم سے برتاؤ کرتے ہیں اور اگر تم کو ہم سے کراہیت ہے اور ہمارے لیے حق شناسی نہیں کرتے اور تمھاری رائے اس رائے کے خلاف ہے جو تمھارے خطوط اور قاصدوں نے ظاہر کی تو میں تمھارے پاس سے چلا جاؤں گا۔''

حُر نے کہا کہ خدا کی قسم ہمیں ان قاصدین اور خطوط کی خبر نہیں جن کا آپ ذکر کر رہے ہیں۔ حسینؓ نے دو خرجیئیں نکالیں جو خطوط سے پُر تھیں اور ان سب کو ان کے سامنے بکھیر دیا۔ حُر نے کہا کہ ہم ان لوگوں میں سے نہیں ہیں جنھوں نے آپ کو یہ خط لکھے ہیں ہم کو تو یہ حکم دیا گیا ہے کہ آپ سے جدا نہ ہوں جب تک کہ آپ کو ہمراہ لے کر عبیداللہ ابن زیاد کے پاس کوفے نہ پہنچ جائیں۔ حسینؓ نے فرمایا کہ بہ نسبت اس کے موت تم سے زیادہ قریب ہے اور یہ کہہ کر اپنے ہمراہیوں کو سوار ہو کر واپس چلنے کا حکم دیا۔ حُر نے مزاحمت کی تو حسینؓ نے فرمایا خدا کرے تیری ماں کی کوکھ جل جائے تو کیا چاہتا ہے۔ حُر نے

Marfat.com

کہا کہ خدا کی قسم اگر آپ کے سوا کوئی اور شخص یہ کلمہ کہتا تو میں بھی اس کی ماں کو ایسی ہی بددعا دیتا پھر خواہ وہ کوئی ہی ہوتا مگر بخدا میں آپ کی ماں کا ذکر بجز اس کے کہ بہترین طریقے سے کروں اور کوئی سبیل نہیں پاتا۔ حسینؓ نے فرمایا اچھا تم کیا چاہتے ہو حُر نے جواب دیا کہ میں یہ چاہتا ہوں کہ آپ کو ابن زیاد کے پاس لے چلوں۔ حسینؓ نے کہا کہ تب تو خدا کی قسم میں تمھاری پیروی نہ کروں گا۔ حر بولے پھر تو میں بھی بخدا آپ کو نہ چھوڑوں گا۔ وہ اسی طرح آپس میں کلام کرتے رہے۔ حُر نے کہا کہ مجھے آپ سے لڑنے کا حکم نہیں دیا گیا بلکہ مجھے یہ حکم ہے کہ جب تک آپ کو لے کر کوفے نہ پہنچ جاؤں آپ سے جدا نہ ہوں۔ اب آپ ایسا راستہ اختیار کیجیے جس سے نہ آپ کوفے میں داخل ہوسکیں اور نہ مدینے کو واپس جاسکیں تاکہ میں ابن زیاد کو اور آپ یزید یا ابن زیاد کو لکھیں ممکن ہے کہ خدائے تعالیٰ کوئی راستہ نکالے۔ چنانچہ حسین عذیب اور قادسیہ کے راستے سے بائیں جانب مڑ گئے اور حُر ساتھ ساتھ چلتا تھا پھر حسینؓ نے ان کے سامنے ایک تقریر کی اور خدائے تعالیٰ کی حمد وثناء کے بعد کہا:

''اے لوگو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ جو شخص ایسے ظالم سلطان کو دیکھے جس نے اللہ کے حرام کیے ہوئے کاموں کو حلال کر دیا ہے۔ اللہ کے عہد کو توڑ دیا ہے، سنت رسول کی مخالفت کی ہے، اللہ کے بندوں میں برائی اور ظلم سے حکومت کی ہے پھر اس نے اپنی طاقت کی حد تک فعل سے اور قول سے اس کو نہیں بدلا تو اللہ کو حق حاصل ہے کہ اس کو اس کے مدخل میں داخل کر دے۔ خبردار! اب ان لوگوں نے شیطان کی طاعت کو لازم پکڑا ہے اور رحمٰن کی طاعت کو ترک کر دیا ہے اور فساد کو ظاہر کر دیا ہے، حدود شرعی کو معطل کر دیا ہے، وہ محاصل کو اپنے ہی لیے خرچ کرتے ہیں اور اللہ کی حرام کردہ باتوں کو حلال اور حلال کو حرام کرتے ہیں میں بہ نسبت کسی اور شخص کے زیادہ حقدار ہوں۔ میرے پاس تمھارے خطوط اور قاصد تمھاری بیعت کی اطلاع دینے کے لیے آچکے ہیں۔ اور تم نے یہ اقرار کیا ہے کہ تم مجھے دشمن کے سپرد نہ کرو گے اور مجھے چھوڑ کر الگ نہ ہو جاؤ گے۔ اگر تم میری بیعت پر قائم رہے تو ہدایت پاؤ گے۔ میں حسینؓ بن علی اور ابن فاطمہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہوں۔ میری جان تمھاری جان کے ساتھ اور میرے اہل وعیال تمھارے اہل وعیال کے ساتھ ہیں۔ تمھارے لیے میری ذات میں ایک نمونہ ہے لیکن اگر تم نے ایسا نہ کیا اور تم

Marfat.com

نے میرے عہد کو توڑ دیا اور میری بیعت کو فسخ کر دیا تو قسم ہے مجھے اپنی جان کی کہ یہ تمھارے لیے کوئی انوکھی بات نہیں کیونکہ تم اس سے قبل میرے باپ، میرے بھائی اور برادر عمزاد مسلم ابن عقیل کے ساتھ ایسا ہی سلوک کیا تھا۔ جو کوئی تمھارے دھوکے میں آجائے وہ واقعی بڑا ہی احمق ہے۔ تم نے اپنے حق کو چھوڑا اور اپنے حصے کو ضائع کیا ﴿اور یہ ظاہر ہے کہ جو کوئی اپنا عہد توڑتا ہے وہ اپنے نفس کے خلاف ہی ایسا کرتا ہے۔﴾ اور اللہ عنقریب تم سے غنی کر دے گا والسلام۔"

حُر نے کہا کہ میں آپ کو آپ ہی کی جان کے بارے میں خدا یاد دلاتا ہوں کیونکہ میں ابھی سے کہے دیتا ہوں کہ آپ نے جنگ کی تو آپ ضرور قتل ہوں گے۔ حسینؓ نے فرمایا کہ کیا تم مجھے موت سے ڈراتے ہو اور کیا ان تمام تقریروں کا تم پر یہی اثر ہوا کہ تم مجھے قتل کر دو گے؟ میں نہیں جانتا میں کیا کہوں لیکن میں تم سے وہی کہتا ہوں جو اوسی نے اپنے ابن عم سے کہا تھا جو رسول اللہ ﷺ کی نصرت کا خواہاں تھا کہ "تو کہاں جاتا ہے تو ضرور قتل ہوگا" اس کے بعد یہ اشعار پڑھے۔ (ترجمہ شعر):

[میں عنقریب جاؤں گا۔ موت کسی جوانمرد شخص کے لیے باعث ننگ نہیں۔ وہ بھی اس حالت میں کہ اس کی نیت بخیر ہو اور مسلمان رہ کر جہاد کرے، نیک لوگوں کی غمخواری کرے اور تباہ کار کی مخالفت اور مجرم سے مفارقت کرے۔ اگر میں زندہ رہوں تو نادم نہ ہوں گا اگر مر جاؤں تو قابل ملامت نہ ٹھیروں گا لیکن تیرے لیے یہ ذلت کافی ہے کہ تو زندہ رہے اور ذلیل وخوار ہو۔]

حُر یہ اشعار سن کر ان سے جدا ہو گئے اور الگ الگ چلنے لگے یہاں تک کہ وہ عذیب الہجانات پہنچ گئے۔ یہاں نعمان کے سفید اونٹ چرا کرتے تھے اور وہ مقام ان اونٹوں سے منسوب ہو گیا۔ وہاں حسینؓ نے چار آدمیوں کو دیکھا جو کوفے سے اپنے گھوڑوں پر سوار ہو کر آرہے تھے۔ ان کے ساتھ نافع بن ہلال کا گھوڑا، جس کو الکامل کہتے تھے، کوتل تھا۔ ان کے ساتھ ان کا رہبر طرماح بن عدی بھی تھا۔ وہ لوگ حسینؓ کے پاس آئے تو حُر نے آگے بڑھ کر کہا کہ یہ لوگ کوفے کے ہیں میں یا تو ان کو قید کر دوں گا یا واپس بھیج دوں گا۔ حسینؓ نے کہا میں ان کی حفاظت کروں گا۔ یہ لوگ میرے مددگار ہیں اور بمنزلہ ان لوگوں کے ہیں جو میرے ہمراہ آئے ہیں۔ اگر تم اس عہد کو جو میرے اور تمھارے مابین

Marfat.com

ہے پورا کرو تو بہتر ہے ورنہ میں تمھارا مقابلہ کروں گا۔ اس پر حُر ان سے علیحدہ ہو گئے۔ حسینؓ نے ان کوفیوں سے پوچھا کہ تم جس حالت میں لوگوں کو کوفے میں چھوڑ کر آئے ہو اس کی مجھے اطلاع دو۔ مجمع ابن عبیداللہ العامری، جو ان میں سے ایک تھا، بولا کہ اشراف الناس کا تو یہ حال ہے کہ ان کو بھاری رشوت پہنچ گئی ہے اور ان کی بوریاں بھر دی گئی ہیں وہ آپ کے خلاف بغض و عداوت کے لیے مجتمع ہیں لیکن ان کے سوا دوسرے تمام اشخاص کی حالت یہ ہے کہ اُن کے قلوب تو آپ کے گرویدہ ہیں مگر کل کو ان کی تلواریں آپ کے خلاف چمکیں گی۔ حسینؓ نے ان سے اپنے قاصد قیس ابن مسہر کے متعلق استفسار کیا تو انھوں نے ان کے قتل ہونے اور ان کے ساتھ جو بدسلوکی کی گئی اس کا ذکر کیا۔ یہ سن کر حسینؓ کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے جن کو ضبط نہ کر سکے پھر انھوں نے یہ آیت پڑھی فَمِنْهُم مَّن قَضٰى نَحْبَهٗ وَمِنْهُم مَّن يَّنتَظِرُ وَمَا بَدَّلُوا تَبْدِيلًا۔ ۲ ''اور دعا کی کہ اے خدا ہم کو اور ان کو جنت عطا فرما اور ہمیں اور ان کو اپنے مستقر رحمت اور ذخیرہ شدہ غائب ثواب میں جمع کر دے۔''

طرماح بن عدی نے کہا کہ خدا کی قسم آپ کے ساتھ بہت تھوڑے لوگ ہیں۔ جو لوگ آپ کے ساتھ لگے ہوئے ہیں (یعنی حر کے سپاہی) وہی آپ کی جمعیت کے لئے کافی ہیں۔ حالانکہ میں نے اپنی روانگی سے ایک دن قبل کوفے میں اس قدر آدمی جمع ہوتے دیکھے ہیں کہ میری آنکھوں نے کسی مقام واحد میں اس سے زیادہ آدمی جمع ہوتے ہوئے نہیں دیکھے اور وہ اس لیے جمع ہوئے تھے کہ آپ کا مقابلہ کریں، میں آپ کو اللہ کا واسطہ دیتا ہوں کہ اگر آپ میں یہ قدرت ہو کہ آپ ان کی طرف ایک بالشت بھی نہ بڑھیں تو ایسا ہی کیجیے۔ اگر آپ کا یہ ارادہ ہے کہ آپ کسی ایسے شہر میں اتریں جہاں خدائے تعالیٰ آپ کو حفاظت سے رکھے تا کہ آپ اپنی رائے قائم کریں اور جو کچھ آپ کو کرنا چاہیے وہ آپ پر ظاہر ہو جائے تو آپ ہمارے پہاڑ آجاءٰہ پر تشریف لے چلیے۔ خدا کی قسم ہمارا وہ پہاڑ ایسا ہے کہ جس نے ہم کو ملوک غسان وحمیر۔ نعمان ابن منذر اور ہر اسود واحمر اقوام سے محفوظ رکھا ہے۔ خدا کی قسم ہم کو کبھی ذِلّت کا سامنا نہیں کرنا پڑا۔ میں آپ کے ہمراہ چلوں گا اور وہاں پہنچا دوں گا۔ پھر آپ کوہ آجاءٰہ کے باشندوں اور قبیلہ طے کے کوہ سلمیٰ کے رہنے والوں کو دعوت دیجیے۔ بخدا اس دن بھی نہ گذریں گے بنو طے پیدل اور سوار آپ کے پاس پہنچ جائیں گے اس کے بعد آپ ہم میں رہ کر جو کچھ چاہیں کریں اگر آپ جنگ کرنے کا ارادہ کریں تو میں آپ کا نمائندہ بن کر بنو طے کے بیس ہزار آدمی فراہم کرلوں

Marfat.com

گا۔ ہم آپ کے آگے آگے رہ کر اپنی تلواروں سے لڑیں گے۔ قسم ہے خدا کی کہ جب تک ان میں کا ایک بھی شخص زندہ رہے گا تب تک کسی کو آپ تک پہنچنے کا یارا نہ ہوگا۔ حسینؓ نے فرمایا کہ خدا تم کو اور تمھاری قوم کو جزائے خیر دے۔ بات یہ ہے کہ ہم میں اور ان لوگوں میں ایک قول ہو چکا ہے جس کی وجہ سے نہ ہم اس بات پر قادر ہیں کہ واپس چلے جائیں اور نہ ہمیں معلوم ہے کہ اب امور ہم میں اور ان میں کیا تصرفات کریں گے۔ یہ سن کر طرماح نے آپ سے اجازت چاہی لیکن یہ وعدہ کیا کہ سامان اور ہمراہیوں کو اپنے گھر پہنچا کر وہ آپ کی مدد کے لیے واپس آ جائے گا۔ اس نے ایسا ہی کیا لیکن عذیب الھجانات کے مقام پر اس کو حسینؓ کی شہادت کی اطلاع ملی لہٰذا وہ اپنے اہل وعیال میں واپس چلا گیا۔

اس کے بعد حسینؓ چلتے چلتے قصر بنی مقاتل میں پہنچے جہاں انھوں نے خیمے لگے ہوئے دیکھ کر سوال کیا یہ کس کے ہیں۔ کہا گیا عبیداللہ بن حُر جعفی کے۔ حسینؓ نے کہا کہ اُسے میرے پاس بلالاؤ۔ جب ان کا قاصد اس کے پاس بلانے کے لیے پہنچا تو اس نے کہا کہ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ۔ بخدا میں تو کوفے سے اس لئے نکل آیا کہ میں نہیں چاہتا تھا کہ حسین جب کوفہ میں داخل ہوں تو میں وہاں موجود ہوں۔ میں نہیں چاہتا تھا کہ وہ مجھے یا میں انہیں دیکھوں۔ قاصد نے واپس آ کر حسینؓ کو اس کی اطلاع دی تو وہ خود عبیداللہ کے پاس گئے اور اسے اپنی مدد کے لیے بلایا۔ جواب میں حُر نے اپنی وہی پرانی بات دُہرادی۔ حسینؓ نے کہا کہ خیر اگر تم میری مدد نہیں کرتے تو کم از کم خدا سے یہی پناہ مانگو کہ تم میرے خلاف لڑنے والوں میں نہ ہو۔ خدا کی قسم جو شخص ہماری دعوت کو سن کر ہماری مدد نہ کرے گا، ضرور ہلاک ہوگا۔ حُر نے کہا کہ خیر تو یہ ان شاء اللہ تعالیٰ کبھی نہ ہوگا۔ اس پر حسینؓ اُٹھ کر اپنے قافلے کو چلے گئے پھر رات کو کچھ دیر تک سفر کرتے رہے۔ راستے میں انھیں اونگھ آ گئی اور سر ہل گیا جس سے ہوشیار ہونے پر انھوں نے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن. وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۔ کہا یہ سن کر ان کے صاحبزادے علی ابن حسین (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) ان کے پاس آ کر کہنے لگے بابا میں آپ پر فدا ہو جاؤں یہ آپ نے حمد اور استرجاع کیوں کیا۔ کہا کہ مجھے اونگھ آ گئی تھی اور ایک شخص گھوڑے پر سوار نمودار ہوا جس نے کہا کہ لوگ سفر کر رہے ہیں اور موتیں ان کی طرف آ رہی ہیں۔ اس سے میں سمجھ گیا کہ ہمارے نفوس کو خبر مرگ دی گئی ہے۔ انھوں نے کہا کیا ہم حق پر نہیں ہیں؟ جواب دیا کہ ہاں بے شک قسم ہے اس ذات کی جس کی طرف بندے رجوع کرتے ہیں۔ علیؓ بن حسینؓ نے کہا تب ہم کو پروا نہیں ہے کیونکہ ہم حق پر مریں

Marfat.com

گے۔ حسینؓ نے کہا کہ بیٹا خدا تم کو وہ بہترین جزا دے جو وہ باپ کی طرف سے بیٹے کو دیتا ہے۔

صبح کے وقت انھوں نے قیام کیا اور نماز ادا کر کے جلدی جلدی سوار ہو کر اپنے ہمراہیوں کو لے کر اس ارادے سے بائیں جانب کو چلے کہ حُر اور ان کی جماعت سے جدا ہو جائیں۔ آپ دشمن یعنی حُر کے ساتھیوں کے ساتھ ساتھ اس لیے چلتے رہے تا کہ ان کو منتشر کر دیں۔ اسی غرض سے آپ حُر کے پاس آئے اور اسے اور اس کے ساتھیوں کو لوٹا دیا مگر جب آپ اُن کو کوفے کی طرف سختی سے لوٹانے لگے تو انھوں نے آپ کی مخالفت کی اور نہ مانا اور ذرا دور ہو گئے مگر وہ اسی طرح برابر آپ کے ساتھ لگے رہے۔ یہاں تک کہ نینویٰ پہنچے جہاں آپ نے پہلے ہی پہنچ کر قیام کر لیا تھا۔ ابھی اترے ہی تھے کہ دیکھا کہ ایک سوار کوفے سے چلا آتا ہے وہ اس کی آمد کے انتظار میں کھڑے ہو گئے۔ اس نے آ کر حُر کو سلام کیا مگر حسینؓ کو اور ان کے اصحاب کو سلام نہیں کیا اور ابن زیاد کی طرف سے ایک خط دیا جس میں لکھا تھا۔

''اَمَّا بَعدُ جب میرا یہ خط تم کو ملے اور میرا قاصد تمھارے پاس پہنچے تو حسینؓ پر سختیاں کرو۔ اسے کھلے میدان کے سوا اور کہیں نہ اترنے دو جہاں کوئی قلعہ ہو نہ پانی۔ میں نے اپنے قاصد کو حکم دیا ہے کہ تمھارے ساتھ ساتھ رہے اور جب تک کہ وہ یہ خبر مجھے نہ پہنچا دے کہ تم نے میرے حکم پر عمل کیا ہے تم سے جدا نہ ہو۔ والسلام۔''

خط پڑھ کر حُر نے حسینؓ اور ان کی جماعت سے کہا کہ یہ امیر کا خط ہے جس میں مجھے حکم ہوا ہے کہ جس مقام میں مجھے یہ خط ملے میں تم کو وہیں سختی اور تنگی کے ساتھ رکھوں اور انھوں نے اپنے قاصد کو حکم دیا ہے کہ جب تک کہ ان کے حکم کا نفاذ نہ ہو لے وہ مجھ سے جدا نہ ہو۔ پھر حُر نے ان کو سختی کے ساتھ ایسے مقام میں نزول کا حکم دیا کہ جہاں نہ پانی ملے اور نہ کوئی گاؤں ہو۔ انھوں نے کہا کہ ہم کو نینویٰ یا غاضریہ[3] یا شُفَیہ میں اترنے دو۔ حُر نے جواب دیا کہ اس شخص کے ہوتے مجھ میں ایسا کرنے کی طاقت نہیں کیونکہ یہ شخص مجھ پر ناظر مقرر کیا گیا ہے۔ زہیر بن قین نے حسینؓ سے کہا کہ اے ابن رسول اللہ ﷺ خدا کی قسم اب اس کے بعد جو کچھ آپ دیکھیں گے وہ اس سے بھی زیادہ سخت ہوگا۔ ہمارے لیے ان لوگوں سے اسی وقت لڑنا آسان ہے بہ نسبت اس کے کہ ہم ان لوگوں سے لڑیں جو ان کے بعد آئیں گے۔ مجھے اپنی جان کی قسم ہے کہ ان کے بعد ہمارے مقابلے کے لیے اتنے آدمی آئیں گے کہ ہم نے پہلے کبھی نہیں دیکھے۔ حسینؓ نے کہا کہ میں تو ان سے لڑنے میں ابتدا نہ کروں گا۔ زہیر نے کہا

Marfat.com

''تو پھر آپ یہ کیجیے کہ ہم کو اس گاؤں میں لے چلیے جو محفوظ ہے اور دریائے فرات کے کنارے پر واقع ہے اگر انھوں نے ہم کو روکا تو ہم ان سے جنگ کریں گے کیونکہ ہمارے لیے ان لوگوں سے لڑنا آسان ہے بہ نسبت اس کے کہ ان کے بعد کے آنے والوں سے لڑیں۔'' حسینؓ نے پوچھا ''وہ کونسا گاؤں ہے؟'' کہا ''عقر۔'' حسینؓ نے کہا ''اے خدا میں تجھ سے پناہ مانگتا ہوں مجھے عقر سے بچائیو۔'' غرض کہ وہ وہاں اترے۔ اس روز جمعرات کا دن اور ۶۱ھ کے ماہ محرم کی دوسری تاریخ تھی۔

دوسرے دن صبح عمر بن سعد بن ابی وقاص چار ہزار آدمیوں کو لیے ہوئے کوفہ سے ان کے مقابلے کو آ پہنچا۔ اس کی روانگی کا سبب یہ ہوا کہ عبیداللہ ابن زیاد نے چار ہزار آدمی دے کر اس کو دستبیٰ کی طرف روانہ کیا تھا، جس پر دیلم نے حملہ کر کے غلبہ حاصل کر لیا تھا۔ اس کو رَے کی عاملی کا حکم نامہ بھی لکھ دیا تھا۔ چنانچہ اس نے حمام اعین میں اپنے لشکر کے ڈیرے بھی ڈال دیئے تھے لیکن جب حسینؓ نواح کوفہ پہنچے تو ابن زیاد نے عمر بن سعد کو بلا کر کہا کہ تم پہلے حسینؓ کی طرف جاؤ۔ اس کے بعد اپنی عملداری پر چلے جانا۔ عمر بن سعد نے اس سے معافی چاہی۔ ابن زیاد نے کہا ہاں معافی اس طرح دی جا سکتی ہے کہ ہمارا حکم نامہ واپس کر دو۔ اس پر عمر نے کہا مجھے غور کرنے کے لیے ایک دن کی مہلت دو۔ چنانچہ اس نے اپنے خیر خواہوں سے مشورہ لیا۔ ان سب نے اس کو حسین کے مقابلے پر جانے سے روکا بلکہ حمزہ بن مغیرہ بن شعبہ، یعنی اس کے بھانجے نے آ کر اس سے یہ کہا کہ اے میرے ماموں میں تم کو خدا کا واسطہ دیتا ہوں کہ حسینؓ کے مقابلے کے لیے نہ جاؤ۔ گناہ میں نہ پڑو اور قطع رحم نہ کرو۔ خدا کی قسم یہ بات کہ تم اپنی دنیا، مال و متاع اور تمام دنیا کی بادشاہت سے (اگر تم کو مل جائے) بے دخل کر دیئے جاؤ، بہتر ہے بہ نسبت اس کے کہ حسینؓ کے خون کے ساتھ خدا سے ملو۔ عمر نے کہا اچھا میں ایسا ہی کروں گا۔

وہ تمام رات اسی امر میں غور کرتے رہے اور سنا ہے کہ یہ اشعار پڑھتے رہے۔ (ترجمہ شعر):

[کیا میں رے اور رے کی رغبت کو ترک کر دوں یا حسینؓ کے قتل سے مذموم ہو کر واپس آ دوں۔ ان کے قتل کی سزا تو ایسی آگ ہے جس سے بچنے کے لیے کوئی حجاب نہیں ہے اور رے کی بادشاہت میں آنکھوں کی ٹھنڈک ہے۔]

پھر انھوں نے ابن زیاد سے جا کر کہا کہ تم نے مجھے اس ولایت کا عامل مقرر کیا ہے اور لوگوں نے سن لیا ہے کہ ایسا کیا گیا ہے اگر تمھاری رائے ہو کہ تم میرے لیے اس کا نفاذ کر دو بہتر ہے اور حسینؓ

Marfat.com

کے مقابلے کے لیے اہل کوفہ کے اشراف الناس میں سے کسی ایسے شخص کو جو جنگ کا مجھ سے زیادہ تجربہ رکھتا ہو روانہ کردو۔ یہ کہہ کر چند آدمیوں کے نام لیے مگر ابن زیاد نے کہا کہ میں تم سے اس بارے میں کوئی مشورہ طلب نہیں کر رہا ہوں کہ وہاں کس کو بھیجوں اگر تم ہمارے لشکر کو لے کر جاتے ہو تو جاؤ ورنہ ہم نے جو حکم نامہ رے کی عاملی کا تم کو دیا ہے، اس کو واپس کردو۔ اس پر عمر بن سعد نے کہا کہ اچھا میں فوج لے کر جاتا ہوں۔ وہ فوج لے کر روانہ ہوئے اور حسینؓ کے پاس اترے پھر ان کے پاس اپنا قاصد بھیج کر دریافت کیا کہ وہ یہاں کس غرض سے آئے ہیں۔ حسینؓ نے جواب دیا تمھارے اس شہر کے لوگوں نے مجھے لکھا کہ میں ان کے پاس چلا آؤں لیکن اب اگر وہ مجھ سے نفرت کرتے ہیں تو میں واپس چلا جاؤں گا۔ عمر بن سعد نے ابن زیاد کو یہی لکھ دیا ابن زیاد نے اس کو پڑھ کر یہ شعر پڑھا۔ (ترجمہ شعر):

[اب کہ ہمارے پنجوں نے اسے پکڑ لیا ہے وہ نجات چاہتا ہے حالانکہ اب فرار کا کوئی موقع نہیں۔]

اور عمر کو لکھا کہ حسینؓ کے سامنے بیعت یزید پیش کرو اگر وہ ایسا کریں تو ہم دیکھیں گے کہ ہماری کیا رائے ہوتی ہے۔ یہ بھی لکھا کہ انھیں اور ان کے ہمراہیوں کو پانی سے روکا جائے چنانچہ عمر بن سعد نے عمرو ابن حجاج کو پانسو سوار دے کر روانہ کیا جو پانی کے راستے پر اتر پڑے اور (امام) حسینؓ اور پانی کے درمیان حائل ہوگئے۔ یہ حسینؓ کی شہادت سے تین دن قبل کا واقعہ ہے۔ عبداللہ بن ابی حصین اور ان کی جماعت نے بنو بجیلہ میں کھڑے ہو کر کہا کہ اے حسینؓ کیا تم پانی کی طرف نہیں دیکھتے تم اس کا ایک قطرہ نہ پی سکو گے اور یوں ہی پیاسے مرجاؤ گے۔ حسینؓ نے دعا کی کہ ''اے اللہ اس شخص کو پیاسا ہی مار اور اس شخص کے گناہوں کو نہ بخش۔'' کہتے کہ اس واقعے کے بعد عبداللہ بیمار ہوا بے حساب پانی پیتا اور قے کر دیتا پھر پیتا اور غرغر کر کے قے کر دیتا پھر پیتا اور سیر نہ ہوتا اسی طرح ہوتے ہوتے وہ آخر کو مر ہی گیا۔

جب حسینؓ اور ان کے اصحاب کو پیاس کی شدت محسوس ہوئی تو انھوں نے اپنے بھائی عباسؓ ابن علیؓ کو حکم دیا اور بیس آدمی کو جن کے پاس مشکیزے تھے اور تیس سواروں کو ہمراہ لے کر پانی کے پاس گئے۔ وہاں لڑائی کی اور مشکیزے بھر کر واپس آئے۔ حسینؓ نے عمر بن سعد کے پاس عمرو بن قرظہ بن کعب انصاری کے ذریعے پیغام بھیجا کہ آج رات کو اپنے اور میرے لشکر کے درمیان مجھ سے ملو چنانچہ عمر ان کے پاس گئے دونوں نے مل کر دیر تک باتیں کیں اور اپنے اپنے لشکر کو واپس چلے گئے۔ لوگوں

Marfat.com

کے آپس میں یہ ذکر ہوا کہ حسینؓ نے عمر ابن سعد سے کہا ہے کہ مجھے یزید کے پاس لے چلو اور ہم دونوں اپنے اپنے لشکر کو چھوڑ دیں اس پر عمر نے کہا کہ مجھے خوف ہے کہ ایسا کرنے سے میں اپنے گھر کو منہدم کروادوں گا۔ حسینؓ نے کہا کہ میں تم کو اس سے اچھا گھر بنا دوں گا۔ عمر نے کہا کہ میری زمینیں چھن جائیں گی۔ حسینؓ نے کہا کہ میں تم کو اپنی حجاز کی جائداد میں سے اس سے بہتر املاک دے دوں گا مگر عمر نے اسے پسند نہ کیا لوگوں میں یہ باتیں ہوئیں تو سہی لیکن اصل یہ ہے کہ کسی نے یہ گفتگو سنی نہیں اور یہ بھی ذکر ہوا کہ حسینؓ نے یہ نہیں بلکہ یہ کہا تھا کہ تم میرے لیے ان تینوں باتوں میں سے کسی ایک کو اختیار کرو (۱) میں وہیں چلا جاؤں جہاں سے آیا ہوں (۲) میں اپنا ہاتھ یزید بن معاویہ کے ہاتھ میں رکھ دوں پھر دیکھا جائے کہ میرے اور اس کے درمیان کیا رائے قرار پاتی ہے یا (۳) تم مجھ کو مسلمانوں کی کسی سرحد کی طرف جہاں تم چاہو لے چلو اور وہاں کے لوگوں میں میں شامل ہو جاؤں اور ان کے فوائد سے فائدہ اور نقصانات سے نقصان اٹھاؤں۔

عقبہ بن سمعان کا بیان ہے کہ میں مدینے سے مکے اور مکے سے عراق تک حسینؓ کے ہمراہ رہا اور ان کی شہادت کے وقت تک ان سے جدا نہ ہوا۔ میں نے ان کی وہ تمام تقاریر سنی ہیں جو انھوں نے اپنی شہادت کے دن تک لوگوں کے سامنے کیں۔ خدا کی قسم انھوں نے کبھی لوگوں سے یہ نہیں کہا کہ میں اپنا ہاتھ یزید کے ہاتھ میں رکھ دوں گا یا یہ کہ تم مجھے مسلمانوں کی سرحد کی طرف لے چلو بلکہ انھوں نے یہ فرمایا تھا کہ یا تو مجھے وہیں جانے دو جہاں سے میں آیا ہوں یا نہیں تو مجھے اس وسیع اور عریض زمین میں کہیں کو چلا جانے دو تا کہ ہم دیکھ لیں کہ لوگوں کے اس امر کا آخری انجام کیا ہوتا ہے مگر ان لوگوں نے نہیں مانا۔

اس کے بعد حسینؓ اور عمر بن سعد تین چار مرتبہ اور ملے اور عمر بن سعد نے عبیداللہ کو یہ لکھا

> ''اَمّا بَعْدُ خدا نے آگ کو بجھا دیا ہے اور اتفاق پیدا کر دیا۔ حسینؓ نے مجھ سے یہ کہا ہے کہ یا تو وہ اسی جگہ کو چلے جائیں جہاں سے آئے ہیں اور یا ان کو کسی اور سرحد کی طرف جہاں ہم چاہیں بھیج دیا جائے یا یہ کہ وہ جا کر یزید کے ہاتھ میں اپنا ہاتھ دے دیں۔ اب اس امر میں تمھارے لیے وجہ رضا مندی اور امت کے لیے وجہ فلاح موجود ہے۔''

ابن زیاد نے یہ خط پڑھ کر کہا کہ یہ ایک شخص کا خط ہے جو اپنے امیر کا خیر خواہ اور اپنی قوم کا شفیق ہے۔ ہاں میں نے اس کو قبول کر لیا۔ شمر بن ذی الجوشن نے کھڑے ہو کر کہا ''کیا تم اس کی ان

Marfat.com

شرطوں کو منظور کرتے ہو حالانکہ وہ اس وقت تمھاری سرزمین میں اور بالکل تمھارے پہلو میں اترا ہوا ہے۔ خدا کی قسم اگر وہ تمھارے بلاد سے واپس چلا گیا اور اس نے اپنا ہاتھ تمھارے ہاتھ میں نہ دیا تو وہ قوت وعزت کا اور تم ضعف وعجز کے بہترین مستحق ہو گے۔ بلکہ ہونا یہ چاہیے کہ وہ اور اس کے ہمراہی تمھارے حکم کے مطابق عمل کریں پھر اگر تم ان کو سزا دو تو تم سزا کے مالک ہو اور اگر معاف کر دو تو یہ بھی تمھارا اختیاری امر ہوگا۔ خدا کی قسم مجھے معلوم ہوا ہے کہ حسینؓ اور عمر بن سعد رات رات بھر اپنے لشکروں کے مابین گفتگو کرتے رہتے ہیں۔''

ابن زیاد نے کہا ''تمھاری رائے درست ہے تم یہ خط لے کر عمر کے پاس جاؤ۔ عمر کو چاہیے کہ وہ حسینؓ اور ان کے ہمراہیوں کو میرے حکم پر عمل کرنے کو کہے اگر وہ لوگ مان لیں تو ان کو صلح اور امن کے ساتھ میرے پاس بھیج دیں اور اگر وہ انکار کریں تو ان سے جنگ کریں اگر عمر ایسا کرے تو اس کی اطاعت کرو اور اگر انکار کرے تو تم ہی اس پر اور فوج پر امیر بن جاؤ اور اس کا سر کاٹ کر میرے پاس روانہ کر دو۔''

پھر عمر بن سعد کے نام یہ خط لکھ کر شمر کو دیا:

''اَمَّا بَعْدُ میں نے تم کو حسینؓ کی طرف اس لیے نہیں بھیجا تھا کہ تم اس سے الگ رہو یا اس کو امیدیں دلاؤ یا اس پر مہربانی کرو یا مجھ سے اس کی سفارش کرو۔ دیکھو اگر حسینؓ اور اس کے ہمراہی میرے حکم کو بجالائیں اور صلح کریں تو ان کو میرے پاس صلح صفائی کے ساتھ بھیج دو لیکن اگر وہ انکار کریں تو ان پر حملہ کر کے قتل کر دو اور ان کو اوروں کے لیے مثال بنا دو وہ اسی سلوک کے مستحق ہیں جب حسین بقتل ہو جائے تو گھوڑوں سے اس کے سینے اور پشت کو روند ڈالو کیونکہ وہ عاق، شاق، قاطع اور ظالم ہے۔ اگر تم نے میرے حکم کے مطابق عمل کیا تو ہم تم کو مطیع اور فرماں برداری کی جزا دیں گے۔ لیکن اگر تم نے ہمارے حکم سے سرتابی کی تو بہتر ہے کہ ہماری فوج سے علیحدہ ہو جاؤ اور اس کو شمر کے حوالے کر دو۔ والسلام۔''

جس وقت شمر نے یہ خط لیا ہے اس وقت عبداللہ بن ابی محل بن حزام، ابن زیاد کے پاس موجود تھے۔ ان کی پھوپھی ام البنین بنت حزام پہلے حضرت علیؓ کی زوجہ تھیں، جن سے عباس، عبیداللہ، جعفر اور عثمان پیدا ہوئے تھے۔ عبداللہ نے ابن زیاد سے کہا کہ اگر تمھاری رائے ہو تو ہمارے بھانجوں کو امان کا حکم لکھ دو۔ چنانچہ ابن زیاد نے لکھ دیا اور اپنے غلام کے ہاتھ ان کے ہاں بھیج دیا جسے دیکھ کر ان حضرات نے

Marfat.com

کہا کہ ہمیں تمھاری امان کی ضرورت نہیں خدائے تعالیٰ کی امان سمیہ کے بیٹے کی امان سے بہتر ہے۔

جب شمر بن زیاد کا خط لے کر عمر کے پاس پہنچا تو عمر نے اس سے کہا کہ تجھ کو کیا ہو گیا ہے۔ جو چیز تو لے آیا ہے خدا اس کو تباہ کردے۔ خدا کی قسم تیری نسبت میرا گمان ہے کہ تو نے ہی ابن زیاد کو ان باتوں کے قبول کرنے سے باز رکھا جو میں نے اس کو لکھی تھیں۔ تو نے ایسا کام تباہ کر دیا جس کے سدھر جانے کی ہمیں امید تھی۔ خدا کی قسم حسینؓ کبھی گردن نہ رکھیں گے۔ خدا کی قسم ان کے باپ کا دل ان کے پہلو میں موجود ہے۔ شمر نے عمر سے پوچھا اب یہ بتاؤ کہ تم کیا کرنے والے ہو؟ عمر نے جواب دیا میں حکم کی تعمیل کروں گا۔ چنانچہ وہ محرم کی نویں تاریخ جمعرات کی شام کو روانہ ہوا۔

شمر نے جا کر عباس ابن علیؓ اوران کے بھائیوں کو بلایا۔ وہ ان کے پاس آئے تو کہا کہ اے میرے بھانجو، تم کو امان ہے۔ انھوں نے جواب دیا کہ خدا تم پر اور تمھاری امان پر لعنت کرے اگر تم ہمارے ماموں ہوتے تو۔ افسوس تم ہم کو امان دیتے ہو اور ابن رسول اللہ کو امان نہیں ہے۔ پھر عصر کے بعد عمر لوگوں کو ہمراہ لیے ہوئے سوار ہو کر چلا اس وقت حسینؓ تلوار باندھے اپنے ٹھکانے کے سامنے بیٹھے تھے۔ وہ اپنے سر کو گھٹنوں میں رکھ کر نیند میں تھے۔ ان کی ہمشیرہ زینب نے فوج کا شور وغوغا سن کر جلدی سے ان کے قریب آ کر ان کو جگا دیا۔ انھوں نے اپنا سر اٹھا کر کہا کہ میں نے رسول اللہ صلعم کو خواب میں دیکھا ہے وہ فرماتے ہیں کہ تم میرے پاس آتے۔ ہو یہ سن کر حضرت زینب نے اپنا منہ پیٹ کر کہا کہ ''ہائے مصیبت''۔ حسینؓ نے کہا کہ نہیں بہن تمھارے لیے مصیبت کیوں ہوتی تم پر خدا رحم کرے۔ خاموش رہو۔ پھر ان کے بھائی عباسؓ نے ان سے کہا کہ لوگ آپ کی طرف آ رہے ہیں حسینؓ چلنے کے لیے اٹھ کھڑے ہوئے پھر فرمایا کیا میں خود سوار ہو کر جاؤں؟ عباسؓ نے کہا کہ نہیں بلکہ میں جاتا ہوں۔ کہا اچھا تم سوار ہو کر جاؤ ان سے ملو اور کہو کہ تم کو کیا ہو گیا ہے، کیا چاہتے ہو اور پوچھو وہ کس لیے آئے ہیں۔ عباسؓ تقریباً بیس سواروں کو (جن میں زہیر ابن قین بھی تھے) لے کر ان لوگوں کے پاس گئے اور وہی سوال کیا۔ انھوں نے کہا کہ امیر فلاں اور فلاں غرض سے آیا ہے۔ عباسؓ نے کہا کہ اچھا جلدی نہ کرو ذرا مجھے ابوعبداللہ کے پاس ہو آنے دو تاکہ جو کچھ تم نے کہا ہے، انہیں پہنچا دوں۔ ان لوگوں نے توقف کیا اتنے میں عباسؓ نے جا کر حسینؓ کو خبر دی۔ (حضرت) حسینؓ نے ان سے کہا کہ ان کے پاس جاؤ اور ہو سکے تو انہیں کل تک کے لئے ٹال دو، ممکن ہے کہ ہم آج رات اپنے اللہ کی عبادت اور دعاء

Marfat.com

واستغفار کر سکیں کیونکہ خدا کو معلوم ہے کہ میں نماز پڑھنے، اس کی کتاب کی تلاوت کرنے اور بکثرت دعاء واستغفار کرنے کا شوقین ہوں، ان کا یہ بھی ارادہ تھا کہ اپنے اہل وعیال کو وصیت کر دیں۔ عباسؓ ان لوگوں کے پاس واپس آئے اور کہا کہ آج کی رات کے لیے تم لوگ ہمارے پاس سے چلے جاؤ تا کہ ہم اس امر میں غور کر لیں۔ صبح کو ان شا اللہ ہم ملیں گے یا تو ہم اس امر پر راضی ہو جائیں گے یا اسے رد کر دیں گے۔

عمر بن سعد نے شمر سے پوچھا کہ تمھاری کیا رائے ہے۔ کہا کہ تم امیر ہو۔ عمر لوگوں کی طرف متوجہ ہوا اور پوچھا کہ تمھاری کیا رائے ہے جواب میں عمرو ابن حجاج الزبیدی نے کہا کہ سبحان اللہ اگر بخدا وہ اہل دیلم میں سے بھی ہوتے تو بھی آپ کو چاہیے تھا کہ آپ اس کی خواہش منظور کر لیتے۔ قیس بن اشعث بن قیس نے کہا کہ آپ قبول کر لیں گو کہ مجھے اپنی جان کی قسم ہے وہ صبح کو ضرور آپ سے جنگ کریں گے۔ عمر نے کہا اگر مجھے یہ معلوم ہو جائے کہ وہ لوگ ایسا کریں گے تو میں ان کو رات بھر کی مہلت نہ دوں۔ بہر کیف عمر وہاں سے واپس چلا گیا۔

ادھر حسینؓ نے عمر کی واپسی کے بعد اپنے اصحاب کو جمع کیا اور کہا ''میں خدائے تعالیٰ کی حمد وثناء کرتا ہوں اور خوش حالی اور تنگی میں اس کی حمد بجالاتا ہوں۔ یا اللہ میں تیرا شکر ادا کرتا ہوں کہ تو نے ہم کو نبوت دے کر مکرم کیا۔ ہم کو آنکھیں کان اور دل دیئے۔ ہم کو قرآن سکھلایا اور دین کو سمجھنے کی طاقت دی۔ ہم کو اپنے شاکرین میں داخل فرما۔ اَمّا بَعْدُ۔ میں اپنے اصحاب سے بڑھ کر کسی کو زیادہ وفادار اور صاحب خیر اور اپنے اہل بیت سے بڑھ کر کسی کو نیک اور صلہ رحم کا خواہاں نہیں سمجھتا۔ خدا تم سب کو میری طرف سے بہترین جزا عطا فرمائے۔ خبردار ہو جاؤ میرے خیال میں کل کا دن ان دشمنوں سے مقابلے کا دن ہے۔ میں تم سب کو اجازت دیتا ہوں کہ تم یہاں سے چلے جاؤ۔ اب تم پر میرے عہد کی تعمیل ضروری نہیں۔ اب رات ہوگئی ہے اسی کو اپنی سواری بنالو اور تمھارا ایک ایک مرد میرے اہل بیت کے ایک ایک مرد کا ہاتھ پکڑ لے۔ خدا تم سب کو جزائے خیر دے۔ اس کے بعد تم لوگ اپنے ملکوں اور شہروں میں متفرق ہو جانا یہاں تک کہ خدائے تعالیٰ کشائش نصیب کرے۔ یہ لوگ تو صرف مجھی کو طلب کر رہے ہیں، جب مجھے پالیں گے تو دوسرے کی طلب سے درگذر کریں گے۔'' اس پر ان کے بھائیوں، بیٹوں بھتیجوں اور عبداللہ ابن جعفر کے بیٹوں نے کہا کہ ہم ایسا کریں گے ہی کیوں کہ آپ کے

Marfat.com

بعد زندہ رہیں۔ خدا کبھی ہمیں وہ دن نہ دکھائے۔ حسینؓ نے کہا کہ اے بنو عقیل مسلم کی شہادت تمھارے لیے کافی ہے تم چلے جاؤ میں نے تم کو اجازت دی۔ وہ کہنے لگے کہ ہم لوگوں سے جا کر کیا کہیں؟ کیا یہ کہیں کہ ہم نے اپنے شیخ اپنے سردار اور اپنے چچاؤں کی اولاد کو (ان چچاؤں کی اولاد کو جو بہترین اعمام ہیں) چھوڑ دیا ہے ہم نے ان کے ساتھ مل کر نہ تیر چلایا، نہ نیزہ زنی کی اور نہ تلوار چلائی۔ ہم نہیں جانتے انھوں نے کیا کیا۔ ہرگز نہیں خدا کی قسم ہم ایسا نہیں کریں گے بلکہ اپنے نفوس و اموال اور اہل و عیال کو آپ پر قربان کر دیں گے اور آپ کے ساتھ مل کر لڑیں گے جب تک کہ اسی انجام کو نہ پہنچ جائیں جس کو کہ آپ پہنچیں۔ خدا اس زندگی کو بری کر دے جو آپ کے بعد ہو۔

مسلم بن عوسجہ اسدی نے کھڑے ہو کر کہا کیا ہم آپ سے جدا ہو سکتے ہیں جب تک آپ کا حق ادا کرنے میں خدا کے پاس قابل عذر نہ ہو جائیں۔ خدا کی قسم میں آپ سے جدا نہ ہوں گا جب تک کہ ان لوگوں کے سینوں میں اپنے نیزے کو نہ توڑ دوں اور جب تک کہ میرے ہاتھ میں تلوار کا قبضہ ہے ان میں شمشیر زنی نہ کرلوں۔ واللہ اگر میرے پاس اسلحہ بھی نہ ہو تب بھی آپ کی حفاظت کے لیے ان پر پتھروں کی بوچھاڑ کر دوں گا۔ آپ ہی کے ہمراہ میں بھی مر جاؤں گا۔ ان کے دیگر اصحاب نے بھی اسی قسم کی باتیں کیں (جزاہم اللہ خیر الجزاء) ان کی ہمشیرہ حضرت زینبؓ نے اسی رات (حضرت) حسینؓ کو ایک خیمہ میں یہ اشعار پڑھتے ہوئے سنا اور اس وقت حسینؓ کے پاس حضرت ابوذر غفاری کے غلام حُوَی بیٹھے ہوئے اپنی تلوار صاف کر رہے تھے۔

یا دھر اُفٍّ لک من خلیلِ　　کم لک بالاشراقِ والاصیلِ

من صاحبِ او طالبِ قتیلِ　　و دھرُ لایقنعُ بالبدیلِ

و انما الامرُ الا الجلیلِ　　و کلُّ حیٍ سالکُ السبیلِ

[اے زمانے تو کیسا برا ہے، تجھ میں کتنی صبحیں یا شامیں کسی دوست کو یا مقتول کو طلب کرتی ہوئی آتی ہیں، زمانہ کسی کو بطور بدلے کے قبول کرنے پر راضی نہیں ہوتا۔ امر خدائے جلیل کے ہی ہاتھ میں ہے اور ہر زندہ شخص اسی راستے پر چلنے والا ہے۔]

انھوں نے دو یا تین مرتبہ یہ اشعار دھرائے حضرت زینبؓ یہ شعر سن کر خود کو قابو میں نہ رکھ سکیں۔ اپنے کپڑے زمین پر کھینچتے ہوئے ان کے پاس گئیں اور پکار کر کہا ''واثکلاہ! کاش کہ موت آج

Marfat.com

ہی میری زندگی کا خاتمہ کر دیتی۔ ہائے میری ماں فاطمہؓ میرے باپ علیؓ چل بسے اور صرف میرے بھائی حسینؓ رہ گئے ہیں۔ اے گذشتوں کے خلیفہ اور اے زندہ آدمیوں کے پشت پناہ۔'' (حضرت) حسینؓ نے ان کو دیکھا اور کہا کہ اے بہن دیکھو ایسا نہ ہو کہ کہیں شیطان تمہاری عقل کو زائل کر دے۔ کہا کہ میں نے اپنی جان کو آپ پر فدا کرنے کے لیے موت کی دعا کی ہے۔ اس پر (حضرت) حسینؓ کا دل بھر آیا اور آنکھیں آنسوؤں سے ڈبڈبا گئیں اور کہا کہ...... یہ سن کر حضرت زینب نے اپنا منہ پیٹ لیا اور کہا کہ ''واویلتاہ! آپ کا نفس آپ کو زبردستی سے چھیننا چاہتا ہے۔'' اس سے میرا دل اور بھی زیادہ زخمی ہوتا ہے اور میرا نفس مجھ پر اور بھی زیادہ سختی کرتا ہے۔'' یہ کہہ کر انھوں نے اپنا منہ پیٹا گریبان پھاڑا اور غش کھا کر گر پڑیں۔ حسینؓ نے ان کے چہرے پر پانی کے چھینٹے دیئے اور کہا کہ خدا سے پناہ مانگو، اس سے صبر طلب کرو اور خوب سمجھ لو کہ اہل زمین بھی مرتے ہیں اور اہل آسمان بھی باقی نہیں رہتے اور سوائے ذات الٰہی کے ہر چیز ہالک اور فانی ہے۔ میرے والد، میری والدہ اور میرے بھائی مجھ سے بہتر تھے اور میرے، ان کے اور تمام مسلمانوں کے لیے رسول اللہ ﷺ کی ذات میں ایک عمدہ نمونہ ہے۔ اسی نوع کی اور باتوں سے انھوں نے ان کو صبر دلایا اور کہا ''اے بہن! میں تم کو قسم دیتا ہوں کہ میری وجہ سے اپنا گریبان نہ پھاڑو اور منہ کو نہ نوچو اور اگر میں قتل ہو جاؤں تو مجھ پر آہ وزاری نہ کرنا۔'' یہ کہہ کر وہ اپنے اصحاب کے پاس گئے اور حکم دیا کہ وہ اپنے خیموں کو ایک دوسرے کے قریب کر دیں۔ خیموں کی طنابوں کو ایک دوسرے میں داخل کر دیں۔ خیموں کے سامنے رہیں اور دشمن پر صرف ایک ہی جہت سے اس طرح حملہ آور ہوں کہ خیمے ان کے دائیں بائیں اور پیچھے ہوں۔

شام کے وقت سے ان سب نے تمام رات نماز پڑھنے اور استغفار اور تضرع ودعا کرنے میں بسر کی، دوسرے یعنی ہفتے کے دن (اور بقول بعض جمعہ کے دن) دسویں تاریخ کو عمر بن سعد صبح کی نماز سے فارغ ہو کر اپنے ہمراہیوں کو لے کر چلا۔ ادھر حسینؓ نے بھی اپنے اصحاب کو درست کیا اور صبح کی نماز ادا کی۔ اس وقت ان کے ہمراہ بتیس سوار اور چالیس پیادے تھے۔ انھوں نے زہیر بن قیس کو میمنہ پر حبیب بن مظہر کو میسرہ پر مقرر کیا اور جھنڈا اپنے بھائی عباسؓ کو دیا اور لوگوں کو اس طرح ترتیب دیا کہ خیمے ان کی پشت کی طرف تھے پھر ان کے حکم سے لکڑیاں اور شاخیں وغیرہ جمع کر کے خیموں کے پیچھے ایک گہری سی زمین میں بھر دیں جو ایک چھوٹی سی نہر کی طرح تھی اور رات کو اس غرض سے بنائی گئی تھی کہ

Marfat.com

عقب سے حملہ نہ ہو سکے ان لکڑیوں میں آگ لگا دی گئی اور اس سے ان کو فائدہ ہوا۔

دوسری طرف عمر بن سعد نے اپنی فوج کے شہر کے حصے پر عبداللہ بن زہیر ازدی کو ربیعہ اور کندہ پر قیس بن اشعث بن قیس کو، مذحج اور اسد پر عبدالرحمٰن بن ابی سبرۃ الجعفی کو اور تمیم و ہمدان پر حر بن یزید الریاحی کو مقرر کیا۔ سوائے حُر بن یزید کے جو حسینؓ کے ساتھ شامل ہو گئے تھے اور ان ہی کے ساتھ شہید ہوئے، ان سب نے نہایت شد و مد سے حسینؓ پر حملہ کیا۔ پھر عمر نے اپنے میمنہ پر عمرو بن حجاج الزبیدی اور میسرہ پر شمر بن ذی الجوشن سواروں پر عروہ بن قیس الاحمسی اور پیادوں پر شبث بن ربعی یربوعی کو مقرر کیا اور اپنے غلام درید کو علم پکڑایا۔

جب وہ لوگ قریب آئے تو حسینؓ کے حکم سے ایک چھولداری لگائی گئی اور ایک پیالے میں مشک حل کیا گیا حسینؓ چونہ کی غرض سے چھولداری کے اندر گئے۔ عبدالرحمٰن بن عبد ربہ اور یزید بن حصین دروازے پر کھڑے انتظار کرتے رہے کہ ان کے بعد وہ بھی طلا کریں۔ یزید نے عبدالرحمٰن سے کچھ مزاحیہ باتیں کیں تو عبدالرحمٰن نے کہا کہ خدا کی قسم یہ بیہودہ باتوں کا وقت نہیں۔ یزید بولے کہ ہاں خدا کی قسم! سب لوگ جانتے ہیں کہ نہ مجھے جوانی میں بیہودہ باتیں پسند تھیں اور نہ ادھیڑ پن میں بلکہ میں اس بات سے خوش ہو رہا ہوں کہ جس سے ہم عنقریب ملنے والے ہیں۔ خدا کی قسم ہم میں اور حور عین کی ملاقات میں صرف اتنی ہی کسر رہ گئی ہے کہ وہ لوگ اپنی تلواروں کو لے کر ہماری طرف آئیں۔ مختصر یہ ہے کہ جب حسینؓ فارغ ہو گئے تو یہ بھی داخل ہوئے۔

اس کے بعد حسینؓ اپنے گھوڑے پر سوار ہوئے اور ایک قرآن منگا کر اپنے سامنے رکھ لیا اور اپنے اصحاب کو آگے کر کے جنگ میں شریک ہوئے اور پھر ہاتھ اٹھا کر یہ دعا کی۔

"یا الٰہی! میں ہر تکلیف میں تجھ پر اعتماد کرتا ہوں اور ہر شدّت میں تجھ سے امید رکھتا ہوں۔ تو ہر امر میں مجھ کو بھروسہ دلاتا اور وعدہ دیتا ہے۔ کس قدر تفکرات ایسے ہیں جن سے دل ضعیف ہو جاتا ہے اور حیلہ جاتا رہتا ہے۔ دوست چھوڑ دیتا ہے اور دشمن اس سے خوش ہوتا ہے۔ میں نے تیرے ہی سامنے اس تکلیف کو پیش کیا، تجھ سے شکوہ کیا اور تیرے سوا سب کو چھوڑ کر تیری ہی طرف رغبت کی ہے اور تو نے میرے ان تمام مصائب کو دور کیا ہے اور میرے لیے کافی رہا ہے۔ تو تمام نعمتوں کا ولی تمام حسنات کا مالک اور تمام

Marfat.com

رغبتوں کی انتہا ہے۔''

جب عمر کے ہمراہیوں نے خیموں کے پیچھے لکڑیوں کو جلتے اور سلگتے دیکھا تو شمر نے پکار کر کہا کہ تم نے قیامت سے پہلے ہی دنیا میں آگ میں پڑنے کے لیے جلدی کی ہے۔ حسینؓ نے اسے پہچان کر کہا کہ اس میں جلنے کا تو تو ہی زیادہ حقدار ہے۔ پھر حسینؓ اپنی سواری پر سوار ہو کر لوگوں کے پاس آگے بڑھے اور اس قدر بلند آواز سے کہ سب سن لیں کہا ''اے لوگو! میری بات سنو ابھی میرے ساتھ جلدی نہ کرو۔ جب تک کہ میں تم کو وہ نصیحت نہ کرلوں جس کا تمھارے لیے مجھ پر حق ہے اور جب تک کہ میں تمہارے پاس آنے کے لیے عذر خواہی نہ کرلوں۔ اگر تم نے میرا عذر قبول کیا، میرے قول کو سچ سمجھا اور مجھ سے انصاف کیا تو تم نہایت نیک بخت ہو گے اور تم کو میرے خلاف کاروائی کرنے کی سبیل نہ ہوگی لیکن اگر تم نے میرا عذر قبول نہ کیا، تو ﴿تم اور تمہارے شریک مل کر اپنی ایک بات ٹھہرالو تا کہ تم کو اس امر میں کسی قسم کا شک وشبہ نہ رہ جائے پھر میرے ساتھ جو کرنا ہو کرلو اور مجھے مہلت نہ دو۔﴾ ۵ ﴿میرا حمایتی وہی خدا ہے جس نے کتاب نازل کی اور صالحین کا حمایتی ہے۔﴾'' ۶ کہتے ہیں کہ جب ان کی بہنوں نے ان کا یہ قول سنا تو وہ رونے چیخنے لگیں۔ ان کی آوازیں بلند ہوئیں تو (حضرت) حسینؓ نے اپنے بھائی عباسؓ اور اپنے صاحبزادے علیؓ کو بھیجا کہ جا کر ان کو خاموش کریں اور کہا کہ مجھے اپنی جان کی قسم ہے کہ ان لوگوں کا آہ وبکا زیادہ ہو جائے گا۔ جب وہ دونوں چلے گئے تو کہا کہ خدا نہ کرے کہ ابن عباس دور ہوں۔ امام حسینؓ نے یہ فقرہ عورتوں کی آہ وزاری سن کر فرمایا تھا کیونکہ ان کو (حضرت عبداللہ) ابن عباس نے عورتوں کو ساتھ لے جانے سے منع کیا تھا۔ غرض کہ جب وہ عورتیں خاموش ہو گئیں تو حسینؓ نے خدا کی حمد وثناء کہی اور رسول اللہ ﷺ پر اور ملائکہ اور انبیاء پر درود بھیجا اور اتنی باتیں کہیں جن کا شمار مشکل ہے مگر ان اقوال سے زیادہ فصیح وبلیغ قول کبھی نہیں سنا گیا۔ بعد ازاں کہا ''اَمَّا بَعۡدُ۔ تم میرے نسب میں غور کرو کہ میں کون ہوں، پھر اپنے نفسوں کی طرف مراجعت کرو اور دیکھو کیا میرا قتل اور میری آبرو ریزی تمہارے لیے درست وحلال ہے۔ کیا میں تمہارے نبی ﷺ کا نواسہ اور ان کے وصی برادر عمزاد خدا کی نگاہ میں بہترین مومن اور رسول اللہ کی تصدیق کرنے والے کا بیٹا نہیں ہوں۔ کیا حمزہ سید الشہداء میرے باپ کے چچا نہ تھے۔ کیا جعفر شہید طیار (جو اب جنت میں ہیں) میرے چچا نہ تھے۔ کیا تم کو یہ مشہور بات نہیں پہنچی کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے اور میرے بھائی کو اہل جنت کے جوانوں کا سردار اور اہل

Marfat.com

سنت کی آنکھوں کی ٹھنڈک فرمایا ہے۔ بشرطیکہ تم میری باتوں کو سچ سمجھو اور وہ سچ ہیں۔ خدا کی قسم میں نے کبھی عمداً جھوٹ نہیں بولا جب سے مجھے معلوم ہوا کہ خدا اس سے ناراض ہوتا ہے لیکن اگر تم مجھے جھوٹا سمجھو تو تم میں ایسے لوگ موجود ہیں کہ اگر تم ان سے پوچھو تو وہ تم کو بتا دیں گے۔ تم جابر بن عبداللہ یا ابو سعید یا سہل بن سعد یا زید بن ارقم یا انس سے پوچھو وہ تم کو بتا دیں گے کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ کو ایسا کہتے سنا ہے۔ کیا ان باتوں میں ایسی کوئی بات نہیں ہے جو تم کو میری خونریزی سے روک دے۔''

شمر نے کہا کہ اگر انھیں معلوم ہو جائے کہ وہ کیا کہہ رہے ہیں تو اس حالت میں وہ اللہ کی عبادت ٹیڑھے پن سے کر رہے ہیں۔ حبیب ابن مظاہر نے جواب دیا بخدا میں جانتا ہوں کہ اگر وہ ایک درجہ ٹیڑھے ہیں تو تو اللہ کی عبادت میں ستر درجے ٹیڑھا ہے۔ اللہ نے تیرے قلب پر مہر لگا دی ہے اسی لیے تو نہیں سمجھتا کہ تو کیا بک رہا ہے۔

اس کے بعد حسینؓ نے کہا ''ہاں تو اگر تم کو میرے قول میں شک ہو یا تم اس بارے میں شک کرتے ہو کہ میں تمھارے نبی ﷺ کا نواسہ ہوں تو خدا کی قسم تم سے یا تمھارے غیر میں سے مشرق و مغرب کے درمیان سوائے میرے اور کوئی نواسہ رسول اللہ ﷺ کا موجود نہیں اچھا تم مجھے یہ بتاؤ کہ کیا تم مجھے اپنے کسی مقتول آدمی کے عوض میں طلب کرتے ہو جسے میں نے قتل کیا ہے یا مجھ سے اپنے کسی مال کے عوض مطالبہ کرتے ہو جسے میں نے ضائع کر دیا ہے یا مجھ سے کسی زخم کا قصاص لینا چاہتے ہو۔'' مگر انھوں نے اس کا کوئی جواب نہ دیا۔

پھر حسینؓ نے پکار کر کہا کہ اے شبث بن ربعی اے حجاز بن ابجر، اے قیس بن اشعث اور اے زید بن حارث کیا تم نے خط لکھ کر مجھے اپنے پاس نہیں بلایا تھا۔ انھوں نے کہا کہ ہم نے ایسا نہیں کیا۔ کہا کہ ہاں تم نے ضرور ایسا کیا۔ تو اے لوگو اگر تم مجھے ناپسند کرتے ہو تو مجھے اتنی اجازت دو کہ میں جہاں کہیں مجھے جگہ ملے چلا جاؤں۔ قیس بن اشعث نے سوال کیا کہ کیا آپ اپنے برادر عمزاد (یعنی ابن زیاد) کے حکم پر عمل نہ کریں گے۔ حسینؓ نے جواب دیا کہ ''تم ہی اپنے بھائی کے بھائی ہو کیا تم یہ چاہتے ہو کہ تم سے بنو ہاشم مسلم ابن عقیل کے خون سے زیادہ مطالبہ کریں۔ نہیں خدا کی قسم میں کسی ذلیل آدمی کی طرح ان کو اپنا ہاتھ نہ دوں گا اور نہ غلام کی طرح اقرار کروں گا۔ اے اللہ کے بندو! میں اپنے اور تمھارے رب سے اس بات کی پناہ مانگتا ہوں کہ تم مجھ کو سنگسار کرو اور اپنے اور تمھارے رب سے

Marfat.com

ہر ایک متکبر سے جو روز قیامت پر ایمان نہیں رکھتا پناہ مانگتا ہوں۔'' یہ کہہ کر انھوں نے سواری کو بٹھایا اور اس پر سے اتر گئے۔

زہیر بن قین تلوار لگائے ہوئے اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر آگے بڑھے اور کہا کہ اے اہل کوفہ خدا کے عذاب سے بچو۔ بچو۔ مسلمان کا فرض ہے کہ مسلمان کو نصیحت کرے۔ ہم سب اس وقت تک بھائی بھائی ہیں اور ایک ہی دین پر ہیں۔ جب تک ہم میں تلوار نہ چلے بہتر ہے کیونکہ اگر تلوار چل پڑی تو عصمت منقطع ہو جائے گی اور ہم اور تم الگ الگ جماعتیں بن جائیں گے۔ خدا نے ہم کو اور تم کو اپنے نبی محمد ﷺ کی اولاد کے بارے میں آزمائش میں ڈالا ہے تاکہ وہ دیکھے کہ ہم آپس میں کیسا معاملہ کرتے ہیں۔ ہم تم کو اس کی مدد کرنے اور طاغیہ ابن طاغیہ (عبیداللہ بن زیاد) کی اطاعت ترک کر دینے کی دعوت دیتے ہیں کیونکہ تم اُن دونوں سے سوائے اس کے اور کچھ حاصل نہیں کر سکتے کہ وہ تم سے بدی کریں، تمھاری آنکھیں پھوڑیں، تمھارے ہاتھ پاؤں کاٹیں، تمھارے ٹکڑے ٹکڑے کریں، تم کو کھجور کے درختوں کے تنوں پر لٹکائیں اور تمھارے ہم چشم قراء اور حجر بن عدی اور ان کے اصحاب اور ہانی بن عروہ اور ان جیسے اوروں کو قتل کریں۔'' کہتے ہیں کہ اس پر ان لوگوں نے زہیر کو گالیاں دیں اور ابن زیاد کی تعریف کی اور کہا کہ خدا کی قسم ہم یہاں سے نہ ٹلیں گے جب تک کہ تمھارے ساتھی اور اس کے ہمراہیوں کو قتل کر کے اس کو اور اس کے ہمراہیوں کو عبیداللہ کے سپرد نہ کر دیں۔ زہیر نے ان سے کہا کہ اے اللہ کے بندو! بہ نسبت سمیہ کے بچے کے فاطمہؓ کا بیٹا دوستی اور معاونت کا زیادہ حقدار ہے اگر تم انھیں مدد نہ دو نہ سہی مگر میں تم کو اس بات سے خدا کی پناہ میں دیتا ہوں کہ تم ان کو قتل کرو۔ تم حسینؓ کو اور ان کے برادر عمزاد یزید بن معاویہ کو آپس میں فیصلہ کر لینے دو۔ مجھے اپنی جان کی قسم ہے کہ یزید تم سے حسینؓ کے قتل کیے بغیر بھی خوش ہو سکتا ہے۔'' یہ سن کر شمر نے ان پر ایک تیر چلایا اور کہا کہ بس چپ رہ خدا تجھے غارت کرے تو تو بک بک کر کے ہمارا دماغ چاٹ گیا۔ زہیر نے جواب میں کہا او بے غیرت کے بچے میں خاص تجھ ہی سے مخاطب نہیں ہوں اور بخدا میں نہیں سمجھتا کہ تو کتاب اللہ کی دو آیتوں پر بھی قدرت رکھتا ہے۔ تو قیامت کے دن کی ذلت اور عذاب دردناک سے خبردار رہ۔ شمر نے کہا کہ خدا تجھے اور تیرے دوست کو اسی وقت مارنے والا ہے۔ زہیر نے جواب دیا کیا تو مجھے موت سے ڈراتا ہے۔ خدا کی قسم ان کے ساتھ مر جانا میں اس سے بدرجہا بہتر سمجھتا ہوں کہ تمھارے ساتھ رہ کر

Marfat.com

حیات ابدی پاؤں۔ پھر پکار کر کہا کہ اے اللہ کے بندو تم اپنے دین کے بارے میں اس درشت مزاج اور ظالم شخص کے دھوکے میں نہ رہنا۔ خدا کی قسم اُن لوگوں کو محمد ﷺ کی شفاعت نصیب نہ ہوگی، جو ان کی اولاد اور ان کے اہل بیت کی خوں ریزی اور ان کے مددگاروں اور ان کے حرم کی طرف لڑنے والوں کو قتل کرتے ہیں۔'' حسینؓ نے انھیں واپسی کا حکم دیا اور وہ یہ کہہ کر واپس چلے گئے۔

جب عمر بن سعد، حسینؓ کی طرف بڑھے تو حُر بن یزید نے ان سے کہا کہ خدا تمھیں نیکی دے کیا تم اس شخص سے لڑنے والے ہو۔ کہا ہاں خدا کی قسم اور وہ بھی ایسی لڑائی جس کی آسان ترین صورت یہ ہے کہ اس سے لوگوں کے سر گریں گے اور ہاتھ کٹ کٹ جائیں گے۔ حُر نے پوچھا کہ کیا تم لوگ ان کے تینوں پیش کردہ امور میں سے ایک کو بھی قبول نہیں کر سکتے۔ عمر بن سعد نے جواب دیا کہ اگر یہ امر میرے ہاتھ میں ہوتا تو خدا کی قسم میں ایسا ہی کرتا لیکن کیا کروں کہ تمھارے امیر نے ایسا نہ کرنے دیا۔ اس پر حُر آہستہ آہستہ حسینؓ کے قریب ہوتے گئے۔ ان پر ایک لرزہ سا طاری تھا۔ ان ہی کے ایک آدمی نے (جس کو مہاجر بن اوس کہا جاتا ہے) ان سے کہا کہ واللہ تمھاری بھی عجیب مشکوک حالت ہے۔ خدا کی قسم کسی جنگ میں میں نے تمھاری یہ حالت نہیں دیکھی جو میں اب دیکھ رہا ہوں حالانکہ اگر دلاور ترین اہل کوفہ کا ذکر کیا جائے تو میں تم کو مستثنٰی نہ سمجھوں گا۔ حُر نے کہا کہ خدا کی قسم میں اپنے نفس کے لیے جنت اور دوزخ میں سے کسی ایک کو اختیار کر لینے پر غور کر رہا ہوں۔ گو کہ مجھے ٹکڑے ٹکڑے کر دیا جائے یا جلا دیا جائے مگر جنت کے خلاف کسی چیز کو اختیار نہ کروں گا۔ یہ کہہ کر اپنے گھوڑے کو ایڑ لگاتے ہوئے حسینؓ سے جا ملے اور ان سے کہا کہ ابن رسول اللہ، خدا مجھے آپ پر قربان کرے، میں وہی شخص ہوں جس نے آپ کو واپسی سے باز رکھا تھا۔ راستے بھر آپ کے ساتھ ساتھ چلتا رہا اور پھر اس مقام میں آپ پر سختی کی۔ خدا کی قسم مجھے یہ گمان تک نہ تھا کہ میں نے آپ کی طرف سے جو تجاویز پیش کیں ان کو یہ لوگ رد کر دیں گے اور آپ کے ساتھ ایسے ایسے سلوک بھی کریں گے اس لیے میں نے سوچا کہ مجھے ان کے بعض امور کی اطاعت کر لینی چاہیے تاکہ وہ یہ نہ خیال کریں کہ میں ان کی اطاعت سے پھر گیا ہوں۔ مجھے یقین تھا کہ وہ آپ کی پیش کردہ باتوں میں کسی ایک کو قبول کر لیں گے۔ بخدا اگر مجھے یہ خیال ہوتا کہ وہ ان تجویزوں کو قبول نہ کریں گے تو میں ان کو آپ کی طرف سے پیش ہی نہ کرتا۔ اب میں آپ کے پاس حاضر ہوں اور ان افعال کے لئے جو مجھ سے سرزد ہوئے ہیں اپنے خدا سے توبہ کرتا ہوں اور جب

Marfat.com

تک کہ میں آپ کے سامنے رہ کر مرنہ جاؤں آپ کا مددگار اور غمخوار رہوں گا۔ کیا آپ اس کو توبہ سمجھتے ہیں؟ حسینؓ نے فرمایا ہاں خدا تمھاری توبہ قبول کرے اور تمھاری خطاؤں کو معاف کرے۔ یہ کہہ کر حُر نے حسینؓ کے اصحاب کے آگے ہو کر کہا کہ اے لوگو کیا تم حسینؓ کی ان تجاویز میں سے ایک کو بھی قبول نہیں کرتے جو انھوں نے تمھارے سامنے پیش کی ہیں تاکہ خدا تم کو ان سے جنگ وجدل کرنے سے بچائے۔ عمر نے کہا کہ میں تو یہی چاہتا تھا بشرطیکہ میں ایسا کر سکتا۔ حُر نے کہا کہ اے اہل کوفہ خدا کرے کہ تمھاری ماؤں کے بچے ضائع ہو جائیں کیا تم نے ان کو اپنے ہاں بلایا تھا اور جب وہ آ گئے تو تم نے ان کو ترک کر دیا۔ تم تو یہ سمجھتے تھے کہ تم ان کی طرف ہو کر لڑو گے اور پھر تم نے ان سے دشمنی کی اور ان سے لڑنا چاہتے ہو۔ تم نے ان کو گرفتار کر لیا ان کا مقابلہ کیا اور ان کو اور ان کے اہل وعیال کو یہاں سے واپس جا کر خدائے تعالیٰ کی وسیع وعریض زمین میں امن وامان سے رہنے سے روک دیا۔ اب وہ ایک قیدی کی طرح ہیں، نہ وہ اپنے لئے کسی طرح کا نفع حاصل کر سکتے ہیں اور نہ ضرر دور کر سکتے ہیں۔ تم نے ان کو اور ان کے ہمراہیوں کو دریائے فرات کا پانی پینے سے روک دیا جسے یہودی، نصرانی اور مجوسی سب ہی پیتے ہیں اور جس سے سواد کے خنازیر اور کتے تک سیراب ہوتے ہیں دیکھو یہاں وہ اور ان کے اہل وعیال پیاس کی تکلیف میں مبتلا ہیں۔ تم نے محمد ﷺ کے بعد ان کے عیال سے کیسا برا سلوک کیا ہے۔ اگر تم نے توبہ نہ کی اور اپنے ارادے سے باز نہ آئے تو قیامت کے دن خدا تمھاری پیاس نہ بجھائے گا۔ انھوں نے حُر پر تیر چلانے شروع کیے اور وہ واپس جا کر حسینؓ کے سامنے کھڑے ہو گئے۔ اس پر عمر بن سعد اپنا جھنڈا لئے ہوئے آئے اور چلّے میں تیر جوڑ کر چلایا اور کہا کہ سب لوگ گواہ رہنا کہ سب سے پہلے میں نے ہی تیر چلایا ہے پھر اور لوگوں نے تیر چلائے۔

بعدازاں زیاد کا غلام یسار اور عبیداللہ کا غلام سالم آگے بڑھے اور مخالفین سے بھی میدان میں آنے کو کہا۔ اس کے جواب میں عبداللہ عمیر کلبی، جو کوفے سے اپنی بیوی کے ساتھ آ کر حسینؓ کے ساتھ شامل ہو گئے تھے، آگے بڑھے۔ ان غلاموں نے کہا کہ تم کون ہو عبداللہ نے اپنا نسب بیان کیا انھوں نے کہا کہ ہم تمھیں نہیں جانتے۔ ہمارے مقابلے کے لیے زہیر بن قین یا حبیب بن مظاہر یا بریر بن حُضیر کو نکلنا چاہیے۔ یسار، سالم کے آگے تھا۔ کلبی نے کہا کہ اے زانیہ کے بچے، تجھے مبارزت طلبی کا شوق ہے۔ یاد رکھ کہ جو شخص بھی تیرے مقابلے کے لیے نکلے گا وہ ضرور تجھ سے بہتر ہوگا۔ یہ کہہ کر

Marfat.com

اس پر حملہ کیا۔ وہ تلوار کے ایک وار میں ٹھنڈا ہو گیا۔ ابھی کلبی، یسار کو مارنے میں مشغول ہی تھے کہ سالم نے اُن پر حملہ کیا اور جھپٹ کر بالکل ان کے روبرو آ کر وار کیا۔ کلبی نے وار کو ہاتھ سے روکا جس سے ان کے بائیں ہاتھ کی انگلیاں شہید ہو گئیں۔ پھر کلبی اس پر پل پڑے اور تلوار سے اس کا بھی کام تمام کر دیا۔ ان کی زوجہ جن کا نام ام وہب تھا، اُن کے پاس ایک عمود (گرز) لے کر آئیں اور کہا کہ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں محمد (ﷺ) کی پاک ذریّہ کی حفاظت کے لیے جنگ کرو۔ عبداللہ نے ان کو عورتوں کی طرف لوٹا دینا چاہا مگر وہ رک گئیں اور کہنے لگیں کہ میں جب تک آپ کے ساتھ ہی جان نہ دے دوں گی، آپ کو ہرگز نہ چھوڑوں گی۔ اس پر حسینؓ نے ان کو آواز دی اور کہا کہ خدا تم کو اہل بیت کی طرف سے جزائے خیر دے۔ خدا تم پر رحم کرے واپس چلی آؤ۔ عورتوں پر جہاد واجب نہیں چنانچہ وہ واپس چلی گئیں۔ عمرو بن حجاج، عمر بن سعد کے میمنہ کو لے کر آگے بڑھا اور جب وہ حسینؓ کے قریب پہنچا تو ان کے ہمراہیوں نے اپنے گھٹنوں کو زمین پر ٹیک دیا اور نیزوں کا رخ ان کی طرف کر دیا، جس سے گھوڑے بھالوں کے سامنے سے لوٹنے لگے تب انھوں نے ان لوگوں پر تیر چلانے شروع کیے جن سے چند آدمیوں کو گرا دیا اور چند کو زخمی کیا۔ پھر ان میں سے ایک شخص ابن حوزہ نامی نے آگے بڑھ کر پوچھا کہ کیا تم میں حسینؓ بھی ہیں۔ کسی نے جواب نہ دیا۔ اس نے تین مرتبہ یہ سوال کیا تو جواب دیا گیا کہ ہاں ہیں۔ تم کیا چاہتے ہو؟ اس نے کہا کہ اے حسینؓ دوزخ کی خبر سن لو۔ حسینؓ نے فرمایا نہیں تو جھوٹ کہتا ہے بلکہ میں رب رحیم اور رسول شفیق ومطاع کے پاس جاؤں گا۔ تو کون ہے؟ کہا ابن حوزہ۔ حسینؓ نے اپنے ہاتھ اٹھا کر دعا کی کہ یا خدا اسے آگ میں جھونک دے۔ ابن حوزہ نے اس بات سے بگڑ کر چاہا کہ گھوڑا اس کھائی (یا نالہ پر) سے اُڑائے جو فریقین کے مابین واقع تھا۔ اس کے پاؤں رکاب میں اڑ گئے گھوڑے نے جولان کرنا شروع کیا اور ابن حوزہ اس پر سے گر پڑا جس سے اس کی ران اور پنڈلی اور ایک پاؤں ٹوٹ گیا مگر دوسرا پہلو بدستور رکاب سے ہی چمٹا ہوا رہ گیا جو ہر شجر و حجر سے ٹکراتا پھرتا تھا آخر وہ مر گیا۔ مسروق بن وائل حضرمی بھی ان لوگوں کے ہمراہ لڑنے کے لیے آیا تھا۔ اس نے کہا ممکن ہے کہ میں حسینؓ کا سر کاٹ لوں اور اس کے ذریعے سے ابن زیاد کے ہاں مرتبہ و منزلت پاؤں گا مگر جب اس نے دیکھا کہ خدائے تعالیٰ نے حسینؓ کی دعا پر ابن حوزہ کے ساتھ کیا کچھ کیا تو وہ واپس چلا گیا اور کہنے لگا کہ میں نے اس خاندان کے لوگوں سے ایسی بات دیکھی جس کے بعد میں ان سے ابد

Marfat.com

تک نہ لڑوں گا۔

جنگ جاری رہی بنوعبدالقیس کے ایک حلیف یزید بن معقل نے نکل کر کہا کہ اے بریر بن حُضیر اب بتاؤ کہ خدا نے تمھارے ساتھ کیسی کی ہے۔ کہا کہ خدا کی قسم کہ اس نے میرے ساتھ اچھا ہی کیا ہے مگر تمھارے ساتھ ضرور بری ہی کی ہے۔ اس نے کہا کہ نہیں تم جھوٹ کہتے ہو حالانکہ آج سے پیشتر تم کبھی جھوٹ نہیں بولتے تھے اور میں بتائے دیتا ہوں کہ تم گمراہوں میں سے ہو۔ ابن حُضیر نے کہا کہ کیا تم مجھ سے اس بات میں مباہلہ کرتے ہو کہ خدا کاذب پر لعنت اور باطل پرست کو ہلاک کرے اگر مباہلہ کرنا چاہتے ہو تو آؤ باہر آؤ۔ میں تم سے لڑتا ہوں چنانچہ دونوں میدان میں آئے اور اس امر میں مباہلہ کرنے لگے کہ خدا کاذب پر لعنت کرے اور باطل پرست کو ہلاک کرے۔ دونوں لڑنے لگے ایک دوسرے پر وار کرتے تھے۔ یزید بن معقل نے بریر بن حُضیر پر جو حملہ کیا اس سے مؤخر الذکر کو کوئی ضرر نہ پہنچا مگر ابن حُضیر نے اس پر ایسا وار کیا کہ تلوار خود کو چیرتی ہوئی دماغ تک پہنچ گئی۔ وہ گر پڑا اور تلوار اس کے سر میں اٹکی ہی رہی۔ یہ دیکھ کر رضی بن منقذ العبدی نے ابن حُضیر پر حملہ کیا اور کچھ دیر تک لڑتے رہے۔ آخر ابن حُضیر اس کے سینے پر چڑھ بیٹھے۔ کعب بن جابر الازدی نے ابن خضیر پر اس طرح نیزے کا وار کیا کہ نیزہ ان کی کمر میں گھس گیا وہ نیزے کو کمر کے اندر محسوس کر کے رضی کو چھوڑ کر اٹھے۔ رضی نے ان کی ناک کو دانتوں سے چبا کر اس کا ایک حصہ کاٹ ڈالا۔ ادھر کعب ابن جابر نے بھی وار کیا اور ابن خضیر کو شہید کر ڈالا۔ رضی اپنی قبا سے مٹی جھاڑتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا لیکن جب کعب واپس اپنی زوجہ کے پاس گیا تو اس نے کہا کہ تم نے ابن فاطمہ کے برخلاف اعانت کی ہے اور قاریوں کے سردار بریر کو شہید کیا ہے اس لیے میں تم سے کبھی کلام نہ کروں گی۔

اس کے بعد عمرو بن قرظہ آگے بڑھے اور حسینؓ کے سامنے کھڑے ہو کر لڑنے لگے اور شہید ہوئے ان کا بھائی عمر بن سعد کے ساتھ تھا۔ اس نے وہیں سے حسینؓ کو پکار کر کہا کہ اے حسینؓ۔ اے کذاب ابن کذاب (نعوذ باللہ) تم نے میرے بھائی کو گمراہ کیا اسے دھوکا دیا اور آخر قتل کرایا۔ حسینؓ نے کہا کہ خدا نے تمھارے بھائی کو گمراہ نہیں کیا بلکہ اسے ہدایت دی اور تم کو گمراہ کیا ہے۔ کہا کہ مجھے بھی اللہ قتل ہی کرے اگر میں تم کو قتل نہ کروں یا تمھارے سامنے لڑتا لڑتا مر نہ جاؤں۔ یہ کہہ کر اس نے حملہ کیا جسے نافع بن ھلال المرادی نے روکا بلکہ اس پر نیزے کا حملہ کر کے اُسے گرا دیا اس پر اس کے دوسرے ساتھیوں نے حملہ کر کے اسے بچا لیا۔

Marfat.com

حُر بن یزید، حضرت حسینؓ کے ساتھ ہو کر سخت جنگ کرتے رہے۔ یزید بن سفیان ان کے مقابلے کے لیے نکلا اور قتل ہوا۔ نافع بن ہلال، جو حسینؓ کے ہمراہ لڑ رہے تھے، سے مقابلے کے لیے مزاحم بن حریث نکلا اور نافع نے اسے شہید کر دیا۔ یہ کیفیت دیکھ کر عمرو بن حجاج نے چلا کر لوگوں سے کہا کہ اے شہسوارو تم کیا جانتے ہو کہ تم کس سے لڑ رہے ہو تم ایسے آدمیوں سے لڑ رہے ہو جو موت کے خواہاں ہیں۔ خبردار تم میں سے کوئی ان سے دست بدست مبارزہ کرنے کے لیے نہ نکلے۔ کیونکہ وہ تھوڑے ہی سے ہیں اور ان میں سے شاید ہی کوئی بچے۔ خدا کی قسم اگر تم ان پر صرف سنگباری بھی کرتے تو بھی ان کو قتل کر سکتے تھے۔ اے اہل کوفہ اپنی طاعت اور جماعت کو لازم پکڑے رہو اور اس شخص کے قتل میں مطلق شک نہ کرو جس نے دین میں رخنہ ڈالا ہے اور امام کی مخالفت کی ہے۔ عمر نے کہا تمھاری رائے درست ہے اور یہ کہہ کر لوگوں کو دست بدست لڑنے کے لیے آگے بڑھنے سے منع کر دیا۔ حسینؓ نے یہ بات سن کر کہا کہ اے عمرو بن حجاج کیا تم لوگوں کو میرے خلاف برانگیختہ کرتے ہو۔ کیا ہم نے دین میں رخنہ اندازی کی ہے یا تم نے۔ خدا کی قسم جب تمھاری روحیں قبض کی جائیں گی اور تم مرو گے تب تم کو معلوم ہو گا۔

اس کے بعد عمرو بن حجاج نے حضرت حسینؓ پر فرات کی طرف سے حملہ کیا جس سے سب پر کچھ دیر کے لیے عالم اضطراب طاری ہو گیا۔ مسلم بن عوسجہ اسدی گر گئے اور عمرو ان کو اسی طرح چھوڑ کر چلا گیا۔ حسینؓ ان کے پاس گئے اس وقت ان میں کچھ رمق جان باقی تھی۔ حسینؓ نے ان سے کہا کہ اے مسلم بن عوسجہ خدا تم پر رحم کرے فَمِنْهُم مَّنْ قَضٰى نَحْبَهٗ وَمِنْهُم مَّنْ يَّنْتَظِرُ۔ پھر حبیب بن مطہر ان کے پاس گئے اور کہا کہ اپنی اس شکست پر صبر کرو اور جنت کی خوش خبری سنو۔ اگر یہ بات نہ ہوتی کہ میں جانتا ہوں کہ میں بھی تمھارے پیچھے پیچھے آنے والا ہوں تو میں یہ چاہتا کہ تم مجھے وصیت کرو تا کہ میں تمھاری یاد کو تازہ رکھ سکتا۔ مسلم نے اپنے ہاتھ سے حسینؓ کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ میں آپ کو وصیت کرتا ہوں آپ ان کی حفاظت کرتے ہوئے جان دیں۔ حبیب نے کہا کہ میں ایسا ہی کروں گا۔ پھر مسلم کا انتقال ہو گیا ان کی ایک لونڈی نے ان کو یا ابن عوسجہ کہہ کر پکارا تو عمرو کے ہمراہیوں نے جواب دیا کہ ہم نے مسلم کو قتل کر دیا ہے۔ یہ سُن کر شبث نے اپنے گرد و پیش کے بعض آدمیوں سے کہا کہ خدا کرے تمھاری ماؤں کی کوکھیں جل جائیں کہ تم نے اپنے ہاتھوں سے اپنے آپ ہی کو قتل کیا اور خود کو اوروں کے سامنے ذلیل و خوار کرتے ہو۔ کیا تم مسلم کی شہادت سے خوش ہوتے ہو۔ قسم ہے اس

Marfat.com

ذات کی جس کے لیے میں مسلمان ہوا ہوں کہ میں نے مسلم کو بہت سی جنگوں میں دیکھا ہے کہ وہ مسلمین میں شامل تھے۔ میں نے ان کو آذربائیجان کے میدان جنگ میں دیکھا ہے کہ انھوں نے مسلمانوں کے سوار جمع ہونے سے پہلے چھ مشرکین کو قتل کیا۔ کیا ان جیسا ایک شخص شہید ہو جائے اور تم خوش ہو۔ مسلم بن عوسجہ کے قاتلین میں مسلم بن عبداللہ الضبابی اور عبداللہ بن ابی خشکارۃ البجلی تھے۔

شمر نے میسرہ کو لے کر حملہ کیا جس کا ثابت قدمی کے ساتھ جواب دیا گیا۔ اُن لوگوں نے حسینؓ اور ان کے اصحاب پر ہر طرف سے حملہ کیا اور کلبی شہید ہوئے۔ وہ پہلے دو شخصوں کے بعد بھی دو کو قتل کر چکے تھے۔ کلبی نہایت شدت سے لڑ رہے تھے آخر کار ان کو ہانی بن ثبیت الحضرمی اور بکیر بن حی تمیمی (جو بنو تیم اللہ ابن ثعلبہ میں سے تھا) نے شہید کر دیا۔ حسینؓ کے ہمراہی جن کی تعداد بتیس سواروں کی تھی جگر توڑ کر لڑ رہے تھے۔ اہل کوفہ کے سواروں پر جدھر حملہ کرتے تھے تتر بتر کر دیتے تھے۔ عزرۃ بن قیس نے جو اہل کوفہ کے سواروں کا سردار تھا۔ عمر کے پاس پیغام بھیجا کہ کیا آپ نہیں دیکھتے کہ ان مٹھی بھر آدمیوں کے ہاتھوں میرے سواروں پر کیا کچھ سختی گذری ہے۔ آپ ان کے مقابلے کے لیے پیادے اور تیر انداز روانہ کیجیے۔ انھوں نے شبث بن ربعی کو کہا کہ کیا تم ان کی طرف نہ بڑھو گے۔ انھوں نے کہا کہ سبحان اللہ مضر اور عامۂ شہر کے شیخ کو تم تیر اندازوں کے ساتھ بھیجنا چاہتے ہو۔ کیا آپ کو میرے سوا اور کوئی نہیں ملتا۔ وہ لوگ ہمیشہ یہ دیکھتے تھے کہ شبث جنگ کرنے سے باز رہتے ہیں۔ یہاں تک کہ وہ مصعب (بن زبیر) کی امارت کے زمانے میں کہا کرتے تھے کہ خدا اس شہر (یعنی کوفہ) کے باشندوں کو کبھی خیر و برکت نہ دے گا اور نہ کبھی ان کو ہدایت دے گا۔ کیا تم تعجب نہیں کرتے کہ ہم علیؓ بن ابی طالب اور ان کے صاحبزادے حسنؓ کے ساتھ ہو کر پانچ سال تک برابر ابوسفیان کے خاندان سے لڑتے رہے۔ پھر ہم علی (کرم اللہ وجہہ) کے بیٹے کے دشمن ہو گئے جو روئے زمین کے آدمیوں میں بہترین آدمی تھے اور ہم معاویہ کے خاندان اور سُمَیّہ زانیہ کے بیٹے کی طرف ہو کر ان سے لڑتے رہے ہائے ہائے رے گمراہی۔ وائے رے گمراہی۔ غرض کہ جب شبث نے ان سے وہ بات کہی تو عمر بن سعد نے حصین بن نمیر کو بلایا اور ان کے ساتھ ایک دستۂ فوج اور پانچ سو تیر اندازوں کو روانہ کر دیا۔ ان لوگوں نے حسینؓ اور ان کے ہمراہیوں کے پاس پہنچ کر ان پر تیر اندازی شروع کی چنانچہ تھوڑے ہی عرصے میں ان کے گھوڑے کاٹ ڈالے گئے اور ان کو پیادہ ہو کر لڑنا پڑا۔

Marfat.com

حُر بن یزید پیدل ہو جانے کے بعد نہایت شدت سے لڑ رہے تھے۔ آخر ہوتے ہوتے دوپہر کے وقت لڑائی میں نہایت درجہ شدت آ گئی۔ حسینؓ کے خیموں کے مجتمع ہونے سے اُن لوگوں کو سوائے اس کے کہ صرف ایک ہی طرف سے مقابلہ کریں چارہ نہ تھا۔ عمر نے یہ دیکھ کر چند آدمیوں کو اس غرض سے بھیجا کہ حسینؓ کے خیمہ جات کو دائیں بائیں جانب سے اُکھاڑ کر برباد کر دیں اور ہر طرف سے گھیر لیں۔ حسینؓ کے تین چار ہمراہی ان کے اور خیموں کے درمیان حائل ہو کر ان لوگوں کو خیمہ اُکھاڑتے اور لوٹ مار کرتے ہوئے دیکھ کر قتل کر دیتے تھے اور قریب سے تیر کا نشانہ بناتے تھے یا کاٹ ڈالتے تھے۔ آخر عمر بن سعد کے حکم سے خیموں کو جلا ڈالا گیا۔ حسینؓ نے اپنے ہمراہیوں سے کہا کہ ان لوگوں کو جلا لینے دو کیونکہ خیموں کو جلا کر ان لوگوں کو یہ ہمت نہ ہوگی کہ تمھاری طرف بڑھ سکیں چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

کلبی کی زوجہ باہر نکل کر اپنے شوہر کے پاس آئیں اور ان کے چہرے سے خاک صاف کرتی جاتی تھیں اور کہتی جاتی تھیں کہ آپ کو جنت مبارک ہو۔ یہ دیکھ کر شمر نے اپنے غلام رستم کو حکم دیا جس نے کلبی مرحوم کی بیوی کے سر پر ایک ڈنڈا مارا اور وہ وہیں فوت ہو گئیں۔ پھر شمر حملہ کرتے کرتے حسینؓ کے خیموں تک پہنچ گیا کہ ان خیموں کو باشندوں سمیت جلا دیا جائے۔ عورتیں چیخنے اور نکل نکل کر بھاگنے لگیں۔ حسینؓ نے بلند آواز سے اس سے کہا کہ تو میرے گھر والوں پر خیمہ جلاتا ہے خدا تجھے آگ میں جلائے۔ حمید ابن مسلم نے شمر سے کہا کہ یہ درست نہیں ہے کہ تم ان کو خدا کا عذاب دیتے ہو، بچوں اور عورتوں کو قتل کرتے ہو۔ خدا کی قسم صرف مردوں ہی کے قتل سے تم اپنے امیر کو خوش کر لو گے۔ مگر شمر نہ مانا۔ پھر شبث بن ربعی نے اسے اس حرکت سے روکا تو وہ رک گیا اور واپس جانا چاہا۔ زہیر بن قیس نے اس کو واپس جاتے دیکھ کر دس آدمیوں کے ساتھ اس پر حملہ کیا اور خیموں کے پاس سے مار کر ہٹا دیا۔ اسی معرکے میں انھوں نے ابو عزت الضبابی کو قتل کیا جو شمر کے ہمراہیوں میں سے تھا۔ پھر ان پر شمر کے بہت سے آدمیوں نے حملہ کیا۔ حضرت حسین کے ایک یا دو اشخاص بھی شہید ہوتے تو صاف ظاہر ہو جاتا تھا جبکہ کثرتِ تعداد کی وجہ سے کوفیوں کے مرنے کا کچھ پتہ نہ چلتا تھا کہ کیا ہوا۔

جب (ظہر کی) نماز کا وقت قریب آیا تو ابو ثمامۃ الصائدی نے حسینؓ سے کہا کہ میری جان آپ پر قربان ہو میں دیکھتا ہوں کہ یہ لوگ آپ کے قریب قریب آتے جاتے ہیں خدا کی قسم جب تک میں آپ کے آگے قتل نہ ہوں آپ ہرگز شہید نہ ہوں گے۔ میں چاہتا ہوں کہ خدائے تعالیٰ سے ایسی

Marfat.com

حالت میں ملوں کہ میں اس وقت نماز ادا کر چکا ہوں۔ حسینؓ نے اپنا سر اٹھایا اور فرمایا کہ تم نے اس وقت نماز کو یاد کیا ہے خدا تم کو نمازیوں اور ذاکروں میں داخل کرے۔ ہاں اب نماز کا وقت شروع ہے مگر ان لوگوں سے کہہ دو کہ ذرا ہم پر حملہ آوری سے رک جائیں تاکہ ہم نماز پڑھ لیں۔ حصین نے پکار کر کہا کہ تمھاری نماز قبول نہ ہوگی۔ حبیب بن مطہر نے جواب دیا او گدھے! تو سمجھتا ہے کہ آل رسول اللہ ﷺ کی نماز قبول نہ ہوگی اور تیری قبول ہو جائے گی۔ یہ سن کر حصین نے ان پر حملہ کیا حبیب نے آگے بڑھ کر اس کے گھوڑے کے چہرے پر تلوار ماری۔ حصین لڑکھڑا کر گرا مگر اس کے ہمراہیوں نے اُسے بچالیا۔

حبیب نے نہایت جانفشانی سے لڑتے ہوئے بنوتمیم کے بدیل بن صریم نامی ایک شخص کو قتل کیا۔ حبیب پر بنوتمیم کے ایک اور شخص نے نیزے سے حملہ کیا وہ گر گئے اور اٹھنا چاہتے تھے کہ حصین نے سر پر وار کیا جس سے وہ پھر گر گئے۔ تمیمی نے آگے بڑھ کر ان کا سر کاٹ لیا۔ حصین نے اس سے کہا کہ اس شخص کے قتل میں میں تمھارا شریک ہوں۔ اس نے کہا خدا کی قسم ہرگز نہیں۔ حصین نے کہا کہ اس کا سر مجھ کو دے دو میں اسے اپنے گھوڑے کی گردن میں لٹکاؤں گا تا کہ لوگ دیکھ لیں کہ اس کے قتل میں میں شریک ہوں پھر تو سر کو لے لے اور اس کو ابن زیاد کے پاس لے جا۔ جو انعام ملے گا اس کی مجھے حاجت نہیں۔ غرض کہ اس شخص نے حبیب کا سر حصین کے سپرد کر دیا اور جب وہ لوگ کوفے واپس پہنچے تو وہ اس سر کو اپنے گھوڑے کی گردن میں لٹکا کر ابن زیاد سے ملنے کے لیے اس کے قصر کی طرف چلا۔

حبیب کے بیٹے قاسم نے، جو اس وقت نابالغ تھا، اس کو دیکھ لیا۔ وہ سوار کے ساتھ ہولیا اور اس سے جدا نہ ہوتا تھا۔ اس شخص کو قاسم پر شبہ ہو گیا اور اس سے حال پوچھا۔ انھوں نے جواب دیا اور اپنے والد کے سر کو دفن کرنے کے لیے طلب کیا۔ اس نے کہا کہ امیر اس کے دفن کیے جانے سے خوش نہ ہوگا اور میں امید کرتا ہوں کہ امیر مجھے اس کا صلہ دے گا۔ قاسم نے کہا لیکن خدا تجھ کو بہت بری جزا دے گا۔ وہ برابر اپنے باپ حبیب کے قاتل کے خون کے درپے رہے یہاں تک کہ مصعب کا زمانہ آیا۔ مصعب نے ان کو اپنے لشکر میں داخل کر لیا ان کو مصعب کے ہمراہ باجمیری کی جنگ کو جانا پڑا وہاں انھوں نے اپنے باپ کے قاتل کو اس کے خیمے میں دیکھا اور ایک دن دوپہر کو اس کے خیمے میں جا کر اسے قتل کر دیا۔

حبیب کی شہادت سے حسینؓ کو سخت رنج ہوا۔ انھوں نے کہا کہ میں اپنے حامیوں کا خدا کے پاس محاسبہ کروں گا۔ حر اور زہیر بن قین نہایت شدت سے لڑنے لگے۔ جب ان میں سے ایک لڑتے لڑتے

Marfat.com

دشمن کی صفوں میں داخل ہو جاتا تو دوسرا اس کی خلاصی کے لیے حملہ کرتا کچھ عرصے تک تو ان کو اسی طرح غلبہ رہا پھر غنیم کے پیادوں نے حُر پر حملہ کر کے ان کو شہید کر دیا۔ ابو ثمامۃ الصائدی نے اپنے چچیرے بھائی کو مارا جوان کا دشمن تھا۔ پھر انھوں نے ظہر کی نماز پڑھی اور حسینؓ نے ان کے ساتھ صلوٰۃ الخوف ادا کی۔

دوپہر کے بعد پھر جنگ جاری ہوئی اور سخت ہوئی۔ وہ لوگ حسینؓ تک پہنچ گئے۔ حنفی نے حسینؓ کے سامنے ہو کر اپنے کو تیروں کا نشانہ بنا دیا۔ وہ لوگ ان پر تیر چلاتے رہے مگر وہ بھی برابر امام حسینؓ کے سامنے ڈٹے رہے اور آخر کار شہید ہوئے۔ زہیر بن قین نے بھی نہایت بے جگری سے لڑنا شروع کیا مگر کثیر بن عبد الشعبی اور مہاجر بن اوس نے حملہ کر کے ان کو بھی شہید کر دیا۔ نافع بن ہلال البجلی نے اپنے زہر آلودہ تیروں پر اپنا نام لکھ دیا تھا۔ ان سے انھوں نے غنیم کے بارہ آدمیوں کو ہلاک کیا اور جو لوگ زخمی ہوئے وہ علیحدہ تھے۔ ان پر بھی حملے ہوئے جن سے ان کے دونوں ہاتھ کٹ گئے اور وہ اسیر ہو گئے۔ شمر بن ذی الجوشن ان کو پکڑ کر عمر بن سعد کے پاس لے گیا۔ خون ان کے چہرے پر سے بہہ رہا تھا اور وہ یہ کہتے جاتے تھے کہ زخمیوں کے علاوہ میں نے تمھارے بارہ آدمیوں کو قتل کیا ہے اور اگر میرے ہاتھ اور بازو باقی رہتے تو تم مجھے قید نہ کر سکتے۔ شمر نے ان کے قتل کے لیے اپنی تلوار سونتی تو انھوں نے کہا کہ خدا کی قسم اگر تم مسلمان ہوتے تو تم پر یہ بات بہت گراں گزرتی کہ تم ہمارے خونوں کے ساتھ اللہ سے ملو۔ شکر ہے اس خدا کا جس نے اپنے پیدا کردہ شریر النفس لوگوں کے ہاتھوں ہماری موتیں مقدر کیں۔ شمر نے ان کو قتل کر دیا۔

پھر شمر نے حسینؓ کے ہمراہیوں پر حملہ کیا جنھوں نے دشمن کی تعداد کو بڑھتا ہوا دیکھ کر اور حسینؓ اور اپنے لئے مدافعت کی سبیل نہ پا کر حسینؓ کے سامنے کھڑے ہونے کا ارادہ کیا۔ چنانچہ سب سے پہلے عروۃ الغفاری کے دو بیٹے عبداللہ اور عبدالرحمٰن الغفاری نے ان کے پاس آ کر کہا کہ لوگوں نے ہمیں گھیر کر آپ کے پاس آنے پر مجبور کیا ہے۔ یہ کہہ کر ان کے سامنے ہو کر لڑنے لگے پھر دو جابری جوان یعنی سیف بن حارث بن سریع اور مالک بن عبد بن سریع آئے۔ وہ دونوں چچازاد بھائی مگر ایک ہی ماں کے بیٹے تھے۔ ان دونوں کو روتا دیکھ کر حسینؓ نے کہا کہ تم کیوں روتے ہو؟ مجھے امید ہے کہ تھوڑی دیر میں تم میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہو گے۔ انھوں نے کہا کہ ہم اپنی جانوں کے لیے نہیں روتے بلکہ آپ کے لئے روتے ہیں کیونکہ ہم دیکھ رہے ہیں کہ آپ کو ہر طرف سے گھیر لیا گیا ہے اور ہم آپ کی

Marfat.com

مدافعت نہیں کر سکتے۔ حسینؓ نے کہا کہ خدا تم کو متقین کی سی جزا دے۔

پھر حنظلہ بن اسعد الشبامی آئے اور حسینؓ کے سامنے کھڑے ہو کر بلند آواز سے کہنے لگے اے لوگو! میں تمھارے لیے یوم الاحزاب اور اقوام نوح و عاد و ثمود اور ان کے بعد کی اقوام کی طرح انجام پذیر ہونے سے ڈرتا ہوں اور خدا اپنے بندوں پر ظلم نہیں کرنا چاہتا۔ اے لوگو مجھے تمھاری طرف سے روز قیامت کا ڈر ہے۔ جس دن تم بھاگتے پھرو گے۔ اور سوائے خدا کے تم کو کوئی بچانے والا نہ ہوگا اور جس کو خدا ہی گمراہ کر دے اس کو کوئی ہدایت دینے والا نہیں۔ اے لوگو حسینؓ سے جنگ نہ کرو کہیں ایسا نہ ہو کہ خدا تم کو سخت عذاب میں مبتلا کر دے افترا پرداز ہمیشہ نا کام ہی رہتا ہے۔ حسینؓ نے ان سے فرمایا کہ خدا تم پر رحم کرے۔ ان لوگوں نے عذاب کو اُسی وقت سے اپنے اوپر واجب کر لیا ہے۔ جب سے کہ انھوں نے میری دعوت حق کو رد کیا ہے اور اب وہ اس ارادے سے اُٹھے ہیں کہ تم کو اور تمھارے ہمراہیوں کو شہید کر دیں۔ پھر اب کہ انھوں نے تمھارے دوسرے برادران صالحین کو قتل کر دیا ہے وہ کیسے باز آ سکتے ہیں۔ حنظلہ نے حسینؓ اور ان کے اہل بیت پر سلام و درود بھیجا اور آگے بڑھ کر لڑنے لگے اور شہید ہو گئے۔

اس کے بعد دونوں جابری جوان آگے بڑھے۔ حسینؓ سے رخصت ہوئے اور لڑتے لڑتے شہید ہو گئے۔ پھر عابس بن ابی شیب الشاکری اور شوذب (شاکری کا غلام) آگے بڑھے اور جنگ میں مشغول ہوئے۔ شوذب شہید ہو گئے مگر عابس نے دست بدست جنگ کا مطالبہ کیا۔ لوگ ان کی شجاعت کی وجہ سے الگ الگ ہونے لگے تو عمر نے اُن سے کہا کہ اس پر سنگباری کرو اس لئے انھوں نے ہر طرف سے ان پر سنگباری شروع کی۔ عابس نے یہ دیکھ کر اپنی زرہ اور خود اتار کر ان پر حملہ کیا اور ان کو بھگا دیا مگر وہ لوگ پھر پلٹ کر ان پر حملہ آور ہوئے اور ان کو شہید کر دیا اور متعدد لوگوں نے ان کو شہید کرنے کا دعویٰ کیا۔

ضحاک بن عبداللہ المشرقی، حسینؓ کے پاس آئے اور کہا کہ اے ابن رسولؐ آپ کو معلوم ہے کہ میں نے آپ سے کہا تھا کہ جب تک آپ کے خلاف لڑنے والے باقی رہیں گے میں آپ کی طرف سے جنگ کرتا رہوں گا لیکن جب کسی کو لڑتا نہ دیکھوں گا تو میرے لیے واپس چلا جانا جائز ہوگا۔ حسینؓ نے فرمایا کہ ہاں تم سچ کہتے ہو لیکن اگر تم ایسا کر بھی سکے تو جان بچا کر کیسے جا سکو گے گو کہ تمھارے لیے ایسا کرنا جائز ہے۔ کہا جب میں نے اپنے ہمراہیوں کے گھوڑوں کو کٹتے دیکھا تو میں اپنے گھوڑے کو ایک خیمے میں چھوڑ آیا تھا اور میں پیدل ہی لڑتا رہا اور دو کو تو مارا اور ایک کا ہاتھ کاٹ دیا۔

Marfat.com

انھوں نے کئی بار حسینؓ کی طرف سے لوگوں کو دعوت دی پھر کہنے لگے کہ میں نے اپنا گھوڑا باہر نکال لیا اور اس پر بیٹھ کر اپنے مقابل کے آدمیوں پر حملہ کر دیا وہ میرے سامنے سے ہٹ گئے۔ ان میں سے پندرہ آدمی میرے ساتھ ہو گئے اسی طرح میں آگے بڑھا چلا گیا اور بچ گیا۔

ابوشعثاء الکندی یعنی یزید بن ابی زیاد، حسینؓ کے آگے کھڑے ہو کر دوزانو ہو گئے اور تو بر تو ایک سو تیر چلائے جن میں سے پانچ تیر بھی ساقط نہیں ہوئے اور جب جب وہ تیر چلاتے تھے تو امام حسینؓ یہ دعا کرتے تھے کہ اے خدا ان کے تیروں کو مضبوط کر اور ان کو جنت کا ثواب عطا کر۔ یہ یزید عمر بن سعد کے ہمراہ روانہ ہوئے تھے مگر جب ان لوگوں نے حسینؓ کے شرائط کو رد کر دیا تو وہ حسینؓ کی طرف آ گئے اور ان کے آگے ہو کر لڑنے لگے اور وہی سب سے پہلے شہید ہوئے۔ مگر عمرو بن خالد الصیداوی، جبار بن حارث السلمانی، سعد (مولائے عمرو ابن خالد) اور مجمع بن عبید اللہ العائذی نے سب سے پہلے جنگ شروع کی لیکن جب یہ سب صفِ دشمنان میں گھستے چلے گئے تو کوفیوں نے ان کو ان کے ہمراہیوں سے علیحدہ کر دیا۔ یہ دیکھ کر عباس بن علیؓ نے حملہ کیا اور اُن کو اُن کے ہاتھوں سے چھڑا لائے گو کہ وہ سب اس وقت تک زخمی ہو چکے تھے۔ جب اُن کے دشمن ان کے قریب آئے اور انھوں نے ان پر حملہ کیا تو وہ بھی زور وشور سے لڑے اور لڑتے لڑتے آغاز جنگ ہی میں ایک مقام پر شہید ہو گئے۔ حسینؓ کے اصحاب میں سے آخری شخص جو بچا وہ سوید بن ابی المطاع خثعمی تھا۔

بنو ابی طالب کے خاندان میں سے اس دن سب سے پہلے علی اکبر بن حسینؓ شہید ہوئے جن کی والدہ لیلےٰ بنت ابی مرۃ بن عروۃ بن مسعود ثقفیہ تھیں۔ سبب یہ ہوا کہ وہ حملہ کرتے ہوئے یہ شعر پڑھتے تھے:

انا علیُّ بن الحسینِ بن علیّ　　نحنُ وربُّ البیت اولیٰ با لنبیّ

تاللہ لا یحکمُ فینا ابن الدّعیّ

[میں علی بن حسینؓ بن علیؓ ہوں۔ ربِ کعبہ کی قسم ہے ہم نبی کے ساتھ اولیٰ ہیں قسم ہے اللہ کی کہ ہم پر کوئی دوغلے کا بچہ حاکم نہیں ہو سکتا۔]

ان کے کئی مرتبہ ایسا کرنے پر مرۃ بن منقذ العبدی نے ان پر نیزے کا وار کیا۔ وہ گر گئے اور لوگوں نے بڑھ کر ان کو تلواروں سے ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔ امام حسینؓ ان کی یہ حالت دیکھ کر کہنے لگے کہ اے میرے بچے جنھوں نے تجھے قتل کیا ہے خدا ان کو قتل کرے۔ اُف یہ لوگ خدا کے مقابلے میں اور

Marfat.com

رسول اللہ کی آبروریزی میں کیسے دلیر ہیں۔ تیرے بعد دنیا ایک چٹیل میدان ہے۔ پھر حسینؓ اپنے چند جوانوں کو ہمراہ لے کر ان کی طرف گئے اور فرمایا اپنے بھائی کو اٹھا کر لے چلو چنانچہ وہ اٹھا کر لے گئے اور جن خیموں کے سامنے وہ لڑ رہے تھے انھیں کے پاس لے جا کر رکھ دیا۔ پھر عمرو بن صبیح نے عبداللہ بن مسلم بن عقیل کے تیر مارا۔ انھوں نے اپنا ایک ہاتھ اپنی پیشانی پر رکھ لیا جسے وہ نہ اٹھا سکے۔ عمرو نے پھر ایک تیر مارا اور ان کو شہید کر دیا۔

اس کے بعد ان لوگوں نے ہر طرف سے حملہ کیا چنانچہ عبداللہ بن قطبۃ الطائی نے عون بن عبداللہ بن جعفر کو شہید کیا۔ عثمان بن خالد بن اسیر الجہنی اور بشر بن سوط الہمدانی نے عبدالرحمٰن بن عقیل بن ابی طالب کو شہید کیا۔ عبداللہ بن عروۃ الخثعمی نے جعفر بن عقیل کو نشانہ بنایا۔ قاسم بن حسنؓ بن علیؓ تلوار لے کر حملہ آور ہوئے مگر عمرو بن سعد بن نفیل نے ان کے حملے کا جواب دیا اور تلوار سے ان کے سر پر ایسا وار کیا کہ قاسم منہ کے بل زمین پر گر پڑے اور ''یا عماہ'' کہہ کر پکارا۔ حسینؓ ان کی آواز سن کر بے تحاشا بھاگے ہوئے گئے اور شیر کی طرح حملہ کر کے عمرو پر تلوار سے وار کیا اس نے ہاتھ پر لیا کہنی سے اس کے ہاتھ کو جدا کر دیا۔ اس نے غل مچایا۔ کوفے کے سواروں نے عمرو کو چھڑانے کے لیے اپنے سینوں سے اس کا استقبال کیا اور گھوڑوں کی دوڑ میں عمرو روندا گیا اور مر گیا۔ جب غبار کھل گیا تو حسینؓ قاسم کے سر ہی کے پاس کھڑے تھے اور قاسم کے پیر حرکت کر رہے تھے اور حسینؓ کہتے تھے ''وہ قوم خدا کی رحمت سے دور ہو جائے جس نے تم کو شہید کیا اور جن کے مدعی تمھاری طرف سے تمھارے دادا ہوں گے۔ ہاں تو اپنے چچا کو صبر کر لے جو تیرے بلانے پر جواب ہی نہیں دیتا اور جواب دیتا بھی ہے تو اس کی آواز تجھ کو فائدہ نہیں پہنچا سکتی۔ خدا کی قسم مارنے والے تو بہت ہیں مگر مددگار کوئی بھی نہیں۔'' پھر وہ قاسم کو اٹھا کر اپنے سینے سے لگا کر لے گئے اور ان کو اپنے صاحبزادے علی اکبر اور دیگر شہدائے اہل بیت کے پاس ڈال دیا۔

حسینؓ ٹھہرے رہے اور صبح کا زیادہ حصہ گذر گیا۔ جب کبھی کوئی شخص ان کی طرف آتا تو واپس چلا جاتا۔ ان کو ضرر پہنچانے سے کراہت کرتا اور اپنے سر پہ گناہ عظیم نہ لینا چاہتا۔ آخر کار بنو کندہ کا ایک شخص جس کو مالک بن نُسیر کہا کرتے تھے، ان کے پاس آیا اور تلوار سے ان کے سر پر وار کیا جس سے ان کی ٹوپی (برنس) کٹ گئی ان کا سر خون آلود ہو گیا اور ٹوپی خون سے بھر گئی۔ حسینؓ نے اس کو کہا کہ اس ہاتھ سے تجھ کو کھانا پینا نصیب نہ ہو اور خدا ظالموں کے ساتھ تیرا حشر کرے۔ پھر انھوں نے اسے اُتار کر

Marfat.com

پھینک دیا اور قلنسوہ (ٹوپی) پہن لیا۔ کندی نے وہ پہلی ٹوپی اٹھالی اور اپنے اہل وعیال میں پہنچ کر اسے دھونے بیٹھا تو اس کی بیوی نے کہا کیا ابن رسول اللہ سے چھینا ہوا لباس تو میرے گھر میں داخل کرتا ہے۔ میرے پاس سے چلا جا کہتے ہیں کہ اس شخص نے موت تک نہایت برے حالوں فقیری میں بسر کی۔

حسینؓ نے اپنے صاحبزادے عبداللہ کو (جو ابھی صغیر سن ہی تھے) بلا کر اپنی گود میں بٹھا لیا۔ بنو اسد کے ایک شخص نے انھیں تیر سے شہید کر دیا۔ حسینؓ نے عبداللہ کا خون زمین پر گرا دیا اور کہا کہ اے میرے پروردگار اگر تو نے آسمان سے ہماری مدد بالکل بند کر دی ہے تو اس امر کو ہماری بہتری کا ذریعہ بنادے اور ان ظالموں سے بدلہ لے۔ پھر عبداللہ بن عقبۃ الغنوی نے ابوبکر بن حسینؓ بن علیؓ کو تیر سے شہید کر دیا۔ عباس بن علی نے اپنے ماں جائے بھائیوں یعنی عبداللہ، جعفر اور عثمان (حضرت علیؓ کے چار بیٹے یعنی عباس، عبداللہ، جعفر اور عثمان کی ماں ام البنین تھیں، جو اس واقعہ کے وقت کوفہ میں تھیں) سے کہا کہ تم آگے بڑھو تا کہ میں تمھارا وارث بنوں کیونکہ تمھارے اولاد نہیں ہے چنانچہ انھوں نے ایسا ہی کیا اور شہید ہوئے۔ ہانی بن ثبیت الحضرمی نے حملہ کر کے عبداللہ بن علی کو اور پھر جعفر بن علی کو شہید کر دیا۔ خولی بن یزید الاصبحی نے عثمان بن علی پر تیر مارے اور بنی ابان بن دارم کے ایک شخص نے ان پر حملہ کیا اور شہید کر کے ان کا سر اٹھا کر لے گیا۔ بنو ابان ہی کے ایک فرد نے محمد بن علیؓ بن ابی طالب پر حملہ کر کے ان کو شہید کیا اور سر لے گیا۔ وہاں کے ایک خیمے میں سے ایک لڑکا اپنے ہاتھ میں ایک لکڑی لیے کچھ خوف زدہ سا ہو کر نکلا اس پر ایک شخص (کہتے ہیں کہ وہ ہانی بن ثبیت الحضرمی تھا) نے حملہ کیا اور قتل کر دیا۔

حسینؓ کی پیاس نے شدت اختیار کی تو پانی کی غرض سے دریائے فرات کی طرف گئے۔ حصین بن نمیر نے ان پر ایک تیر پھینکا جوان کے منہ پر جا کر لگا۔ حسینؓ نے اپنے خون کو ہاتھ میں جمع کر کے آسمان کی طرف پھینکا اور خدائے تعالیٰ کی حمد وثناء کے بعد کہا کہ ''یا اللہ میں تیرے پاس اس سلوک کی شکایت کرتا ہوں جو تیرے نبی ﷺ کے نواسے سے ہو رہا ہے۔ یا الٰہی ان لوگوں کو گن گن کر مار اور چن چن کر ہلاک کر اور ان میں سے ایک کو بھی باقی نہ چھوڑ'' کہتے ہیں کہ جس شخص نے ان کے تیر مارا تھا وہ (حصین بن نمیر نہ تھا بلکہ) بنو ابان بن دارم میں سے کوئی شخص تھا اور یہ کہ تھوڑے ہی عرصے کے بعد خدائے تعالیٰ نے اسے پیاس کے مرض میں مبتلا کر دیا کہ کبھی وہ پانی سے سیر ہی نہ ہوتا تھا۔ اس کے لیے پنکھے ہلائے جاتے تھے اور اس کو ٹھنڈا پانی اور شربت دیا جاتا تھا، بڑے قدح میں

Marfat.com

دودھ دیا جاتا تھا۔ پھر بھی وہ کہتا تھا کہ مجھے پانی دو۔ اسے پانی کا کوزہ یا بڑا قدح دیا جاتا اور وہ پی جاتا تھوڑی دیر آرام سے لیٹتا اور پھر یہی کہتا کہ مجھے پانی دو۔ مجھے پیاس نے مار ڈالا۔ تھوڑے ہی عرصے میں اس کا شکم اونٹ کے شکم کی طرح پھول کر پھٹ گیا۔ ان شہادتوں کے وقوع کے بعد شمر بن ذی الجوشن تقریباً دس پیادوں کو لے کر حسینؓ کی فرودگاہ کی طرف بڑھا اور سب ان کے اور ان کی فرودگاہ (خیمہ) کے مابین حائل ہو گئے۔ یہ دیکھ کر حسینؓ نے ان سے کہا کہ خدا تمھیں برباد کرے اگر تمھارا کوئی دین مذہب نہیں ہے اور تم روز قیامت سے نہیں ڈرتے تو کم از کم شریف اور ذی حسب انسان تو بنو تم اپنے طاغیوں اور جاہلوں کو میرے سامان اور اہل وعیال سے تو روکو۔ انھوں نے جواب دیا کہ اے ابن فاطمہؓ تمھاری یہ درخواست منظور کی جاتی ہے۔ پھر شمر اپنے آدمیوں کو لے کر جن میں ابوالجنوب، جس کا نام عبدالرحمٰن الجعفی تھا، قشعم بن نذیر جعفی، صالح بن وہب الیزنی، سنان بن انس النخعی اور خولی بن یزید الاصبحی شامل تھے، حسینؓ کی طرف بڑھا اور ان کو حسینؓ کے خلاف برانگیختہ کرنے لگا۔ حسینؓ ان پر حملہ کرتے تھے اور وہ ہٹ ہٹ جاتے تھے پھر ان لوگوں نے ان کو ہر طرف سے گھیر لیا۔ حسینؓ کے اہل کا ایک لڑکا ان کے پاس آ کر پہلو بہ پہلو کھڑا ہو گیا۔ بحر بن کعب بن تیم اللہ بن ثعلبہ نے حسینؓ پر تلوار سے حملہ کیا۔ لڑکے نے کہا کہ اے خبیثہ کے بچے کیا تو میرے چچا کو شہید کرتا ہے۔ بحر نے لڑکے پر تلوار سے وار کیا، جسے اس نے ہاتھ پر لیا مگر پھر بھی وہ جلد کو کاٹ ہی گئی۔ لڑکے نے ''یا امتاہ'' کہہ کر چیخ ماری۔ حسینؓ نے اسے گلے سے لگایا اور کہا کہ اے میرے بھتیجے جو تجھ پر پڑ رہی ہے اس پر صبر کر۔ خدائے تعالیٰ تجھے تیرے طاہر اور صالح آبا و اجداد یعنی رسول اللہ ﷺ، علیؓ، حمزہؓ، جعفرؓ، حسنؓ سے ملا دے گا۔ پھر کہا کہ یاالٰہی ان لوگوں سے آسمان کی بارش کو روک دے اور زمین کے برکات ان کے لیے بند کر دے۔ خدایا اگر تو ان لوگوں کو کچھ عرصے تک رہنے دینا چاہتا ہے تو بھی ان کے کئی فرقے کر دے۔ ان کے طریقوں میں اختلاف پیدا کر دے اور ان سے حکام کو کبھی خوش نہ کر کیونکہ انھوں نے ہم کو اس لیے بلایا تھا کہ وہ ہماری مدد کریں گے مگر انھوں نے ہم سے عداوت کی اور ہم کو قتل کیا۔ پھر انھوں نے دشمن کے پیادوں پر شمشیر زنی کی اور وہ بھاگ کھڑے ہوئے۔

جب حسینؓ کے پاس صرف تین یا چار آدمی رہ گئے تو انھوں نے ایک پاجامہ منگوایا اس کو کسی قدر پھاڑ کر پہن لیا تاکہ کوئی شخص آپ کے بدن سے اُسے اتار نہ لے جائے۔ کسی نے کہا کہ کاش آپ

Marfat.com

اس کے نیچے چھوٹا پائجامہ پہنتے۔ کہا کہ وہ ذلت کا لباس ہے مجھے نہیں پہننا چاہیے۔ جب وہ شہید ہو گئے تو بحر بن کعب نے انکا ازار لے لیا۔ کہتے ہیں کہ اس کی یہ حالت ہوگئی تھی کہ موسم سرما میں اس کے دونوں ہاتھوں میں سے پانی ٹپکا کرتا تھا اور موسم گرما میں وہ بالکل لکڑی کی طرح خشک ہو جاتے تھے۔ غرض کہ لوگوں نے ان پر دائیں بائیں سے حملہ کرنا شروع کیا۔ پہلے انھوں نے اپنی داہنی طرف سے لوگوں پر حملہ کر کے ان کو بھگا دیا پھر بائیں طرف کے دشمنوں سے بھی ایسا ہی کیا گیا۔ کبھی کسی بے یار و مددگار شخص کو، جس کے بیٹے، اہل بیت اور اصحاب سب کے سب شہید ہو چکے ہوں، ان سے زیادہ مربوط، پر جوش، قوی دل اور جری نہیں دیکھا گیا۔ ان پر حملہ کرنے والے ان کے دائیں بائیں سے اس طرح چھنٹ چھنٹ کر الگ ہو جاتے تھے کہ جیسے کوئی بھیڑیا بکریوں میں جا پڑے اور وہ ڈر ڈر کر بھاگیں۔ اس اثناء میں کہ ان کی یہ کیفیت تھی حضرت زینب باہر نکلیں اور کہنے لگیں اے کاش کہ آسمان زمین پر گر پڑتا اور اس کو ڈھانپ لیتا۔ اتنے میں عمر بن سعد قریب آ گئے تو حضرت زینب نے ان سے کہا کہ اے عمر کیا ابو عبداللہ شہید ہوں گے اور تم دیکھتے رہو گے۔ یہ سن کر عمر کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے اور ان کے رخساروں اور ڈاڑھی پر گرنے لگے اور انھوں نے زینب کی طرف سے اپنا منہ پھیر لیا۔ حضرت حسینؓ ایک ادنیٰ جبہ پہنے ہوئے تھے اور عمامہ باندھے ہوئے تھے، وسمے سے خضاب لگایا تھا اور ایک بہادر شہسوار کی طرح پاپیادہ ہی لڑ رہے تھے۔ وہ تیروں کے واروں کو روکتے جاتے تھے اور دشمنوں کی صفوں میں جس قدر خلل ہو جاتا تھا اسے غنیمت شمار کرتے ہوئے ان پر حملہ کرتے جاتے تھے اور کہتے جاتے تھے۔ کیا تم میرے قتل کے لیے جمع ہوئے ہو۔ ہاں خدا کی قسم تم میرے بعد خدا کے کسی ایسے بندے کو نہ قتل کرو گے جس کے قتل سے میرے قتل سے زیادہ تم پر خدا کو غضب آئے اور خدا کی قسم مجھے امید ہے کہ خدائے تعالیٰ تمھاری ذلت وخواری سے مجھے مکرم بنائے گا۔ پھر میری طرف سے تم سے بدلہ لے گا اور ایسا لے گا جس کا تمھیں سان وگمان نہ ہوگا۔ بخدا اگر تم نے مجھے قتل کر دیا تو خدا تمھارے آپس میں جنگ وجدال برپا کر دے گا اور تمھارے خون بہائے گا اس کے بعد بھی تم سے راضی نہ ہوگا اور تم کو دگنا دردناک عذاب دے گا۔

حسینؓ ان میں بہت دیر تک موجود رہے۔ اگر لوگ چاہتے تو ان کو شہید کر سکتے تھے مگر ان لوگوں کی حالت یہ تھی کہ ایک دوسرے کی پناہ لیتا پھرتا تھا اور چاہتا تھا کہ باقی اور لوگ یہ کام کریں اور وہ

Marfat.com

خود نہ کرے۔ یہ کیفیت دیکھ کر شمر نے لوگوں کو للکار کر کہا کہ تمھارا برا ہو تم لوگ کس انتظار میں ہو اس شخص کو قتل کیوں نہیں کر دیتے۔ تمھاری مائیں تم کو روئیں۔ یہ سن کر ان لوگوں نے ہر طرف سے حملہ کیا چنانچہ زرعہ بن شریک التمیمی نے حسینؓ کے بائیں ہاتھ اور کندھے پر تلوار ماری اور پھر سب ان کے پاس سے ہٹ گئے۔ حسینؓ کی یہ حالت تھی کہ کبھی وہ کھڑے ہوتے کبھی منہ کے بل گر جاتے ایسی حالت میں سنان بن انس النخعی نے ان پر نیزے سے وار کیا اور وہ گر گئے۔ سنان نے خولی بن یزید سے کہا کہ ان کا سر کاٹ لو۔ اس نے چاہا کہ ایسا کرے مگر ضعف اور کپکپی کی وجہ سے ایسا نہ کر سکا۔ سنان بولا کہ خدا کرے تیرا ہاتھ کٹ جائے اور گھوڑے سے اتر کر حسینؓ کو شہید کیا (اِنَّ لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ) اور ان کا سر کاٹ کر خولی کو دے دیا۔ پھر جو کچھ کہ ان کے جسم پر تھا لوٹ لیا گیا چنانچہ بحر ابن کعب نے ان کا پاجامہ تک اتار لیا۔ قیس بن اشعث نے ان کی پشمینے کی چادر اتار لی (اور اسی وجہ سے اس واقعے کے بعد اس کا نام قیس قطیفہ یعنی چادر والا قیس ہو گیا) اسود الاودی نے ان کے پاپوش لے لیے اور بنو دارم کے ایک شخص نے ان کی تلوار لی۔ اس کے بعد لوگ فرشوں اور لباسوں اور اونٹوں کی طرف متوجہ ہوئے اور سب کچھ لوٹ لیا پھر یہی نہیں کہ ان کے مال و اسباب ہی کو لوٹا بلکہ جو کچھ عورتوں کے پاس تھا وہ بھی لے لیا یہاں تک کہ اگر کوئی عورت اپنی کمر کو ڈھکنے کے لیے کوئی کپڑا اوڑھتی تو وہ بھی اس سے چھین لیا جاتا۔

حسینؓ کے جسم میں تینتیس نیزوں کے زخم اور تیروں کے نشانوں کے علاوہ چونتیس تلوار کے ضرب تھے۔ سوید بن مطاع کا یہ حال ہوا کہ وہ زخمی ہو کر مقتولین کے درمیان گر پڑے اور زخمیوں سے سخت بے تاب تھے۔ اسی اثناء میں انھوں نے کسی کو یہ کہتے سنا کہ حسینؓ مارے گئے۔ اس سے ان کو کچھ ہلکا پن سا معلوم ہوا اور وہ پھر جست کر کے اٹھے اور ہاتھ میں جو چھری لیے ہوئے تھے (کیونکہ ان کی تلوار پہلے ہی چھینی جا چکی تھی) کچھ دیر تک اسی سے لوگوں سے لڑتے رہے اور آخر کار شہید ہوئے۔ ان کو عروہ بن بطان الثعلبی اور یزید بن رقاد الجنبی نے شہید کیا اور حسینؓ کے ہمراہیوں میں وہ آخری شخص تھے جو شہید ہوئے۔

اس کے بعد وہ لوگ علی بن حسینؓ بن علیؓ (زین العابدین) کی طرف چلے اور شمر نے ان کو بھی قتل کرنا چاہا مگر حمید بن مسلم نے اس سے کہا کہ کیا تم بچوں کو بھی قتل کرنا چاہتے ہو۔ اس وقت علی زین العابدین بیمار تھے۔ پھر عمر بن سعد نے آ کر کہا کہ ان عورتوں کے خیمے میں ہرگز کوئی نہ جائے اور نہ

Marfat.com

کوئی اس بیمار لڑکے سے کسی قسم کا تعرض کرے اور اگر کسی نے ان کے مال و متاع سے کچھ لیا ہو تو اسے چاہیے کہ واپس کردے مگر کسی نے کوئی چیز واپس نہ کی۔

لوگوں نے سنان بن انس النخعی سے کہا کہ تم نے حسینؓ بن علیؓ بلکہ حسینؓ بن فاطمہؓ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قتل کر کے سب سے بڑے خطرناک عرب کو شہید کیا ہے جو ان لوگوں کی سلطنت کو مٹانا چاہتا تھا۔ اب تم اپنے امراء کے پاس جاؤ اور ان سے اپنا انعام طلب کرو کیونکہ اگر وہ لوگ تم کو اپنے تمام بیت المال کو بھی اس قتل کے انعام میں دے دیں تب بھی کم ہے۔ یہ سن کر وہ اپنے گھوڑے پر سوار ہوا۔ وہ ایک شجاع اور شاعر آدمی تھا مگر اس کے دماغ میں کچھ خلل تھا وہ جا کر عمر بن سعد کے خیمے کے دروازے کے پاس کھڑا ہوا اور بلند آواز سے یہ شعر پڑھنے لگا۔ (ترجمہ شعر):

[میری رکاب کو سونے اور چاندی سے بھر دو کیونکہ میں نے ایک نامور سردار کو قتل کیا ہے میں نے ایک ایسے شخص کو قتل کیا ہے جو بہ لحاظ ماور د پدر اور نسب میں بہترین آدمی تھا۔]

عمر بن سعد نے کہا میں جانتا ہوں کہ تو مجنون ہے پھر لوگوں سے کہا کہ اسے میرے پاس لے آؤ۔ جب وہ عمر کے پاس گیا تو انھوں نے ایک لکڑی مار کر اسے بٹھا دیا اور کہا کہ اے مجنون۔ کیا تو ایسی باتیں کرتا ہے خدا کی قسم اگر ابن زیاد تیری یہ باتیں سن لے تو وہ تیری گردن مار دے گا۔

عمر بن سعد نے عقبہ بن سمعان یعنی رباب بنت امری القیس زوجۂ امام حسینؓ کے غلام کو گرفتار کر کے اس سے پوچھا کہ تو کون ہے۔ اس نے کہا کہ میں ایک عبد مملوک ہوں۔ یہ سن کر انھوں نے اسے چھوڑ دیا اور ان لوگوں کے ہاتھ سے یا تو یہی شخص بچا یا، مرقع بن ثمامہ الاسدی محفوظ رہا جس نے اپنے تیروں کو بکھیر دیا اور برابر لڑتا رہا تھا پھر اس کے قبیلے کے چند لوگ اس کو امان دلوا کر اپنے ہمراہ لے گئے لیکن ابن زیاد کو اس کا حال معلوم ہوا تو اس نے زارہ کی طرف اسے جلاوطن کر دیا۔

بعد ازاں عمر بن سعد نے اپنے ہمراہیوں سے پکار کر پوچھا کہ کون اس بات کے لیے آمادہ ہے کہ حسینؓ کی طرف جائے اور اپنے گھوڑے سے اس کو روند ڈالے۔ دس آدمی اس کے لیے آمادہ ہو گئے۔ ان میں اسحٰق بن حیوۃ الحضرمی بھی تھا، جس نے امام حسینؓ کی قمیض چھینی تھی اور بعد میں مرض برص میں مبتلا ہو گیا تھا۔ غرض کہ ان لوگوں نے آ کر حضرت حسینؓ کو گھوڑے سے روندا یہاں تک کہ ان کی کمر اور سینہ بالکل ریزہ ریزہ ہو گیا۔

Marfat.com

(حضرت) حسینؓ کے اصحاب میں سے جو لوگ مارے گئے تھے ان کی تعداد بہتر تھی۔ ان مقتولین کو ان کی شہادت کے ایک دن بعد اہل غاضریہ نے دفن کیا جو قبیلہ بنو اسد سے تھے۔ عمر بن سعد کے ہمراہیوں میں سے علاوہ زخمیوں کے اٹھاسی آدمی مارے گئے۔ عمر نے ان کی نماز جنازہ ادا کی اور ان کو دفن کیا۔

(حضرت) حسینؓ کی شہادت کے بعد عمر بن سعد نے ان کے اور ان کے اصحاب کے سر خولی بن یزید اور مسلم بن حمید کے ہاتھ ابن زیاد کے پاس روانہ کیے۔ خولی قصر کو بند پا کر اپنے گھر گیا اور سر کو وہیں ایک درخت کے تھانولے میں رکھ دیا۔ اپنی خواب گاہ میں داخل ہوا اور اپنی زوجہ نوار سے کہا کہ میں تیرے لیے ہمیشہ کی دولتمندی لایا ہوں۔ یہ دیکھ حسینؓ کا سر تیرے گھر میں رکھا ہوا ہے۔ اس نے کہا کہ ڈوب مرو لوگ تو سونا چاندی لائے ہیں اور تم ابن رسول اللہ ﷺ کا سر لے کر چلے ہو۔ خدا کی قسم میرا اور تمھارا سر دونوں ایک مکان میں جمع نہیں ہو سکتے یہ کہہ کر وہ اٹھ کر باہر مکان میں گئی۔ اس کا بیان ہے کہ میں دیکھ رہی تھی کہ ایک نور برابر آسمان سے اس تھانولے تک عمود کی طرح آ رہا تھا اور ایک سفید پرند اس کے ارد گرد منڈلا رہا تھا۔ الغرض جب صبح ہوئی تو خولی اس سر کو لے کر ابن زیاد کے پاس گیا۔ ایک بیان یہ بھی ہے کہ سروں کو وہ نہیں بلکہ شمر، قیس بن اشعث، عمرو بن حجاج اور عروہ بن قیس لے گئے۔ بہرکیف ابن زیاد نے مجلس قائم کر کے لوگوں کو اپنے پاس بلایا۔ تمام سر اس کے سامنے پیش کیے۔ وہ حسینؓ کے سامنے والے دانتوں پر ایک چھڑی سے گھنٹہ بھر تک ڈھوسنیاں دیتا رہا۔ جب زید بن ارقم نے دیکھا کہ وہ کسی طرح اس لکڑی کو ہٹاتا ہی نہیں تو انھوں نے کہا کہ تم اس لکڑی کو ان دانتوں سے ہٹالو۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے سوا اور کوئی معبود نہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے لب ہائے مبارک کو دیکھا ہے کہ وہ ان لبوں کو چومتے تھے۔ یہ کہہ کر وہ رونے لگے۔ ابن زیاد نے کہا کہ خدا تمھاری آنکھوں کو رلائے اگر تم سترے بھترے نہ ہوتے اور تمھاری عقل زائل نہ ہوگئی ہوتی تو میں ضرور تمھاری گردن مار دیتا۔ یہ سن کر زید بن ارقم وہاں سے باہر آ گئے اور کہنے لگے کہ اے اہل عرب آج کے دن سے تم سب غلام ہو۔ تم نے ابن فاطمہ کو قتل کر کے ابن مرجانہ کو اپنا حاکم بنایا ہے جو تمھارے بہترین آدمیوں کو قتل کرتا اور بدترین لوگوں کو غلام بناتا ہے اور تم اس ذلت سے خوش ہو۔ خدا کرے کہ مٹ جائے وہ جو ذلت و خواری سے خوش ہو۔

عمر نے (حضرت) حسینؓ کی شہادت کے دو دن بعد تک وہیں اقامت کی پھر کوفے گیا اور

Marfat.com

اپنے ہمراہ حسینؓ کی بیٹیوں اور بہنوں اور دیگر متعلقین کو بھی لیتا گیا۔ علی بن حسینؓ اس وقت بیمار تھے۔ وہ لوگ ان سب کو لیے ہوئے حضرت حسینؓ اور مقتولین کی لاشوں کے پاس سے گذرے تو عورتوں نے رونا اور منہ پیٹنا شروع کیا۔ حسینؓ کی ہمشیرہ حضرت زینب نے رو کر کہا کہ اے محمدؐ! ملائکہ آپ پر درود بھیجیں۔ یہ دیکھیے بے چارے حسینؓ اس چٹیل میدان میں خون میں لتھڑے ہوئے اور اعضاء ٹکڑے ٹکڑے ہوئے پڑے ہیں۔ آپ کی بیٹیاں قیدی ہیں اور آپ کی اولاد مقتول ہے اور تیز ہوائیں ان پر مٹی اڑا رہی ہیں۔ انھوں نے اپنے بین سے ہر دشمن و دوست کو رلا دیا۔ جب ان سب کو ابن زیاد کے پاس پیش کیا گیا تو حضرت زینب نے نہایت ذلیل لباس پہن کر اپنی بالکل بری حالت بنالی اور ان کی لونڈیاں انھیں گھیرے ہوئے تھیں۔ عبیداللہ نے پوچھا کہ یہ کون عورت بیٹھی ہے مگر انھوں نے اس سے کلام نہ کیا۔ ابن زیاد نے تین مرتبہ یہی سوال کیا مگر انھوں نے کوئی جواب نہ دیا اس پر ان کی ایک لونڈی نے کہا کہ یہ زینب بنت فاطمہ ہیں۔ ابن زیاد نے ان سے کہا کہ تمام تر شکر ہے اس خدا کا جس نے تم کو رسوا کیا اور قتل کیا اور تمھارے اس نئے فساد کو باطل کر دیا۔ حضرت زینب نے جواب دیا کہ تمام تر حمد ہے اس اللہ کی جس نے ہم کو محمدؐ کے ذریعے مکرم بنایا اور پاک صاف کیا۔ بات وہ نہیں جو تو کہتا ہے بلکہ فاسق رسوا ہوتا ہے اور فاجر جھٹلایا جاتا ہے۔ ابن زیاد نے کہا کہ یہ بتاؤ کہ اللہ نے تمھارے اہل بیت کے ساتھ کیا سلوک کیا۔ کہا کہ ان کے مقدر میں قتل ہونا لکھ دیا تھا اس لیے وہ اپنے مقام قتل میں گئے۔ عنقریب خدا تجھ کو اور ان کو جمع کر دے گا پھر تم سب اس کے سامنے آپس میں جھگڑو گے۔ ابن زیاد یہ سن کر غصے میں آ گیا اور کہا کہ تمھارے طاغیہ (یعنی امام حسینؓ) اور تمھارے اہل بیت کے مردود اور نافرمان لوگوں سے خدا نے میرا غصہ ٹھنڈا کر دیا ہے۔ یہ سُن کر وہ رونے لگیں اور کہا کہ مجھے اپنی جان کی قسم ہے کہ تو نے میرے متوسط السن لوگوں کو قتل کیا۔ میرے اہل وعیال کو جنگ میں مبتلا کیا۔ میری شاخ کو کاٹا اور میری جڑ کو اُکھاڑ کر پھینک دیا اگر ان ہی باتوں سے تجھے شفا ہوتی ہے تو تو نے ضرور شفا پائی۔ ابن زیاد نے کہا کہ مجھے اپنی جان کی قسم ہے کہ یہ دلیر ہے تیرا باپ بھی ایک دلاور آدمی تھا۔ انھوں نے کہا کہ بھلا شجاعت کو عورت سے کیا واسطہ۔

جب ابن زیاد نے علی بن حسینؓ کو دیکھا تو پوچھا کہ تمھارا کیا نام ہے۔ انھوں نے فرمایا کہ علی بن حسینؓ۔ پوچھا کیا اللہ نے علی بن حسینؓ کو قتل نہیں کیا۔ اس کے جواب میں وہ خاموش رہے۔ ابن زیاد نے کہا تم بولتے کیوں نہیں۔ کہا کہ میرا ایک بھائی تھا اس کا نام بھی علی تھا۔ لوگوں نے اسے قتل کر دیا۔

Marfat.com

ابن زیاد نے کہا کہ نہیں بلکہ اسے اللہ نے قتل کر دیا۔ علی خاموش ہو گئے ابن زیاد نے پھر کہا تم کلام کیوں نہیں کرتے ۔ علی بن حسینؓ بولے کہ ہاں اللہ ہی سب کو موت کے وقت مارتا ہے اور کوئی نفس اس وقت تک نہیں مرسکتا جب تک کہ اللہ کا حکم نہ ہو۔ ابن زیاد نے کہا تم بھی ان ہی میں سے ایک ہو۔ پھر ایک شخص سے کہا کہ خدا تمھیں سمجھے ذرا اس کو تو دیکھو کیا یہ بالغ ہو گیا ہے۔ میں اس کو بالغ سمجھتا ہوں۔ اس پر مری بن معاذ الاحمری نے ان کو برہنہ کر کے کہا کہ ہاں بالغ ہو گیا ہے۔ ابن زیاد نے کہا کہ اسے قتل کر دو علی بن حسینؓ نے پوچھا کہ پھر عورتوں کا متکفل کون ہوگا۔ اس پر حضرت زینب ان سے چمٹ گئیں اور کہا کہ اے ابن زیاد بس اب ہم کو بخش دو۔ کیا تم ابھی تک ہمارے خونوں سے سیراب نہیں ہوئے۔ کیا تم نے ہم میں سے ایک کو بھی باقی چھوڑا ہے۔ یہ کہہ کر علی بن حسینؓ کو گلے سے لگا لیا پھر کہا کہ میں تم سے خدا کے نام پر سوال کرتی ہوں کہ اگر تم مومن ہو تو اس کو قتل کرتے ہوئے مجھے بھی قتل کر دینا۔ علی نے ابن زیاد سے کہا کہ ابن زیاد اگر تم میں اور عورتوں میں کوئی قرابت ہو تو کسی متقی آدمی کو ان کے ساتھ کر دو جو مسلمانوں کی طرح ان کے ساتھ رہے۔ ابن زیاد کچھ دیر تک زینب کو دیکھتا رہا اور پھر بولا تعجب ہے ان کی محبت پر کہ خدا کی قسم میں تو سمجھتا ہوں کہ وہ یہ چاہتی ہیں کہ میں لڑکے کو قتل کروں تو ان کو بھی ساتھ ہی قتل کر دوں۔ اچھا اس لڑکے کو بھی عورتوں کے ساتھ ہی جانے دو پھر جماعت کے لیے منادی کرائی لوگ جمع ہوئے اور ابن زیاد نے منبر پر چڑھ کر یوں تقریر کی۔

> ''تمام تر حمد اس خدا کے لیے ہے جس نے حق اور اہل حق کو غالب کیا اور امیر المومنین یزید اور اس کی جماعت کی مدد کی اور کذاب ابن کذاب (نعوذ باللہ) حسینؓ بن علیؓ اور اس کی جماعت کو غارت کیا۔''

عبداللہ بن عفیف الازدی جو آنکھوں سے معذور تھے (کیونکہ ان کی ایک آنکھ جنگ جمل میں اور ایک جنگ صفین میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے ساتھ لڑتے ہوئے جاتی رہی تھی اور وہ ہر وقت مسجد میں رہا کرتے تھے اور رات کو جاتے تھے) ابن زیاد کو یہ کہتے سن کر جھپٹ کر اٹھے اور کہنے لگے کہ اے ابن مرجانہ! کذاب ابن کذاب تو ہے اور تیرا باپ اور وہ جس نے تجھ کو والی بنایا اور اس کا باپ۔ اے ابن مرجانہ کیا تو انبیاء کے بیٹوں کو قتل کرتا ہے اور صدیقین کی طرح کا کلام کرتا ہے۔ ابن زیاد نے کہا کہ اسے میرے پاس پکڑ لاؤ لوگوں نے ان کو پکڑ لیا انھوں نے ازد کا شعار۔ ''یا مبرور'' کہہ کر آواز دی۔

Marfat.com

فورا بنی ازد کے چند جوان جھپٹے اوران کو چھین کر لے گئے۔عبیداللہ بن زیاد نے کسی کو بھیجا جوان کو لے آیا اور قتل کردیا۔ابن زیاد نے حکم دیا کہ عبداللہ کو لٹکا دیا جائے چنانچہ انھیں وہیں مسجد کے صحن میں لٹکا دیا گیا۔

ابن زیاد کے حکم سے (حضرت) حسینؓ کا سر تمام کوفے میں گشت کرایا گیا۔ایک بیان کے مطابق حسینؓ کا سر پہلا سر تھا جس کو اسلام کے زمانے میں ایک لکڑی پر رکھ کر شہر میں تشہیر کیا گیا۔مگر صحیح امر یہ ہے کہ اسلام کے دور میں سب سے پہلے عمرو بن حمق کا سر اس طرح پھرایا گیا تھا۔پھر ابن زیاد نے حسینؓ اوران کے اصحاب کے سروں کو زحر بن قیس کے ہمراہ یزید کے پاس لے جانے کے لیے شام کی طرف روانہ کردیا اوراس کے ساتھ ایک جماعت بھی گئی اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ تمام شمر کے ہاتھ بھیجے گئے تھے اوروہ جماعت اسی کے ہمراہ تھی علاوہ ازیں ابن زیاد نے عورتوں اور بچوں کو بھی ان کے ہمراہ روانہ کردیا۔علی بن حسینؓ بھی ہمراہ تھے۔ابن زیاد نے ان کے ہاتھوں اور گلے میں زنجیریں ڈال دی تھیں اورسب کو کجاوں پر بٹھادیا تھا۔علی بن حسینؓ نے جب تک کہ وہ شام نہ پہنچ گئے ان لوگوں سے مطلق کلام نہ کیا۔زحر بن قیس جب یزید کے پاس گیا تو یزید نے پوچھا کہ کہو کیا خبر ہے۔کہا کہ اے امیرالمومنین آپ خدائے تعالیٰ کی فتح ونصرت سے خوش ہوجایئے۔حسینؓ ہمارے مقابلے میں اپنے اہل بیت میں سے اٹھارہ اوراپنی جماعت میں سے ساٹھ آدمی لائے تھے۔ہم ان کے پاس گئے اوران سے سوال کیا کہ وہ امیر عبیداللہ کے حکم کو مانتے ہیں یا جنگ کرتے ہیں۔انھوں نے جنگ اختیار کی۔لہٰذا ہم نے آفتاب کے طلوع ہوتے ہی ان پر دھاوا کردیا۔ہم نے ان کو ہر طرف سے گھیرلیا یہاں تک کہ تلواروں نے لوگوں کی کھوپڑیوں میں اپنی جگہ کرلی اوروہ سب اسی طرح بھاگنے اور جنگل میں پناہ لینے لگے کہ جیسے چرخ سے کبوتر۔خدا کی قسم بس اتنی ہی دیر کہ جیسے کوئی اونٹ کو ذبح کرے یا بات کرتے کرتے اونگھ جائے۔ہم ان کے آخری آدمی تک پہنچ گئے۔دیکھو وہ ان کے اجسام برہنہ،ان کے کپڑے خون میں لتھڑے ہوئے،ان کے چہرے خاک میں ملے ہوئے،سورج ان کو جھلساتا ہوا۔ہوا ان پر خاک برساتی ہوئی،عقاب اور گِدھ ان کی زیارت کرتے ہوئے ایک چٹیل میدان میں پڑے ہیں۔کہتے ہیں کہ یہ بات سن کر یزید کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے اوراس نے کہا کہ میں حسینؓ کے قتل کے بغیر ہی تمھاری طاعت سے خوش ہوتا۔خدا ابن سمیہ پر لعنت کرے اور خدا کی قسم اگر میں حسینؓ کا جنگ میں مقابل ہوتا تو میں اسے ضرور معاف کردیتا۔خدا حسینؓ پر رحم کرے اورزحر کو کسی قسم کا انعام نہیں دیا۔

Marfat.com

یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ جب حسینؓ کا خاندان کوفے پہنچا تو ابن زیاد نے ان کو قید کر دیا اور یزید کے پاس اس امر کی اطلاع بھیجی۔ اس اثناء میں کہ وہ قید میں تھے ان پر ایک پتھر آ کر گرا جس میں ایک خط بندھا ہوا تھا اور اس میں لکھا تھا کہ قاصد تمھارے امر کی خبر لے کر یزید کے پاس گیا ہے۔ وہ فلاں دن وہاں پر پہنچے گا اور فلاں دن وہاں سے واپس آ جائے گا۔ اگر تم تکبیر کی آواز سنو تو اپنے قتل کا یقین کر لینا اور اگر تم تکبیر نہ سنو تو سمجھ لینا کہ تم کو امان دی گئی ہے۔ پھر قاصد کے آنے سے دو یا تین دن قبل ایک اور پتھر گرا۔ اس میں بھی ایک خط بندھا ہوا تھا اور اس میں لکھا تھا کہ اب وصیت اور عہد و پیمان کر لو کیونکہ قاصد کی آمد قریب آ رہی ہے۔ اس کے بعد قاصد یزید کا حکم لے کر آیا کہ ان کو یزید کے پاس بھیج دیا جائے۔ لہٰذا ابن زیاد نے محفر بن ثعلبہ اور شمر بن ذی الجوشن کو بلا کر تمام اسباب اور سر ان کے ہمراہ روانہ کر دیئے۔ جب وہ دمشق پہنچے تو محفر بن ثعلبہ نے یزید کے دروازے پر آواز دی کہ ہم تمام لوگوں کے بیوقوف ترین اور بدبخت ترین شخص کا سر لے کر آئے ہیں۔ یزید نے کہا کہ محفر کی ماں نے اس شخص سے بھی زیادہ بیوقوف اور بدبخت ترین بیٹا پیدا نہیں کیا مگر وہ قاطع اور ظالم ہے۔ اس کے بعد وہ لوگ اندر داخل ہوئے اور سر کو یزید کے سامنے رکھ کر تمام واقعہ بیان کیا۔ یہ سب باتیں ہند بنت عبداللہ بن عامر بن کریز نے سنیں جو یزید کی بیوی تھی۔ وہ چادر اوڑھ کر باہر آئی اور کہا کہ اے امیر المومنین کیا یہ حسینؓ بن علیؓ یعنی بن فاطمہؓ بنت رسول اللہ ﷺ کا سر ہے۔ کہا ہاں اب تم اسے روؤ اور اس ابن بنت رسول اللہؐ اور خالص النسب قریشی پر سوگ کرو۔ جسے ابن زیاد نے جلد بازی میں قتل کر دیا ہے۔ خدا اسے غارت کرے۔ پھر لوگوں کو اندر آنے کی اجازت دی۔ لوگ اندر داخل ہونے شروع ہوئے۔ سر یزید کے سامنے رکھا ہوا تھا اس کے ہاتھ میں ایک چھڑی تھی جس سے حسینؓ کے دانتوں کو کھٹ کھٹاتا تھا۔ اس نے کہا کہ اب تو یہ اور ہم ایسے ہیں جیسا کہ حصین بن حمام کہتا ہے۔ (ترجمہ اشعار):

[ہماری قوم نے انصاف کرنے سے انکار کر دیا لہٰذا ان تلواروں نے فیصلہ کر دیا جو ہمارے داہنے ہاتھوں میں ہیں اور جن سے خون ٹپکتا ہے۔ وہ ایسے لوگوں کی کھوپریاں توڑتی ہیں جو ہم پر غالب تھے اور وہ نہایت نافرمان اور ظالم تھے۔]

ابو برزۃ الاسلمی نے کہا کیا تو اپنی چھڑی سے حسینؓ کے دانتوں میں کھٹ کھٹاتا ہے۔ خبردار تیری چھڑی ان کے دانتوں میں اس مقام کو مس کر رہی ہے جس کو میں نے بارہا دیکھا ہے کہ رسول اللہ ان

Marfat.com

کو چوما کرتے تھے۔ ہاں اے یزید تم قیامت کے دن ایسی حالت میں آؤ گے کہ ابن زیاد تمھارا شفیع ہوگا مگر یہ حسینؓ آئیں گے اور خود محمدؐ ان کے شفیع ہوں گے۔ یہ کہہ کر وہ اٹھ کر چلے گئے۔ یزید نے کہا کہ اے حسینؓ خدا کی قسم اگر تم میرے ہاتھ میں ہوتے تو میں ہرگز تم کو قتل نہ کرتا۔ پھر لوگوں سے کہا کیا تم جانتے ہو کہ یہ کیوں قتل ہوئے۔ بات یہ ہے کہ وہ یہ کہا کرتے تھے کہ میرا باپ علیؓ اس کے باپ سے اچھا ہے۔ میری ماں فاطمہؓ اس کی ماں سے اور میرے نانا اس کے نانا سے بہتر ہیں اور میں خود اس سے بہتر اور اس امر کا اس سے زیادہ حقدار ہوں۔ ان کا یہ کہنا کہ ان کا باپ میرے باپ سے اچھا ہے اس بارے میں میرے باپ اور ان کے باپ دونوں نے خدائے تعالیٰ کے پاس احتجاج کیا اور لوگوں نے بخوبی جان لیا کہ فیصلہ کس کے حق میں صادر ہوا۔ ان کا یہ قول کہ ان کی ماں میری ماں سے بہتر ہیں۔ مجھے اپنی ہی جان کی قسم کہ فاطمہ بنت رسول اللہ ضرور میری ماں سے بہتر ہیں۔ پھر ان کا یہ کہنا کہ ان کے نانا رسول اللہؐ میرے نانا سے بہتر ہیں۔ مجھے اپنی جان کی قسم ہے کہ کوئی شخص جو اللہ اور آخرت پر ایمان رکھتا ہے ہم میں سے کسی کو رسول اللہ ﷺ کے برابر یا ہمسر نہ سمجھے گا لیکن وہ اپنی ذاتی سمجھ کی وجہ سے گھائل ہو گئے اور یہ آیت نہ پڑھی کہ قُلِ اللّٰھُمَّ مَالِکَ الْمُلْکِ۔ ۸ اس کے بعد (حضرت) حسینؓ کے گھر کی عورتیں اس کے سامنے پیش کی گئیں۔ سر اس کے آگے ہی رکھا ہوا تھا۔ حسینؓ کی صاحبزادیاں فاطمہ اور سکینہ گردنیں بلند کر کے سر کو دیکھنے لگیں۔ یزید بھی اونچا ہونے لگا تاکہ یہ سر ان سے چھپا رہے لیکن وہ لڑکیاں سر کو دیکھ کر چیخ اٹھیں۔ یزید کی عورتیں اور امیر معاویہ کی بیٹیاں بھی چیخنے اور چلانے لگیں۔ فاطمہ بنت حسینؓ جو سکینہ سے بڑی تھیں، کہنے لگیں کہ اے یزید کیا رسول اللہ کی بیٹیاں قیدی ہیں۔ یزید نے کہا کہ اے میری بھتیجی میں اس بات کو تو ناگوار سمجھتا تھا۔ فاطمہ نے کہا کہ خدا کی قسم ہمارے پاس ایک زنبیل تک نہیں رہی۔ یزید نے جواب دیا کہ جو کچھ تم کو مل گیا ہے وہ اس سے بہت زیادہ ہے جو تم سے چھین لیا گیا ہے۔

اہل شام میں سے ایک شخص نے کھڑے ہو کر کہا کہ اس لڑکی (یعنی فاطمہ) کو مجھے دے دو۔ یہ سن کر وہ اپنی ہمشیرہ زینب کے کپڑوں سے چمٹ گئیں، جو ان سے بھی بڑی تھیں۔ زینب نے کہا کہ تم نے جھوٹ کہا تم بدبخت ہو یہ کام نہ تجھ کو جائز ہے اور نہ اُس (یزید) کو۔ یزید نے غصے میں آ کر کہا کہ خدا کی قسم تم خود جھوٹی ہو۔ خدا کی قسم یہ بات میرے اختیار میں ہے اور اگر میں ایسا کرنا چاہوں تو کر سکتا ہوں۔ انھوں نے کہا کہ خبردار۔ خدا کی قسم خدا نے یہ کام تمھارے لیے جائز نہیں کیا یہ اور بات

Marfat.com

ہے کہ تم ہماری ملت سے خارج ہو جاؤ اور کوئی اور دین ہمارے دین کے سوا اختیار کرلو۔ یزید غصے کے مارے دیوانہ ہوگیا اور کہا کہ تم مجھ سے اس طرح مقابلہ کرتی ہو۔ دین سے تو خارج ہوا تھا تمھارا باپ اور تمھارا بھائی۔ زینب نے جواب دیا کہ اللہ کے اور میرے باپ، بھائی اور میرے نانا ہی کے دین سے تو تم نے تمھارے باپ اور دادا نے ہدایت پائی تھی۔ یزید نے کہا اے خدا کی دشمن تو جھوٹ بکتی ہے۔ انھوں نے کہا کہ تم امیر ہو ظالمانہ گالیاں دیتے ہو اور اپنی بادشاہت کی وجہ سے قہر کرتے ہو۔ یزید اس سے شرمندہ ہو کر خاموش ہوگیا۔ اس کے بعد ان سب عورتوں کو باہر لے جاکر یزید کے مکان میں داخل کردیا گیا پھر یزید کے گھرانے کی کوئی عورت ایسی نہ تھی جو ان سے ملنے نہ آئی ہو۔ انھوں نے آکر ماتم کیا اور ان سے دریافت کیا کہ ان سے کیا کیا چیز لی گئی ہے، اور ان کو اس سے دُگنا دیا۔ سکینہ کہا کرتی تھیں کہ میں نے یزید بن معاویہ سے بہتر خدا کے کسی نافرماں بردار کو نہیں دیکھا پھر یزید کے حکم سے علی بن حسینؓ کو پابجولاں داخل کیا گیا انھوں نے کہا کہ اگر رسول اللہ ہم لوگوں کو پابجولاں دیکھتے تو ضرور ہماری بیڑیوں کو نکال دیتے۔ یزید نے کہا تم سچ کہتے ہو پھر یزید کے حکم سے ان کی زنجیریں اتار لی گئیں پھر علی نے کہا کہ اگر رسول اللہ ﷺ ہم کو اس قدر دور دور ماندہ دیکھتے تو ہم کو ضرور اپنے قریب کر لیتے۔ چنانچہ یزید کے حکم سے ان کو قریب کر دیا گیا۔ پھر یزید نے ان سے کہا کہ مگر ہاں اے علی بن حسینؓ! تمھارے باپ نے مجھ سے قطع رحم کیا۔ میرے حق کو بھلا دیا اور مجھ سے میری بادشاہت میں تنازعہ کیا۔ اس لیے خدا نے ان کے ساتھ وہ کیا جو تم نے دیکھ لیا۔ علیؓ نے قرآن کے ان الفاظ میں جواب دیا:

مَا اَصَابَ مِنْ مُّصِيبَةٍ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِي اَنْفُسِكُمْ اِلَّا فِي كِتَابٍ مِّنْ قَبْلِ اَنْ نَّبْرَأَهَا. اِنَّ ذٰلِكَ عَلَى اللهِ يَسِيْرٌ O لِكَيْلَا تَاْسَوْا عَلٰى مَافَاتَكُمْ وَلَا تَفْرَحُوْا بِمَا اٰتَاكُمْ. وَاللهُ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرٍ ط ۹ [کوئی مصیبت ایسی نہیں ہے جو زمین میں یا تمہارے اپنے نفس پر نازل ہوتی ہو اور ہم نے اس کو پیدا کرنے سے پہلے ایک کتاب (یعنی نوشتۂ تقدیر) میں لکھ نہ رکھا ہو۔ ایسا کرنا اللہ کے لئے بہت آسان ہے۔ (یہ سب کچھ اس لئے ہے) تا کہ جو کچھ بھی نقصان تمہیں ہو اس پر تم دل شکستہ نہ ہو۔ اور جو کچھ اللہ تمہیں عطا فرمائے اس پر پھول نہ جاؤ۔ اللہ ایسے لوگوں کو پسند نہیں کرتا جو اپنے آپ کو بڑی چیز سمجھتے ہیں اور فخر جتاتے ہیں۔]

یزید نے جواب میں یہ آیت پڑھی وَمَا اَصَابَكُمْ مِنْ مُّصِيبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ اَيْدِيكُمْ ۔۱۰

Marfat.com

[تم لوگوں پر جو بھی مصیبت آئی ہے تمہارے اپنے ہاتھوں کی کمائی سے آئی ہے۔] اور یہ کہہ کر چپ ہو گیا۔ علی اور اُن کی ہمراہی خواتین کو ایک علیحدہ مکان میں اتارنے کا حکم دیا۔ یزید بھی صبح یا شام کا کھانا نہ کھاتا تھا جب تک کہ علی (بن حسین) کو بلا کر شامل نہ کر لے۔ اسی طرح ایک دن ان کو بلایا تو ان کے ساتھ عمرو بن حسینؓ [11] بھی تھے جو اس وقت بہت کمسن تھے۔ یزید نے عمرو سے پوچھا کہ تم اس سے (یعنی خالد ابن یزید سے) لڑو گے۔ عمرو نے جواب دیا کہ تم مجھے اور اس کو ایک ایک چھری دے دو تب لڑیں گے۔ یزید نے ان کو اپنے سینے سے لگایا اور یہ ضرب المثل کہی شنشنة اعرفها من اخرم، هل تلد الحية الا حية [12] (یعنی آخر اپنے باپ ہی کا تو بیٹا ہے۔ سچ ہے سانپ کی اولاد سنپولیہ ہی ہوتا ہے۔)

کہتے ہیں کہ جب حسینؓ کا سر یزید کے پاس پہنچا تو اس کے ہاں ابن زیاد کی عزت بڑھ گئی۔ اس پر انعام و اکرام ہوئے مگر تھوڑے ہی عرصے بعد یزید کو لوگوں کے لعن طعن کی اطلاعات ملنا شروع ہوئیں تب اس کو حسینؓ کی شہادت پر ندامت ہوئی۔ یزید کہا کرتا تھا کہ کاش میں اپنے اوپر تکلیف برداشت کر لیتا اور حسینؓ کو اپنے مکان میں اتار لیتا اور وہ جس جس چیز کو چاہتے اس کو پورا کر دیتا پھر خواہ رسول اللہ کی حفاظت اور ان کے حق و قرابت کی نگہداشت میں میری بادشاہت میں ضعف ہی کیوں نہ آ جاتا۔ خدا کی مار ہو ابن مرجانہ پر اسی نے ان کو مصیبت میں ڈالا حالانکہ انھوں نے سوال کیا تھا کہ وہ اپنا ہاتھ میرے ہاتھ میں رکھ دیں یا اپنی موت تک کے لیے کسی دوسرے ملک کو چلے جائیں مگر اس نے نہ مانا آخر ان کو قتل کر کے مسلمانوں کے دلوں میں میرے بغض و عداوت کا بیج بو دیا۔ ہر نیک و بد آدمی حسینؓ کی شہادت کی وجہ سے میرا دشمن ہو گیا اور میرا ابن مرجانہ سے کیا تعلق؟ خدا اس پر لعنت کرے اور اس پر اس کا غضب ٹوٹ پڑے۔

جب یزید نے ان کو مدینے بھیجنے کا ارادہ کیا تو نعمان بن بشیر کو حکم دیا کہ ان کے لیے مناسب حال سامان بہم پہنچائیں اور اہل شام میں سے کسی ایک ایمان دار شخص کو چند سوار دے کر مدینے تک ان کے ہمراہ روانہ کریں۔ رخصت کرتے وقت اس نے علی بن حسینؓ سے کہا کہ خدا کی پھٹکار ہو ابن مرجانہ پر خدا کی قسم اگر حسینؓ میرے قبضے میں ہوتے تو وہ جو جو کچھ مجھ سے طلب کرتے میں ان کو دیتا اور چاہے میرے کسی بچے کی ہلاکت ہی کی ضرورت ہوتی مگر میں ان کی موت کو ضرور دفع کرتا لیکن بیٹا کیا کیا جائے جو کچھ خدا نے چاہا وہی ہوا۔ تمھیں جو ضرورت پیش آئے وہ مجھے لکھا کرو۔ پھر اس قاصد کو ان کے

Marfat.com

متعلق نصیحتیں کیں اور وہ ان کو لے کر روانہ ہوگیا۔ وہ رات کے وقت اسی طرح ان کے ساتھ ساتھ چلتا تھا کہ وہ سب اس کے آگے آگے رہتے تھے مگر اس طرح کہ اس کی نظر سے اوجھل نہ ہوں۔ جب وہ کہیں قیام کرتے تو وہ قاصد اور اس کے ہمراہی ان سے علیحدہ ہوکر ان کو نگہبانوں کی طرح ہر طرف سے گھیر لیتے تھے۔ ان کے مدینے پہنچنے تک قاصد ان کی ضروریات دریافت کرتا تھا اور ان سے مہربانی سے پیش آتا تھا۔ مدینے پہنچنے پر فاطمہ بنت علی نے اپنی بہن زینب سے کہا کہ اس شخص نے ہمارے ساتھ اچھا سلوک کیا ہے کیا آپ کی مرضی ہے کہ ہم اسے کچھ انعام دیں۔ انھوں نے کہا کہ خدا کی قسم ہمارے پاس زیور کے سوا اور کچھ چیز نہیں جو ہم اسے انعام میں دے سکیں چنانچہ ان دونوں نے اپنے دو کنگن اور دو بازو بند اتار کر معذرت کرتے ہوئے اس شخص کے پاس بھیجے مگر اس نے یہ کہہ کر سب واپس کر دیا کہ جو کچھ میں نے کیا ہے اگر دنیا کے لیے کرتا تو یہ چیزیں ایسی ہیں کہ مجھے خوش کر دیتیں مگر خدا کی قسم میں نے سب کچھ خدا کے لیے اور رسول اللہ ﷺ سے آپ کی قرابت کی وجہ سے کیا ہے۔

حسینؓ کے ہمراہ ان کی زوجہ رباب بنت امری القیس بھی تھیں جو ان کی صاحبزادی سکینہ کی والدہ تھیں۔ جب وہ مدینے واپس آئیں تو وہاں کے سربرآوردہ لوگوں نے ان کو نکاح کے پیغام دیے مگر انھوں نے یہ کہا کہ میں رسول اللہ ﷺ کے بعد کسی کو اپنا سسر نہ بناؤں گی۔ وہ (حضرت) حسینؓ کے بعد ایک سال زندہ رہیں مگر اس عرصہ سایہ میں نہ بیٹھیں، اور آخر اسی رنج میں گھل گھل کر فوت ہوگئیں۔

یہ بھی کہتے ہیں کہ وہ ایک سال تک ان کی قبر پر مقیم رہیں اور پھر مدینے واپس آکر انھیں کے سوگ میں انتقال کر گئیں۔

عبیداللہ بن زیاد نے ایک شخص کو حسینؓ کی شہادت کی خبر دینے کے لئے عمرو بن سعید (گورنر حجاز) کے پاس روانہ کیا۔ راستے میں اسے قریش کا ایک شخص ملا جس نے پوچھا ''کہو کیا خبر ہے؟'' کہا کہ خبر امیر کے پاس چل کر سن لینا۔ اس قریش نے کہا ''اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ حسینؓ شہید ہوگئے۔'' غرض کہ وہ خبر لانے والا عمرو بن سعید کے پاس گیا۔ عمرو بن سعید نے پوچھا کہ کیا خبر ہے کہا کہ ایک ایسی خبر ہے جس کو سن کر امیر خوش ہوں گے یعنی حسینؓ ابن علی قتل کیے گئے۔ عمرو ابن سعید نے اس کو کہا کہ اس کی منادی کر دے۔ اس نے منادی کر دی یہ سن کر بنو ہاشم کی عورتیں رونے چیخنے لگیں اور عقیل بن ابی طالب کی بیٹی دیگر خواتین کے ہمراہ برہنہ سر اور دامن کشاں باہر نکلیں اور یہ اشعار پڑھتی

Marfat.com

جاتی تھیں۔(ترجمہ):

[یہ بتاؤ کہ تم اس وقت کیا کہو گے جب نبیؐ تم سے یہ کہیں گے کہ تم تو امت آخرین تھے۔ یہ تم نے میری اولاد اور اہل وعیال کے ساتھ کیا کیا کہ ان میں قیدی اور خون میں لتھڑے ہوئے افراد موجود ہیں میری نصیحتوں کا یہ بدلا نہیں تھا کہ تم میرے ہی عزیزوں سے میرے بعد ایسا سلوک کرتے ہو۔]

عمروان کی آوازیں سن کر ہنس پڑا اور یہ شعر پڑھا۔(ترجمہ شعر):

[بنوزیاد کی عورتوں نے ویسا ہی شوروغوغا کیا جیسا کہ جنگ ارنب کی صبح کو ہماری عورتوں نے کیا تھا۔]

ارنب ایک جنگ تھی جس میں بنوزبید نے بنوزیاد پر حملہ کیا تھا جو بنوحارث ابن کعب میں سے تھے۔ یہ شعر عمرو بن معدیکرب کا ہے۔ پھر عمرو نے کہا کہ یہ خبر مرگ بھی ویسی ہے جیسی کہ عثمانؓ کی تھی۔ ۱۳۱ اس کے بعد اس نے منبر پر چڑھ کر (حضرت) حسینؓ کی شہادت کی اطلاع دی۔

جب عبداللہ بن جعفر کو خبر ملی کہ ان کے دونوں بیٹے حسینؓ کے ساتھ شہید ہوئے تو اور لوگوں کے علاوہ ان کا ایک غلام بھی تعزیت کے لیے آیا۔اس نے کہا کہ ہم کو حسینؓ سے یہ صلہ ملا۔ابن جعفر نے ایک جوتا پھینک کر مارا اور کہا کہ او بدذات کے بچے کیا تو حسینؓ کے بارے میں ایسا کہتا ہے۔ خدا کی قسم اگر میں ان کے پاس موجود ہوتا تو جب تک ان کے ساتھ ہی نہ مرجاتا ان سے علیحدہ نہ ہونا چاہتا۔قسم ہے اللہ کی اسی سے تو میرے نفس کو چین آتا ہے اور ان دونوں بچوں کی مصیبت کا خیال اسی وجہ سے میرے لیے آسان ہوجاتا ہے کہ انھوں نے میرے بھائی، میرے چچیرے بھائی کے ساتھ غمخواری کرتے اور اس کے ساتھ ثابت قدمی کے ساتھ جنگ کرتے ہوئے جان دی۔ اگر میرے ہاتھوں نے حسینؓ سے غمخواری نہیں کی تو کم از کم میرے بچوں نے تو کی۔

جب اہل کوفہ (حضرت حسین کے) سر کو لے کر شام پہنچے اور دمشق کی مسجد میں داخل ہوئے تو مروان بن حکم نے آکر ان سے پوچھا تم نے کیا کچھ کیا۔انھوں نے واقعات کی اطلاع دی۔ وہ سن کر واپس چلا گیا۔ پھر اس کا بھائی یحیٰی بن حکم آیا اور یہی سوال کیا اس کو بھی وہی جواب دیا گیا اور وہ یہ کہہ کر وہاں سے چلا گیا کہ تم قیامت کے دن محمدؐ سے منہ چھپاتے پھرو گے میں ہرگز تم کو کسی امر پر کبھی جمع نہ

Marfat.com

کروں گا۔ جب وہ لوگ یزید کے پاس گئے تو یحییٰ بن حکم نے یہ اشعار پڑھے۔ (ترجمہ شعر):

[مقام طف میں جو سر ہیں وہ ابن زیاد جیسے غلام اور کھوٹے نسب والے آدمی سے زیادہ قرابت دار ہیں۔ سمیہ کی نسل تو سنگریزوں کی تعداد سے بھی زیادہ ہوگئی ہے مگر مصطفےٰ کی نسل میں سے آج کوئی بھی باقی نہیں ہے۔]

یزید نے اس کے سینے پر ہاتھ مار کر کہا "بس چپ رہو۔"

کہا جاتا ہے کہ حسینؓ کی شہادت کی رات اہل مدینہ میں سے ایک شخص نے کسی کو با آواز بلند یہ کہتے ہوئے سنا۔ (ترجمہ اشعار):

[اے حسینؓ کو جہالت سے قتل کرنے والو! عذاب اور وبال کی خوشخبری سن لو۔ تمام اہل آسمان تمھیں بد عائیں دے رہے ہیں اور ان میں نبی اور فرشتے اور قبائل شامل ہیں تم پر ابن داؤد اور موسیٰ و عیسیٰ کی زبانیں لعنت بھیج رہی ہیں۔]

دو تین ماہ تک یہ حال رہا کہ طلوع آفتاب کے وقت سے دو پہر تک لوگوں کو ایسا معلوم ہوتا تھا کہ جیسے دیواریں خون میں لتھڑی ہوئی ہیں۔ راس جالوت کا بیان ہے کہ میں کربلا سے گذرتے ہوئے ہمیشہ اپنے گھوڑے کو دوڑایا کرتا تھا تاکہ اس مقام کو پیچھے نہ چھوڑوں کیونکہ ہم لوگ آپس میں باتیں کیا کرتے تھے کہ اس جگہ ایک نبی کا بیٹا قتل ہوگا اور اس وجہ سے مجھے خوف آتا تھا لیکن جب حسینؓ قتل ہوگئے تو میں بے خوف ہوگیا پھر میں دوڑتا نہ تھا بلکہ چلتا تھا۔

کہتے ہیں کہ شہادت کے دن حسینؓ کی عمر ۵۵ برس تھی۔ ایک بیان یہ بھی ہے کہ اکسٹھ برس کی عمر میں شہید ہوئے مگر یہ محض لغو بات ہے ان کی شہادت ۶۱ھ کی دسویں محرم کو واقع ہوئی۔

تیمی جو تیم مرہ میں سے تھا اور بنو ہاشم کا طرفدار تھا، حسینؓ اور ان کے اہل وعیال کا مرثیہ کرتے ہوئے یہ اشعار کہتا ہے (ترجمہ اشعار):

[میں آل محمدؐ کے مکانوں کے پاس سے گزرا مگر میں نے ان کو ویسا نہ پایا جیسا کہ وہ ان کی رہائش کے زمانے میں تھے۔ خدا نہ کرے کہ یہ دیار اور اس کے اہالی دور ہوں۔ گو کہ وہ اپنے اہل سے خالی ہوگئے ہیں۔ اہل ہاشم کے مقام طف کے قتیل نے مسلمانوں کی گردنوں کو ذلیل و رسوا کیا۔ وہ لوگ سب کی امید تھے مگر پھر مبتلائے آفت ہوگئے۔ وہ

Marfat.com

آفتیں اور مصیبتیں عظیم وجلیل تھیں۔ کسی غنی کے پاس ہمارے خون کا ایک قطرہ بھی ہوتو یہ اس کو اس کا بدلہ دیں گے۔ جب قیس میں کوئی فقیر ہو جاتا ہے تو ہم اس کے لیے فقیر کی حاجت روائی کرتے ہیں۔ مگر جب جوتا ٹوٹ جاتا ہے تو قیس ہم کو قتل کرتے ہیں۔]

شہدائے کربلا کے نام

سلیمان کا بیان ہے کہ حسینؓ اور ان کے ہمراہیوں کی شہادت کے بعد ان سب کے سر ابن زیاد کے پاس لائے گئے جس کی تفصیل یہ ہے: بنوکندہ تیرہ عدد سر لے گئے اور ان کا سردار قیس ابن اشعث تھا بنو ہوازن بیس سر لے گئے ان کے ساتھ شمر ابن ذی الجوشن الضبابی تھا۔ بنوتمیم سترہ، بنو اسد سولہ، بنومذحج سات اور باقی تمام لشکر سات سر لے گئے یہ سب مل کر ستر سر ہوئے۔

شہداء میں ☆ حسینؓ بن علیؓ کو سنان بن انس نخعی (لعنہ اللہ) نے شہید کیا۔ ☆ عباسؓ بن علیؓ (جن کی والدہ ام البنین بنت حزام تھیں) کو زید بن رقاد جنبی اور حکیم بن طفیل السَّـنبسـیّ نے شہید کیا۔ ☆ جعفرؓ بن علیؓ، عبداللہ بن علیؓ اور عثمانؓ بن علیؓ بھی شہید ہوئے۔ ان تینوں کی والدہ بھی ام البنین تھیں۔ ان کو خولی بن یزید نے تیر مار کر شہید کیا۔ ☆ محمد بن علیؓ بھی شہید ہوئے، جن کی ماں ایک ام ولد تھیں۔ ان کو بنی دارم کے ایک آدمی نے شہید کیا۔ ☆ ابوبکرؓ بن علیؓ بھی، جن کی والدہ لیلیٰ بنت مسعود دارمیہ تھیں، شہید ہوئے مگر ان کی شہادت مشکوک ہے۔ ☆ علیؓ بن حسینؓ بن علیؓ بھی شہید ہوئے، ان کی والدہ لیلیٰ بنت ابی مرہ بن عروۃ ثقفی تھیں، اور ان کی ماں میمونہ بنت ابی سفیان بن حرب تھیں۔ ان کو (مرّہ بن) منقذ بن نعمان العبدی نے شہید کیا۔ ☆ عبداللہ بن حسینؓ بن علیؓ کو، جن کی والدہ رباب بنت امریٔ القیس کلبی تھیں، ہانی بن ثبیت حضرمی نے شہید کیا۔ ☆ حسینؓ کے بھائی حضرت حسنؓ کے بیٹے ابوبکر بھی سعد بن عمرو بن نفیل ازدی کے ہاتھ سے شہید ہوئے۔ ان کی والدہ ایک ام ولد تھیں۔ ☆ عون بن ابی جعفر بن ابی طالب (جن کی والدہ جماعت بنت میتب بن نجبہ فزاری تھیں) کو عبداللہ بن قطبۃ الطائی نے۔ ☆ محمد بن عبداللہ بن جعفر (جو خوصاء بنت خصفہ بن تیم اللہ بن ثعلبہ کے بیٹے تھے) کو عامر ابن نہشل تیمی نے۔ ☆ جعفر بن عقیل بن ابی طالب کو، جن کی والدہ بنت شقر بن ہضاب ام البنین تھیں، بشر بن خوط ہمدانی نے۔ ☆ عبدالرحمٰن بن عقیل (جن کی والدہ ام ولد تھیں) کو عثمان بن خالد جہنی

Marfat.com

نے۔☆ عبداللہ بن عقیل کو، جوایک ام ولد خاتون کے بیٹے تھے، عمرو بن صبیح الصیداوی نے ایک تیر سے شہید کیا۔☆ مسلم بن عقیل، جن کی والدہ بھی ام ولد تھیں، کوفے میں شہید ہوئے۔☆ عبداللہ بن مسلم بن عقیل (جو رقیہ بنت علی بن ابی طالب کے بیٹے تھے) کو عمرو بن صبیح الصیداوی نے شہید کیا۔ بعض کا خیال ہے کہ وہ مالک بن اُسَید حضرمی کے ہاتھ سے شہید ہوئے۔☆ علاوہ ان کے محمدؒ بن ابی سعید بن عقیل کو، جن کی والدہ ام ولد تھیں، لقیط بن یاسر جہنی نے شہید کیا۔ حسینؓ کے موالی میں سے ☆ حسین، ☆ منُجح اور ☆ عبداللہ بن بقطر شہید ہوئے۔ حسین کو سلیمان بن عوف حضرمی نے شہید کیا اور آخر الذکر حسینؓ کے دودھ شریک بھائی بھی تھے۔

حسن بن حسن بن علی اور عمرو بن حسین جو بالترتیب خولہ بنت منظور بن زبان فزاری اور ایک ام ولد خاتون سے تھے صغرسنی کی وجہ سے شہید نہیں کیے گئے۔

ابن عباس کا بیان ہے کہ جس روز حسینؓ شہید ہوئے ہیں اسی رات کو میں نے رسول اللہ ﷺ کو خواب میں دیکھا کہ ان کے ہاتھ میں ایک شیشی ہے جس میں وہ خون جمع کرتے جاتے ہیں تو میں نے پوچھا کہ یارسول اللہ یہ کیا ہے۔ فرمایا کہ یہ حسینؓ اور اس کے ہمراہیوں کا خون ہے میں اس کو خدائے تعالیٰ کے سامنے پیش کروں گا۔ ابن عباس نے صبح کو لوگوں کو حسینؓ کی شہادت کی اطلاع دی اور اپنا خواب بیان کیا چنانچہ تحقیق کرنے پر معلوم ہوا کہ وہ اسی دن شہید ہوئے تھے۔ ۱۴

بیان کیا جاتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو حسینؓ کی خاک میں سے کچھ مٹی دی تھی جو حضرت جبرئیلؑ ان کے پاس لائے تھے اور یہ فرمایا تھا کہ جب یہ مٹی خون ہو جائے تو سمجھ لینا کہ حسینؓ شہید ہو گئے۔ چنانچہ ام سلمہؓ اس خاک کو بحفاظت ایک شیشی میں اپنے پاس رکھے ہوئے تھیں۔ جب حسینؓ شہید ہو گئے تو وہ خاک خون بن گئی اور اسی بنا پر انھوں نے بھی لوگوں کو حسینؓ کی شہادت کی اطلاع دی تھی۔ حضرت ام سلمہ کا یہ واقعہ ان مورخین کے قول کے مطابق درست معلوم ہوتا ہے جو ان کی وفات کو حسینؓ کی شہادت کے بعد بتاتے ہیں۔

عمر بن سعد کے حسینؓ کی شہادت کے بعد واپس آنے پر ابن زیاد نے اس سے کہا کہ عمر مجھے وہ خط دے دو جو میں نے تم کو حسینؓ کے قتل کے بارے میں لکھا تھا۔ اس نے کہا کہ میں تمہارا حکم بجا لا چکا ہوں اور وہ خط ضائع ہو چکا ہے۔ ابن زیاد نے کہا نہیں ضرور دے دو۔ کہا کہ وہ ضائع ہو گیا ہے۔ اس

Marfat.com

نے پھر کہا کہ تمھیں ضرور دینا پڑے گا۔ کہا وہ تو وہیں چھوٹ گیا اور خدا کی قسم مدینے کی بوڑھی عورتیں اسے پڑھ کر ضرور مجھے معذور سمجھیں گی۔ خدا کی قسم میں نے تم کو حسینؓ کے بارے میں نصیحت کی تھی اگر میں اپنے باپ سعد بن ابی وقاص کو یہ نصیحت کرتا تو میں ضرور ان کا حق ادا کر دیتا۔ عثمان بن زیاد، عبیداللہ کے بھائی نے کہا سچ کہتے ہیں۔ خدا کی قسم میں یہ بہتر سمجھتا ہوں کہ بنی زیاد کا کوئی مرد ایسا نہ ہوتا جس کی ناک میں روز قیامت تک مہار پڑی ہوتی مگر حسینؓ شہید نہ ہوتے۔ عبیداللہ بن زیاد نے یہ گفتگو سن کر کوئی سرزنش نہ کی۔

ابو بلال مرداس بن حُدَیر الحنظلی کا قتل

ابو بلال مرداس کے خروج، عبیداللہ بن زیاد کے اس مقابلے کے لئے دو ہزار آدمیوں کی فوج بھیجنے ان افواج کے مقام آسک پر مقابل ہونے اور ابن زیاد کے لشکر کی ہزیمت کے حالات ہم اوپر بیان کر چکے ہیں۔ جب ابو بلال نے اس کی فوج کو ہزیمت دی اور اس کی اطلاع ابن زیاد کو ہوئی تو اس نے تیس ہزار کی ایک اور فوج اس کے مقابلے کے لیے روانہ کی جس کے سردار عباد بن اخضر تھے۔ اخضر عباد کی والدہ کا ایک خاوند تھا اور اسی کی طرف وہ منسوب ہے۔ اس کا اصلی نام عباد بن علقمہ بن عباد تمیمی تھا۔ غرض کہ عباد نے مقام توَّج پر ان کو جا لیا اور صف آرائی کر کے جنگ شروع کر دی۔ ادھر ابو بلال نے اپنے ہمراہیوں کے ساتھ ان پر حملہ کیا اور وہ لوگ نہایت ثابت قدمی اور سختی کے ساتھ لڑنے لگے۔ سہ پہر کے وقت ابو بلال نے کہا کہ آج جمعہ کا دن ہے اور وہ بڑا دن ہے اور پھر اس وقت نماز عصر کا وقت بھی ہے اس لیے تم ہم کو اتنی مہلت دے دو کہ ہم نماز ادا کر لیں۔ ابن اخضر نے قبول کیا اور اپنے آدمیوں کو لے کر پیچھے ہٹ گیا۔ ابن اخضر نے ان کی نماز کو غنیمت جان کر جلدی کی بلکہ کہتے ہیں کہ ابھی خوارج نماز پڑھ ہی رہے تھے کہ ابن اخضر اور اس کے اصحاب نے ان پر حملہ کر دیا۔ ان میں سے کوئی قیام کی حالت میں تھا، کوئی رکوع اور کوئی سجود میں مشغول تھا مگر کوئی ٹس سے مس نہ ہوا۔ عباد نے حملہ کر کے ان کے ایک ایک آدمی کو قتل کر دیا۔ عباد ابو بلال کے سر کو لے کر بصرے واپس روانہ ہوا۔ ابھی عباد اپنے چھوٹے لڑکے کو ہمراہ لیے ہوئے قصر امارت کی طرف جا ہی رہا تھا کہ اس کو عبیدہ ابن بلال نے دیکھ پایا جس کے ساتھ تین آدمی تھے۔ عبیدہ نے عباد سے کہا کہ ٹھیرو ہم تم سے مسئلہ پوچھنا چاہتے

Marfat.com

ہیں۔عباد ٹھہر گیا تو اس نے کہا کہ ہم چار بھائی ہیں ہمارا ایک بھائی مارا گیا ہے اب بتلاؤ تمھاری کیا رائے ہے۔کہا کہ امیر سے اس کی مدد طلب کرو اس نے جواب دیا کہ ہم نے طلب کی مگر اس نے نہیں دی۔پھر عبیدہ نے اپنے ہمراہیوں سے کہا کہ اسے مار ڈالو۔خدا اسے مارے۔وہ تینوں اس پر ٹوٹ پڑے اور اس پر مسلط ہو گئے اس نے اپنے لڑکے کو پھینک دیا اور اس طرح وہ خود بچ گیا مگر ابن عباد قتل ہوا۔یہ دیکھ کر لوگ ہر طرف سے خوارج پر گر پڑے اور عبیدہ کے سوا سب کو قتل کر دیا۔

ابن عباد کے قتل کے وقت ابن زیاد کوفے میں تھا مگر اس کا نائب عبیداللہ ابن ابی بکرہ بصرے میں مقیم تھا۔ابن زیاد نے اس کو لکھا کہ خوارج کا تعاقب کرے۔اس نے اس حکم کی پیروی کی اور خوارج کو پکڑنا شروع کیا۔اگر کوئی شخص خوارج میں سے کسی آدمی کی سفارش کرتا تو وہ ابن زیاد کی آمد تک اس کا ضامن ہوتا تھا اور جس خارجی کی کوئی کفالت نہ کرتا وہ اسے قید کر دیتا تھا۔عروہ بن اُدیّہ کو اس کے پاس لایا گیا تو اس نے اسے چھوڑ دیا اور کہا کہ میں خود تمھارا ضامن ہوں۔ابن زیاد نے آکر ان تمام خوارج کو بلا کر قتل کر دیا جو قید میں تھے پھر تمام ضامنوں کو بلایا جو شخص کسی خارجی کو لاتا تھا وہ اسے چھوڑ دیتا تھا اور خارجی کو قتل کر دیتا تھا لیکن اگر کوئی شخص کسی خارجی کو نہ لاتا تو وہ اسی کو قتل کر دیتا۔پھر اس نے عبیداللہ بن ابی بکرہ سے عروہ ابن اُدیّہ کو طلب کیا اس نے کہا کہ مجھے اس پر قدرت حاصل نہیں۔ابن زیاد نے کہا کہ اگر ایسا ہے تو میں اس کے بدلے میں تم ہی کو قتل کروں گا۔ابن ابی بکرہ نے عروہ بن ادیہ کا کھوج لگاتے لگاتے پکڑ لیا اور ابن زیاد کے سامنے پیش کر دیا۔ابن زیاد نے عروہ سے کہا کہ میں تم کو قطع اعضاء کے بعد قتل کروں گا۔عروہ نے جواب دیا تم خود اپنے نفس کے لیے جس قسم کا قصاص چاہتے ہو اختیار کرو۔اس پر ابن زیاد کے حکم سے پہلے عروہ کے دونوں ہاتھ اور دونوں پاؤں کاٹ ڈالے گئے اور پھر سولی پر لٹکا دیا گیا۔ایک روایت یہ بھی ہے کہ وہ ۵۸ھ میں قتل ہوئے۔

سلم بن زیاد کی ولایت

کہتے ہیں کہ اس سال یزید نے سلم بن زیاد کو خراسان کا حاکم بنایا۔اس کا سبب یہ ہوا کہ سلم یزید کے پاس گیا تو اس نے کہا کہ اے ابوحرب وہ مقامات (خراسان وبجستان) تمہارے ہی بھائیوں عبدالرحمٰن اور عباد کی حکومت میں ہیں۔سلم نے کہا کہ جو کچھ امیرالمومنین چاہیں کریں۔اس پر یزید نے

Marfat.com

اس کو خراسان اور سجستان کا حاکم بنادیا۔سلم نے حارث بن معاویہ الحارثی (جد عیسیٰ بن شبیب) کو خراسان بھیجا اور خود بصرے میں آکر خراسان جانے کے لیے تیاری کرنے لگا اور اپنے بھائی یزید کو سجستان روانہ کیا۔ادھر عبیداللہ ابن زیاد نے اپنے بھائی کو خط کے ذریعے سے سلم کے والی مقرر ہونے کی اطلاع دی۔عباد نے بیت المال کا تمام مال غلاموں میں تقسیم کردیا اور پھر بھی جو کچھ بچ گیا اس کے لیے منادی کردی کہ جو شخص پیشگی تنخواہ لینا چاہتا ہے آکر لے لے چنانچہ جو جو آیا اس نے اس کو پیشگی تنخواہ دے دی (اور اس طرح بیت المال خالی کرکے سلم بن زیاد کے لئے دشواری پیدا کی)۔اس کے بعد عباد سجستان کی طرف روانہ ہوا۔مقام جیرفت میں پہنچ کر اس کو سلم کے آنے کی اطلاع ملی اس وقت ان دونوں کے مابین ایک پہاڑ حائل تھا۔عباد اس طرف سے ہٹ گیا۔اس رات کو عباد کے ایک ہزار غلام روانہ ہوئے ہر ایک غلام کے پاس کم سے کم دس ہزار کی رقم تھی۔عباد چند سوار ہمراہ لے کر روانہ ہوا اور یزید کے پاس پہنچ گیا۔تو یزید نے اس سے مال کے متعلق سوال کیا اس نے کہا کہ میں سرحد کی گھاٹیوں کا حاکم تھا جو کچھ حاصل ہوا سب وہاں کے لوگوں میں تقسیم کردیا۔

جب سلم خراسان کی طرف روانہ ہوا تو یزید نے اس کو اس کے بھائی عبیداللہ بن زیاد کے نام اس مضمون کا ایک خط لکھ دیا کہ وہ سلم کو چھ ہزار چیدہ سوار دے دے۔ایک روایت یہ بھی ہے کہ اس نے چھ ہزار نہیں بلکہ صرف دو ہزار کے لیے لکھا تھا۔سلم بڑے بڑے سرداروں کو منتخب کرتا تھا چنانچہ عمران بن فضیل البرجمی، مہلب بن ابی صفرہ، عبداللہ بن خازم السلمی، طلحہ بن عبداللہ بن خلف الخزاعی، حنظلہ بن عرادہ، یحییٰ بن یعمر العدوانی، صلہ بن اشیم العدوی وغیرہ اس کے ہمراہ ہوئے۔

سلم خراسان کی طرف روانہ ہوا اور دریا کو جنگ کرنے کے لیے عبور کیا۔اس کے قبل بھی عمال خراسان جنگ کیا کرتے تھے اور موسم سرما میں مرد شاہجان کو واپس چلے جاتے تھے۔جب مسلمان چلے جاتے تو خراسان کے ملوک خوارزم کے قریب ایک شہر میں جمع ہوکر آپس میں عہد و پیمان کرتے تھے کہ ایک دوسرے کے خلاف جنگ نہ کریں گے۔اس کے علاوہ اپنے امور میں ایک دوسرے سے مشورہ کیا کرتے تھے۔جب مسلمان ان میں سے کسی سے کسی شہر پر حملہ آور ہونے کا مطالبہ کرتے تو وہ ایسا کرنے سے انکار کردیتے۔غرض کہ سلم نے وہاں پہنچ کر جنگ کی اور اس کی ایک جنگ میں موسم سرما آگیا۔مہلب بن ابی صفرہ نے سلم سے نہایت لجاجت کے ساتھ اس شہر کی طرف لشکر کشی کرنے کو کہا تو

Marfat.com

اس نے اس کو چھ (اور بقول بعض چار) ہزار آدمیوں کے ساتھ ادھر روانہ کیا۔ مہلب نے وہاں کے باشندوں کا محاصرہ کیا ان لوگوں نے اس شرط پر صلح کا مطالبہ کیا کہ وہ اپنی جانوں کا فدیہ پیش کر دیں گے چنانچہ ان سے دو کروڑ سے زیادہ رقم پر صلح کر لی گئی۔ شرائط صلح میں یہ بھی شامل تھا کہ (بعوض نقد رقم کے) ہر قسم کا سامان بھی لے لیا جائے گا چنانچہ مہلب نے (راس) لونڈی، غلام، چوپائے، جانور اور ہر قسم کا سامان اس کی اصلی قیمت سے نصف پر ان سے لے لیا۔ جس قدر مہلب ان سے وصول کر چکا تھا اس کی مجموعی قیمت پانچ کروڑ ہوتی تھی ان وجوہ سے مہلب کو سلم کے ہاں بہت کچھ اقتدار حاصل ہو گیا اور سلم نے ان چیزوں سے جو جو اس کو اچھی معلوم ہوئیں لے لیا اور ان کو یزید کے پاس بھیج دیا۔

سلم نے سمرقند پر فوج کشی کی اس وقت عبور دریا میں اس کی بیوی ام محمد بنت عبداللہ بن عثمان بن ابی العاص ثقفیہ اس کے ہمراہ تھیں اور عرب میں وہ پہلی خاتون تھیں جن کو ہمراہ لے کر دریا کو عبور کیا گیا وہاں ام محمد سے سلم کے ایک بیٹا پیدا ہوا جس کا نام اس نے صغدی رکھا۔ اس کی زوجہ نے صاحب صغد کی عورت سے اس کے زیورات عاریتاً لیے تھے مگر واپس نہیں کیے بلکہ لے کر وہاں سے روانہ ہو گئیں۔ سلم نے ایک اور لشکر خجندہ کی طرف روانہ کیا جس کا سردار اعشیٰ ہمدان تھا مگر اس کو ہزیمت ہوئی اس پر اعشیٰ نے یہ اشعار کہے۔ (ترجمہ اشعار):

[اے کاش کہ جنگ خجندہ میں میرے سواروں کو ہزیمت نہ ہوتی اور مقام مکرّ میں مجھے قتل کر کے میرا لباس لے لیتے۔ میری لاش کے پاس پرند جمع ہوتے اور میں خدا کے پاس خون سے رنگا ہوا جاتا۔]

یزید بن زیاد اور طلحة الطلحات کی ولایت سجستان

جب یزید بن معاویہ نے سلم بن زیاد کو خراسان پر حاکم مقرر کیا تو سلم نے اپنے بھائی یزید کو سجستان کی حکومت پر متعین کیا مگر اہل کابل نے عذر کیا اور عہد شکنی کر کے ابو عبیدہ بن زیاد کو قید کر دیا۔ اس لیے یزید بن زیاد ایک فوج لے کر ان کے مقابلے کے لیے گیا جنگ ہوئی مگر مسلمانوں کو ہزیمت ہوئی اور بہت سے شہید ہوئے۔ ان شہداء میں یزید بن عبداللہ بن ابی ملیکہ اور صلہ بن اشیم ابو صہباء العدوی (یعنی معاذہ عدویہ کا شوہر) شامل تھے۔ سلم کو اس واقعہ کی اطلاع ہوئی تو اس نے طلحہ بن عبداللہ بن

Marfat.com

خلف الخزاعی کو (جسے طلحۃ الطلحات کہتے تھے) روانہ کیا۔ اس نے پانچ لاکھ درہم زرفدیہ ادا کر کے ابوعبیدہ ابن زیاد کو چھڑا لیا۔ اس کے بعد طلحہ والی سجستان ہو کر کابل سے سجستان گیا وہاں پہنچ کر اس نے رعایا سے خراج وصول کیا۔ وہ اپنے پاس آنے والوں کو مال و نعمت دیا کرتا تھا اس کا انتقال بھی سجستان ہی میں ہوا۔ وہ بنو یشکر کے ایک شخص کو اپنا جانشین بنا گیا تھا مگر بنو مضر نے اسے خارج کر دیا اور ان میں باہم قومی تعصب پیدا ہو گیا جس کی وجہ سے رتبیل کو ان پر حملہ کرنے کا حوصلہ پیدا ہوا۔

عمرو بن سعید کی معزولی

کہتے ہیں کہ اس سال یزید نے مدینے سے عمرو بن سعید کو معزول کر کے اس کی جگہ ولید بن عتبہ بن ابی سفیان کو مقرر کیا۔ سبب یہ تھا کہ عبداللہ بن زبیر نے یزید کے خلاف مظاہرہ کیا اور حسینؓ کی شہادت کے بعد مکے میں ان سے بیعت لی گئی۔ جب ان کو حسینؓ کی شہادت کی خبر ملی تو انھوں نے لوگوں کے سامنے کھڑے ہو کر تقریر کی جس میں ان کی شہادت کو بہت اہمیت دی۔ اہل کوفہ پر خصوصاً اور اہل عراق کو عموماً شدید تنقید کی۔ خدائے تعالیٰ کی حمد و ثناء اور رسول اللہؐ پر صلوٰۃ وسلام کے بعد کہا:

''اہل عراق میں سوائے قلیل التعداد لوگوں کے باقی سب غدار اور فاجر ہیں۔ اور اہل کوفہ میں اہل عراق کے بڑے بڑے شریر النفس لوگ موجود ہیں۔ انھوں نے حسینؓ کو اس وعدے پر بلایا تھا کہ وہ ان کی مدد کریں گے اور ان کو اپنا والی بنا لیں گے لیکن جب وہ ان کے پاس پہنچ گئے تو انھوں نے ان پر حملہ کیا اور کہا کہ یا تو تم اپنا ہاتھ ہمارے ہاتھوں میں رکھ دو کہ ہم تم کو ابن زیاد ابن سمیہ کے پاس روانہ کر دیں تا کہ وہ تم پر حکم لگائے اور یا تم ہم سے جنگ کرو۔ حسینؓ نے دیکھا کہ وہ اور ان کے اصحاب تھوڑی تعداد میں ہیں جبکہ ان کے مقابلے میں ایک کثیر التعداد جماعت ہے اگرچہ خدائے تعالیٰ نے علم غیب سے کسی کو واقف نہیں کیا کہ وہ مقتول ہو گا مگر انھوں نے عزت کی موت کو ذلت کی حیات پر ترجیح دی۔ خدائے تعالیٰ حسینؓ پر رحم فرمائے اور ان کے قاتل کو ذلیل و خوار کرے مجھے اپنی جان کی قسم ہے ان لوگوں کی مخالفت اور نافرمانی جو انھوں نے حسینؓ سے کی دوسرے شخص کے لیے جو ان ہی کی جیسی حالت رکھتا ہو نصیحت حاصل کرنے اور اہل عراق سے باز رہنے کے

Marfat.com

لیے کافی ہے لیکن جو کچھ مقدر میں ہے وہ پورا ہونے والا ہے اور جب خدا کسی امر کا ارادہ کرتا ہے تو اسے روکا نہیں جاسکتا۔ کیا حسینؓ کے بعد ہم ان لوگوں سے مطمئن ہو سکتے، ان کے قول کو سچا سمجھ سکتے اور ان کے وعدے کو درست خیال کر سکتے ہیں؟ خدا کی قسم ہم ان کو اس کا اہل نہیں سمجھتے۔ خدا کی قسم انھوں نے حسینؓ کو قتل کر کے ایک ایسے قائم اللیل اور صائم النہار شخص کو شہید کیا ہے جو ان کے امور کا ان سے زیادہ حقدار تھا اور اپنے دین و فضل میں ان سے بہتر تھا۔ خدا کی قسم وہ قرآن کے عوض گمراہی پھیلانے والے نہ تھے۔ خدائے تعالیٰ کے خوف سے ان کے گریہ و بکا کی کوئی انتہا نہ تھی اور نہ وہ روزوں کو شراب پینے سے بدلا کرتے تھے اور نہ ان کی مجلسوں میں نصائح کے بدلے شکاری کتوں کا ذکر ہوا کرتا تھا (ان جملوں سے یزید پر طعن کرنا مقصود تھا) یہ لوگ عنقریب اپنی گمراہی کو پالیں گے۔

یہ سن کر ان کے ہوا خواہ ان کی طرف دوڑ پڑے اور کہا کہ آپ اپنی بیعت قائم کرنے کا اعلان کیجیے کیونکہ اب کوئی باقی نہیں ہے اور حسینؓ بھی نہیں کہ آپ سے بیعت کے معاملے میں تنازعہ کریں۔ اب تک ابن زبیر لوگوں سے پوشیدہ طور پر بیعت لیا کرتے تھے اور لوگوں میں یہ ظاہر کرتے تھے کہ وہ خانہ کعبہ میں پناہ گزیں ہیں۔ اب بھی انھوں نے لوگوں سے یہی کہا کہ تم جلدی نہ کرو۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ عمرو بن سعید مکے کے عامل تھے اور وہ ابن الزبیر کے لیے نہایت سخت تھے گو بظاہر رفق و مدارات سے پیش آتے تھے۔ جب یزید کو یہ معلوم ہو گیا کہ ابن زبیر نے مکے میں اتنی بڑی جماعت جمع کر لی ہے تو اس نے خدا سے پختہ عہد کیا کہ وہ ابن زبیر کو ضرور زنجیروں میں جکڑے گا۔ چنانچہ اس نے ابن عطاء، سعد اور ان کے ہمراہیوں کے ہاتھ ایک نقرئی زنجیر ابن زیاد کے پاس بھیجی اور ان کے ساتھ پشمینے کی ایک ٹوپی بھی کر دی کہ وہ ان کو اڑھادی جائے تا کہ لوگوں پر ظاہر نہ ہو۔ ابن عطاء نے مدینے پہنچ کر مروان بن حکم کو جو اس وقت وہاں موجود تھا اطلاع دی کہ وہ وہاں کس غرض سے آیا ہے۔ مروان نے اپنے دو بیٹوں کو جن میں سے ایک کا نام عبدالعزیز تھا، اس کے ساتھ کر دیا اور ان دونوں کو سمجھا دیا کہ جب یزید کا قاصد ابن زبیر کے پاس پہنچے تو تم ان کے سامنے جاؤ اور تم میں سے ایک مثال کے طور پر یہ اشعار پڑھے:

[یہ بات گرہ میں باندھ لو، عزت دار کے لئے ایسی روش مناسب نہیں۔ اے عامر لوگوں نے تم پر ایک معیوب طریقے میں الزام لگایا ہے اور یہ ہمسایوں کے سامنے ہو رہا

Marfat.com

ہے۔مگر الگ تھلگ۔تم جو لوگوں کے خیر خواہ بنتے ہو میں تم کو ایسے شخص کی حالت میں دیکھ رہا ہوں جس سے کہا جاتا ہے کہ ڈول لیے ہوئے پیچھے ہٹ اور آگے بڑھ۔]

چنانچہ جب یزید کا قاصد ابن زبیر کے پاس پیغام لے کر پہنچا تو عبدالعزیز نے یہ اشعار پڑھے۔ابن زبیر نے کہا کہ اے مروان کے بیٹو جو کچھ تم نے کہا میں نے سن لیا ہے تم جا کر اپنے باپ سے کہہ دو کہ (اشعار کا ترجمہ):

[میں تو اس معاملے میں بالکل خاموش بہرا بنا ہوا ہوں۔اونٹنیاں نوحہ کرتی ہیں تو کریں۔بجز اس حق کے جس کا میں طلبگار ہوں اور تو کسی کے لیے میں نرم نہ ہوں گا جب تک کہ چبانے والے کے دانت کے لیے پتھر نرم نہ ہو جائے۔]

ابن الزبیر نے یزید کے پیغام رسالوں سے خود کو محفوظ کرلیا اس پر ولید ابن عتبہ اور بنوامیہ کے چند آدمیوں نے یزید سے کہا اگر عمرو بن سعید (والی مکہ) چاہتا تو ابن زبیر کو پکڑ کر یزید کے پاس بھیج سکتا تھا لہٰذا یزید نے عمرو کو معزول کر کے ولید کو والی حجاز مقرر کر دیا۔

ولید نے عمرو کے غلمان اور موالی کو قید کر دیا۔عمرو نے سفارش کی مگر ان کو چھوڑنے سے انکار کر دیا۔اس لئے عمرو نے مدینے سے دورات کا سفر طے کر کے اپنے غلاموں کے پاس اونٹ بھیج دیئے اور وہ قید خانے کو توڑ کر عمرو کی طرف روانہ ہو گئے اور شام پہنچ کر اس سے جا ملے۔پھر عمرو، یزید کے پاس گیا اور ابن الزبیر نے مکّے میں جو مکر پھیلا رکھا تھا اس سے اس کو مطلع کیا۔یزید نے اس کے عذر کو قبول کیا۔

متفرق واقعات/ وفیات

اس سال ولید نے لوگوں کے ساتھ حج کیا۔

ان دنوں عراق میں عبیداللہ بن زیاد اور خراسان میں سلم بن زیاد والی تھے اور کوفے میں شریح اور بصرے میں ہشام بن ہبیرہ محکمہ قضاء پر مقرر تھے۔

اس سال علقمہ بن قیس نخعی صاحب ابن مسعود نے انتقال کیا اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ۶۲ھ یا ۶۵ھ میں انتقال کیا۔اس وقت ان کی عمر نوے سال کی تھی۔

اسی سال منذر بن جارود العبدی اور جابر بن عتیک الانصاری (اور بقول بعض حرہ) نے

Marfat.com

انتقال کیا اس وقت ان کی عمر اکانوے سال کی تھی اور وہ جنگ بدر میں شریک تھے۔

اسی سال حمزہ ابن عمرو الاسلمی نے اکہتر (۷۱) (اور بقول بعض ۸۰ اسی) برس کی عمر میں انتقال کیا وہ صحابہ میں سے تھے۔

اسی سال خالد بن عرفطہ اللیثی (اور بقول بعض العذری) حلیف بنوزہرہ نے انتقال کیا اور یہ بھی کہتے ہیں کہ ان کا انتقال ۶۰ھ میں ہو چکا تھا۔ وہ صحابہ میں سے تھے۔

حواشی وحوالہ جات

۱۔ یہ سورۃ الفتح، آیت ۱۰ کا ترجمہ ہے۔ ۲۔ الاحزاب: ۲۳۔

۳۔ غاضریہ کی نسبت بنواسد کے غاضرہ کی طرف ہے۔ یہ نواح کوفہ کا ایک قریہ تھا جو کربلا کے قریب تھا۔

۴۔ دستبی، رے اور ہمدان کے درمیان ایک وسیع علاقہ تھا۔ معجم البلدان، ج ۲، ص ۴۵۴۔

۵۔ یونس: ۷۱۔ ۶۔ الاعراف: ۱۹۶۔

۷۔ الاحزاب: ۲۳۔ ۸۔ آل عمران: ۲۶۔

۹۔ الحدید: ۲۲-۲۳۔ ۱۰۔ الشوریٰ: ۳۰۔

۱۱۔ عمرو بن حسین، حضرت حسین کے کمسن بیٹے تھے۔ ان کی والدہ ایک ام ولد تھیں۔ وہ کمسنی کی وجہ سے بچ گئے۔ ۱۲۔ مجمع الامثال، جلد ۱، ص ۶۵۸۔

۱۳۔ یعنی حضرت عثمان کی شہادت سے بنوامیہ غمزدہ تھے جبکہ بنو ہاشم ملنے والی خلافت کی وجہ سے اس وقت خوش اور مطمئن تھے۔ حضرت حسین کی شہادت سے بنو ہاشم ماتم کناں تھے جبکہ بنوامیہ اپنی خلافت کے بچ جانے کی وجہ سے بے فکر اور مطمئن تھے۔

۱۴۔ یہ روایت احمد کی مسند (جلد ۱، ص ۲۸۳)، طبرانی کی معجم الکبیر (جلد ۳، رقم ۲۸۲۲)، ابن عساکر (تہذیب التہذیب و تاریخ دمشق، جلد ۴، ص ۳۴۳) اور ذہبی کی تاریخ الاسلام، ص ۱۷ پر موجود ہے۔

Marfat.com

بائیسواں باب:

۶۲ھ کے واقعات

اہل مدینہ کے وفد کی شام روانگی

جب ولید والی حجاز ہوا تو وہ ابن الزبیر کی غفلت کی تاک میں رہا مگر وہ ہمیشہ اس کے ہاتھوں سے محفوظ اور بچے رہے۔

حسینؓ کی شہادت پر نجدہ ابن عامر النخعی نے یمامہ اور ابن زبیر نے حجاز میں فتنہ برپا کیا حج کے زمانے میں مقام عرفہ سے اوّلاً ولید تمام حجاج کے ساتھ گذر جاتا۔ ابن الزبیر اور نجدہ اپنے اپنے اصحاب کے ساتھ وہیں کھڑے ہوئے ہوتے پھر ابن الزبیر اپنے اصحاب کے ساتھ اور نجدہ اپنے اصحاب کے ساتھ میدان عرفہ سے گذرتے۔ (یعنی ۶۲ھ میں تین امیرانِ حج کے تحت حج ہوا۔ ایک گورنر حجاز ولید، دوسرے امیر عبداللہ بن زبیر اور تیسرا امیر نجدہ بن عامر خارجی تھا۔)

نجدہ، ابن زبیر سے اس قدر بار بار ملتا تھا کہ لوگوں کو یہ گمان ہوگیا کہ وہ ابن زبیر سے بیعت کرلے گا۔ اس کے بعد ابن زبیر نے ولید سے یہ چال چلی کہ یزید کو ایک خط میں یہ لکھا کہ تم نے ہمارے پاس ایک بیوقوف آدمی کو بھیجا ہے جو کسی کی ہدایت سے فائدہ نہیں اٹھاتا اور کسی مرد دانا کی نصیحت پر کان نہیں دھرتا۔ اگر تم ہمارے پاس ایک نرم مزاج آدمی کو بھیجتے تو تم بجا طور پر توقع کرسکتے تھے کہ سختی کی جگہ آسانی اور تفرقہ کی جگہ اجتماع پیدا ہوجائے گا۔ اس پر یزید نے ولید کو معزول کرکے عثمان بن محمد بن ابی سفیان کو مقرر کیا۔ وہ ایک بالکل کم عمر، ناواقف اور ناتجربہ کار آدمی تھا۔ ابھی اس کی عمر میں پختگی اور عقل نہیں آئی تھی، اور سیاسی بصیرت نام کو نہیں تھی۔ اس نے یزید کے پاس ایک وفد بھیجا جس میں اہل مدینہ میں سے عبداللہ بن حنظلہ، غسیل الملائکہ، عبداللہ بن ابی عمرو بن حفص بن مغیرہ

Marfat.com

مخزومی، منذر بن زبیر اور کثیر التعداد اشراف شہر شامل تھے۔ وہ سب جب یزید کے پاس پہنچے تو یزید نے ان کی بہت عزت کی۔ ان سے حسن سلوک سے پیش آیا اور بڑے بڑے انعامات دیئے چنانچہ اس نے عبداللہ بن حنظلہ کو جو ایک شریف النسب اور فاضل اور عابد شخص تھے۔ ایک لاکھ درہم اور ان کے آٹھ بیٹوں کو جو ان کے ساتھ تھے دس ہزار درہم فی کس دیئے۔ وہاں سے وہ سب تو مدینے واپس آ گئے مگر منذر بن زبیر عراق پہنچ کر ابن زیاد سے ملے۔ یزید نے ان کو بھی ایک لاکھ انعام دیا تھا غرض کہ جب اس وفد کے افراد وہاں سے مدینے واپس پہنچے تو انھوں نے لوگوں میں کھڑے ہو کر یزید کو سب وشتم کیا اور اس کی عیب جوئی کی اور کہا کہ ہم ایک ایسے شخص کے پاس سے آ رہے ہیں جس کا کوئی دین نہیں ہے۔ وہ شراب پیتا ہے، طنبورہ بجاتا ہے مغنّی ومطرب اس کے پاس بیٹھے گاتے بجاتے رہتے ہیں۔ وہ کتوں سے کھیلتا رہتا ہے اور رات میں بدمعاش اس کے پاس جمع ہو کر غپ شپ کیا کرتے ہیں۔ ہم تمھارے سامنے گواہی دیتے ہیں کہ ہم نے اسے خلافت سے علیحدہ کر دیا ہے۔ عبداللہ بن حنظلہ غسیل الملائکہ نے کھڑے ہو کر کہا کہ میں تمھارے پاس ایک ایسے شخص کے پاس سے آیا ہوں کہ اگر ان لڑکوں کے سوا میرے ساتھ اور کوئی نہ ہوتا تو میں ضرور اس سے جہاد کرتا۔ اس نے مجھے انعامات دیئے ہیں اور میری عزت وتوقیر کی ہے مگر میں نے اس کی بخشش صرف اس لیے قبول کی ہے کہ اس سے اپنی خوراک کا سامان بہم پہنچاؤں۔ یہ سن کر لوگوں نے یزید سے خلع کر کے عبداللہ بن حنظلہ غسیل الملائکہ سے یزید کے خلع کرنے کے لیے بیعت کی اور ان کو اپنا والی بنایا۔

ادھر منذر بن زبیر نے یہ کیا کہ وہ ابن زیاد کے ہاں پہنچے تو اس نے اُن کی بہت خاطر ومدارات کی اور اچھی طرح پیش آیا کیوں کہ وہ زیاد کے دوست تھے چونکہ اس عرصے میں یزید نے مدینے کا تمام واقعہ سن لیا تھا اس لیے ابن زیاد کے پاس یزید کا اس مضمون کا خط پہنچا کر منذر کو قید کر دیا جائے۔ ابن زیاد کو یہ بات ناگوار گذری کیونکہ منذر اس کے مہمان اور اس کے باپ کے دوست تھے۔ تاہم ابن زیاد نے منذر کو بلا کر اس خط کے مضمون سے آگاہ کیا اور ان سے کہا کہ جب لوگ میرے پاس جمع ہوں آپ کھڑے ہو کر یہ کہیں کہ اب مجھے اجازت دیجیے کہ میں اپنے وطن کو واپس چلا جاؤں۔ میں کہوں گا کہ نہیں بلکہ ابھی میرے پاس آپ اور ٹھیریں کیونکہ آپ میرے بزرگ اور ہمدرد ہیں۔ آپ یہ جواب دیں کہ نہیں وہاں میری جائداد وغیرہ ہے اور مجھے ایسے کام درپیش ہیں کہ میرا وہاں جانا ضروری ہے۔ یہ سُن کر میں آپ کو

Marfat.com

روانگی کی اجازت دے دوں گا اور آپ اپنے ہاں چلے جایئے گا۔ چنانچہ جب لوگ ابن زیاد کے پاس جمع ہوئے تو منذر نے ایسا ہی کیا اور ابن زیاد کے اجازت دینے پر وہ وہاں سے روانہ ہو کر مدینے آ گئے اور وہاں لوگوں کو یزید کے خلاف برانگیختہ کرنے والوں میں شامل ہو گئے۔ انھوں نے لوگوں سے کہا کہ یزید نے مجھے ایک لاکھ انعام دیا ہے مگر اس کا یہ احسان مجھے اس امر سے باز نہیں رکھ سکتا کہ میں تم کو اس کا حال سناؤں خدا کی قسم وہ شراب پیتا ہے بخدا اسے اس قدر نشہ ہو جاتا ہے کہ وہ نماز ترک کر دیتا ہے۔ اسی طرح کی اور باتیں کر کر کے اپنے دیگر ہمراہیوں کے مانند نہایت سختی سے یزید کے عیوب ظاہر کئے۔

یزید نے نعمان بن بشیر انصاری کو بلا کر کہا کہ مدینے کے باشندوں کی زیادہ تعداد تمھاری ہی قوم سے ہے۔ جو بات وہ کرنا چاہیں کوئی شخص ان کو اس سے باز نہیں رکھ سکتا اور اگر اس امر میں وہی نہ اٹھ کھڑے ہوتے تو لوگ ہرگز میری مخالفت کرنے کی جرأت نہ کرتے۔ نعمان وہاں سے روانہ ہوئے اور اپنی قوم میں آ کر لزوم طاعت کی تاکید اور فتنۂ وفساد سے خوف دلاتے ہوئے کہا کہ اہل شام کے مقابلے میں تمھاری کچھ بھی طاقت نہیں ہے۔ عبداللہ بن مطیع العدوی نے جواب دیا کہ اے نعمان یہ بتاؤ کہ اس وقت جبکہ ہمارا کام بن گیا ہے تم کو کس چیز نے فساد برپا کرنے اور ہماری جماعت میں تفرقہ ڈالنے پر آمادہ کیا؟ نعمان نے کہا کہ مجھے یہ نظر آ رہا ہے کہ جب تمھارے پاس بہت سی جماعتیں آ جائیں گی اور وہ تمھارے لیے ڈٹ جائیں گی۔ ان کے سر اور پیشانیاں تلوار سے کٹنے لگیں گی اور فریقین میں موت کی چکی چلنے لگے گی تب تم اپنے خچر پر سوار ہو کر مکے کی طرف بھاگنے لگو گے اور ان بے چارے مساکین (یعنی انصار) کو ایسی حالت میں چھوڑ دو گے جو اپنے گھروں کی گلیوں میں اور اپنی مسجدوں میں اور اپنے گھروں کے دروازوں پر قتل ہو رہے ہوں گے۔ مگر لوگوں نے ان کی بات نہ مانی اور وہ چلے گئے آخر ہوا وہی جو کچھ کہ انھوں نے کہا تھا۔

عقبہ بن نافع کی دوبارہ ولایت افریقہ

ہم اس سے قبل عقبہ کے افریقہ سے معزول ہو کر شام واپس چلے جانے کا ذکر کر چکے ہیں جب وہ امیر معاویہ کے پاس پہنچے تو انھوں نے ان کو افریقہ واپس بھیجنے کا وعدہ کیا لیکن عقبہ ابھی شام ہی میں تھے کہ امیر معاویہ نے انتقال کیا۔ یزید نے ان کو اسی سال دوبارہ ۶۲ھ میں افریقہ کا عامل بنا کر بھیجا وہ قیروان تک نہایت شان سے گئے اور وہاں امیر ابو المہاجر کو گرفتار کر کے زنجیروں میں جکڑ دیا

Marfat.com

پھر قیروان میں ایک فوج اور اپنے فرزندوں اور اموال کو چھوڑ کر زہیر بن قیس البلوی کو اپنا جانشین بنایا اور اپنی اولاد کو بلا کر کہا کہ "میں نے اپنی جان کو خدائے تعالیٰ کے لیے فروخت کر دیا ہے میں کافروں سے جہاد کرتا رہوں گا پھر جو کچھ اس کے بعد کیا جانا چاہیے اس کے لیے وصیت کر جاؤں گا۔"

اس کے بعد عقبہ وہاں سے ایک لشکر جرار لے کر روانہ ہوئے اور شہر باغایہ پہنچے۔ وہاں اہل روم کی ایک زبردست جماعت ان کے مقابلے کے لیے تیار تھی۔ انھوں نے عقبہ سے نہایت شدید جنگ کی مگر ناکام ہوئے۔ عقبہ نے ان کو بڑی سختی کے ساتھ قتل کیا اور بہت سامال غنیمت ان کے ہاتھ آیا۔ اہل روم ہزیمت کھا کر شہر میں داخل ہو گئے۔ عقبہ نے ان کا محاصرہ کر لیا مگر بعد میں محاصرے کو قائم رکھنا ناگوار سمجھ کر بلاد زاب کی طرف روانہ ہوئے جو ایک وسیع ملک ہے اور متعدد شہروں اور قریوں پر حاوی ہے۔ ان بلاد میں پہنچ کر وہ سیدھے اس کے صدر مقام اربہ گئے وہاں بھی اہل روم ونصاریٰ نے مقابلہ کیا اور ان لوگوں میں سے بعض پہاڑ کی طرف فرار ہو گئے۔ مسلمان اور اس شہر کے نصاریٰ میں متعدد مرتبہ جنگ ہوئی۔ انجام کار نصاریٰ کو شکست ہوئی۔ عقبہ نے ان کے بہت سے سواروں کو قتل کیا اور تاہرت کی طرف روانہ ہو گئے۔ جب اہل روم کو ان لوگوں کی ہزیمت کی خبر ملی تو انھوں نے اہل بربر سے مدد کی درخواست کی۔ انھوں نے قبول کیا اور کثیر تعداد میں ان کی مدد کے لیے آئے اور جان توڑ کر لڑنے لگے۔ دشمن کی کثرت کی وجہ سے مسلمانوں کو سخت مشکل کا سامنا پڑا مگر خدائے تعالیٰ نے ان کی مدد کی اور اہل روم اور بربر بھاگ اٹھے۔ بہت سے تہ تیغ ہوئے اور مسلمانوں نے ان کے اموال واسلحہ پر قبضہ کر لیا۔

عقبہ وہاں سے طنجہ گئے جہاں ان کو یلیان نامی ایک رومی بطریق ملا جس نے ان کو عمدہ عمدہ تحائف دیئے اور ان کا مطیع ہو گیا۔ عقبہ نے اس سے اندلس کے متعلق سوال کیا تو اس پر یہ سوال بہت گراں گذرا۔ پھر انھوں نے بربریوں کے متعلق سوال کیا تو اس نے کہا کہ وہ کثیر التعداد ہیں ان کا شمار سوائے اللہ کے کسی کو معلوم نہیں۔ وہ سوس ادنیٰ میں رہتے ہیں اور سب کے سب کفار ہیں۔ نصرانیت میں داخل نہیں اور بڑے جنگجو ہیں۔ یہ معلوم کر کے عقبہ نے ان کے مقابلے کے لیے سوس ادنیٰ کا رخ کیا جو طنجہ کے مغرب میں واقع ہے۔ ابھی وہ بربروں کے ملک کے ابتدائی حصے ہی میں تھے کہ ان کے ایک مجمع کثیر نے عقبہ کا مقابلہ کیا۔ عقبہ نے ان سے شدید جنگ کی۔ جس جس طرف وہ لوگ بھاگ کر گئے تھے اُس اُس طرف انھوں نے اپنے سوار بھیج دیئے اور خود وہاں سے کوچ کر کے سوس اقصیٰ پہنچے۔

Marfat.com

وہاں بھی اہل بربر بے شمار تعداد میں ان کے مقابلے کے لیے جمع تھے۔ عقبہ نے ان کا مقابلہ کیا اور جنگ کر کے ان کو شکست دی۔ مسلمانوں نے ان میں سے اتنے آدمیوں کو قتل کیا کہ وہ تھک گئے اور بہت سامال غنیمت اور کثیر التعداد قیدی ان کے ہاتھ آئے۔

عقبہ وہاں سے چل کر مقام مالیان پہنچے اور وہاں سمندر کو دیکھ کر کہا کہ یاالٰہی اگر یہ سمندر نہ ہوتا تو میں تیرے راستے میں جہاد کرتا ہوا آگے بھی چلا جاتا۔ غرض کہ وہ وہاں سے واپس آگئے اور ایک مقام پر پہنچے جو آج کل ماء الفرس کہلاتا ہے وہاں پانی دستیاب نہ ہونے کی وجہ سے لوگوں کو اس قدر شدت کی پیاس لگی کہ ان کو ہلاکت کا اندیشہ ہونے لگا۔ عقبہ نے دو رکعت نماز پڑھ کر دعا کی ان کے گھوڑے نے اپنے سم سے زمین کو کھودنا شروع کیا جس کی وجہ سے ان کو ایک پتھر نظر آیا جس کے نیچے پانی بہ رہا تھا۔ عقبہ نے لوگوں کو آواز دی لوگوں نے وہاں بہت سے جھیرے کھودے اور پانی پیا اس وجہ سے اس مقام کا نام ماء الفرس (یعنی گھوڑے کا چشمہ) ہو گیا۔

عقبہ شہر طبنہ جہاں سے قیروان آٹھ دن کی مسافت پر ہے، پہنچے تو انھوں نے اپنے ہمراہیوں کو حکم دیا کہ وہ فوج فوج ہو کر آگے بڑھیں کیونکہ دشمنوں کو پامال کر دینے کے بعد ان کو یقین ہو گیا تھا کہ انھوں نے اب ایسا کوئی دشمن باقی نہیں رکھا ہے جس سے خوف کھایا جائے۔ اس کے بعد وہ ایک چھوٹی سی جماعت کو لے کر تہوذا کو دیکھنے گئے۔ اہل روم ان کی قلیل جماعت دیکھ کر طمع میں گرفتار ہو گئے اور قلعے کا دروازہ بند کر کے عقبہ کو سب وشتم کرنے اور ان سے لڑنے لگے عقبہ ان کو اسلام کی طرف بلاتے تھے مگر انھوں نے قبول نہ کیا۔

کُسیلہ بن لمزم بربری کا خروج

یہ کُسیلہ بن لمزم بربری، ابوالمہاجر کے زمانہ ولایت افریقہ میں مسلمان ہو گیا تھا اور نہایت پکا مسلمان تھا۔ وہ بربروں کے اکابر اور اہل الرائے لوگوں میں سے تھا اور ابوالمہاجر کے ساتھ رہا کرتا تھا جب عقبہ افریقیہ کے والی ہوئے تو ابوالمہاجر نے ان کو کُسیلہ کے رتبہ ومنزلت سے آگاہ کیا اور اس کی حفاظت کے لیے کہا مگر عقبہ نے منظور نہ کیا اور اسے ایک معمولی آدمی سمجھا۔ عقبہ کے پاس ایک بکری لائی گئی انھوں نے کُسیلہ کو اس کے ذبح کرنے اور کھال اتارنے کا حکم دیا۔ کُسیلہ نے کہا کہ یہ میرے جوان

Marfat.com

اور غلام موجود ہیں میری طرف سے تکلیف اٹھالیں گے۔ عقبہ نے اسے گالیاں دیں اور کھال اتارنے کا حکم دیا۔ کُسَیلہ نے ایسا ہی کیا مگر ابوالمہاجر کو عقبہ کی یہ حرکت ناگوار گذری۔ ابوالمہاجر نے کہا کہ اس شخص کا اچھی طرح خیال رکھیے مجھے اس کی طرف سے آپ کے لیے خوف ہے۔ لیکن عقبہ نے سستی کی اور کُسَیلہ نے یہ بات اپنے دل میں رکھی۔ آخر کار جب یہ موقع آیا اور اہل روم نے عقبہ کے ہمراہیوں کی قلت تعداد دیکھی تو انھوں نے کُسَیلہ کے پاس پیغام بھیجا۔ کُسَیلہ اس وقت اس کینہ کو دبائے ہوئے عقبہ کی فوج میں شامل تھا۔ اہل روم کے نامہ و پیام سے کُسَیلہ نے اپنا کینہ ظاہر کیا اور اپنے اہل اور برادران عمزاد کو لے کر عقبہ کے مقابلے کے لیے چلا۔ ابوالمہاجر نے کہا کہ جلدی کرو قبل اس کے کہ اس کی جماعت کو تقویت حاصل ہو۔ اس وقت ابوالمہاجر زنجیروں میں دست و پابستہ عقبہ کے ہمراہ تھے۔ عقبہ کُسَیلہ کی طرف بڑھے مگر کُسَیلہ ان کے راستے سے ایک طرف کو ہٹ گیا تا کہ اس کے آدمیوں کی تعداد زیادہ ہو جائے یہ دیکھ کر ابوالمہاجر نے ابومحجن ثقفی کے یہ اشعار بطور مثال پڑھے۔ (ترجمہ شعر):

[میرے لیے یہی غم کافی ہے کہ وہ سوار نیزہ لیے ہوئے آ اور جا رہے ہیں اور میں
مضبوط تسموں سے بندھا ہوا ہوں میں کھڑا ہوتا ہوں تو زنجیریں مجھے تکلیف دیتی ہیں اور
میرے سامنے کے سب راستے نہایت سختی سے بند ہو جاتے ہیں۔]

عقبہ کو ان اشعار کی اطلاع ملی تو انھوں نے ابوالمہاجر کو رہا کر دیا اور کہا کہ تم مسلمانوں میں مل جاؤ اور ان کے امر کا انتظام کرو کیونکہ میں شہادت حاصل کرنا چاہتا ہوں مگر ابوالمہاجر نے ایسا نہ کیا اور کہا کہ میں بھی شہادت حاصل کرنا چاہتا ہوں۔ اس پر عقبہ اور سب مسلمانوں نے اپنی اپنی تلواروں کی میانیں توڑ ڈالیں اور بربریوں کے مقابلے کے لیے بڑھے ان سے جنگ کی اور تمام مسلمان شہید ہو گئے۔ کوئی ان میں بچ کر نہ بھاگ سکا۔ محمد بن اوس انصاری چند آدمیوں کے ہمراہ گرفتار ہو گئے مگر صاحب قفصہ نے ان کو چھڑا لیا اور ان کو قیروان پہنچا دیا۔ زہیر بن قیس البلوی نے جنگ آزمائی کا ارادہ کیا مگر صنعانی کی فوج نے ان کی مخالفت کی اور وہ مصر کی طرف روانہ ہو گئے۔ بہت سے لوگوں اور زہیر کو ان کے ساتھ واپس آنے پر مجبور ہونا پڑا چنانچہ وہ وہاں سے واپس آ کر برقہ گئے اور وہاں مقیم ہو گئے۔ کُسَیلہ کا یہ ہوا کہ تمام اہل افریقہ اس کے گرد جمع ہو گئے اور اس نے افریقہ کا قصد کیا جہاں مسلمانوں کے خاندان رہتے تھے۔ وہ سب کُسَیلہ سے امان کے طالب ہوئے اور کُسَیلہ نے ان کو امان دے دی۔

Marfat.com

اس کے بعد کُسَیلہ قیروان میں داخل ہوا اور افریقہ پر غلبہ حاصل کر کے اس وقت تک وہیں مقیم رہا جب تک کہ عبدالملک بن مروان کی حکومت مضبوط نہیں ہوگئی۔ عبدالملک نے زہیر بن قیس البلوی کو عامل افریقہ مقرر کیا۔ وہ اس وقت برقہ کی سرحد پر اس کی حفاظت ونگہداشت کے لیے مقیم تھے۔

زہیر بن قیس کی ولایت افریقہ

جب عبدالملک بن مروان خلیفہ ہوا تو اس سے قیروان کے مسلمانوں کا ذکر کیا گیا اور اس کے اصحاب نے اس کو افریقہ میں فوج بھیجنے اور مسلمانوں کو نجات دلانے کا مشورہ دیا۔ عبدالملک نے زہیر بن قیس البلوی کو بطور والی افریقہ کی تقرری کا حکم لکھ بھیجا اور ایک زبردست لشکر بھی روانہ کیا۔ چنانچہ زہیر ۶۹ھ میں افریقہ کو روانہ ہوگئے۔ کُسَیلہ کو اس امر کی اطلاع ملی تو اس نے مجلس منعقد کی اور ہر طرف سے اہل بربر اور اہل روم کو جمع کر کے اپنے سربرآوردہ اصحاب کو بلایا اور کہا کہ میرا ارادہ ہے کہ میں ممش میں جا کر ٹھہروں کیونکہ قیروان میں بہت سے مسلمان ہیں۔ ان کا ہم پر عہد ہے ہم ان سے عذر نہ کریں گے۔ ہمیں خوف ہے کہ اگر ہم زہیر سے جنگ کریں تو یہ لوگ ہمارے پیچھے سے ہم پر حملہ کر دیں۔ اگر ہم ممش میں مقیم ہو جائیں تو ان لوگوں (اہل قیروان) سے بےفکر ہو جائیں گے اور زہیر سے جنگ کریں گے اگر ہم جیت گئے تو طرابلس تک ہم ان کا تعاقب کریں گے اور افریقہ سے ان کا نام ونشان مٹا دیں گے اور اگر وہ فتح مند ہوئے تو ہم پہاڑوں میں جا کر اپنی جان بچالیں گے۔ ان سب نے منظور کیا اور کُسَیلہ نے ممش کی طرف کوچ کیا۔ زہیر کو جب اس کی خبر ہوئی تو وہ قیروان کے اندر نہیں گئے بلکہ تین دن تک اس کے باہر ہی پڑے رہے اور جب اچھی طرح ستا چکے تو کُسَیلہ کی تلاش میں روانہ ہوئے۔ دونوں فوجوں کا مقابلہ ہوا۔ نہایت شدت سے جنگ ہوئی۔ فریقین میں سے اس قدر کثرت سے آدمی مارے گئے کہ لوگ زندگی سے مایوس ہو گئے۔ دن کے زیادہ حصے کے دوران میں یہی حال رہا آخر کار اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو فتح دی اور کسیلہ اور اس کے ہمراہی شکست کھا کر مقتول ہوئے۔ مسلمانوں نے بربر اور رومیوں کا تعاقب کیا اور کثرت سے انھیں قتل کیا۔ اس جنگ میں روم وبربر کے آدمی اور ان کے ملوک واشراف سب چلے گئے اور زہیر قیروان کی طرف واپس ہوئے۔

زہیر نے یہ دیکھ کر کہ افریقہ ایک زبردست ملک ہے قیروان میں پڑا رہنا مناسب نہ سمجھا اور

Marfat.com

یہ کہا کہ میں تو یہاں جہاد کے لیے آیا ہوں۔ مجھے خوف ہے کہ میں دنیا کی طرف مائل ہو کر ہلاک نہ ہو جاؤں۔ وہ ایک عابد و زاہد آدمی تھے۔ الغرض انھوں نے اہل قیروان کی حفاظت کے لئے یہاں ایک فوج متعین کی اور خود ایک جماعت کثیر ہمراہ لے کر مصر کی طرف روانہ ہوئے۔ اہل روم کو قسطنطنیہ میں یہ خبر مل گئی تھی کہ زہیر کسیلہ سے جنگ کرنے کی غرض سے برقہ سے افریقہ جا رہے ہیں۔ رومیوں نے موقع غنیمت جانا اور جزیرۂ صقلیہ سے وہ بہت سے جہازوں میں بیٹھ کر اور زبردست طاقت و قوت فراہم کر کے برقہ پر حملہ آور ہوئے۔ بہت سے آدمیوں کو قید کیا اور خوب قتل و غارت کا بازار گرم کیا۔ اتفاق سے اسی وقت زہیر افریقہ سے واپس برقہ پہنچے۔ ان کو یہ خبر ملی تو انھوں نے اپنی فوج کو تیاری کا حکم دیا اور اپنے ہمراہیوں کو ساتھ لے کر اسی طرف روانہ ہو گئے۔ اہل روم کی تعداد بہت زیادہ تھی۔ مسلمانوں نے یہ کیفیت دیکھ کر زہیر سے استغاثہ کیا مگر ان کے لیے واپس جانا ناممکن تھا۔ جنگ کرنی پڑی۔ جنگ نہایت سخت اور حالات نہایت شدید تھے۔ اہل روم نے ہر طرف سے حملہ کر کے زہیر اور ان کے اصحاب کو شہید کر دیا ان میں سے ایک بھی نہ بچا اور اہل روم اموال غنیمت لے کر قسطنطنیہ واپس چلے گئے۔

عبدالملک بن مروان نے زہیر کی شہادت کا حال سنا تو اس کو سخت رنج ہوا۔ پھر اس نے حسان بن نعمان غسانی کو افریقہ روانہ کیا۔ ہم ان شاء اللہ ۷۴ھ کے تحت ان کا ذکر کریں گے۔ چاہیے تھا کہ ہم زہیر کی ولایت اور شہادت کا ذکر ۶۹ھ کے ذیل میں کرتے لیکن یہاں اس لیے ذکر کیا کہ کسیلہ کا حال اور اس کے قتل کا ذکر متصل رہے۔ کیونکہ اگر اسے علیحدہ علیحدہ بیان کیا جاتا تو اس کی حقیقت سمجھ میں نہیں آتی۔

متفرق واقعات/ وفیات

اس سال ولید بن عتبہ نے لوگوں کے ساتھ حج کیا۔ اس سال محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس والد سفاح و منصور کی پیدائش ہوئی۔

اس سال ☆عبدالمطلب بن ربیعہ بن حارث بن عبدالمطلب بن ہاشم، جو صحابہ میں سے تھے، اور ☆مسلمہ بن مخلد انصاری نے وفات پائی۔ رسول اللہ کی وفات کے وقت مسلمہ کی عمر دس برس کی تھی۔ اسی سال ☆مسروق بن اجدع نے مصر میں انتقال کیا اور ایک روایت یہ ہے کہ ان کا انتقال ۶۳ھ میں ہوا۔

Marfat.com

تیئسواں باب:

۶۳ھ کے واقعات

جنگ حرہ

حرہ کی جنگ کا آغاز وہ تھا جو ہم اس سے پیشتر یزید کے خلع کے بیان میں بتا چکے ہیں۔ اس سال اہل مدینہ نے یزید کے عامل عثمان بن محمد بن ابی سفیان کو مدینے سے نکال باہر کیا اور عبداللہ بن حنظلہ سے بیعت کر لینے کے بعد تمام بنوامیہ کو اپنے محاصرہ میں لے لیا۔ اس لئے بنوامیہ اور ان کے موالی جن کی تعداد ایک ہزار کے لگ بھگ تھی، مروان بن حکم کے گھر میں جمع ہو گئے۔ متفقہ طور پر یزید کے پاس اپنا قاصد روانہ کیا۔ ان کا قاصد یزید کے پاس ایسی حالت میں آیا کہ وہ اپنے مرض نقرس کے علاج کے لیے پانی سے بھرے ہوئے ایک طشت میں پاؤں ڈالے ہوئے کرسی پر بیٹھا تھا۔ اس نے خط پڑھ کر مثالاً یہ شعر پڑھا:

لقد بدلوا الحلم الذی فی سجیّتی　　فبدّلت قومی غلظةً بلیان

[ان لوگوں نے اس حلم کو بدل دیا جو میری طبیعت کے مطابق تھا۔ اسی بنا پر میں نے اپنی قوم میں بجائے نرمی کے سختی اختیار کر لی۔]

پھر قاصد سے پوچھا "کیا بنوامیہ کی تعداد وہاں ایک ہزار بھی نہیں ہے؟" قاصد نے کہا "خدا کی قسم ان کی تعداد اس سے زیادہ ہے۔" یزید نے کہا "تب بھی ان سے اتنی ہمت نہ ہو سکی کہ وہ دن میں چند گھنٹے ہی لڑ سکتے؟" اس کے بعد اس نے عمرو بن سعید کو بلایا اور وہ خط سنا کر چند آدمیوں کے ساتھ روانہ ہونے کا حکم دیا۔ عمرو نے کہا کہ میں نے تمہارے لیے امور و بلاد کا انتظام کیا تھا مگر اب کہ اس زمین میں قریش کے خون بہائے جائیں گے میں نہیں چاہتا کہ میں اس امر کا والی بنوں۔ پھر یزید

Marfat.com

نے عبیداللہ بن زیاد کے پاس مدینے کی طرف کوچ کرنے اور مکے میں ابن زبیر کا محاصرہ کرنے کا پیغام بھیجا۔ عبیداللہ نے کہا خدا کی قسم میں اس فاسق (یزید) کے لیے قتل ابن رسول اللہ اور جنگ کعبہ دونوں کو ہرگز نہ ملاؤں گا۔ پھر اس نے یزید سے معذرت کر لی اور مسلم بن عُقبہ المُرّیَ ۲ کی طرف پیغام بھیجا۔ یہ وہی ہے جس کو ''مسرف'' ۳ کہتے تھے۔ اس وقت وہ مریض اور طویل العمر تھا۔ اس کو خبر ہوئی تو اس نے بھی قاصد سے وہی سوال پوچھا ''کیا بنوامیہ میں سے ایک ہزار آدمی بھی نہیں ہیں؟'' قاصد نے کہا ''ہاں ہیں۔'' اس نے کہا ''ان لوگوں میں اتنی بھی طاقت نہ تھی کہ دن میں چند گھنٹے تک جنگ آزمائی کرتے؟ یہ لوگ اس قابل نہیں کہ ان کی مدد کی جائے۔ وہ سب ذلیل وخوار ہیں اے امیرالمومنین آپ انہیں یوں ہی چھوڑ دیجیے کہ وہ اپنے دشمن سے جہاد کرنے میں اپنے مقدور بھر کوشش کر لیں پھر اس سے آپ کو یہ معلوم ہو جائے گا کہ ان میں کون کون آپ کی تابعداری میں لڑتا ہے اور کون آپ کا ساتھ چھوڑ دیتا ہے۔'' یزید نے کہا ''تم پر خدا کی سنوار ہو ان لوگوں کے مر جانے کے بعد پھر زندگی میں کیا رکھا ہے؟ تم فوج لے کر روانہ ہو جاؤ۔''

کہتے ہیں کہ امیر معاویہ نے یزید سے کہا تھا کہ تم کو ایک دن اہل مدینہ سے واسطہ پڑے گا اگر وہ سرکشی کریں تو مسلم بن عقبہ کو ان کی سرزنش کے لیے بھیجنا کیونکہ وہ ایک ایسا شخص ہے کہ میں اس کی خیرخواہی سے بخوبی واقف ہوں الغرض جب اہل مدینہ یزید کو خلافت سے خارج کر چکے تو یزید نے مسلم کو ان کی طرف روانہ ہونے کا حکم دیا مسلم نے لوگوں میں حجاز کی طرف روانگی کی منادی کر دی اور ہدایت کی کہ لوگ اپنے اپنے مقررہ وظائف کے علاوہ سوسو دینار بھی انعام حاصل کر لیں۔ اس کی اس منادی کے جواب میں بارہ ہزار آدمی آگے بڑھے۔ پھر یزید ان کے معائنے کے لیے گیا۔

غرض کہ وہ لشکر مسلم کی سربراہی میں چلا۔ یزید نے اس سے کہا ''اگر تمہارے ساتھ کوئی حادثہ پیش آئے تو اپنے بعد حصین بن نمیر السکونی کو اپنا جانشین بنانا۔ تم لوگوں کو تین مرتبہ دعوت دو اگر وہ قبول کریں تو بہتر ورنہ ان سے جنگ کرو۔ اگر تم ان پر غالب آؤ تو تین دن تک اپنے غلبہ کو مباح سمجھنا۔ اس عرصے میں جو کچھ مال واسباب، چوپائے یا اسلحہ تمہارے ہاتھ آئے وہ تمہاری فوج کے لیے ہوگا۔ تین دن کے بعد لوگوں سے دست بردار ہو جاؤ۔ علی بن حسینؓ کو تلاش کرنا اور ان سے بھی تعرض نہ کرنا، ان سے صلاح نیک طلب کرنا کیونکہ وہ باغیوں کے ساتھ نہیں ہیں۔ میرے پاس ان کا خط آ چکا ہے۔

Marfat.com

مروان بن حکم نے ابن عمر سے اس وقت جب کہ اہل مدینہ نے یزید کے عامل اور بنوامیہ کو نکال باہر کیا تھا یہ درخواست کی تھی کہ وہ اس کے اہل وعیال کو اپنے پاس چھپالیں مگر ابن عمر نے ایسا نہ کیا۔ پھر اس نے علی بن حسینؓ سے گفتگو کی تو انھوں نے کہا کہ میرا بھی حرم ہے اور میرا حرم تمہارے حرم کے ساتھ رہے گا۔ انھوں نے کہا کہ ہاں میں ایسا ہی کروں گا چنانچہ اس نے اپنی زوجہ یعنی عائشہ بنت عثمانؓ بن عفان اور اپنے حرم کو علی بن حسینؓ کے ہاں بھیج دیا۔ علی اپنے اور مروان کے گھر کی خواتین کو لے کر ینبع چلے گئے۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ انھوں نے مروان کے حرم کو اپنے بیٹے عبداللہ بن علی کے ہمراہ طائف روانہ کر دیا۔

عبدالملک بن مروان نے جب یہ سنا کہ یزید نے مدینے پر لشکر بھیج دیا ہے تو اس نے کہا کاش آسمان زمین پر گر پڑتا۔ عبدالملک نے اس کو ایک مصیبت عظمےٰ سمجھا تھا لیکن عجیب بات یہ ہے کہ بعد میں وہ خود اسی حرکت میں مبتلا ہو گیا جب کہ اس نے حجاج کو بھیجا جس نے مکے کا محاصرہ کیا کعبہ پر منجنیق سے سنگباری کی اور ابن زبیر کو شہید کیا۔

ادھر مسلم جب اپنا لشکر لے آیا اور اہل مدینہ کو خبر ہوئی تو انھوں نے دار مروان کے محاصرے کو زیادہ سخت کر دیا اور کہا کہ ہم تم لوگوں کو نہیں چھوڑیں گے۔ ورنہ تم خدا کی قسم کھا کر ہم سے عہد کرو کہ اگر ہم تمہیں یہاں سے جانے دیں تو تم ہم سے مکروفریب نہ کرو گے، ہماری پوشیدہ باتیں ظاہر نہ کرو گے اور ہمارے خلاف کسی دشمن کو مدد نہ دو گے۔ اگر ایسا کرتے ہو تو ہم تم سے تعرض نہ کریں گے۔ بنو امیہ نے یہ عہد کر لیا تو اہلِ مدینہ نے انہیں مدینے سے نکل جانے دیا۔ اس کے علاوہ اہل مدینہ نے یہ کیا کہ مدینہ اور شام کے مابین جتنے چشمے تھے ان میں ایک ایک مشک قطران کی ڈلوا دی مگر اللہ تعالیٰ نے ان کو بارش سے ایسا سیراب کیا کہ مدینہ پہنچنے تک ان کو ایک ڈول پانی لینے کی بھی ضرورت نہ پڑی۔

جب بنوامیہ کو اہل مدینہ نے اپنے شہر سے نکال دیا تو وہ اپنا مال واسباب لے کر روانہ ہو گئے۔ وادی القریٰ میں وہ مسلم بن عقبہ سے ملے۔ مسلم نے سب سے پہلے عمرو بن عثمانؓ بن عفان کو بلا کر پوچھا کہ ''کہو وہاں کے کیا حالات ہیں؟ مجھے کچھ مشورہ دو کہ کیا کیا جائے۔'' انھوں نے جواب دیا کہ ''میں کچھ نہیں بتا سکتا کیونکہ ہم سے پختہ وعدے لے لیے گئے ہیں کہ ان کے پوشیدہ امور کو ظاہر نہ کریں اور دشمن کی ان کے خلاف امداد نہ کریں۔'' مسلم نے عمرو کو ڈانٹا اور کہا کہ ''خدا کی قسم اگر تم عثمانؓ

Marfat.com

کے بیٹے نہ ہوتے تو میں تم کو جان سے مار ڈالتا اور قسم ہے خدا کی اب تمھارے بعد میں کسی قریش کا ایسا قصور معاف نہ کروں گا۔'' عمرو نے باہر جا کر اپنے ہمراہیوں کو اس امر کی اطلاع دی تو مروان بن حکم نے اپنے بیٹے عبدالملک سے کہا کہ تم مجھ سے پہلے اندر جاؤ ہوسکتا ہے وہ میرے بدلے تم سے مطمئن ہوجائے۔ چنانچہ عبدالملک اندر گیا تو مسلم نے اس سے پوچھا تمہاری کیا رائے ہے؟ عبدالملک نے کہا میری یہ رائے ہے کہ تم اپنے ہمراہیوں کے ساتھ ذوتخلہ میں پہنچ کر قیام کرو اور وہاں کے خرما اور مویز کھاؤ۔ دوسرے دن صبح کو روانہ ہو اور مدینے کو اپنے بائیں ہاتھ رکھتے ہوئے حرہ کی طرف چلے جاؤ جو مشرق کی سمت واقع ہے۔ پھر تم قوم (اہل مدینہ) کی طرف بڑھو۔ جب تم اس طرح ان کا مقابلہ کرو گے تو سورج ان کے سامنے اور تمھارے پیچھے ہوگا۔ تم لوگوں کو اس سے تکلیف نہ ہوگی جبکہ اہل مدینہ تکلیف میں ہوں گے۔ تمھارے خودوں، نیزوں، تلواروں اور بکتروں کی چمک سے جو تکلیف ان کو پہنچے گی وہ تم کو اس وقت نہیں پہنچے گی جب تک تمھارا رخ مغرب کی طرف ہوگا اور خدا سے ان پر غلبہ پانے کے لیے اعانت طلب کرو۔''

مسلم نے کہا شاباش ہے تمھارے باپ کو کیسا بیٹا پیدا کیا ہے اس کے بعد خود مروان اندر گیا مسلم نے کہا کہو تم کیا کہتے ہو؟ مروان نے کہا کہ کیا مجھ سے پہلے عبدالملک تمھارے پاس نہیں آیا؟ کہاں ہاں۔ سبحان اللہ عبدالملک خوب ہی آدمی ہے میں نے قریش میں اس جیسے بات کرنے والے بہت کم پائے ہیں۔ مروان نے کہا کہ بس جب تم نے عبدالملک کو دیکھ لیا تو گویا ہم کو دیکھ لیا۔ اس کے بعد مسلم نے سب کچھ اسی طرح کیا جس طرح عبدالملک نے کہا تھا وہ ان لوگوں کے پاس مشرق کی طرف سے گیا اور ان کو بلا کر کہا کہ امیرالمومنین کا خیال ہے تم لوگ اصل ہو اور مجھے تمھاری خونریزی کرنے سے کراہیت ہوتی ہے۔ میں تم کو تین دن کی مہلت دیتا ہوں اس عرصے میں جو شخص باز آجائے گا اور حق کی طرف مراجعت کرے گا ہم اس کے فعل کو قبول کرلیں گے اور میں تمھارے پاس سے ہٹ کر مکہ چلا جاؤں گا لیکن اگر تم نے انکار کیا تو ظاہر ہے کہ ہم تم سے اعتذار تو کر ہی چکے ہیں چنانچہ تین دن گذر جانے کے بعد مسلم نے کہا کہ اے اہل مدینہ اب تم کیا کرنا چاہتے ہو صلح کرتے ہو یا لڑتے ہو۔ انھوں نے جواب دیا ''نہیں ہم لڑیں گے۔'' مسلم نے کہا ''خبردار ایسا نہ کرنا بلکہ اطاعت میں داخل ہوجاؤ اور ہم اپنی کوشش اور شوکت اس ملحد (یعنی ابن زبیر) پر صرف کردیں گے جس نے ہر طرف سے

Marfat.com

سرکشوں اور فاسقوں کو اپنے گرد جمع کر رکھا ہے۔'' انھوں نے کہا ''اے اللہ کے دشمنو اگر تم نے ان کی طرف بڑھنے کا ارادہ بھی کیا تو ہم تم کو چھوڑنے والے نہیں۔ ہم جانتے ہیں کہ تم بیت اللہ کے باشندوں کو ڈرانا، اس میں کفر والحاد پھیلانا اور اس کی حرمت کو حلال کرنا چاہتے ہو۔ نہیں خدا کی قسم ہم ہرگز ایسا نہ کریں گے۔''

اہل مدینہ نے پہلے ہی سے ایک خندق بنا رکھی تھی۔ جس پر ان کی ایک جماعت متعین تھی جس کے سردار عبدالرحمٰن بن زہیر بن عبدعوف یعنی عبدالرحمٰن بن عوف کے چچا زاد بھائی تھے۔ اہل مدینہ میں قریش پر عبداللہ بن مطیع۔ مہاجرین پر معقل بن سنان اشجعی، جو صحابہ کرام میں سے تھے اور عبداللہ بن حنظلہ غسیل الملائکہ ان کی سب سے بڑی جماعت یعنی انصار پر تعینات تھے۔

ادھر مسلم بھی اپنے ہمراہیوں سے مدد لیتا ہوا حرہ کی طرف روانہ ہوا اور کوفے کی سڑک پر اپنے ڈیرے ڈال دیے چونکہ وہ اس وقت مریض تھا اس لیے دونوں صفوں کے درمیان اس کے لیے ایک کرسی بچھا دی گئی۔ وہ بیٹھ گیا اور اہل شام سے کہا کہ اپنے امیر کی طرف سے لڑو۔ چنانچہ ان کا یہ حال تھا کہ جس طرف بڑھتے تھے شکست دے دیتے تھے۔ پھر مسلم نے سواروں کو ابن غسیل (یعنی عبداللہ بن حنظلہ غسیل الملائکہ) کی طرف بھیجا۔ ابن غسیل نے اپنے سواروں کو لے کر ان پر حملہ کیا اور ان کو بھگا کر مسلم کی طرف چلے مگر مسلم نے اپنے آدمیوں کو لے کر ان کے روبرو ہو کر ان سے مقابلہ کیا اور بلند آواز سے ان کو تاکید کی چنانچہ وہ نہایت بے جگری سے لڑنے لگے۔ پھر فضل بن عباس بن ربیعہ بن حارث بن عبدالمطلب، ابن غسیل کے پاس آئے اور اپنے تقریباً بیس سواروں کو لے کر ان کے ہمراہ ہو کر نہایت خوبی سے لڑنے لگے اور ابن غسیل سے کہا کہ اگر آپ کے پاس کوئی شہسوار ہوں تو ان کو چاہیے کہ میرے پاس آ کر کھڑے ہو جائیں اور جب میں حملہ کروں تو وہ بھی کریں۔ خدا کی قسم پھر تو میں دم نہ لوں جب تک مسلم کے پاس پہنچ کر یا تو اسے قتل نہ کرلوں یا خود ہی اس کے سامنے نہ مر جاؤں۔ ابن غسیل نے یہی کیا اور شہسواروں کو لا کر فضل کے پاس جمع کر دیا۔ فضل نے ان کی مدد سے اہل شام پر حملہ کیا اور پیچھے ہٹا دیا۔ پھر اپنے ہمراہیوں سے کہا کہ ہاں میں تم پر قربان ہو جاؤں ابھی ایک حملہ اور کرو۔ خدا کی قسم اگر میں ان لوگوں کے امیر کو دیکھ پاؤں تو ضرور قتل کر دوں یا اس کے سامنے خود ہی قتل ہو جاؤں۔ یقین کرلو کہ صبر کے بعد سوائے فتح مندی کے اور کچھ نہیں ہوتا۔ چنانچہ انھوں نے

Marfat.com

اوران کے بعد ساتھیوں نے حملہ کیا جس کی وجہ سے شام کے سوار مسلم ابن عقبہ کے پاس سے ہٹ گئے اوراس کے پاس صرف پانچ سو پیادوں کے قریب رہ گئے جو گھٹنوں کے بل نیزے تانے ہوئے اہل مدینہ کے مقابل کھڑے تھے۔ فضل اسی حیثیت میں مسلم کے جھنڈے کی طرف بڑھے اوراس کے علم بردار کے سر پر ایسا وار کیا کہ تلوار خود کو توڑتی ہوئی سر پر پہنچی اوراسے بھی ٹکڑے ٹکڑے کردیا جس سے وہ شخص فوراً گر کر مرگیا۔ فضل نے یہ سمجھ کر کہ وہ شخص مسلم ہی تھا وار کرتے ہوئے کہا کہ لے یہ میرا وار ہے اور میں عبدالمطلب ہی کی اولاد میں سے ہوں اوراس شخص کو گرتا دیکھ کر کہا کہ رب کعبہ کی قسم میں نے طاغیہ قوم کو قتل کردیا ہے۔

مسلم نے کہا کہ او بدمعاش تو نے غلط کہا وہ ایک بہادر رومی غلام تھا اور یہ کہہ کر مسلم نے اپنا جھنڈا ہاتھ میں لے کر اہل شام کو برانگیختہ کیا اور کہا کہ اس جھنڈے کے ساتھ ساتھ حملہ کرو یہ کہہ کر اپنے جھنڈے کو لیے ہوئے آگے بڑھا۔ اہل شام نے اس جھنڈے کے آگے ہو کر سخت حملہ کیا جس سے فضل ابن عباس گر کر شہید ہوگئے۔ اس وقت ان کے اور مسلم کے درمیان تقریباً دس بالشت کا فاصلہ تھا۔ انھیں کے ساتھ زید بن عبدالرحمٰن بن عوف بھی شہید ہوئے۔ پھر مسلم کے سوار اور پیادے ابن غسیل کی طرف لپکے۔ مسلم اپنے سپاہیوں کو برانگیختہ کرتا اور اہل مدینہ کی مذمت کرتا ہوا اپنے لوگوں کو ابن غسیل کی طرف بڑھاتا جاتا تھا مگر ان لوگوں کو ابن غسیل کے اصحاب کے ہاتھوں میں نیزے اور تلواریں دیکھ کر آگے بڑھنے کی ہمت نہ ہوئی۔ یہ دیکھ کر مسلم نے حصین بن نمیر اور عبداللہ بن عضاۃ الاشعری کو بلایا اور حکم دیا کہ وہ اپنے اپنے دستہائے فوج کو لے کر آئیں چنانچہ ان دونوں نے ایسا ہی کیا اور اپنے دستوں کو لے کر آگے بڑھے۔ ابن غسل نے اپنے اصحاب سے کہا کہ تمہارے دشمن نے لڑائی کا وہی ڈھنگ اختیار کیا ہے جو وہ تمہارے خلاف جنگ کرنے میں اختیار کرنا چاہتا تھا۔ میرا خیال ہے کہ اب وہ تھوڑی دیر اور ٹھہریں گے کہ اللہ تمہارے اوران کے مابین فیصلہ کردے گا یا تو وہ فیصلہ تمہارے حق میں ہوگا یا تمہارے خلاف ہوگا۔ مگر تم اہل نصرت ہو اور دار ہجرت میں ہو۔ میں نہیں جانتا کہ خدائے تعالیٰ مملکت اسلامیہ میں تم سے زیادہ کسی اور سے راضی یا ان لوگوں کی بہ نسبت جو تم سے لڑ رہے ہیں، کسی اور سے زیادہ ناراض ہے۔ تم میں سے ہر شخص کو آخر مرنا ہے اور ضرور مرنا ہے اور خدا کی قسم شہادت سے کوئی افضل چیز نہیں اوراس وقت خدائے تعالیٰ نے تمھارے پاس شہادت ہی بھیجی ہے اسے غنیمت سمجھو۔" یہ

Marfat.com

سن کر وہ لوگ ایک دوسرے کے قریب قریب ہوگئے اہل شام نے ان پر تیر برسانا شروع کیے۔ ابن غسیل نے اپنے آدمیوں سے کہا کہ تم کیوں اپنے آپ کو ان کے تیروں کا نشانہ بناتے ہو تم میں سے جو کوئی شخص جنت میں جلد داخل ہونا چاہتا ہے اُسے چاہیے کہ اس جھنڈے کے پاس پاس رہے۔ اس پر ان میں سے خواہشمندان مرگ اٹھے اور اس قدر شدت کے ساتھ لڑنے لگے کہ اس سے قبل اس قدر سخت جنگ نہ ہوئی تھی۔ پھر ابن غسیل اپنے بیٹوں کو یکے بعد دیگرے آگے بڑھاتے رہے یہاں تک کہ سب کے سب ان کی آنکھوں کے سامنے مارے گئے اور وہ خود بھی وار کرتے جاتے تھے اور یہ اشعار پڑھتے جاتے تھے۔ (ترجمہ شعر):

[دوری ہو اس شخص کے لیے جو فساد اور بغاوت کا ارادہ کرے اور حق اور آیات ہدایت سے ہٹ جائے۔ خدائے عالم سوائے نافرمان کے کسی اور کو دور نہیں کرتا۔]

اس کے بعد وہ شہید ہوگئے۔ ان کے ساتھ ان کے ماں جائے بھائی محمد بن ثابت بن قیس بن شماس بھی شہید ہوئے اور وہ یہ کہتے جاتے تھے میں نہیں چاہتا کہ ان لوگوں کی بجائے مجھے اہل دیلم قتل کرتے۔ ان کے علاوہ عبداللہ بن زید بن عاصم اور محمد بن عمرو بن حزم انصاری بھی شہید ہوئے۔ جب مروان بن حکم کا ان پر گذر ہوا تو کہنے لگا خدا تم پر رحم کرے مسجد کے بہت سے ستون ایسے ہیں جن کے پاس میں نے تم کو نماز میں طویل قیام کرتے ہوئے دیکھا ہے۔ جو لوگ ہزیمت کھا کر چلے گئے ان میں محمد بن سعد بن ابی وقاص بھی تھے۔ اس کے بعد مسلم نے تین دن تک مدینے کو مباح سمجھا اور اس کے ہمراہی برابر لوگوں کو قتل کرتے اور متاع و اموال کو لوٹتے رہے۔ اس وقت شہر میں جو صحابہ موجود تھے وہ اس صورت حال سے سخت مضطرب تھے۔ چنانچہ ابو سعید خدری باہر نکل کر پہاڑ کی کھو میں چلے گئے۔ ایک شامی شخص نے ان کا تعاقب کیا اور غار پر آ پہنچا ابو سعید نے اپنی تلوار نکال کر اس شامی کو ڈرانے لگے مگر وہ وہاں سے نہ ٹلا۔ اس پر ابو سعید خدری نے اپنی تلوار کو میان میں ڈال دیا اور کہا اگر تو مجھے قتل کرنے کے لیے دست درازی کرے گا تو میں ہرگز تجھے قتل کرنے کے لیے دست درازی نہ کروں گا۔ شامی نے پوچھا کہ تم کون ہو؟ کہا کہ میں ابو سعید خدری ہوں۔ شامی نے کہا کیا صحابی رسول اللہ؟ ابو سعید نے کہا ہاں۔ یہ سن کر شامی ان کو چھوڑ کر چلا گیا۔

کہتے ہیں کہ جب مسلم مدینے آیا تو اہل مدینہ بڑی بڑی جماعتوں کے ساتھ خوب آراستہ

Marfat.com

ہوکر اس کے مقابلے کے لیے نکلے۔ اہل شام ان سے ہیبت زدہ ہوگئے اور ان سے جنگ کرنا پسند نہ کیا۔ مگر جب مسلم نے یہ حالت دیکھی اور وہ سخت بیمار بھی تھا اس نے ان کو سب وشتم اور مذمت کرنا اور برانگیختہ کرنا شروع کیا۔ تب اہل شام ان سے لڑے اس اثناء میں کہ لوگ اس جنگ میں مشغول تھے ان کی پس پشت مدینے میں ایک نعرۂ تکبیر بلند ہوا جس کا سبب یہ ہوا کہ بنو حارث نے اہل شام کو مدینے میں داخل کرادیا تھا یہ سن کر میدان جنگ میں مقاتلین مدینہ کے پاؤں اکھڑ گئے اور وہ بھاگ اٹھے چنانچہ اس بھاگا بھاگی میں خندق میں گر جانے والوں کی تعداد مقتولین سے زیادہ تھی۔

پھر مسلم نے لوگوں کو یزید کی بیعت کے لیے بلوایا۔ بیعت کے ساتھ انہیں یہ بھی کہنا پڑتا تھا کہ وہ سب یزید کے مملوک ہیں اس کو اختیار ہے کہ ان کی جان و مال اور اہل عیال میں جس طرح چاہے حکم کرے۔ جو شخص اس قسم کا اقرار کرنے سے رُکا وہ قتل کردیا گیا یزید بن عبداللہ بن ربیعہ بن اسود، محمد بن ابی جہم بن حذیفہ اور معقل بن سنان اشجعی کے لیے امان طلب کی گئی۔ یہ تینوں جنگ کے ایک دن بعد مسلم کے پاس حاضر کیے گئے۔ مسلم نے کہا کہ اسی شرط سے بیعت کرلو۔ اول الذکر دونوں قریشوں نے کہا کہ ہم تم سے کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ پر بیعت کرتے ہیں۔ یہ سن کر مسلم نے ان دونوں کی گردنیں ماردیں۔ یہ دیکھ کر مروان بن حکم نے کہا کہ سبحان اللہ! کیا تم ایسے دو قریشیوں کو قتل کرتے ہو جو تمھارے پاس امان پاکر آئے تھے؟ مسلم نے ان کے پہلو میں چھڑی چبھو کر کہا کہ خدا کی قسم اگر تم بھی ان دونوں کی سی باتیں کروگے تو میں تم کو بھی قتل کردوں گا۔

پھر معقل بن سنان آئے اور لوگوں کے پاس بیٹھ کر پینے کے لیے کچھ مانگا۔ مسلم نے پوچھا کہ تم کو پینے کی چیزوں میں کون سی چیز سب سے زیادہ پسند ہے؟ کہا شہد۔ مسلم نے کہا کہ انھیں شہد پلادو۔ چنانچہ معقل نے خوب سیر ہوکر شہد پیا۔ مسلم نے پوچھا کہ خوب اچھی طرح پی چکے۔ کہا: ہاں۔ مسلم نے کہا کہ اب اس کے بعد تم نارِ جہنم میں داخل ہوکر ہی کچھ پیو گے ورنہ اور کچھ پینے کو نہ ملے گا۔ معقل نے کہا کہ میں تم کو خدا کا اور قرابت کا پاس دلاتا ہوں۔ مسلم نے کہا کہ تم وہی ہو کہ ایک مرتبہ جس رات کو تم یزید کے پاس سے نکلے مجھ سے طبریہ میں ملاقات کی اور کہا ہم نے آتے ہوئے ایک مہینہ اور جاتے ہوئے ایک مہینہ کا سفر کیا اور میں تو خالی ہاتھ رہ گیا۔ اب ہم مدینے جاکر اس فاسق ابن فاسق (یعنی یزید ابن معاویہ) کو خلافت سے علیحدہ کرکے مہاجرین اور انصار میں سے ایک ایسے شخص کے

Marfat.com

ہاتھ پر بیعت کریں گے جو غطفان کا سردار، سب سے زیادہ شجاع اور خلافت کا اہل ہے۔ میں نے بھی اسی دن سے قسم کھا رکھی تھی کہ اگر کبھی جنگ میں میرا اور تمھارا مقابلہ ہوا اور مجھے تم پر قدرت حاصل ہوئی تو میں ضرور تم کو قتل کروں گا۔ چنانچہ مسلم کے حکم سے ان کو قتل کر دیا گیا۔

پھر یزید بن وہب اس کے سامنے پیش کیے گئے ان سے کہا کہ بیعت کرلو۔ انھوں نے کہا کہ میں تم سے کتاب اور سنت پر بیعت کرتا ہوں۔ مسلم نے کہا کہ اسے قتل کر دو۔ یزید نے کہا کہ میں تم سے بیعت کرتا ہوں۔ مسلم نے جواب دیا کہ نہیں ہرگز نہیں۔ مروان کا چونکہ ان سے سسرالی رشتہ تھا اس لیے اس نے ان کی سفارش کی مگر مسلم کے حکم سے مروان کی ناک گھسی گئی اور پھر یزید قتل کر دیا گیا۔ پھر مروان، علی بن حسینؓ کو مسلم کے پاس لایا۔ علی بن حسینؓ، مروان اور اس کے بیٹے عبدالملک کے درمیان میں چلتے ہوئے آئے اور اسی طرح آ کر بیٹھ گئے۔ مروان نے تواضع کے طور پر کوئی مشروب منگوایا اور اس میں سے تھوڑا سا پی کر پیالہ علی بن حسینؓ کو دے دیا۔ ابھی انھوں نے پیالہ لیا ہی تھا کہ مسلم نے کہا کہ خبردار ہمارا پانی نہ پینا۔ اس سے ان کا ہاتھ کانپنے لگا۔ ان کو اپنی جان کا اندیشہ ہو گیا اور انھوں نے پیالہ رکھ دیا۔ مسلم نے کہا کہ تم ان دونوں کے درمیان چلتے ہوئے کیا اس لیے آئے ہو کہ ان کی وجہ سے تم کو میرے پاس امان مل جائے۔ خدا کی قسم اگر مروان لوگوں کے ہاتھ میں بھی ہوتا تب بھی میں تم کو قتل کرتا لیکن بات یہ ہے کہ امیر المومنین نے مجھے تمھارے متعلق نصیحت کی ہے اور مجھے بتایا ہے کہ تم نے ان سے خط و کتابت کی ہے لہٰذا تم اگر پینا چاہو تو پی لو۔ تب انھوں نے پیالہ پی لیا۔ پھر مسلم نے ان کو اپنے ساتھ تخت پر بٹھلا لیا اور کہا کہ تمھارے اہل و عیال تو شاید گھبرا گئے ہوں گے۔ کہا ہاں خدا کی قسم یہی ہوا۔ تب مسلم نے ایک گھوڑا منگایا اور اس پر زین وغیرہ کس کر ان کو سوار کرا کے واپس بھیج دیا اور ان سے بیعت یزید کے لیے وہ شرائط نہیں کیں جو اہل مدینہ کے سامنے پیش کی گئی تھیں۔ پھر علی بن عبداللہ بن عباس بیعت کے لیے بلائے گئے۔ حصین بن نمیر السکونی نے کہا کہ میرا یہ بھانجا اسی طرح بیعت کرے گا جس طرح علی بن حسینؓ نے کی۔ علی بن عبداللہ کی والدہ بنو کندہ سے تھیں اس لیے تمام بنو کندہ نے حصین کی تائید کی اور مسلم نے علی کو چھوڑ دیا۔ اس پر علی نے یہ اشعار کہے۔ (ترجمہ شعر):

[میرا باپ عباس بنو قصی کا سردار تھا۔ بنو ولیعہ جو شاہان یمن تھے میرے ماموں ہیں۔ انھوں نے اور نیز بنو لکیعہ نے میری عزت کی۔ اس دن جبکہ مسرف کے دستہ ہائے

Marfat.com

فوج آئے تھے حفاظت کی۔ وہ لوگ مجھ سے وہ سلوک کرنا چاہتے تھے جس میں عزت نہ تھی۔اس لیے چست اور تند ہاتھ ان کے اور میرے مابین حائل ہوگئے۔]

ان کے لفظ ''مسرف'' سے مسلم بن عقبہ مراد ہے کیونکہ جنگ حرہ کے بعد اس کا نام مسرف ہوگیا تھا بنو ولیعہ بنو کندہ کا ایک چھوٹا سا قبیلہ ہے جس میں سے علی ابن عبداللہ کی والدہ تھیں اور بنولکیعہ علی کی نانی کا قبیلہ تھا۔

کہتے ہیں کہ عمرو بن عثمانؓ بن عفان بنوامیہ کے ان افراد میں شامل نہ تھے جو مدینے سے نکل گئے تھے۔اسی دن ان کو بھی مسلم کے سامنے پیش کیا گیا۔مسلم نے کہا کہ اے اہل شام کیا تم اس شخص کو پہچانتے ہو۔انھوں نے کہا کہ ہم نہیں جانتے۔کہا کہ یہ خبیث ابن طیب ہے۔یہ عمرو بن عثمانؓ بن عفان ہے۔کیوں عمرو! جب اہل مدینہ ظاہر ہوتے ہیں تو تم کہتے ہو کہ میں تم سے ہوں اور جب اہل شام نمودار ہوتے ہیں تو تم کیا کہتے ہو کہ میں امیر المومنین عثمانؓ کا بیٹا ہوں۔پھر اس کے حکم سے عمرو کی ڈاڑھی نوچی گئی اس کے بعد مسلم نے اہل شام سے مخاطب ہو کر کہا کہ اس شخص کی ماں اپنے منہ میں ایک چھوارہ لے کر کہتی تھی کہ اے امیر المومنین میں آپ سے پہیلی پوچھتی ہوں۔بوجھیئے کہ میرے منہ میں کیا ہے حالانکہ اس کے منہ میں ایک مٹھی اور مبہی چیز ہوتی تھی اور وہ بنو دوس میں سے تھی یہ کہہ کر ان کو رہا کر دیا گیا۔

جنگ حرہ ۶۳ھ میں ماہ ذی الحجہ کے ختم ہونے سے دو دن قبل واقع ہوئی تھی۔محمد بن عمارہ کا بیان ہے کہ میں تجارت کی غرض سے شام گیا۔وہاں ایک شخص نے مجھ سے پوچھا کہ تم کہاں سے آئے ہو۔میں نے کہا مدینے سے۔اس نے کہا کہ خبیثہ سے؟ میں نے کہا کہ رسول اللہؐ نے اس شہر کا نام طیبہ رکھا تھا اور تم اسے خبیثہ کہتے ہو۔اس نے کہا کہ میں نے جو اس کا نام رکھا ہے اس کی ایک خاص وجہ ہے کہ جب لوگ جنگ حرہ کو جانے لگے تو میں نے خواب میں دیکھا کہ میں نے محمد نامی ایک شخص کو قتل کیا ہے جس کی وجہ سے دوزخ میں جھونکا جاؤں گا۔اس لیے میں نے کوشش کی کہ میں لوگوں کے ساتھ نہ جاؤں مگر میرا عذر قبول نہ کیا گیا اور آخر میں ان کے ساتھ گیا مگر میں جنگ کے آخر تک نہیں لڑا۔پھر میں مقتولین میں سے ایک شخص کے پاس سے گذرا جس میں جان کی کچھ رمق باقی تھی۔اس نے مجھ سے کہا کہ اے کُتّے دور ہو۔میں نے غصے میں اسے قتل کر دیا۔پھر مجھے اپنا خواب یاد آیا۔اتنے میں مدینے کے ایک شخص سے ملا جو مقتولین کو دیکھتا پھرتا تھا جب اس نے اس شخص کو دیکھا جس کو میں نے مارا تھا

Marfat.com

اس نے کہا۔''اِنَّاللہِ وَاِنَّآ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡن ۔جس نے اس کو مارا ہے وہ جنت میں نہیں جائے گا۔'' میں نے پوچھا ''یہ کون ہے؟'' کہا یہ محمد بن عمرو بن حزم ہیں جو رسول اللہ ﷺ کے سامنے پیدا ہوئے تھے۔ حضرت نے خود ان کا نام محمد اور کنیت عبدالملک رکھی تھی۔ میں تلافی مافات کے لئے محمد بن عمرو کے اہل وعیال کے ہاں گیا اور کہا کہ وہ مجھے بھی قتل کر ڈالیں۔مگر انھوں نے ایسا نہ کیا پھر میں نے خون بہا پیش کیا مگر انھوں نے وہ بھی نہ لیا۔

جنگ حرہ کے مقتولین میں عبداللہ بن عاصم انصاری تھے۔ یہ صاحب اذان نہ تھے بلکہ صاحب اذان ابن زید بن ثعلبہ تھے۔ان کے علاوہ عبیداللہ بن عبداللہ بن موہب ،وہب بن عبداللہ بن زمعہ بن اسود، عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن حاطب ،زبیر بن عبدالرحمٰن بن عوف اور عبداللہ بن نوفل بن حارث بن عبدالمطلب بھی تھے۔

متفرق واقعات/ وفیات:

اس سال ربیع بن خُثیم الکوفی الزاہد نے انتقال کیا۔

اس سال عبداللہ ابن زبیر نے لوگوں کے ساتھ حج کیا اس وقت لوگ ان کو ''العائذ'' (حرم میں پناہ گزین) کہا کرتے تھے۔لوگوں کی رائے تھی کہ خلیفہ کا انتخاب شوریٰ سے کیا جائے۔ابن زبیر کو جنگ حرہ کی خبر محرم کی چاند رات کو مسور بن مخرمہ کے ذریعہ سے ملی۔ انھوں نے تیاری شروع کی لوگوں نے ان کو بہت کچھ بڑھا چڑھا کر باتیں سنائیں تو وہ اور اُن کے اصحاب تیار ہوگئے کہ مسلم ان پر بھی فوج کشی کرے گا۔

حواشی وحوالہ جات:

1. حرہ پتھریلے، بنجر علاقے کو کہتے ہیں۔ ایسا علاقہ جو سیاہ لاوے سے ڈھکا ہوا ہو اور ایسا معلوم ہوتا ہو کہ اسے آگ سے جلا دیا گیا ہے۔اس قسم کے حرات زمین دوز آتش فشاں پہاڑوں کی وجہ سے بن جاتے ہیں جو صحرا کے نشیب وفراز میں بار بار لاوے کی تہہ جماتے رہتے ہیں۔ایسے علاقے خاص

Marfat.com

طور سے حوران کے مشرق میں پائے جاتے ہیں اور وہاں سے لے کر مدینہ تک پھیلے ہوئے ہیں۔

مدینہ کے ان حرات میں سے ایک حرہ وہ ہے جو مدینہ منورہ کے باغات میں سے ہوتا ہوا اس شہر کی شمال مشرقی جانب میں پھیلا ہوا ہے جسے حرۂ واقم کہتے ہیں۔ یہیں ذی الحجہ ۶۳ھ/۶۸۳ء میں حرہ کی جنگ ہوئی۔ (ظہیر، نگار سجاد، مختار ثقفی، قرطاس، کراچی، طبع ثانی، ۲۰۱۴ء، ص ۳۸۔)

۲۔ مسلم بن عقبہ کا تعلق بنو مُرّہ کے قبیلے سے تھا اور سفیانی خلفاء کے عساکر کا ایک مشہور سردار تھا۔ ہجرت سے قبل پیدا ہوا، اس کی ابتدائی زندگی کے بارے میں معلومات کم ہیں تاہم اس بات کا امکان ہے کہ شام جانے والے ابتدائی فاتحین کے ساتھ ہی وہاں جا کر آباد ہو گیا تھا۔ امیر معاویہ کا دست راست رہا وہ شام کی پیادہ فوج کے ایک پورے ڈویژن (جند) کے قائد کی حیثیت سے جنگ صفین میں شامل ہوا تاہم دومۃ الجندل کے نخلستان کو حضرت علی سے چھین لینے کی کوشش میں وہ بہرحال ناکام رہا۔ امیر معاویہ نے اپنے دور خلافت میں اسے فلسطین کے خراج کا کاروبار سنبھالنے کے لیے مقرر کیا تھا، ان دنوں فلسطین بہت آمدنی والا صوبہ تھا۔ جب امیر معاویہ کا انتقال ہونے لگا تو مسلم بن عقبہ اور ضحاک ابن قیس دونوں ان کے قریب موجود تھے، یزید اپنی فوج کے ساتھ اناطولیہ کے علاقوں کی طرف گیا ہوا تھا لہٰذا اس کی واپسی تک سلطنت کی نیابت کا کام امیر معاویہ نے انہی دونوں کے سپرد کیا۔ امیر معاویہ کو مسلم پر اس قدر اعتماد تھا کہ ایک موقع پر انہوں نے اپنے جانشین یزید کو نصیحت کی تھی کہ "اگر تمہیں حجاز کے متعلق کبھی کوئی مشکل پیش آئے تو وہاں قبیلۂ مرہ کے یک چشم کو بھیج دینا" (مسلم کی ایک آنکھ ضائع ہو چکی تھی)۔

مسلم اس مصالحتی کمیشن میں بھی ایک رکن کے طور پر شامل تھا جو یزید نے ۶۲ھ میں اصلاح احوال کے لیے، نعمان بن بشیر انصاری کی سرکردگی میں مدینہ بھیجا تھا، اور اب اس کے بڑھاپے اور جسمانی کمزوریوں کے باوجود یزید نے یہی محسوس کیا کہ اس کے علاوہ کوئی دوسرا شخص اس مہم کی قیادت نہیں کر سکتا۔ وہ اتنا کمزور تھا کہ اسے ایک ڈولی میں بیٹھ کر سفر طے کرنا پڑا۔ (ظہیر، نگار سجاد، مختار ثقفی، قرطاس، کراچی، طبع ثانی، ۲۰۱۴ء، ص ۴۳۔)

۳۔ مسلم کا نام بگاڑ کر اسے مسرف کہا جاتا تھا۔ مسرف کے معنی فیاض کے ہیں۔ چونکہ اس نے واقعہ حرہ کے بعد اہلِ مدینہ کا بے دریغ خون بہایا لہٰذا اسے مسرف کہا گیا۔

Marfat.com

چوبیسواں باب:

۶۴ھ کے واقعات

مسلم کی مکہ روانگی

جب مسلم اہل مدینہ کے قتل و غارت سے فارغ ہو گیا تو اپنے ہمراہیوں کو ساتھ لے کر ابن زبیر کے مقابلے کے لیے مکے کی طرف روانہ ہوا۔ اور مدینہ میں روح بن زنباع جذامی کو اپنا نائب بنا کر چھوڑ گیا۔ ایک روایت یہ بھی ہے کہ اس نے عمرو بن مخرمہ اشجعی کو اپنا نائب بنایا تھا لیکن وہ ابھی مُشَلَّل[1] تک ہی گیا تھا کہ موت نے اس کو آلیا۔ اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ وہ ثنیہ ہرشی[2] میں فوت ہوا۔ موت کے قریب اس نے حصین بن نمیر کو بلا کر کہا کہ اے گدھے کی جھول! اگر میرے ہاتھ میں ہوتا تو میں تجھ کو اس لشکر کا والی نہ بناتا۔ مگر امیر المومنین نے ہی تجھے والی بنا دیا ہے۔ مجھ سے چار نصیحتیں سن لے۔ تیز سفر کر، فوراً لڑائی شروع کر دے، خبروں کو خوب شہرت دے اور کسی قریش کی بات پر کان مت دھرنا۔ پھر کہا کہ الٰہی۔ میں نے سوائے تیرے کسی اور کے معبود نہ ہونے اور محمد ﷺ کے تیرے بندے اور رسول ہونے کی شہادت دینے کے بعد کوئی کام ایسا اچھا نہیں کیا جیسا کہ اہل مدینہ کا قتل۔ اور نہ اس سے زیادہ ثواب آخرت کا امید دلانے والا۔

جب اس کا انتقال ہو گیا تو حصین بن نمیر لوگوں کو لے کر ۶۴ھ میں اس وقت مکے پہنچا کہ ماہ محرم ختم ہونے میں صرف چار دن باقی تھے۔ اس وقت تک اہل مکہ اور اہل حجاز عبداللہ ابن زبیر سے بیعت کر چکے تھے اور لوگ ان کے گرد جمع ہو گئے تھے ان کے علاوہ مدینے کے ہزیمت یافتہ لوگ بھی ان سے جا ملے تھے۔ اور نجدہ بن عامر الحنفی بھی خوارج کو لے کر بیت اللہ کی حفاظت کے لیے آ گیا تھا۔ ابن زبیر اپنے بھائی منذر کے ہمراہ اہل شام کے مقابلے کے لیے نکلے۔ منذر نے اہل شام کے ایک شخص سے

Marfat.com

مقابلہ کیا اور دونوں نے ایک دوسرے پر کاری وار لگایا اور دونوں مر گئے۔ پھر اہل شام نے ان پر ایسا حملہ کیا کہ عبداللہ ابن زبیر کے اصحاب کے پاؤں اکھڑ گئے۔ عبداللہ کا خچر لڑکھڑایا۔ تو انھوں نے کہا ہائے رے ہلاکت۔ پھر اس پر سے اتر کر اپنے اصحاب کو بلند آواز سے پکارا۔ جس کے جواب میں مسور بن مخرمہ اور مصعب بن عبدالرحمٰن بن عوف آگے بڑھے اور لڑتے رہے اور وہ پھر لوگ وہاں سے ہٹ آئے۔ یہ پہلے محاصرہ کا ذکر ہے اس کے بعد اہل شام نے ماہ محرم کا باقی حصہ اور تمام ماہ صفر تک ان سے جنگ جاری رکھی۔ آخر کار جب ۶۴ھ کے ماہ ربیع الاول کے بھی تین دن گذر گئے تو انھوں نے خانہ کعبہ پر منجنیقوں سے گولہ باری شروع کی اور اس میں آگ لگا دی اس عمل کے ساتھ وہ رجز اور یہ شعر پڑھتے جاتے تھے۔

خطارة مثل الفنيق المزبد　　　نرمی بها اعواد هذ المسجد

[یہ منجنیق مثل موٹی کفدار اونٹنی کے ہے جس سے ہم اس مسجد کی لکڑیوں پر پتھر ماریں گے۔]

یہ بھی کہا جاتا ہے کہ خانہ کعبہ میں اس آگ سے آگ لگ گئی تھی جو عبداللہ کے اصحاب کعبے کے گرد جلائے رکھتے تھے۔ ہوا چلنے سے چنگاریاں اڑ کر کعبے تک پہنچیں جس سے کعبے کے کپڑے جل گئے۔ اور اس کی لکڑی میں بھی آگ لگ گئی۔ پہلا بیان صحیح ہے کیونکہ امام بخاری نے اپنی صحیح میں بیان کیا ہے کہ ابن زبیر نے کعبے کو اس لیے چھوڑ دیا تھا کہ لوگ اس کو جلا ہوا دیکھیں اور وہ اس ذریعہ سے لوگوں کو اہل شام کے خلاف بھڑکا سکیں۔ غرض کہ اہل شام برابر ابن زبیر کا محاصرہ کیے رہے۔ یہاں تک کہ ان کو ربیع الآخر کی چاندرات کو یزید ابن معاویہ کی موت کی خبر ملی۔

یزید بن معاویہ کی وفات

اس سال یزید بن معاویہ نے سرزمین شام کے مقام حوران میں ماہ ربیع الاول کی چودھویں تاریخ کو انتقال کیا۔ اس وقت اس کی عمر ایک قول کے مطابق اڑتیس اور ایک دوسرے بیان کے مطابق انتالیس برس کی تھی۔ اس کی حکومت کا زمانہ تین سال چھ ماہ (اور بقول بعض آٹھ ماہ) کا ہوا۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اس کا انتقال ربیع الاول ۶۳ھ میں ہوا۔ جب کہ اس کی عمر تیئن برس تھی اور اس کی خلافت دو سال آٹھ ماہ رہی۔ ان میں سے پہلا بیان صحیح ہے۔ اس کی والدہ میسون بنت بحدل بن انیف کلبیہ تھیں۔ یزید کی اولاد میں معاویہ (جس کی کنیت ابو عبدالرحمٰن اور ابو لیلےٰ تھی اور جو اس کے بعد تخت نشین

Marfat.com

ہوا) خالد (جس کی کنیت ابو ہاشم تھی اور جس کے متعلق یہ کہا جاتا ہے کہ وہ علم کیمیا کا بڑا ماہر تھا۔ مگر یہ قول کسی کے لیے صحیح نہیں) ۳۔ اور ابوسفیان تھے جس کی والدہ ام ہاشم بنت عتبہ ابن ربیعہ تھیں۔ یزید کی وفات کے بعد مروان بن حکم نے ام ہاشم سے نکاح کر لیا تھا۔ ان کے علاوہ اس کے اور اولاد عبداللہ بن یزید (جو عرب کے زبردست تیر اندازوں میں سے تھا) اور جس کی والدہ ام کلثوم بنت عبداللہ بن عامر تھیں۔ اسی کا لقب اسوار تھا اور عبداللہ اصغر، عمرو، ابوبکر، عتبہ، حرب، عبدالرحمٰن اور محمد بھی تھے جو متفرق ماؤں کے بچے تھے۔ (یعنی یزید کے کل گیارہ بیٹے تھے۔)

یزید کی سیرت واخبار

محمد بن عبیداللہ بن عمر کا بیاں ہے کہ ایک مرتبہ امیر معاویہ یزید کو غور سے دیکھنے لگے۔ اس وقت ان کی زوجہ بنت قرظہ ان کے ساتھ تھی اور یزید کی ماں میسون یزید کے بالوں میں کنگھی کر رہی تھی اور جب بال سنوارنے سے فارغ ہوئی تو اس کو چوم لیا۔ یہ دیکھ کر بنت قرظہ نے کہا کہ خدا تیری ماں کی پنڈلیوں کی سیاہی پر لعنت کرے۔ امیر معاویہ نے کہا کہ خدا کی قسم تمہارے بیٹے سے اس (یعنی میسون) کا بیٹا اچھا ہے۔ بنت قرظہ سے امیر معاویہ کا ایک عبداللہ نامی بیٹا تھا جو احمق تھا۔ بنت قرظہ نے کہا کہ خدا کی قسم ہرگز نہیں۔ آپ اس کو خواہ مخواہ ترجیح دیتے ہیں۔ امیر معاویہ نے کہا کہ میں ابھی اس بات کو ثابت کیے دیتا ہوں۔ پھر عبداللہ کو بلایا اور جب وہ آ گیا تو اس سے کہا کہ بیٹا میں چاہتا ہوں تم کو ایسی چیز دوں جس کے تم مستحق ہو اب تم جو کچھ مانگو دوں گا۔ اس نے کہا کہ آپ مجھے ایک شکاری کتا اور ایک گدھا خرید کر دیں۔ امیر معاویہ نے کہا کہ بیٹا تم خود ہی گدھے ہو۔ میں تم کو کیا گدھا خرید کر دوں؟ اچھا اب جاؤ۔ پھر یزید کو بلایا اور اس سے بھی یہی سوال کیا۔ یہ سن کر وہ فوراً سجدے میں گر پڑا پھر سر اٹھا کر کہا کہ تمام تعریف ہے اس خدا کی جس نے امیر المومنین کو اس عمر تک پہنچا دیا ہے اور ان کو میری نسبت ایسی رائے سجھا دی۔ میری خواہش یہ ہے کہ آپ مجھے آگ سے خلاصی دلوا دیں کیونکہ جو شخص تین دن کے لیے بھی امت کے امور کا والی ہو جاتا ہے۔ اُسے خدا آتش دوزخ سے آزاد کر دیتا ہے۔ آپ اپنے جانشین ہونے کے لیے مجھے ولی عہد اور اس سال مجھے رومیوں سے جنگ کرنے والوں کا سردار بنا دیجیے۔ اور جب واپس آؤں تو مجھے حج کرنے کی اجازت دیجیے۔ اور امیر حج مجھے ہی بنائیے۔ اہل شام

Marfat.com

میں سے ہر شخص کے لیے دس دس دینار کا اضافہ کیجیے اور بنو جمح، بنو سہم، بنو عدی کے یتامیٰ کے لیے فرائض مقرر کیجیے۔ کیونکہ وہ سب میرے حلیف ہیں۔ امیر معاویہ نے کہا ''ہاں میں نے ایسا ہی کیا۔'' اور یہ کہہ کر اس کا منہ چوم لیا۔ پھر اپنی زوجہ بنت قرظہ سے کہا کہو اب کیا رائے ہے۔ کہا کہ اے امیر المومنین آپ اس کو اس کی بھلائی کے لیے وصیت کر دیجیے۔ چنانچہ معاویہ نے ایسا ہی کیا۔

عمرو بن سُبَیْنَہ بیان کرتے ہیں کہ یزید نے اپنے والد کے عین حیات ایک حج کیا۔ مدینے پہنچ کر اس نے ایک مجلس شراب قائم کی۔ ابن عباس اور حسین (رضی اللہ عنہما) نے اندر داخل ہونے کی اجازت طلب کی۔ یزید سے کسی نے کہا کہ اگر ابن عباس شراب کی بو بھی پالیں گے تو پہچان جائیں گے اس لیے ان کو روک دیا اور حسینؓ کو اندر آنے کی اجازت دی گئی۔ اندر پہنچ کر ان کو شراب کی بو دوسری خوشبو کے ساتھ مل کر آئی اور کہا کہ سبحان اللہ۔ تمہاری خوشبو کیسی اچھی ہے۔ لیکن یہ کیا چیز ہے؟ یزید نے کہا کہ یہ ایک خوشبو ہے جو شام میں بنتی ہے۔ یہ کہہ کر شراب کا پیالہ منگوایا اور اس کو پی گیا پھر دوسرا پیالہ منگوایا اور کہا کہ اے ابو عبداللہ پیو۔ حسینؓ نے فرمایا اے شخص تو اپنی شراب اپنے پاس ہی رہنے دے۔ میں تیری جاسوسی نہیں کرتا۔ یزید نے یہ اشعار پڑھے۔ (ترجمہ اشعار):

الا یا صاحِ للعجب دعوتک ولم تجب

إلی الفتیاتِ والشهوا تِ والصهباء والطرب

باطیة مکللة علیها سادة العرب

وفیهنّ التی تبلت فؤادک ثمُ لم تتب

[اے دوست سخت تعجب ہے میں تجھ کو اس کی دعوت دیتا ہوں اور تو نہیں مانتا۔ میں تجھے جوان لڑکیوں، خواہشوں، شراب اور طرب اور ایک مرصع خم کی طرف دعوت دیتا ہوں جس پر عرب کے سردار جمع ہیں۔ انھیں نازنین عورتوں میں وہ بھی ہے جس نے تمہارے دل پر قبضہ کر لیا ہے اور پھر بھی تم توبہ نہیں کرتے۔]

یہ سن کر حسینؓ کھڑے ہو گئے اور کہا۔ بلکہ اے ابن معاویہ تمہارے دل پر قابض ہو گئی ہے۔

شفیق بن سَلَمہ کہتے ہیں کہ جب حسینؓ شہید ہو گئے تو عبداللہ ابن زبیر کھڑے ہوئے اور ابن عباس کو اپنی بیعت کرنے کے لیے بلایا مگر انھوں نے بیعت نہ کی۔ اس سے یزید کو خیال ہوا کہ ابن

Marfat.com

عباس کو عبداللہ بن زبیر کی بیعت سے باز رہنا اس بات کی دلیل ہے کہ وہ یزید کی بیعت پر قائم ہیں یہ سوچ کر ان کو یہ خط لکھا:

''امابعد: میں نے سنا ہے کہ ملحد ابن زبیر نے تم کو بیعت کے لیے دعوت دی ہے مگر تم ہماری بیعت پر مضبوطی سے قائم ہو کیونکہ تم ہمارے وفادار بنے رہنا چاہتے ہو۔ اے میرے عزیز خدا تم کو صلۂ رحم اور وعدہ وفا کرنے والوں کی جزا سے بھی بہتر جزا دے۔ نہ میں کسی بات کو بھولتا ہوں اور نہ تمہاری نیکی کو اور صلے کو بھولوں گا جس کے تم اہل ہو۔ تم ان لوگوں کو غور سے دیکھتے رہو جو مختلف مقامات سے تمہارے خلاف نکلیں گے اور جن پر ابن زبیر نے اپنی زبان سے جادو کر دیا ہے۔ ان سب کو اس کے حال سے آگاہ کر دو۔ کیونکہ وہ لوگ سب سے زیادہ تمہاری بات سننے والے ہیں اور سب سے زیادہ تمہاری اطاعت کرتے ہیں۔''

اس کے جواب میں ابن عباس نے لکھا:

''امابعد: تمہارا خط ملا۔ اس بات سے کہ میں نے ابن زبیر کی بیعت کو ترک کر دیا ہے خدا کی قسم اس سے میری غرض یہ نہیں ہے کہ تمہاری خوشنودی یا صلہ حاصل کروں بلکہ میری نیت کا خدا ہی جاننے والا ہے۔ تم مدعی ہو کہ تم اپنے احسان و اکرام کے وقت مجھے نہیں بھولو گے تو اے شخص تم مجھ سے اپنی نیکی دور رکھو اور میں تم سے اپنی نیکی کو دور رکھوں گا۔ تم یہ چاہتے ہو کہ میں لوگوں کو تمہارا دوست بنا دوں اور ابن زبیر کی طرف سے ان کے دلوں میں بغض پیدا کر دوں اور انھیں ان کے چھوڑنے پر مجبور کر دوں۔ ایسا ہرگز نہیں نہ خوشی سے اور نہ مہربانی سے۔ اور یہ ہو بھی کیسے سکتا ہے کہ جب تم نے حسینؓ اور عبدالمطلب کے جوانوں کو قتل کر دیا ہے۔ جو مصابیح ہدائے اور نجوم اعلام تھے۔ تمہارے سواروں نے تمہارے ہی حکم سے ان کو ایک ہی سرسبز زمیں میں خاک میں ملا دیا۔ وہ خون میں لتھڑ گئے۔ میدان میں مسلوب اور پیاس میں مقتول ہوئے۔ نہ ان کو کسی نے کفن دیا نہ تکیہ مہیا کیا۔ ہوائیں ان پر خاک اڑاتی اور سنگلاخ زمینوں کے کفتار ان کی بوئیں سونگھتے تھے۔ تا آنکہ خدا نے ایک قوم کو کہ ان کی خونریزی میں شامل نہ تھی یہ توفیق دی کہ انھوں نے ان سب کو کفن دیا اور دفن کیا۔ مجھ کو ان سے بہت محبت ہے۔ اگرچہ میں عزت پاؤں

Marfat.com

اور تمہاری مجلس میں شریک ہو جاؤں۔لیکن نہ میں باتوں کو بھولتا ہوں کہ میں تمہاری اس بات کو بھولوں گا کہ تم نے حسینؓ کو حرم رسول اللہ ﷺ سے حرم اللہ کی طرف سے بھگا دیا پھر تم برابر ان کے پیچھے اپنے سواروں کو بھیجتے رہے تا آنکہ انھوں نے ان کو عراق تک پہنچا دیا۔اور وہ وہاں سے خوف زدہ ہو کر نکلے۔پھر بھی تمہارے سوار اس عداوت کی بنا پر جو تم کو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٗ وسلم اور رسول کے ان اہل بیت سے ہے جن کو خدائے تعالیٰ نے آلائشوں سے پاک کر کے طاہر و مطہر بنایا تھا۔ان پر چڑھ دوڑے۔حسینؓ نے تم سے صلح کرنا چاہی اور واپس چلے جانے کا سوال کیا۔مگر تم نے ان کے انصار کی قلت اور ان کے اہل بیت کے استیصال کے موقع کو غنیمت جان کر ان کے خلاف ایک دوسرے کی اس طرح معاونت کی کہ گویا تم کسی ترک یا کافروں کے خاندان کے قتل کے درپے ہو۔مجھے اس امر سے زیادہ اور کوئی چیز عجیب نہیں معلوم ہوئی کہ تم میری دوستی طلب کرو۔حالانکہ تم نے میرے باپ کی اولاد کو قتل کیا ہے۔تمہاری تلوار سے میرا خون ٹپک رہا ہے اور تم میرے خوں ریزوں سے ہو۔تم اس پر نہ بھول جانا کہ تم ہم پر آج فتحیاب ہو گئے ہو۔ہم بھی ضرور ایک دن تم پر ظفریاب ہوں گے۔والسلام۔

شریف ابو یعلی حمزہ بن محمد بن احمد جعفر العلوی جن کے سامنے یزید کا ذکر ہوا تو کہا میں یزید کو رسول اللہ کے اس قول مبارک کی وجہ سے کافر نہیں سمجھتا "میں نے خدا سے سوال کیا کہ وہ میری اولاد پر کسی غیر قوم کو مسلط نہ کرے۔" اور اللہ نے میرا یہ سوال پورا کیا۔

دو خلفاء دو بیعتیں

اس سال شام میں معاویہ بن یزید بن معاویہ اور حجاز میں عبداللہ بن زبیر کے لیے بیعت لی گئی۔

جب یزید کا انتقال ہو گیا تو حصین بن نمیر اور اس کی شامی فوج سے پہلے عبداللہ ابن زبیر کو اس امر کی اطلاع ہو گئی۔اس وقت اہل شام نے ابن زبیر کے محاصرے میں نہایت شدت شروع کر دی تھی۔ابن زبیر اور اہل مکہ نے ان سے پکار کر پوچھا کہ تم کس غرض سے لڑ رہے ہو۔تمہارا طاغیہ تو ہلاک ہو چکا ہے۔مگر ان لوگوں نے اس قول کو صحیح نہ سمجھا۔آخر کار جب حصین کو یزید کی ہلاکت کی خبر ہو گئی تو اس

Marfat.com

نے ابن زبیر کے پاس یہ پیغام بھیجا کہ میں آج رات کوتم سے مقام ابطح میں ملوں گا۔ چنانچہ دونوں نے مل کر آپس میں گفتگو کی۔اسی اثناء میں حصین کے گھوڑے نے لید کی اور حرم کے کبوتروں نے آکر اس کو کریدنا اور چگنا شروع کیا۔حصین نے اپنے گھوڑے کو کبوتروں کی جانب سے پھیر لیا اور کہا کہ مجھے ڈر ہے کہ میرا گھوڑا حرم کے کبوتروں کو نہ مار دے۔ابن زبیر نے کہا کہ تم لوگ اس میں حرج سمجھتے ہو مگر حرم میں مسلمانوں کو قتل کرتے ہو۔

حصین نے ابن زبیر سے جو کچھ کہا اس میں یہ بھی تھا کہ آپ امر خلافت کے لیے سب سے زیادہ حق دار ہیں۔آیئے ہم آپ سے بیعت کریں۔پھر آپ ہمارے ہمراہ شام چلیے۔کیونکہ میرے اس لشکر میں سب لوگ شام کے سردار اور شہسوار ہیں۔خدا کی قسم آپ کی خلافت پر دو شخص بھی اختلاف نہ کریں گے۔آپ لوگوں کو امان دیجیے اور ہمارے آپ کے اور اہل حرم کے مابین جو خون ہوئے ہیں ان کو بخش دیجیے۔ابن زبیر نے کہا کہ میں ہرگز خونوں کو معاف نہ کروں گا۔خدا کی قسم میں تو اس پر بھی راضی نہ ہوں گا کہ اہل حرم کے ایک ایک مقتول کے عوض تمہارے دس دس آدمیوں کو قتل کردوں۔حصین تو ان سے خفیہ طور پر بات کرتا تھا مگر وہ با آواز بلند کہے جاتے تھے کہ خدا کی قسم میں ایسا نہ کروں گا۔اس پر اس نے واپس جاتے ہوئے کہا کہ خدا اس کا برا کرے جواب تمہاری مدد کرے۔میں تو یہ سمجھتا تھا کہ آپ صاحب الرائے آدمی ہیں اور اسی لیے آپ سے خفیہ طور پر کلام کرتا تھا مگر آپ زور زور سے بولتے ہیں۔میں آپ کو خلافت کے لیے بلاتا ہوں اور آپ سوائے قتل و ہلاکت کے اور کچھ نہیں دیکھنا چاہتے۔

یہ کہہ کر وہ ابن زبیر سے جدا ہو گیا اور اپنے ہمراہیوں کو ساتھ لے کر مدینے کی طرف چلا گیا۔

بعد ابن زبیر اپنے کیے پر پچھتائے اور حصین کے نام یہ پیغام بھیجا کہ میں شام تو نہیں جاؤں گا مگر میرے لیے تم شام میں بیعت لے لو۔میں تم سب کو امان دے دوں گا اور عدل کروں گا۔حصین نے کہا جب تک آپ بنفس نفیس خود نہ چلیں گے کام پورا نہ ہوگا کیونکہ یہاں بنوامیہ کے ایسے افراد موجود ہیں جو خود اس امر خلافت کے خواہش مند ہیں۔غرض کہ حصین مدینے کی طرف روانہ ہوا۔اہل مدینہ کو اہل شام پر جرأت ہوگئی۔جب کبھی کوئی شامی تنہا ملتا تو اس کی سواری کا جانور چھین لیا جاتا تھا۔اس لیے وہ لوگ متفرق نہ ہوتے تھے۔مدینے سے دیگر بنوامیہ بھی ان کے ہمراہ روانہ ہوگئے۔اس وقت اگر ابن زبیر بھی شام کی طرف روانہ ہوجاتے تو کوئی ان کے بارے میں اختلاف نہ کرتا۔

Marfat.com

القصہ اہل شام دمشق پہنچے۔ اس وقت تک معاویہ ابن یزید سے بیعت کی جا چکی تھی مگر وہ تین مہینے کے بعد ہی انتقال کر گیا۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ وہ صرف چالیس دن حکومت کر کے مر گیا تھا۔ جب کہ اس کی عمر اکیس سال اور اٹھارہ دن کی تھی۔ اپنی حکومت کے آخری زمانے میں اس کے حکم سے الصلوٰۃ جامعہ کی منادی کرائی گئی اور جب لوگ جمع ہو گئے تو اس نے اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء کے بعد کہا:

''امّابعد: چونکہ میں تم پر حکومت کرنے میں ضعیف ہوں۔ اس لیے میں نے تمہارے لیے عمرؓ جیسا شخص تلاش کرنا چاہا جن کو ابوبکر نے اپنا جانشین بنایا تھا مگر میں نے ایسا آدمی نہ پایا۔ پھر میں نے چاہا کہ ایسے چھ آدمیوں کو تلاش کروں جو مجلس شوریٰ کے چھ افراد کے مثل ہوں مگر ایسے اشخاص بھی نہ پا سکا۔ لہٰذا اب تم خود ہی اپنے امر کے لیے اولیٰ ہو۔ تم جسے چاہو پسند کر لو۔''

یہ کہہ کر وہ اپنے گھر چلا گیا اور اپنے انتقال کے وقت تک گھر ہی میں مقیم رہا۔

کہتے ہیں کہ اس کا انتقال زہر خوانی کی وجہ سے ہوا۔ ولید بن عتبہ بن ابی سفیان نے اس کی نماز جنازہ پڑھی مگر اس کو بھی اس دن طاعون ہو گیا اور وہ اسی دن مر گیا۔ یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ اس کا انتقال نہیں ہوا۔ معاویہ ابن یزید نے وصیت کی تھی کہ ضحاک ابن قیس لوگوں کو نماز پڑھایا کرے۔ تا آنکہ کسی کو خلیفہ منتخب کیا جائے۔ معاویہ سے کسی نے کہا کہ کاش آپ خود ہی کسی کو خلیفہ بنا دیتے۔ اس نے جواب دیا کہ میں اس کام کی تلخی کو اپنے ہمراہ لے جانا اور اس کی شیرینی کو بنوامیہ کے لیے چھوڑ جانا نہیں چاہتا۔

یزید کی موت کے بعد بصرہ کے حالات

جب یزید کا انتقال ہو گیا تو عبیداللہ ابن زیاد کے پاس اس کا غلام حمران یہ خبر لے کر آیا۔ وہ عبیداللہ کی جانب سے معاویہ بن ابی سفیان اور پھر یزید کی طرف قاصد کی خدمت پر مامور تھا۔ اس نے آ کر خفیہ طور پر یزید کو خبر دی اور ساتھ ہی اہل شام کے باہمی اختلاف سے بھی آگاہ کیا۔ عبیداللہ کے حکم سے صلوٰۃ جامعہ کی منادی کی گئی۔ لوگ جمع ہوئے اور ابن زیاد نے منبر پر چڑھ کر ان کو یزید کی موت کی خبر دی اور اس کے معائب ونقائص کا بیان کیا۔ احنف نے کہا کہ ہماری گردنوں میں یزید کی بیعت کا طوق تھا اور مثل ہے کہ سُست آدمی سے درگزر کر جاؤ۔ یہ سن کر عبیداللہ نے اس کا ذکر چھوڑ دیا۔ پھر کہا کہ:

Marfat.com

''اے اہل بصرہ۔ ہمارا مقام ہجرت، ہمارا مکان اور میری جائے پیدائش تمہارے ہی ہاں ہے۔ جس وقت میں تمہارا والی مقرر ہوا ہوں اس وقت فوجی دفتر میں اہل فوج کی تعداد ستر ہزار سے زیادہ نہ تھی اور آج ان کی تعداد ایک لاکھ ہے۔ اسی طرح تمہارے دفتر عمال میں نوے ہزار سے زیادہ نفوس نہیں تھے اور اب ان کی تعداد ایک لاکھ چالیس ہزار ہے اور پھر جس جس شخص سے مجھے تمہارے لیے خوف تھا ان میں سے ایک ایک شخص آج تمہارے قید خانے میں پہنچا ہوا ہے۔ یزید کا انتقال ہو چکا ہے۔ اہل شام کے آپس میں اختلاف برپا ہے۔ آج تم ہی تعداد میں سب سے زیادہ ہو۔ تم ہی سب سے زیادہ وسیع وعریض زمین میں ہو اور بلحاظ بلاد و ملک سب سے زیادہ وسیع و غنی تم ہی ہو۔ لہٰذا تم اپنے لیے کسی ایسے آدمی کو اختیار کرلو جس کو تم اپنے دین اور جماعت کے لیے پسند کرتے ہو۔ جس کو تم پسند کرو گے سب سے پہلے میں ہی اس کو پسند کروں گا۔ اگر اہل شام بھی تمہارے ساتھ اسی شخص کے دین و جماعت کے لحاظ سے پسند کریں اور تم سے مل جائیں۔ تو تم بھی اسی چیز میں داخل ہو جاؤ گے جس میں مسلمان داخل ہوں گے۔ اگر تم اس امر کو پسند نہ کرو تو تم فی الحال کسی شخص کو اپنا والی مقرر کرلو تاکہ تمہارے معاملات چلتے رہیں۔ اس طرح نہ تم کو کسی اور شہر کے باشندوں کا دست نگر ہونا پڑے گا اور نہ ہی لوگ تم سے مستغنی ہو سکیں گے۔''

اس کے بعد اہل بصرہ کے خطباء کھڑے ہو کر کہنے لگے کہ ہم نے تمہاری تقریر سنی اور ہم نہیں جانتے کہ تم سے زیادہ اور کوئی شخص اس کام کے لیے قوی ہو۔ آؤ ہم تم سے بیعت کرلیں۔ اس نے جواب دیا کہ مجھ کو اس کی ضرورت نہیں ہے۔ خطباء نے پھر اپنے قول کو دہرایا مگر ابن زیاد نے تین مرتبہ انکار کیا۔ پھر اس نے اپنا ہاتھ بڑھایا اور سب نے اس سے بیعت کرلی۔ پھر وہ لوگ وہاں سے چلے گئے اور دیواروں سے اپنے ہاتھوں کو رگڑ کر کہنے لگے کہ کیا ابن مرجانہ سمجھتا ہے کہ ہم اجتماع و افتراق میں اس کے مطیع و منقاد رہیں گے۔

یزید کی موت کے بعد کوفہ کے حالات

جب لوگ ابن زیاد سے بیعت کر چکے تو اس نے عمرو بن مسمع اور سعد بن القرحاء التیمی کو کوفہ

Marfat.com

بھیجا۔ اور اہل کوفہ کو اہل بصرہ کے حالات سے مطلع کر کے ان کو بھی اپنی بیعت کی دعوت دی۔ جب وہ دونوں کوفے پہنچے تو وہاں کے والی عمرو بن حریث نے لوگوں کو جمع کیا۔ یہ دونوں پیغام بر کھڑے ہوئے اور اہل کوفہ کو مخاطب کر کے اس واقعہ کا ذکر کیا۔ یہ سن کر یزید بن حارث بن یزید الشیبانی یعنی ابن رویم نے کھڑے ہو کر کہا کہ خدا کا شکر ہے کہ اس نے ہم کو ابن سمیہ سے نجات دی۔ کیا ہم اس کی بیعت کریں گے۔ نہیں ہم ہرگز اس کو یہ عزت نہ دیں گے۔ پھر اس نے ان دونوں قاصدوں پر سنگریزے پھینکے اور اس کے بعد تمام لوگوں نے بھی ان کے ساتھ یہی سلوک کیا۔ یزید ابن رویم کے اس فعل نے اس کو اہل کوفہ کی نگاہ میں مشرف وممتاز کر دیا۔ وہ دونوں قاصد بصرہ واپس چلے گئے اور ابن زیاد کو اس حال کی اطلاع دی۔ اہل بصرہ نے کہا۔ کیا اہل کوفہ اس کا خلع کر دیں اور ہم اس کو حکومت دیں، اس طرح ابن زیاد کا دبدبہ ان میں کمزور ہو گیا۔ چنانچہ وہ جس کام کا حکم دیتا اس کی تعمیل نہ ہوتی، جو رائے قائم کرتا اس کی تردید کر دی جاتی، اگر وہ کسی خطا کار شخص کو قید کا حکم دیتا تو لوگ ابن زیاد کے اعوان اور خاطی کے درمیان حائل ہو جاتے۔

اس کے بعد سلمہ بن ذویب حنظلی تمیمی بصرے آیا اور ایک جھنڈا ہاتھ میں لے کر بازار میں کھڑا ہو گیا۔ اور کہا کہ اے لوگو! میرے پاس آؤ میں تم کو ایک ایسی چیز کی طرف بلاتا ہوں جس کی طرف کبھی کسی نے تم کو نہیں بلایا۔ میں تم کو حرم کے پناہ گزیں یعنی عبداللہ ابن زبیر کی طرف بلاتا ہوں۔ لوگ جمع ہو گئے اور اس کے ہاتھ پر ہاتھ مار مار کر بیعت کرنے لگے۔ جب اس واقعے کی خبر ابن زیاد کو ملی تو اس نے لوگوں کو جمع کیا، ان کے سامنے تقریر کی اور ان کے ساتھ جو اس کا معاملہ تھا اس کا ذکر کیا اور کہا کہ میں نے تم کو ایک شخص کی طرف دعوت دی تھی جس کو تم سب مل کر پسند کر لو مگر اہل بصرہ نے میری بیعت کی اور میرے سوا دوسرے کی بیعت سے انکار کر دیا اور اب مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم نے دیواروں اور گھروں کے دروازوں سے اپنے ہاتھوں کو رگڑا اور جو کچھ تم نے چاہا کہہ دیا۔ اب میں کسی کام کا حکم دیتا ہوں تو اس کی تعمیل نہیں ہوتی اور جو رائے دیتا ہوں وہ رد کر دی جاتی ہے، جس شخص کو میں طلب کرتا ہوں اس کے اور میرے حکم کی تعمیل کرنے والوں کے درمیان لوگ حائل ہو جاتے ہیں۔ یہ شخص سلمہ ابن ذویب تم کو اختلاف کی طرف بلاتا ہے تا کہ تمہاری جماعت میں تفرقہ پڑ جائے اور تم تلوار سے ایک دوسرے کی گردنیں کاٹو۔

احنف اور چند آدمیوں نے کہا سلمہ کو تمہارے پاس لے آتے ہیں۔ چنانچہ وہ سلمہ کو ابن زیاد کے پاس لے آئے اس وقت سلمہ کی جماعت کی تعداد زیادہ ہو گئی تھی اور نفاق کا دائرہ بھی وسیع ہو گیا تھا۔

Marfat.com

عبید اللہ ابن زیاد نے حکومتی فوج کے رؤساء کو بلا کر ان سے چاہا کہ وہ اس کے ہمرکاب ہو کر جنگ کریں۔ رؤساءِ فوج نے کہا کہ اگر ہمارے دل آمادہ ہوئے تو ہم لڑیں گے۔

ابن زیاد کے بھائیوں نے ابن زیاد سے کہا کہ اس وقت ہمارا کوئی خلیفہ نہیں جس کے لیے ہم لڑیں اور یہ کہ اگر آپ کو ہزیمت ہو تو آپ اُس کے پاس چلے جائیں اور وہ آپ کو مدد دے۔ ممکن ہے کہ جنگ کا خاتمہ آپ کے خلاف ہو۔ ہم نے ان لوگوں کے درمیان مال و جائیداد لے رکھا ہے اگر وہ ہمارے خلاف کامیاب ہو گئے تو وہ ہم کو اوران اموال کو سب کو ہلاک کر دیں گے اور آپ کے پاس کچھ بھی باقی نہ رہے گا۔ ابن زیاد نے یہ دیکھ کر حارث بن قیس بن صہباء الجھضمی الازدی کو بلوایا۔ جب وہ آیا تو اس سے کہا کہ اے حارث میرے والد نے مجھے وصیت کی تھی کہ اگر مجھے کبھی اہل عرب کی حاجت ہو تو تمہارے قبیلے کو اختیار کروں۔ حارث نے کہا کہ میرا قبیلہ آپ کے والد کو آزما چکا ہے۔ نہ اس نے والد کے پاس کسی قسم کی قدر و منزلت حاصل کی اور نہ آپ کے پاس۔ اگر آپ نے ہم کو اختیار کیا ہے تو میں آپ کو رد نہ کروں گا لیکن میں نہیں سمجھتا کہ میں کس طرح دن دہاڑے آپ کو امان دے کر لے جا سکتا ہوں۔ مجھے خوف ہے کہ آپ بھی قتل ہوں گے اور میں بھی مارا جاؤں گا۔ البتہ اتنا ہو سکتا ہے کہ میں رات تک آپ ہی کے پاس ٹھہرا رہوں۔ پھر آپ کو اپنے پیچھے سوار کرا کے لے چلوں گا تا کہ آپ کو کوئی پہچان نہ سکے۔ عبید اللہ نے کہا کہ آپ کی رائے بہت ٹھیک ہے چنانچہ حسب قرار داد حارث رات تک مقیم رہا اور رات ہوئی تو اس کو اپنے پیچھے بٹھا کر لے گیا۔

اس وقت بیت المال میں ایک کروڑ نوے لاکھ کی رقم جمع تھی ابن زیاد نے اس کا کچھ حصہ اپنے موالی کو دے کر باقی کو زیاد کے خاندان کے لیے جمع کر رکھا۔ حارث، عبید اللہ کو لے کر روانہ ہوا اور لوگوں میں سے گذرتا جاتا تھا۔ لوگوں کی یہ حالت تھی کہ وہ خوارج کے خوف سے ہر جگہ پاسبانی کر رہے تھے۔ ابن زیاد بار بار حارث سے پوچھتا جاتا تھا کہ اب ہم کہاں ہیں اور حارث اسے بتاتا جاتا تھا۔ اسی طرح جب وہ بنو سلیم میں پہنچے تو ابن زیاد کے اس سوال پر کہ اب ہم کہاں ہیں۔ حارث نے جواب دیا کہ ہم بنو سُلیم میں ہیں۔ تو ابن زیاد نے کہا کہ اب ان شاء اللہ ہمارے لیے سلامتی ہے۔ پھر جب بنو ناجیہ میں سے گذرتے ہوئے بھی ابن زیاد کے اسی سوال کے جواب میں حارث نے کہا کہ ہم بنو ناجیہ میں سے گذر رہے ہیں تو ابن زیاد نے کہا کہ اب ہم ضرور نجات پا جائیں گے۔ ان شاء اللہ۔

Marfat.com

بنو ناجیہ نے پوچھا کہ تم کون ہو۔ کہا حارث بن قیس، بنو ناجیہ کا ایک شخص ابن زیاد کو پہچانتا تھا۔ اس نے دیکھتے ہی کہا ابن مرجانہ اور یہ کہتے ہوئے ایک تیر مارا جو اس کے عمامے میں لگا۔ حارث اس کو لیے ہوئے بدستور چلتا رہا اور بالآخر بنو جہاضم میں پہنچ کر اُسے اپنے مکان میں اتار دیا۔ ابن زیاد نے کہا حارث تم نے مجھ پر بڑا احسان کیا۔ اب کچھ میں تم سے کہوں وہی کرو۔ مجھے معلوم ہے کہ مسعود بن عمرو اپنی قوم میں اپنے شرف اور سن و سال کی وجہ سے نہایت صاحب منزلت ہے اور اس کی قوم اس کی مطیع ہے۔ کیا تم مجھے اس کے پاس لے جا سکتے ہو تا کہ میں ان کے گھر رہوں جو بنو ازد کے وسط میں واقع ہے کیونکہ اگر تم ایسا نہ کرو گے تو وہ تمہاری قوم کو باہم مخالف کرا دے گا۔ حارث اس کو وہاں لے گئے۔ دونوں مسعود کے پاس اندر گئے۔ مسعود کو ان کی آمد کی مطلق خبر نہیں ہوئی کیونکہ وہ اس وقت بیٹھا ہوا اپنے موزے کی اصلاح میں منہمک تھا لیکن وہ ان دونوں کو دیکھ کر پہچان گیا اور حارث سے کہا کہ میں اس امر کے شر سے جو اس وقت تم میرے پاس لائے ہو خدا کی پناہ مانگتا ہوں۔ حارث نے کہا کہ میں اس وقت خیر و سعادت ہی لے کر آیا ہوں۔ مجھے معلوم ہے کہ تمہاری قوم نے زیاد کو نجات دلائی تھی اور اس کے ساتھ وفاداری کی تھی اور اسی اکرام کی بنا پر وہ باقی تمام اہل عرب پر فخر کرتے ہیں۔ تم لوگ مشورے کے بعد عبید اللہ سے بیعت کر چکے ہو اور اس کے قبل ایک اور بیعت یعنی بیعت جماعت کر چکے ہو۔ مسعود نے کہا کہ کیا تم ہمیں یہ رائے دیتے ہو کہ ہم عبید اللہ کے لیے اپنے شہر سے عداوت کریں حالانکہ ہم نے اس کے والد کے لیے جو کچھ کیا اس کا نہ ہمیں کچھ صلہ ملا نہ شکریہ احسان۔ حارث نے جواب دیا کہ تم اگر اپنی بیعت کی وفاداری کر کے اس کو اس کے مامن پر پہنچا دو تو کوئی تم سے دشمنی نہ کرے گا۔ کیا تم اس کو اپنے گھر آنے کے بعد نکالنا چاہتے ہو۔ مسعود نے ان سے داخل ہونے کو کہا اور وہ اس کے بھائی عبد الغافر بن عمرو کے مکان میں داخل ہو گئے۔ پھر مسعود نے اسی رات حارث اور اپنے قبیلے کی ایک جماعت کے ساتھ گھوڑوں پر سوار ہو کر تمام بنو ازد کا چکر لگایا اور کہا کہ ابن زیاد غائب ہو گیا ہے ہم اس امر سے بے خوف نہیں ہو سکتے کہ اس کو ہمارے قبیلے میں تلاش کیا جائے۔ اس لیے تم مسلح ہو جاؤ۔ کیونکہ جب لوگوں نے ابن زیاد کو نہ پایا تو یہ رائے قائم کی ہے کہ وہ بنو ازد میں ہے۔

یہ واقعہ اس طرح بھی بیان کیا جاتا ہے کہ عبید اللہ کے حکم سے حارث کو ایک لاکھ رقم دے دی گئی۔ جس کو لے کر وہ عبید اللہ کی ہمراہی میں مسعود کی زوجہ ام بسطام بنت عمرو ابن حارث کے ہاں گیا

Marfat.com

اوراس سے اندر داخل ہونے کی اجازت چاہی۔اس نے اجازت دے دی۔حارث نے اس سے کہا کہ میں تمہارے لیے ایک ایسا امر لے کر آیا ہوں۔جوتم کوعورتوں کی سردار بنادے گا اورتم بہت جلد اس کے ذریعے سے دولتمند ہوجاؤ گی۔پھر اُسے تمام واقعے کی خبر دی اوراس سے عبیداللہ کومکان میں داخل کر لینے اور مسعود کے کپڑے پہنانے کی درخواست کی۔اس نے ایسا ہی کیا۔جب مسعود آیا تو اس نے اپنی زوجہ کے سر کے بال پکڑ کر اُسے مارنا شروع کیا۔عبیداللہ اور حارث اس کے مقابلے کے لیے چلے اور عبیداللہ نے کہا اس نے مجھے پناہ دی ہے۔یہ دیکھو میں تمہارے کپڑے پہنے ہوئے ہوں اور تمہارے ہاں کا کھانا میرے معدے میں ہے۔حارث نے اس امر کی شہادت دی اور مسعود سے بہ تلطف پیش آیا۔آخر کار مسعود راضی ہوگیا۔عبیداللہ،مسعود کے قتل تک اسی کے مکان میں مقیم رہا۔پھر شام چلا گیا۔

عبیداللہ کی روپوشی کے دوران اہل بصرہ کا کوئی امیر نہ تھا۔ان کے آپس میں کسی شخص کو امیر بنانے کے متعلق اختلاف ہوا۔آخر کار یہ قرار پایا کہ قیس بن ہیثم السلمی اور نعمان بن سفیان الراسبی الحرمی کو اختیار دیا جائے کہ وہ جسے چاہیں امیر بنائیں۔قیس کی رائے بنو امیہ کے حق میں تھی اور نعمان کی رائے بنو ہاشم کے حق میں لیکن نعمان نے قیس کو دھوکہ دینے کے لیے اُس سے کہا کہ اس کام کے لیے بنو امیہ کے فلاں شخص سے زیادہ حقدار کسی کو نہیں دیکھتا۔بعض لوگوں کا قول ہے کہ نعمان نے قیس کے سامنے عبداللہ بن اسود زہری کا نام لیا، کیونکہ قیس کی خواہش اسی کی جانب تھی۔قیس نے یہ سنتے ہی کہہ دیا کہ میں اپنا اختیار تم کو دے چکا جسے تم پسند کرو میں نے بھی اُسے پسند کیا۔پھر دونوں باہر نکل کر لوگوں کے سامنے ہوئے اور قیس نے کہہ دیا جس کو نعمان پسند کرے میں نے بھی اسے پسند کر لیا۔

عبداللہ بن حارث کی ولایت بصرہ

جب قیس اور نعمان کا آپس میں اتفاق ہوگیا تو نعمان نے خود قیس کو اس اقرار کا گواہ بنالیا اور قیس اور سب آدمیوں سے اس رضامندی کا عہد و پیمان لیا۔پھر وہ عبداللہ ابن اسود کے پاس گیا اور اس کا ہاتھ پکڑ اس سے شرطیں لیں۔لوگوں نے سمجھا کہ اس نے عبداللہ کے ہاتھ پر بیعت کر لی ہے مگر اس کے بعد وہ عبداللہ کو چھوڑ کر عبداللہ بن حارث بن نوفل بن عبدالمطلب الملقب بہ ببہ کے پاس آیا اور اس کا ہاتھ پکڑ کر بھی ویسا ہی کیا جیسا کہ ابن اسود سے کیا تھا۔پھر خدا کی حمد وثنا اور رسول اللہ ﷺ اور ان کے اہل بیت

Marfat.com

اور دیگر قرابت داران نبوی کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ اے لوگو! میں سمجھتا ہوں کہ تم اپنے نبی کے برادران عمزاد میں سے کسی شخص کو جس کی ماں ہند بنت ابوسفیان ہے ناپسند نہ کرو گے۔ امر ان ہی میں تھا اور وہ شخص تمہارا بھانجا ہے۔ یہ کہہ کر اس نے اس کا ہاتھ پکڑا اور کہا کہ میں نے تمہارے لیے ان کو پسند کیا ہے۔ لوگوں نے پکار کر کہا کہ ہاں ہم راضی ہیں۔ پھر سب نے ببہ کی بیعت کی اور اس کو ہمراہ لے کر دارالامارت میں پہنچایا۔ یہ ۶۴ھ کی یکم جمادی الآخر کا واقعہ ہے۔ فرزوق نے اس کی بیعت کے متعلق یہ شعر کہا۔

[میں نے کئی آدمیوں سے بیعت کی ہے اور ان کے عہد کو پورا کیا ہے۔ اور میں نے
ببہ سے بیعت کی اور مجھے اس میں ندامت نہیں ہوئی۔]

ابن زیاد کا شام کی طرف فرار

اس کے بعد ازد اور ربیعہ نے اس حلف کی تجدید کی جو ان کے اور جماعت کے مابین قائم ہوا تھا۔ ابن زیاد نے ان پر بہت زر و مال خرچ کیا تا آنکہ حلف پورا ہو گیا اور انھوں نے آپس میں دو تحریریں لکھیں جس میں سے ایک مسعود ابن عمرو کے پاس تھی۔ جب احنف نے سنا کہ ازد نے ربیعہ کو تجدید بیعت کے لیے بلوایا ہے تو کہا کہ اگر یہ لوگ خود ان کے پاس جائیں تو ہمیشہ انھیں کے زیر حکم رہیں گے۔ جب ان کے آپس میں اس طرح حلف پورا ہو گیا تو انھوں نے اس امر پر اتفاق کیا کہ ابن زیاد کو دارالامات میں پہنچا دیا جائے۔ چنانچہ وہ مسعود بن عمرو کو اپنا سردار بنا کر روانہ ہو گئے اور ابن زیاد سے کہا کہ تم بھی ہمارے ساتھ چلو مگر اس نے ایسا نہ کیا بلکہ مسعود کے ہمراہ اپنے موالی کو گھوڑوں پر سوار کر کے بھیج دیا اور ان کو یہ ہدایت کی کہ یہ لوگ جو کچھ گفتگو کریں تم فوراً مجھے اس کی اطلاع کرتے جانا۔ چنانچہ مسعود جس گلی کوچے میں داخل ہوتا یا جس قبیلے میں جاتا ابن زیاد کے غلام اس کو اس کی خبر پہنچا دیتے۔ بنو ربیعہ بھی مالک بن مسمع کو اپنا سربراہ بنا کر روانہ ہوئے اور بنو مرید کے راستے کو روک لیا۔ پھر مسعود آیا اور مسجد میں داخل ہو کر منبر پر چڑھا۔ اس وقت عبداللہ بن حارث (یعنی ببہ) دارالامات میں تھا۔ اس سے کہا گیا کہ مسعود اہل یمن اور بنی ربیعہ آئے ہیں اور لوگوں میں سخت شر و فساد پھیل جائے گا۔ اگر تم ان کے مابین صلح کرا دو۔ اور بنو تمیم کو لے کر روانہ ہو جاؤ تو اچھا ہو۔ اس نے جواب دیا کہ خدا ان کا ستیاناس کرے۔ نہیں خدا کی قسم میں ان کی اصلاح کے لیے ہرگز اپنے آپ کو خراب نہ کروں گا۔ مسعود کے

Marfat.com

اصحاب میں سے ایک نے یہ شعر پڑھنا شروع کیا:

لا نـــكـــحَـــنَّ بَبّـــه   جـــاریةً فـــی قبّـــه

تـــمشـــط رأس لـــعبـــه

[میں ایک شریف اور خوب صورت لڑکی سے ببّہ کا نکاح کروں گی جو اس کے سر پر کنگھی کیا کرے۔]

یہ بنوازد کا قول ہے۔مگر بنومضر یہ کہتے ہیں کہ عبداللہ بن حارث کی والدہ بچپن میں اس کو جھلایا کرتی تھیں اور پیار سے یہ شعر دہراتی جاتی تھیں۔

غرض کہ مسعود منبر پر چڑھا اور مالک بن مسمع، بنوتمیم کے مکانات کی طرف روانہ ہوا اور بنو عدویہ کے محلے میں داخل ہو کر ان کے مکانوں میں آگ لگا دی۔ کیونکہ اس کو اس وقت ہرات بنو حازم کا بنوربیعہ سے روگرانی کرنے کا واقعہ یاد تھا۔ بنوتمیم احنف کے پاس گئے اور کہا اے ابوبحر بنوربیعہ اور بنوازد نے آپس میں حلف اٹھایا ہے اور رحبہ میں داخل ہو گئے ہیں۔ احنف نے کہا کہ تم لوگ مسجد کے لیے ان سے زیادہ حق دار نہیں ہو۔ انھوں نے کہا کہ وہ لوگ گھر میں داخل ہو گئے ہیں کہا کہ تم گھر کے لیے بھی ان سے زیادہ حق دار نہیں ہو۔ اس پر اس کے پاس ایک عورت ایک مجمر لیے ہوئے آئی اور کہا کہ تم کیوں خواہ مخواہ ریاستی امور کے پیچھے پڑے ہو، عورتوں کی طرح بخور لے کر بیٹھو۔ اس پر احنف نے جواب دیا کہ کوئی عورت تم سے زیادہ مجمر کی حقدار نہیں ہے۔ احنف سے کسی کے حق میں اس سے زیادہ سخت لفظ کبھی نہیں سنا گیا۔ ۵

پھر لوگ احنف کے پاس گئے اور بیان کیا کہ ہم میں سے ایک عورت کی پازیب اتار لی گئی ہے۔ اب تمہارے راستے کی تمام زمینوں کو روک دیا گیا ہے اور مسجد کے دروازے پر جائے نشست بھی مقفل کر دی گئی ہے اور مالک بن مسمع نے بنوعدویہ کے محلے میں آگ لگا دی ہے۔ احنف نے کہا کہ اس پر شہادت دو۔ اس سے کمتر پر ان سے جنگ کرنا جائز نہ ہوگا۔ لوگوں نے اس پر ان کے سامنے شہادت پیش کی۔ احنف نے کہا کیا عباد بن حصین یہاں موجود ہے۔ لوگوں نے کہا نہیں۔ (عباد بن حصین سے مراد عباد بن حصین بن یزید بن عمرو بن اوس ہے جس کا تعلق قبیلہ بنوعمرو بن تمیم سے تھا۔) احنف نے پھر پوچھا کہ یہاں عبس بن طلق بن ربیعہ الصریمی جو بنوسعد بن زید تمیم میں سے ہے، موجود ہے یا نہیں۔

Marfat.com

احنف نے اس کو بلایا اور اپنے سر کا شملہ اتار کر ایک نیزے پر باندھا اور اس کو دے کر کہا تم جاؤ۔ جب وہ چلا تو احنف نے کہا کہ یا اللہ! آج اس کو رسوا مت کر کیونکہ تو نے زمانہ ماضی میں کبھی اس کو رسوا نہیں کیا۔

اس موقع پر بعض لوگوں نے احنف پر طنز کرنے کے لئے شور مچا کر کہا ''زیرا کو ہیجان ہوا ہے۔'' زیرا احنف کی ماں کا نام تھا۔ احنف کے عوض کنایۃً ماں کا نام لیا۔ عبس مسجد کی طرف گیا ادھر اس کی روانگی کے بعد عباد وہاں پہنچا اور پوچھا کہ کیا انتظام کیا گیا ہے۔ اس سے کہا گیا عبس لوگوں کو ساتھ لے کر مسجد کی طرف گیا ہے۔ یہ سن کر عباد یہ کہہ کر کہ میں عبس کے جھنڈے تلے کوچ نہ کروں گا۔ وہاں سے اپنے گھر کی طرف چلا گیا۔ اس وقت اس کے ہمرکاب ساٹھ سوار تھے۔ غرض کہ جب عبس مسجد پہنچا تو بنو ازد نے مسجد کے دروازوں پر لڑنا شروع کیا۔ اور مسعود منبر پر سے بیٹھے بیٹھے لوگوں کو بھڑکاتا رہا۔ غطفان بن انیف تمیمی لڑتا جاتا تھا اور یہ شعر پڑھتا جاتا تھا۔ (ترجمہ شعر):

[ہاں اے بنو تمیم یاد رکھو کہ اگر مسعود یہاں فوت ہو گیا تو یہ بات مشہور ہو جائے گی۔
لہٰذا تم، مقصورہ کو مضبوط پکڑے رہو۔]

یعنی وہ بھاگنے نہ پائے۔ پھر لوگ مسعود کے پاس گئے اور اسے منبر پر سے اتار کر قتل کر دیا۔ یہ ۶۴ھ کی یکم شوال (یعنی عید الفطر کے دن) کا واقعہ ہے۔ یہ کیفیت دیکھ کر اس کے ہمراہی بھی بھاگ کھڑے ہوئے۔ اشیم بن شقیق بن ثور بھی بھاگنے لگا۔ ایک شخص نے اس کے ایک نیزہ مارا مگر وہ اس سے بچ کر نکل گیا اس پر فرزدق نے یہ اشعار کہے۔ (ترجمہ شعر):

[اگر اشیم ہمارے نیزوں سے سبقت نہ لے جاتا اور جس وقت کی آگ روشن تھی وہ دروازے پر نہ پہنچتا تو وہ ضرور مسعود اور اس کے دیگر ہمراہیوں کے سے انجام کو پہنچتا۔ اور انتڑیاں اور جگر ٹکڑے ٹکڑے ہو کر گرتے۔]

جب مسعود منبر پر چڑھا تھا تو عبیداللہ ابن زیاد کو اس کی خبر کی گئی تھی۔ ابن زیاد نے دارالامارت جانے کی تیاری شروع کر دی تھی لیکن اتنے میں لوگوں نے اس کو خبر دی کہ مسعود قتل ہو گیا ہے۔ یہ سن کر وہ سوار ہو کر شام کی طرف فرار ہو گیا۔ اب رہا مالک بن مسمع اس کا یہ انجام ہوا کہ بنو مضر کے چند آدمیوں نے جا کر اُسے اُسی کے گھر میں محصور کر کے آگ لگا دی اور پھر ابن زیاد کو فرار ہوتے دیکھ کر اس کا تعاقب کیا مگر وہ ابن زیاد کو پا نہ سکے۔ آخر کار انھوں نے ابن زیاد کا جو کچھ مال متاع

Marfat.com

وغیرہ ہاتھ لگا سب لوٹ لیا۔اس کے متعلق واقد بن خلیفہ تمیمی نے یہ شعر کہے ہیں۔(ترجمہ شعر):

[بہت سے ظالم اور جبار آدمی جس کے تاج اور بدن کا لباس وسامان ہمارے ملک میں داخل ہو چکا ہے ان میں سے وعبیداللہ بھی ہے ہم جب اس کے گھوڑے اور کپڑے چھینتے اور لوٹتے تھے اور جس دن کہ ہمارے اور اس کے گھوڑوں نے مقابلہ کیا تھا۔اگر ابن زیاد کو اس کا بھاگ جانا بچانہ لیتا۔]

مسعود کے قتل اور ابن زیاد کے شام کی طرف فرار کے حوالے سے ایک اور روایت بھی ہے کہ ابن زیاد نے مسعود ابن عمر وازدی سے پناہ مانگی۔مسعود نے پناہ دی پھر ابن زیاد شام کو روانہ ہوا اور مسعود نے بنوازد کے ایک سو آدمی اس کے ہمراہ کر دیے جو اس کے ساتھ شام پہنچے۔دورانِ سفر ایک مرتبہ رات کے وقت اس نے کہا کہ اب مجھ سے اونٹ پر سواری نہیں ہو سکتی۔مجھے کوئی سم دار سواری دو۔ چنانچہ گدھے پر زین لگا کر اس کو دے دیا گیا۔وہ سوار ہو کر چلا مگر دیر تک خاموش رہا۔مسافر بن شریح یشکری کا بیان ہے کہ اس وقت میں نے اپنے دل میں کہا کہ اگر وہ سو رہا ہے تو میں اس کو جگا دوں۔اس خیال سے میں نے اس سے پوچھا کیا آپ سو رہے ہیں؟ کہا نہیں یونہی اپنے آپ ہی سے باتیں کرتا ہوا جارہا تھا۔میں نے کہا کہ میں بتاؤں کہ آپ اپنے دل سے کیا باتیں کر رہے تھے۔کہا ہاں بتاؤ کہ میں کیا سوچ رہا تھا۔میں نے کہا کہ آپ یہ سوچ رہے تھے کہ کاش میں نے حسینؓ کو قتل نہ کرایا ہوتا۔

ابن زیاد نے کہا ''اچھا اور کیا۔''

میں: آپ یہ سوچ رہے تھے کہ اے کاش میں نے جس جس کو قتل کیا اسے نہ قتل کیا ہوتا۔

ابن زیاد: پھر کیا؟

میں: کاش میں قصر بیضا کی مرمت نہ کراتا۔

ابن زیاد: اور؟

میں: اور آپ یہ سوچ رہے تھے کہ کاش میں دہقانوں کو عامل نہ بناتا۔

ابن زیاد: ہاں پھر؟

میں: اور آپ یہ بھی سوچ رہے تھے کہ کاش میں اس سے زیادہ سخی ہوتا جتنا کہ میں ہوں۔

ابن زیاد نے کہا حسینؓ کو قتل کرنے کا جواب تو یہ ہے کہ یزید نے اشارتاً یہ بات مجھے جتا دی

Marfat.com

تھی کہ اگر میں انھیں قتل نہ کروں تو وہ مجھے قتل کر دے گا۔ میں نے ان ہی کے قتل کو اختیار کیا۔ قصر بیضاء میں نے عبداللہ ابن عثمان ثقفی سے خریدا تھا۔ یزید نے مجھے دس لاکھ رقم بھیجی تھی جسے میں نے اسی پر صرف کیا۔ اگر وہ بچ گیا تو میرے اہل وعیال کا ہوگا اور اگر تباہ ہوگیا تو مجھے اس کا کوئی غم نہیں ہے۔ دہاقین کے عامل بنانے کی وجہ یہ ہوئی کہ عبدالرحمٰن بن ابی بکرہ کے اشارے سے فروخ امیر معاویہ سے ملا اور اس نے عراق کا خراج دس کروڑ بتایا۔ امیر معاویہ نے مجھے کہا کہ یا تو اس رقم کی ادائی کا اقرار وضمانت کرو ورنہ اپنی خدمت سے علیحدہ ہو جاؤ گے۔ میں نے معزول ہونا پسند نہیں کیا لیکن جب میں کسی عرب کو عامل بناتا تو خراج میں کمی واقع ہو جاتی۔ اگر میں اس کے قبیلے سے یا اسی سے تاوان اور جرمانہ طلب کرتا تو ان کے سینوں کو گویا دشمنی سے پر کر دیتا لیکن اگر اسے چھوڑ دیتا تو گویا خدا کے مال کو چھوڑتا تھا جس کے رتبے اور منزلت سے میں خوب واقف ہوں۔ لہٰذا میں نے دیکھا کہ تم سب میں دہاقین ہی ایسے ہیں کہ وہ خراج کے معاملے میں نہایت غور سے کام لیتے ہیں۔ امانت کو پورا کرتے ہیں اور ان سے مطالبہ کرنا بھی آسان ہے مگر باوجود اس کے بھی میں نے اس مال کا تم ہی لوگوں کو امین مقرر کیا تاکہ وہ کسی پر ظلم نہ کریں۔ تم نے سخاوت کے متعلق جو کہا اس کے لیے میں بتاتا ہوں کہ میرے پاس روپیہ ہی نہ تھا کہ میں داد ودہش کرتا۔ اور یہ بات کہ میں نے جن کو مارا ان کو نہ مارتا تو سچ یہ ہے کہ میں سمجھتا ہوں کہ خارجیوں کو قتل کرنے کے علاوہ میں نے اسلام لانے کے بعد کوئی ایسا کام ہی نہیں کیا تھا جو میرے نزدیک اس سے زیادہ خدا کی قربت کا وسیلہ ہو۔ مگر خیر میں اب تم کو بتاتا ہوں میں اس وقت اپنے دل میں یہ کہہ رہا تھا کہ کاش میں اہل بصرہ سے جنگ کرتا۔ انھوں نے اپنی خوشی سے میرے ہاتھ پر بیعت کی تھی۔ میں اس خیال کا حریص بھی تھا مگر بنو زیاد نے کہا کہ اگر تم نے ان سے جنگ کی اور وہ لوگ تم پر غالب آ گئے تو وہ ہم میں سے ایک کو بھی زندہ نہیں چھوڑیں گے اور اگر اس وقت تم نے اُن سے کوئی تعرض نہ کیا تو ہمیں موقع ہے کہ ہم اپنے ننھیالی اور سسرالی رشتہ داروں کے پاس جائیں اور پھر تم ان پر حملہ کر دو۔ اور میں دل میں یہ سوچ رہا تھا کہ کاش میں قیدیوں کو نکال کر قتل کر دیتا لیکن خیر اب یہ دونوں باتیں بھی نہیں ہوسکتیں۔ تو کاش میں شام ہی کو چلا جاتا اور ایسے وقت جاتا کہ انھوں نے کسی بات کا فیصلہ نہ کر لیا ہو۔ چنانچہ بیان کیا جاتا ہے کہ وہ ایسے وقت میں شام پہنچا کہ وہاں کے باشندوں نے ابھی کوئی حتمی فیصلہ نہیں کیا تھا۔

Marfat.com

ایک قول یہ بھی ہے کہ اس کے پہنچنے تک وہ لوگ سب انتظام کر چکے تھے مگر اس نے پہنچ کران کا سب کیا دھرا بگاڑ دیا۔ابن زیاد کے ہمراہ اس کے لڑکے بھی تھے۔بصرے سے چلتے وقت اس نے مسعود کو اپنا جانشین مقرر کر دیا تھا مگر بنو تمیم اور بنو قیس یہ کہتے تھے کہ ہم اس سے خوش نہیں ہیں اور صرف اس شخص سے خوش ہوں گے جس سے ہماری جماعت خوش ہو۔مسعود نے کہا کہ وہ مجھے اپنا جانشین بنا گیا ہے اور میں اس عہدے کو کبھی نہ چھوڑوں گا۔پھر وہ قصرِ امارت میں داخل ہو گیا۔بنو تمیم احنف کے پاس پہنچے اور کہا کہ بنو ازد مسجد میں گھس گئے ہیں۔انھوں نے کہا کہ مسجد ان کے لیے بھی ہے اور تمہارے واسطے بھی۔انھوں نے کہا کہ وہ لوگ قصر میں داخل ہو گئے ہیں اور مسعود منبر پر چڑھا ہوا ہے۔جب عبیداللہ شام کو روانہ ہوا تو خوارج نے برآمد ہو کر نہر اساورہ پر قیام کیا۔لوگوں کو یہ خیال ہوا کہ احنف نے ان کے پاس یہ پیغام بھیجا ہے کہ یہ شخص جو قصر امارت میں داخل ہو گیا ہے ہمارا دونوں کا دشمن ہے لہٰذا کوئی چیز تم کو اس سے باز نہ رکھے چنانچہ ان میں سے ایک گروہ آگے بڑھا اور جس مسجد کے اندر مسعود بیٹھا ہوا لوگوں سے بیعت لے رہا تھا اس میں داخل ہو گیا۔ایک ملج شخص نے (جو مسلم کہلاتا تھا اور اہل فارس میں سے تھا مگر بعد میں بصرے جا کر مسلمان اور خوارج کی جماعت میں داخل ہو گیا تھا) اس کے ایک تیر مارا۔تیر مسعود کے دل پر لگا اور اسے ہلاک کر دیا۔لوگوں نے کہا کہ اس کو خوارج نے قتل کیا ہے۔یہ معلوم کر کے بنو ازد ان خوارج کی گوشمالی کے لیے نکلے۔ان میں سے اکثر کو قتل کیا بعض کو زخمی کیا اور سب کو بصرہ سے بھگا دیا۔پھر بنو ازد سے کہا گیا کہ مسعود کو بنو تمیم نے قتل کیا ہے۔بنو ازد نے ان لوگوں کے پاس قاصد بھیجا اس نے وہاں پہنچ کر بنو تمیم سے یہی ذکر اذکار سنے تب بنو ازد جمع ہوئے۔مسعود بن عمرو کے بھائی زیاد بن عمرو کو اپنا سردار بنایا اور مالک بن مسمع بھی بنی ربیعہ کو لے کر ان کے ساتھ ہو گیا۔ادھر بنو تمیم احنف کے پاس گئے اور کہا کہ لوگ کشت و خون کے لیے نکل چکے ہیں مگر احنف نے اپنی جگہ سے جنبش بھی نہ کی کیونکہ وہ فتنہ و فساد نہیں چاہتا تھا۔اس کے پاس ایک عورت مجمر لیے ہوئے آئی اور کہا کہ لو اسے عورتوں کی طرح لیے بیٹھے رہو۔احنف کچھ شرما حضوری میں بصرہ میں مقیم بنو تمیم اور بنو قیس کے ہمراہ نکلا۔دونوں جماعتوں کا مقابلہ ہوا اور بہت سے آدمی مارے گئے۔پھر بنو تمیم نے ان سے کہا کہ اے بنو ازد۔اللہ اللہ کرو۔ہم تمھیں اللہ کا واسطہ دیتے ہیں کہ اپنا اور ہمارا خون نہ بہاؤ۔(مسعود بن عمرو کو قتل کرنے کے سلسلے میں) ہمارے خلاف بار ثبوت تم پر ہے۔تو ہم میں

Marfat.com

سے کسی بہترین آدمی کا انتخاب کر کے اسے قتل کرو لیکن اگر تم کو کوئی ثبوت یا دلیل نہ ملے تو ہم خدا کی قسم کھا کر کہتے ہیں کہ نہ ہم نے قتل کیا۔ نہ ہم نے ایسا حکم دیا اور نہ ہم مسعود کے قتل سے واقف ہیں اور اگر تم یہ بھی چاہو تو ہم تمہارے سردار کے لیے ایک لاکھ درہم بطور خون بہا دینے کے لیے تیار ہیں۔ پھر احنف نے ان کے پاس جا کر کہنے سننے کی عذرخواہی کی۔ عمر بن عبیداللہ بن معمر اور عبدالرحمٰن بن حارث بن ہشام نے ان لوگوں کے درمیان سفارت کا کام انجام دیا۔ انھوں نے دس خون بہا طلب کیے۔ احنف نے منظور کیا اور آخر کار فریقین میں اسی پر مصالحت ہوگئی۔

عبداللہ بن حارث ببہ کا یہ حال ہوا کہ وہ برابر نماز میں مسلمانوں کی امامت کرتا رہا۔ تا آنکہ عمر بن عبیداللہ بن معمر، عبداللہ بن زبیر کی جانب سے امیر مقرر ہو کر آ گیا۔ یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ ابن زبیر نے عمر کو بصرے کی امارت کا فرمان تقرر ایک خط میں لکھا تھا۔ اور وہ خط عمر کے پاس اس وقت پہنچا جب کہ وہ عمرہ کے ارادے سے جا رہا تھا۔ عمر نے اپنے بھائی عبیداللہ کو امامت کرنے کا حکم لکھا چنانچہ وہ عمر کی آمد تک امامت کرتا رہا۔ عمر چند ماہ تک امیر رہا پھر حارث بن عبداللہ بن ابی ربیعہ مخزومی اس کی معزولی کا حکم لے کر آیا اور اس کی جگہ حارث والی ہوا جسے ''القباع'' بھی کہتے تھے۔

یہ بھی کہتے ہیں کہ مسعود کے قتل کے بعد عصبیت اور خوارج کے انتشار کی وجہ سے عبداللہ بن حارث ببہ کو اہل بصرہ نے معزول کر دیا۔ اہل بصرہ نے ابن زبیر کو لکھا ابن زبیر نے انس ابن مالک کو نماز پڑھانے کو حکم دیا چنانچہ اس نے چالیس دن تک نماز پڑھائی۔ عبداللہ بن حارث کہا کرتا تھا کہ میں نہیں چاہتا کہ میں اپنے آپ کو بگاڑ کر لوگوں کی اصلاح کروں۔ وہ ایک متدین آدمی تھا۔ اس ہی کے زمانے میں نافع بن ازرق بصرہ سے اہواز گیا۔

اہل کوفہ کا یہ حال ہوا کہ جب انہوں نے عبیداللہ ابن زیاد کے قاصدوں کو رد کر دیا اور جیسا کہ ہم پہلے ہی بیان کر چکے ہیں انھوں نے ابن زیاد کے قائم مقام عمرو بن حریث کو اس کے عہدے سے برطرف کر دیا۔ اب وہ اور تمام لوگ اس بات پر متفق ہوئے کہ تاوقتیکہ کسی ایک خلیفہ پر تمام لوگ اتفاق کریں ہم کسی کو اپنا امیر بنالیں چنانچہ انھوں نے بالاتفاق عمر بن سعد کو اپنا امیر کر لیا۔ اس پر بنو ہمدان کی عورتیں (حضرت) حسینؓ پر ویل و بکا کرتی ہوئی نظر آئیں اور ان کے ساتھ ان کے مرد بھی تلواریں باندھے ہوئے آئے اور منبر کا طواف کرنے لگے۔ محمد بن اشعث نے کہا کہ جو بات تم چاہتے تھے اس

Marfat.com

کے خلاف ہی ہوا ہے۔ بنو کندہ عمر بن سعد کے اس لیے موافق تھے کہ وہ لوگ عمر کی برادری سے تھے۔
غرض کہ وہ اس کے بعد عامر بن مسعود بن امیہ بن حلف بن وہب بن حذافہ الجمحی پر متفق ہوئے۔ عامر نے اہل کوفہ کے سامنے تقریر کی جس میں کہا کہ تمام اقوام کے پاس خورد ونوش کی اشیاء اور لذتیں ہوتی ہیں تم بھی ان لذتوں کو ان کے مقامات میں تلاش کرو اور جو کچھ حلال اور قابل تعریف ہے اُسے اختیار کرو۔ اپنی پیاس کو پانی سے بجھاؤ اور میرے سامنے سے ان دیواروں کے پیچھے چھپ جاؤ۔ ابن ہمام نے اس پر یہ شعر کہے۔ (ترجمہ شعر):

[اپنی نوشیدنی اشیاء پیو۔ بغیر کسی کے حسد کے ناز ونعم میں زندگی بسر کرو۔ پانی سے پیاس بجھاؤ اور ابن مسعود کی نافرمانی نہ کرو۔ امیر کو شرب خمر کی بہت خواہش ہے تم مزے میں خوشی بخوشی شراب پیو۔ تمہیں کوئی نہیں دیکھ رہا ہے۔ کون ہے جو شراب میں خالص پانی کے ملانے کو حرام بتلائے مجھے ابن مسعود کے قول سے تعجب ہے مجھے یہ پسند نہیں کہ روات عرق انگور کو خم میں رکھنے کے بارے میں ہم پر سختی کرتے ہیں۔]

جب اہل کوفہ بیعت کر چکے اور ابن زبیر کو بھی اس کی اطلاع دے دی تو ابن زبیر نے بھی اس کو اس امارت پر مستقل طور پر مامور کر دیا۔ عامر کا لقب دحروجة الجعل تھا۔ وہ پستہ قد آدمی تھا۔ یزید بن معاویہ کی وفات کے بعد تین مہینے امیر رہا۔ پھر ابن زبیر کی طرف سے عبداللہ بن یزید خطمی انصاری امامت نماز کے لیے اور ابراہیم بن محمد بن طلحہ والی خراج ہو کر آئے۔ ان کے علاوہ انھوں نے محمد ابن اشعث کو موصل پر حاکم بنایا اور اس طرح ابن زبیر کے لیے کوفہ، بصرہ، قبلہ، جزیرہ اور شام کے اہالی مجتمع ہو گئے؟ مگر اہل اردن نے عمر ابن عبیداللہ ابن معمر کو اپنا امیر قرار دیا۔ بصرے میں طاعون پھیل گیا۔ جس سے اس کی والدہ کا انتقال ہو گیا۔ مگر اس کا جنازہ اٹھانے کے لیے کوئی شخص نہ ملا۔ آخر کار اس نے چار قلیوں کو اس کام کے لیے اجرت پر مقرر کیا اور انھوں نے ہی اس کا جنازہ اٹھایا۔

اہل رے کی مخالفت

اس سال یزید کے انتقال کے بعد اہل رے نے مخالفت کی۔ ان کا سردار فرخان الرازی تھا یہ حالت دیکھ کر عامر ابن مسعود امیر کوفہ نے محمد بن عمیر بن عطارد بن حاجب بن زرارہ بن عباس تیمی کو

Marfat.com

اہل رے کی سرکوبی کے لیے روانہ کیا۔ اہل رے نے ان کا مقابلہ کیا اور بھگا دیا۔ پھر عامر نے ان کے مقابلے کے لیے عتاب بن ورقاء ریاحی تیمی کو بھیجا۔ فریقین میں نہایت شدت سے جنگ ہوئی۔ فرخان قتل ہوا اور مشرکین کو ہزیمت ہوئی۔ یہ محمد بن عمیر، (حضرت) علیؓ کے ہمراہ صفین میں کوفے کے بنو تمیم کے سرلشکر ہو کر لڑ چکے تھے۔ وہ اس واقعے کے بعد بھی زندہ رہے اور جب حجاج کوفے کا والی مقرر ہوا تو حجاج کی ولایت کو ناپسند کرنے کی وجہ سے کوفہ چھوڑ کر چلے گئے۔

مروان بن حکم کی بیعت

اس سال شام میں مروان بن حکم کی بیعت کی گئی جس کا سبب یہ ہوا کہ جب لوگ ابن زبیر سے بیعت کر چکے تو انھوں نے عبیدہ (عبیداللہ) بن زبیر کو مدینے پر اور عبدالرحمٰن بن جحدم فہری کو مصر پر والی بنا دیا اور بنو امیہ اور مروان بن حکم کو شام کی طرف جلاوطن کر دیا۔ اس وقت عبدالملک بن مروان کی عمر اٹھائیس برس تھی۔ جب حصین بن نمیر اور اس کے ہمراہی شام پہنچے تو مروان کو اپنے اور ابن زبیر کے تعلقات کی اطلاع دی اور ان سے اور بنو امیہ سے کہا کہ ہم دیکھتے ہیں کہ تم باہم متفق نہیں ہو۔ لہٰذا قبل اس کے کہ تمہارا کچھ برا حال ہو تم کسی شخص کو اپنا امیر بنا لو۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ ایک سخت اور شدید فتنہ واقع ہو۔

مروان کی یہ رائے تھی کہ وہ جا کر ابن زبیر سے بیعت کر لے۔ ابن زیاد کو مروان کے اس ارادے کی اطلاع ہوئی تو وہ عراق سے مروان کے پاس آیا کہ اور کہا کہ مجھے تمہارے اس ارادے سے شرم آتی ہے کہ تم بنو قریش کے سردار اور بزرگ ہو کر ابوخبیب سے بیعت کرتے ہو۔ ابوخبیب ابن زبیر کی کنیت تھی۔ مروان نے کہا کہ ابھی کچھ نہیں گیا ہے۔ غرض کہ بنو امیہ اور اس کے موالی اس سے آملے اور اہل یمن بھی جمع ہو گئے پھر مروان ان سب کو لے کر دمشق کی طرف روانہ ہوا۔ اور وہ برابر یہ کہتا جاتا تھا کہ "ابھی کچھ نہیں گیا۔" وہ دمشق ایسے وقت پہنچا کہ وہاں کے باشندے ضحاک ابن قیس سے اس امر پر بیعت کر چکے تھے کہ وہ ان کو نماز پڑھایا کرے گا۔ اور تا آنکہ لوگ مجتمع ہو جائیں وہ ان کے امور کا انتظام کرے گا۔ ضحاک خفیہ طور پر ابن زبیر کے لیے دعوت خلافت دیا کرتا تھا۔ زفر بن حارث کلابی قنسرین میں اور نعمان بن بشیر حمص میں ابن زبیر کے لیے بیعت کی دعوت دینے میں مصروف تھے۔ ان دنوں حسان بن مالک بن بحدل کلبی جو معاویہ اور ان کے بیٹے یزید کی طرف سے فلسطین پر عامل تھا اور بنو امیہ کا طرف دار

Marfat.com

تھا، اردن کی طرف روانہ ہوا اور روح بن زنباع جذامی کو اپنے پیچھے فلسطین پر مقرر کر گیا مگر ناتل بن قیس نے روح پر حملہ کیا اور اس کو فلسطین سے نکال کر ابن زبیر کے لیے لوگوں سے بیعت لی۔

اس وقت حسان اردن میں بنوامیہ کے لیے بیعت لے رہا تھا۔ چنانچہ اس نے اہل اردن سے کہا کہ تم لوگ ابن زبیر اور مقتولین حرہ کے بارے میں کیا شہادت دیتے ہو۔ انھوں نے جواب دیا کہ ہم شہادت دیتے ہیں کہ ابن زبیر منافق ہے اور حرہ کے مقتولین سب کے سب دوزخی ہیں۔ کہا کہ تم یزید اور اپنے مقتولین حرہ کے متعلق کیا کہتے ہو۔ لوگوں نے کہا کہ ہم شاہد ہیں کہ یزید حق پر تھا اور ہمارے مقتولین جنتی ہیں۔ اس پر حسان نے کہا اگر یزید اور اس کی جماعت اس دن حق پر تھی تو وہ آج بھی حق پر ہیں اور اگر ابن زبیر اور ان کی جماعت اس دن باطل پر تھی تو وہ آج بھی ضرور باطل پر ہے۔ اہل اردن نے کہا کہ ہاں تم سچ کہتے ہو۔ ہم تم سے اس شرط پر بیعت کرتے ہیں کہ ہم اس شخص سے جنگ کریں گے جو تمہاری مخالفت اور ابن زبیر کی اطاعت کرے۔ مگر تم بھی یہ شرط کرو کہ تم ہم کو ان دونوں لڑکوں (جن سے ان کا مطلب یزید کے دو بیٹوں عبداللہ اور خالد سے تھا) سے بچا لوگے۔ کیونکہ ہمیں یہ بات پسند نہیں کہ وہ لوگ ہمارے سامنے ایک بوڑھے آدمی کو پیش کریں اور ہم لڑکے پیش کریں۔

حسان نے ضحاک کو ایک خط لکھا جس میں بنوامیہ کے حق کو بہت بڑھا چڑھا کر ظاہر کیا۔ اور ان کے حسن عمل وغیرہ کی تعریف اور ابن زبیر کی مذمت کی۔ اور یہ لکھا کہ ابن زبیر نے دو خلفاء کی خلافت سے علیحدگی ظاہر کی ہے۔ اور یہ بھی تحریر کیا کہ یہ خط لوگوں کو پڑھ کر سُنا دیا جائے۔ اس کے علاوہ ایک اور خط لکھا اور اپنے قاصد جس کا نام باغضہ تھا، کو دے کر کہا کہ اگر ضحاک میرا یہ خط لوگوں کو سُنا دے تو خیر ورنہ تم یہ خط لوگوں کو پڑھ کر سُنا دینا۔ اور بنوامیہ کو لکھا کہ وہ اس موقع پر موجود رہیں۔ باغضہ نے وہاں پہنچ کر ضحاک کے نام کا خط ضحاک اور بنوامیہ کا بنوامیہ کو دے دیا۔ جب جمعہ کا دن آیا تو ضحاک منبر پر چڑھا اور باغضہ نے اس سے حسان کا خط سُنانے کے لیے کہا۔ اس نے کہا کہ بیٹھ جاؤ۔ باغضہ نے پھر دوسری اور تیسری مرتبہ خط پڑھ کر سنانے کی تاکید کی مگر پھر بھی یہی جواب ملا کہ بیٹھ جاؤ۔ تب تو باغضہ نے اپنے پاس کا خط نکالا اور لوگوں کو پڑھ کر سُنا دیا۔ اس پر ولید بن عتبہ بن ابی سفیان نے کہا کہ حسان سچ کہتا ہے اور ابن زبیر جھوٹے ہیں۔ اور ابن زبیر کو گالیاں بھی دیں۔ مگر ایک بیان یہ ہے کہ ولید، معاویہ بن یزید کی وفات کے بعد انتقال کر چکا تھا۔ اس کے بعد یزید بن ابی غمس الغسانی اور سفیان بن

Marfat.com

ابرو الکلبی نے کھڑے ہو ہو کر حسان کو سچا بتایا۔ اور ابن زبیر کو سب شتم کیا۔ پھر عمرو ابن یزید الحکمی کھڑا ہوا۔ اور اس نے حسان کو برا بھلا کہا اور ابن زبیر کی تعریف و توصیف کی۔ ضحاک کے حکم سے ولید۔ یزید ابن ابی غمس اور سفیان کو قید کر دیا گیا۔ لوگوں میں ہنگامہ مچ گیا اور بنو کلب یکبارگی عمرو بن یزید الحکمی پر جھپٹ پڑے اور اس کو زدوکوب کیا اور اس کے کپڑے پھاڑ ڈالے۔ یہ کیفیت دیکھ کے خالد بن یزید منبر کی سیڑھیوں پر کھڑا ہوا اور لوگوں کو ٹھنڈا کیا۔ ضحاک نے منبر سے اتر کر لوگوں کو جمعہ کی نماز پڑھائی اور پھر قصر کی طرف چلا گیا۔ اُدھر بنو کلب نے سفیان کو اور بنو غسان نے یزید کو چھڑا لیا اور خالد ابن یزید اور اس کا بھائی عبداللہ مع اپنے اخوال بنو کلب کے پہنچے اور ولید ابن عتبہ کو رہائی دلائی۔ اہل شام اس دن کو ''یوم جیرون اوّل'' کہتے ہیں۔

اس کے بعد ضحاک مسجد کی طرف برآمد ہوا اور وہاں بیٹھ کر یزید ابن معاویہ کا ذکر کیا اور اُسے سب وشتم کیا۔ یہ سن کر بنو کلب کے ایک جوان نے کھڑے ہو کر اس کو ایک لکڑی سے مارا یہ دیکھ کر لوگ کھڑے ہو گئے اور آپس میں لڑنے لگے۔ ان میں سے بنو قیس، ابن زبیر اور ضحاک کے لیے دعوت دیتے اور ان کو مدد کے لیے بلاتے تھے اور بنو کلب بنو امیہ اور پھر خالد ابن یزید (جوان کا بھانجا تھا) کی طرف بلاتے تھے۔

ضحاک دارالامارت میں چلا گیا اور دوسرے دن فجر کی نماز تک باہر نہ آیا۔ پھر اس نے بنو امیہ کو ایک خط لکھا جس میں ان سے معذرت چاہی اور لکھا کہ میں وہ بات نہیں کرنا چاہتا جو تم کو ناپسند ہو اور ان کو بھی یہ حکم دیا کہ حسان کو لکھیں اور یہ کہ وہ خود بھی حسان کو لکھے گا اور بنو امیہ کو دمشق سے اپنے ہمراہ لیتے ہوئے اردن سے جابیہ کے کو چلا جائے اور جابیہ پہنچ کر بنو امیہ میں سے کسی سے بیعت کر لے۔ بنو امیہ اس پر راضی ہو گئے۔ اور انہوں نے حسان کو اس مضمون کا خط لکھ دیا۔ ادھر بنو امیہ اور ضحاک دونوں جابیہ کی طرف روانہ ہوئے۔ یہ سن کر ثور بن معن السلمی ضحاک کے پاس آیا اور کہا کہ آپ نے ہم کو ابن زبیر کی طرف بلایا اور ہم نے اسی بنا پر آپ سے بیعت کر لی۔ اب آپ اس کلبی اعرابی کے پاس جا رہے ہیں۔ اور اس کے بھانجے ابن یزید کو خلیفہ بنانا چاہتے ہیں۔ ضحاک نے کہا کہ آخر اب آپ کی کیا رائے ہے۔ اس نے کہا کہ رائے یہ ہے کہ جس بات کو ہم پوشیدہ رکھتے تھے اس کو آپ ظاہر کر دیں۔ اور ابن زبیر کے لیے دعوت دیں۔

بہر حال ضحاک اپنے تمام ہمراہیوں کو لے کر روانہ ہوا۔ اور مرج راہط ؎ میں اترا۔ دمشق تو

Marfat.com

اس کے ہاتھ میں تھا ہی۔اُدھر بنوامیہ اور حسان جابیہ میں جمع ہوئے اور حسان نے چالیس دن تک ان کو نماز پڑھائی۔لوگ اس اثنا میں برابر آپس میں مشورہ کرتے رہے کہ کیا کیا جائے۔ مالک بن ہبیرہ السکونی، خالد بن یزید کو خلیفہ بنانا چاہتا تھا اور حصین بن نمیر مروان کی طرف مائل تھا۔مالک نے حصین سے کہا کہ یہ بتاؤ کہ بھلا ہم اس ذرا سے بچے (یعنی خالد ابن یزید) سے بیعت کرلیں جس کا باپ ہمارے سامنے کی پیدائش تھا۔ اور اس کے پاس بھی ہماری اس درجہ قدر و منزلت تھی کہ وہ ہم کو باقی عربوں سے بلند رکھتا تھا۔حصین نے کہا کہ نہیں خدا کی قسم یہ نہیں ہوسکتا کہ عرب تو ہمارے سامنے ایک معمر شخص کو پیش کریں۔ اور ہم ایک بچے کو سامنے کریں۔مالک نے کہا کہ اگر تم نے مروان کو خلیفہ بنادیا تو یاد رکھو کہ وہ تمھارے چابک۔تمہاری پاپوش کے تسمے اور جس درخت کے نیچے تم بیٹھے ہو اس کی وجہ سے تم سے حسد کرے گا۔ مروان ایک قبیلہ کا باپ اور ایک کا بھائی ہے۔اگر تم نے اس سے بیعت کرلی تو تم ان قبائل کے غلام ہوجاؤ گے۔اس لیے بہتر ہے کہ تم اپنے بھانجے ہی کو اختیار کرو۔حصین نے کہا کہ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ ایک قندیل آسمان سے لٹکی ہوئی ہے۔اور جو شخص کہ خلافت کا والی ہونے والا ہے وہ اس کو پکڑ رہا ہے۔مگر سوائے مروان کے کوئی اس تک نہیں پہنچ سکا۔قسم ہے خدا کی کہ ہم ضرور اسے خلیفہ بنائیں گے۔

روح بن زنباع جذامی نے کھڑے ہوکر کہا

"اے لوگو تم عبداللہ ابن عمر کو ان کی صحبت اور اسلام میں ان کے رتبے کو یاد کرو۔اور جس طرح کہ تم یاد کرتے ہو وہ ویسے ہی ہیں۔مگر وہ ضعیف ہیں اور امت محمدیؐ کا والیٔ وارث ضعیف نہیں ہوسکتا۔پھر تم ابن زبیر کا ذکر کرتے ہو۔وہ جیسا کہ تم کہتے ہو رسول خدا کے حواری اور ذات النطاقین کے بیٹے ہیں مگر وہ منافق ہیں۔انھوں نے یزید اور یزید کے بیٹے معاویہ دونوں کی خلافت کو تسلیم نہیں کیا۔خوں ریزی کی اور مسلمانوں میں نفاق و شقاق پھیلایا اور امت محمدیؐ کا والی و صاحب کبھی منافق نہیں ہوسکتا۔اب رہا مروان بخدا اسلام میں کوئی شگاف ایسا نہیں ہوا جس کے جوڑنے اور بھرنے والوں میں یہ نہ رہا ہو۔وہ وہی ہے جو جنگ جمل میں علی بن ابی طالب (کرم اللہ وجہہ) سے لڑا تھا۔ ہماری یہ رائے ہے کہ اب لوگوں کو یہ کرنا چاہیے کہ وہ بڑے یعنی مروان سے بیعت کریں اور چھوٹے (یعنی خالد ابن یزید) سے مشورہ لیں۔"

Marfat.com

چنانچہ ان سب کی یہی رائے ہوئی کہ پہلے مروان بن حکم پھر خالد بن یزید اور پھر خالد کے بعد عمرو بن سعید بن عاص سے بیعت کی جائے۔ اور شرط یہ قرار پائی کہ دمشق کی امارت عمرو کو اور حمص کی خالد بن یزید کو دے دی جائے۔

حسان نے خالد کو بلا کر کہا کہ اے میرے بھانجے لوگوں نے تمھاری کم سنی کی وجہ سے تم سے بیعت کرنے سے انکار کر دیا ہے۔ خدا کی قسم میں یہی چاہتا تھا کہ خلافت سوائے تمھارے اہل بیت کے اور کسی کو نہ ملے اور میں مروان سے بھی صرف تم لوگوں کے لحاظ سے بیعت کرتا ہوں۔ خالد نے کہا نہیں بلکہ بات یہ ہے کہ آپ ہم سے عاجز آ گئے ہیں۔ کہا نہیں خدا کی قسم میں تم سے عاجز نہیں آیا، مگر خیر جو کچھ تمھاری رائے ہو اس کا تم کو اختیار ہے۔

غرض کہ اس کے بعد ان سب نے ۶۴ھ کی تیسری ذی قعدہ کو مروان سے بیعت کر لی۔ جب مروان سے بیعت کی گئی تو اس نے یہ اشعار کہے (ترجمہ)

[جب میں نے دیکھا کہ امر سخت ہوا جاتا ہے تو میں نے ان کے لیے قیدی اور کلب کو بھیج دیا۔ میں نے ہی بنی سکاسک کو مقابلے کے لیے بھیجا جو زبردست اور اچھے لوگ ہیں اور بغیر مارے کسی بات کو نہیں مانتے۔ اور میں نے بنی قین کو بھیجا جو زرہ پہنکر سینے نکال کر اکڑتے ہوئے چلتے ہیں اور بنی تنوخ کو بھیجا جو بہت بلند اور سخت ہیں۔ وہ ملک کو سوائے زبردستی کے اور کسی طرح نہیں لیتے۔ اگر بنو قیس قریب آئیں تو اب کہدو کہ اب تم قریب نہ آؤ۔]

جنگ مرج راہط

جب لوگ مروان سے بیعت کر چکے تو مروان جابیہ سے روانہ ہو کر مرج راہط پہنچا۔ جہاں ضحاک ایک ہزار آدمیوں کو ہمراہ لئے ہوئے موجود تھا۔ ضحاک کی درخواست پر نعمان بن بشیر نے جو حمص کے عامل تھے، اس کو مدد دی اور اس غرض کے لیے شرحبیل بن ذی الکلاع کو روانہ کیا۔ ضحاک نے زفر بن حارث سے بھی امداد طلب کی۔ زفر نے بھی اہل قنسرین کو ضحاک کی مدد کے لیے بھیجا۔ اسی طرح ناتل نے اہل فلسطین کو کمک کے لیے روانہ کیا۔ اور یہ سب کے سب آ کر ضحاک کے پاس جمع ہو گئے۔ دوسری طرف بنو کلب، بنو غسان، بنو سکاسک اور بنو سکون مروان کے گرد جمع ہوئے۔ مروان نے اپنے

Marfat.com

میمنہ پر عمرو بن سعید کو اور میسرہ پر عبیداللہ ابن زیاد کو مقرر کیا۔ یزید بن ابی النمس ۹ دمشق میں روپوش تھا۔ وہ جابیہ نہیں آیا۔ بلکہ دمشق پر غالب ہو کر ضحاک بن قیس کے عامل کو وہاں سے نکال کر خزائن اور بیت المال پر بھی قبضہ کر لیا۔ پھر مروان کے لیے بیعت لی۔ اور ان کو روپیہ اور آدمیوں اور اسلحہ سے مدد دی۔ یہ سب سے پہلی فتح تھی جو بنوامیہ کو حاصل ہوئی۔

ضحاک اور مروان بیس دن تک مرج راہط میں لڑتے رہے۔ جنگ نہایت شدید تھی۔ ضحاک، دِحیہ بن عبداللہ کے ہاتھ سے مارا گیا۔ اور اس کے ساتھ ہی اہل شام کے اسّی عدد اشراف کا بھی خون ہوا۔ اہل شام خصوصاً قیس تو اس بری طرح مارے گئے کہ اس سے قبل اس کی کوئی مثال نہ تھی۔ مقتولین میں ہانی بن قبیصۃ النمیر ی تھا جو اپنی قوم کا سردار اور ضحاک کے ہمراہ ہو کر لڑ رہا تھا۔ اس کو وازع ابن ذوالۃ الکلبی نے قتل کیا۔ اس نے زخمی ہو کر گرتے گرتے یہ اشعار کہے۔ (ترجمہ):

[او بد ذات کے بچے! خدا کرے تو مرے۔ ایسے آدمی کے لیے تیار رہ جو موت کو اچھا سمجھتا ہے اور مستقل مزاج ہے۔ مجھ میں رمق بھر بھی جان باقی نہ چھوڑ۔ میں صابر آدمی ہوں۔ تجھ جیسے کمزور آدمی ہی پیچھے ہٹتے ہیں۔]

یہ سن کر وازع نے پلٹ کر اس کا کام تمام کر دیا۔

یہ جنگ ۶۵ ھ کے محرم میں ہوئی تھی۔ اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ وہ ۶۴ ھ کے آخر کا واقعہ ہے۔ مروان نے ضحاک کا سر دیکھا تو اس کو بہت رنج ہوا اور کہنے لگا "اب میں بوڑھا ہو گیا۔ میری ہڈیاں گل گئیں اور میں بالکل ایک گدھے کی طرح ہوں کہ فوجوں کے دستے کے دستے لاتا ہوں اور ان کو ایک دوسرے سے ہی بھڑا دیتا ہوں۔"

مرج راہط سے بھاگ کر لوگ اپنے شہروں میں اپنے لشکروں سے جا ملے۔ اہل حمص، حمص آ گئے۔ نعمان بن بشیر اس کے عامل تھے۔ جب ان کو یہ خبر ملی تو وہ ایک رات اپنی زوجہ نائلہ بنت عمارۃ الکلبیہ، اپنے مال و اسباب اور اولاد سمیت وہاں سے فرار ہو گئے۔ وہ تمام رات اسی طرح حیران و سرگرداں پھرتے رہے۔ صبح کو اہل حمص نے انہیں تلاش کر لیا اور عمرو بن جلی الکلاعی نے انہیں قتل کر دیا، ان کے اہل و عیال اور سر کو اپنے ہمراہ حمص لے آیا۔ اہل حمص کے بنوکلب نے آ کر نائلہ اور ان کے بچوں کو اپنی حفاظتی تحویل میں لے لیا۔۱۰

Marfat.com

زفر بن حارث کلابی اس ہزیمت کا حال سن کر قنسرین سے بھاگے اور قرقیسیا پہنچے۔ جہاں عیاض حرشی عامل تھا (جس کو یزید نے اس مقام کا عامل بنایا تھا) اس نے درخواست کی مجھے صرف حمام میں جانے دو۔ اپنی بیویوں کو طلاق اور غلاموں کو آزاد کرنے کی قسم کھا کر کہا کہ میں حمام سے نکلتے ہی یہاں نہیں ٹھیرونگا۔ عیاض نے اسے شہر میں آنے کی اجازت دے دی۔ اس نے اندر جاتے ہی اس پر قبضہ جمالیا اور قلعہ بند ہوگیا۔ حمام میں گیا ہی نہیں۔ اب بنی قیس اُس کے پاس اکٹھا ہو گئے اسی اثنا میں ناتل ابن قیس الجذامی بھی فلسطین سے فرار ہو کر مکے میں عبداللہ ابن زبیر سے جاملا۔ اس کے اس فرار کے بعد مروان نے روح ابن زنباع کو فلسطین کا عامل مقرر کر دیا اور شام میں مستقل قبضہ جما کر وہاں اپنے عامل مقرر کیے۔

اس تمام واقعے کی ایک اور روایت اس طرح ہے:

عبیداللہ بن زیاد بنوامیہ کے پاس تدمر گیا اور مروان کا ارادہ تھا کہ جا کر ابن زبیر سے بیعت کر لے اور بنوامیہ کے لیے امان طلب کرے۔ مگر ابن زیاد نے اس کو ایسا کرنے سے باز رکھا اور اس سے اہل تدمر کو ساتھ لے کر ضحاک ابن قیس سے جنگ کرنے کو کہا۔ عمرو ابن سعید نے بھی اس کی رائے سے اتفاق کیا۔ اور یہی مشورہ دیا کہ مروان اس غرض سے خالد ابن یزید کی ماں سے نکاح کر لے کہ خالد لوگوں کی نظروں سے گر جائے۔ چنانچہ مروان نے خالد کی والدہ فاختہ بنت ابی ہاشم بن عتبہ ۱۱ سے نکاح کر لیا۔ پھر بنوامیہ نے جمع ہو کر اس سے بیعت کی اور اہل تدمر نے بھی بیعت کر لی۔ پھر وہ ایک لشکر عظیم لے کر ضحاک کے مقابلے کو نکلا۔ ضحاک نے بھی مقابلہ کیا۔ جنگ ہوئی ضحاک اور اس کے ہمراہیوں نے شکست کھائی اور ضحاک قتل ہوئے۔ زفر بن حارث قرقیسیا چلا گیا۔ بنو سلیم کے دونوں جوان اس کے ہمراہ تھے۔ مروان کے سپاہی اس کی تلاش میں نکلے ان دونوں جوانوں نے زفر سے کہا۔ کہ تم اپنی جان بچا کر بھاگو ہم لڑیں گے۔ زفر انھیں چھوڑ کر چلا گیا۔ وہ دونوں مارے گئے۔ اس کے متعلق زفر نے یہ اشعار کہے:

[اری نیک بخت! ذرا مجھے میرے ہتھیار تو دکھا دے۔ لڑائی تو دن بدن بڑھتی ہی جاتی ہے۔ مجھے مروان کی طرف سے یہ اڑتی سی خبر ملی ہے کہ یا وہ خوں بہائے گا۔ یا میری زبان کاٹے گا۔ جب ہم نے اپنے معشوقوں یا عورتوں کے لیے عالیشان محل بنائے ہیں تو اب زندگی ہی سے اس کلفت شکست کو دور کرنا چاہیے اور بھاگ جانے کے لیے ہر طرف موقع

Marfat.com

ہے۔ یہ نہ سمجھنا کہ میں غفلت میں غائب ہوگیا ہوں۔ اور اگر میں تمھارے پاس آؤں تو میری آمد سے خوش بھی نہ ہونا۔ کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ غلاظت کے ڈھیروں پر بھی روئیدگی پیدا ہوجایا کرتی ہے۔ اس کے پتے کے نیچے شر نمایاں ہے۔ زمین پر ایسی ایسی غلاظت کے تودے باقی نہ رہیں گے۔ مگر نفوس کی ٹھیکریاں جیسی کی تیسی رہ جائیں گی۔ مجھے اپنی جان کی قسم ہے کہ جنگ راہط نے حسان کے لیے ایک صاف وظاہر اور خبردار کردینے والی شکست چھوڑدی ہے۔ تو نے اس سے پہلے میری کوئی لغزش نہیں دیکھی۔ میرا افرار اور میرا اپنے ہمراہی کو وہاں چھوڑ دینا نہ دیکھا تھا۔ اس شام کو جب تک کہ میں اپنے ہمسروں کو بلاتا تھا۔ مگر میں نے سوائے اس کے اپنے مخالفین کو دیکھا اپنے موافقین کو کہیں نہ پایا۔ کیا میری ایک یوم معرکہ کی کوتاہی میرے تمام گذشتہ جنگوں کی حسن کارگذاری کو کالعدم کردے گی۔ اب جب تک ایسی جنگ نہ ہوجائے جس میں گھوڑے نیزوں سے کونچ دیے جائیں اور میں اپنی عورتوں کا کلبی عورتوں سے بدلہ نہ لے لوں، صلح نہیں ہوسکتی۔ کاش میں جانتا کہ میری غارت گری جو میں قبیلۂ تنوخ اور طے دونوں قبیلوں پر کروں گا۔ وہ مجھے اس جوش انتقام کی سوزش سے شفا دے گی۔]

جو اس بن قعطل نے اس کا جواب یوں دیا۔ (ترجمہ اشعار):

[مجھے اپنی جان کی قسم ہے کہ جنگ راہط نے زفر کے لیے ایک نہایت تلخ اور باقی رہنے والا مرض چھوڑ دیا ہے۔ جو اس کی پسلیوں میں جاگزیں ہوگیا ہے اور طبیب ومعالج کو عاجز کرچکا ہے تو سلیم۔ عامر اور بیچارے بنی ذبیان کے مقتولین پر رونے والیوں کو رلا رہا ہے اور خود بھی ان کی طرح روتا ہے۔ اس نے اسلحہ طلب کیا مگر مقابلے میں قبیلہ خباب کی تلواریں اور دراز قامت تیز رو گھوڑے دیکھتے ہی اپنی جگہ ٹھٹک گیا۔ ان گھوڑوں پر وہ دلاور جوان سوار ہیں کہ جب وہ لانبے نیزوں کی طرف بڑھتے ہیں تو شیر نیستان ہوجاتے ہیں۔]

عمرو بن جلی الکلبی نے کہا۔ (ترجمہ اشعار):

[زفر اپنے قبیلہ قیس کی ہلاکت پر گریاں ہوا۔ جو بہتے بہتے کبھی رکتے ہی نہیں۔ ہم جنگ راہط کے مقتولوں پر رلاتے ہیں جن کے گرد جنگلوں اور میدانوں کے گدھ اور الو

Marfat.com

گھومتے ہیں۔کیا میدان رابط میں قبیلہ قیس کا کوئی حامی زندہ بچا ہے؟ جب کہ وہ بھاگے جارہے تھے اوران کے مکانات لوٹے جارہے تھے۔قبیلۂ حران انھیں اس طرح رلا رہا ہے کہ ان کے آنسو برابر جاری ہیں اوراب بنی نزار کو یہ امید بندھ گئی ہے کہ ان کی عقلیں واپس آجائیں گی۔اب یا تو تم غم سے مرجاؤ یا دل شکستہ ہوکر ایسی حسرت بھری زندگی بسر کرو جس کا بیدار کیا ہوا کبھی خواب نوشیں کا لطف نہیں اٹھاتا۔]

اوراسی قسم کے اوراشعار بھی تھے۔

مروان کی فتح مصر

جب ضحاک اوراس کے ہمراہیوں کے قتل کے بعد ملک شام، مروان کے لیے مستحکم ہوگیا تو اس نے مصر کا راستہ لیا۔اس وقت عبدالرحمٰن بن جحدم القرشی وہاں کا والی تھا۔اورابن زبیر کی طرف بیعت کی دعوت دیا کرتا تھا۔مروان کی آمد کی خبرسن کر وہ اپنے ہمراہیوں کو لے کراس کے مقابلے کے لیے نکلا۔ مروان نے اس کے عقب سے عمرو بن سعید کو روانہ کردیا اوریہ مصر میں داخل ہوگیا۔چنانچہ جب وہ مصر میں داخل ہوا تو ابن جحدم اس کی خبرسن کر واپس چلا گیا۔لوگوں نے مروان سے بیعت کی اوروہ دمشق چلا گیا لیکن اس کے قریب پہنچ کے اُسے معلوم ہوا کہ ابن زبیر نے اپنے بھائی مصعب کو ایک فوج کے ساتھ روانہ کیا ہے۔لہٰذا قبل اس کے کہ مصعب شام پہنچے اس نے عمروابن سعید کو اس کے مقابلے کے لیے بھیج دیا۔دونوں میں جنگ ہوئی۔جس میں مصعب اوراس کی فوج کو شکست ہوئی حالانکہ وہ ایک دلیر اورشجاع آدمی تھا۔اس کے بعد مروان دمشق واپس آگیا اوروہاں بالاستقلال رہنے لگا۔

(جابیہ میں مروان کی بیعت سے پہلے) حصین بن نمیر اور مالک بن ہبیرہ نے اپنے اور خالدابن یزید کے لیے مروان سے شرائط کی تھیں۔چنانچہ جب وہ مستقل طور پر اپنے ملک میں جم گئے تو ایک دن مالک کی موجودگی میں انھوں نے کہا کہ بعض لوگ چند شرطوں کا دعویٰ کرتے ہیں۔ان ہی میں ایک بہت عطر اورسرمہ لگانے والا ہے۔اس سے مروان کی مراد مالک سے تھی جو خوشبو استعمال کرتا اورسرمہ لگایا کرتا تھا۔مالک نے کہا کہ ہاں وہ شرطیں جب پوری ہونگی جب تم تہامہ جاکر ہرنوں کے لیے تنگ باندھو گے۔(یہ گویا دھمکی تھی) مروان نے کہا کہ ٹھہروابوسلیمان ٹھہرو ہم تو تم سے یوں ہی مذاق

Marfat.com

کررہے تھے۔ مالک نے کہا ہاں ٹھیک ہے۔

اہل خراسان کی سَلم بن زیاد سے بیعت

جب سَلم بن زیاد کو خراسان میں یزید کی وفات کی خبر ملی تو اس نے اس خبر کو پوشیدہ رکھا۔ اس پر ابن عرادہ نے یہ اشعار کہے۔ (ترجمہ):۔

[اے بادشاہ جس کا دروازہ بند ہے۔ بڑے بڑے امور پیش آرہے ہیں۔ حرہ اور کابل میں مقتولین پڑے ہیں۔ اور یزید کا بند دروازہ اور بھی بند ہو گیا ہے۔ اے بنوامیہ تمھارے آخری بادشاہ کا جسم حوارین میں پڑا ہوا ہے۔ اس کی موت نے آ کر اُس کا دروازہ کھٹکھٹایا اور اس کے تکیے کے پاس پیالہ رکھا ہوا ہے اور ایک تحریر دار مشکیزہ بہہ رہا ہے۔ ایک کمان اس کی عورتوں پر رو رہی ہے۔ جو کبھی بیٹھتی اور کبھی کھڑی ہوتی ہیں۔]

جب یہ اشعار پھیلنے لگے تو سَلم نے یزید بن معاویہ اور اس کے بیٹے معاویہ بن یزید کے انتقال کی خبر دی اور لوگوں کو دعوت دی کہ کسی دوسرے خلیفہ کے انتخاب اور امر کے استقامت پذیر ہونے تک وہ خود اسی کے ہاتھ پر بیعت رضا کرلیں۔ چنانچہ لوگوں نے اس سے بیعت کی۔ مگر دو ہی ماہ کے بعد توڑ دی۔ حالانکہ وہ ان لوگوں سے حسن سلوک سے پیش آتا تھا۔ اور بہت ہر دلعزیز تھا۔ بہرحال اپنے علیحدہ کیے جانے کے بعد اس نے مہلب بن ابی صفرہ کو اپنا جانشین بنا دیا۔ جب وہ وہاں سے سرخس گیا تو وہاں اس کو سلیمان بن مرثد ملا۔ جو بنوقیس ابن ثعلبہ بن ربیعہ کا ایک فرد تھا۔ اس نے کہا کہ شاید بنونزار تم کو بہت کم تعداد معلوم ہوئے جو تم نے خراسان پر ایک یمنی کو اپنا جانشین بنا دیا۔ یمنی سے اس کی مراد مہلب سے تھی۔ کیونکہ وہ قبیلۂ ازد سے تھا۔ جو یمن کا رہنے والا تھا۔ اس لیے سلم نے مہلب کو مروالروذ۔ فاریاب طالقان اور جورجان کا والی بنا دیا۔ اور اس کی جگہ اوس ابن ثعلبہ بن زفر کو ہرات کا والی مقرر کیا۔ یہی شخص بصرے میں جو قصر تھا اُس کا مالک تھا۔

جب وہاں سے سلم نیشاپور گیا تو وہاں عبداللہ بن خازم سے ملاقات ہوئی۔ اس نے پوچھا کہ تم نے خراسان پر کس کو والی بنایا۔ سلم نے بتایا کہ فلاں کو۔ عبداللہ نے کہا کہ کیا تم کو مضر میں کوئی ایسا شخص نہیں ملتا تھا جس کو تم والی بناتے۔ بھلا تم نے خراسان کو بکر بن وائل اور یمن والوں میں کیوں بانٹ

Marfat.com

دیا لاؤ میرے واسطے وہاں کی تقرری کا حکمنامہ لکھ دو۔ چنانچہ سلم نے اس کو خراسان کی ولایت پر تقرری کا عہد اور حکمنامہ لکھ دیا۔ اور ساتھ ہی ایک لاکھ درہم بھی دیئے۔ ابن خازم مرو روانہ ہوا۔ مہلب کو جب اس کی روانگی کی خبر ہوئی تو وہ بنو جُشم بن سعد بن زید مناۃ بن تمیم میں سے ایک شخص کو اپنا جانشین بنا کر فوراً مقابلے کے لیے چڑھ دوڑا۔ چنانچہ جب عبداللہ ابن خازم وہاں پہنچا تو اس جشمی شخص نے اس کو دست درازی سے باز رکھا۔ دونوں میں مڈبھیڑ ہوئی۔ جشمی کی پیشانی میں ایک پتھر سے ایسی چوٹ لگی جو مہلک ثابت ہوئی اور وہ دو دن کے بعد مر گیا۔

ابن خازم وہاں سے سلیمان بن مرثد کے مقابلے کے لیے مروالروذ گیا۔ جہاں چند دن سلیمان سے لڑائی ہوئی جس میں وہ کام آیا۔ پھر ابن خازم نے عمرو ابن مرثد کا رخ کیا جو طالقان میں تھا۔ اس سے بھی خاصی جنگ ہوئی۔ وہ مقتول ہوا اور اس کے ساتھیوں کو شکست ہوئی اور آخر کار وہ سب ہرات جا کر اوس بن ثعلبہ سے مل گئے۔ ابن خازم وہاں سے مرو واپس آ گیا۔ وہاں جس قدر بکر بن وائل کے افراد تھے وہ سب بھاگ کر ہرات چلے گئے۔ اُدھر سے سرحد خراسان سے بھی تمام بنو بکر وہیں پہنچے اور سب نے یکجا جمع ہو کر اُس سے کہا کہ ہم تم سے اس شرط پر بیعت کرتے ہیں۔ کہ تم ابن خازم کے مقابلے کے لیے جاؤ۔ اور بنو مضر کو خراسان سے نکال باہر کرو۔ مگر اس نے ایسا کرنے سے انکار کر دیا۔ تب بنو صہیب نے (جو بنو جحدم کے موالی تھے) ان سے کہا کہ ہم کو یہ اچھا نہیں معلوم ہوتا کہ بنو مضر اور ہم ایک ہی شہر میں مقیم رہیں۔ انھوں نے مرثد کے دونوں بیٹوں سلیمان اور عمرو کو قتل کر دیا۔ اگر آپ ہم سے اس شرط پر بیعت لیتے ہیں تو خیر ورنہ ہم آپ کے سوا کسی اور سے بیعت کر لیں گے۔ اس نے ان کی شرط منظور کر لی۔ وہاں سے ابن خازم یہ حالات سن کر اس کے مقابلے کے لیے نکلا اور اپنے اور ہرات کے درمیان ایک وادی میں پہنچ کر ٹھہر گیا۔ بنو بکر نے یہ رائے دی کہ ہرات سے باہر نکل کر اور خندق کھود کر ابن خازم سے مقابلہ کرنا چاہیے۔ مگر اُس نے کہا کہ نہیں بہتر یہ ہے کہ ہم یہیں شہر کے اندر رہ کر جنگ کریں کیونکہ یہ ایک مضبوط شہر ہے۔ علاوہ اس کے ہم ابن خازم کے مقابلے میں بہت سی مدت صرف کر کے اُسے تھکا دیں گے۔ اور جو کچھ ہم اس سے مانگیں گے مل جائے گا۔ بنو بکر نے نہ مانا اور باہر نکل کر خندقیں کھود کر ابن خازم سے جنگ آزما ہوئے۔ وہ ان سے تقریباً ایک سال تک لڑتا رہا۔ ہلال ضَبّی نے ابن خازم سے کہا کہ آپ اپنے ہی بھائیوں اور بھتیجوں سے جنگ کر رہے ہیں۔ اگر آپ

Marfat.com

نے ان کو مار کر اپنی مراد حاصل بھی کر لی۔ تب بھی آپ کو زندگی میں کوئی بھلائی تو نصیب نہ ہوگی۔ کاش کہ آپ بجائے اس کے ان کو کوئی ایسی چیز دے دیتے جس سے وہ لوگ خوش ہو جاتے اور یوں یہ معاملہ خوش اسلوبی سے حل ہو جاتا۔ ابن خازم نے کہا کہ خدا کی قسم اگر ہم ان کی خاطر خراسان سے نکل بھی جائیں تب بھی وہ خوش نہ ہوں گے۔ ہلال نے کہا کہ بخدا اب اس جنگ میں نہ میں آپ کا ساتھ دوں گا اور نہ کوئی اور آپ کا ساتھ دے گا۔ جب تک کہ آپ میری بات نہ مان لیں۔ ابن خازم نے کہا اچھا تم میری جانب سے ان کی طرف قاصد بن کر جاؤ اور ان کو راضی کر لو۔

ہلال ضبی، اوس بن ثعلبہ کے پاس گیا اور اس کو خدا کی قسم اور بنو نزار کی قربت کا واسطہ دے کر اس کو دوستی کی تاکید کی۔ اس نے کہا کہ کیا تم بنو صہیب سے ملے۔ کہا نہیں۔ کہا تم ان سے ملو۔ ہلال وہاں سے نکلا۔ ان کے رؤساء کی ایک جماعت سے ملا اور ان کو اپنے آنے کی غرض وغائت سے مطلع کیا۔ انھوں نے پوچھا کہ تم بنو صہیب سے ملے یا نہیں۔ ہلال نے کہا کہ تم لوگ بنو صہیب کو بہت کچھ سمجھتے ہو۔ آخر کار وہ بنو صہیب کے پاس گیا۔ اور ان سے گفتگو کی۔ انھوں نے کہا کہ اگر قاصد نہ ہوتے تو ہم ضرور تم کو مار ڈالتے۔ ہلال نے پوچھا کہ آخر تم لوگ کس بات پر راضی بھی ہو گے یا نہیں۔ انھوں نے کہا کہ ہم دو میں سے ایک بات پر راضی ہیں۔ یا تو تم خراسان سے نکل جاؤ یا اگر رہتے ہو تو ہم کو اپنے تمام اسلحہ۔ گھوڑے اور سونا چاندی سب کچھ دے دو۔

وہ ابن خازم کے پاس گیا اور کہا کہ کہئے آپ کے پاس کیا ہے۔ اس نے سب کچھ بتلا دیا۔ اور کہا کہ جب سے خدا نے مضر میں سے اپنے نبی (ﷺ) کو مبعوث کیا ہے تب ہی سے وہ اپنے رب سے ناراض ہیں۔ غرض کہ ابن خازم نے ان لوگوں سے لڑنا شروع کیا۔ ایک دن اس نے اپنے ہمراہیوں سے کہا کہ اب ہماری اقامت کو یہاں بہت مدت ہوگئی ہے۔ پھر اُن سے پکار کر کہا کہ اے بنو ربیعہ! کیا تم تمام خراسان میں صرف اپنی خندقوں پر قناعت کرتے ہو۔ اس سے ان کی رگ حمیت اور زیادہ پھڑک اُٹھی اور انھوں نے جنگ کا نعرہ مارا مگر اوس ابن ثعلبہ نے ان کو خروج سے روک دیا اور کہا کہ تم اب تک جس طرح لڑ رہے تھے اسی طرح لڑے جاؤ لیکن انھوں نے نہ مانا۔ ابن خازم نے اپنے اصحاب سے کہا کہ خبردار آج کا دن تمہارے ہاتھ سے جانے نہ پائے جو کوئی غالب ہوگا بادشاہت اُسی کی ہوگی۔ جب تم گھوڑوں کو دیکھو تو ان کے نتھنوں میں نیزے مارو۔ چنانچہ وہ کچھ عرصے تک لڑتے رہے اور آخر کار بکر بن

Marfat.com

وائل کو ہزیمت ہوئی وہ بھاگ کر اپنی خندقوں تک پہنچ گئے اور اسی بھگدڑ میں دائیں بائیں منتشر ہو گئے اور بہت سے آدمی خندق میں گر پڑے۔ لڑائی نہایت شدید تھی۔ اوس بن ثعلبہ بجستان فرار ہو گیا اور وہیں یا اس کے قریب ہی انتقال کیا۔ اس دن معرکے میں بنو بکر بن وائل کے آٹھ ہزار آدمی تہہ تیغ ہوئے۔ ابن خازم کو ہرات پر غلبہ حاصل ہو گیا اور ہرات پر اپنے بیٹے محمد کو مقرر کر کے شماس بن دِثار عطاردی کو اس کے ساتھ چھوڑ دیا اور بکیر بن وسّاح ثقفی کو صاحب الشرطہ بنا کر ابن خازم خود مرو واپس آ گیا۔

ابھی ابن خازم ہرات ہی میں تھا کہ ترکوں نے قصر اسغاد پر جس میں بنو ازد کے آدمی پناہ گزیں تھے، حملہ کیا۔ ترکوں نے ان کا محاصرہ کیا۔ بنو ازد نے ابن خازم کے پاس پیغام بھیجا اس نے زہیر ابن حیان کو بنو تمیم کے ہمراہ بنو ازد کی امداد کے لیے روانہ کیا اور زہیر سے کہا کہ خبردار ترکوں کو کہیں ٹھکانا نہ دینا۔ جوں ہی ان کو دیکھنا فوراً حملہ کر دینا چنانچہ زہیر ایک سرد دن میں ترکوں کے پاس پہنچا اور ان کو دیکھتے ہی حملہ کر دیا۔ ترک بھاگ کھڑے ہوئے زہیر کے آدمیوں نے ان کا تعاقب کیا۔ اور بہت رات گئے واپس ہوئے۔ نیزہ پکڑے پکڑے ان کا ہاتھ سردی سے نیزے ہی پر اکڑ کر رہ گیا تھا۔ ان کے ہمراہیوں نے چربی گرم کر کے ان کے ہاتھ پر رکھی اس پر تیل کی مالش کی اور ان کے لیے ہاتھ تاپنے کے واسطے آگ جلائی۔ تب جا کر ان کا ہاتھ پھر اپنی اصلی حالت پر آیا۔ اس کے بعد وہ ہرات کو واپس چلا گیا۔ اس کے متعلق ثابت قطنہ نے یہ اشعار کہے۔ (ترجمہ شعر):

[میری جان بنو تمیم کے شہسواروں پر قربان ہو کہ انھوں نے ایک تنگ مقام پر قصر باہلی کے قریب جنگ کی۔ جب کہ میں دیکھ رہا تھا کہ میرے حمایت وحفاظت کرنے والے نہیں رہے اور میں اپنے نیزے کے ٹوٹ جانے کے بعد اپنی تیغ جوہر دار سے ان لوگوں پر اس شدت اور جوش سے حملہ کرتا تھا جیسے کہ شراب پینے والے جام ہائے شراب پر۔ خدائے وحدۂ لاشریک لۂ کی مدد نہ ہوتی اور اگر میں بادشاہ سردار کے سر پر حملہ نہ کرتا (تو نہیں معلوم کیا ہوتا) جبکہ بنو دثار کی عورتیں پنڈلیاں کھولے ہوئے ترکوں کے سامنے جا رہی تھیں۔]

توابین

کہتے ہیں جب حسین رضی اللہ عنہ شہید ہو چکے اور ابن زیاد نخیلہ کی چھاؤنی سے واپس ہو کر

Marfat.com

کوفے میں داخل ہوا تو شیعہ اس سے ملے اور اس کو لعنت ملامت اور نادم کرنے لگے اور آپس میں یہ رائے ہوئی کہ تم نے ان کو بے یار و مددگار چھوڑ دیا تم نے یہ سخت غلطی کی۔ حالانکہ وہ تمہارے بلائے ہوئے آئے تھے اور اہل کوفہ کے پاس لڑتے لڑتے شہید ہو گئے اور ان کی یہ رائے ہوئی کہ ان کے اس عار اور گناہ کو کوئی چیز نہیں دھو سکتی سوا اس کے ان لوگوں کو قتل کر دیا جائے جنھوں نے حضرت حسینؓ کی شہادت میں شرکت کی ہے چنانچہ وہ سب مل کر رؤساء شیعہ میں سے پانچ شخصوں کے پاس گئے یعنی سلیمان بن صرد خزاعی [۱۲]، جو صحابہ میں سے تھے، میسب بن نجبہ فزاری، جو حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے ہمراہیوں میں سے تھے، عبداللہ بن سعد بن نفیل ازدی۔ عبداللہ بن وال تیمی (جو بنو بکر ابن وائل کی شاخ تیم میں سے تھے) اور رفاعہ بن شداد بجلی۔ یہ سب حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے بہترین اصحاب میں سے تھے۔ غرض کہ وہ سب سلیمان بن صرد خزاعی کے مکان میں جمع ہوئے سب سے پہلے میسب بن نجبہ نے تقریر کی اور خدائے تعالیٰ کی حمد و ثنا کے بعد کہا

"ہم کو طول عمر اور انواع و اقسام کے فتنوں کے تعرض سے آزمائش میں ڈالا گیا ہے۔ ہم کو اپنے رب کی طرف رجوع کرنا چاہیے کہ ہمیں وہ ان لوگوں میں سے نہ بنائے جن سے وہ کل قیامت کے دن یہ فرمائے گا کہ: اَوَلَمۡ نُعَمِّرۡكُمۡ مَّا يَتَذَكَّرُ فِيۡهِ مَنۡ تَذَكَّرَ [۱۳] کیونکہ امیر المومنین علیؓ نے فرمایا ہے کہ "عمر وہ چیز ہے جو خدائے تعالیٰ نے آدمی کو ساٹھ سال کے لیے ایک عذر کے موقع کے طور عنایت فرمائی ہے۔" اور ہم میں سے کوئی شخص ایسا نہیں ہے جو اس مدت کو نہ پہنچ گیا ہو۔ حالانکہ ہم سے یہ عہد لیا گیا ہے کہ ہم اپنا تزکیہ نفس کریں گے۔ خدائے تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کے نواسے کے تمام معرکوں میں ہم کو جھوٹا ہی پایا۔ حالانکہ اس سے قبل ہمارے پاس اس کی کتابیں اور اس کے رسول آ چکے تھے۔ امام حسینؓ نے ہم کو عذر کا موقع دیا اور ہم سے بار بار اور علانیہ طور پر اپنے لیے نصرت و امداد طلب کی مگر ہم نے ان سے اپنی جانیں دینے میں بخل کیا۔ تا آنکہ وہ ہمارے ہی پہلوؤں کے قریب شہید ہوئے۔ نہ ہم نے اپنے ہاتھوں سے ان کی مدد کی۔ نہ ان کی طرف سے ہم اپنی زبانوں سے جدل و مباحثے میں شریک ہوئے۔ نہ ہم نے ان کو اپنے اموال سے تقویت دی نہ اپنے خاندانوں اور قبیلوں سے ان کے لیے امداد طلب کی۔ اب بتاؤ کہ

Marfat.com

ہم اپنے رب اور اپنے نبی سے ملتے وقت کیا عذر پیش کریں گے۔حال یہ ہے کہ ہم میں اس کے حبیبؐ کی اولاد و ذریات اور نسل قتل ہوئی۔ خدا کی قسم سوائے اس کے عذر کا اور کوئی ذریعہ نہیں ہے کہ تم امام مرحوم کے قاتلوں کو قتل کرو اور یا اسی دھن میں مر جاؤ۔ممکن ہے کہ ایسا کرنے سے ہمارا رب ہم سے خوش ہو جائے۔میرا تو یہ حال ہے کہ میں خدا سے ملنے کے بعد اس کی سزا اور عقوبت سے بے خوف نہیں ہوں۔اے لوگو اپنے میں سے کسی شخص کو اپنا والی بنا لو۔کیونکہ تمھارے لیے یہ ضروری ہے کہ تمھارا ایک امیر ہو۔جس کی زیر سایہ تم رہ سکو۔اور ایک جھنڈا ہو جس کے گرد تم جمع ہو سکو۔''

اس کے بعد رفاعہ بن شداد نے کھڑے ہو کر کہا:

''امابعد۔ خدا نے آپ (یعنی مسیّب) کو درست ترین قول کی طرف ہدایت کی ہی۔اور آپ کا فاسقین سے جہاد کرنے اور اس زبردست گناہ سے توبہ کرنے کی دعوت دینا نہایت صحیح ہے۔آپ کی بات ضرور قابل سماعت اور آپ کا قول قابل قبول ہے۔آپ کی رائے سے ہم کو بھی اتفاق ہے کہ ہم کسی کو اپنا امیر بنالیں جس کے زیر سایہ ہم پناہ لیں اور جس کے جھنڈے تلے جمع ہوں۔اگر آپ ہی وہ امیر ہو جائیں تو ہم میں پسندیدہ، ہمارے خیر خواہ اور ہماری جماعت میں محبوب ہوں گے۔ اگر نہیں تو آپ کی اور ہمارے دیگر اصحاب کی رائے ہو تو ہم شیخ الشیعہ صاحب رسول اللہ ﷺ اور صاحب سبقت وقدامت یعنی سلیمان ابن صرد الخزاعی کو اپنا امیر قرار دے لیں جو اپنی دلیری اور دین میں قابل تعریف اور اپنے ارادے اور استقلال میں نہایت معتبر ہیں۔''

پھر عبداللہ بن سعد نے بھی ایسی تقریر کی۔اور دونوں نے میسّب اور سلیمان کی تعریف و توصیف کی۔میسّب نے کہا کہ ہاں تم دونوں ٹھیک کہتے ہو۔لہٰذا سلیمان بن صرد کو امیر بنالو۔ بعدازاں سلیمان ابن صرد نے خدائے وحدہ کی حمد کے بعد تقریر میں کہا:

''مجھے خوف ہے کہ کہیں یہ بات ہماری بہتری کے لیے ہی نہ ہو کہ ہم کو اس زمانے میں پیدا کیا گیا جس میں زندگی تلخ ہے۔ بڑی مصیبت کا سامنا ہے اور ہماری جماعت کے صاحبان فضل بھی جور وظلم میں جکڑے ہوئے ہیں۔ ہم گردنیں اُٹھا اُٹھا کر اپنے نبی صلعم

Marfat.com

کے اہل بیت کی آمد کا انتظار کر رہے تھے۔ان کو امداد کی امیدیں دلاتے تھے۔اور یہاں آنے پر آمادہ کرتے تھے۔مگر جب وہ آ گئے تو ہم سست پڑ گئے ۔عاجز ہو گئے۔ ہماری عقلیں گم ہو گئیں۔اور ہم ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھے رہے۔تا آنکہ ہمارے نبی کی اولاد۔ ان کے بہترین آدمی اور ان کے گوشت و پوست کے ٹکڑے ہماری آنکھوں کے سامنے قتل ہو گئے۔امام مظلوم نے با آواز بلند استغاثہ کیا اور نصرت طلب کی مگر ان کی طرف التفات نہ کیا گیا۔بلکہ فاسقین نے ان کو اپنے تیروں کی آماجگاہ اور اپنے نیزوں کا نشانہ بنایا۔یہاں تک کہ انھوں نے ان پر تیر چلائے۔گھوڑے دوڑائے۔اور ان کو قتل کر دیا۔تمھارا رب اب تم سے ناخوش ہو گیا ہے۔تم اپنے بیوی بچوں کے پاس واپس نہ جاؤ جب تک کہ خدا راضی نہ ہو جائے ۔اور خدا کی قسم میں نہیں سمجھتا کہ وہ کبھی اس سے کم میں راضی ہو گا کہ تم امام مظلوم کے قتل کا بدلہ لو۔خبر دار موت سے نہ ڈرو جب کبھی کوئی اس سے ڈرا ہے وہ ضرور ذلیل وخوار ہوا ہے۔بلکہ تم بنو اسرائیل کی طرح ہو جاؤ جب کہ ان کے نبی علیہ السلام نے ان سے کہا تھا کہ ”اے لوگو! تم نے گوسالہ کو خدا بنا کر اپنے آپ پر ظلم کیا ہے ۔تم اپنے خدائے خالق سے توبہ کرو۔ اور اپنے آپ کو قتل کر ڈالو“ [۱۴] اور انھوں نے ایسا ہی کیا۔سوار ہو ہو کر دوڑے۔گردنیں اُٹھا اُٹھا کر وقت کے منتظر رہنے لگے۔کیونکہ ان کو یقین تھا کہ اس گناہ عظیم سے بچنے کے لیے سوائے قتل کے اور کوئی ذریعہ نہیں۔تم بتلاؤ کہ اگر تم کو ویسے ہی کام کے لیے طلب کیا جائے جس کے لیے وہ مدعو کیے گئے تھے تو تم کیا کرو گے۔ہاں ۔اپنی تلواروں کو تیز اور نیزے کو تیار رکھو۔گھوڑوں وغیرہ سے خوب مضبوط اور مسلح ہو کر تیار ہو جاؤ۔تا آنکہ تم کو دعوت دی جائے۔اور طلب کیا جائے۔“

خالد بن سعد بن نفیل نے کہا میرا تو یہ حال ہے کہ خدا کی قسم اگر مجھے یہ معلوم ہو جائے کہ میری خودکشی سے میرا رب مجھ سے راضی ہو جائے گا تو میں ضرور اپنے آپ کو قتل کر لوں گا۔ اور میں یہاں کے تمام حاضرین کو گواہ بناتا ہوں کہ ماسوا میرے اسلحہ کے، جن سے میں اپنے دشمن سے جنگ کروں گا باقی سب کچھ مسلمانوں کے لیے صدقہ ہے۔جس سے میں ان کو فاسقین سے جنگ آزمائی کے لیے تقویت دوں گا۔“ ابو معتمر بن جس ابن ربیعہ الکنانی نے بھی ایسی ہی تقریر کی۔

Marfat.com

سلیمان نے کہا کہ آپ میں سے جو جو جس بات کا ارادہ کرے وہی کافی ہے۔ اب چاہیے کہ آپ عبداللہ بن وال تیمی کو بلالیں اور جو کچھ آپ لوگ دینا چاہتے ہیں ان کے پاس جمع ہو جائے گا۔ تو ہم ان کو آپ کے دوستوں اور غرباء کی طرف روانہ کر دیں گے۔ پھر سلیمان ابن صرد نے سعد ابن حذیفہؓ بن یمان کو اپنے اس عزم کی اطلاع دی اور اُسے اور مدائن کے شیعوں کو مساعدت کے لیے طلب کیا۔ سعد ابن حذیفہؓ نے ان کا یہ مراسلہ مدائن کے شیعوں کو پڑھ کر سنایا۔ اُن سب نے دعوت قبول کی۔ اور سلیمانؓ ابن صرد کو لکھ بھیجا کہ ہم آپ کی طرف آ رہے ہیں۔ اور مساعدت کریں گے۔ سلیمان نے ایک اور خط مثنیٰ بن مخربہؔ العبدی کے نام بصرہ بھیجا جس کا مضمون وہی تھا جو سعد ابن حذیفہ کے خط کا تھا۔ مثنیٰ نے یہ جواب دیا کہ ہم شیعہ ہیں۔ آپ کے عزم پر ہم نے خدا کا شکر کیا۔ اور ان شاء اللہ ہم آپ کی مرقومہ غرض کے لیے آپ کے پاس آئیں گے۔ پھر اس خط کے نیچے یہ اشعار لکھے۔ (ترجمہ شعر):

[دیکھو! ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا میں تمھارے پاس جھنڈا اہلاتا ہوا آ پہنچا ہوں ہاں دشمنوں کو خبر دے دو کہ ایسے گھوڑے جو نہایت درشت، تیز رفتار، طویل پشت، قوی ہیکل، صاحب ہمت، مسلسل چلنے والے، لگام کو چبانے والے اور مضبوط ہیں۔ ایسے ایسے جوانوں کو لیے ہوئے آ رہے ہیں جن کے قلوب میں خوف کو جگہ نہیں ملتی اور جو جنگ کی آگ کو بھڑکانے والے اور نہ تھکنے والے ہیں۔ جو معتبر ہیں جن کی کوششیں صرف خدا کے لیے ہیں۔ جو تلوار کے دھنی اور بے عیب ہیں۔]

ان لوگوں نے سب سے پہلے اپنے امر کا آغاز حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد ۶۱ھ میں کیا تھا اور برابر آلات حرب کے جمع کرنے اور خفیہ طور پر حسینؓ کے خون کا بدلہ لینے کے لیے لوگوں کو دعوت دینے میں مشغول رہے تھے۔ اور لوگ ان کی دعوت کو قبول بھی کرتے رہے۔ یہاں تک کہ ۶۴ھ میں یزید بن معاویہ نے انتقال کیا۔ اس کی وفات کے بعد سلیمان بن صرد کے اصحاب نے ان سے جا کر کہا کہ یہ طاغیہ مر گیا ہے اور ان لوگوں کا امر ضعیف ہو گیا ہے۔ اب اگر تم چاہو تو ہم یکبارگی عمرو ابن حریث پر حملہ کریں (یہ عمرو ابن حریث ابن زیاد کی جانب سے کوفہ کا والی تھا) اور حسینؓ کے خون کا بدلہ طلب کریں۔ ان کے قاتلین کا پیچھا کریں اور لوگوں کو ان اہل بیت کی طرف بلائیں جن پر اوروں کو ترجیح دی گئی ہے اور جن کے حقوق غصب کر لیے گئے ہیں۔

Marfat.com

سلیمانؓ بن صرد نے جواب دیا کہ ابھی جلد بازی نہ کرو۔ جو کچھ تم نے کہا میں نے اس پر غور کیا ہے اور میری یہ رائے ہے کہ حسینؓ کے قاتل کوفہ کے اشراف اور عرب کے شہسوار ہیں۔ وہی لوگ ہیں جن سے ان کے خون کا مطالبہ کیا جائے گا۔ جب ان کو تمھارے ارادوں سے آگاہی ہو جائے گی تو وہ تم پر سب سے زیادہ سختیاں کریں گے۔ پھر میں نے اس امر پر بھی غور کیا کہ تم میں سے کون کون میرا پیروکار ہوگا۔ میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ اگر انھوں نے خروج بھی کیا تب بھی وہ بدلہ نہ لے سکیں گے اور اپنے نفوس کو تسلی نہ دے سکیں گے۔ حالانکہ وہ اپنے دشمن کے دشمنِ جانی تھے۔ بلکہ کرنا یہ چاہیے کہ تم اپنے داعیوں کو ہر جگہ پھیلا دو۔ اور اپنے امر کی طرف لوگوں کو دعوت دو۔

چنانچہ انھوں نے یہی کیا اور یزید کی وفات کے بعد بہت سے لوگوں نے ان کی اس دعوت کو قبول بھی کیا۔ اہل کوفہ نے عمرو ابن حریث کو اپنے ہاں سے خارج کر دیا اور ابن زبیر سے بیعت کر لی۔ اس اثنا میں سلیمان اور ان کے اصحاب برابر اپنی دعوت دیتے رہے۔ جب یزید کو انتقال کئے ہوئے چھ مہینے کا عرصہ گذر گیا تو رمضان کے نصف میں مختار بن ابی عبید ثقفی کوفہ آیا۔ نیز عبداللہ بن یزید انصاری رمضان کے ختم ہونے سے آٹھ دن قبل ابن زبیر کی طرف سے کوفہ کا امیر اور ابراہیم بن محمد بن طلحہ خراج کوفہ کے والی مقرر ہو کر کوفہ پہنچے۔ مختار نے لوگوں کو حسینؓ کے قاتلین سے جنگ آزما ہونے کی دعوت دینی شروع کی اور کہا کہ میں مہدی یعنی محمد ابن الحنیفہ کی طرف سے وزیر اور امین ہو کر تمھارے پاس آیا ہوں۔ چنانچہ شیعوں کی ایک جماعت اس کی طرف راجع ہوئی۔ مختار کہا کرتا تھا کہ سلیمان یہ چاہتے ہیں کہ وہ خروج کر کے خود کو بھی قتل کریں اور اپنے ساتھیوں کو بھی قتل کرائیں۔ وہ امور جنگ سے واقف ہی نہیں۔

کوفہ کے عامل عبداللہ بن یزید کو معلوم ہوا کہ کوفہ میں اس پر حملہ ہونے والا ہے۔ اس سے کہا گیا کہ مختار کو قید کر دے اور قید نہ کرنے کے انجام بد سے بھی متنبہ کر دیا گیا مگر اس نے کہا کہ اگر وہ لوگ ہم سے لڑے تو ہم بھی لڑیں گے اور اگر انھوں نے ہم کو چھوڑ دیا تو ہم بھی انہیں کچھ نہ کہیں گے۔ یہ لوگ حسینؓ کے خون کا مطالبہ کرتے ہیں۔ خدا ان پر رحم فرمائے۔ وہ میری طرف سے امن میں ہیں۔ ان کو چاہیے کہ اس شخص کا مقابلہ کریں جس نے حسینؓ سے قتال کیا تھا (یعنی ابن زیاد) اگر وہ ان کی طرف آیا تو میں ان کا مددگار ہوں گا۔ یہی ابن زیاد حسینؓ اور تمھارے اخیار و امثال کا قاتل ہے اور اب تمھاری طرف متوجہ ہوا ہے۔ وہ لوگ جسر منبج سے ایک رات کے فاصلے پر ہیں۔ لہٰذا اس سے جنگ کرنا اور اس

Marfat.com

کی طرف جانے میں جلدی کرنا بہتر ہے بہ نسبت اس کے کہ تم آپس میں ہی ایک دوسرے کو قتل کرنے لگو اور اپنے دشمن کے مقابلے کے وقت تک ضعیف ہو جاؤ۔ تمہارے دشمن (یعنی ابن زیاد) کی یہی خواہش ہے اور وہ تمھارے مقابلے میں خدا کی تمام مخلوق سے زیادہ تمھارا دشمن ہو کر آ رہا ہے۔ اس نے اور اس کے باپ نے سات برس تک تم پر حکم رانی کی اور وہ دونوں اہل عفاف و دین کے قتل سے کبھی باز نہیں رہے۔ وہ وہی شخص ہے جس کی طرف سے تم آئے ہو اور وہ وہی ہے جس نے اس کو قتل کیا ہے کہ جس کے خون کا تم مطالبہ کرتے ہو۔ اب وہ تمھاری طرف آ رہا ہے۔ تم اپنی قوت و شوکت سے اس کا مقابلہ کرو۔ میں تمھارا خیر خواہ ہوں۔ مروان نے ابن زیاد کو جزیرے کی طرف روانہ کیا تھا۔ اور وہ وہاں سے فارغ ہو کر عراق کی طرف روانہ ہوا ہے۔

جب عبداللہ ابن یزید یہ سب کچھ کہہ چکا تو ابراہیم بن محمد ابن طلحہ نے کہا کہ ''اے لوگو! کہیں ایسا نہ ہو کہ اس نرم مزاج کی باتوں میں آ جاؤ اور تلوار اور جنگ سے بے خبر ہو جاؤ۔ خدا کی قسم اگر کسی حملہ آور نے ہم پر حملہ کیا تو ہم اُسے ضرور قتل کریں گے۔ اگر ہم کو یقین ہو گیا کہ بعض لوگ ہمارے خلاف جنگ کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ تو ہم باپ کو بیٹے کے لیے بیٹے کو باپ کے لیے۔ دوست کو دوست کے لیے اور شناسا کو شناسا کے لیے پکڑیں گے تاکہ وہ حق کا مطیع اور اطاعت کے سامنے سرنگوں ہو جائے۔

مسیب بن نجبہ نے یکبارگی اُٹھ کر اس کی تقریر کو بیچ ہی میں روک دیا اور کہا کہ ''اے ابن الساکنین! کیا تو ہم کو اپنی تلوار اور اپنے حملے سے ڈراتا ہے۔ خدا کی قسم تو اس سے زیادہ ذلیل ہے۔ ہم تجھے اس لیے ملامت نہیں کرتے ہیں تو ہم سے بغض رکھتا ہے۔ کیونکہ ہم تیرے باپ اور دادا کو قتل کر چکے ہیں (پھر عبداللہ بن یزید کو مخاطب کرتے ہوئے کہا) اور اے امیر آپ نے البتہ نہایت درست بات کہی ہے۔'' ابراہیم نے کہا ''ہاں خدا کی قسم تو ضرور قتل کیا جائے گا۔ اور یہ شخص (یعنی عبداللہ ابن یزید) تو بلاشبہ ایک کمزور آدمی ہے۔'' عبداللہ ابن وال نے کہا کہ تم کو ہمارے اور ہمارے امیر میں دخل دینے کا کوئی حق حاصل نہیں ہے۔ تم ہم پر امیر نہیں ہو بلکہ صرف اس جزیئے کے امیر ہو اور تم کو چاہیے کہ صرف خراج ہی سے غرض رکھو۔ اور رہا یہ امر کہ تم اس امت کے معاملات میں فساد برپا کرنا چاہتے ہو تو یہ کوئی نئی بات نہیں ہے تمہارے باپ اور دادا بھی ایسا ہی کر چکے ہیں اور آخر ان دونوں پر مصیبت پڑی تھی۔ اس کو ابراہیم کے ہمراہیوں نے گالیاں دینی شروع کیں۔ اس پر آپس میں گالی گلوچ ہوئی۔ امیر

Marfat.com

منبر پر سے اُتر آیا۔ ابراہیم نے اس کو یہ دھمکی دی کہ میں ابن زبیر کو شکایت لکھوں گا۔ عبداللہ نے اس کے مکان پر جا کر اس سے معذرت چاہی اور اس نے معذرت قبول کی۔ اس کے بعد سلیمان کے اصحاب ظاہر طور پر اسلحہ خریدنے اور تیاری کرنے لگے۔

خوارج اور عبداللہ بن زبیر میں علیحدگی

اس سال وہ خوارج جو مکے چلے گئے تھے عبداللہ ابن زبیر سے جدا ہو گئے حالانکہ وہ ان کے ساتھ ہو کر اہل شام کے خلاف جنگ کر چکے تھے۔ ان کی مخالفت کی وجہ یہ ہوئی کہ جب ابو بلال کی موت کے بعد ابن زیاد نے ان پر سختی کرنی شروع کی تو وہ لوگ آپس میں جمع ہو کر اس کا تذکرہ کرنے لگے۔ نافع ابن ازرق نے ان سے کہا کہ خدائے تعالیٰ نے تم پر ایک کتاب نازل فرمائی ہے۔ تم پر جہاد فرض کیا ہے اور تمھارے لیے حجت قائم کی ہے۔ اہل ظلم نے تمھارے لیے اپنی تلواروں کو سُونت لیا ہے۔ آؤ ہم سب مل کر اُس شخص کے پاس چلیں جس نے مکہ پر قبضہ کرلیا ہے (یعنی عبداللہ بن زبیر)۔ اگر وہ ہماری رائے سے متفق ہو تو ہم اس کے ساتھ ہو کر جہاد کریں اور اگر خلاف ہو تو ہم اُسے خانۂ کعبہ سے نکال دیں۔ اس وقت شامی فوج ابن زبیر کی طرف روانہ ہو چکی تھی۔ اُدھر سے خوارج بھی روانہ ہو کر ابن زبیر کے پاس پہنچے۔ وہ ان کے آنے سے خوش ہوئے۔ اور ان کے کوئی سوال پوچھنے سے پہلے ہی بتا دیا کہ وہ ان کی رائے سے متفق ہیں۔ لہٰذا خوارج نے ان کے ہمراہ اہل شام سے جنگ کی۔ اتنے میں یزید ابن معاویہ کا انتقال ہو گیا۔ اور اہل شام واپس چلے گئے۔

اس کے بعد خوارج پھر ایک جگہ جمع ہوئے اور کہنے لگے کہ کل تم نے جو کچھ کیا وہ رائے مناسب نہیں۔ کیونکہ تم ایک شخص سے مل کر جنگ کر رہے ہو۔ تمھیں کیا معلوم ہے کہ وہ تمھاری رائے کے خلاف ہو۔ ابھی کل ہی تو وہ اور اس کا باپ ہم سے لڑ رہے تھے اور ''یالثارات عثمان'' کے نعرے لگا رہے تھے۔ بہتر یہ ہے کہ تم اس کے پاس جاؤ اور اس سے عثمانؓ کے متعلق سوال کرو۔ اگر وہ ان سے برأت ظاہر کرے تو وہ تمھارا دوست ہے اور اگر اس نے ایسا کرنے سے انکار کر دیا تو وہ تمھارا دشمن ہے۔'' چنانچہ خوارج ابن زبیر کے پاس گئے اور ان سے سوال کیا۔ انھوں نے اپنے اردگرد دیکھا تو اپنے اصحاب کو قلیل تعداد میں پایا۔ خوارج سے کہا کہ آپ لوگ میرے پاس ایسے وقت میں آئے ہیں کہ اُٹھنے

Marfat.com

کا ارادہ کرر ہا تھا۔آپ رات بھر اور مجھے ارام کر لینے دیں بعد میں میں آپ کو بتادوں گا۔خوارج واپس چلے گئے ۔ابن زبیر نے اپنے اصحاب کو پیغام بھیجا اوران کو مسلح کر کے اپنے گرد جمع کرلیا۔جب خوارج دوبارہ ان کے پاس آئے توان کے اصحاب ان کے گرد جمع تھے اوران کے سر پر اوران کے ہاتھوں میں گرز تھے یہ دیکھ کر ابن ازرق نے اپنے اصحاب سے کہا کہ یہ شخص تمھارے خلاف ارادہ رکھتا ہے۔ پھر نافع ابن ازرق اورعبیدہ ابن ہلال ابن زبیر کے پاس گئے۔اورعبیدہ نے خدا کی حمد وثناء کے بعد کہا:

''اَمَّا بَعْدُ:۔خدائے تعالیٰ نے حضرت محمدؐ کو مبعوث کیا۔جولوگوں کوخدا کی عبادت کرنے اور اخلاص رکھنے کی دعوت دیتے تھے۔انھوں نے دعوت دی اور مسلمانوں نے قبول کی۔پھر انھوں نے ان کو کتاب اللہ پر چلایا تا آنکہ خدا نے ان کو اٹھالیا۔لوگوں نے ابوبکرؓ کوخلیفہ بنالیا اورانھوں نے عمرؓ کو۔ دونوں نے کتاب اللہ اور سنت نبوی پر عمل کیا۔پھر لوگوں نے عثمانؓ کوخلیفہ بنایا۔ انھوں نے اپنوں کومحفوظ کیا۔قرابتداروں کو اوروں پر ترجیح دی۔دولت مندوں کو عامل مقرر کیا۔ ارتکاب محارم پر سزا نہ دی۔ کتاب اللہ کے احکام پر عمل نہ کیا اورجس نے جرم کے خلاف دادرسی چاہی اسے مارا۔رسول اللہ کے طرید (یعنی مدینہ سے نکالے ہوئے) کو پناہ دی۔سابق الاسلام صحابیوں کوزدوکوب کیا۔اورخدائے تعالیٰ کے محاصل ووصولات کوجواس نے لوگوں کودی تھیں خود لے کر قریش کے فاسقین اورعرب کے بیوقوفوں میں تقسیم کیا۔جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ایک جماعت نے ان پر حملہ کیا اور ان کوقتل کردیا۔ہم ان لوگوں کے دوست ہیں اورابن عفان اوران کے دوستوں سے بری ہیں۔اب اے ابن زبیر یہ بتاؤ کہ تم اس بارے میں کیا کہتے ہو۔''

انھوں نے جواب دیا کہ:

''تم نے جو کچھ رسول اللہؐ کے متعلق بیان کیا میں نے سمجھ لیا۔وہ تمھارے ذکر اور وصف سے بھی بالا ہیں۔تم نے جو کچھ ابوبکرؓ اورعمرؓ کے متعلق کہا وہ بھی میں سمجھ لیا۔اور تمھارا قول مناسب اورصحیح ہے۔پھرتم نے جو کچھ عثمانؓ کے متعلق کہا ہے میں اسے بھی بخوبی سمجھ گیا ہوں۔حق یہ ہے کہ میں نہیں جانتا کہ خدائے تعالیٰ کی تمام مخلوقات میں کوئی عثمانؓ بن عفان اوران کے امرکو بہ نسبت میرے زیادہ سمجھتا اور جانتا ہے۔جس وقت ان پر مصیبت نازل

Marfat.com

ہوئی، میں ان کے ساتھ تھا۔ انھوں نے ہر ممکن پہلو سے ان کو خوش کرنا چاہا تھا۔ پھر لوگ ان کے پاس ایک خط لائے جس کو وہ سمجھتے تھے کہ عثمان کا لکھا ہوا ہے اور جس پر انھوں نے بعض لوگوں کے قتل کا حکم لکھا تھا۔ انھوں نے فرمایا کہ میں نے یہ تحریر ہرگز نہیں لکھی اگر تم چاہو تو اس پر کوئی دلیل لے آؤ اور اگر تم نہیں لانا چاہتے تو میں قسم کھانے کو تیار ہوں۔ اور قسم ہے خدا کی نہ وہ لوگ کسی طرح کی دلیل اپنے قول کے ثبوت میں لائے اور نہ ان سے حلف طلب کیا بلکہ ایک دم سے ان پر جھپٹ پڑے اور آخر ان کو شہید کر دیا۔ علاوہ اس کے میں نے وہ بھی سنا کہ تم نے ان پر کیا عیب لگایا ہے۔ صورت معاملہ یوں نہیں ہے بلکہ عثمانؓ ہر امر خیر کے اہل تھے اور میں آپ لوگوں کے اور دیگر حضرات کے سامنے شہادت دیتا ہوں کہ میں ابن عفان کا دوست اور ان کے دشمنوں کا دشمن ہوں اور خدا بھی تم سے بری ہے۔"

اس کے بعد خوارج عبداللہ بن زبیر سے جدا ہو گئے۔ نافع بن ازرق حنظلی، عبداللہ بن صفار سعدی، عبداللہ بن اباض، حنظلہ بن بیہس اور بنو ماحوز یعنی عبداللہ، عبیداللہ اور زبیر (جو بنو سلیط ابن یربوع میں سے تھے) جو سب کے سب بنو تمیم میں سے تھے بصرے گئے۔ اُدھر ابو طالوت (جو بکر ابن وائل میں سے تھا) ابو فدیک عبداللہ ابن ثور بن قیس بن ثعلبہ اور عطیہ بن اسود الیشکری یمامہ پہنچے اور ابو طالوت کے ساتھ اس پر حملہ آور ہوئے۔ بعد ازاں انھوں نے ابو طالوت کو ترک کر کے نجدہ بن عامر الحنفی کو اپنا امیر قرار دیا۔ ۶۵ھ

نافع اور اس کے ساتھیوں کی یہ کیفیت ہے کہ وہ سب بصرے گئے اور ابو بلال کی رائے پر عامل رہے۔ انھوں نے آپس میں جمع ہو کر جہاد کی فضیلت پر گفتگو کی جس وقت لوگوں نے ابن زیاد پر حملہ کیا نافع نے تین سو ۳۰۰ ہمراہیوں کے ساتھ خروج کیا۔ خارجیوں نے جیل خانے کا دروازہ توڑ ڈالا اور خروج کر دیا۔ اس وقت لوگ بنی ازد، ربیعہ اور تمیم کی خانہ جنگی میں ایسے مصروف تھے کہ وہ خوارج کی طرف توجہ ہی نہ کر سکے۔ آخر کار اہل بصرہ نے عبداللہ بن الحارث کی امارت پر صلح کی اب انھیں محض خوارج سے نبٹنے کا موقع ملا اور انھوں نے خوارج کو ڈرا کر وہاں سے بھگا دیا۔ نافع شوال ۶۴ھ میں اہواز چلا گیا پھر ان میں سے جو بصرہ میں باقی رہ گئے تھے وہ بھی ابن ازرق سے جا ملے۔ البتہ وہ لوگ شامل نہیں ہوئے جو اسی دن خروج کرنے کا ارادہ نہیں رکھتے تھے۔ ایسے آدمیوں میں عبداللہ ابن صفار۔ عبداللہ ابن

Marfat.com

اباض۔اور دیگر اشخاص جوان کے ہم رائے تھے شامل تھے۔نافع غور کرنے کے بعد اس نتیجے پر پہنچا کہ جو خوارج گھروں میں بیٹھے رہ گئے ہیں اور جہاد میں شامل نہیں ہوئے ان میں سے کسی کو والی جہاد بنانا درست نہیں ہے۔اور یہ کہ جو جو اس (نافع) سے اس طرح علیحدہ رہ گئے ہیں۔ان کے لیے نجات نہیں ہے۔اس نے اپنے اصحاب سے اپنا یہ خیال بیان کر دیا۔اور ایسے مخالفین جہاد سے الگ تھلگ ہو جانے کی درخواست کی بلکہ یہ بھی کہا کہ نہ ایسے آدمیوں کے ہاں ان کا نکاح کرنا نہ ان کے ہاں کے ذبائح کو کھانا ان کے لیے حلال ہے۔نہ ان کی شہادت کا قبول کرنا اور نہ ان سے علم دین کا اخذ کرنا جائز ہے۔اور نہ ان کا وارث بنانا حلال ہے۔بلکہ یہاں تک رائے دی کہ بچوں کو قتل کر دینا اور ان سے علیحدہ ہو جانا چاہیے۔اور یہ کہ وہ مسلمان کفار عرب کی طرح فی الحقیقت کفار ہیں۔کہ ان سے سوائے اسلام اور کفر کے اور کچھ قبول نہیں کیا گیا۔اس کی اس تقریر اور رائے سے ان میں سے بعض نے اتفاق کیا اور بعض نے اختلاف۔

مؤخر الذکر میں نجدہ بن عامر بھی شامل تھا۔اس لیے وہ یمامہ چلا گیا۔وہاں کے خوارج نے اس کی اطاعت کی اور ابو طالوت کو چھوڑ دیا۔نافع ابن ازرق نے عبداللہ ابن صفار اور عبداللہ ابن اباض اور ان کے ہمراہیوں کو اپنے پیش کردہ خیال کی طرف دعوت دیتے ہوئے ایک خط لکھا۔ابن صفار نے وہ خط تو پڑھ لیا مگر تفرقہ اور اختلاف کے خوف سے اپنے اصحاب کو نہیں سنایا مگر ابن اباض نے وہ خط اس کے ہاتھ سے لے کر پڑھا اور کہا کہ خدا اسے غارت کرے کیا خوب رائے قائم کی ہے۔نافع ضرور سچا ہوتا بشرطیکہ لوگ مشرک ہوتے۔اس میں شک نہیں کہ اس کی رائے باقی سب سے زیادہ درست اور صحیح تھی اور مشرکین کے بارے میں ان کی سیرت و خصلت بھی اوروں کی سی تھی۔مگر اپنے قول میں وہ ضرور جھوٹا ہے۔لوگ شرک سے ضرور بری ہیں۔گو کہ وہ نعم اور احکام میں کفار ہیں۔اور ہمارے لیے سوائے ان کے خونوں کے اور کچھ حلال نہیں ہے۔باقی سب کچھ حرام ہے۔''

ابن صفار نے کہا۔''خدا تم سے بیزار ہو۔تم نے کوتاہی کی۔اور خدا ابن ازرق سے بھی بیزار ہو کہ اس نے غلو کیا۔'' ابن اباض نے جواب دیا کہ۔''نہیں خدا تم سے اور اس سے ہی بیزار ہو۔'' غرض کہ لوگ متفرق ہو گئے۔ابن ازرق کی شان و شوکت شدید اور جماعت کثیر ہوتی گئی۔وہ اہواز میں خراج وصول کرنے اور اس سے تقویت حاصل کرنے کے لیے ٹھیرا رہا۔پھر بصرے گیا اور جسر کے قریب تک پہنچ گیا۔اور عبداللہ بن حارث نے مسلم ابن عُبَیس ابن کریز بن ربیعہ کو (جو اہل بصرہ میں

Marfat.com

سے تھا) اس کی طرف بھیجا۔ ۱۶ ؎

مختار کی کوفہ آمد

جب ساباط میں حسنؓ بن علیؓ کے نیزہ مارا گیا اور وہ ابیض المدائن لائے گئے اس وقت مختار نے ان کے معاملے میں جو بے اعتنائی برتی اس کی وجہ سے شیعہ اسے گالیاں دیتے تھے اور عیب دھرتے تھے۔ ہوتے ہوتے حسینؓ کا زمانہ آ گیا۔ جن دنوں انھوں نے مسلم ابن عقیل کو کوفے بھیجا تھا۔ مختار لفغا نامی ایک گاؤں میں تھا۔ ظہر کے وقت مختار کو یہ خبر ملی کہ ابن عقیل ظاہر ہوئے ہیں اور یہ کہ (جیسا کہ پہلے ذکر ہو چکا ہے) ان کا یہ خروج کسی میعاد کے مطابق نہیں ہے۔ مختار اپنے موالی کو لے کر کوفہ کے ارادے سے روانہ ہوا۔ اور مغرب کے بعد باب الفیل تک پہنچ گیا۔ عبید اللہ ابن زیاد نے عمرو ابن حریث کو ایک جھنڈا دے کر مسجد میں بٹھا رکھا تھا۔ مختار وہاں پہنچ کر ٹھٹھک گیا۔ اور کچھ سمجھ میں نہ آیا کہ کیا کرے۔ عمرو کو اس کی اطلاع ہوئی تو اُس نے اُسے بلایا اور امان دی۔ چنانچہ مختار اس کے پاس گیا۔ دوسرے دن عمارہ ابن ولید ابن عقبہ نے عبید اللہ کو اس کا حال کہہ سنایا۔ عبید اللہ نے اور ملاقات کرنے والوں کے علاوہ اس کو بھی بلا بھیجا۔ جب وہ حاضر ہوا تو اس سے سوال کیا کہ ''کیا تم وہی شخص ہو جو ابن عقیل کے لیے جماعتیں لے کر آیا ہے۔'' مختار نے کہا کہ ''نہیں میں نے ایسا نہیں کیا۔ بلکہ میں تو یہاں آ کر عمرو کے جھنڈے کے تلے مقیم ہوں۔'' چنانچہ عمرو نے اس امر کی شہادت دی۔ مگر عبید اللہ نے اس کے منہ پر ایک تھپڑ مارا جس سے اس کی آنکھ کا ایک پردہ الٹ گیا۔ اور کہا کہ اگر عمرو کی شہادت نہ ہوتی تو میں تم کو ضرور قتل کر دیتا۔ پھر اس نے حسینؓ کی شہادت تک مختار کو قید میں رکھا۔

مختار نے عبد اللہؓ بن عمرؓ بن خطاب کے پاس پیغام بھیجا اور یہ درخواست کی کہ اس کی سفارش کریں۔ مختار کی بہن صفیہ بنت ابی عبید حضرت عبد اللہ بن عمر کے نکاح میں تھی۔ چنانچہ ابن عمرؓ نے یزید کے پاس اس کی سفارش کی۔ یزید نے عبید اللہ کو حکم لکھ بھیجا کہ مختار کو چھوڑ دیا جائے۔ عبید اللہ نے اسے چھوڑ دیا مگر یہ حکم دیا کہ وہ تین دن سے زیادہ وہاں مقیم نہ رہے۔

اس حکم کے مطابق مختار وہاں سے حجاز کی طرف روانہ ہو گیا۔ واقصہ کے اُس طرف اس کو ابن عرق ۱۷ ؎ ملا جس نے سلام کیا اور اس سے اس کی آنکھ کا حال دریافت کیا۔ مختار نے کہا کہ ایک

Marfat.com

زانیہ کے بچے نے اس پر تیجی ماری ہے۔ جس سے اس کا یہ حال ہوگیا ہے جو تم دیکھتے ہو۔ پھر کہا کہ مجھے خدا ہی مارے جو اس کی انگلیاں اور ایک ایک جوڑ کو چورا چورا نہ کر دوں۔ اس کے بعد مختار نے اس سے ابن زبیر کا حال دریافت کیا۔ اس نے کہا کہ وہ آج کل خانۂ کعبہ میں پناہ گزیں ہیں اور پوشیدہ طور پر بیعت لیا کرتے ہیں اگر ان کا دبدبہ اور زیادہ ہو جائے اور ان کی جماعت بھی بڑھ جائے تو وہ ظاہر ہو کر کام کریں گے۔ مختار نے کہا کہ آج کل تو وہی عربوں کے جواں مرد آدمی ہیں۔ اگر وہ میری رائے پر عمل کریں تو میں ان کو لوگوں کے امر میں کافی مدد دے سکتا ہوں۔ فتنے کا بادل گرج رہا ہے اور فساد کی بجلیاں چمک رہی ہیں اور انھوں نے پیغام دیا ہے۔ تو جب کبھی تم یہ سنو کہ میں کسی مقام میں مسلمانوں کی ایک جماعت کے ساتھ ظاہر ہوا ہوں۔ اور شہید مظلوم، مقتول طف، سید المسلمین، ابن بنت رسول (ﷺ) اور ابن سید یعنی حسینؓ ابن علیؓ کے خون کا بدلہ طلب کرتا ہوں۔ تو یاد رکھو کہ خدا کی قسم میں ان کے قتل کی وجہ سے اتنے ہی آدمیوں کا خون کروں گا جتنے یحییٰؑ ابن ذکریاؑ کے خون کے بدلے میں قتل ہوئے تھے۔" یہ کہہ کر وہ وہاں سے چل دیا اور ابن عرق اس کے اس قول سے تعجب کرتا رہ گیا۔ ابن عرق کہتے ہیں کہ بخدا میں نے وہی کچھ دیکھ لیا جو کچھ اس نے کہا تھا۔ میں نے ایک مرتبہ حجاج ابن یوسف سے اس کا تذکرہ کیا تھا تو وہ ہنس کر کہنے لگا۔ کہ سبحان اللہ۔ وہ کیسا بڑا دین دار۔ لڑائی کی آگ بھڑکانے والا ہے اور دشمنوں سے لڑنے والا ہے۔"

غرض مختار وہاں سے ابن زبیر کے پاس پہنچا مگر ابن زبیر نے اس سے اپنا امر پوشیدہ رکھا۔ (تو مختار طائف چلا گیا) پھر ابن زبیر نے اس کے متعلق دریافت کیا تو کہا گیا کہ وہ طائف میں ہے۔ اور وہ یہ سمجھتا ہے کہ وہ صاحب غصب اور جبارین کو تباہ کرنے والا ہے۔ یہ سن کر ابن زبیر بولے کہ "خدا اس سے سمجھے یہ اُسے کیا ہوگیا ہے وہ ایک کذاب راہب مزاج شخص کا پیرو ہوگیا ہے۔ اگر اللہ نے جبارین کو ہلاک کیا تو سب سے پہلے مختار ہلاک ہوگا" ابھی وہ یہ کہہ ہی رہے تھے کہ مختار مسجد میں داخل ہوا اور طواف کر کے دو رکعت نماز پڑھ کے بیٹھ گیا۔ اس کے شناسا وغیرہ اس کے پاس گئے اور بات چیت کرنے لگے مگر ابن زبیر نہیں گئے۔ ابن زبیر نے عباس ابن سہل ابن مسعر کو اس پر مقرر کیا۔ چنانچہ عباس مختار کے پاس گیا اور مزاج پرسی کے بعد کہنے لگا کہ یہ عجیب بات ہے کہ آپ جیسا شخص ایک ایسے شخص سے دور رہے جن کے پاس قریش، انصار اور ثقیف کے لوگ جمع ہوں۔ اور کوئی قبیلہ ایسا نہ رہا ہو جس کے

Marfat.com

نمائندے نے آ کر ان سے بیعت نہ کر لی ہو۔ مختار نے کہا کہ میں پچھلے سال ان کے پاس آیا تھا مگر انھوں نے مجھ سے اپنا حال چھپایا۔ جب وہ میری طرف سے بے پروا ہو گئے تو میں بھی یہ چاہتا ہوں کہ ان کو دکھا دوں کہ مجھے بھی ان کی کچھ پروا نہیں۔'' عباس نے کہا کہ اچھا آپ آج رات کو ان سے ایسے وقت ملیئے کہ میں بھی آپ کے ساتھ ہوں۔ مختار نے قبول کیا۔ اور عشاء کی نماز کے بعد وہ ابن زبیر کے پاس گیا اور کہا کہ میں آپ سے اس شرط پر بیعت کرتا ہوں کہ آپ بغیر میرے کوئی کام نہ کریں اور یہ کہ میں آپ کے پاس سب سے پہلے داخل ہوں اور جب آپ ظاہر ہوں تو آپ اپنے بہترین کاموں میں مجھ سے مدد لیں۔ ابن زبیر نے کہا کہ میں تم سے کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ پر بیعت لیتا ہوں۔ مختار نے جواب دیا کہ اس پر تو میرے بدترین غلام بھی آپ سے بیعت کر لیں گے۔ خدا کی قسم میں آپ سے ان شرطوں کے سوا ہرگز بیعت نہ کروں گا۔ ابن زبیر نے اس سے بیعت لے لی۔

مختار ابن زبیر ہی کے پاس رہا۔ ان کے ہمراہ حصین ابن نمیر سے جنگ کی جس میں وہ شجاعت اور بہادری سے لڑا اور ہمیشہ اہل شام کا سخت دشمن رہا۔ جب یزید ابن معاویہ کا انتقال ہو گیا اور اہل عراق نے ابن زبیر سے بیعت کر لی۔ تو وہ ابن زبیر کے پاس پانچ مہینے اور مقیم رہا اور جب یہ دیکھا کہ ابن زبیر اس سے کسی کام میں مدد نہیں لیتے تو اس نے اہل کوفہ میں سے جو شخص ابن زبیر کے پاس آتا اس سے اہل کوفہ کا حال دریافت کرنا شروع کر دیا۔ چنانچہ ہانی ابن جبۃ الوداعی نے اس کو بتایا کہ اہل کوفہ ابن زبیر کی اطاعت پر جمے ہوئے ہیں مگر ایک جماعت ان میں ایسی بھی ہے کہ اگر کوئی شخص ان کی رائے کے مطابق ان کو جمع کرے تو وہ چند ہی دنوں میں تمام روئے زمین کو فتح کر سکتا ہے۔ مختار نے کہا کہ میں ابواسحاق ہوں۔ خدا کی قسم میں ان کے لیے مناسب آدمی ہوں اگر میں ان کو حق پر جمع کروں اور ان کے ذریعے سے شہسواران باطل سے لڑوں اور ہر جبار و سرکش شخص کو ہلاک کر دوں۔ یہ کہہ کر وہ گھوڑے پر سوار ہوا اور سیدھا کوفے کی طرف روانہ ہو گیا۔

جمعہ کے دن مختار نہر حیرہ پر پہنچ گیا۔ وہاں اس نے غسل کیا اور لباس بدل کر پھر سوار ہو گیا۔ راہ میں سکون کی مسجد اور کندہ کی عیدگاہ کے پاس سے گذرا۔ وہ جس جس مجلس پر سے گذرتا تھا وہاں کے لوگوں کو سلام کرتا اور یہ کہتا تھا کہ ''تم کو نصرت اور کشادگی مبارک ہو۔ جو کچھ تم چاہتے ہو وہی تم کو مل گیا ہے۔'' بنو بداء پر سے گذرتے ہوئے اس کو عبیدہ ابن عمرو البدیٔ (جو بنو کندہ میں سے تھا) ملا۔ اس نے

Marfat.com

اس کو سلام کیا اور کہا کہ نصرت اور کشادگی تم کو مبارک ہو۔تم ابوعمر و ہو اور بہت اچھی رائے رکھتے ہو۔ خدائے تعالیٰ تمھارے کسی گناہ کو لگائے نہیں رکھے گا۔ بلکہ بخش دے گا۔اور ڈھانپ دے گا۔'' یہ عبیدہ نہایت دلاور اور بہت عمدہ شاعر تھا۔تشیع اور حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ کی محبت میں نہایت شدت اور غلو رکھتا تھا مگر اس کو شراب سے صبر نہ تھا۔عبیدہ نے کہا کہ خدا تم کو بھی اچھی اچھی خوش خبریاں سنائے۔کیا تم ہمارے لیے واپس آ ؤ گے۔کہا ہاں مجھ سے آج رات کو ملو۔

پھر وہ وہاں سے بنو ہند کی طرف گیا۔جہاں اس کو اسمٰعیل بن کثیر ملا۔مختار نے اس سے مرحبا اور سلام کے بعد کہا کہ تم مع اپنے بھائیوں کے مجھ سے آج رات کو ملو۔میں تمھارے لیے وہ چیز لایا ہوں۔جس کو تم پسند کرتے ہو۔اس کے بعد وہ بنو ھمدان کے ایک حلقے میں سے گذرا اور کہا کہ میں تمھارے لیے ایک ایسی چیز لایا ہوں۔جس سے تم خوش ہو گے۔پھر مختار مسجد گیا جہاں اس کے پاس لوگ جمع ہو گئے۔اس نے ایک ستون کے پاس جا کر نماز ادا کی پھر جب اذان ہوئی تو اس نے لوگوں کو نماز پڑھائی۔اس کے بعد جمعہ اور عصر کے درمیان ایک مرتبہ نماز پڑھ کر اپنے گھر چلا گیا۔شیعہ اس کے پاس آنے جانے لگے۔اسمٰعیل ابن کثیر اس کے بھائی اور عبیدہ بن عمرو بھی آئے۔مختار نے ان سے سلیمان ابن صرد کا حال دریافت کیا۔انھوں نے بتایا کہ وہ منبر پر بیٹھے ہوئے ہیں۔یہ سُن کر اس نے خدا کا شکر ادا کیا۔اور پھر کہا کہ وصی کے بیٹے مہدی نے مجھ کو تمھارے پاس امین، وزیر، شیخ اور امیر بنا کر بھیجا ہے اور مجھے حکم دیا ہے کہ ملحدین کو قتل کروں، اہل بیت کے خون کا بدلہ لوں اور ضعفاء کو ظلم و ستم سے بچاؤں۔لہٰذا تم لوگوں کو چاہیے کہ تم خدا کی تمام مخلوقات سے پہلے اس دعوت کو قبول کرو۔لوگوں نے اس کی بیعت کر لی۔پھر مختار نے ان شیعوں کی طرف جو سلیمان بن صرد کے گرد جمع تھے یہی پیغام بھیجا اور ان سے ایسی ہی باتیں کہیں اور یہ بھی کہا کہ سلیمان بن صرد کو امور جنگ کا کوئی تجربہ نہیں ہے۔وہ تو صرف یہ چاہتے ہیں کہ تم کو یہاں سے نکال کر تم کو بھی قتل کروا دیں اور خود بھی مقتول ہوں۔میں یہ نہیں چاہتا بلکہ میں ایک مثال پر عمل کر رہا ہوں جو میرے سامنے پیش کر دی گئی ہے۔اور ایک امر کے مطابق چل رہا ہوں۔میں اس حکم کی تعمیل کروں گا جو تمھارے ولی نے مجھے دیا ہے۔تمھارے دشمن کو قتل کروں گا اور تمھارے دلوں کو شفا دوں گا۔میری بات سنو۔میری اطاعت کرو۔اور پھر منتشر ہو جاؤ۔اور اسی قبیل کی اور باتیں کیں جس سے شیعوں کا ایک گروہ اس کی طرف مائل ہو گیا۔وہ اس کے پاس آنے جانے اور اس کی

Marfat.com

عظمت وتوقیر کرنے لگا مگر اکابر شیعہ اب بھی سلیمان کے ساتھ تھے اور کسی اور کو اس کے برابر نہیں سمجھتے تھے۔ مختار کے لیے اس وقت سلیمان سب سے زیادہ تکلیف دہ تھا۔ اور وہ برابر یہ دیکھ رہا تھا کہ سلیمان کے امر کا آخر کیا انجام ہوتا ہے۔ جب سلیمان جزیرے کی طرف گیا تو عمر بن سعد، شبث بن ربعی اور زید بن حارث بن رویم نے عبداللہ بن یزید الخطمی اور ابراہیم بن محمد بن طلحہ سے کہا کہ مختار تمھارا سلیمان سے زیادہ دشمن ہے۔ سلیمان تو تمھارے دشمن ہی سے جنگ کرنے کو نکلا ہے مگر مختار خود تم پر تمھارے شہر ہی کے اندر حملہ کرنا چاہتا ہے۔ اُسے گرفتار کر کے قید کر دو تا کہ لوگ راہ راست پر آجائیں''۔ چنانچہ انھوں نے مختار کو یکبارگی جا کر پکڑا۔ مختار نے ان کو دیکھ کر کہا کہ تم کیا چاہتے ہو۔ خدا کی قسم تمھارے ہاتھ کبھی کامیاب نہ ہوں گے۔ ابراہیم بن محمد بن طلحہ نے عبداللہ سے کہا کہ اسے پکڑ لو اور ننگے پاؤں ہی لے چلو۔ عبداللہ نے جواب دیا کہ میں ایک ایسے شخص کے ساتھ یہ سلوک نہ کروں گا جس نے ہمارے برخلاف کسی قسم کا عذر ظاہر نہیں کیا ہے۔ ہم نے تو اسے صرف گمان پر قید کیا ہے۔ ابراہیم بولا کہ اچھا ہٹو۔ تمھارے ہاتھ سے یہ کام ہو چکا۔ اے ابوعبید کے بیٹے یہ تمھارے متعلق ہم کیا سن رہے ہیں۔ مختار نے کہا کہ تمھیں میرے متعلق غلط خبریں ملی ہیں۔ اور میں تمھارے باپ اور دادا جیسوں کے دل کی کھوٹ سے خدا کی پناہ مانگتا ہوں۔ تاہم اس کے بعد اس کو قید خانے لے گئے۔ بعضوں کا خیال ہے کہ اس کو پابجولاں کر کے لے گئے۔ اور بعض کیا خیال ہے کہ ایسے نہیں لے گئے۔ مختار قید خانے میں کہا کرتا تھا کہ ''قسم ہے خالق بحار کی۔ قسم ہے نخل واشجار کی۔ قسم ہے میدان وقفار کی۔ قسم ہے ملائکہ ابرار کی اور برگزیدہ گمان اخیار کی کہ میں ہر جبار کو چمکدار نیزے اور جواہر دار تلوار سے اپنے اعیان وانصار کی ایک جماعت کو لے کر قتل کروں گا جو اغمار اور اشرار کی طرح نہیں ہیں۔ تا کہ میں دین کا ستون قائم کردوں۔ مسلمانوں کے شگاف کو دور کردوں۔ مومنین کے دلوں کو چنگا کردوں اور انبیا کا بدلہ لے لوں۔ دنیا کا زوال میرے لیے کچھ بڑی بات نہیں ہے۔ اور نہ میں موت سے گھبراتا ہوں۔ خواہ وہ کبھی آجائے۔

مختار کے ورود کوفہ اور اس کے اسباب کے متعلق ایک اور روایت بھی ہے کہ مختار نے ابن زبیر سے ان کے پاس رہنے کے زمانے میں کہا کہ میں ایک ایسی قوم کو جانتا ہوں اگر ان کو کوئی ایسا آدمی مل جائے جو آیندہ امور واقعات کو سمجھتا اور جانتا ہو۔ تو میں ان لوگوں میں سے آپ کے لیے ایک قوم تیار کر سکتا ہوں جس کے ذریعے سے آپ اہل شام سے لڑ سکتے ہیں۔ ابن زبیر نے پوچھا کہ وہ کون لوگ ہیں۔ کہا کہ

Marfat.com

وہ کوفے کے شیعان علیؓ ہیں۔انھوں نے کہا کہ اگر ایسا ہی ہے تو تم وہی شخص ہو جاؤ اور اسی بنا پر اس کو کوفے بھیج دیا۔مختار اس کے ایک محلے میں جا کر اترا اور حسینؓ کے مصائب کا ذکر کر کر کے رونے لگا۔شیعہ اس سے ملنے اور رفتہ رفتہ محبت کرنے لگے۔پھر وہ اس کو کوفے کے وسط میں لے گئے اور اس کے پاس بہت سے شیعہ آئے۔جب اس طرح اس کے امر کو تقویت حاصل ہوگئی۔تو وہ ابن مطیع کی طرف روانہ ہوگیا۔

متفرق واقعات

اس سال عبداللہ بن زبیر نے لوگوں کے ساتھ حج کیا۔ان دنوں ان کی طرف سے عامل مدینہ ان کا بھائی عبیدہ ابن زبیر تھا۔کوفے پر عبداللہ بن یزید الخطمی حکمران تھا۔جہاں کا محکمۂ قضا ہشام ابن ہبیرہ کے ماتحت تھا۔بصرے میں عمر بن عبیداللہ بن عمر تیمی اور خراسان میں عبیداللہ بن خازم عامل تھے۔

وفیات

اس سال ☆ شداد بن اوس بن ثابت نے انتقال کیا، وہ حسان ابن ثابت کے بھتیجے تھے۔☆ اس سال مسوّر بن مخرمہ نے مکے میں اسی دن انتقال کیا جس دن کہ یزید بن معاویہ کے وفات کی خبر وہاں پہنچی۔ان کی موت کا سبب یہ ہوا کہ ان کے چہرے میں منجنیق سے پھینکے ہوئے پتھر کا ایک ریزہ گڑ گیا جس سے وہ بیمار ہوگئے اور چند روز مبتلائے مرض رہ کر انتقال کر گئے۔☆ اسی سال ابو برزۃ اشہلی نے خراسان میں انتقال کیا۔☆ ایک بیان کے مطابق ولید بن عتبہ بن ابی سفیان بھی فوت ہوا۔ ☆ یزید کے زمانے میں (اور بقول بعض ۷۵ھ میں) ابو ثعلبہ خشنی نے انتقال کیا، یہ صحابی تھے۔☆ اس ہی کے ایام میں عائذؓ بن عمرو المزنی نے بصرہ میں وفات پائی۔وہ بیعت رضوان میں شریک تھے۔☆ ابن زیاد کے زمانے میں قیسؓ بن خرشہ صحابی نے کوفے میں وفات پائی۔ابن زیاد کے ساتھ ان کی موت کی خبر عجیب ہے کیونکہ وہ ہمیشہ حق بات کہنے والے آدمی تھے۔☆ اس کے ایام میں نوفل بن معاویہ بن عمرو الدوئلی۔☆ ابوخیثمہؓ انصاری (جو جنگ احد میں شریک تھے اور جنگ تبوک میں شہرت حاصل کر چکے تھے) اور ☆ عتبانؓ بن مالک (جو جنگ بدر میں شریک تھے) فوت ہوئے۔☆ اسی سال شقیق بن ثور سدوسی کا بھی انتقال ہوا۔

Marfat.com

حواشی وحوالہ جات:

۱ مُشلّل، مکے اور مدینے کے درمیان ایک علاقہ۔

۲ ثنیہ ہرشی، جحفہ کے قریب ایک بستی تھی۔

۳ خالد بن یزید کو ''حکیم آلِ مروان'' کہا جاتا تھا۔ ابن الندیم نے اپنی الفہرست میں اس سے منسوب چار پانچ کتابوں کے نام دیئے ہیں، فلسفہ اور کیمیا سے اس کو خاص شغف تھا۔

۴ اس زمانے میں اگر خلیفہ یا کسی علاقے کا گورنر عوام سے کوئی خاص بات کرنا چاہتا اور وہ کسی نماز کا وقت بھی نہ ہوتا تو جامع مسجد سے ''الصلوٰۃ الجامعۃ'' کا اعلان کیا جاتا جس پر مقامی لوگ جامع مسجد میں جمع ہو جاتے۔

۵ بنو تمیم کے سردار احنف بن قیس کا حلم مشہور تھا اس حلیم الطبعی کی وجہ سے وہ کسی کو سخت بات نہیں کہتے تھے۔ یہ جملہ جو انہوں نے اس عورت کے طنز کے جواب میں کہا گویا ایک سخت جملہ تھا جیسا کبھی احنف سے سنا نہیں گیا۔

۶ مشہور خارجی نافع بن ازرق، جس کی طرف خوارج کا فرقہ ازارقہ منسوب ہے۔

۷ جابیہ، دمشق اور اردن کے شہر طبریہ کے درمیان واقع تھا۔ دمشق سے اس کا فاصلہ اسی کلومیٹر تھا۔ یہ شہر آج بھی اسی نام سے شام میں موجود ہے اور بہت بڑی فوجی چھاؤنی ہے۔

۸ مرج راہط، دمشق کے قریب ایک میدان کا نام ہے (مرج بمعنی مرغزار) یہی وہ مقام ہے جہاں معاویہ ثانی کی دست برداری کے بعد بنو امیہ کی قسمت کا فیصلہ ہوا اور مروان بن حکم کو خلیفہ بنایا گیا۔

۹ یزید بن ابی الغمس اور بعض کا خیال ہے کہ یہ ابی الغمش ہے۔ یہ شخص اسلام سے مرتد ہو کر جبلہ بن ایہم کے ساتھ روم چلا گیا تھا۔ بعد میں دوبارہ اسلام میں داخل ہو گیا۔ جنگ صفین میں امیر معاویہ کے ہمراہ تھا اور عبدالملک ابن مروان کے زمانے تک زندہ رہا۔

۱۰ اس کی وجہ یہ تھی کہ نعمان بن بشیر کی بیوی نائلہ بنت عمارہ کا تعلق بنو کلب سے تھا۔ یہ خاتون پہلے امیر معاویہ کے نکاح میں تھیں۔ امیر معاویہ نے اپنی بیوی میسون کو ان سے ملاقات کے لئے بھیجا اور واپس آنے پر ان سے رائے لی۔ میسون نے کہا کہ یہ خاتون خوبصورت ہیں لیکن ان کے ناف

Marfat.com

کے نیچے ایک تل ہے، اس کا مطلب ہے کہ ان کے شوہر کا سر ان کی گود میں ڈالا جائے گا۔ اس بات پر امیر معاویہ نے انہیں طلاق دے دی، جن سے بعد میں نعمان بن بشیر نے نکاح کر لیا۔

۱۱۔ گذشتہ صفحات میں خالد کی والدہ کا نام ام ہاشم بنت عتبہ بن ربیعہ لکھا ہے۔ (ص ۲۶۹) جبکہ یہاں فاختہ بنت ابی ہاشم بن عتبہ ہے۔

۱۲۔ حضرت سلیمان بن صرد صحابی تھے۔ ان کا نام "یسار" تھا۔ قبول اسلام کے بعد رسول اللہ ﷺ نے ان کا نام بدل کر سلیمان کر دیا تھا۔ وہ کوفہ آباد ہونے کے ساتھ ہی وہاں بس گئے تھے۔ نہایت متدین تھے، جنگ صفین میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی حمایت میں جانثاری کا مظاہرہ کیا۔ عین الوردہ کی جنگ جسے جنگ راس العین بھی کہتے ہیں، ۹۳ سال کی عمر میں شہید ہوئے۔ ان سے متعدد روایتیں بھی مروی ہیں۔ (ابن اثیر جزری، اسد الغابہ)

۱۳۔ الفاطر: ۳۷۔

۱۴۔ البقرہ: ۵۴۔

۱۵۔ جتنے خارجیوں کا اس پیراگراف میں ذکر ہے یہ سب خارجیوں کے اکابرین تھے اور ہر ایک کسی نہ کسی خارجی فرقے کا سربراہ تھا۔ مثلاً نافع بن ازرق فرقۂ ازارقہ کا، عبداللہ بن صفار سعدی فرقۂ صفاریہ کا، عبداللہ بن اباض فرقۂ اباضیہ کا اور حنظلہ بن بیہس فرقۂ بیہسیہ کا۔

۱۶۔ خوارج کے تاریخی ارتقاء، ان کے عقائد اور ان کے مختلف فرقوں کے بارے میں مزید تفصیلات کے لئے رجوع کیجئے ظہیر، نگار سجاد، مسلمانوں میں انتہاء پسندی کا آغاز: خوارج ایک مطالعہ، قرطاس، کراچی، طبع دوئم، ۲۰۱۵ء۔

۱۷۔ ابن عرق، بنو ثقیف کا مولیٰ یعنی آزاد کردہ غلام تھا اور ابو مخنف کا ایک راوی تھا۔ یہ کوئی مشہور شخص نہیں تھا، رجال کی کتابوں میں بھی اس کا ذکر نہیں ملتا۔

Marfat.com

پچیسواں باب

۶۵ھ کے واقعات

توابین کا خروج

جب ۶۵ھ میں سلیمان بن صرد الخزاعی نے خروج کا ارادہ کیا تو اپنے ہمراہیوں کے روٴسا کو بلایا اور ان کے پاس گئے۔ پھر ربیع الآخر کا چاند دیکھتے ہی وہ اپنے بڑے بڑے ہمراہیوں کو ساتھ لے کر روانہ ہوا۔ جنھوں نے اسی رات کو خروج کرنے کا وعدہ کیا تھا۔ سلیمان کو خبر دی گئی کہ مختار تمھارے پاس آنے سے لوگوں کو روک رہا ہے اور دو ہزار اس کے ساتھ ہو گئے ہیں۔ اُنہوں نے کہا پھر بھی دس ہزار باقی رہے۔ نخیلہ پہنچ کر انھوں نے لوگوں میں گشت کیا مگر ان کو ان کی تعداد سے خوشی نہ ہوئی۔ اس لیے انھوں نے حکیم بن منقذ الکندی اور ولید بن عصیر الکنانی کو بھیجا۔ جنھوں نے کوفے میں یالثارات الحسین (یعنی اے حسینؓ کا بدلہ لینے والو آؤ) کہہ کر پکارنا شروع کیا۔ یہ دونوں تمام مخلوقِ خدا میں سب سے پہلے اشخاص تھے جنھوں نے یالثارات الحسین کے نعرے لگائے۔ دوسرے دن سلیمان نے دیکھا تو ان کے پاس اتنے ہی آدمی جمع ہو چکے تھے جتنے ان کی فوج میں تھے۔ پھر اپنے دفتر میں دیکھا تو سولہ ہزار آدمی ایسے نکلے جو ان سے بیعت کر چکے تھے۔ یہ دیکھ کر انھوں نے کہا کہ سبحان اللہ سولہ ہزار آدمیوں میں سے ہمارے پاس صرف چار ہزار آدمی آئے ہیں۔ کیا یہ لوگ مومن نہیں ہیں۔ کیا یہ لوگ اللہ کو اور اپنے وعدوں کو یاد نہیں کرتے۔ انھوں نے نخیلہ میں تین دن قیام کیا اور جو جو ان سے علیحدہ ہو گئے تھے ان کو بلاتے رہے۔ چنانچہ تقریباً ایک ہزار آدمی ان سے آملے۔ مسیب ابن نخبہ نے کھڑے ہو کر کہا کہ ”خدا آپ پر رحم کرے۔ ایسی بد دلی کے ساتھ آنے والے آپ کے لیے فائدہ مند نہیں ہیں۔

Marfat.com

آپ کے ساتھ ہو کر صرف وہی لڑیں گے جو اپنی خالص نیت سے آپ کے ساتھ ہوئے ہیں۔ آپ کسی کا انتظار نہ کیجیے بلکہ اپنے کام میں برابر کوشش کیے جائیں۔'' سلیمان نے کہا کہ ''تمھاری رائے بالکل درست ہے''۔ یہ کہہ کر انھوں نے خود کھڑے ہو کر اپنے ہمراہیوں کو یوں مخاطب کیا۔

''اے لوگو! تم میں سے جو اس لیے نکلا ہے کہ اس سے اس کو صرف ذات خدا اور قیامت کی بہتری مطلوب ہے۔ وہ ہم میں سے ہے اور ہم اس کے ساتھ ہیں۔ زندگی اور موت میں خدا کی اس پر رحمت ہو۔ لیکن جو دنیا کے ارادے سے چلا ہے خدا کی قسم ہم سوائے خوشنودیٔ رب کے کسی قسم کی غنیمت کو ہاتھ نہ لگائیں گے۔ ہمارے پاس نہ سونا ہے اور نہ چاندی۔ جو کچھ ہے وہ یہی تلواریں ہیں جو ہمارے کندھے پر رکھی ہوئی ہیں اور صرف اتنا توشہ ہے جو ضرورت کو پورا کر دے۔ تو جو شخص ایسی نیت رکھتا ہو وہ ہمارا ساتھ نہ دے۔''

اس کے جواب میں ان کے ہمراہیوں نے ہر طرف سے پکارنا شروع کیا کہ ''ہم دنیا کے نہیں توبہ کے طلبگار ہیں اور رسول اللہ کے نواسے کے خون کا بدلہ لینا چاہتے ہیں''۔

جب سلیمان نے کوچ کرنے کا ارادہ کیا تو عبداللہ بن سعد بن نفیل نے ان سے کہا کہ ''میری رائے ہے۔ اگر وہ درست ہے تو اللہ کی طرف سے ہے اور اگر نادرست ہے تو وہ صرف میری ہی طرف سے ہے۔ ہم حسینؓ کے خون کا بدلہ لینے کے لیے نکلے ہیں حالانکہ ان کے تمام قاتلین کوفہ میں ہیں۔ ان میں سے عمر بن سعد ہے اور دیگر رؤساء قبائل ہیں تو پھر یہ بتائیے کہ ہم یہاں سے کہاں جا رہے ہیں اور دشمنوں کو کیوں چھوڑے جا رہے ہیں۔'' سلیمان کے تمام اصحاب نے سُن کر کہا کہ یہ رائے نہایت اہم ہے۔ سلیمان نے کہا کہ مگر میری یہ رائے نہیں ہے وہ شخص کہ جس نے ان کو شہید کیا ہے اور افواج کو آراستہ کر کر کے ان کے مقابلے کے لیے روانہ کیا ہے اور جس نے ان سے کہہ دیا کہ میں صرف اس صورت میں امان دے سکتا ہوں کہ وہ بے چون و چرا اپنے آپ کو میرے حوالہ کر دیں تاکہ میں اُن کے ساتھ جو چاہوں کروں وہ یہی فاسق ابن فاسق عبیداللہ ابن زیاد ہے۔ تم خدا کی برکت کے ساتھ اُس کے مقابلے کو چلو اگر اللہ نے ان پر ہمیں غلبہ دے دیا تو اُن کے بعد اور لوگوں کو سمجھ لینا ہمارے لیے بالکل آسان ہو جائے گا۔ نیز پھر خود تمھارے شہر والے بغیر لڑے بھڑے تمھارے مطیع و منقاد ہو جائیں گے۔ اور وہ خود دیکھ کر حسینؓ کے قتل میں شریک ہونے والوں کو تلاش کر کے قتل کر دیں

Marfat.com

گے اور تم کو دھوکا نہ دیں گے اور اگر تم شہادت طلب کرو تو تم کو معلوم ہو جائے گا کہ تم محلین سے لڑ رہے ہو۔ خدا کے پاس نیکیوں کے لیے جزائے خیر ہے۔ مجھے یہ پسند نہیں ہے کہ تم سوائے محلیں کے کسی اور کے لیے اپنی مساعی صرف کرو۔ اگر تم اپنے ہی اہل شہر سے لڑے تو تم میں ہر ایک شخص یہ پائے گا کہ اس نے اپنے ہی باپ بھائی اور دوست کو قتل کیا ہے اور یہ کہ کوئی نہ کوئی شخص خود اس کے قتل کے درپے ہو جائے گا۔ لہٰذا تم اللہ سے خیر و برکت طلب کرو اور چل پڑو۔"

اُدھر جب عبداللہ بن یزید اور ابراہیم بن محمد بن طلحہ کو ابن صرد کے خروج کا حال معلوم ہوا تو وہ اشراف کوفہ کو لے کر سلیمان ابن صرد کے پاس گئے۔ مگر سلیمان کے خوف سے وہ لوگ ان کے ہمراہ نہیں گئے جو حسینؓ کے خون میں شریک تھے۔ ان دنوں عمر بن سعد، سلیمان بن صرد کے اصحاب کے خوف سے قصر امارت میں شب باشی کرتا تھا۔ الغرض جب وہ دونوں سلیمان کے پاس پہنچے تو عبداللہ ابن یزید نے ان سے کہا کہ مسلمان مسلمان کا بھائی ہوتا ہے نہ اس سے خیانت کرتا ہے نہ اُسے دھوکا دیتا ہے۔ آپ لوگ ہمارے بھائی ہیں۔ ہمارے اہل شہر اور سب سے زیادہ عزیز اہل شہر ہیں۔ لہٰذا آپ لوگ ہمیں خود ہی تکلیف نہ پہنچایئے اور اپنے خروج سے ہماری جماعت کو کم نہ کیجیے۔ بلکہ جب تک کہ ہم بھی تیار نہ ہو جائیں یہیں ہمارے ساتھ ٹھیرے رہیے۔ تاکہ جب ہمارا دشمن (یعنی عبیداللہ بن زیاد) ہمارے مقابلے کے لیے آئے تو ہم سب مل کر اس پر حملہ کر سکیں اور لڑ سکیں۔ انھوں نے جوفی کا خراج سلیمان اور ان کے ساتھیوں کے لیے وقف کر دیا بشرطیکہ وہ رُک جائیں۔ ابراہیم بن محمد نے بھی اسی قسم کی باتیں کیں مگر سلیمان نے کہا کہ آپ دونوں صاحبوں نے خالصۃً خیر خواہی اور نہایت محنت و کوشش سے ہم کو مشورہ دیا ہے۔ ہم اللہ کے ساتھ ہیں۔ اسی کے لیے ہیں اور اسی سے ہدایت کا ارادہ طلب رکھتے ہیں۔ مگر ہماری یہی رائے ہے کہ ہم ضرور یہاں سے کوچ کریں۔ عبداللہ نے کہا کہ اچھا آپ کم از کم اتنا اور ٹھہریئے کہ ہم بھی تیار ہو جائیں اور آپ لوگوں کے ساتھ ایک لشکر جرار بھیج سکیں تاکہ آپ ایک کثیر فوج کے ساتھ اپنے دشمن کا مقابلہ کر سکیں۔

ان سب کو خبر مل چکی تھی کہ عبیداللہ بن زیاد شام سے ایک زبردست فوج ہمراہ لیے مقابلے کو آ رہا ہے۔ اس لیے سلیمان وہاں نہ ٹھیر سکے بلکہ ۶۵ھ کی پانچویں ربیع الآخر کی شام کو روانہ ہو کر اہواز پہنچ گئے۔ بہت سے لوگ ان کے ساتھ نہ آئے پیچھے رہ گئے۔ انہوں نے کہا میں بھی نہیں چاہتا کہ وہ

Marfat.com

تمھارے ساتھ ہو کر پھر عین موقع پر پیچھے ہٹ جائیں۔ چونکہ اللہ تمھیں پراگندہ نہیں کرنا چاہتا اس لیے اس نے اُنھیں روک دیا اور تمھیں کو یہ فضیلت عطا فرمائی۔''

اس کے بعد وہ لوگ وہاں سے روانہ ہو کر حسینؓ کی قبر تک گئے۔ وہاں پہنچ کر سب نے مل کر ایک چیخ ماری۔ اس روز سے زیادہ ماتم وہاں کبھی نہیں دیکھا گیا۔ انھوں نے حسینؓ کے لیے دعائے رحم کی اور ان کو بے یار و مددگار چھوڑ دینے اور ان کی حمایت میں جنگ ترک کر دینے سے توبہ کی۔ ایک دن اور ایک رات تک وہ اسی طرح روتے، گریہ وزاری کرتے اور ان پر اور ان کے اصحاب پر دعائے رحم کرتے رہے۔ ان کی قبر کے پاس وہ جو کچھ کہتے تھے اس میں سے یہ بھی تھا کہ ''الٰہی! حسینؓ شہید ابن شہید مہدی ابن مہدی صدیق ابن صدیق پر رحم کر۔ الٰہی! ہم شہادت دیتے ہیں کہ ہم ان ہی کے دین اور راستے پر ہیں۔ ان کے قاتلین کے اعداء اور ان کے محبین کے دوست ہیں۔ الٰہی ہم نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے نواسے کو بے یار و مددگار چھوڑ دیا تھا تو ہمارے گزشتہ گناہوں کو بخش دے ہماری توبہ قبول کر۔ حسینؓ اور ان کے اصحاب شہداء وصدیقین پر رحمت بھیج۔ ہم شہادت دیتے ہیں کہ ہم ان ہی کے دین پر ہیں اور اسی پر قائم ہیں جس کے لیے وہ شہید کیے گئے۔ اور اگر تو ہماری خطاؤں کو نہ بخشے گا اور ہم پر رحم نہ کرے گا تو ہم نقصان اٹھائیں گے۔'' ان کی قبر کو دیکھ کر ان کا کینہ اور جوش انتقام اور بھی بڑھ جاتا تھا۔ اس کے بعد ان میں ہر شخص ان کی قبر سے وداع ہو ہو کر چلنے لگا۔ اس سے اس مقام پر اس قدر مجمع ہو گیا کہ حجر اسود پر بھی نہیں ہوتا۔ وہ وہاں سے روانہ ہو کر انبار کی طرف چلے۔

عبداللہ بن یزید نے ان کو ایک خط لکھا جس کا مضمون یہ تھا:۔

''اے ہمارے لوگو! اپنے دشمن کی اطاعت نہ کرو۔ تم اپنے شہر کے بہترین لوگ ہو۔ جب تمھارا دشمن تم پر حملہ آور ہوگا تو اسے معلوم ہو جائے گا کہ تم اپنے شہر کے سربرآوردہ لوگوں میں سے ہو۔ اس سے تمھارے دشمنوں کو تمھارے باقی ماندہ آدمیوں کی بھی طمع ہو جائے گی۔ اے لوگو! اگر وہ تم پر غالب آ گئے تو یا تو وہ تم کو سنگسار کر دیں گے یا اپنی ملت میں ملا دیں گے۔ لہٰذا ظاہر ہے کہ تم کبھی بھی فلاح نہ پاؤ گے۔ اے لوگو! ہمارے اور تمھارے ہاتھ ایک ہی ہیں، ہمارا اور تمھارا دشمن بھی ایک ہی ہے۔ اگر ہم اپنے دشمن کے مقابلے میں آپس میں مجتمع اور متحد ہوں گے تو اس پر غالب بھی آ سکیں گے اور اگر ہم میں اختلاف ہو گیا تو ہمارے دبدبے

Marfat.com

میں ضعف آجائے گا۔اے ہمارے لوگو! میری اس خیرخواہی اور نصیحت کو جھوٹ نہ سمجھو۔میری مخالفت نہ کرو اور جب میرا یہ خط تمھارے سامنے پڑھا جائے تو واپس آجاؤ۔والسلام"۔

اس خط کو پڑھ کر سلیمان اور ان کے اصحاب نے کہا کہ یہ خط ہمارے پاس اب آیا ہے کہ ہم اس شہر میں پہنچ گئے ہیں۔اور جب کہ ہم نے اپنے نفوس کو جہاد کے لیے تیار کرلیا ہے۔اب کہ ہم اپنے دشمن کی سرزمین کے قریب ہیں اس پر عمل کرنا درست نہیں۔

سلیمان نے اس خط کے جواب میں عبداللہ کا شکریہ ادا کیا۔اس کی تعریف کی اور لکھا کہ 'لوگ اسی میں خوش ہیں کہ انھوں نے اپنی جانوں کو اپنے خدا کے ہاتھ فروخت کردیا ہے۔وہ اپنے سخت گناہ سے توبہ کرکے خدا کی طرف متوجہ ہوئے ہیں اور اسی پر توکل کرتے ہوئے قضاء الٰہی پر رضامند ہیں۔" جب یہ خط عبداللہ کے پاس پہنچا تو اس نے کہا کہ "یہ لوگ خود موت کے منہ میں جارہے ہیں۔تم لوگ ان کے متعلق سب سے پہلی خبر یہی سنو گے کہ وہ قتل ہوگئے۔خدا کی قسم وہ سب کے سب نہایت مکرم اور مسلمان ہوکر قتل ہوں گے۔"

قصہ مختصر وہ لوگ برابر کوچ کرتے ہوئے اسی ترتیب اور انداز سے قرقیسیا پہنچ گئے۔ جہاں زفر بن حارث کلابی ان سے قلعہ گزین ہوکر بیٹھا ہوا تھا اور ان سے آکر نہیں ملا۔سلیمان نے مسیب بن نجبہ کو اس کے پاس بھیجا کہ شہر کی فصیل کے باہر وہ ان کے لیے بازار لگادے۔مسیب نے قرقیسیا کے دروازے تک پہنچ کر اس سے اپنا تعارف کرایا اور زفر کے پاس جانے کی اجازت طلب کی۔ہذیل بن زفر اپنے باپ زفر کے پاس گیا اور کہا کہ ایک وجیہہ شخص ہے جس کا نام مسیب بن نجبہ ہے وہ آپ کے پاس آنے کی اجازت چاہتا ہے۔اس کے باپ نے کہا کہ بیٹا تم جانتے ہو کہ یہ کون ہے؟ یہ مُضر حمراء کا شہسوار ہے۔ان کے کل اشراف کی تعداد دس ہے۔اور یہ ان میں سے ایک ہے۔ اور یہ ایک عابد اور دین دار شخص ہے۔اسے اندر آنے دو۔چنانچہ اس کو اندر آنے کی اجازت دی گئی۔ جب وہ اندر گیا تو زفر نے اس کو اپنے پاس بٹھایا اور مزاج پرسی کی۔مسیب نے اپنا حال کہا اور اپنے ارادے سے اس کو مطلع کیا۔زفر نے کہا کہ ہم نے شہر کے دروازے کو صرف اس لیے بند کیا ہے کہ ہم کو یہ معلوم ہوجائے کہ تم ہم سے لڑنے آئے ہو یا کسی اور سے۔ہم کسی شخص سے عاجز کمزور نہیں ہیں اور تم سے جنگ کرنا بھی نہیں چاہتے کیونکہ ہم کو تمھاری صلاحیت مزاج اور حسن سیرت کی خبر ملی ہے۔پھر اپنے بیٹے کو حکم دیا

Marfat.com

کہ ان کے لیے حصار شہر سے باہر بازار لگوا دے۔ اس نے میتب کو ایک ہزار درہم اور ایک گھوڑا بھی دیا مگر میتب نے روپیہ واپس کر دیا اور گھوڑا یہ کہہ کر لے لیا کہ شاید میرا گھوڑا لنگڑا ہو جائے تو مجھے اس کی ضرورت پڑے گی۔ زفر نے ان لوگوں کے پاس بہت سی روٹیاں اور چارہ اور آٹا بھیج دیا جس سے لوگ بازار جانے کی زحمت سے بچ گئے۔ البتہ یہ ہوا کہ کوئی کوئی چابک یا کپڑا خریدنے کے لیے بازار گیا۔

دوسرے دن صبح کو وہ لوگ وہاں سے روانہ ہو گئے۔ زفر ان کی مشایعت کے لیے گیا اور سلیمان سے کہا کہ رقہ سے پانچ امراء یعنی حصین بن نمیر، شرحبیل بن ذی الکلاع، ادہم بن محرز، جبلہ بن عبداللہ خثعمی اور عبید اللہ بن زیاد اس قدر کثیر التعداد آدمی اپنے ہمراہ لے کر چلے ہیں جیسے کانٹے اور درخت۔ اگر تم لوگ چاہو تو ہمارے شہر میں داخل ہو جاؤ۔ ایسا کرنے سے ہمارے اور تمھارے ہاتھ ایک ہو جائیں گے اور ہم سب مل کر اپنے دشمن سے لڑ سکیں گے۔

سلیمان نے کہا کہ خود ہمارے ہی اہل شہر نے ہم سے یہ کہا تھا مگر ہم نے ان سے بھی ایسا کرنے سے انکار کر دیا تھا۔ زفر نے کہا کہ اگر ایسا ہے تو تم لوگ جلد جلد ان کے مقابلے کے لیے عین وردہ تک جاؤ۔ یہ وہ مقام ہے جہاں سے چشمہ آتا ہے۔ شہر کو اپنے پیچھے رکھنا اس طرح منڈی، پانی اور تمام ضروریات زندگی تمھارے ہاتھ میں ہوں گی۔ اس کے علاوہ میرے اور تمھارے درمیان کوئی رکاوٹ بھی حائل نہیں ہوگی۔ اس طرح تم اس سے بالکل بے خطر ہو جاؤ گے۔ اب تم لوگ اپنی منزلیں طے کرو۔ خدا کی قسم میں نے تم سے زیادہ کریم النفس اور کوئی جماعت نہیں دیکھی۔ مجھے امید ہے کہ تم لوگ ان پر سبقت لے جاؤ گے لیکن اگر تم ان سے لڑو تو یہ خیال رکھنا کہ میدان میں کھڑے ہو کر ان سے تیر اور نیزے سے نہ لڑو کیونکہ وہ لوگ تم سے زیادہ ہیں اور مجھے خوف ہے کہ وہ تم کو گھیر لیں گے اور تم مقابلے کی تاب نہ لا سکو گے۔ پھر وہ تم کو پچھاڑ دیں گے اور تمھارے قدم نہ جم سکیں گے کیونکہ میں دیکھتا ہوں کہ تمھارے پاس پیادے نہیں اور ان کے پاس پیادے اور سوار دونوں ہیں جو ایک دوسرے کی حفاظت وحمایت کریں گے۔ اس لیے بہتر یہ ہوگا کہ تم اپنی فوج کے جرگے اور دستے بنا کر ان کا مقابلہ کرو۔ ان دستوں کو ان کے میسرہ اور میمنہ کے مابین پھیلا دو اور ہر ایک دستے کے ساتھ ایک اور دستہ اس کے پہلو میں رکھو تاکہ اگر ایک دستے پر حملہ کیا جائے تو دوسرا کوچ کرتا ہوا آگے بڑھے اور ان کو بچا لے۔ جب کوئی دستہ چاہے تو آگے بڑھ جائے اور جب چاہے پیچھے ہٹ آئے۔ اگر تم لوگ ایک ہی صف میں ہو اور پیادے تم پر حملہ

Marfat.com

کریں۔تم اپنی صف سے ڈھکیل دیے جاؤ۔صف ٹوٹ جائے تو لازمی طور پر تمھیں شکست ہوجائے گی۔یہ کہہ کر زفر نے ان کو رخصت کیا اور ان کے لیے دعا کی اور ان کی تعریف وتوصیف کی۔

سلیمان بن صرد اور ان کے آدمی برابر منزلیں مارتے چلے جاتے تھے۔آخر عین وردہ پہنچ کر رک گئے اور پانچ دن تک انتظار کرتے رہے۔ادھر اہل شام اپنی فوجوں کو لیے چلے آتے تھے۔جب وہ عین الوردہ سے صرف ایک دن اور ایک رات کی مسافت پر رہ گئے تو سلیمان نے کھڑے ہوکر اپنے ہمراہیوں کے سامنے آخرت کا ذکر کیا۔ان کو اس کی ترغیب دلائی اور کہا کہ اب تمھارے پاس تمھارا وہ دشمن پہنچا چاہتا ہے۔جس کے لیے تم مارامار چل کر آئے ہو۔جب تم اپنے دشمن کا مقابلہ کرو تو خوب لڑنا اور جم کر لڑنا کیونکہ اللہ صبر واستقلال والوں کے ساتھ ہے۔تم میں سے کوئی شخص ان کی طرف اپنی پشت نہ پھیرے مگر کسی حکمت عملی کے تحت۔کسی بھاگنے والے کو قتل نہ کرنا اور کسی زخمی پر وار نہ کرنا۔اپنے اہل دعوت میں سے کسی اسیر کو نہ مارنا۔سوائے اس صورت کے کہ وہ تمھاری قید میں آکر خود تم سے لڑے۔علیؓ کی اہل دعوت کے متعلق یہی عادت تھی۔اگر میں قتل ہوجاؤں تو مسیب بن نجبہ لوگوں کے امیر ہوں گے اور اگر وہ قتل ہوگئے تو عبداللہ بن سعد بن نفیل اور اگر وہ بھی مارے گئے تو عبداللہ بن وال۔وہ بھی کام آئے تو رفاعہ بن شداد۔خدا اس شخص پر رحم کرے جو خدا سے وعدہ کرکے اسے پورا کرے۔پھر انھوں نے مسیب کو چار سو سوار دے کر کہا کہ تم جاؤ اور جونہی ان کی فوج کے پہلے حصے کو دیکھو اس پر حملہ کردو۔اگر تمھاری رائے ہو تو ٹھہرو ورنہ واپس آجاؤ مگر یہ خیال رہے کہ تم اپنے ہمراہیوں سے الگ نہ ہوجانا یا کسی اور کو آگے نہ روانہ کرنا جب تک کہ تم ایسا کرنے کو ضروری خیال کرو۔''

مسیب ایک رات اور دن سفر کرنے کے بعد صبح کو ایک جگہ ٹھہرا۔جب خوب دن نکل آیا تو اس نے اپنے ہمراہیوں کو مختلف ٹولیوں میں بھیجا تا کہ جو شخص ان کو مل جائے اُسے لے آئیں۔وہ ایک اعرابی کو پکڑ کر لائے۔مسیب نے اس سے قریب ترین فوج کے متعلق سوال کیا تو اس نے کہا کہ ان کا قریب ترین لشکر شرحبیل کا ہے جو تم سے ایک میل کے فاصلے پر ہے۔شرحبیل اور حصین میں اختلاف ہوگیا ہے۔حصین کا دعویٰ ہے کہ وہ سرخیل ہے مگر شرحبیل انکار کرتا ہے اور اب وہ ابن زیاد کے حکم کے منتظر ہیں۔یہ سن کر مسیب اور اس کے ہمراہی نہایت سرعت کے ساتھ روانہ ہوئے اور ابھی وہ لوگ بے خبر ہی تھے کہ یہ ان کے سر پر پہنچ گئے اور ان کی فوج کے ایک جانب پر حملہ کرکے ان کو ہزیمت دی۔مسیب نے

Marfat.com

ان کے آدمیوں پر اس طرح حملہ کیا کہ بہت سے مجروح ہوئے اور ان کے بہت سے چوپائے بھی لے لیے۔ شامی اپنے خیموں کو چھوڑ کر بھاگے۔ مسیب کے ہمراہیوں نے جو کچھ چاہا لوٹا۔ پھر وہ ان تمام اموال غنیمت سے لدے پھندے سلیمان کے پاس واپس گئے۔

ادھر ابن زیاد کو اس واقعے کی خبر ہوئی تو اس نے حصین بن نمیر کو سرعت کے ساتھ روانہ کیا۔ اور وہ بارہ ہزار آدمیوں کو لیے ہوئے آ پہنچا۔ سلیمان کے اصحاب ماہ جمادی الاولیٰ کے اختتام سے چار دن قبل اس کے مقابلے کے لیے نکلے۔ ان کے میمنہ پر عبداللہ بن سعد۔ میسرہ پر مسیب بن نجبہ اور قلب پر خود سلیمان تھے۔ حصین نے اپنے میمنہ پر جملہ بن عبداللہ کو اور میسرہ پر ربیعہ بن مخارق الغنوی کو مقرر کیا۔ جب طرفین ایک دوسرے کے اور قریب آئے تو اہل شام نے متفق ہو کر اصحاب سلیمان کو عبدالملک بن مروان سے بیعت کرنے کو کہا مگر اصحاب سلیمان نے ان کو عبدالملک سے خلع کرنے کی دعوت دی اور کہا کہ عبیداللہ بن زیاد کو ان کے حوالے کیا جائے۔ جس کے عوض میں وہ عراق سے عبداللہ بن زبیر کے اصحاب کو نکال دیں گے اور پھر امر خلافت کو اہل بیت نبوی کی طرف منتقل کیا جائے۔ مگر دونوں جماعتوں نے ایک دوسرے کی شرائط کو منظور نہ کیا۔ سلیمان کے میمنہ نے حصین کے میسرہ اور میسرہ نے اس کے میمنہ پر دھاوا کر دیا۔ خود سلیمان نے قلب پر دھاوا کیا۔ اہل شام ہزیمت کھا کر اپنے معسکر کو بھاگے اور اصحاب سلیمان برابر جیت ہی رہے تھے کہ رات آ پہنچی۔

صبح ہوئی تو ابن ذی الکلاع آٹھ ہزار آدمیوں کی فوج لیے ہوئے جن کو عبیداللہ بن زیاد نے کمک کے لیے بھیجا تھا حصین کے پاس آ پہنچا۔ سلیمان کے ہمراہی بھی برآمد ہوئے اور تمام دن اس قدر شدید جنگ ہوئی کہ اس سے پہلے نہیں ہوئی تھی۔ سوائے نماز کے اور کوئی چیز ان کے مابین حائل نہیں ہوئی۔ شام کے وقت فریقین جدا ہو گئے۔ دونوں میں مجروحین کی تعداد کثیر ہو چکی تھی قصہ گویوں نے سلیمان کی فوج میں چکر لگا کر انھیں جنگ میں ثابت قدم رہنے کی ترغیب و تحریص دی۔ دوسری صبح کو ادہم بن محرز الباہلی، عبیداللہ بن زیاد کے پاس سے تقریباً دس ہزار آدمی لے کر اہل شام کی مدد کو پہنچ گیا اور جمعہ کے دن بھی چاشت کے وقت تک نہایت سخت جنگ ہوتی رہی۔ پھر اہل شام نے تعداد کثیر میں ان پر ہر طرف سے یورش شروع کی۔ سلیمان دیکھ رہے تھے کہ ان کے ہمراہیوں پر کیا کچھ مصیبت پڑ رہی ہے اس لیے انھوں نے نیچے اتر کر پکارا کہ اے اللہ کے بندو! تم میں سے جو صبح سویرے اپنے

Marfat.com

رب کے پاس جانا چاہتا ہے اور اپنے گناہوں سے توبہ کرتا ہے وہ میری طرف آئے۔اور یہ کہہ کر اپنی تلوار کا میان توڑ ڈالا۔اس سے ان کے پاس بہت سے آدمی جمع ہو گئے۔اور وہ بھی اپنی اپنی میان توڑ کر سلیمان کے ساتھ چلے اور اہل شام سے لڑنے لگے۔چنانچہ انھوں نے بہت سے شامیوں کو قتل اور اکثر کو زخمی کیا۔حصین نے ان کا استقلال اور دلیری دیکھ اپنے پیادوں کو بھیجا کہ جوان پر تیر برسانے لگے اس کے سواروں اور پیادوں نے اصحاب سلیمان کو ہر طرف سے گھیر لیا۔سلیمان شہید ہوئے (رحمہ اللہ) ان کو یزید بن حصین نے تیر کا نشانہ بنایا وہ گر گئے پھر اٹھ کر حملہ آور ہوئے مگر پھر گر گئے۔

سلیمان کے قتل ہونے کے بعد جھنڈا مسیّب بن نجبہ نے اٹھالیا۔سلیمان کے لیے دعائے رحم کی اور پھر آگے بڑھ کر لڑنے لگے۔کچھ دیر کے بعد واپس آ گئے پھر حملہ کیا۔انھوں نے کئی بار ایسا ہی کیا اور آخر کار کئی آدمیوں کو قتل کرنے کے بعد خود بھی شہید ہو گئے (رضی اللہ عنہ)۔

مسیّب کے قتل پر عبداللہ بن سعد بن نفیل نے جھنڈا اٹھالیا۔دونوں مرحومین کے لیے رحمت کی دعا کی اور یہ آیت پڑھی۔فَمِنۡهُمۡ مَّنۡ قَضٰى نَحۡبَهٗ وَمِنۡهُمۡ مَّنۡ يَّنۡتَظِرُ وَمَا بَدَّلُوۡا تَبۡدِيۡلًا۔ ان کے ازدی ہمراہیوں نے ان کو ہر طرف سے گھیر لیا۔اسی اثناء میں کہ وہ جنگ میں مصروف تھے سعد ابن حذیفہؓ کی طرف سے تین سوار آئے جنھوں نے آ کر کہا کہ ہم لوگ اہل مدائن کے ایک سو ستر آدمیوں کے ساتھ آ رہے ہیں اور مثنیٰ بن مخربتہ العبدی تین سو بصریوں کے ہمراہ آ رہے ہیں۔لوگ یہ سن کر خوش ہو گئے۔مگر عبداللہ بن سعد نے کہا کہ اے کاش کہ وہ ہمارے زندہ رہنے تک آ جاتے۔

جب پیام بروں نے اپنے مقتول بھائیوں کے انبار دیکھے۔تو سخت رنجیدہ ہوئے۔اور اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَیْهِ رَاجِعُوْنَ کہہ کر ان ہی کے ساتھ جنگ میں شامل ہو گئے۔عبداللہ بن سعد بن نفیل کو ربیعہ بن مخارق کے بھتیجے نے شہید کر ڈالا۔خالد بن سعد بن نفیل نے اپنے بھائی کے قاتل پر حملہ کیا اور ایک اور شخص نے اس کا گلا گھونٹ دیا مگر قاتل کے ہمراہیوں نے یکبارگی حملہ کر کے اپنی کثرت تعداد کے زور سے اسے چھڑا لیا اور خالد کو قتل کر دیا۔

اب چونکہ جھنڈے کے پاس کوئی شخص نہ تھا۔اس لیے وہ یوں ہی پڑا رہ گیا۔لوگوں نے عبداللہ بن وال کو پکارا معلوم ہوا کہ وہ اپنے ساتھ ایک گروہ کو لیے ہوئے الگ ہی جنگ میں مصروف ہیں۔رفاعہ بن شداد نے حملہ کیا۔اہل شام کی صف منتشر ہو گئی۔انھوں نے بڑھ کر جھنڈا اٹھالیا اور دیر

Marfat.com

تک لڑتے رہے۔ پھر اپنے ہمراہیوں سے کہا کہ تم میں سے جو ایسی زندگی چاہتا ہے جس کے بعد موت نہیں۔ ایسی راحت جس کے بعد تکلیف کا نام نہیں۔ اور ایسا سرور جس کے بعد غم نہیں۔ اُسے چاہیے کہ ان محلین کے ساتھ جنگ کر کے اللہ تعالیٰ کی قربت حاصل کر کے جنت میں داخل ہو جائے۔ یہ عصر کے وقت کا واقعہ ہے۔ پھر انھوں نے اور ان کے اصحاب نے حملہ کیا۔ کئی آدمیوں کو قتل کیا اور غنیم کو پیچھے ہٹا دیا۔ اہل شام نے ہر طرف سے ان کا نرغہ کر کے دھاوا کیا اور مارتے مارتے پھر اسی مقام پر پہنچا دیا جہاں وہ پہلے تھے۔ وہ ایسی جگہ تھے جہاں صرف ایک ہی طرف سے جا سکتے تھے۔ شام کے وقت ادہم بن محرز الباہلی نے اہل شام کی سرکردگی اختیار کر لی۔ ابن محرز لڑتے لڑتے ابن وال کے سامنے پہنچا تو مؤخر الذکر یہ آیت پڑھ رہے تھے۔ وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتاً ۔۲۔ ابن محرز کو یہ سن کر غصہ آیا اور اس نے ابن وال پر حملہ کر کے ہاتھ توڑ دیا۔ اور پیچھے ہٹ کر کہا کہ میں سمجھتا ہوں کہ تم یہ چاہتے ہو کہ تم بھی اپنے اہل کے پاس پہنچ جاؤ۔ ابن وال نے کہا کہ تمھارا خیال نہایت ہی نامعقول ہے۔ خدا کی قسم میں بھی نہیں چاہتا کہ تمھارا ہاتھ اپنی جگہ پر رہے مگر یہ کہ مجھ کو میرے ہاتھ کا دگنا اجر ملے تا کہ تمھارا بوجھ اور میرا اجر اور بھی زیادہ ہو جائے۔ اس قول سے محرز کا غصہ اور بھی زیادہ ہو گیا اور اس نے ان پر نیزے کا وار کر کے ان کو قتل کر دیا مگر ابن وال بھی قتل ہوتے ہوتے آگے بڑھتے چلے جاتے تھے پیچھے نہ ہٹتے تھے۔ ابن وال عابد اور فقیہ آدمی تھے۔

جب ابن وال بھی قتل ہو گئے تو لوگ رفاعہ بن شداد بجلی کے پاس گئے اور کہا کہ اب آپ کو جھنڈا لینا چاہیے۔ انھوں نے کہا کہ ''اب ہم کو واپس چلنا چاہیے ممکن ہے کہ خدا ہم کو پھر ان لوگوں کی مصیبت کے دن دوبارہ جمع کر دے۔'' عبداللہ بن عوف بن احمر نے کہا ''خدا کی قسم! اگر ابھی ہم واپس ہوئے تو ہم ہلاک ہو جائیں گے۔ وہ لوگ ہمارے کندھے پر سوار ہو جائیں گے اور ابھی ہم ایک فرسنگ بھی نہ پہنچے ہوں گے کہ ہمارا ایک ایک آدمی ہلاک ہو جائے گا اور اگر ہم میں سے کوئی بچ بھی رہا تو عرب اسے پکڑ لیں گے اور اس کے ذریعہ سے ان لوگوں کے ہاں تقرب حاصل کریں گے اور وہ بھی سختی سے مارا جائے گا۔ یہ دیکھو سورج غروب ہونے والا ہے۔ ہم اس وقت تک اپنے گھوڑوں پر سوار جنگ کرتے رہیں گے جب تک کہ اندھیرا نہ ہو جائے۔ پھر رات میں ہم آہستہ آہستہ واپسی کا سفر شروع کریں گے۔ ہم میں سے ہر شخص اپنے دوسرے ساتھی اور زخمی کو اٹھا لے گا اور دیکھ لیں گے کہ ہم واپسی

Marfat.com

کے لیے کون راستہ اختیار کریں۔'' رفاعہ نے کہا کہ تمھاری رائے بالکل درست ہے۔ یہ کہہ کر انھوں نے جھنڈا اٹھایا اور نہایت شدت سے لڑنا شروع کیا۔ اہل شام کا ارادہ یہ تھا کہ ان کو رات ہونے سے پہلے پہلے ہی ہلاک کر کے رکھ دیں مگر اہل کوفہ کی شدت مقابلہ کی وجہ سے وہ اس میں کامیاب نہ ہو سکے۔ عبداللہ بن عزیز کنانی آگے بڑھ کر اہل شام سے لڑنے لگے۔ ان کا صغیر سن یعنی کم عمر بیٹا محمد بھی ان کے ہمراہ تھا۔ انھوں نے اہل شام میں جو بنو کنانہ تھے ان کو آواز دی اور اپنے بیٹے کو ان کے حوالے کر دیا تا کہ وہ اسے کوفے پہنچا دیں۔ اہل شام نے ان کو پناہ دی مگر انھوں نے قبول کرنے سے انکار کر دیا اور لڑتے لڑتے مارے گئے۔ شام کے وقت کرب بن یزید حمیری اپنے ایک سو آدمیوں کو لے کر آگے بڑھے اور بڑے شد و مد سے لڑنے لگے۔ ابن ذی الکلاع الحمیری نے ان کے اور ان کے تمام اصحاب کے لیے امان پیش کی مگر انھوں نے کہا کہ ہم دنیا میں بالکل امان میں تھے۔ اب تو ہم صرف آخرت کی امان کی تلاش میں نکلے ہیں۔ غرض کہ وہ سب اہل شام سے لڑتے لڑتے مارے گئے۔ بعد ازاں ضحر بن ہلال المزنی بنو مزینہ کے تیس آدمیوں کو لے کر آگے بڑھے۔ اور وہ سب بھی لڑتے لڑتے کام آئے۔

جب شام ہوگئی تو اہل شام اپنی چھاؤنی کی طرف گئے۔ رفاعہ نے دیکھنا شروع کیا کہ جس جس شخص کا گھوڑا اس کی ران کے نیچے مر گیا ہو یا زخمی ہو گیا ہو۔ اس شخص کو دوسرے آدمی کے حوالے کر دیا جائے۔ چنانچہ وہ سب انتظام کر کے اپنے تمام آدمیوں کو ہمراہ لے کر اسی رات وہاں سے واپس روانہ ہو گئے۔

صبح کو حصین نے ان کے مقابلے کے لیے جانا چاہا مگر ان کو نہ پا کر ان کے تعاقب کے لیے کسی کو روانہ نہ کیا۔ اہل کوفہ قرقیسیا آئے۔ زفر نے انھیں اقامت کی دعوت دی۔ یہ تین دن ٹھہرے۔ زفر نے ان کی میزبانی کی۔ انھیں زاد راہ دیا۔ اور پھر وہ کوفے روانہ ہو گئے۔

بعد میں سعد بن حذیفہ بن یمان اہل مدائن کو لے کر میدان جنگ کی طرف چلے مگر ہیت میں اپنے آدمیوں کی شکست کی خبر سن کر واپس چلے گئے۔ راستے میں ان کو مثنیٰ بن مخرمتہ العبدی ملے جو اہل بصرہ کو لیے آ رہے تھے۔ سعد نے ان کو حال سنایا۔ دونوں اپنے ہمراہیوں سمیت رفاعہ کے آنے تک وہاں ٹھہرے رہے۔ انھوں نے رفاعہ کا استقبال کیا۔ اور ایک دوسرے سے مل مل کر روئے۔ سب وہاں ایک دن اور ایک رات اور مقیم رہے۔ پھر متفرق ہو گئے۔ اور ہر ایک گروہ اپنے اپنے شہر کو چلا گیا۔

جب رفاعہ کوفے پہنچے تو مختار قید میں تھا۔ اس نے رفاعہ کو یہ خط لکھا:

Marfat.com

''اَمّا بَعْدُ۔ مرحبا ہے ان لوگوں کے لیے کہ ان کی واپسی کے فعل کے لیے خدا اجر عظیم دیتا ہے۔ اور جن کے قتل ہونے سے بھی وہ ان سے راضی ہوتا ہے۔ قسم ہے رب کعبہ کی کہ تم میں سے کوئی چلنے والا ایک قدم بھی نہیں چلا اور زمین بلند پر نہیں چڑھا۔ مگر یہ کہ اس کے لیے اللہ تعالیٰ کی طرف سے دنیا سے زیادہ ثواب ہے۔ سلیمان پر جو فرض تھا وہ وہ ادا کر گئے۔ خدا نے ان کو اٹھالیا اور ان کی روح کو دیگر انبیاء و صدیقین و شہداء کی ارواح کے ساتھ رکھا۔ اب تمھارا کوئی ایسا شخص باقی نہیں ہے جس سے تم مدد لے سکو مگر میں امیر مامور اور امین ماموں ہوں۔ میں جبارین کو قتل کرنے والا اور دین کے اعداء سے بدلہ لینے والا ہوں۔ اور یہاں مقید ہوں۔ تم تیار ہو جاؤ اوروں کو تیار کرو۔ آئندہ کے لیے خوش خبری سے خوش ہو جاؤ۔ میں تم کو کتاب اللہ۔ سنت رسول اللہ۔ طلب دم اہل بیتؑ۔ ضعفاء کی جانب سے مدافعت۔ اور محلین سے جہاد کرنے کی دعوت دیتا ہوں۔ والسلام۔''

سلیمان اور ان کے ہمراہیوں کا قتل ماہ ربیع الآخر میں ہوا تھا۔ عبدالملک بن مروان، سلیمان کے قتل اور ان کے اصحاب کی ہزیمت کی خبر سن کر منبر پر چڑھا اور خدا کی حمد و ثناء کے بعد کہا کہ ''خدا نے اہلِ عراق کے سروں پر سے فتنے کے دودھ دوھنے والے اور گمراہی کے سرگروہ یعنی سلیمان ابن صرد کو ہلاک کر دیا ہے۔ ہاں اب تلوار میتب کے سر کو پارہ پارہ کر چکی ہے۔ اللہ ان کے دو بڑے بڑے گمراہ اور گمراہ کرنے والے سروں یعنی عبداللہ بن سعد ازدی اور عبداللہ بن وال کو بھی قتل کر چکا ہے۔''

ان لوگوں کے قتل کے بعد عبدالملک بن مروان کی حکومت میں کوئی خلل انداز باقی نہیں رہا مگر یہ امر قابل بحث ہے کیونکہ اس وقت اس کا باپ (یعنی مروان بن حکم) زندہ تھا۔ اس بارے میں اعشیٰ ہمدانی نے ذیل کے اشعار کہے ہیں جو ان دنوں پوشیدہ رکھے جاتے تھے۔ (ترجمہ):

[اے ام غالب! تیرا خیال میرے پاس آیا۔ پس اے میری دور افتادہ محبوبہ! تیرے لیے ہماری طرف سے دعائے سلامتی ہے۔ میں ہمیشہ درد و کرب میں مبتلا رہا ہوں اور ہمیشہ ان کا قصد کرتا رہا ہوں۔ مگر تیرے فراق سے برابر مصیبت ہی میں پھنسا رہا۔ لیکن میں نہ بھولوں گا پر نہ بھولوں گا تیرے چاشت کے وقت سفید خوبصورت اور جوبن والیوں کے میرے پاس لانے کو۔ وہ معشوقہ ہمارے سامنے آ کر کھڑی ہوئی۔ اور وہ نازک اندام لاغر

Marfat.com

جسم اور بھری بھری پنڈلیوں والی تھی۔ وہ اپنے حسن میں لاثانی تھی۔ اور چاشت کے وقت آفتاب کے مانند تھی جو بادلوں میں سے چمک رہا ہو۔ اور جب اسے بادل چھپا دے تو اس کی ہر طرف ایک ابر ظاہر ہو اور باقی تمام حصہ پوشیدہ رہے۔ میرے لیے یہی جدائی۔ یہی سوز محبت اور یہی آرزوئیں ہیں۔ اور وہی معشوق مجھے سب سے زیادہ عزیز ہے مگر وہ پھر میرے روبرو نہ ہوئی۔ خدا نہ کرے کہ شباب اور اس کا اور اس کی محبت کا ذکر دور ہو۔ جو صفائی میں برسنے اور بہنے والے بادلوں کا مقابلہ کرتی ہے۔ اور خدا کرے کہ تیرا وہ عتاب بڑھتا ہی رہے جو تو محض ملاعبت میں اپنے قریبی دوست کے ساتھ کرتی تھی۔ میں اگرچہ ان کو بھولنے والا نہیں ہوں اس چھپے ہوئے شریف النفس اور کریم النسب چہرے کو ضرور ہی یاد کروں گا۔ اس نے صداقت کے ساتھ خدا کی طرف وسیلہ پیدا کیا اور تقویٰ ہی ایک کمانے والے کی بہترین کمائی ہو سکتی ہے۔ وہ دنیا سے الگ ہو گیا پھر اس سے ملوث نہیں ہوا۔ اور خدائے رفیع الرتب سے توبہ کی۔ وہ دنیا سے ایسا الگ ہوا۔ اس نے کہہ دیا کہ میں نے اسے پھینک دیا اور پھر زندگی بھر اس کی طرف واپس نہ آؤں گا۔ میں اس شے کا خواہشمند نہیں ہوں جس کے فقدان کو لوگ نہیں چاہتے اور جس کے لیے جدوجہد کرنے والے کوشش کرتے رہتے ہیں۔ اس نے اس کو مقام ثوبیہ کی طرف ابن زیاد کے مقابلے کے لیے فوجوں کے ساتھ بھیجا اور ایسے آدمیوں کو بھیجا جو اہل تقوی تھے۔ صاحب عقل و ہوش تھے، سخت جگر، دلیر، سردار اور شریف تھے۔ وہ ابن طلحہ کی رائے کو حسبۃً للہ ترک کرتے ہوئے گئے۔ انھوں نے پھسلانے والے امیر کی دعوت کو قبول نہیں کیا۔ وہ روانہ ہوئے اور ان کی یہ حالت تھی کہ ان میں بعض تقویٰ کی تلاش میں تھے اور بعض تائب ہو گئے تھے۔ وہ مقام عین الوردہ میں ایک فوج سے مقابل ہوئے جو ان پر تیر برسا رہی تھی۔ مگر انھوں نے اپنے دشمنوں کو شمشیر ہائے برندہ سے کاٹ کر رکھ دیا۔ کبھی وہ تیز یمنی نیزوں سے لڑتے تھے جو ہاتھوں کو توڑ دیتے تھے۔ اور کبھی شریف، مضبوط اور سخت جسم گھوڑوں پر سوار ہو کر جنگ آزما ہوتے تھے۔ اس کے بعد ان کے مقابلے کے لیے شام سے ایک اور جماعت آئی۔ جو سمندر کی طرح ہر طرف سے بڑھتی چلی آتی تھی۔ مگر کچھ ہی عرصے کے بعد ان کے

Marfat.com

سردار ہلاک ہو گئے اور سوائے چند آدمیوں کے اور کوئی نہ بچا۔ اہل صبر معرکے میں اس حال میں کشتہ پڑے رہے کہ بادصبا اور جوبائی ہوائیں ان پر خاک اڑاتی تھیں۔ رئیس خزاعی ایسی پچھاڑ کھا کر گر گیا کہ گویا اس نے کبھی جنگ کی ہی نہ تھی۔ بنوشمخ کا سردار اور اپنی قوم کا شہسوار شنوأۃ دو تہائے فوج کا راہبر تیمی اور عمر بن بشر۔ ولید۔ خالد۔ زید ابن بکر۔ حلیس ابن غالب اور ہمدان کا وہ تلوریہ جو ہر ایک سامنے آنے والے کو کاٹ کر رکھ دیتا تھا۔ اور جب حملہ کرتا تھا تو کوئی ردنہ کرسکتا تھا۔ اور وہ جو نیک کمائی والا تھا۔ اور ہر قبیلے کے سردار اور تمام بڑے اشراف مارے گئے۔ انھوں نے تلوار کی ایسی ضرب لگائی جس سے ایکبارگی کھوپڑیاں چرتی چلی جاتی تھیں۔ اور اپنے ٹلے نیزوں کے واروں کے سوائے اور کچھ کیا ہی نہیں۔ اور وہ سعید ہی مارا گیا کہ جس روز بنی عامر پر کوئی مصیبت آتی۔ اس شیر سے زیادہ شجاع ہے جو یکبارگی اپنی کچھار سے جست کر کے حملہ کرتا ہے۔ پس اے عراقی فوج اور اے اس کے اہل! خدا تم کو ہر دھواں دھار برسنے والے بادل کے پانی سے سیراب کر دے۔ خدا کرے کہ ہمارے شہسوار اور ہمارے وہ سپاہی جو جوان عورتوں کی پنڈلیوں کے کھلنے وقت ان کی حمایت کرتے تھے دور نہ ہوں۔ اور وہ بھی قتل نہیں ہوئے جب تک کہ انھوں نے محلین کے سرداروں کی ایک ایسی جماعت سے جو طلوع ہونے والے آفتابوں کی طرح درخشاں تھی اپنا بدلہ نہ لے لیا۔]

یہ بھی کہا جاتا ہے سلیمان اور ان کے ہمراہی ماہ ربیع الآخر میں قتل ہوئے۔

(ان اشعار میں خزاعی سے مراد سلیمان بن صرد الخزاعی۔ بنوشمخ کے سردار سے مسیب بن نجبہ فزاری۔ شہسوار شنوأۃ سے عبداللہ بن سعد بن نفیل ازدی (یعنی ازد شنوأۃ) تیمی سے عبداللہ بن وال تیمی (جو تیم لات بن ثعلبہ بن عکابہ بن صعب بن علی بن بکرہ بن وائل سے تھا) اور ولید بن عصیر کنانی۔ خالد سے خالد بن سعد بن نفیل (یعنی عبداللہ کا بھائی) مراد ہیں)

عبدالملک بن مروان اور عبدالعزیز بن مروان کی بیعت

اس سال ۶۵ھ مروان ابن حکم نے حکم دیا کہ اس کے دو بیٹوں عبدالملک بن مروان اور

Marfat.com

عبدالعزیز کے لیے بیعت کی جائے۔ اس کی وجہ یہ ہوئی کہ جب عمرو بن سعید بن عاص، مصعب بن زبیر کوشکست دے کر جنہیں ان کے بھائی عبداللہ بن زبیر نے فلسطین کی طرف بھیجا تھا مروان کے پاس واپس آیا جو اس وقت شام اور مصر پر غلبہ حاصل کر کے دمشق میں مقیم تھا۔ تو مروان کو یہ معلوم ہوا کہ عمرو یہ کہتا ہے کہ مروان کے بعد میں ہی والی امر ہوں گا۔ مروان نے حسان بن ثابت بن نجدکو بلا کر کہا کہ میرا ارادہ ہے کہ میں اپنے بیٹوں عبدالملک اور عبدالعزیز کے لیے بیعت لوں۔ مروان نے اسے عمرو کے ارادے سے، جس کی اطلاع اسے ملی تھی، آگاہ کیا۔ اس نے کہا عمرو کی جانب سے آپ بے فکر رہیں۔ میں اس کے لیے کافی ہوں۔ چنانچہ جب شام کے وقت لوگ مروان کے پاس جمع ہو گئے تو حسان نے کھڑے ہو کر کہا کہ ہمیں معلوم ہوا ہے کہ بعض لوگ مختلف طرح کی آرزوئیں کرتے ہیں۔ لہٰذا تم سب کھڑے ہو کر عبدالملک اور اس کے بعد عبدالعزیز سے بیعت کرو۔ اس پر ان سب نے ایک ایک کر کے ان سے بیعت کر لی۔

عراق کی طرف مروان کی مہم

اس سال مروان نے دو طرف مہمات بھیجیں۔ ایک مہم عبیداللہ بن زیاد کی سرکردگی میں جزیرے اور قرقیسیا میں زفر ابن حارث سے جنگ کرنے کے لیے روانہ کی اور کہا کہ جس علاقے کو تم فتح کرو گے تم ہی اس کے عامل مقرر کیے جاؤ گے۔ الجزیرہ سے فارغ ہو کر عراق جانا اور اسے ابن الزبیر کی گرفت سے چھڑا لینا مگر ابھی وہ جزیرے ہی میں تھا کہ اس کو مروان کے مرنے کی خبر ملی۔ بعد میں عبدالملک بن مروان کی طرف سے اس کو ایک خط ملا جس میں اس نے اس کو ان ہی تمام علاقوں پر عامل بنا دیا تھا۔ جن پر اس کے باپ نے اسے مقرر کیا تھا۔ اور ابن زیاد کو عراق کی طرف جانے کے لیے برانگیختہ کیا تھا۔

مدینہ کی طرف مروان کی مہم

مروان نے دوسری مہم حُبَیش بن دلجہ القینی کی سرکردگی میں مدینہ روانہ کی۔ حُبَیش اپنے ہمراہیوں کو لے کر روانہ ہوا اور مدینہ پہنچا جہاں جابر بن اسود بن عوف یعنی عبدالرحمٰن بن عوف کے بھتیجے ابن زبیر کی طرف سے عامل تھے۔ جابر اس کو دیکھ کر فرار ہو گئے۔ پھر حارث بن ابی ربیعہ یعنی عمرو بن

Marfat.com

ربیعہ کے بھائی نے بصرہ سے (جہاں وہ ابن زبیر کی جانب سے حکمراں تھا) حُنیف بن نھف التیمی کی سربراہی میں جیش سے جنگ کرنے کے لیے ایک فوج روانہ کی۔ حُبیش اس کی آمد کی اطلاع پا کر مدینے سے اس کے مقابلے کے لیے روانہ ہوا۔ ادھر عبداللہ بن زبیر نے عباس بن سہل بن سعد الساعدی کو مدینے کا امیر بنا کر بھیجا اور ہدایت کی کہ وہ اس وقت تک حُبیش کا تعاقب کرتا رہے جب تک کہ حُنیف کے ماتحت آنے والا اہل بصرہ کا لشکر اس سے مل جائے۔ چنانچہ عباس اس کا تعاقب کرتا ہوا مقام زبدہ میں حُبیش سے جنگ آزما ہوا اور یزید بن سنان نے ایک تیر مار کر اس کو ہلاک کر دیا۔ اس دن اس کے ہمراہ یوسف بن حکم اور یوسف کا بیٹا حجاج بھی تھا جو ایک ہی اونٹ پر سوار تھے۔ اس کے ہمراہیوں کو شکست ہوئی جن میں پانچ سو آدمی مدینے میں پناہ گزیں ہوئے۔ عباس ابن سہل نے کہا کہ میرا حکم مانو۔ انھوں نے قبول کیا۔ عباس نے سب کو قتل کر دیا اور حُبیش کے ساتھ لڑنے والے ہزیمت خوردہ افراد شام واپس چلے گئے۔ یزید بن سنان کی مدینے میں زبردست پذیرائی ہوئی۔ وہ داخل ہوتے وقت سفید کپڑے پہنے ہوئے تھا مگر لوگوں نے اس پر اس قدر خوشبوئیں ڈالیں اور کپڑوں کو چھوا کہ وہ سیاہ ہو گئے۔

عبدالملک کی خلافت

اس سال ۶۵ھ رمضان میں مروان بن حکم نے انتقال کیا۔ اس کی موت کی وجہ یہ ہوئی کہ جب معاویہ بن یزید کی وفات کا وقت آیا تو اس نے کسی کو اپنا جانشین مقرر نہیں کیا۔ حسان بن بحدل کا یہ ارادہ تھا کہ معاویہ بن یزید کے بعد امر خلافت اس کے بھائی خالد ابن یزید کے ہاتھ میں دے دے۔ یہ خالد صغیر السن تھا اور حسان اس کے باپ یزید کا ماموں تھا۔ حسان نے مروان ابن حکم سے بیعت کی اور اس کا بھی یہی ارادہ تھا کہ اس کے بعد امر خالد کو دے دیا جائے۔ جب اس نے اور اہل شام نے بیعت کی تو مروان سے کہا گیا کہ تم خالد کی ماں سے نکاح کر لو تاکہ خالد کی تصغیر و تحقیر ہو جائے اور وہ خلافت طلب نہ کرے۔ خالد کی ماں بنت ابی ہاشم بن عتبہ تھی غرض کہ مروان نے اس سے نکاح کر لیا۔ ایک دن خالد مروان کے پاس گئے اس وقت مروان کے پاس آدمی جمع تھے اور وہ دونوں صفوں کے درمیان ٹہل رہے تھا۔ مروان نے کہا خدا کی قسم تم احمق ہو۔ اس نے جواب دیا کہ اے ابن رطبہ تم اس کے ساتھ یہ سلوک اس لیے کرتے ہو کہ اُسے اہل شام کی نظروں سے گرا دو۔ اس کے بعد خالد نے واپس جا کر اپنی

Marfat.com

ماں کو تمام حال کی خبر دی۔ اس نے اپنے بیٹے سے کہا کہ خبردار تمہاری اس بات کی کسی کو خبر نہ ہونے پائے میں تمہاری طرف سے اس کا بدلہ لوں گی۔ مروان خالد کی ماں کے پاس گیا تو اس سے پوچھا کہ خالد نے تم سے میری نسبت کچھ کہا تھا۔ ماں نے جواب دیا نہیں بلکہ وہ تمہاری بڑی تعظیم کرتا ہے پھر وہ تمہارے متعلق کیا کہہ سکتا ہے۔ مروان نے اس کی اس بات کو درست تسلیم کرلیا۔ چند دن کے بعد مروان اس کے پاس سو رہا تھا کہ اس نے مروان پر تکیہ رکھ کر اسے مار ڈالا۔ اس طرح دمشق میں اس کا انتقال ہوگیا۔ اس کی عمر تریسٹھ برس کی تھی۔ عبدالملک نے ام خالد کے قتل کا ارادہ کیا۔ لوگوں نے اس سے کہا کہ ''خلقت میں یہ بات ظاہر ہو جائے گی کہ ایک عورت نے تمہارے باپ کو قتل کر دیا'' سن کر اس نے اُسے چھوڑ دیا۔

مروان کے انتقال کے بعد اس کے بیٹے عبدالملک نے شام میں حکومت سنبھالی جبکہ اس کا دوسرا بیٹا عبدالعزیز مصر میں اپنے بھائی عبدالملک کے حکم کے مطابق حکومت کرتا تھا۔ عبدالملک کی ولادت ساتویں مہینے ہوگئی تھی اور لوگ اس وجہ سے اُسے عیبی سمجھتے تھے۔ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ اس کے پاس چند اشراف جمع ہوئے۔ اس نے عبیداللہ بن زیاد بن ظبیان الکبری سے کہا کہ میں نے سنا ہے کہ تم اپنے باپ سے مشابہ نہیں ہو اس نے جواب دیا کہ ہاں خدا کی قسم میں اپنے باپ سے ویسا ہی مشابہ ہوں جیسا ایک پانی دوسرے پانی سے اور فرات فرات سے۔ لیکن اگر آپ چاہیں تو میں آپ کو ایک ایسے آدمی کا نام بتلاؤں جس سے ارحام نے خیر خواہی نہ کی۔ وہ مکمل ہو کر پیدا نہیں ہوا اور اپنے ماموؤں اور چچاؤں سے مشابہ نہیں۔'' کہا کہ وہ کون ہے؟ کہا کہ وہ سوید بن منجوف ہے۔ جب عبیداللہ اور سوید وہاں سے چلے تو سوید نے عبیداللہ سے کہا کہ مجھے اس کے سامنے تمہاری گفتگو پسند نہیں آئی۔ عبیداللہ نے کہا اور مجھے بھی تمہارا مجھ پر شبہ کرنا اور خاموش رہنا پسند نہیں آیا۔

مروان بن حکم کے حالات

مروان بن حکم بن ابی الحکم بن عاص بن امیہ بن عبد شمس کی ماں آمنہ بنت علقمہ بن صفوان بن امیہ ہے۔ جو بنو کنانہ میں سے ہیں۔ اس کی پیدائش ۲ھ میں ہوئی۔ اس کے بعد والد نے فتح مکہ کے سال اسلام قبول کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کو طائف کی طرف جلا وطن کر دیا تھا کیونکہ اس کی تلاش و تفتیش کی جا رہی تھی۔ ایک دن رسول اللہ ﷺ نے اس کو دیکھا کہ وہ اس طرح چل رہا تھا کہ جیسے پاؤں

Marfat.com

کو کانٹا چبھ جاتا ہے اور اس چال سے آنحضرت ؐ کی نقل اتارنا مقصود تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ایسے ہی ہو جاؤ چنانچہ وہ اپنی موت تک اسی طرح لنگڑا تا رہا۔ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد عثمان غنیؓ نے ابوبکرؓ سے اس کی سفارش کی کہ اس کو واپس بلا لیا جائے کیونکہ وہ ان کا چچا تھا مگر ابوبکرؓ نے منظور نہیں کیا۔ ابوبکرؓ کا انتقال ہو گیا تو عمرؓ خلیفہ ہوئے۔ عثمانؓ نے پھر ان سے سفارش کی مگر انھوں نے بھی نہ مانا۔ آخر جب عثمانؓ خود ہی خلیفہ ہوئے تو اس کو طائف سے واپس بلا لیا۔ انھوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے وعدہ کیا تھا کہ حکم بن ابی العاص کو وہاں سے واپس بلا لیا جائے گا مگر یہ بات ایسی تھی جس کی صداقت کے لوگ منکر تھے۔ حضرت عثمانؓ کی خلافت ہی میں اس کا انتقال ہو گیا اور خود انھوں نے اس کے جنازے کی نماز پڑھائی۔ اس پر اور اس کی اولاد پر لعنت کے متعلق کثیر التعداد احادیث ہیں جن کو حافظ نے نقل کیا ہے مگر ان کی سندوں میں کلام ہے۔

مروان پست قد، سرخ رنگ اور کوتاہ آدمی تھا اس کی کنیت ابوالحکم اور ابوعبدالملک تھی۔ اس نے ایک ہی دن میں ایک سو غلاموں کو آزاد کیا تھا۔ وہ کئی بار معاویہ کی طرف سے والی رہ چکا تھا اس کا قاعدہ تھا کہ جب کہیں کا والی بنایا جاتا تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو سب وشتم کرنے میں مبالغہ کیا کرتا تھا۔ اور جب وہ معزول ہو جاتا اور سعید ابن العاص اس کی جگہ مقرر ہوتے تو وہ اس حرکت سے باز آ جاتے۔ محمد ابن علی الباقر سے اس کے اور سعید کے متعلق سوال کیا گیا تو انھوں نے کہا کہ مروان ہمارے لیے پوشیدہ طور پر بہتر تھا اور سعید علانیہ طور پر۔ صحیح میں مروان سے ایک حدیث بھی مروی ہے حضرت حسنؓ، حضرت حسینؓ اس کے پیچھے نماز پڑھا کرتے تھے مگر کبھی اپنی نماز کو بعد میں دہراتے نہیں تھے۔ وہ پہلا شخص تھا جس نے عید کی نماز میں نماز سے پہلے خطبہ پڑھا۔

جب اس کا انتقال ہو گیا تو اس کے بیٹے عبدالملک بن مروان سے اس کی موت کے دن ہی بیعت کر لی گئی۔ اس کو اور اس کی اولاد کو بنو زرقاء کہا جاتا تھا۔ اور صرف وہ لوگ اس نام کو استعمال کیا کرتے تھے جو مذمت اور عیب جوئی کرنا چاہتے تھے۔ زرقاء بنت موہب، مروان بن حکم کی دادی تھی اور یہ ذوات الرایات[۳] (جھنڈے والی) تھی اس لیے وہ ان کو اس نام سے یاد کر کے عیب لگایا کرتے تھے۔ شاید زرقاء کی یہ کیفیت ابوالعاص بن امیہ یعنی حکم کے والد سے نکاح ہونے کے قبل ہو کیونکہ وہ اشرف قریش میں سے تھا اور اس قسم کا فعل اس عورت سے نہیں ہو سکتا جو اس کی زوجہ یا اس کے پاس رہتی ہو۔ واللہ اعلم۔

Marfat.com

نافع بن ازرق کا قتل

اس سال نافع ابن ازرق کی شوکت میں بہت ترقی ہوئی۔ اس کی طرف خوارج کی جماعت ازارقہ منسوب ہے۔ نافع کی قوت کا سبب یہ ہوا کہ اہل بصرہ مسعود بن عمر کے قتل کے سبب دھڑوں میں تقسیم تھے۔ نافع کے پاس ایک کثیر جماعت جمع ہوگئی اور وہ اُسے ہمراہ لے کر جسر تک آیا۔ عبداللہ ابن حارث نے مسلم ابن عبیس بن کریز بن ربیعہ کو اس کی سرکوبی کے لیے روانہ کیا۔ مسلم نے نافع کو سرزمین بصرہ سے باہر نکال دیا۔ تا آنکہ وہ سرزمین اہواز میں دولاب کے مقام تک پہنچا۔ دونوں میں اس مقام پر جنگ ہوئی مسلم ابن عبیس نے اپنے میمنہ پر، حجاج ابن باب الحمیر ی کو، میسرہ پر حارثہ بن بدر الغدانی کو مقرر کیا۔ ادھر ابن ازرق نے اپنے میمنہ پر عبیدہ بن ہلال کو اور میسرہ پر زبیر بن ماحوز تمیمی کو افسر بنایا۔ جنگ نہایت شدید ہوئی جس میں اہل بصرہ کا امیر مسلم بن عبیس بھی قتل ہوا اور خوارج کا سردار نافع بن ازرق بھی کام آیا۔ یہ واقعہ ماہ جمادی الآخر کا ہے۔ بعد ازاں اہل بصرہ نے حجاج بن باب الحمیر ی کو اور خوارج نے عبداللہ بن ماحوز تمیمی کو اپنا سردار بنایا۔ پھر جنگ ہوئی جس میں عبداللہ اور حجاج دونوں قتل ہوئے۔ پھر اہل بصرہ نے ربیعہ بن احرم تمیمی کو اور خوارج نے عبیداللہ بن ماحوز تمیمی کو اپنا اپنا امیر لشکر بنایا۔ فریقین پھر پلٹے۔ جنگ ہوئی اور شام تک ہوتی رہی۔ یہاں تک کہ وہ ایک دوسرے سے لڑتے لڑتے اکتا گئے۔ اسی اثنا میں خوارج ایک دستہ فوج لائے جو اس وقت تک تازہ دم تھا اور جنگ میں شریک نہیں ہوا تھا۔ اس دستے نے بنو عبدالقیس کے گوشے کی طرف سے لوگوں پر حملہ کیا۔ لوگ بھاگ کھڑے ہوئے اور امیر بصرہ ربیعہ قتل ہوا۔ دغفل بن حنظلۃ الشیبانی نسابہ بھی کام آ گیا اور جھنڈا حارثہ بن زید کے ہاتھ آیا۔ وہ کچھ عرصے تک لڑتا رہا۔ لوگ اس کے پاس سے ہٹ گئے اور وہ برابر اہل بصرہ کی جماعت لیے ہوئے اوروں کی حمایت کرتا رہا۔ خوارج وہاں سے روانہ ہو کر اہواز پہنچے اور وہیں مقیم ہو گئے۔ یہ امر اہل بصرہ کو معلوم ہوا تو وہ بہت خوفزدہ ہو گئے۔ حضرت عبداللہ ابن زبیر نے حارث بن ابی ربیعہ کو بھیجا اور عبداللہ ابن حارث کو معزول کر دیا اس کے بعد خوارج بصرہ کی طرف چلے۔

مہلب بہ مقابلہ خوارج

جب خوارج بصرہ کے قریب پہنچے تو وہاں کے باشندے احنف بن قیس کے پاس گئے اور ان

Marfat.com

سے کہا کہ آپ ہمارے امیر جنگ ہو کر ان سے جنگ کریں۔ انہوں نے مہلب بن ابی صفرہ کو امیر مقرر کرنے کا مشورہ دیا کیونکہ وہ ان کی شجاعت، صواب رائے اور واقفیتِ حرب سے آگاہ تھے۔ وہ ابن زبیر کی طرف سے آئے تھے اور انھوں نے انھیں والی خراسان مقرر کیا تھا۔ احنف نے کہا کہ خوارج سے نبٹنے کے لیے مہلب سے زیادہ اور کوئی شخص موزوں نہیں۔ اشراف بصرہ نے مہلب سے اس بارے میں گفتگو کی مگر انھوں نے امارت کے قبول کرنے سے انکار کیا۔ پھر حارث بن ربیعہ نے ان سے سفارش کی تو انھوں نے والی خراسان ہونے کی وجہ سے عذر کیا۔ اس پر حارث اور اہل بصرہ نے ابن زبیر کا خط اس کے سامنے رکھ دیا جس میں ابن زبیر نے ان کو خوارج سے جنگ کرنے کا حکم دیا تھا۔ مہلب نے اس خط کو پڑھ کر کہا کہ خدا کی قسم میں کبھی خوارج کے مقابلے کے لیے نہ جاؤں گا جب تک تم ان تمام چیزوں کو میرے حوالے نہ کر دو جن پر میں غالب آ گیا ہوں اور جب تک مجھے بیت المال سے اتنا روپیہ نہ دیدو جو میری اور میرے ہمراہیوں کی خوراک کے لیے کافی ہو۔ انھوں نے مہلب کی تمام شرائط کو منظور کر لیا بلکہ اس مضمون کی ایک دستاویز لکھ کر ان کے حوالے کی۔ انھوں نے ابن زبیر کو اسی مضمون کا خط بھی لکھ کر روانہ کر دیا جنھوں نے اُسے قبول کیا اور اسی کے مطابق احکام صادر کیے۔ مہلب نے اہل بصرہ میں سے بارہ ہزار مشہور و معروف اور دلیر و شجاع آدمی چن لیے۔ جن میں محمد بن واسع، عبداللہ بن ریاح انصاری، معاویہ بن قرۃ المزنی اور ابوعمران الجونی بھی شامل تھے۔ مہلب خوارج کے مقابلے کے لیے روانہ ہوئے جو اس وقت جسر اصغر (چھوٹے پل) کے پاس پڑے ہوئے تھے۔ مہلب نے اپنے سرادران قوم اور اشراف کو لے کر لڑنا شروع کیا اور خوارج کو جسر سے ہٹا دیا۔ اس وقت خوارج سوائے اس کے اور کچھ نہ کر سکے کہ اندر داخل ہو کر جسر اکبر کی طرف روانہ ہوں چنانچہ جب مہلب اپنے سواروں اور پیادوں کو لے کر ان کی طرف بڑھے اور خوارج نے ان کو آتے دیکھا تو وہ جسر اکبر کی طرف چل دیے۔

جب حارثہ بن زید کو مہلب کی جنگ ازارقہ کے لیے امیر بنائے جانے کی اطلاع ملی تو اس نے اپنے ساتھ کے آدمیوں سے کہا کہ

کـــــرنبـــوا و دولبـــوا　　　حیـــث شـئـتم فـا ذهبـوا

[اب تم جو کچھ چاہو کھاؤ پیو اور جہاں چاہو پھرو۔ جاؤ۔]

پھر وہ اپنے ساتھیوں کو ہمراہ لے کر بصرہ چلا گیا مگر حارث بن ابی ربیعہ نے اُسے مہلب

Marfat.com

کے پاس بھیج دیا۔ حارثہ ایک کشتی میں بیٹھ کر دریائے دجیل میں بصرے کی طرف روانہ ہوا۔ راستے میں بنوتمیم کا ایک آدمی ہتھیار لگائے ہوئے خوارج سے بھاگتا ہوا اس کے پاس آیا اور پکار کر اس سے مدد چاہی۔ حارثہ نے اپنی کشتی دریا کے ساحل کے پاس لگادی وہ تمیمی کشتی میں اس زور سے کودا کہ وہ اپنے تمام سواروں سمیت تہ نشین ہوگئی اور وہ سب غرق ہوگئے۔

الغرض مہلب وہاں سے روانہ ہوکر خوارج کے پاس جا پہنچا جو نہر تیری پر پڑے ہوئے تھے۔ وہ لوگ اس کے سامنے سے ہٹ کر اہواز چلے گئے۔ مہلب نے ان کے پیچھے جاسوسوں کو روانہ کیا تاکہ ان کی خبریں بہم پہنچائیں۔ جب مہلب کو ان کے بارے میں خبر ملی تو وہ ان کے تعاقب میں روانہ ہوئے اور اپنے بھائی معارک بن صفرہ کو نہر تیری پر اپنی جگہ مقرر کر گئے۔ اہواز پہنچ کر مہلب کے بیٹے مغیرہ بن مہلب بن ابی صفرہ کے ماتحت ان کے مقدمتہ الجیش نے خوارج سے جنگ کی۔ اس کے ہمراہی حملہ کر کے واپس آ گئے۔

خوارج اس کے استقلال جنگ کو دیکھ کر اہواز سے مناذر چلے گئے۔ جب مہلب ان کے پیچھے پہنچے تو خوارج نے اپنی ایک جماعت کو نہر تیری کی طرف روانہ کر دیا جہاں معارک تھا۔ خوارج نے معارک کو قتل کر کے سولی پر چڑھ دیا۔ جب مہلب کو یہ خبر ملی تو اس نے اپنے بیٹے مغیرہ کو تیری کی طرف بھیجا۔ اس نے وہاں پہنچ کر معارک کو سولی سے اُتارا اور دفن کیا۔ لوگوں کو تسکین دی اور اس مقام پر ایک جماعت کو مقرر کر کے خود اپنے والد کے پاس چلا گیا جو اس وقت سولاف میں مقیم تھا۔

مہلب نہایت محتاط آدمی تھا وہ ہمیشہ خندق میں اترتا تھا۔ اپنی فوج کو آراستہ اور تیار رکھتا تھا اور خود ہی طلایہ کی خدمت انجام دیتا تھا۔ جب اس نے سولاف میں خوارج کو جنگ کے لیے بلایا تو وہ بھی اس کے سامنے ڈٹ گئے اور نہایت سختی سے لڑے۔ دونوں فریق صبر و استقلال سے کام لیتے رہے۔ آخر خوارج نے مہلب اور اس کے ہمراہیوں پر جان توڑ کر حملہ کیا۔ جس سے مہلب کو ہزیمت ہوئی اور اس کے کئی آدمی مارے گئے۔ مہلب نے ثابت قدمی سے کام لیا اور اس کے بیٹے مغیرہ نے معرکہ آرائی کی داد دی اور نام پیدا کیا۔ مہلب نے اپنے ہمراہیوں کو پکارا۔ وہ واپس آ گئے اور ان کے ساتھ تقریباً چار ہزار آدمی اور بھی آئے۔ دوسرے دن مہلب نے اپنے باقی ماندہ آدمیوں کو ساتھ لے کر جنگ کرنے کا ارادہ کیا مگر اس کے ساتھیوں نے اپنے ضعف اور کثرت مجروحین کی بنا پر اس کو روکا۔

Marfat.com

چنانچہ اس نے جنگ نہیں کی پھر مہلب وہاں سے روانہ ہوا اور دجیل کو قطع کرتا ہوا عاقول جا کر ٹھہرا۔ اس وقت اس کی یہ حالت تھی کہ صرف ایک ہی طرف سے اس پر حملہ ہو سکتا تھا۔ اسی جنگ سولاف کے متعلق ابن قیس الرقیات نے یہ اشعار کہے ہیں۔ (ترجمہ شعر):

[آل میہ سے ایک رات کی آنے والی طارقہ نے آ کر دروازے پر دستک دی کہ وہ ناز وانداز کی معشوقہ وعاشقہ ہے۔ وہ اکڑ اکڑ کر چلتی تھی سرزمین میرے اور اس کے درمیان واقع تھی۔ اورازارقہ سولاف کی نگہبانی کر رہے تھے۔ جب ہم متفرق ہوئے تو ایک حروری اور بے دین جماعت نے ہمارا مقابلہ کیا۔ اس نے دونوں لشکروں کو ہماری طرف پھیر دیا اور اس نے ان کے ملنے سے پہلے ہمارے پاس رات بسر کی۔]

اسی بارے میں کسی خارجی نے یہ شعر کہا ہے۔ (ترجمہ شعر):

[گویا ہم نے جنگ سولاف میں ان کے بہت سے آدمیوں کو قیدی اور مقتول چھوڑا۔ جن کا ٹھکانہ جہنم ہے۔]

اور بہت سے شعرا نے اس واقعے کے متعلق اشعار کہے ہیں۔

المختصر مہلب عاقول پہنچ کر تین دن ٹھیرا اور پھر خوارج کی طرف چلا۔ جو سلّی اور سلّبری ۵ھ میں تھے۔ مہلب وہاں پہنچ کے ان کے قریب ہی ٹھہر گیا۔ وہ لوگوں میں لڑائی کا جوش پیدا کرنے کے لئے بعض اوقات من گھڑت باتیں کرتا تھا۔ بعض لوگ مہلب کو کذاب کہتے ہیں اور بعض کا یہ خیال ہے کہ وہ ہر حال میں کذاب تھا۔ مگر یہ درست نہیں ہے۔ کیونکہ وہ صرف دشمنوں کو دھوکا دینے کے لیے ایسا کرتا تھا۔ مہلب نے خوارج کے قریب خیمہ زن ہو کر خندق کھدوائی، اسلحہ تیار کیے، جاسوسوں، نگہبانوں اور لوگوں کو ان کے جھنڈوں تلے اپنے اپنے مقام پر مستعدی سے جما دیا۔ جب کبھی خوارج ان پر شب خون مارنے اور دھوکے سے حملہ کرنے کا ارادہ کرتے تو مہلب کی فوج کو چوکنا پاتے۔ خوارج کو کبھی مہلب جیسے دشمن سے سابقہ نہیں پڑا تھا۔

خوارج نے ایک رات عبیدہ بن ہلال اور زبیر بن ماحوز کو ایک فوج کے ساتھ روانہ کیا تا کہ وہ جا کر مہلب کے آدمیوں پر رات ہی کے وقت چھاپہ ماریں۔ انھوں نے جا کر لوگوں کے دہنے بائیں غل مچایا مگر ان کو پہلے سے مستعد پایا۔ آخر ان کے کچھ بھی ہاتھ نہ آیا۔ دوسری صبح کو مہلب خوب

Marfat.com

ساز وسامان کے ساتھ نکلا اور ازد و تمیم کو میمنہ پر اور بکر بن وائل اور عبدالقیس کو میسرہ کی طرف اور اہل عالیہ کو قلب میں رکھا۔ اُدھر سے خوارج بھی اپنے میمنہ پر عبیدہ بن ہلال الیشکری اور میسرہ پر زبیر ابن ماحوز کو مقرر کر کے مقابلے کو نکلے۔ اہل بصرہ کے مقابلے میں ان کے گھوڑے اچھے تھے اس لیے کہ انھوں نے کرمان سے اہواز تک کے درمیانی علاقہ کو جنگل سے صاف کر کے سیراب کر کے آباد کر لیا تھا۔ الغرض فریقین آمنے سامنے آئے اور نہایت شدت سے لڑائی ہونے لگی۔ تمام دن دونوں فریق داد شجاعت دیتے رہے۔ انجام کار خوارج نے ایک سخت حملہ کیا۔ جس سے لوگ حواس باختہ ہوکر بھاگے۔ کوئی کسی کی پروانہ کرتا تھا کہ کہاں ہے اور کس حال میں ہے۔ ہوتے ہوتے ہزیمت کی خبر بصرہ تک پہنچ گئی۔ اور وہاں کے باشندوں کو خوف دامن گیر ہوگیا۔ مہلب وہاں سے بسرعت روانہ ہوکر فرار ہونے والوں سے پہلے ہی ایک بلند مقام پر پہنچ گیا اور پکار کر کہا کہ اے اللہ کے بندو میرے پاس آؤ۔ چنانچہ اس کے پاس تین ہزار آدمی جمع ہوگئے۔ جن میں سے اکثر اس کی قوم ازد کے تھے۔ مہلب ان کو اور ان کے سامان کو دیکھ کر خوش ہوا۔ پھر ان کے سامنے ایک تقریر کی۔ ان کو جنگ کرنے پر برانگیختہ کیا۔ فتح ونصرت کا وعدہ کیا اور ان کو حکم دیا کہ ان میں سے ہر ایک شخص دس دس عدد پتھر اپنے ہاتھ میں لے لے۔ پھر کہا کہ اب تم ہمارے ساتھ ارجی لشکر کی طرف چلو کیونکہ وہ لوگ اس وقت بالکل بے خوف ہیں اور ان کے سوار اپنے بھائی بندوں کی تلاش میں گئے ہوئے ہیں۔ خدا کی قسم مجھے امید ہے کہ ابھی ان کے سوار ان کے پاس واپس نہ آسکیں گے کہ تم وہاں پہنچ کر ان کی فوج کو کاٹ کر رکھ دو گے اور ان کے سردار کو قتل کر دو گے۔ لوگوں نے قبول کیا۔ مہلب ان کو لے کر خوارج کی طرف پلٹا۔ اور جب تک کہ اس نے پہنچ کر ان پر دھاوا نہیں کیا ان کو مہلب کی آمد کی خبر نہیں ہوئی۔ عبداللہ بن ماحوز اور دیگر خوارج نے ان کا مقابلہ شروع کیا۔ مہلب کے ہمراہیوں نے ان پر سنگ باری کر کے پیس ڈالا۔ پھر نیزہ بازی اور شمشیر زنی شروع کی۔ کچھ عرصے کی جنگ کے بعد عبداللہ بن ماحوز اور اس کے بہت سے ہمراہی قتل ہوئے۔ اور مہلب نے ان کی فوج کو خوب لوٹا۔ جو خارجی اہل بصرہ کے تعاقب میں گئے تھے، واپس پلٹے۔ مہلب نے ان کی گوشمالی کے لیے سوار اور پیادے مقرر کر ہی رکھے تھے۔ جنھوں نے ان کو قرار واقعی سزا دی اور قتل کر دیا۔ جو باقی بچے وہ ذلیل وخوار اور مغلوب ہوکر واپس ہوئے۔ اس کے بعد وہ لوگ کرمان اور اصبہان کی طرف چلے گئے۔ کسی خارجی نے اصحاب مہلب کی

Marfat.com

سنگ باری کے متعلق کہا ہے۔(ترجمہ شعر):

[وہ ہمارے مقابلے میں ہم کو قتل کرنے کے لیے پتھر لے کر آیا۔ تجھ پر خدا کی مار ہو۔
کیا کبھی برابر والے بھی پتھر سے مرتے ہیں؟]

مہلب ان سے فارغ ہو کر اسی مقام پر ٹھہرے رہے یہاں تک کہ مصعب بن زبیر امیر بصرہ ہو کر آ گئے اور حارث بن ربیعہ معزول ہوئے۔ اسی جنگ کے متعلق صلتان العبدی کہتا ہے۔(ترجمہ شعر):

[سلّٰی اور سلّبری میں ان جوان مردوں کے مقامات شکست میں۔ جو کریم النسب
مقتول اور جن کے گالوں کے لیے کسی قسم کا سہارا بھی نصیب نہیں ہوا۔]

عبداللہ بن ماحوز کے قتل کے بعد خوارج نے زبیر بن ماحوز کو اپنا امیر بنا لیا۔ ادھر مہلب نے حارث بن ربیعہ کو اپنی فتح کی اطلاع دی۔ حارث نے وہ خط ابن زبیر کے پاس مکہ بھیج دیا تاکہ وہ اسے وہاں کے لوگوں کے سامنے پڑھ کر سنا دیں۔ حارث نے مہلب کو یہ خط لکھا:

"اَمَّا بَعْدُ۔ مجھے آپ کا وہ خط ملا جس میں آپ خدا کی مدد اور مسلمانوں کی فتح کا ذکر کرتے ہیں۔ پس اے برادر ازد۔ آپ کو دنیا کی شرافت و عزت اور آخرت کا ثواب اور اس کی فضیلت مبارک ہو۔"

مہلب اس خط کو پڑھ کر ہنس پڑا اور کہا کہ "کیا وہ مجھے سوائے اس کے کہ میں ازد کا بھائی بند ہوں اور کسی طرح نہیں جانتے۔ وہ ایک سخت اجڈ اعرابی ہے۔"

کہتے ہیں کہ مسلم سے پہلے عثمان بن عبید اللہ بن معمر نے خوارج اور نافع بن ازرق سے جنگ کی تھی۔ عثمان قتل ہوا تھا اور اس کے ہمراہی منہزم ہوئے تھے مگر خوارج میں سے بھی ایک خلق کثیر تہ تیغ ہوئی تھی۔ بعد میں ان کے مقابلے کے لیے بصرے سے حارثہ بن زید الغدانی روانہ ہوا مگر خوارج کو دیکھ کر سمجھ گیا کہ وہ ان کا مقابلہ نہ کر سکے گا۔ اس لیے اس نے اپنے ہمراہیوں سے کہا

کرنبوا و دولبوا — حیث شئتم فاذھبوا

[اب تم جو کچھ چاہو کھاؤ پیو اور جہاں چاہو پھرو۔ جاؤ۔]

اس کے بعد مسلم بن عبیس روانہ ہوا۔ کہتے ہیں کہ جب مہلب نے خوارج کو بصرے سے اہواز کی طرف بھگا دیا تو باقی سال وہ علاقۂ دجلہ ہی میں خراج وصول کرتا اور اپنے ہمراہیوں کے لیے

Marfat.com

سامان خوراک وغیرہ بہم پہنچاتا رہا۔ پھر بصرے سے اور لوگ بھی آپہنچے جس سے اس کے ہمراہیوں کی تعداد تیس ہزار ہوگئی۔ اس لحاظ سے خوارج کی ہزیمت ۶۶ھ میں واقع ہوئی۔

نجدہ بن عامر حنفی

اس کا نام نجدہ بن عامر بن عبداللہ بن ساد بن مفرّج حنفی ہے۔ وہ پہلے ابن ازرق کے ساتھ تھا مگر بعد میں اس کے عقائد کی وجہ سے، جس کا ذکر ہو چکا ہے، اس سے علیحدہ ہوگیا اور تہامہ پہنچ کر ابوطالوت کو اپنے پاس بلایا اور خضارم جا کر اسے خوب لوٹا۔ وہ مقام بنو حنفیہ کا تھا مگر معاویہ بن ابوسفیان نے اُسے ان سے لے کر وہاں غلام آباد کر دیے تھے۔ جن کی کل تعداد مع بچوں اور عورتوں کے چار ہزار تھی۔ نجدہ نے ۶۵ھ میں اُسے لوٹ کر اپنے ہمراہیوں میں تقسیم کر دیا اور اس کی جماعت کی تعداد بھی بہت بڑھ گئی۔ اس کے بعد بحرین سے (اور بقول بعض بصرہ سے) ایک قافلہ نکلا جو کچھ مال واسباب لیے ہوئے ابن زبیر کے پاس جا رہا تھا۔ نجدہ نے اُسے راستے میں روک دیا اور اس سے تمام مال و اسباب لے کر خضارم میں ابوطالوت کے پاس چلا گیا۔ وہاں پہنچ کر اس نے وہ مال اپنے ہمراہیوں میں تقسیم کر دیا اور کہا کہ اس مال کو آپس میں تقسیم کرلو۔ ان غلاموں کو واپس کر دو۔ اور ان سے اپنی زمین کے جوتنے بونے کا کام لو کیونکہ اسی میں زیادہ نفع ہے۔ چنانچہ ان لوگوں نے مال واسباب کو آپس میں تقسیم کرلیا اور یہ کہہ کر کہ "ہمارے لیے ابوطالوت سے نجدہ بہتر ہے" ابوطالوت کو امارت سے علیحدہ کر دیا اور نجدہ سے بیعت کرلی۔ بعد میں ابوطالوت نے بھی اس کی بیعت کرلی۔ یہ ۶۶ھ کا واقعہ ہے۔ جب کہ نجدہ کی عمر (۳۰) سال کی تھی۔

پھر نجدہ بنو کعب بن ربیعہ بن عامر بن صعصعہ کی طرف گیا۔ ذوالمجاز میں مقابلہ ہوا۔ نجدہ نے ان کو شکست دی۔ اور بڑی بے رحمی سے قتل کیا۔ قرّہ بن ہبیرۃ القشیری کے دو بیٹے کلاب اور عطیف خوب جم کر لڑے اور لڑتے لڑتے مارے گئے۔ قیس بن رقاد الجعدی شکست کھا کر بھاگا۔ اس کے علاتی بھائی معاویہ نے اسے جا لیا اور کہا تم مجھے اپنے پیچھے بٹھا لو مگر اس نے نہ مانا۔

نجدہ یمامہ کی طرف واپس چلا گیا اور وہاں اس کی ہمراہیوں کی تعداد میں اضافہ ہو کر تین ہزار تک پہنچ گئی۔ ۶۷ھ میں وہ بحرین گیا۔ بنو ازد نے کہا کہ ہم کو اپنے والیوں کے مقابلے میں نجدہ زیادہ پسند

Marfat.com

ہے کیونکہ وہ جور وستم کو برا سمجھتا ہے اور ہمارے والی اسے روا رکھتے ہیں۔اس بنا پر انھوں نے نجدہ سے مصالحت کرنے کا ارادہ کرلیا۔مگر بنو عبدالقیس اور بنوازد کے علاوہ دیگر اہل بحرین نے متحد ہوکر نجدہ سے جنگ کرنے کا فیصلہ کیا۔اس پر بعض اہل ازد نے کہا کہ بہ نسبت ہمارے نجدہ تم سے قریب تر ہے کیونکہ تم سب کے سب بنو ربیعہ میں سے ہو۔اس لیے بہتر یہ ہے کہ تم اس سے جنگ نہ کرو۔ان میں سے بعض نے کہا کہ ہم نجدہ کو نہیں چھوڑیں گے کیونکہ وہ حروری ہے اور بے دین ہے کہ وہ ہم میں اپنے احکام نافذ کرے۔غرض کہ قطیف میں فریقین کا مقابلہ ہوا۔بنو عبدالقیس کو شکست ہوئی ان کے بہت سے آدمی قتل ہوئے۔اور اہل قطیف میں سے نجدہ نے جس جس کو ہوسکا قید کرلیا۔ایک شاعر کہتا ہے۔(ترجمہ شعر):

نصحتُ لعبد القیس یوم قسطیفها وما نفع نصحٍ، قیل، لا یتقبلُ

[میں نے جنگ قطیف کے دن عبدالقیس کو نصیحت کی مگر جب قبول ہی نہ ہو تو نصیحت سے کیا فائدہ؟]

نجدہ قطیف میں ٹھہر گیا۔اور اپنے بیٹے مطرّح کو ایک جماعت دے کر بنو عبدالقیس کی شکست خوردہ جماعت کی طرف روانہ کیا۔ثویر میں لڑائی ہوئی جس میں مطرّح بن نجدہ اور اس کے ہمراہیوں کی ایک جماعت کام آئی۔اس کے بعد نجدہ نے مقام خط کی طرف ایک فوج بھیجی جس کو اہل خط پر فتح حاصل ہوئی۔اور نجدہ بحرین ہی میں رکا رہا۔

جب مصعب بن زبیر ۶۹ھ میں بصرہ پہنچے تو عبداللہ بن عمیر لیثی الاعور کو چودہ ہزار آدمی دے کر نجدہ کی طرف روانہ کیا۔ابن عمیر کہنے لگا نجدہ ٹھہرے کیونکہ ہم بھاگنے والے نہیں ہیں۔چنانچہ عبداللہ وہاں سے روانہ ہوا۔اس وقت نجدہ قطیف میں تھا۔نجدہ نے غفلت کی حالت میں ابن عمیر کو آلیا۔دونوں ایک طول وطویل جنگ کے بعد علیحدہ ہوئے۔صبح کو ابن عمیر اپنی فوج کے مقتولین و مجروحین کی تعداد دیکھ کر خوف زدہ ہوگیا۔نجدہ نے اس پر دوبارہ حملہ کیا۔ابن عمیر کے آدمی نہ ٹھیر سکے اور پیٹھ دکھلا گئے۔نجدہ نے ان پر رحم نہیں کیا۔ان کی چھاؤنی کو جو کچھ اس کے ہاتھ آیا لوٹ لیا۔اسی میں کئی لونڈیاں بھی ان کے ہاتھ آئیں جس میں ابن عمیر کی ایک ام ولد بھی تھی۔نجدہ نے اس سے دریافت کیا کہ اسے اس کے آقا ابن عمیر کے پاس بھیج دیا جائے یا نہیں۔اس نے جواب دیا کہ مجھے ایسے شخص کے پاس واپس جانے کی ضرورت نہیں جس نے مجھے مصیبت اور تکلیف میں چھوڑ دیا ہو۔

Marfat.com

نجدہ نے ابن عمیر کو شکست دینے کے بعد عمان کی طرف بھی ایک فوج بھیجی جس پر عطیہ بن اسود الحنفی کو سپاہ سالار مقرر کیا۔ ان دنوں عمان پر عباد بن عبداللہ نے قبضہ کر رکھا تھا۔ وہ خود بہت بوڑھا آدمی تھا اس کے دونوں بیٹے سعید و سلیمان کشتیوں کی آمدنی سے عشر وصول کر لیتے تھے اور مختلف مقامات سے خراج وصول کر کے لاتے تھے۔ جب عطیہ ان کے مقابلے کے لیے آیا اور وہ اس سے لڑے۔ عباد مارا گیا اور عطیہ ان بلاد پر غالب آیا۔ پھر وہ چند ماہ وہاں ٹھیر کر وہاں سے روانہ ہو گیا اور ایک شخص کو جس کی کنیت ابو القاسم تھی اپنی جگہ وہاں مقرر کر گیا۔ مگر عباد کے بیٹوں سعید اور سلیمان اور اہل عمان نے ابو القاسم کو قتل کر دیا۔ اس کے بعد عطیہ اور نجدہ میں ناچاقی ہو گئی جس کو ہم ان شاء اللہ آگے چل کر بیان کریں گے۔ چنانچہ وہ عمان واپس گیا مگر چونکہ اس پر غلبہ نہ کر سکا۔ اس لیے سمندر کے راستے سے کرمان چلا گیا۔ جہاں پہنچ کر اس نے درہم۔ جن کا نام ''عطویہ'' رکھا۔ وہ کرمان ہی میں مقیم ہو گیا۔ مہلب نے اس کی سرکوبی کے لیے ایک فوج بھیجی اور وہ وہاں سے بھاگ کر پہلے بجستان اور پھر سندھ چلا گیا۔ مہلب کے سواروں نے اس کو قندابیل میں جا کر پکڑا اور قتل کر دیا۔ یہ بھی کہتے ہیں کہ ان کو خوارج نے قتل کیا۔

ابن عمیر کی شکست کے بعد نجدہ نے چند آدمیوں کو اہل بادیہ کی طرف روانہ کیا۔ تا کہ ان سے صدقہ وصول کرلائیں۔ ان کے آدمیوں نے کاظمہ میں بنو تمیم سے جنگ کی اہل طویلع نے بنو تمیم کی مدد کی اور ایک خارجی کو قتل کر دیا۔ نجدہ نے اہل طویلع کی سرزنش کے لیے چند آدمی روانہ کیے۔ جنھوں نے ان پر حملہ کیا۔ تیس سے کچھ زیادہ آدمی قتل کیے اور چند کو گرفتار کر لیا۔ اس کے بعد انھوں نے لوگوں سے صدقہ ادا کرنے کو کہا اور وصول کر لیا۔ پھر نجدہ ایک چھوٹا سا لشکر لے کر صنعاء گیا جہاں کے باشندوں نے اس سے بیعت کر لی۔ کیونکہ ان کو یہ شک ہوا کہ ابھی نجدہ کے پیچھے اور بھی بڑا لشکر چلا آ رہا ہے لیکن جب انھوں نے اس کی مدد کے لیے کسی کو آتے ہوئے نہ پایا تو اس سے بیعت کر لینے پر نادم ہوئے۔ نجدہ کو ان کے اس خیال کی اطلاع ہوئی تو کہا کہ اگر تم چاہو تو میں تمھاری بیعت کو معاف کر دوں اور تمھارے لیے اس کو حلال سمجھتا ہوا تم سے جنگ کروں۔ انھوں نے جواب دیا کہ ہم اپنی بیعت چھوڑنا نہیں چاہتے۔ جو لوگ اس کی بیعت کے مخالف تھے اپنے آدمی بھیج کر ان سے بھی اس نے صدقات وصول کر لئے۔ پھر نجدہ نے ابو فدیک کو حضرموت روانہ کیا جہاں سے اس نے ان کے باشندوں سے بھی صدقہ وصول کر لیا۔

نجدہ نے ۶۸ھ (اور بقول بعض ۶۹ھ میں) آٹھ سو ساٹھ آدمیوں کے ساتھ حج کیا اور یہ

Marfat.com

بھی کہا جاتا ہے کہ اس کے ہمراہی حاجیوں کی تعداد دو ہزار چھ سو تھی۔ اس نے ابن زبیر سے اس شرط پر صلح کی کہ ان میں سے ہر ایک اپنے اپنے اصحاب کو نماز پڑھائے اور ان ہی کے ساتھ رہے اور یہ کہ ایک دوسرے سے تعارض نہ کریں۔ حج کے بعد نجدہ مدینے کی طرف روانہ ہوا۔ اہل مدینہ نے اس سے جنگ کرنے کی تیاری کی اور عبداللہ ابن عمرؓ بھی تلوار باندھ کر تیار ہو گئے۔ نجدہ نخل تک پہنچا تھا کہ اس کو ابن عمرؓ کے ہتھیار باندھنے کی خبر ملی۔ جسے سن کر وہ طائف لوٹ گیا۔

وہاں پہنچ کر عبداللہ بن عمرو بن عثمان کی ایک بیٹی (یعنی حضرت عثمان کی پڑپوتی) پر قبضہ کر لیا جو اپنے شوہر کے پاس تھی۔ نجدہ کے بعض ہمراہیوں نے کہا کہ وہ اسے خاص اپنے لیے رکھنا چاہتا ہے۔ لہٰذا انھوں نے بطور آزمائش کے اس سے اس لڑکی کے فروخت کر دینے کو کہا۔ اس نے جواب دیا کہ میں نے اس سے اپنے حصے کو علیحدہ ہی رکھا ہے اور وہ شریف اور آزاد عورت ہے۔ اس شخص نے کہا کہ آپ مجھ سے اس کا نکاح کر دیجیے۔ کہا کہ وہ بالغہ ہے اور اپنی آپ مالکہ ہے میں اس سے اجازت طلب کرتا ہوں۔ چنانچہ وہ اسی وقت اپنی مجلس سے اٹھ کر اس کے پاس گیا اور واپس آ کر کہا کہ میں نے اس سے اجازت طلب کی مگر وہ نکاح کرنے سے انکار کرتی ہے۔

کہتے ہیں کہ عبدالملک بن مروان یا عبداللہ بن زبیر نے نجدہ کو لکھا تھا کہ اگر اس (عورت) کے بارے میں تم نے کوئی ناشائستہ حرکت کی تو میں تمھارے علاقہ کو اس طرح پامال و برباد کر دوں گا کہ اس میں بنی بکر کا شخص نظر نہ آئے گا۔ نجدہ نے ابن عمرؓ سے چند امور کے متعلق سوال کیا۔ انھوں نے لکھا کہ ''ابن عباس سے دریافت کرو'' چنانچہ ان سے دریافت کیا گیا۔ ابن عباس اور اس کے جو سوال و جواب ہوئے ہیں وہ مشہور ہیں۔

جب نجدہ طائف سے روانہ ہوا تو عاصم بن عروہ ابن مسعود ثقفی نے اس کے پاس جا کر اپنی قوم کی طرف سے اس سے بیعت کر لی اور نجدہ طائف میں داخل نہیں ہوا۔

جب حجاج بن زبیر سے جنگ کرنے کے لیے طائف گیا تو اس نے عاصم سے کہا کہ ''اے دو رخ! کیا تو نے نجدہ سے بیعت کر لی ہے؟'' کہا ''ہاں خدا کی قسم! سچ ہے بلکہ میں دس رخا آدمی ہوں میں نے نجدہ سے بیعت رضا کر کے اسے اپنی قوم اور شہر سے نکال دیا۔'' نجدہ نے حاروق کو (جو ایک فسادی شخص تھا) طائف۔ تبالہ اور سراۃ پر اور سعد الطلائع کو نجران کے قرب و جوار کے علاقوں پر عامل مقرر

Marfat.com

کیا اور خود بحرین واپس جا کر اہل حرمین کے لیے وہاں سے اور یمامہ سے سامان آذوقہ وخوراک کو بند کر دیا۔اس پر ابن عباس نے اس کو لکھا کہ ''جب ثمامہ بن اثال مسلمان ہو گئے تھے اور انھوں نے اہل مکہ کے لیے جو مشرک تھے خوراک کا سامان بند کر دیا تھا۔تو رسول اللہ ﷺ نے ان کو یہ تحریر فرمایا تھا کہ ''اہل مکہ بھی اللہ کے بندے ہیں۔ان کی خوراک کو بند نہ کرو۔'' چنانچہ ثمامہ نے پھر جاری کر دیا۔'' تم نے ہماری خوراک بند کر دی ہے حالانکہ ہم مسلمان ہیں''۔اس پر نجدہ نے خوراک کا راستہ کھول دیا۔نجدہ کے اعمال مختلف اطراف میں کام کرتے تھے۔تا آنکہ ان میں اور نجدہ میں اختلاف واقع ہو گیا اور لوگوں نے اس میں طمع کرنی شروع کی۔حاروق کا یہ حال ہوا کہ اسے طائف میں تلاش کیا گیا۔وہ فرار ہو گیا لیکن ابھی ایک گھاٹی میں ہی تھا کہ اسے وہاں چند آدمی ملے۔جنھوں نے اسے پتھر مار مار کر قتل کر دیا۔

نجدہ کا قتل

ان واقعات کے بعد نجدہ اور اس کے اصحاب میں اختلاف ہو گیا۔جس کے چند اسباب تھے جن سے وہ نجدہ سے ناخوش ہو گئے تھے۔ایک سبب تو یہ تھا کہ ابوسنان حی بن وائل نے نجدہ سے کہا کہ جن لوگوں نے تقیہ کر کے آپ کی دعوت قبول کی ہے ان سب کو قتل کر دیجیے۔اس پر نجدہ نے ابو سنان کو گالیاں دیں اور ابوسنان نے نجدہ کو قتل کرنے کی ٹھان لی۔نجدہ نے اس سے پوچھا کیا خدا نے کسی شخص کو علم غیب دیا ہے۔کہا نہیں۔کہا کہ تو ہم پر واجب ہے کہ ہم صرف حالات ظاہری کے مطابق حکم لگایا کریں۔اس پر ابوسنان پھر نجدہ کے پاس سے چلا گیا۔

دوسرا سبب یہ ہوا کہ عطیہ بن اسود نجدہ کے خلاف ہو گیا (اس کا ذکر ہو چکا ہے) جس کی وجہ یہ ہوئی کہ نجدہ نے دو فوجیں روانہ کیں۔ایک سمندر کی طرف اور ایک خشکی کی طرف اور بحری فوج کو بری فوج سے زیادہ مال ومتاع دیا۔عطیہ نے اس سے اس قدر جھگڑا کیا کہ نجدہ کو غصہ آ گیا اور اس نے عطیہ کو گالیاں دیں جس سے عطیہ اس سے ناخوش ہو گیا۔اور لوگوں کو اس کے خلاف جمع کیا۔ایک موقع پر نجدہ سے ایک شخص کا ذکر کیا گیا کہ وہ شراب پیتا ہے۔اس نے کہا کہ وہ شخص اپنے دشمنوں پر بہت سخت ہے اور اس طرح تو رسول اللہ ﷺ نے مشرکین سے بھی امداد طلب کی ہے۔عبدالملک نے نجدہ کو خط لکھ کر اپنی اطاعت کرنے کے لیے کہا اور وعدہ کیا کہ اس کے عوض میں اس کو یمامہ کا عامل بنا دے گا اور

Marfat.com

جو کچھ اس نے لوٹا ہے اور جتنے آدمیوں کو قتل کیا ہے اس سب کو بخش دے گا۔ عطیہ نے نجدہ کو اس پر طعنہ دیا اور کہا کہ عبدالملک نے یہ اس لیے لکھا ہے کہ اس کو نجدہ کے مذہب کی کمزوری معلوم ہوئی۔ اس کے بعد عطیہ نجدہ سے جدا ہو کر عمان چلا گیا۔

اس اختلاف کا ایک سبب یہ بھی تھا کہ چند آدمیوں نے نجدہ سے علیحدگی اختیار کر کے اس سے مطالبہ کیا کہ تم کسی کو اپنا جانشین بنا دو۔ نجدہ نے قسم کھائی کہ اب واپس نہ جاؤں گا۔ پھر وہ لوگ نادم ہوئے کہ انھوں نے نجدہ سے اپنا جانشین مقرر کرنے کا کیوں مطالبہ کیا۔ وہ علیحدہ ہو گئے اور اس کے خلاف طرح طرح کی باتیں کرنے لگے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ اس کے اکثر ہمراہی اس سے منحرف ہو کے جدا ہو گئے اور ابوفدیک عبداللہ ابن ثور کو (جو بنو قیس بن ثعلبہ میں تھا) اپنا والی اور امیر بنا لیا۔

اس صورت حال کے پیش نظر نجدہ روپوش ہو گیا۔ ابوفدیک نے اس کے تعاقب میں اپنے اصحاب کی ایک جماعت کو روانہ کیا اور کہا کہ اگر تم اس پر غالب آ جاؤ تو اسے میرے پاس پکڑ لانا۔ لوگوں نے ابوفدیک سے کہا کہ اگر آپ نے نجدہ کو قتل نہ کر دیا تو لوگ آپ سے بھی علیحدہ ہو جائیں گے۔ اس لیے ابوفدیک نے نجدہ کی تلاش میں بہت سرگرمی دکھائی۔ نجدہ ہجر کے ایک گاؤں میں روپوش ہو گیا۔ جن کے ہاں وہ چھپا ہوا تھا ان کے پاس ایک لونڈی تھی جس کے پاس اس قبیلے کا ایک چرواہا اس کے شوہر کی غیر حاضری میں آیا جایا کرتا تھا۔ اس لونڈی نے نجدہ سے کچھ خوشبو لی۔ اس چرواہے نے اس لونڈی سے خوشبو کا حال دریافت کیا۔ لونڈی نے سب کچھ بتلا دیا۔ اس شخص نے جا کر ابوفدیک کو نجدہ کی اطلاع کر دی۔ ابوفدیک کے ہمراہیوں نے نجدہ کو طلب کیا۔ نجدہ ان سے خائف ہو کر اپنے بنو تمیم کے بھائیوں کے ہاں روپوش ہو گیا۔ پھر اس نے عبدالملک کے پاس جانے کا قصد کیا اور اپنی بیوی کو اطلاع دینے کے لیے اپنے گھر گیا۔ ابوفدیک کے آدمیوں کو اس کی خبر ہو گئی اور وہ اس کی گرفتاری کے لیے اس کے گھر پہنچ گئے۔ ان میں سے ایک شخص نے آگے بڑھ کر نجدہ کو ان کے آمد کی خبر دے دی جسے سن کر وہ ہاتھ میں تلوار لیے ہوئے نکلا۔ اس شخص نے اپنا گھوڑا پیش کیا اور اس سے اتر کر کہا کہ میرے گھوڑے کو کوئی نہیں پکڑ سکتا۔ آپ اس پر سوار ہو جائیں شاید کہ آپ اس کے ذریعے سے جان بچا سکیں۔ اس نے کہا کہ میں زندگی نہیں چاہتا بلکہ میں یہاں شہید ہونے کے لیے آیا ہوں کیونکہ شہادت کے لیے اس سے بہتر اور کوئی جگہ نہیں۔ ابوفدیک کے آدمیوں نے اس کو ہر طرف گھیر کر (اس کے گھر کے دروازے پر)

Marfat.com

قتل کردیا۔ نجدہ یہ شعر پڑھتا جاتا تھا:

و ان جرّ مولانا علینا جریرة　　　صبرنا لها ان الکرامة الدعائم

[اگر ہمارا کوئی غلام بھی ہم پر کسی مصیبت کو لے آئے تو ہم صبر کرتے ہیں کیونکہ اشراف بمنزلہ ستونوں کے ہوتے ہیں۔]

نجدہ کے قتل کے بعد ابوفدیک کے چند ہمراہی ناخوش اس کو چھوڑ کر چلے گئے۔ پھر مسلم بن جبیر نے ابوفدیک پر حملہ کیا۔ مسلم نے ابوفدیک پر ایک چھری سے بارہ وار کیے۔ مسلم قتل کردیا گیا اور ابوفدیک کو اٹھا کر اس کے گھر پہنچا دیا گیا۔ جہاں وہ صحت یاب ہو گیا۔

مصعب کی مدینہ پر تقرری

اس سال عبداللہ بن زبیر نے مدینے سے اپنے بھائی عبیدہ بن زبیر کو معزول کیا اور اپنے ایک اور بھائی مصعب بن زبیر کو مقرر کیا۔ وجہ یہ ہوئی کہ عبیدہ نے لوگوں کے سامنے ایک تقریر کی جس میں کہا کہ ''کیا تم نے دیکھا کہ خدا نے ایک قوم سے اس کی اونٹنی کے بارے میں کیا سلوک کیا۔ جس کی قیمت پانچ درہم تھی۔'' اس وجہ سے ان کا نام مقوم الناقہ ہو گیا۔ عبداللہ ابن زبیر کو اس امر کی اطلاع ہوئی تو انھوں نے عبیدہ کو معزول کر کے ان کی جگہ مصعب کو مقرر کیا۔

خانہ کعبہ کی تعمیر

جب یزید کے زمانے میں اہل شام نے ابن زبیر سے جنگ کرنے کے دوران میں خانۂ کعبہ کو جلا دیا تو ابن زبیر نے اس کو اہل شام کی شناعت ظاہر کرنے کی غرض سے اسی طرح چھوڑ دیا تھا۔ جب یزید کے انتقال سے ابن زبیر کا امر مستقل ہو گیا تو انھوں نے کعبہ کو از سر نو بنانا شروع کیا کیونکہ خانۂ کعبہ کی دیواریں منجنیق کے پتھروں کی ضرب سے جھک گئی تھیں۔ اس لیے پہلے ان کے حکم سے اُسے گرا کر زمین کے برابر کردیا گیا۔ انھوں نے حجر اسود کو اپنے پاس ہی رکھ لیا۔ لوگ بنیاد کے پیچھے سے طواف کرتے رہے۔ پھر انھوں نے اس کے گرد دیوار قائم کر کے حجر اسود کو اس کے اندر رکھ دیا۔ اس بارے میں انھوں نے یہ دلیل پیش کی کہ رسول اللہ صلعم نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا تھا کہ

Marfat.com

اگر تمھاری قوم کے پھر کفر اختیار کر لینے کا خوف نہ ہوتا تو میں خانۂ کعبہ کو پھر حضرت ابراہیمؑ کی بنیادوں پر قائم کر دیتا اور اس میں حجر اسود کی زیادتی کر دیتا۔ اس لیے ابن زبیر نے اُسے کھودا تو ایک سخت بنیاد پائی۔ کارکنوں نے اس پتھر کو ہلایا جس میں سے ایک چمک پیدا ہوئی۔ ابن زبیر نے کہا کہ اسے اسی کی بنیادوں پر قائم کر دو۔ انھوں نے خانۂ کعبہ کے دو دروازے بنائے کہ لوگ ایک میں سے داخل ہوں اور دوسرے میں سے باہر چلے جائیں۔ یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ اس کی تعمیر ۶۴ھ میں ہوئی۔

ابن خازم اور بنوتمیم کی جنگ

اس سال خراسان میں ابن خازم السلمی اور بنوتمیم میں جنگ ہوئی جس کی وجہ یہ ہوئی کہ بنوتمیم کے جو افراد خراسان میں رہتے تھے انھوں نے بنو ربیعہ کے خلاف ابن خازم کی مدد کی۔ جس کا ذکر پہلے ہو چکا ہے، جب خراسان میں ابن خازم کا راستہ صاف ہو گیا تو اس نے بنوتمیم پر ظلم وستم کرنا شروع کیا۔ اس سے قبل وہ اپنے بیٹے محمد کو والیٔ ہرات بنا چکا تھا اور بکیر بن وشاح کو صاحب الشرطہ بنا کر شماس بن وثار العطاردی کو اس کے ساتھ کر دیا تھا۔ محمد کی ماں بنوتمیم میں سے تھی۔ جب ابن خازم نے بنوتمیم پر ظلم کرنا شروع کیا تو وہ اس کے بیٹے محمد کے پاس ہرات گئے۔ ابن خازم نے محمد کو اور شماس اور بکیر کو حکم لکھا کہ بنوتمیم کو ہرات میں نہ داخل ہونے دیا جائے۔ شماس تو بنوتمیم کے ساتھ ہو گیا۔ مگر بکیر نے ان کو روکا تاہم بنوتمیم ہرات میں اقامت پذیر ہو گئے۔ بکیر نے شماس کے پاس پیغام بھیجا کہ میں نے تم کو تیس ہزار درہم دیئے ہیں تم بنوتمیم میں سے ہر شخص کو ایک ایک ہزار دے دو۔ بشرطیکہ وہ یہاں سے چلے جائیں مگر بنوتمیم نے لینے سے انکار کر دیا اور محمد کی گرفتاری کے لیے وہیں ٹھیرے رہے۔ ایک مرتبہ محمد شکار کے لیے باہر گیا تو بنوتمیم نے اس کو گرفتار کر کے خوب سختی سے باندھ دیا اور پھر لوگ پانی پی پی کر جب جب پیشاب آتا اسی پر پیشاب کرتے رہے۔ شماس نے بنوتمیم سے کہا کہ اب جب تم نے اس کا یہ حال کر دیا ہے تو اُسے اپنے ان دو آدمیوں کے بدلے میں قتل بھی کر ڈالو جن کو اس نے چابک مارتے مارتے مار ڈالا تھا۔ واقعہ یہ تھا کہ محمد نے بنوتمیم کے دو آدمیوں کو چابک مارتے مارتے جان سے مار ڈالا تھا۔ غرض کہ بنوتمیم اُٹھے اور قتل کرنے کے لیے محمد کے پاس گئے مگر حیان بن مشجعۃ الضبی نے ان کو ایسا کرنے سے روکا اور اپنے آپ کو محمدؒ پر گرا دیا لیکن بنوتمیم نے نہ مانا اور آخر محمدؒ کو قتل کر دیا۔ ابن خازم نے اس وجہ سے حیان کا شکریہ ادا

Marfat.com

کیا اور بنوتمیم کے جن افراد کو قتل کیا ان میں حیان شامل نہ تھا۔ محمدؒ کے قتل میں جن لوگوں نے ہاتھ رنگے تھے ان میں سے ایک کا نام عجلہ اور دوسرے کا کسیب تھا۔ ابن خازم نے (نام سن کر) کہا کہ کسیب نے اپنی قوم کے لیے بُرا اکتساب کیا ہے اور عجلہ نے اپنی قوم کے لیے نتیجۂ بد پیدا کرنے میں عجلت کی ہے۔

بنوتمیم وہاں سے مرو چلے گئے اور حریش بن ہلال القریعی کو اپنا امیر بنالیا۔ ان میں سے اکثر نے متفقہ طور پر ابن خازم سے جنگ کرنے کی تجویز کی۔ چنانچہ حریش بن ہلال دو سال تک ابن خازم سے برسرپیکار رہا۔ آخر جب جنگ نے بہت طول کھینچا تو حریش نے نکل کر ابن خازم کو پکار کر کہا کہ اب ہم میں جنگ نے بہت طول پکڑلیا ہے۔ آخر میری اور تمھاری قوم کس بات پر لڑرہی ہے؟ بہتر ہے کہ تم باہر نکل کر مجھ سے لڑو۔ ہم میں سے جو شخص دوسرے کو قتل کردے وہی زمین کا مالک ہو جائے۔ ابن خازم نے کہا کہ تم انصاف کی بات کہتے ہو۔ چنانچہ دونوں دیر تک آپس میں شمشیر زنی اور ایک دوسرے پر سانڈوں کی طرح دھاوا کرتے رہے اور کوئی بھی کسی پر غالب نہ آسکا۔ جب ابن خازم کچھ غافل ہوا تو حریش نے اس کے سر پر وار کیا جس سے اس کی پشمینے کی ٹوپی اس کے چہرے پر گر پڑی اور حریش کی رکاب ٹوٹ گئی اور تلوار اچٹ کر الگ جا پڑی۔ ابن خازم اپنے گھوڑے کی گردن سے چمٹ کر اپنے ہمراہیوں کی طرف واپس چلا گیا۔ دوسرے دن پھر جنگ ہوئی اس دن کی چھوٹ کے بعد وہ لوگ کئی دن تک اسی طرح لڑتے رہے۔ آخر جب دونوں فریق جنگ سے تنگ آگئے تو وہ تین ٹکڑے ہو کر ایک طرف کو چلے گئے ایک فریق بحیر ابن ورقاء کے ساتھ نیشاپور گیا۔ ایک فریق کسی اور جانب نکل گیا اور ایک جماعت جس میں حریش بھی شامل تھا مـرو الـرّوذ کی طرف روانہ ہوگئی۔ ابن خازم نے ملحمہ نامی ایک گاؤں تک اس کا تعاقب کیا۔ حریش کے پاس اس وقت صرف بارہ آدمی رہ گئے تھے باقی سب چلے گئے تھے اور خراب وخستہ حال میں تھے۔

جب ابن خازم اس کے پاس پہنچا تو حریش اپنے ہمراہیوں کو لے کر نکلا۔ ابن خازم کے ایک غلام نے حریش پر حملہ کیا مگر اس سے کچھ فائدہ نہ ہوا تو حریش نے اپنے ایک ساتھی سے کہا کہ میری تلوار اس کے اسلحہ کے مقابلے میں کام نہیں کرتی تم مجھے کوئی لکڑی دے دو۔ اس نے اس کو عناب کی ایک لکڑی دے دی۔ حریش نے اسی سے اس غلام پر حملہ کیا۔ جس سے وہ ایندھن کی لکڑی کی طرح گر پڑا پھر حریش نے ابن خازم سے کہا کہ تم مجھ سے کیا چاہتے ہو میں ملک تو تمہارے لئے خالی کر چکا۔ ابن خازم نے کہا

Marfat.com

کہ تم پھر واپس آجاؤ گے۔ کہا کہ نہیں میں واپس نہ آؤں گا چنانچہ ان دونوں میں اسی شرط پر مصالحت ہوگئی کہ حریش خراسان سے نکل جائے اور پھر ابن خازم سے جنگ کے لیے واپس نہ آئے۔

ابن خازم نے اس کو چالیس ہزار(؟) دیا۔ حریش نے اس کے لیے قصر کا دروازہ کھول دیا اور ابن خازم اس میں داخل ہوگیا اور حریش کے قرض کے ادا کر دینے کا ذمہ لیا۔ پھر دونوں دیر تک آپس میں باتیں کرتے رہے ابن خازم کے سر کے زخم پر سے روئی کا ایک گالہ نیچے گر پڑا حریش نے اُسے اُٹھا کر پھر اس کی جگہ پر رکھ دیا۔ ابن خازم نے اس سے کہا کہ تمھارا آج کا چھونا اس دن کے چھونے سے زیادہ نرم ہے۔ حریش نے جواب دیا کہ میں خدا سے اور تم سے پناہ مانگتا ہوں۔ خدا کی قسم اگر اس دن میری رکاب نہ ٹوٹ گئی ہوتی تو تلوار یقیناً تمھارے سر میں گھس جاتی اسی بارے میں حریش نے یہ شعر کہے ہیں۔ (ترجمہ شعر):

> ''رُوینی نیزوں کے اُٹھانے اور رات بھر سفر کرنے نے میرے بازو کی ہڈی کو اس کی جگہ سے ہلا دیا۔ دو سال تک میں اس حالت میں ہوتا تھا کہ پتھر کے اوپر میرا ہاتھ میرے سر کے نیچے بطور تکیہ کے رکھا رہتا تھا۔ آنکھیں میری تلوار اور سر کے بالوں کو ایک مضبوط گھوڑے کی طرح پاتی تھیں''۔

متفرق واقعات/ وفیات

اس سال بصرہ میں طاعون کی وباء پھیلی ان دنوں بصرہ پر عبید اللہ بن معمر حکمران تھا۔ اس طاعون سے ایک خلق کثیر ہلاک ہوگئی۔ عبید اللہ کی والدہ کا بھی اسی میں انتقال ہوگیا۔ اس کے جنازے کو اُٹھانے کے لیے کوئی شخص نہ ملا آخر کار اجرت دے کر جنازہ اُٹھایا گیا۔

اس سال عبد اللہ ابن زبیر نے لوگوں کے ساتھ حج کیا۔ جب کہ مصعب مدینہ میں۔ ابن مطیع کوفہ میں۔ حارث بن ربیعہ المخزومی بصرہ میں اور عبد اللہ بن خازم خراسان میں حکمراں تھے۔

اسی سال عبد اللہ بن عمرو بن عاص السہمی نے انتقال کیا آخری عمر میں وہ نابینا ہوگئے تھے اور مصر میں انتقال کر گئے یہ بھی کہتے ہیں کہ ان کا انتقال ۶۸ھ میں ہوا۔

Marfat.com

حواشی وحوالہ جات:

۱ الاحزاب:۲۳۔

۲ آل عمران:۱۸۹۔

۳ ذوات الرایات یعنی جھنڈے والیاں۔عہد جاہلیت میں بعض کسبی عورتیں اپنے گھروں پر جھنڈے لگایا کرتی تھیں تاکہ خواہش مند لوگ ان تک پہنچ سکیں۔

۴ اہواز کے قریب یہ مناذر کے پہاڑ تھے۔

Marfat.com

چھبیسواں باب

٦٦ھ کے واقعات

مختار کا کوفہ پر حملہ

اس سال ۱۴ ربیع الاول کو مختار نے کوفے پر حملہ کیا اور عبداللہ بن زبیر کے عامل عبداللہ بن مطیع کو وہاں سے نکال دیا۔ اس کا سبب یہ ہوا کہ سلیمان بن صرد کے قتل کے بعد ان کے باقی ماندہ ہمراہی کوفے چلے گئے تھے۔ انھوں نے وہاں پہنچ کر مختار کو قید خانے ہی میں پایا کیونکہ اس کو عبداللہ ابن یزید الخطمی اور ابراہیم بن محمد بن طلحہ نے قید کر دیا تھا جس کا ذکر پہلے گذر چکا ہے۔ مختار نے ان لوگوں کو قید خانے سے ایک خط لکھا جس میں اس نے ان لوگوں کی تعریف کی۔ ان کو کامیابی کی امید دلائی اور بتایا کہ وہ (مختار) ہی وہ شخص ہے جس محمد بن علی المعروف بہ ابن الحنفیہ نے بدلہ لینے کا حکم دیا ہے۔ اس کے اس خط کو رفاعہ بن شداد مثنیٰ بن مُخرّ بہ العبدی، سعد بن حذیفہ بن یمان، یزید بن انس، احمر بن شمیط احمسی، عبداللہ بن شداد الجبلی اور عبداللہ بن کامل نے پڑھا اور سب نے ابن کامل کو یہ کہنے کے لئے مختار کے پاس بھیجا کہ ہم تمھارا ساتھ دینے کو تیار ہیں اگر تم چاہو تو ہم تم کو قید سے چھڑا لیں۔ ابن کامل اس کے پاس گیا اور یہ پیغام پہنچا دیا۔ مختار یہ سن کر بہت خوش ہوا اور ان لوگوں کو کہلا بھیجا کہ میں آج کل ہی میں یہاں سے نکلنے والا ہوں۔ واقعہ یہ تھا کہ مختار نے ابن عمرؓ کے پاس یہ پیغام بھیجا تھا کہ میں مظلوم ہوں اور مقید ہوں اور ان سے عبداللہ ابن یزید اور ابراہیم بن محمد ابن طلحہ کے پاس سفارش کرنے کی درخواست کی تھی۔ چنانچہ ابن عمرؓ نے ان دونوں کو لکھ دیا اور انھوں نے ان کی سفارش قبول کی۔ مختار کو قید سے نکال دیا اس کے لیے ضمانت لی اور یہ حلف لیا کہ اس کے بعد مختار ان سے مکر و بغاوت نہ کرے گا

Marfat.com

اور جب تک ان کی حکومت ہے، کوئی باغیانہ کارروائی نہیں کرے گا اور یہ کہ اگر مختار نے ایسا کیا تو اس پر لازم ہوگا کہ وہ خانہ کعبہ میں ایک ہزار اونٹ ذبح کرے اور اپنے تمام غلاموں اور لونڈیوں کو آزاد کر دے۔ ان شرائط پر مختار قید سے رہا ہو کر اپنے گھر پہنچ گیا اور اپنے ایک معتبر دوست سے کہا کہ ان کو خدا کی مار وہ لوگ کیسے احمق ہیں کہ یہ سمجھتے ہیں کہ میں ان سے وفا کروں گا۔ اس قسم کو پورا کرنے سے اس کا توڑنا اور ان لوگوں سے الگ رہنے کے بجائے ان پر حملہ کرنا بہتر ہے۔ اب رہا اونٹوں کا قربان کرنا اور اپنے غلاموں کو آزاد کرنا سو وہ میرے لئے تھوکنے سے زیادہ آسان ہے۔ کیونکہ میں یہ چاہتا ہوں کہ میرا کام پورا ہو جائے پھر خواہ میرے پاس کبھی ایک بھی غلام نہ رہے۔

اس کی رہائی کے بعد اس کے پاس شیعہ آنے جانے لگے اور اس کی رضا مندی پر متفق ہو گئے۔ مختار کے اصحاب کی تعداد روز بروز بڑھتی رہی اور اس کا امر زیادہ قوی ہوتا گیا یہاں تک کہ ابن زبیر نے عبداللہ بن یزید خطمی اور ابراہیم بن محمد بن طلحہ کو معزول کر کے عبداللہ بن مطیع کو ان کی جگہ عامل کوفہ مقرر کیا۔ کوفہ جاتے ہوئے اس کو راستے میں بجیر بن ریسان الحمیری ملا جس نے اس سے کہا کہ تم آج رات کو سفر نہ کرو کیونکہ آج چاند منزل ناطح میں ہے۔ ابن مطیع نے کہا ہم سوائے نطح (یعنی جنگ اور شرانگیزی) کے اور چاہتے ہی کیا ہیں۔ چنانچہ یہی اتفاق ہوا کہ اس کی حسب مراد کوفہ پہنچ کر نطح سے ہی واسطہ پڑا گویا مصیبت اس کی زبان کے ساتھ ہی تھی۔ وہ بہادر آدمی تھا۔ ابراہیم مدینہ گیا اور یہ کہہ کر خراج کم کر دیا کہ یہ فتنہ ہے۔ ابن زبیر نے اس کو کچھ نہیں کہا۔

ابن مطیع ماہ رمضان کے اختتام سے پانچ روز قبل کوفہ پہنچا اور اپنے شرطہ پر ایاس بن مضارب عجلی کو مقرر کر کے حسن سیرت اختیار کرنے اور شک کرنے والوں پر سختی کا حکم دیا۔ کوفہ پہنچ کر اس نے منبر پر بیٹھ کر ایک تقریر کی۔ جس میں کہا:

> اَمَّا بَعْدُ۔ امیر المومنین نے مجھ کو تمھارے شہر اور حدود کا حاکم بنا کر بھیجا ہے اور مجھے تمھارے اموال کو جمع کرنے اور یہ کہ بغیر تمھاری مرضی کے تمھارے اخراجات سے زائد خراج میں یہاں سے کہیں اور نہ منتقل کر دوں ۔ اور یہ فرمایا ہے کہ میں عمرؓ ابن الخطاب کی اس وصیت پر جو انھوں نے وفات کے وقت فرمائی تھی اور عثمانؓ کی سیرت پر عمل کروں۔ تم کو چاہیے کہ خدا سے ڈرو، استقامت پکڑو، آپس میں اختلاف نہ کرو اور اپنے سفہاء کے

Marfat.com

ہاتھوں کو روک دو۔ اگر تم نے ایسا نہیں کیا تو اپنے ہی نفسوں کو ملامت کرنا کیونکہ خدا کی قسم میں سقیم و سرکش کو سخت سزا دوں گا اور کمینہ اور شک کرنے والوں کی کجی کو سیدھا کر دوں گا۔"

یہ سن کر سائب بن مالک اشعری نے اُٹھ کر کہا

"آپ کے ہماری مرضی کے مطابق ہمارے محاصل کے باقی ماندہ حصے کو جمع کرنے اور لے جانے کی رائے کا یہ جواب ہے کہ ہم گواہی دیتے ہیں کہ ہم اس بات سے راضی نہیں کہ آپ اُس اضافی مال کو ہمارے ہاں سے لے جائیں۔ ہم چاہتے ہیں کہ اضافی مال بھی ہم ہی میں تقسیم ہو۔ آپ ہم سے صرف علیؓ بن ابی طالب ہی کی سیرت کے مطابق عمل کریں۔[۲] جو اپنی اسی سیرت کے ساتھ ہمارے ہاں آئے اور اُسی پر ان کا انتقال ہوا۔ نہ ہمیں اپنے محاصل ونفوس کے لیے عثمانؓ کی سیرت کی ضرورت ہے نہ عمرؓ کی۔ خواہ وہ ہمارے لیے باقی دونوں سیرتوں سے زیادہ آسان ہو اور وہ سب کے ساتھ بھلائی ہی کیا کرتے تھے۔"

یزید بن انس نے کہا کہ سائب سچ کہتے ہیں اور اچھی بات کہتے ہیں۔ ابن مطیع نے جواب دیا کہ جس سیرت اور طریق کو تم پسند کرو ہم اسی پر چلیں گے اور یہ کہہ کر وہ منبر پر سے اتر آیا۔

ایاس بن مضارب، ابن مطیع کے پاس گیا اور اس سے کہا کہ سائب بن مالک، مختار کے سر برآوردہ آدمیوں میں سے ہے۔ آپ مختار کو بلا بھیجئے اور جب وہ آجائے تو اُسے قید کر دیجیے تا وقتیکہ لوگوں کی حالت درست ہو کیونکہ اس کا امر اب مجتمع ہو گیا ہے اور بس وہ شہر پر حملہ کیا ہی چاہتا ہے۔ ابن مطیع نے بنو ہمدان کے زائدہ بن قدامہ اور حسین بن عبداللہ البرسی کو مختار کے پاس بھیجا اور ان دونوں نے اس سے جا کر کہا کہ تم کو امیر نے یاد کیا ہے چلو۔ مختار نے چلنے کا ارادہ کیا ہی تھا کہ زائدہ نے یہ آیت پڑھی: وَ اِذۡ یَمۡکُرُ بِکَ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا لِیُثۡبِتُوۡکَ اَوۡ یَقۡتُلُوۡکَ اَوۡ یُخۡرِجُوۡکَ۔[۳] اسے سن کر مختار نے لباس تبدیل کیا اور کہا کہ مجھے کمبل اُڑھا دو مجھے بخار سا معلوم ہوتا ہے اور سخت سردی لگ رہی ہے۔ آپ دونوں امیر کے پاس جایئے اور میرا حال سنا دیجیے۔ چنانچہ وہ دونوں امیر کے پاس واپس گئے اور ان کو مختار کا حال کہہ سنایا۔ ابن مطیع نے مختار کو چھوڑ دیا۔

اس کے بعد مختار اپنے ہمراہیوں کے پاس گیا اور ان کو مکانوں میں اپنے گرد جمع کر کے ماہ

Marfat.com

محرم میں کوفہ میں خروج کرنے کا ارادہ کیا۔ بنوشیام (جو بنو ہمدان کا ایک قبیلہ تھا) میں سے عبدالرحمٰن بن شریح نامی ایک شخص جو ایک شریف النسب آدمی تھا اور اس نے سعید ابن منقذ الثوری۔ سعر بن ابوسعر الحنفی۔ اسود بن جراد الکندی اور قدامہ بن مالک الجشمی سے مل کر کہا کہ مختار کا یہ ارادہ ہے کہ ہمیں لے کر شہر پر خروج کرے مگر ہمیں یہ معلوم نہیں ہے آیا اس کو واقعی ابن حنفیہ نے بھیجا بھی ہے یا نہیں۔ آؤ ہم سب مل کر ابن حنفیہ کے پاس چلیں اور ان کو خبر دیں کہ مختار ہم سے کیا کہتا ہے۔ اگر وہ ہم کو مختار کے اتباع کی اجازت دیں تو ہم اس کا اتباع کریں اور اگر وہ ہمیں ایسا کرنے سے منع کریں تو ہم رک جائیں۔ خدا کی قسم ہمیں دنیا سے زیادہ اپنے دین کی سلامتی کی فکر کرنی چاہیے۔ ان سب نے کہا کہ تم درست کہتے ہو۔

اسی قرارداد کے مطابق وہ سب مل کر ابن حنفیہ کے پاس پہنچے۔ انھوں نے ان سے اہل کوفہ کا حال پوچھا تو انھوں نے ان کو لوگوں کے حال کی خبر دی۔ پھر مختار کی دعوت کا ذکر کیا اور ان سے مختار کی پیروی کی اجازت طلب کی۔ جب وہ لوگ کلام کر چکے تو ابن حنفیہ نے خدائے تعالیٰ کی حمد و ثنا کرنے کے بعد کہا کہ تم لوگ جس شخص کا ذکر کرتے ہو کہ وہ تم کو ہم لوگوں کے خون کا بدلہ لینے کے لیے دعوت دیتا ہے اس کے متعلق میں یہ کہتا ہوں کہ میں خود یہ چاہتا ہوں کہ اگر خدا کو منظور ہو تو وہ اپنی مخلوق میں سے جس شخص کے ذریعہ سے چاہے ہم کو ہمارے عدو کے خلاف مدد دے۔ اور اگر نہ چاہتا تو کہہ دیتا کہ ایسا نہ کرو۔ یہ جواب پا کر وہ سب وہاں سے واپس روانہ ہو گئے۔

کوفہ میں بہت سے شیعہ جو ان کی روانگی کی کیفیت سے واقف تھے ان کی واپسی کے انتظار میں تھے۔ خود مختار کو یہ امر شاق گذر رہا تھا اور اس کو اندیشہ تھا کہ مبادا وہ لوگ آ کر کچھ ایسی بات کہہ دیں کہ جس کی وجہ سے شیعہ اس کو چھوڑ کر چل دیں۔ جب وہ لوگ کوفہ واپس پہنچے تو اپنے اپنے گھروں کو جانے سے پہلے وہ سب مختار کے پاس گئے۔ مختار نے کہا کہو کیا خبر ہے معلوم ہوتا ہے کہ تم لوگوں کے دلوں میں فتنہ وشک پیدا ہو گیا ہے۔ انھوں نے جواب دیا کہ ہم کو تمھارے اتباع کا حکم دیا گیا ہے۔ مختار نے کہا کہ اللہ اکبر! میرے پاس شیعوں کو بلا لاؤ چنانچہ جو جو شیعہ اس سے قریب تھے سب جمع ہو گئے۔ مختار نے ان سے کہا کہ چند صاحبوں کی رائے ہوئی کہ میں جس امر کی دعوت دیتا ہوں اس کی تصدیق کریں چنانچہ انھوں نے امام مہدی سے جا کر اس امر کے متعلق سوال کیا جو میں آپ کے پاس لے کر آیا ہوں۔ انھوں نے ان صاحبوں کو بتا دیا کہ میں ان کا وزیر، مددگار اور سفیر ہوں اور انھوں نے آپ کو حکم دیا ہے کہ مخلین

Marfat.com

سے جنگ کرنے اور آپ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہٰ وسلم کے برگزیدہ اہل بیت کے خون کا بدلہ طلب کرنے کے بارے میں آپ میری پیروی کریں۔اس کے بعد عبدالرحمٰن بن شریح نے کھڑے ہو کر اپنا حال اور سفر کی کیفیت سُنائی اور یہ بتایا کہ ابن حنفیہ نے اس کو مختار کی مدد کرنے کا حکم دیا ہے۔ پھر کہا کہ چاہیے کہ جو یہاں موجود ہیں وہ غائب کو یہ خبر پہنچا دیں۔اب تم سب مستعد اور تیار ہو جاؤ۔ اس کے بعد اس کے دیگر اصحاب میں سے اور بھی کئی نے کھڑے ہو کر اسی قسم کی تقریریں کیں۔اس طرح مختار کے پاس شیعہ جمع ہونے شروع ہوئے۔جن میں شعبی اور اس کا باپ شراحیل بھی شامل تھے۔

جب مختار نے تیاری مکمل کر لی تو خروج کا حکم دے دیا۔ایک شخص نے اس کو مشورہ دیا کہ اشراف کوفہ نے اس پر اتفاق کر لیا ہے کہ وہ ابن مطیع کے ساتھ ہو کر تم سے لڑیں لیکن اگر ابراہیم بن اشتر ہماری دعوت کو قبول کر لیں تو یہ ہمارے لئے باعث تقویت ہوگا کیونکہ وہ ایک نوجوان سردار ہیں اور شریف النفس شخص کے بیٹے ہیں اور ان کا قبیلہ بھی معزز اور کثیر التعداد ہے۔مختار نے ان سے کہا کہ تم لوگ ان کے پاس جاؤ اور انھیں دعوت دو کہ ہمارے ساتھ شریک ہوں۔ چنانچہ وہ شعبی کو ہمراہ لے کر ابراہیم بن اشتر کے پاس گئے ان سے اپنا حال بیان کیا۔مدد کی درخواست کی اور ان کے والد کو حضرت علیؓ (کرم اللہ وجہہ) اور ان کے اہل بیت سے جو محبت اور تعلق تھا اس کا بھی ذکر کیا۔ابراہیم نے جواب دیا کہ میں حسینؓ اور ان کے اہل بیت کے خون کا بدلہ طلب کرنے میں آپ کا ساتھ دوں گا مگر اس شرط پر کہ آپ مجھے ہی اپنا والی امر بنائیں۔انھوں نے کہا کہ اس میں شک نہیں کہ آپ اس کے اہل ضرور ہیں لیکن ایسا کرنے کی کوئی سبیل نہیں۔مختار، مہدی کی طرف سے اس جنگ وقتال پر مامور ہوا ہے اور ہمیں اس کی اطاعت کا حکم دیا گیا ہے۔یہ سُن کر ابراہیم خاموش ہو گئے اور کچھ جواب نہیں دیا وہ لوگ وہاں سے واپس آئے اور مختار کو قصہ سنایا۔

مختار تین دن کے توقف کے بعد اپنے دس بارہ اصحاب کو لے کر ابراہیم کی طرف روانہ ہو گیا جن میں شعبی اور اس کا باپ بھی شامل تھے۔یہ سب مل کر ابراہیم کے پاس اندر گئے۔ابراہیم نے کچھ مسندیں بچھوائیں جن پر وہ سب بیٹھ گئے اور مختار ان کے ہی پاس فرش پر بیٹھ گیا۔ پھر مختار نے ابراہیم سے کہا دیکھیے کہ مہدی محمد بن علیؓ امیر المومنین جو خدا کے انبیاء اور رسل کے بعد آج اہل زمین میں بہترین شخص ہیں اور اس شخص کے صاحبزادے ہیں جو آج سے قبل اہل زمین کا بہترین آدمی تھا، کا یہ خط

Marfat.com

ہے اور وہ آپ سے درخواست کرتے ہیں کہ آپ ہماری مدد کریں اور ہمارا ہاتھ بٹائیں۔ شعبی کہتے ہیں کہ وہ خط میرے پاس تھا۔ مختار نے مجھ سے کہا کہ وہ خط ان کو دے دوں۔ شعبی نے وہ خط ابراہیم کے ہاتھ میں دے دیا اور انھوں نے اُسے پڑھا اس میں تحریر تھا: ''من جانب محمد المہدی بنام ابراہیم بن مالک الاشتر۔ سلام علیک میں تمھارے پاس اس خدا کی حمد بجالاتا ہوں جس کے سوا اور کوئی معبود نہیں ہے۔ اَمّا بَعدُ۔ میں نے تم لوگوں کے پاس اپنا وہ وزیر اور امین بھیجا ہے جس کو میں نے اپنے لیے منتخب کیا ہے۔ میں نے اُسے حکم دیا ہے کہ وہ میرے دشمن سے جنگ کرے اور میرے اہل بیت کے خون کا بدلہ لے۔ تم خود بھی اس کے ساتھ جاؤ اور اپنے قبیلے اور دیگر مطیعین کو بھی لے جاؤ۔ اگر تم نے میری مدد کی اور میری دعوت کو قبول کیا تو اس سے تم کو میرے نزدیک فضیلت حاصل ہوگی اور میں نے گھوڑوں کی باگیں تمام لشکر غازی۔ ہر شہر۔ ہر منبر اور کوفہ وشام کے دور ترین شہروں کے درمیان کی تمام حدود ملک جس پر تم غلبہ حاصل کرلو تمھارے ہی لیے وقف کیں۔''

جب ابراہیم اس خط کو پڑھ چکے تو انھوں نے کہا کہ ابن حنفیہ نے اب سے پہلے مجھے بارہا خط لکھے ہیں اور میں نے بھی ان کو خطوط لکھے ہیں مگر انھوں نے ہمیشہ صرف اپنا اور اپنے والد کا نام ہی لکھا ہے یہ اب کیا ہوگیا؟ مختار نے کہا کہ وہ زمانہ اور تھا اور یہ اور ہے۔ ابراہیم نے کہا کہ یہ کیسے معلوم ہو کہ یہ خط ان کا ہی ہے؟ اس پر مختار کے ہمراہیوں میں سے ایک جماعت کی جماعت نے جس میں زید ابن انس، احمر بن شمیط، عبداللہ بن کامل اور ماسوا شعبی کے اس کی تمام جماعت تھی اس امر کی شہادت دی۔ جب یہ شہادت پیش ہو چکی تو ابراہیم صدر فرش سے ہٹ گئے اور مختار کو اس پر بٹھا کر اس سے بیعت کی۔ اس کے بعد وہ سب ان کے پاس سے چلے گئے تب ابراہیم نے شعبی سے کہا کہ میں نے دیکھا کہ اور لوگوں کے ساتھ نہ تم نے شہادت دی نہ تمھارے والد نے۔ کیا تم سمجھتے ہو کہ ان لوگوں نے سچی شہادت دی ہے۔ شعبی نے کہا کہ یہ لوگ سرداران قراء، شیوخ شہر اور شہسواران عرب ہیں۔ ایسے لوگ سوائے حق اور کچھ نہیں کہہ سکتے۔ شعبی نے ان سب کے نام لکھ کر ابراہیم کے پاس چھوڑ دیئے پھر ابراہیم نے اپنے قبیلے اور دوسرے اطاعت والوں کو بلایا۔ وہ اکثر شام کے وقت مختار کے پاس آیا جایا کرتے تھے اور سب مل کر اپنے امور کی تدبیر اور انتظام پر غور کیا کرتے تھے آخر ان کی رائے اس پر مجتمع ہوئی کہ وہ ۶۶ھ کی ۱۴/ ربیع الاول کو جمعرات کی رات کو خروج کریں۔ جب وہ رات قریب آگئی تو ابراہیم نے مغرب کے وقت اپنے

Marfat.com

اصحاب کے ساتھ نماز پڑھی پھر وہ خود اور اپنے اصحاب کو مسلح کر کے مختار کے پاس جانے کو نکلے۔

اس اثنا میں ایاس بن مضارب نے عبداللہ بن مطیع سے جا کر کہا کہ مختار آج کل ہی میں کسی رات کو آپ کے خلاف خروج کرنے والا ہے۔ میں نے اپنے بیٹے کو ''کناسہ'' میں بھیجا ہے۔ اگر آپ کوفے کے ہر بڑے بڑے محلے کی طرف اپنے اہل اطاعت کی ایک ایک جماعت کو بھیج دیں تو مختار اور اس کے اصحاب ڈر کر آپ کے خلاف خروج کرنے سے رک جائیں گے۔ چنانچہ ابن مطیع نے عبدالرحمٰن بن سعید بن قیس ہمدانی کو جبانہ سبیع کی طرف روانہ کیا اور ان سے کہا کہ تم میرے لیے اپنے آدمیوں کے انتظام کے ذمہ دار ہو۔ جاؤ اور کوئی نئی بات پیدا نہ ہونے دو۔ پھر کعب بن ابی کعب خثعمی کو جبانہ بشر۔ زحر بن قیس جعفی کو جبانہ کندہ، عبدالرحمٰن بن مخنف کو جبانہ الصائدین، شمر بن ذی الجوشن کو جبانہ سالم اور یزید بن رُویم کو جبانہ مراد کی طرف بھیجا اور ہر ایک کو یہ نصیحت کی کہ اس کی جانب سے کوئی نہ آنے پائے۔ شبث بن ربعی کو سبخہ کی طرف روانہ کیا اور کہا کہ جب تم لوگوں کی آواز سنو تو ان کی طرف جاؤ۔

یہ سب لوگ پیر کے دن ان محلوں کی طرف روانہ ہوئے اور ابراہیم بن اشتر منگل کی رات کو مختار کے پاس جانے کے ارادے سے چلے۔ ان کو یہ خبر مل چکی تھی کہ محلوں میں لوگ بھرے ہوئے ہیں اور یہ کہ ایاس ابن مضارب نے اپنے تمام اہل شرط کے ساتھ بازار و قصر کو گھیر لیا ہے۔ اس لیے انھوں نے اپنے تقریباً سو ہمراہیوں کو ساتھ لیا جنھوں نے زرہوں کے اوپر قبائیں پہن لی تھیں۔ ان کے ہمراہیوں نے ان سے کہا کہ مرکزی راستے سے ہٹ کر چلیے۔ انھوں نے جواب دیا کہ خدا کی قسم میں ضرور بازار کے وسط ہی میں سے قصر کے پاس سے ہو کر جاؤں گا۔ میں اپنے دشمنوں کو مرعوب کر دوں گا اور دکھا دوں گا کہ وہ ہمارے مقابلے میں ذلیل و کمزور ہیں۔ چنانچہ وہ باب الفیل سے ہوتے ہوئے عمرو بن حریث کے مکان کے پاس سے گزرے۔ راستے میں ان کو ایاس بن مضارب معہ اپنے اہل شرطہ کے ہتھیار لگائے ہوئے تیار ملا۔ ایاس نے پوچھا کہ تم کون ہو؟ ابراہیم نے جواب دیا کہ میں ہوں ابراہیم ابن اشتر۔ ایاس نے پوچھا کہ تمھارے ساتھ یہ جماعت کیسی ہے؟ اور تم کیا چاہتے ہو؟ جب تک تم کو پکڑ کر میں امیر کے پاس نہ لے چلوں میں تم کو نہ چھوڑوں گا۔ ابراہیم نے کہا کہ ہمارا راستہ چھوڑ دو۔ ایاس نے جواب دیا کہ میں نہیں چھوڑوں گا۔ ایاس بن مضارب کے ہمراہ بنو ہمدان کا ایک شخص تھا جس کو ابو قطن کہا کرتے تھے۔ وہ ابن اشتر کا دوست تھا اور ان کی بہت تعظیم کیا کرتا تھا۔ ابن اشتر نے

Marfat.com

اس سے کہا کہ اے ابوقطن میرے پاس آ ؤ ابوقطن ان کے پاس گیا اور اس خیال میں تھا کہ شاید ابراہیم، ایاس کے پاس اپنی سفارش کرنے کے لیے بلاتے ہیں جب ابوقطن ابراہیم کے قریب آیا تو اس نے اس کا نیزہ چھین کر ایاس کی ہنسلی میں ایک ایسا کاری وار کیا کہ وہ گر پڑا پھر ابراہیم نے اپنی قوم کے ایک شخص کو حکم دیا جس نے ایاس کا سر کاٹ لیا۔ یہ کیفیت دیکھ کر ایاس کے تمام ساتھی منتشر ہو کر ابن مطیع کے پاس چلے گئے اور اس نے ایاس کی جگہ اس کے بیٹے راشد ابن ایاس کو سردار شرطہ مقرر کر کے بھیجا اور راشد کی جگہ سوید بن عبدالرحمٰن المنقری (یعنی قعقاع بن سوید کے باپ) کو کناسہ کی طرف روانہ کیا۔

ابراہیم بن اشتر، مختار کے پاس چلے گئے اور کہا کہ آپ ہم سے کل رات کو یہاں سے چلنے کا وعدہ کرتے ہیں حالانکہ اب حالت ایسی ہے کہ جس کی وجہ سے آج ہی رات کو خروج کرنا ضروری ہو گیا ہے۔ یہ کہہ کر انھوں نے مختار کو تمام حال سنایا۔ مختار ایاس کے قتل کی خبر سن کر خوش ہوا اور کہا کہ ان شاء اللہ یہ پہلی فتح ہے۔ پھر سعید بن منقذ سے مخاطب ہو کر کہا کہ تم جاؤ اور تیروں اور لکڑیوں کی مشعلیں بنا کر بلند کرو اور اے عبداللہ ابن شداد جاؤ اور پکار کر کہو کہ ''   ''(اے فتح مندو) اور اے ابوسفیان بن لیلے اور قدامہ بن مالک تم دونوں بھی جاؤ اور بلند آواز سے پکارو''یا لثارات الحسین'' (اے حسین کا بدلہ لینے والو) پھر مختار نے بھی ہتھیار لگائے اور ابراہیم نے اس سے کہا کہ ان محلوں میں عامل کوفہ کی طرف سے جو لوگ مقرر ہوئے ہیں وہ ہمارے آدمیوں کو ہمارے پاس آنے سے روکتے ہیں۔ اگر میں اپنے ہمراہیوں سمیت اپنے قبیلے میں جاؤں اور ان لوگوں کو بلاؤں جنھوں نے ہماری دعوت کو قبول کر لیا ہے اور پھر انھیں لے کر کوفے کے اطراف چلا جاؤں اور وہاں سے اپنے شعار (یعنی مقررہ الفاظ) کے ساتھ لوگوں کو دعوت دیں تو جو لوگ خروج کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں وہ ضرور ہم سے آملیں گے۔ پھر جو آپ کے پاس آتا جائے اس کو اپنے پہلے ہمراہیوں میں شامل کرتے جایئے۔ اگر سرکاری لوگ آپ کے مقابلے میں جلدی کریں تو ان کے آپ تک پہنچنے تک میں آپ کے پاس پہنچ جاؤں گا۔ مختار نے کہا کہ آپ جلد روانہ ہو جایئے مگر آپ ہرگز ان کے امیر کے پاس پہنچ کر جنگ شروع نہ کر دیجیے گا اور سوائے اس صورت کے کہ کوئی شخص خود ہی آپ سے لڑنے میں ابتدا کرے جہاں تک ہو سکے کسی سے جنگ نہ کیجیے۔

ابراہیم ان سب کو لیے ہوئے اپنی قوم (یعنی قبیلے) کے پاس پہنچے اور جن جن اشخاص نے ان کی دعوت کو قبول کیا تھا وہ سب ان کے پاس آ کر جمع ہو گئے۔ ابراہیم ان سب کو لیے ہوئے تمام

Marfat.com

رات شہر کے راستوں میں گھومتے رہے مگر ان تمام جگہوں سے بچ بچ کر گذرتے تھے جن میں ابن مطیع نے اپنے امراء کو مقرر کر دیا تھا۔ جب ابراہیم مسجد سکون پہنچے تو ان کے پاس زحر بن قیس جعفی کی ایک جماعت پہنچی جن پر کوئی سردار نہ تھا۔ ابراہیم نے ان پر حملہ کیا اور بھگاتے بھگاتے بنو کندہ کے محلے میں پہنچا دیا اور ساتھ ہی یہ کہتے جاتے تھے کہ ''یا اللہ تو جانتا ہے کہ ہم تیرے نبی کے اہل بیت کے لیے غضبناک ہو رہے ہیں اور ان کی طرف سے بدلہ لے رہے ہیں ہمیں ان لوگوں پر فتح دے۔''

ابراہیم وہاں سے ان کو ہزیمت دے کر واپس آئے اور محلہ اثیر میں جا کر اپنے شعار (مقررہ الفاظ) ''یا منصور امت امت'' میں آواز دی اور توقف کیا۔ ادھر سے سوید ابن عبدالرحمٰن المنقری اس امید سے آگے بڑھا کہ ابراہیم کو قتل کر کے ابن مطیع کے ہاں معزز ہو جائے۔ ابراہیم نے اپنے ہمراہیوں سے کہا کہ ''اے خدا کے فوجیوں آگے بڑھو۔ تم بہ نسبت ان فاسقوں کے جنھوں نے تمہارے نبی کے اہل بیت کے خون سے اپنے ہاتھ رنگے ہیں فتح کے زیادہ حقدار ہو''۔ ابراہیم کے ہمراہی آگے بڑھے اور ابراہیم نے سوید کے آدمیوں پر حملہ کر کے انھیں صحراء کی طرف نکال دیا۔ وہ لوگ اس طرح بھاگے کہ ایک دوسرے پر چڑھے جاتے تھے اور آپس میں ایک دوسرے کو ملامت کرتے جاتے تھے۔ ابراہیم نے ان کا تعاقب جاری رکھا اور انھیں کناسہ میں داخل کر کے چھوڑا۔

ابراہیم سے ان کے اصحاب نے کہا کہ ان کا تعاقب کیے جائیے اور ان پر جو رعب طاری ہو گیا ہے اسے غنیمت سمجھیے انھوں نے جواب دیا کہ نہیں بلکہ ہمیں اپنے امیر کے پاس جانا چاہیے تاکہ ان کی پریشانی دور ہو اور ان کو ہماری فتح کا حال معلوم ہو کر ان کی اور ان کے ہمراہیوں کی قوت میں اضافہ ہو۔ گو کہ مجھے یہ بھی اندیشہ ضرور ہے کہ اس وقت تک وہ لوگ ان کے مقابلے کے لیے پہنچ گئے ہوں گے۔ غرض کہ ابراہیم وہاں سے روانہ ہو کر مختار کے دروازے پر پہنچ گئے جہاں انھوں نے بلند آوازیں سنیں اور آدمیوں کو جنگ کرتے ہوئے پایا کیونکہ سبخہ سے شبث ابن ربعی آ پہنچا تھا اور مختار نے یزید بن انس اور حجار بن ابجر عجلی کے مقابلے کے لیے احمر بن شمیط کو کھڑا کیا تھا۔ فریقین جنگ میں مشغول تھے کہ ابراہیم قصر کی طرف سے آ نکلے۔ حجار اور اس کے ہمراہی ابراہیم کو اپنے پیچھے سے آتا دیکھ کر ان کے پہنچنے سے پہلے ہی نہایت تنگی سے منتشر ہو گئے۔ ادھر قیس بن طھفۃ النھدی جو مختار کے اصحاب میں سے تھا تقریباً ایک سو آدمیوں کو لیے ہوئے آیا اور شبث ابن ربعی پر حملہ آور ہوا جو یزید بن

Marfat.com

انس سے مصروف پیکار تھے۔ انھوں نے راستہ دے دیا اور وہ سب ایک جگہ جمع ہو گئے۔

شبث بن ربعی نے ابن مطیع کے پاس جا کر کہا کہ "آپ ان تمام محلوں کے امراء اور باقی آدمیوں کو جمع کر کے ان لوگوں کے مقابلے میں نکل کر ان سے جنگ کیجیے کیونکہ ان کا معاملہ بہت مضبوط ہو چکا ہے۔" جب مختار کو اس کے اس قول کی اطلاع ہوئی تو وہ اپنے ہمراہیوں کی ایک جماعت لے کر روانہ ہوا اور دیر ہند کے پیچھے جا کر سبخہ میں ٹھہر گیا۔ ادھر سے ابوعثمان الہندی نے نکل کر بنوشاکر میں جو اپنے گھروں کے اندر جمع تھے اور کعب الخثعمی کے قرب کی وجہ سے وہاں سے نکلتے ہوئے ڈرتے تھے (کیونکہ کعب نے ان کے تمام راستوں کو روک رکھا تھا) بہ آواز بلند پکار کر کہا کہ "اے حسینؓ کا بدلہ لینے والو، اے میرے بھائی بندو، اے ہدایت یافتہ قبیلو، اہل بیت محمدؐ کا امین اور ان کا وزیر جنگ کے لیے نکلا ہے۔ اس وقت دیر ہند میں ہے اور اس نے مجھے تمھارے پاس دعوت دینے اور خوش خبری سنانے کے لیے بھیجا ہے۔ خدا تم پر رحمت نازل کرے آؤ۔ باہر آؤ"۔ چنانچہ وہ لوگ یالثارات الحسین کے نعرے لگاتے ہوئے باہر نکلے اور کعب سے لڑے۔ آخر کعب کو راستہ چھوڑ کر ہٹنا پڑا اور بنوشاکر وہاں سے روانہ ہو کر مختار کے پاس جا کر مقیم ہو گئے۔ عبداللہ بن قتادہ بھی تقریباً دو سو افراد کو اپنے ہمراہ لے کر نکلا اور مختار کے پاس جا کر ٹھہرا۔ کعب اس کے سامنے آ گیا تھا مگر جب اس کو یہ معلوم ہوا کہ وہ لوگ بھی اس ہی کے ہم قوم ہیں تو ان کو راستہ دے دیا۔ شیام بھی (جو بنو ہمدان کا ایک قبیلہ تھا) رات کے آخری حصے میں روانہ ہوا۔ عبدالرحمٰن بن سعید ہمدانی کو ان کی روانگی کی خبر ہوئی تو اس نے ان کے پاس کہلا بھیجا کہ اگر تم لوگ مختار کے پاس جا رہے ہو تو خبردار محلہ سبیع میں سے نہ گزرنا۔ غرض کہ وہ لوگ بھی مختار سے جا ملے اور اس طرح مختار کے پاس بارہ ہزار آدمیوں میں سے تین ہزار آٹھ سو آدمی ایسے پہنچ گئے جنھوں نے اس سے بیعت کی تھی۔ سب وقت فجر سے قبل ہی اس کے پاس جمع ہو گئے اور صبح ہونے تک وہ اپنی فوج کی ترتیب و آراستگی سے فارغ ہو چکا تھا۔ ابھی اندھیرا ہی تھا کہ اس نے اپنے اصحاب کے ساتھ نماز ادا کی۔ ابن مطیع نے تمام محلوں کے رہنے والوں کو حکم دیا کہ سب مسجد میں آئیں اور راشد ابن ایاس کو حکم دیا کہ وہ اعلان کر دے کہ جو رات کے وقت مسجد میں نہ آئے گا اس کا خون مباح ہوگا۔ چنانچہ سب لوگ جمع ہو گئے اور ابن مطیع نے شبث بن ربعی کو تقریباً تین ہزار آدمی دے کر مختار کی طرف روانہ کیا اور راشد ابن ایاس کو بھی چار ہزار شرطہ کے جوان دے کر بھیج دیا۔ شبث ابھی مختار کی طرف جا ہی رہا

Marfat.com

تھا کہ مختار کو اس کی آمد کی اطلاع ہوگئی وہ اسی وقت نماز فجر سے فارغ ہوا تھا۔ پھر اس نے ایک آدمی کو بھیجا جو جا کر شبث کی خبر لایا اُسی وقت سعر بن ابی سعر حنفی بھی جو مختار کے اصحاب میں سے تھا مختار کے پاس پہنچ گیا کیونکہ وہ اس سے پہلے کسی طرح نہ آسکتا تھا۔ اس نے راشد ابن ایاس کو راستے میں دیکھا اور مختار کو اس کے آنے کی بھی اطلاع دی۔ یہ سن کر مختار نے ابراہیم بن اشتر کو سات سو (اور بقول بعض چھ سو سوار اور چھ سو پیادے) دے کر راشد کے اور نعیم ابن ہبیرہ (یعنی مصقلہ بن ہبیرہ کے بھائی) کو تین سو سوار اور چھ سو پیادوں کے ہمراہ شبث ابن ربعی اور اس کے ہمراہیوں سے جنگ کرنے کے لیے روانہ کیا اور دونوں کو حکم دیا کہ جنگ کے شروع کرنے میں جلدی کریں اور اپنے دشمن کی زد میں نہ آئیں کیونکہ دشمن کی تعداد ان سے زیادہ تھی۔

ابراہیم تو راشد کی طرف گئے اور مختار نو سو آدمیوں کو لیے ہوئے شبث بن ربعی کی مسجد کے مقام پر یزید بن انس کے پاس پہنچا۔ نعیم بھی جنگ آزمائی کے لیے شبث کی طرف چلا اور وہاں پہنچ کر سخت جنگ کی۔ نعیم نے سعر ابن ابوسعر کو تو سواروں پر مقرر کیا اور خود پیادوں کو لے کر پیدل چلنے لگا۔ جنگ ہوتے ہوتے صبح ہوگئی۔ آفتاب نکل آیا اور دھوپ ہر طرف پھیل گئی۔ شبث کے ہمراہی شکست کھا کر بھاگے اور اپنے اپنے گھروں میں گھس گئے۔ شبث نے ان کو پکارا اور جنگ کے لیے برانگیختہ کیا۔ اس پر ان میں سے چند آدمی واپس آئے اور نعیم کے ہمراہیوں پر حملہ آور ہوئے جو اس وقت تک متفرق ہوگئے تھے۔ انھوں نے نعیم کے ساتھیوں کو بھگا دیا مگر نعیم ثابت قدمی سے لڑتا رہا۔ سعر بن ابوسعر اور اس کے چند ہمراہی بھی گرفتار ہوگئے۔ ان میں سے جو عرب تھے وہ چھوڑ دیئے گئے اور موالی قتل کر دیے گئے۔

پھر شبث نے وہاں سے کوچ کیا اور مختار کو جا گھیرا جو نعیم کے قتل کی وجہ سے سست ہوگیا تھا۔

ادھر بن مطیع نے یزید بن حارث بن رویم کو دو ہزار آدمی دے کر بھیجا اور اس نے جا کر تمام راستوں کے ناکے روک لیے۔ مختار نے یزید ابن انس کو اپنے سواروں کا سردار مقرر کر دیا اور خود پیادوں کو لے کر برآمد ہوا۔ شبث کے سواروں نے اس پر حملہ کیا مگر اس کے آدمی اپنی جگہ سے نہ ہلے۔ یزید نے ان سے کہا کہ شیعو تم لوگ قتل کیے جاتے تھے، تمھارے ہاتھ پاؤں کاٹے جاتے تھے، تمھاری آنکھیں پھوڑی جاتی تھیں اور تم کو درختوں کے تنوں پر لٹکایا جاتا تھا اور صرف اس لیے کہ تم کو اپنے نبیؐ کے اہل بیت سے محبت ہے اور پھر وہ بھی ایسی حالت میں کہ تم لوگ اپنے گھروں ہی میں رہتے تھے اور اپنے دشمن کی اطاعت کرتے

Marfat.com

تھے۔۵ پھر یہ بتاؤ کہ تم لوگ ان کو کیا سمجھتے ہو جو آج تمھارے مقابلے کے لیے نکلے ہیں۔ خدا کی قسم وہ تمھاری کسی آنکھ کو بغیر پھوڑے نہ چھوڑیں گے اور تم کو اچھی طرح قتل کریں گے اور یاد رکھو کہ تم اپنی اولاد وازواج اور اپنے اموال کے بارے میں ایسی ایسی حرکتیں دیکھو گے کہ جس سے موت اچھی ہے۔ خدا کی قسم تم کو سوائے صدق وصبر درست نیزہ زنی اور سخت شمشیر زنی کے اور کوئی چیز نجات نہیں دلا سکتی چنانچہ انھوں نے حملے کی تیاری کی اور اپنے امر کی درستی کے منتظر رہے اور اپنے گھوڑوں پر جم جم کر لڑنے لگے۔

ادھر ابراہیم ابن اشتر کی راشد سے مڈبھیڑ ہوئی تو انھوں نے یہ دیکھ کر کہ اس کے ساتھ چار ہزار آدمی ہیں اپنے آدمیوں سے کہا کہ خبردار ان لوگوں کی تعداد کی کثرت سے خوف زدہ نہ ہو جانا۔ خدا کی قسم اکثر اوقات دس کے لیے ایک آدمی بھی بھاری ہو جاتا ہے اور اللہ صابرین کے ساتھ ہے۔ خزیمہ بن نصر بھی سواروں کو ہمراہ لیے ہوئے ان کی مدد کو آپہنچا مگر گھوڑے پر سے اتر کر پیدل چلنے لگا۔ ابراہیم نے اپنے علم بردار سے کہا کہ اپنے جھنڈے کو لے کر آگے بڑھو۔ اُن لوگوں کے پاس جاؤ غرض کہ لوگ خوب جان توڑ کر لڑے اور خزیمہ بن نصر العبسی نے حملہ کر کے راشد کو قتل کر دیا اور پکارا کہ قسم ہے خدائے کعبہ کی میں نے راشد کو قتل کر دیا۔ اس سے راشد کے ہمراہی بھاگ گئے اور ابراہیم اور خزیمہ راشد کے قتل کے بعد اپنے اپنے آدمیوں کو ساتھ لے کر مختار کے پاس چلے گئے اور ایک مخبر کو راشد کے قتل کی خوش خبری سنانے کے لیے مختار کے پاس بھیجا۔ مختار اور اس کے اصحاب نے سنتے ہی تکبیر کہی۔ ان کے دل قوی ہو گئے اور ابن مطیع کے حامی سست پڑ گئے۔

پھر ابن مطیع نے حسان بن قائد بن بکر العبسی کو تقریباً دو ہزار آدمیوں کو ایک لشکر دے کر روانہ کیا۔ ابراہیم نے ان کو روکا تاکہ وہ ابن مطیع کی اس فوج سے جو سبخہ میں مقیم تھی ملنے نہ پائیں۔ ابراہیم بھی ان کی طرف بڑھے مگر وہ لوگ بغیر جنگ کیے پیچھے ہٹ گئے۔ خزیمہ نے اس پر حملہ کیا مگر پہچان کر کہا کہ ''حسان اگر تم سے مجھے قرابت نہ ہوتی تو میں تم کو ضرور قتل کر دیتا۔ اب جان بچا کر بھاگو۔'' اس کا گھوڑا پھسل گیا اور وہ گر پڑا۔ لوگ جلد جلد اس کی طرف بڑھے اور وہ کچھ عرصے تک ان کا مقابلہ کرتا رہا۔ پھر خزیمہ نے اس سے کہا کہ میں نے تم کو امان دی اب اپنی جان کے درپے نہ ہو۔ یہ کہہ کر لوگوں کو اس کے پاس سے ہٹا دیا اور ابراہیم سے کہا کہ میرے چچا زاد بھائی ہیں اور میں نے ان کو امان دی ہے۔ ابراہیم نے کہا کہ تم نے اچھا کیا۔ پھر اپنا گھوڑا منگا کر حسان کو سوار کرایا اور کہا کہ اب تم

Marfat.com

اپنے اہل وعیال کی طرف چلے جاؤ۔

بعدازاں ابراہیم، مختار کے پاس گیا حالانکہ شبث بن ربعی اس کو گھیرے ہوئے تھا۔ راستے میں ان کو یزید ابن حارث ملا جو۔۔۔کے قریب کے محلّوں کو روکے ہوئے کھڑا تھا وہ اس غرض سے ابراہیم کی طرف بڑھا کہ ان کو شبث اور اس کے ہمراہیوں سے ہٹادے۔ ابراہیم نے اپنے ساتھیوں کی ایک جماعت کو خزیمہ بن نصر کے ساتھ ادھر بھیج دیا اور خود مختار کی طرف چل پڑے۔ شبث کے ساتھ بھی اس کے آدمی موجود تھے۔ ان کے قریب پہنچ کر ابراہیم نے شبث پر حملہ کیا یزید ابن انس بھی حملہ آور ہوا نتیجہ یہ ہوا کہ شبث معہ اپنے ہمراہیوں کے کوفے کے مکانات کی طرف بھاگا۔ اُدھر خزیمہ ابن نصر نے یزید بن حارث پر دھاوا کیا اور بھگادیا۔ وہ لوگ محلوں کے ناکوں پر اور مکانوں کے اوپر جمع ہو گئے۔ مختار آگے بڑھا لیکن اس کے محلوں کے پاس پہنچنے پر تیراندازوں نے ان پر تیر برسا برسا کر ان کو اس راستے سے کوفے میں داخل ہونے سے روک دیا۔

لوگ۔۔۔سے ہزیمت کھا کر ابن مطیع کے پاس واپس چلے گئے۔ ابن مطیع کو راشد کے قتل کی خبر ملی تو وہ غش کھا کر گر پڑا۔ عمرو بن حجاج نے کہا کہ گرے کیوں پڑتے ہو ذرا باہر نکلو اور لوگوں کو اپنے دشمن کے خلاف جمع کرو۔ آدمی بہت ہیں اور سوائے اس جماعت کے جو تمھارے مقابلے کے لیے نکلی ہے باقی سب آدمی تمھارے ہی ساتھ ہیں۔ خدا ان لوگوں کو ضرور ذلیل وخوار کرے گا۔ میں سب سے پہلے جنگ کے لیے نکلتا ہوں تم چند آدمیوں کو میرے ساتھ بھیجو اور کچھ کسی اور کے ساتھ۔ یہ سن کر ابن مطیع باہر نکلا اور لوگوں میں کھڑے ہو کر ان کو ہزیمت کھانے پر زجر وتوبیخ کی اور مختار کے خلاف خروج کرنے کی تاکید کی۔

جب مختار نے دیکھا کہ یزید ابن حارث نے اس کو کوفے میں داخل ہونے سے روک دیا ہے تو وہ بنو مزینہ، احمس اور بارق کے مکانات کی طرف چلا۔ ان سب کے مکانات ایک دوسرے سے علیحدہ تھے ان لوگوں نے مختار کے ہمراہیوں کو پانی پلایا مگر کیونکہ خود مختار روزے سے تھا اس لیے اس نے پانی نہیں پیا۔ احمر ابن شمیط نے ابن کامل سے دریافت کیا کہ کیا مختار روزے سے ہے۔ کہاں ہاں! کہا کہ یہ اگر اس وقت روزہ افطار کرے تو اس کے لیے قوت کی بات ہوگی۔ ابن کامل نے کہا کہ وہ معصوم ہیں اور خوب جانتے ہیں کہ انھیں کیا کرنا چاہیے۔ احمر نے کہا کہ ہاں تم سچ کہتے ہو میں خدا سے اپنے اس گناہ کی

Marfat.com

بخشش چاہتا ہوں۔

مختار نے کہا کہ یہ مقام جنگ کے لیے نہایت موزوں ہے۔ابراہیم نے کہا کہ خدا نے ان لوگوں کو ہزیمت دی اوران کے دل مرعوب ہو گئے ہیں۔آپ ہمیں لے کر چلئے خدا کی قسم قصر تک کوئی شخص مانع نہ ہوگا۔مختار نے تمام سن رسیدہ اور ضعیف آدمیوں اوران کے اسباب وغیرہ کو وہیں چھوڑا اورابوعثمان النہدی کوان کا سردار بنادیا۔ابراہیم اس کے آگے آگے چلے ادھر ابن مطیع نے ابن حجاج کودو ہزار آدمی کے ساتھ روانہ کیا۔یہ معلوم کر کے مختار نے ابراہیم کو پیغام بھیجا کہ اُسے گھیر لو اور ٹھہرو مت۔چنانچہ ابراہیم نے اس کوگھیر لیااور وہیں ٹھہر گئے۔مزید براں مختار نے یزید بن انس کو بھی ابن حجاج کوروک رکھنے کا حکم دیا۔چنانچہ یزید اُدھر کوروانہ ہوگیا پھر مختار یزید کے پیچھے پیچھے گیااور خالد بن عبداللہ کے مقام پر ٹھہر گیا۔اتنے میں ابراہیم کناسہ کی جانب سے کوفے میں داخل ہونے کے لیے روانہ ہو گئے۔ شمر بن ذی الجوشن دو ہزار آدمیوں کولے کران کے مقابلے کے لیے آیا۔مختار نے سعید بن منقذ الہمدانی کواس کے مقابلے کے لیے بھیجا۔سعید نے اس کا مقابلہ کیااور ابراہیم کوآگے بڑھنے کے لیے کہلا بھیجا چنانچہ ابراہیم آگے بڑھے شبث کے محلے پر پہنچ کران کونوفل بن مساحق سے سابقہ پڑا جو دو ہزار آدمی لیے ہوئے کھڑا تھا۔ایک روایت ہے کہ اس کے ساتھ دو نہیں بلکہ پانچ ہزار آدمی تھے اور یہی صحیح بھی ہے کیونکہ ابن مطیع کے حکم سے منادی کرنے والے نے منادی کی تھی کہ سب لوگ ابن مساحق سے مل جائیں۔ابن مطیع خودنکل کرکناسہ میں جاٹھیرااور شبث ابن ربعی کوقصر پر مقرر کر گیا۔ابراہیم بن اشتر نے ابن مطیع کے قریب پہنچ کراپنے ہمراہیوں کو نیچے اتر کرلڑنے کا حکم دیااور کہا کہ خبردار تم کسی کے یہ کہنے سے خوف زدہ نہ ہوجانا کہ شبث آگیا،عتیبہ بن نہاس کا خاندان آگیا،اشعث،یزید بن حارث اورفلاں فلاں گھرانے کے لوگ آگئے۔غرض کہ انھوں نے اہل کوفہ کے تمام خاندانوں کا اسی طرح ذکر کیا پھر کہا کہ یادرکھو کہ یہ لوگ مہنگی تلواریں دیکھ کراس طرح ابن مطیع کوچھوڑ کر بھاگیں گے جیسے بکریاں بھیڑیے سے بھاگتی ہیں۔ان کے ہمراہیوں نے یہی کیا۔ابن اشتر نے بھی اپنی قبا (جس کے نیچے وہ زرہ پہنے ہوئے تھے) کے دامن کواٹھا کر پیٹی میں کھونس لیا اور حملہ کیا وہ لوگ ان کے حملے کی تاب نہ لاسکے اورایک دوسرے کوکچلتے ہوئے بھاگے اور راستوں کے ناکوں پر جمع ہوگئے۔اُدھر ابن اشتر نے بڑھ کرابن مساحق کے گھوڑے کی باگ پکڑلی اوراسے مارنے کے لیے اپنی تلوار اٹھائی ہی تھی کہ اس نے کہا کہ اے ابن اشتر

Marfat.com

کیا مجھ میں اور تم میں دوستی ہوگی یا تم مجھ سے ضرور خون کا بدلہ لینا چاہتے ہو۔ یہ سن کر انھوں نے اس کی جاں بخشی کی اور کہا کہ اس کو یاد رکھنا۔ چنانچہ ابن مساحق ابراہیم ابن اشتر کی اس مہربانی کو یاد کیا کرتا تھا۔ غرض کہ انھوں نے ان لوگوں کے پیچھے پیچھے کناسہ میں داخل ہوکر بازار اور مسجد کا راستہ لیا اور ابن مطیع کو عمرو بن حریث کے سوا باقی تمام شرفاء سمیت گھیر لیا کیونکہ وہ اپنے گھر چلا گیا تھا اور وہاں سے جنگل کو نکل گیا تھا۔ پھر مختار بھی پہنچ گیا وہ خود بازار میں ایک جگہ ٹھہر گیا اور قصر کے محاصرے کے لیے ابراہیم ابن اشتر کو مقرر کیا اور یزید ابن انس۔ احمر بن شمیط کو ان کے ساتھ کر دیا چنانچہ انھوں نے تین دن تک محاصرہ جاری رکھا۔ جب محاصرے میں بہت شدت ہونے لگی تو شبث نے ابن مطیع سے کہا کہ اب آپ اپنی اور اپنے ساتھیوں کی خیر منایئے خدا کی قسم نہ آپ ان کو بچا سکتے ہیں اور نہ وہ آپ کو۔ ابن مطیع نے کہا کہ تم لوگ مجھے کوئی تدبیر بتاؤ کہ میں کیا کروں۔ شبث نے کہا کہ میری رائے یہ ہے کہ آپ اپنے اور ہمارے سب کے لیے امان طلب کرلیں اور باہر نکل چلیں۔ نہ آپ خود کو ہلاکت میں ڈالئے اور نہ اپنے آدمیوں کو ابن مطیع نے جواب دیا کہ مجھے اس شخص سے امان مانگتے ہوئے نفرت ہوتی ہے خصوصاً اس حالت میں کہ حجاز اور بصرہ امیر المومنین کے ہاتھ میں ہے اور سب کچھ درستی کے ساتھ چل رہا ہے۔ شبث نے کہا کہ اگر یہی ہے تو آپ کسی طرح یہاں سے نکل جایئے کہ کسی کو کانوں کان خبر نہ ہو اور کوفے میں اپنے کسی معتبر شخص کے ہاں رہ جایئے پھر وہاں سے کسی طرح اپنے آقا و مالک کے پاس چلے جایئے گا۔

شبث کے علاوہ عبدالرحمٰن بن سعید، اسما بن خارجہ، ابن مخنف اور دیگر اشراف نے بھی یہی رائے دی۔ وہ شام تک ٹھہرا رہا پھر ان سب سے کہا کہ مجھے معلوم ہوگیا ہے کہ جن لوگوں نے تمھارے ساتھ یہ سلوک کیا ہے وہ تمھارے ارزل اور کمینوں میں سے ہیں اور یہ تمھارے اشراف اور اہل فضل اب بھی مطیع و فرماں بردار ہیں۔ میں اپنے آقا کے پاس جا کر اس امر کی اطلاع ان کو کردوں گا اور تمھاری اطاعت کیشی اور جہاد سے بھی ان کو مطلع کردوں گا تاکہ خدا کا امر پھر غالب ہو۔ ان سب نے اس کی بہت تعریف و توصیف کی اور ابن مطیع وہاں سے روانہ ہوکر ابوموسیٰؓ کے مکان میں جا ٹھہرے۔ ان کی روانگی کے بعد ابن مطیع کے اصحاب نے دروازہ کھول دیا اور کہا کہ اے ابن اشتر ہم امان چاہتے ہیں۔ انھوں نے جواب دیا کہ تم امان میں ہو۔ اس کے بعد ان سب نے نکل کر مختار سے بیعت کرلی۔ مختار قصر میں داخل ہوگیا اور وہیں رات بسر کی۔ صبح کو اشراف کوفہ اس سے مسجد اور قصر کے دروازے پر ملاقاتی

Marfat.com

ہوئے مختار بھی باہر نکلا اور منبر پر چڑھ کر کہا کہ:

"تمام تر تعریف اس اللہ کے لیے ہے جس نے اپنے دوست سے نصرت اور اپنے دشمن سے خسران کا وعدہ کیا ہے اور اس بارے میں آخر دہر تک کے لیے ایک وعدہ معقول اور قضاء مقضیٰ قائم کر دی ہے۔ اور مفتری ناکام ہوا ہے اے لوگو ہمارا جھنڈا بلند اور ہماری غایت وسیع ہے ہم سے کہا گیا کہ اپنا جھنڈا بلند کرو اور اپنی غرض اور غایت کو جاری کرو ہرگز نہ روکو ہم نے اپنے داعی کی دعوت اور اس کے قول کو سنا اور قبول کیا کتنے مرد اور عورتیں اس ہنگامے میں مرنے والوں کی موت کی خبر دے رہی ہیں جنھوں نے احسان کے بعد سرکشی کی پشت پھیر لی۔ نافرمانی کی اپنے عہد کو جھٹلا دیا اور پھر گئے ہاں اے لوگو آؤ اور بیعت ہدایت کرو اور قسم ہے اس ذات کی جس نے آسمان کو ایک مضبوط چھت بنایا ہے اور زمین میں راستے بنائے ہیں کہ تم نے حضرت علیؓ اور ان کے اہل بیت کی بیعت کے بعد پھر کبھی اس سے بہتر بیعت نہ کی ہوگی۔"

یہ کہہ کر وہ منبر پر سے اتر آیا پھر اشراف کوفہ نے اس کے پاس جا کر اس سے کتاب اللہ۔ سنت رسول اللہ۔ اہل بیت کے خونوں کا بدلہ طلب کرنے۔ محلین سے جہاد کرنے۔ ضعفاء سے دفع شر کرنے۔ اپنے لڑنے والوں سے لڑنے اور صلح کرنے والوں سے صلح کرنے پر بیعت کی ان بیعت کرنے والوں میں منذر بن حسان اور اس کا بیٹا حسان بھی شامل تھے جب وہ دونوں وہاں سے بیعت کر کے نکلے تو راستے میں منقذ ثوری سے سامنا ہوا جس کے ہمراہ شیعوں کی ایک جماعت تھی ان لوگوں نے ان دونوں کو دیکھتے ہی کہا کہ بخدا یہ دونوں ظالموں کے سرداروں میں سے ہیں اور منذر اور اس کے بیٹے حسان دونوں کو قتل کر دیا سعید نے ان کو ایسا کرنے سے روکا اور کہا کہ جب تک مختار کا حکم وصول نہ ہوا ایسا نہ کرو مگر وہ باز نہ آئے اور قتل کر دیا مختار نے یہ واقعہ سنا تو کراہیت کا اظہار کیا۔

اس کے بعد مختار لوگوں کو اُمید دلاتا اور اشراف کوفہ سے دوستی طلب کرتا اور ان سے حسن سلوک کرتا رہا اس سے کہا گیا کہ ابن مطیع ابو موسیٰ کے مکان میں ہے وہ سن کر خاموش ہو گیا مگر شام کو ایک لاکھ درہم ابن مطیع کے پاس بھیجے اور کہلا بھیجا کہ اس سے اپنا انتظام کرو مجھے معلوم ہے جہاں تم اقامت گزیں ہو اور میں جانتا ہوں کہ تم کو بے زری نے شہر چھوڑنے سے روکا ہے۔ ان دونوں میں دوستی تھی۔

Marfat.com

مختار نے بیت المال میں نوے لاکھ کی رقم پائی جس میں سے اس نے اپنے ان پانچ سو تین ہمراہیوں کو جو ابن مطیع کے محاصرہ قصر کے دوران میں لڑے تھے پانچ پانچ سو درہم اور ان چھ ہزار آدمیوں کو جو قصر کے محاصرے کے بعد ایک رات اور تین دن تک اس کے ساتھ رہے تھے دو دو سو درہم فی کس تقسیم کر دیئے اور اشراف کو اپنا ہم نشین بنایا اس نے اپنے شرطہ پر عبداللہ ابن کامل الشاکری کو اور اپنے محافظ دستے پر کیسان ابو عمرہ کو مقرر کیا ان دنوں مختار اشراف کوفہ سے باتوں میں مشغول تھا اور ابو عمرہ اس کے پاس کھڑا تھا کہ اس کے موالی ہمراہیوں میں سے ایک نے ابو عمرہ سے کہا کہ اے ابو اسحاق تم دیکھتے ہو کہ وہ اس وقت عرب سے مخاطب ہیں اور اس لیے ہماری طرف متوجہ نہیں ہوتے مختار نے اس سے پوچھا کہ یہ لوگ کیا کہتے ہیں ابو عمرہ نے بتایا مختار نے کہا کہ ان سے کہہ دو کہ تم اس بات سے گراں خاطر نہ ہو تم مجھ میں سے ہو اور میں تم میں سے ہوں پھر کچھ دیر خاموش رہنے کے بعد یہ آیت پڑھی کہ ''اِنَّامِنَ الْمُجْرِمِیْنَ مُنْتَقِمُوْنَ۔'' یہ سن کر ان موالی میں سے ایک نے دوسرے سے کہا کہ خدا کی قسم بس یہ سمجھو کہ تم (یعنی رؤسا) مارے ہی گئے تھے۔

مختار نے مختلف مقامات پر اپنے عمال مقرر کیے۔ سب سے پہلے اشتر کے بھائی عبداللہ بن حارث کو ارمینیا پر مقرر کیا۔ پھر محمد بن عمر عطارد کو آذر بائیجان، عبدالرحمٰن بن سعید بن قیس کو موصل، اسحاق بن مسعود کو مدائن اور سرزمین جوفی، قدامہ بن ابی عیسیٰ بن زمعہ نصری حلیف ثقیف کو بہقباذ اعلیٰ اور محمد بن کعب بن قرظہ کو بہقباذ اوسط پر مقرر کیا۔ سعد بن حذیفہ بن یمان کو حلوان روانہ کیا اور کردوں سے جنگ کرنے اور راستوں کے صاف کرنے کا حکم دیا۔

عبداللہ ابن زبیر نے محمد بن اشعث بن قیس کو حاکم موصل مقرر کیا تھا۔ جب امر حکومت مختار کے قبضۂ تصرف میں آیا اور اس نے عبدالرحمٰن ابن سعید کو موصل کا والی بنا دیا تو محمد وہاں سے تکریت چلا گیا اور دیکھتا رہا کہ حالات کا کیا رنگ ہے۔ بعد ازاں اس نے مختار کے پاس جا کر اس سے بیعت کر لی۔

جب مختار ان امور سے فارغ ہو گیا تو اس نے لوگوں کے مجمع میں اجلاس کرنا اور ان کے امور کا فیصلہ کرنا شروع کیا۔ پھر ایک مرتبہ کہا کہ میں جو کچھ کرنا چاہتا ہوں اس کی وجہ سے عہدۂ قضاء سے دست بردار ہوتا ہوں۔ چنانچہ اس نے شریح کو مقرر کیا کہ لوگوں کے معاملات فیصلہ کیا کرے مگر شریح نے لوگوں کے خوف سے مریض ہونے کا بہانہ کیا کیونکہ سب یہ کہا کرتے تھے کہ وہ عثمانی ہیں اور اس

Marfat.com

نے حجر بن عدی کے خلاف شہادت دی ہے اور یہ کہ اس نے ہانی بن عروۃ تک پیغام نہیں پہنچایا تھا اور حضرت علی (کرم اللہ وجہہٗ) نے ان کو عہدۂ قضا سے برطرف کر دیا تھا۔ شریح یہ سب باتیں سن کر بیماری کا بہانہ کر کے بیٹھ رہے اور مختار نے اس کی جگہ عبداللہ بن عتبہ بن مسعود کو مقرر کر دیا مگر جب عبداللہ بھی بیمار ہو گیا تو اس کے بجائے عبداللہ بن مالک الطائی کو مقرر کیا۔

قاتلین حسین علیہ السلام سے بدلہ

اس سال مختار نے اُن اہل کوفہ پر گرفت شروع کی جو حسینؓ کے قاتلوں میں شامل تھے اور اس کا سبب یہ ہوا کہ جب مروان ابن حکم مستقل طور پر شام میں جم گیا تو اس نے دو لشکر روانہ کیے ایک حُبیش بن دلجہ القینی کے ماتحت حجاز کی طرف جس کا حال اور حُبیش کے قتل کی کیفیت ہم پہلے بیان کر چکے ہیں اور دوسرا عبیداللہ بن زیاد کے ماتحت عراق کی جانب۔ ہم ابن زیاد اور توابین کا حال بھی بیان کر چکے ہیں۔ مروان نے ہر وہ علاقہ جس پر ابن زیاد قابض ہو جائے، ابن زیاد ہی کی ماتحتی میں دے دیا تھا۔ یہ بھی حکم دیا تھا کہ کوفہ پر تین مرتبہ لوٹ مار کی جائے۔ چنانچہ ابن زیاد جزیرے ہی میں رہ گیا جہاں بنو قیس عیلان اور زفر ابن حارث رہا کرتے تھے اور ابن زبیر کے مطیع تھے۔ عبیداللہ بن زیاد متواتر ایک سال تک بجائے عراق جانے کے ان ہی کے پیچھے پڑا رہا اتنے میں مروان کا انتقال ہو گیا اور اس کے بعد اس کا بیٹا عبدالملک تخت نشین ہوا جس نے ابن زیاد کو اپنے باپ کے قائم کیے ہوئے عہدے ہی پر رہنے دیا اور اُسے جدوجہد کرنے کی ہدایت کی۔ جب ابن زیاد کی زفر اور بنو قیس عیلان کے سامنے کچھ پیش نہ گئی تو وہ موصل کی طرف چلا گیا۔ مختار کے عامل عبدالرحمٰن ابن سعید نے مختار کو موصل میں اس کی آمد کی خبر لکھی اور لکھا کہ میں اس سے ہٹ کر تکریت آ گیا ہوں۔ اس پر مختار نے یزید بن انس اسدی کو بلا کر حکم دیا کہ تم موصل کی طرف جاؤ اور وہاں سے قریب ترین مقام پر جا کر ٹھیرو میں یہاں سے تمھاری کمک کے لیے اور فوجیں روانہ کروں گا۔ یزید نے کہا کہ آپ مجھے تین ہزار آدمی منتخب کر لینے دیں اور مجھے خود ہی کسی طرف جانے دیں پھر اگر مجھے مدد کی ضرورت ہوئی تو آپ کو لکھ کر مدد منگا لوں گا۔ مختار نے قبول کیا اور یزید تین ہزار منتخب آدمی لے کر کوفہ سے روانہ ہو گیا۔ مختار اُس کے ساتھ ہی چلا اور لوگ بھی مشایعت کے لیے ہمراہ ہو گئے بالآخر مختار نے اُسے رخصت کرتے وقت کہا کہ ''دیکھو جب تم دشمن سے

Marfat.com

آمنے سامنے ہوتو اس سے مناظرہ نہ کرو اور موقع ملے تو اسے ہاتھ سے نہ جانے دو۔ تم ہر روز اپنی خبر دیتے رہنا اور مدد کی ضرورت ہو تو مجھے لکھنا میں مدد کروں گا ورنہ میں سمجھوں گا کہ اپنی قوت وطاقت اور دشمن کو مرعوب کر لینے کی وجہ سے تم نے مجھ سے مدد نہیں مانگی۔ پھر لوگوں نے اس کے لیے اور اس نے ان سب کے لیے سلامتی کی دعا مانگی اور کہا کہ ''خدا سے میرے لیے شہادت کی دعا کرو۔ خدا کی قسم اگر مجھے فتح نصیب نہ ہوئی تو شہادت ضرور ملے گی''۔ پھر مختار نے (موصل کے عامل) عبدالرحمٰن بن سعید کو لکھا کہ تم اپنے ملک (یعنی موصل) کو چھوڑ دو اور اُسے یزید کے حوالے کر دو۔

غرض کہ یزید پہلے مدائن اور پھر موصل جانے کے لیے سرزمین جوخی اور راذانات کی طرف چلا گیا اور مقام باتلی میں جا کر مقیم ہوا۔ جب ابن زیاد کو اس کی آمد کی خبر ہوئی تو اس نے کہا کہ میں بھی ایک ایک ہزار کے مقابلے میں دو دو ہزار آدمی بھیجوں گا۔ اس نے ربیعہ بن مخارق الغنوی اور عبداللہ ابن جملہ خشعمی کو تین تین ہزار آدمی دے کر روانہ کیا۔ ربیعہ، عبداللہ کی روانگی سے ایک دن قبل روانہ ہو کر یزید ابن انس کے مقابلے کے لیے باتلی پہنچا۔ یزید بن انس گو نہایت بیمار تھا مگر ایک گدھے پر سوار ہو کر نکلا کہ اُسے لوگ تھامے ہوئے تھے۔ یزید نے اپنے ہمراہیوں کو تیار کیا ان کو آراستہ اور جنگ پر برانگیختہ کیا اور کہا کہ اگر میں ہلاک ہو جاؤں تو ورقاء بن عازب اسدی تمہارا امیر ہوگا۔ اگر وہ بھی ہلاک ہو جائے تو عبداللہ بن ضمرہ عذری اور اگر وہ بھی فوت ہو جائے تو سعر بن ابی سعر حنفی تم پر امیر ہوگا۔ اس نے اپنے میمنہ پر عبداللہ کو، میسرہ پر سعر کو اور سواروں پر ورقاء کو مقرر کیا۔ خود اتر پڑا اور اُسے لوگوں کے درمیان ایک تخت پر بٹھا دیا گیا۔ اس نے کہا کہ ''چاہے تم اپنے امیر کی طرف سے لڑو چاہے بھاگ جاؤ'' وہ برابر لوگوں کو مختلف کام کیے جانے کا حکم دیتا جاتا تھا اور کبھی غش کھاتا اور کبھی ہوش میں آجاتا تھا۔

فریقین نے عرفہ کے دن علی الصباح جنگ شروع کر دی اور چاشت کے وقت تک لڑائی نے خوب زور پکڑ لیا۔ اہل شام کو ہزیمت ہوئی۔ اُن کے پڑاؤ پر قبضہ کر لیا گیا پھر یزید کے ہمراہی ربیعہ بن مخارق کی طرف دوڑ پڑے جس کے آدمی اُسے چھوڑ چھوڑ کر بھاگ رہے تھے اور وہ اتر کر انھیں پکار پکار کر کہہ رہا تھا کہ ''اے والیاں حق میں ابن مخارق ہوں! اور تم اس وقت بھگوڑے غلاموں، اسلام کو ترک کرنے اور اس سے خارج ہو جانے والوں سے لڑ رہے ہو'' اس پر ایک جماعت اس کے گرد جمع ہوگئی اور اس کے ساتھ ہو کر جان توڑ کر لڑنے لگی تاہم آخر کار اہل شام منہزم ہوئے۔ ربیعہ بن

Marfat.com

مخارق، عبداللہ بن ورقاء اسدی اور عبداللہ بن ضمرہ عذری کے ہاتھوں سے قتل ہوا۔ شکست خوردہ شامی کچھ ہی دیر چلے ہوں گے کہ ان کو عبداللہ بن جملہ تین ہزار آدمیوں کے ہمراہ مل گیا۔ وہ لوگ عبداللہ کے ساتھ واپس آئے اور پھر آکر یزید کے مقابلہ میں ڈٹ گئے۔ رات بھر تو حفاظت کرتے رہے دوسری صبح کو عید الضحیٰ کے دن وہ لوگ جنگ کے لیے برآمد ہوئے اور نہایت شدت سے لڑے۔ ظہر کی نماز پڑھ کر پھر لڑنا شروع کیا بالآخر اہل شام کو ہزیمت ہوئی اور ابن جملہ کے ساتھ صرف ایک جماعت رہ گئی جو سختی سے لڑنے لگی۔ عبداللہ بن قراد خثعمی نے اس پر حملہ کیا اور قتل کر دیا پھر اہل کوفہ نے لشکر کو ہر طرف سے گھیر لیا۔ ان کو شدت سے قتل کیا اور تین سو آدمیوں کو گرفتار کر لیا جن کو یزید بن انس نے خود دم توڑتے وقت قتل کرنے کا حکم دیا۔ ان سب کو قتل کیا گیا اور اس کے بعد ہی یزید نے بھی شام کے وقت انتقال کیا۔ اس کے ہمراہیوں نے اُسے دفن کر دیا۔

اس نے ورقاء بن عازب اسدی کو اپنے بعد امیر مقرر کیا تھا۔ اسی نے جنازے کی نماز پڑھائی پھر اپنے اصحاب سے کہا کہ اب تمھاری کیا رائے ہے؟ مجھے معلوم ہوا ہے کہ ابن زیاد اسّی ہزار آدمی لے کر تمھارے مقابلے کے لیے آتا ہے۔ اب مجھے مشورہ دو کہ کیا کرنا چاہیے کیونکہ میری سمجھ میں نہیں آتا کہ ہم اس حالت میں اہل شام کا مقابلہ کر سکیں گے کہ یزید کا انتقال ہو چکا ہے اور ہم میں سے بعض لوگ لشکر سے چلے گئے ہیں۔ اگر آج ہم اپنی جانیں لے کر بھاگ جائیں تو وہ لوگ یہ کہیں گے کہ ہم اپنے امیر کی موت کی وجہ سے واپس چلے گئے حالانکہ وہ ہم سے خوف زدہ تھے۔ اور اگر ہم نے ان کا مقابلہ کیا تو ہم خطرے میں ہوں گے پھر اگر ہمیں انھوں نے شکست دی تو ان کو ہماری ہزیمت کل کچھ نفع نہ دے گی۔ لوگوں نے کہا کہ آپ کی رائے درست ہے اس کے بعد وہ وہاں سے چلے گئے۔

مختار کو اس امر کی اطلاع ہوئی۔ لوگ اس کے پاس جمع ہو گئے اور پوچھنے لگے کہ کیا یزید کا قتل ہو گیا ہے؟ کیونکہ انہیں معلوم نہیں تھا کہ اسے طبعی موت آئی تھی۔ مختار نے ابراہیم بن اشتر کو بلا کر سات ہزار سواروں کا امیر بنا دیا اور ان سے خفیہ طور پر کہا کہ تم یزید بن انس کی فوج کو دیکھو تو ان کو اپنی ماتحتی میں واپس لے جاؤ تا آنکہ ابن زیاد اور اس کے آدمیوں سے تمہارا مقابلہ ہو اور تم ان سے جنگ کرو۔ ابراہیم نے مقام حمام اعین میں اپنی فوج جمع کی اور روانہ ہوئے۔

روانگی کے بعد اشراف کوفہ شبث بن ربعی کے پاس جمع ہوئے اور کہنے لگے کہ واللہ مختار

Marfat.com

نے موالی کو سواریوں پر سوار کیا اور ہمارا مال ان کو دے دیا۔ شبث جو اُن کا سردار تھا جس نے زمانہ جاہلیت اور اسلام دونوں پائے تھے اس نے ان سب سے کہا کہ تم مجھے ذرا اس کے پاس ہو آنے دو چنانچہ اس نے مختار کے پاس پہنچ کر اشراف کے تمام پیش کردہ امور کو ایک ایک کر کے بیان کیا۔ مختار بھی یہی جواب دیتا تھا کہ ہاں مجھے منظور ہے۔ اس طرح مختار نے ان کی تمام خواہشیں پوری کر دیں۔ پھر شبث نے موالی اور ان کے مال کی شرکت کا ذکر کیا جس کے جواب میں مختار نے کہا کہ اگر میں تمہارے موالی کو چھوڑ دوں اور تمہارا مال صرف تمہارے ہی لیے وقف کر دوں تو کیا تم میرے ساتھ ہو کر بنوامیہ اور ابن زبیر سے لڑو گے؟ اور تم میرا اطمینان کرنے کے لیے جس طرح میں تم سے خدا کی قسم دے کر وعدہ طلب کروں وعدہ کرو گے؟ شبث نے کہا میں جا کر اپنے اصحاب سے بیان کرتا ہوں وہ جو کچھ کہیں گے آ کر آپ سے کہہ دوں گا۔

شبث اپنے اصحاب میں گیا اور پھر واپس نہ آیا ان سب کی متفقہ رائے یہ ہوئی کہ مختار سے جنگ کرنی چاہیے۔ چنانچہ شبث بن ربعی، محمد ابن اشعث، عبدالرحمٰن بن سعید ابن قیس اور شمر سب مل کر کعب بن ابی کعب خثعمی کے پاس گئے اور اس بارے میں اس سے بات کی، اس نے انہیں اس کی اجازت دے دی۔ پھر وہ عبدالرحمٰن بن مخنف ازدی کے پاس گئے اور اُسے بھی اپنے ساتھ شامل ہونے کو کہا اس نے کہا کہ اگر تم میری بات مانو تو بہتر ہے اس کا مقابلہ نہ کرو۔ انھوں نے پوچھا کیوں؟ کہا کہ اس لیے کہ مجھے خوف ہے کہ تم میں تفرقہ اور اختلاف ہو جائے گا اس شخص کے ساتھ تمہارے فلاں فلاں اشخاص بہادر اور شہسوار بھی موجود ہیں اور تمہارے غلام اور موالی بھی اسی کے ہیں ان لوگوں کے آپس میں کامل اتفاق اور یگانیت ہے اور تمہارے موالی کا یہ حال ہے کہ ان دشمنوں سے بھی زیادہ تم سے عدوات ہے۔ یاد رکھو وہ لوگ تم سے عربی شجاعت اور عجمی عدوات کے ساتھ لڑیں گے حالانکہ اگر تم کچھ اور عرصہ انتظار کرو تو تم ان کے لیے کافی ہو سکتے ہو کیونکہ اہل شام اور اہل بصرہ آ پہنچیں گے بلکہ تمہاری بھی ضرورت نہیں ہے وہ خود ہی ان کے لیے کافی ہیں۔

انھوں نے کہا کہ ہم تم کو خدا کا واسطہ دلاتے ہیں کہ ہماری مخالفت نہ کرو اور ہماری رائے اور اجماع میں فساد پیدا نہ کرو۔ اس نے جواب دیا کہ میں بھی تم میں سے ہی ہوں، جب چاہو خروج کرو۔ چنانچہ ابراہیم ابن اشتر کی روانگی کے بعد انھوں نے مختار پر دھاوا کیا اور ہر قبیلے کا رئیس اپنے اپنے قبیلے کو

Marfat.com

لے کر برآمد ہوا۔ جب مختار نے خروج کا حال سنا تو اس نے ایک قاصد ابراہیم ابن اشتر کے پاس بھیجا جو نہایت تیزی سے اس کے پاس ساباط پہنچا اور نہایت سرعت کے ساتھ واپس چلنے کو کہا۔

مختار نے باغیوں کے پاس پیغام بھیجا کہ یہ بتاؤ کہ تم کیا چاہتے ہو؟ جو کچھ تم کہو میں کرنے کو تیار ہوں۔ باغی اشراف نے کہا کہ ہم یہ چاہتے ہیں کہ تم ہم سے الگ ہو جاؤ کیونکہ تم کہتے ہو کہ تم کو ابن حنفیہ نے بھیجا ہے، حالانکہ انھوں نے نہیں بھیجا۔ مختار نے کہا اگر ایسا ہی ہے تو اپنی طرف سے ان کے پاس ایک وفد بھیجو اور ادھر سے میں بھی ایک وفد بھیجتا ہوں پھر تم انتظار کرو تا آنکہ حقیقت معلوم ہو جائے۔ اصل میں مختار کا مقصد یہ تھا کہ اس طرح ان سے گفتگو کرتے کرتے معاملے کو طول دے یہاں تک کہ ابراہیم بن اشتر آ پہنچے۔ پھر اس نے اپنے آدمیوں سے کہہ دیا کہ ان باغی اہل کوفہ کی کوئی کسی طرح مزاحمت نہ کرے حالانکہ اہل کوفہ نے ہر طرف سے ان کا راستہ بند کر رکھا تھا اور ان کے پاس ہر چیز تھوڑی تھوڑی پہنچتی تھی۔ بہر حال عبداللہ ابن سبیع میدان میں برآمد ہوا بنوشا کر نے اس سے نہایت سختی سے جنگ کی۔ عقبہ بن طارق جشمی بھی ان سے آملا اور اس کے ساتھ ہو کر لڑتا رہا یہاں تک کہ آخر کار اس نے ان کو مار کر ہٹا دیا۔ پھر عقبہ، شمر کے پاس چلا گیا جہاں بنوقیس عیلان بھی قبیلۂ سلول کے ساتھ موجود تھے، عبداللہ بن سبیع، بنوسبیع کو لیے ہوئے اہل یمن کے ہاں مقیم ہوا۔

مختار کا قاصد اسی دن شام کو ابن اشتر کے پاس پہنچ گیا اور ابن اشتر راتوں رات سفر کرتے رہے دن بھر سفر کیا اور شام کو وہ اور ان کے تمام جانور آرام کے خیال سے ٹھہر گئے۔ رات پھر سفر کیا اور دوسرے دن عصر کے وقت مختار کے پاس جا پہنچے۔ رات بھر مسجد میں قیام کیا اس تمام دوران میں ان کے تمام بڑے بڑے طاقتور آدمی ان کے ساتھ رہے۔ جب اہل یمن بنوسبیع کے محلے میں جمع ہوئے تو نماز کی امامت کے مسئلے پر ان میں اختلاف ہو گیا۔ اس پر عبدالرحمٰن بن مخنف ازدی نے کہا کہ سب سے پہلا اختلاف تم لوگوں میں یہی ہے۔ اب تم لوگوں کو یہ چاہیے کہ متفق ہو کر رضا مندی کے ساتھ سید القراء رفاعہ بن شداد بجلی کو امامت کے لیے آگے کرو۔ چنانچہ انھوں نے ایسا ہی کیا اور جنگ کے آغاز تک برابر وہی نماز پڑھاتے رہے۔

مختار نے بازار میں اپنی فوجوں کو آراستہ کیا جہاں کوئی عمارت وغیرہ نہ تھی۔ پھر ابن اشتر اس کے حکم سے بنومضر کی طرف گئے جن کے سردار شبث ابن ربعی اور محمدؒ ابن عمیر بن عطارد تھے جو

Marfat.com

کناسہ میں مقیم تھے۔ مختار نے ابراہیم بن اشتر کو اہل یمن کے مقابلے کے لئے نہیں بھیجا کیونکہ ابراہیم ان کا ہم قبیلہ تھا۔ لہٰذا مختار خود قبیلۂ سبیع کی طرف اہل یمن کے مقابلے کے لیے گیا اور عمرو بن سعید کے مکان کے پاس ٹھہر کر احمر ابن شمیط بجلی اور عبداللہ بن کامل الشاکری کو اپنے آگے روانہ کیا اور دونوں کو حکم دیا کہ جس راستے کا انھوں نے ذکر کیا تھا دونوں اُسی راستے پر چلیں اور خفیہ طور پر یہ بھی بتلا دیا کہ بنوشبام نے مجھے یہ خبر دی ہے کہ وہ بھی ان لوگوں کے پیچھے سے حملہ کرنے والے ہیں۔ الغرض وہ دونوں مختار کے حکم کے مطابق سفر کرتے کرتے اہل یمن تک پہنچ گئے فریقین میں ایسی سخت جنگ ہوئی کہ لوگوں نے شاید ہی کبھی ویسی جنگ دیکھی ہوگی نتیجہ یہ ہوا کہ احمر بن شمیط اور ابن کامل کے ہمراہی ہزیمت کھا کر مختار کے پاس پہنچے۔ مختار نے حال دریافت کیا تو انھوں نے بتایا کہ ہم کو ہزیمت ہوئی ہے مگر احمر بن شمیط وہیں مقیم ہے اور اس کے ساتھ کچھ آدمی بھی ہیں لیکن ابن کامل کے ہمراہیوں نے کہا کہ ہمیں معلوم نہیں کہ ابن کامل کیا کر رہا ہے۔ مختار ان کو اپنے ہمراہ لے کر قوم کی طرف چلا اور ابو عبداللہ الجدلی کے مکان پر پہنچ کر ٹھہر گیا پھر اس نے عبداللہ بن قراد خثعمی کو چار سو آدمی دے کر ابن کامل کی مدد کو روانہ کیا اور کہا کہ اگر وہ ہلاک ہو جائے تو تم اس کی جگہ پر متمکن ہو جانا بلکہ اگر وہ زندہ بھی ہو تو بھی تم لوگوں سے لڑو اور اپنے ہمراہیوں میں سے تین سو آدمی وہیں اس کے پاس چھوڑ دو اور باقی ایک سو کو لے کر حمام قطن کے راستے سے قبیلۂ سبیع کو چلے جاؤ۔ عبداللہ بن قراد نے وہاں پہنچ کر دیکھا کہ ابن کامل اپنی ایک جماعت کو جو نہایت استقلال کے ساتھ اس کا ساتھ دے رہی تھی اپنے ہمراہ لیے جنگ میں مصروف ہے۔ ابن قراد نے اپنے دو تین سو آدمی اس کے پاس چھوڑ دیئے اور باقی ایک سو کو لے کر بنو عبدالقیس کی مسجد پہنچا اور اپنے اصحاب سے کہا کہ میں یہ چاہتا ہوں کہ مختار خود باہر آئے اور مجھے یہ پسند نہیں کہ آج میری قوم کے اشراف ہلاک ہو جائیں خدا کی قسم مجھے یہ پسند ہے کہ میں خود مارا جاؤں مگر یہ پسند نہیں کہ وہ لوگ میری آنکھوں کے آگے ہلاک ہوں خیر پھر بھی تم ذرا ٹھیرے رہو کیونکہ میں نے سُنا ہے کہ بنوشبام ان لوگوں کے بعد حملہ آور ہونے والے ہیں شاید وہ پہنچ کر ہم کو اس علت سے بچالیں اس کے ساتھیوں نے قبول کیا چنانچہ ابن قراد نے وہیں مسجد عبدالقیس میں رات بسر کی۔

مختار نے مالک بن عمر النہدی (جو ایک شجاع آدمی تھا) اور عبداللہ ابن شریک النہدی کو چار سو آدمیوں کی معیت میں احمر بن شمیط کی طرف بھیجا وہ وہاں ایسے وقت میں پہنچا کہ لوگوں نے احمر کو ہر

Marfat.com

طرف سے گھیر لیا تھا چنانچہ فریقین میں سخت جنگ ہوئی۔

ابن اشتر بنو مضر کی طرف گیا اور وہاں شبث بن ربعی سے مقابلہ کرتے وقت کہا کہ اے کم بختو! تم یہاں سے چلے جاؤ میں نہیں چاہتا کہ بنو مضر کو میرے ہی ہاتھوں مصیبت پہنچے۔ مگر ان لوگوں نے نہ مانا اور ان سے لڑنے لگے ابن اشتر نے ان کو ہزیمت دی۔ جنگ میں حسان بن فائد العبسی زخمی ہو گیا اُسے اُٹھا کر اس کے گھر بھیج دیا گیا جہاں پہنچ کر اس کا انتقال ہو گیا۔ مختار نے بنو مضر کی ہزیمت کی خوش خبری سن کر احمر بن شمیط اور ابن کامل کے پاس بھی یہ خوش خبری پہنچادی جس سے ان کو تقویت ہوئی۔

اُدھر سے بنو شبام بھی آ کر جمع ہو گئے انھوں نے ابو القلوص کو اپنا سردار مقرر کیا کہ وہ سب مل کر اہل یمن پر پیچھے سے حملہ کریں اور ایک دوسرے سے کہنے لگے کہ اگر تم اپنی کوششوں کو مضر اور ربیعہ پر صرف کر دو تو بہت بہتر ہو گا مگر ابو القلوص خاموش رہا انھوں نے اس سے پوچھا کہ تمھاری کیا رائے ہے۔ اس نے جواب دیا کہ خدائے تعالیٰ کا ارشاد ہے ''جو کفار تمھارا مقابلہ کریں ان سے جنگ کرو'' [1] غرض کہ وہ لوگ اس کے ہمراہ اہل یمن کی طرف بڑھے۔ بنو سبیع کے محلے کے سرے پر اعسر الشاکری ملا جس کو انھوں نے قتل کر دیا اور قبیلے میں پکار کر کہا کہ ''اے حسینؓ کا بدلہ لینے والو۔ آؤ''۔ اس آواز کو یزید بن عمیر بن ذی مران الہمدانی نے سنا تو اس نے بھی پکار کر کہا کہ ''اے عثمان کا بدلہ لینے والو۔ آؤ'' رفاعہ بن شداد نے کہا کہ ہم کو عثمان سے کیا تعلق۔ میں ایسے لوگوں کے ساتھ ہو کر نہیں لڑوں گا جو عثمان کے خون کا بدلہ چاہتے ہیں۔ اس پر اس کی قوم کے چند افراد نے اس سے کہا کہ تم ہم کو یہاں تک لائے اور ہم نے تمھاری اطاعت کی اور جب ہم نے دیکھا کہ ہماری قوم پر تلوار چلا چاہتی ہے تو تم نے کہا کہ ان کو یہیں چھوڑ کر چلے جاؤ۔ یہ سن کر رفاعہ یہ شعر پڑھتے ہوئے ان کی طرف پھرا۔ (ترجمہ شعر):

انا ابنُ شداد علیٰ دین علی   لستُ لعثمان بن اروىٰ بوَلي

لاصلینَّ الیوم فیمن یصطلی   بحرَّ نار الحرب غیر موتل

[میں ابن شداد ہوں اور علی کے دین پر ہوں میں عثمان ابن اروىٰ کا دوست نہیں ہوں
میں آج بے فکر ہو کر آتش جنگ میں جلنے والوں کے ساتھ جلوں گا۔]

آخر اس نے لڑنا شروع کیا اور قتل ہوا۔ وہ مختار کے ساتھ تھا مگر جب اُسے مختار کی دروغ بافی معلوم ہوئی تو اس نے اس کو قتل کرنا چاہا مگر اس کا قول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول نے اُسے

Marfat.com

روک دیا کہ جس شخص کو کسی نے خون معاف کر کے اپنا امین بنالیا ہو اور وہ شخص اُسے قتل کر دے تو میں اس سے بری ہوں۔

اس جنگ کے دن وہ اہل کوفہ کے ہمراہ ہو کر لڑا جب اس نے یزید ابن عمر کو "عثمان کا بدلہ لینے والو" کہتے ہوئے سنا تو وہ ان کے ہاں سے واپس آ گیا اور مختار کی طرف سے لڑتا ہوا مارا گیا۔ یزید بن عمیر بن ذی مران اور نعمان بن صہبان الجرمی بھی قتل ہوئے موخر الذکر ایک دیندار شخص تھا۔ فرات ابن زحر بن قیس مارا گیا اس کا باپ زحر مجروح ہوا۔ عبداللہ بن سعید بن قیس اور عمر بن مخنف بھی جنگ میں کام آئے۔ عبدالرحمٰن بن مخنف لڑتے لڑتے مجروح ہوا۔ لوگ اس کو اپنے ہاتھوں میں اٹھا کر لے گئے مگر اس کو خبر نہیں ہوئی اس کے ارد گرد بنو ازد کے آدمی بھی جنگ کرتے رہے۔ الغرض اہل یمن کو سخت شکست ہوئی وادعیین کے مکانوں میں سے پانچ سو آدمیوں کو گرفتار کر کے پا بجولاں مختار کے پاس بھیج دیا گیا۔ مختار نے ان کو حاضر کرنے اور اپنے سامنے پیش کرنے کا حکم دیا اور کہا کہ یہ دیکھو کہ ان میں سے حسینؓ کے قتل میں کون کون شریک تھا اور مجھے بتاؤ۔ چنانچہ مختار نے ان میں سے ان سب کو قتل کر دیا جو حسینؓ کے قتل میں شامل تھے جن کی تعداد ۲۴۸ تھی۔ پھر اس کے ہمراہیوں نے موقع سے فائدہ اٹھا کر ان کو بھی قتل کرنا شروع کر دیا جو ان کو اذیت دیتے تھے مگر جب مختار نے یہ سنا تو اس نے باقی تمام قیدیوں کو چھوڑ دینے کا حکم دیا اور ان سب سے وعدہ لے لیا کہ نہ وہ لوگ اس کے دشمنوں سے ملیں گے اور نہ اس کے یا اس کے ہمراہیوں کے خلاف جنگ کریں گے۔ پھر مختار کے منادی نے منادی کر دی کہ سوائے ان لوگوں کے جو آل محمدؐ کے خون بہانے میں شریک تھے باقی ہر وہ شخص جو اپنے مکان کا دروازہ بند کرے امان میں ہے۔ عمرو بن حجاج الزبیدی نے جو حسینؓ کے قتل کے وقت کے موجودین میں سے تھا اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر واقصہ کا راستہ لیا اور قیامت تک کے لیے مفقود الخبر ہو گیا۔ یہ بھی کہا جاتا ہے مختار کے آدمیوں نے اُسے ایسے حال میں کہ وہ پیاس کی شدت سے بے تاب ہو کر زمین پر گر پڑا تھا جا پکڑا اور قتل کر کے اس کا سر اٹھا لے گئے تھے۔

فرات بن زحر بن قیس کے قتل کی خبر سن کر عائشہ بنت خلیفہ بن عبداللہ الجعفیۃ نے، جو حسینؓ کی زوجہ تھیں، مختار کے پاس اس کو دفن کرنے کی اجازت طلب کرنے کے لیے پیغام بھیجا۔ مختار نے اجازت دی اور عائشہ نے اُسے دفن کر دیا۔ مختار نے زربی نامی ایک غلام کو شمر بن ذی الجوشن کی

Marfat.com

تلاش میں بھیجا۔شمر کے ساتھ اس کے ہمراہی بھی تھے جب وہ لوگ زربی کے قریب پہنچے توشمر نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ میرے پاس سے ہٹ جاؤ شاید وہ میری طرف ہی آنا چاہتا ہے۔وہ سب اس کے پاس سے ہٹ گئے اور زربی اس کی طرف گیا۔شمر نے اس پر حملہ کیا اور اسے قتل کر کے وہاں سے روانہ ہوا اور شام کے وقت ساتید ما میں جا ٹھیرا۔پھر وہاں سے کوچ کر کے کلتانیہ نامی گاؤں میں ٹھیرا جو دریا کے کنارے پہاڑ کی طرف واقع ہے اس گاؤں کے باشندوں کے پاس پیغام بھیجا اور ان میں سے ایک کافر کو پکڑ کر مارا اور کہا کہ میرا یہ خط مصعب ابن زبیر کے پاس لے جا۔وہ کافر اس خط کو لے کر گاؤں میں داخل ہوا جہاں ابوعمرہ صاحب مختار مقیم تھا جسے مختار نے اس غرض سے اس گاؤں کو بھیجا تھا کہ وہ اس گاؤں کو مختار اور اہل بصرہ کے درمیان ایک اسلحہ خانہ بنا دے۔راستے میں وہ کافر اسی گاؤں کے ایک اور کافر سے ملا اور اُس نے شمر کی بدسلوکی کی شکایت کی ابھی وہ اس سے بات کر ہی رہا تھا کہ ایک شخص جس کا نام عبدالرحمٰن ابن ابو کنود تھا اور ابوعمرہ کے دوستوں میں سے تھا ان کے پاس سے گذرا اور اس نے وہ خط دیکھا اور اس کا شمر کی طرف سے مصعب ابن زبیر کے نام ہونا معلوم کر کے اس کافر سے پوچھا کہ شمر کہاں ہے معلوم ہوا کہ ان کے اور شمر کے درمیان صرف تین فرسنگ کا فاصلہ ہے اس پر وہ سب مل اس کی طرف چلے۔

شمر سے اس کے ساتھیوں نے کہا کہ کاش تم ہمیں اس گاؤں سے لے چلتے ہمیں اس سے خوف محسوس ہوتا ہے۔شمر نے کہا یہ سب اسی کذاب کے خوف کی وجہ سے ہے۔خدا کی قسم میں یہاں تین دن تک ہرگز نہیں رہوں گا۔خدا نے ان کے دلوں کو ہمارے رعب سے پر کر دیا ہے اور وہ سور ہے ہیں۔جب ان لوگوں نے گھوڑوں کی ٹاپوں کی آوازیں سنیں تو انھوں نے زیادہ دھیان نہیں دیا، مگر جب وہ آواز اور بھی شدید ہوگئی تو شمر کے ہمراہی مقابلے کے خیال سے کھڑے ہونے کے لیے چلے۔ دیکھا تو پہاڑ میں سے سوار چلے آتے ہیں۔آنے والوں نے تکبیر کہی اور خیموں کو گھیر لیا۔شمر کے ساتھی اپنے گھوڑوں کو چھوڑ کر بھاگے۔شمر ایک چادر اوڑھ کر کھڑا ہوگیا مگر چونکہ اس کو برص کا مرض تھا اس لیے اس کے برص کی سفیدی چادر کے اوپر سے بھی ظاہر ہوتی تھی۔وہ نیزے چلا رہا تھا۔آنے والوں نے نہ تو اُسے لباس پہننے دیا اور نہ ہتھیار لگانے دیئے۔اس کے ساتھی اس سے جدا ہو ہی چکے تھے انھوں نے دور پہنچ کر تکبیر کہی آواز سنی اور کسی کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ ''خبیث مارا گیا'' شمر کو اسی ابن ابی کنود نے قتل

Marfat.com

کیا جس نے اس کافر کے پاس اس کا خط دیکھا تھا۔ پھر اس کی لاش کو کتوں کے لیے پھینک دیا گیا۔
راوی کا بیان ہے کہ پہلے وہ ہم سے نیزے سے لڑتا رہا پھر اُسے پھینک کر تلوار اٹھالی اور اس سے لڑتا رہا اور میں نے اُسے اس دوران میں یہ شعر بطور رجز پڑھتے ہوئے سنا۔ (ترجمہ شعر):

[تم نے کچھار کے ایک دلیر وجنگجو شیر کو برانگیختہ کیا ہے جو مضبوط اور توانا ہے اور کندھے توڑتا ہے وہ کسی دشمن کے مقابلے میں عاجز اور کمزور ہو کر سوتا نہیں بلکہ لڑتا اور لڑاتا رہتا ہے ان کو تلوار کی ضرب سے جدا کرتا اور اپنے نیزے کو سیراب کرتا ہے۔]

مختار قبیلہ سبیع سے قصر امارت واپس آیا تو اس کے ساتھ سراقہ بن مرواس البارقی تھا۔ اس نے بلند آواز سے یہ شعر پڑھا۔ (ترجمہ شعر):

[اے مسعر کے بہترین شخص اور اے سواروں اور لشکروں کے ساتھ مقیم ہونے والے بہترین بزرگ اور تلبیہ۔ تحیہ اور سجدہ کرنے والوں کے بہترین فرد۔ آج مجھ پر رحم کر!!!]

مختار نے اُسے قید خانے بھیج دیا جب اُسے دوسرے دن بلایا تو وہ یہ اشعار پڑھتا ہوا حاضر ہوا۔ (ترجمہ شعر):

[ہاں! ذرا ابواسحٰق کو یہ خبر پہنچادو کہ ہم عربدہ جوئی کے لیے نکلے تھے ہم خروج کے وقت ضعفاء کو کچھ بھی نہیں سمجھتے تھے اور خوب اکڑ اکڑ کر چلتے تھے۔ مگر ہم کو ان کی طرف تلواروں اور نیزوں کی زبردست جنگ سے سابقہ پڑا اور ہم واپس چلے گئے۔ تم ہر روز اپنے دشمنوں پر ایسے دستوں کے ذریعے سے فتح یاب ہوتے ہو جو حسینؓ کی موت کی خبر دیتے ہیں جس طرح کہ محمد (ﷺ) ایام بدر وشعب وحنین میں فتح مند ہوتے تھے۔ تم بادشاہ ہو ہم سے درگذر کرو کیونکہ اگر ہم بادشاہ ہوتے تو حکومت میں ضرور جور وستم برپا کرتے۔ میری توبہ قبول کرو کیونکہ میں اس بات کا شکر ادا کرتا ہوں کہ میں نے دین کو خالص کر دیا ہے۔]

راوی کا بیان ہے کہ جب وہ مختار کے پاس پہنچا تو اس نے کہا کہ ”خدا امیر کا بھلا کرے میں اس خدا کی قسم کھاتا ہوں جس کے سوا اور کوئی معبود نہیں ہے کہ میں نے دیکھا ہے کہ زمین اور آسمان کے درمیان فرشتے سفید گھوڑوں پر سوار ہو کر لڑ رہے تھے“ مختار نے اس سے کہا کہ ”تم منبر پر چڑھ کر لوگوں کو اس امر کی اطلاع کر دو چنانچہ اس نے منبر پر چڑھ کر سب کو اس سے آگاہ کر دیا اور جب وہ نیچے اترا تو

Marfat.com

مختار نے اس سے تخلیے میں کہا کہ مجھے خوب معلوم ہے کہ تم نے کچھ بھی نہیں دیکھا بلکہ تمھارا کچھ اور ہی ارادہ تھا جو میں سمجھ گیا ہوں اور وہ یہ ہے کہ میں تم کو قتل نہ کروں۔ اب تم یہاں سے جہاں چاہے چلے جاؤ مگر میرے ہمراہیوں میں فساد برپا نہ کرنا چنانچہ سراقہ بصرے کی طرف نکل گیا اور وہاں پہنچ کر مصعب کے پاس مقیم ہوا اور یہ شعر کہے۔ (ترجمہ شعر):

[ہاں! ذرا ابو اسحٰق کو یہ خبر پہنچا دو کہ میں نے یک رنگ سفید اور سیاہ گھوڑے دیکھے تھے

میں نے تمھاری وحی سے کفر کیا اور اپنی موت کے لیے تم سے نہ لڑنے کی منت مان لی میں

اپنی آنکھ کو وہ کچھ دکھلاتا ہوں جو انھوں نے نہیں دیکھا اور ہم دونوں بیہودہ اور خرافات باتوں

کو خوب سمجھتے ہیں۔]

اسی دن عبدالرحمٰن بن سعید بن قیس الہمدانی بھی مارا گیا تھا۔ سعر ابن ابو سعر، ابو زبیر الشبامی، جو شبام بنو ہمدان میں سے تھا اور ایک اور شخص نے اس کو قتل کرنے کا ارادہ کیا۔ ابن عبدالرحمٰن نے ابو زبیر الشبامی سے پوچھا کہ کیا تم نے میرے باپ عبدالرحمٰن کو قتل کیا ہے جو اپنی قوم کے سردار تھے پھر یہ آیت پڑھی۔ لَا تَجِدُ قَوْماً یُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ یُوَادُّوْنَ مَنْ حَادَّاللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ الخ (یعنی تم کبھی یہ نہ پاؤ گے کہ جو لوگ اللہ اور آخرت پر ایمان رکھنے والے ہیں وہ ان لوگوں سے محبت کرتے ہیں جنھوں نے اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کی۔) اس جنگ میں اس کے سات سو اسّی آدمی کام آئے اس دن اہل یمن میں سے اکثر آدمی قتل ہوئے یہ جنگ ۶۶ھ میں ماہ ذی الحجہ کے اختتام سے چھ دن قبل واقع ہوئی تھی۔

اشراف شہر وہاں سے روانہ ہو کر بصرے چلے گئے اور حسینؓ کے قاتلین کے مقابلے کے لیے مختار اکیلا رہ گیا۔ مختار نے کہا ''ہمارا یہ مذہب نہیں ہے کہ ہم حسینؓ کے قاتلین کو زندہ چھوڑیں میں آل محمد ﷺ کا بہت ہی بڑا یار و ناصر ہوں گا اگر میں دنیا میں رہوں اور پھر بھی کذاب کہلاؤں جیسا کہ لوگ مجھے کہتے ہیں میں ان کے خلاف خدا سے مدد چاہتا ہوں۔ مجھے ان کے نام بتاؤ اور پھر تم خود ان کا تعاقب کرو اور جب تک ان کو قتل نہ کر لو دم نہ لو۔ میرے لیے کھانا پینا زہر ہے جب تک کہ میں زمین کو ان کے وجود سے پاک نہ کر لوں''۔ چنانچہ اس کو عبداللہ بن اسید الجہنی۔ مالک بن بشیر البدی، حمل ابن مالک المحاربی کے نام بتائے گئے۔ اس نے ان سب کو قادسیہ سے اپنے پاس بلایا اور انھیں دیکھتے

Marfat.com

ہی کہا کہ اے خدا اور رسول کے دشمنو۔ حسینؓ ابن علیؓ کہاں ہیں؟ ان کو میرے پاس لاؤ تم نے اس شخص کو قتل کر دیا ہے جس کے متعلق تم کو حکم دیا گیا تھا کہ تم اس پر درود وسلام بھیجنا۔ انھوں نے کہا کہ خدا آپ پر رحم کرے ہم کو مجبور کر کے بھیجا گیا تھا آپ ہم پر احسان کیجیے اور رحم کیجیے۔ مختار نے کہا کہ تم نے اپنے نبی (ﷺ) کے نواسے پر کیوں نہ رحم کیا؟ کیوں نہیں ان پر رحم کیا؟ اور انھیں پانی کیوں نہ دیا؟ بدّی (امام) حسینؓ کی ٹوپی پر قابض تھا۔ مختار کے حکم سے اس کے ساتھ پاؤں کاٹ کر چھوڑ دیا گیا اور وہ تڑپ تڑپ کر مر گیا پھر باقی سب کو قتل کر دیا گیا۔ اس کے بعد اس نے زیاد بن مالک الضبعی، عمران بن خالد القشیری، عبدالرحمٰن بن ابی خشکارہ بجلی اور عبداللہ بن قیس الخولانی کو حاضر کرنے کا حکم دیا۔ وہ سب حاضر ہوئے تو ان سے کہا کہ اے صالحین کے قاتلو اور اے سید شباب اہل الجنہ کے قاتلو۔ آج اللہ نے تم سے بدلہ لیا ہے تم کو بڑے منحوس دن میں ورس ملا تھا'' (واقعہ یہ ہے کہ ان لوگوں نے وہ ورس لوٹا تھا جو امام حسینؓ کے پاس تھا) یہ کہہ کر ان سب کو بھی مختار کے حکم سے قتل کر دیا گیا۔

بعد ازاں صلخت کے بیٹے عبداللہ اور عبدالرحمٰن اور اعشے الہمدانی کے برادر عم زاد عبداللہ بن وھب بن عمرو الہمدانی کو بھی حاضر کر کے مختار کے حکم پر قتل کیا گیا۔ عثمان بن خالد بن اسید دہمانی الجُهنَیّ اور ابو سماء بشر بن شمیط القانصیؒ کو بھی بلایا گیا اور ان کی گردنیں ماردی گئیں اور ان کو آگ میں جلا دیا گیا۔

پھر انھوں نے خولی بن یزید الاصبحی کو پکڑنے کے لیے آدمی بھیجے وہ روپوش ہو گیا۔ مختار کے آدمی اس کو ڈھونڈتے ہوئے اس کے مکان پر پہنچے اس کی زوجہ، جس کا نام عیوف تھا اور جو اُسی وقت سے اس کی دشمن ہو گئی تھی جب وہ (امام) حسینؓ کا سر لے کر گھر پہنچا تھا، نے ان سے پوچھا کہ تم کیا چاہتے ہو۔ انھوں نے کہا کہ تمھارا شوہر کہاں ہے؟ اس نے منہ سے تو یہ کہا کہ میں نہیں جانتی مگر ہاتھ سے دروازے کی طرف اشارہ کیا کہ وہاں ہے۔ وہ سب ادھر گئے اور وہاں اُسے پایا اس وقت اس کے سر پر ایک زنبیل رکھی ہوئی تھی انھوں نے اُسے وہاں سے نکال کر اس کے مکان کے ایک طرف کو لے جا کر قتل کر دیا اور پھر جلا دیا۔

عمرو بن سعد اور دیگر کا قتل

ایک دن مختار نے اپنے اصحاب سے کہا کہ کل میں ایک شخص کو قتل کروں گا جو بڑے پاؤں

Marfat.com

والا، گڑی ہوئی آنکھوں والا اور گھنی بھوؤں والا ہے۔ اور جس کے قتل سے مومنین اور ملائکہ مقربین خوش ہوں گے۔ اس وقت ہثیم ابن اسود نخعی بھی موجود تھا وہ سمجھ گیا کہ مختار کی مراد عمرو ابن سعد سے ہے۔ ہثیم اپنے گھر گیا اور وہاں سے اپنے بیٹے عریان کو عمرو کے پاس اس امر کی اطلاع دینے کے لیے بھیجا جب عریان نے عمرو سے یہ امر بیان کیا تو اس نے کہا کہ خدا تمھارے باپ کو جزائے خیر دے مگر مختار اپنے وعدوں کے بعد مجھے کس طرح قتل کر سکتا ہے؟ واقعہ یہ تھا کہ عبداللہ بن جعدہ ابن ہبیرہ (حضرت) علیؓ کے قرابت دار ہونے کی وجہ سے مختار کے ہاں معزز و مکرم تھا۔ عمرو بن سعد نے اس سے کہا کہ مختار سے میرے لے امان طلب کر دو۔ اس نے مختار سے عمرو کی سفارش کر دی اور مختار نے جواب میں امان لکھ دی اور یہ بھی کہ میں حدث نہ کروں گا یعنی اس وعدے کو نہ توڑوں گا۔ حالانکہ حدث سے اس کی مراد بیت الخلاء میں داخل ہونے سے تھی۔ غرض کہ عریان کی واپسی پر عمرو بن سعد گھر سے باہر نکل کر حمام گیا جہاں اس نے اپنے ایک غلام کو اپنی امان اور اپنی تمام کیفیت سنائی۔ غلام نے کہا کہ اور آپ نے جو کچھ بھی کیا ہے اس سے بڑھ کر بھی کوئی شکست عہد ہو سکتی ہے؟ آپ اپنے اہل و عیال اور قافلے کو چھوڑ چھاڑ کر یہاں آ گئے۔ اب آپ واپس چلے جایئے اور اپنی جان سے دشمنی نہ کیجیے'' اس پر وہ وہاں سے واپس چلا گیا۔ دوسری طرف اس غلام نے مختار کے پاس جا کر اس کی اطلاع دی۔ مختار نے کہا کہ نہیں اس کی گردن میں ایک زنجیر ہے جو اُسے پھر واپس لے آئے گی۔ دوسری صبح کو مختار نے ابو عمرہ کو اس کے پاس بھیجا جس نے اس سے جا کر کہا کہ چلو امیر نے یاد کیا ہے۔ عمرو اُٹھا مگر چلتے ہوئے اپنے جُبے میں اٹک کر گرا۔ ابو عمرہ نے وار کیا اور قتل کر کے اس کا سر کاٹ کر مختار کے پاس بھیج دیا۔ مختار نے عمرو بن سعد کے بیٹے حفص سے جو اس کے پاس ہی بیٹھا ہوا تھا پوچھا تم پہچانتے ہو کہ یہ کون ہے؟ اس نے کہا ہاں مگر اب ان کے بعد زندگی میں اور کوئی لطف نہیں۔ یہ سن کر مختار نے اس کو بھی قتل کرنے کا حکم دیا چنانچہ وہ بھی قتل ہوا۔ مختار نے کہا یہ حسینؓ کے بدلے میں اور یہ علیؓ بن حسینؓ کے بدلے میں ہے حالانکہ یہ دونوں ان دونوں کے برابر نہیں ہیں۔ خدا کی قسم اگر میں ان کے بدلے میں بنو قریش کے ایک تہائی آدمیوں کو بھی قتل کر دوں تو وہ سب مل کر ان کے ایک پور کے برابر بھی نہیں ہو سکتے۔

مختار اُسے قتل کرنے کے لیے اس قدر جوش و خروش میں اس وجہ سے آیا ہوا تھا کہ یزید بن شراحیل انصاری، محمد ابن الحنفیہ کے پاس گیا اور سلام و پیام کے بعد ان سے باتیں کرنے لگا اثناء گفتگو میں

Marfat.com

مختار کا ذکر آیا تو ابن الحنفیہ نے کہا کہ مختار یہ سمجھتا ہے کہ وہ ہماری جماعت میں سے ہے حالانکہ حسینؓ کے قاتل اس کے دربار میں مسند نشین ہیں اور اس سے کلام کرتے ہیں۔ اس پر اس نے عمرو بن سعد کو قتل کر کے اس کا اور اس کے بیٹے کا سر محمد بن الحنفیہ کے پاس بھیجا اور بذریعہ تحریر یہ اطلاع دی کہ وہ جس جس شخص کے قتل پر قادر ہوا ان سب کو قتل کر چکا ہے اور ان باقی لوگوں کی تلاش میں ہے جو حسینؓ کے قتل میں شریک تھے۔

عبداللہ بن شریک کا بیان ہے کہ میں ازدی اور اصحاب سواری میں سیاہ ٹوپیوں والوں میں تھا کہ جب عمرو بن سعد ان میں سے گزرا تو انھوں نے کہا کہ حسینؓ کا قاتل یہی ہے۔ یہ حسینؓ کی شہادت سے پہلے کا واقعہ ہے۔ ابن سیرین کا بیان ہے کہ (حضرت) علیؓ نے عمرو بن سعد سے کہا تھا کہ اگر تم ایسے مقام میں ہو کہ تم کو جنت اور دوزخ میں سے کسی ایک کو اختیار کرنے کی نوبت آئے تو ضرور دوزخ ہی کو اختیار کرو گے۔

اس کے بعد مختار نے حکیم بن طفیل الطائی کی طرف آدمیوں کو بھیجا جس نے عباس بن علیؓ کو اپنے تیر کا نشانہ بنایا تھا اور (امام) حسینؓ پر تیر چلائے تھے۔ وہ کہا کرتا تھا کہ میرا تیر ان کے پاجامے میں اٹک گیا تھا اور اس سے ان کو کوئی گزند نہیں پہنچا تھا۔ مختار کے آدمیوں نے اُسے جا پکڑا اس کے اہل وعیال نے عدی بن حاتم سے سفارش کرنے کی درخواست کی۔ ابن نے اس بارے میں ان لوگوں سے کلام کیا لوگوں نے یہ خبر مختار کو پہنچا دی ادھر عدی مختار کے پاس سفارش کرنے کے لیے روانہ ہوا۔ اس سے قبل قبیلۂ سبیع کی جنگ کے دن مختار نے عدی کی قوم کے چند آدمیوں کے متعلق اس کی سفارش مان لی تھی۔ اس لیے شیعہ کہتے تھے کہ ہمیں خوف ہے کہ مختار اس کی سفارش مان لیں لہٰذا جس طرح حکیم نے (امام) حسینؓ کو تیروں سے شہید کر دیا تھا اسی طرح انھوں نے بھی اسے تیر مار مار کر مار ڈالا۔ اس کا یہ حال کر دیا کہ وہ بالکل ساہی معلوم ہونے لگا۔ اس اثناء میں عدی ابن حاتم مختار کے پاس پہنچا۔ مختار نے اُسے اپنے پاس بٹھا لیا۔ عدی نے اس سے حکیم کی سفارش کی۔ مختار نے کہا کہ کیا تم اس امر کو جائز سمجھتے ہو کہ تم حسینؓ کے قاتلین کو مجھ سے طلب کرو؟ اس نے کہا کہ اس کے متعلق جھوٹی خبر دی گئی ہے۔ مختار نے کہا تو پھر میں اُسے تمھاری خاطر چھوڑے دیتا ہوں۔ اتنے میں ابن کامل نے آ کر مختار کو حکیم کے قتل کی خبر سنائی مختار نے سن کر کہا کہ تم لوگوں نے اس میں اس قدر جلدی کی کہ اُسے میرے سامنے بھی پیش نہ کیا حالانکہ اصل میں مختار یہ خبر سن کر خوش ہوا تھا۔ ابن کامل نے کہا مجھے شیعوں نے ایسا کرنے پر آمادہ

Marfat.com

کیا۔ عدی نے ابن کامل سے کہا کہ تم جھوٹ بولتے ہو بلکہ تمھارا خیال یہ تھا کہ تم سے بہتر کوئی آدمی میری سفارش کو قبول کرلے گا اس لیے تم نے اُسے قتل کر دیا۔ ابن کامل نے اُسے گالیاں دیں مگر مختار نے اُسے ایسا کرنے سے روک دیا۔

پھر مختار نے علی بن حسینؓ کے قاتل مرہ بن منقذ کی طلبی کے لیے آدمی بھیجے۔ وہ بنوعبدالقیس میں تھا اور ایک بہادر شخص تھا۔ مختار کے آدمیوں نے جا کر اس کا مکان گھیر لیا۔ وہ اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر ہاتھ میں نیزہ لیے ہوئے ان کے مقابلے کے لیے برآمد ہوا اور ان پر نیزہ زنی کرتا رہا۔ کسی نے اس کے ہاتھ پر تلوار ماری مگر وہ وہاں سے بھاگ کر بچ گیا اور مصعب بن زبیر سے جا ملا مگر اس دن سے اس کا ہاتھ شل ہو گیا۔

بعد ازاں مختار نے زید بن رقاد الجُنبیؔ کی طلب میں آدمی بھیجے۔ زید کہا کرتا تھا کہ (واقعہ کربلا کے دن) میں نے ان میں سے ایک نوجوان شخص پر تیر چلایا اس وقت اس نے اپنا ہاتھ تیر کی زد سے بچنے کے لیے ماتھے پر رکھ لیا تھا۔ تیر اس طرح ہاتھ پر جا کر بیٹھا کہ وہ پھر اپنے ہاتھ کو پیشانی پر سے نہ اُٹھا سکا۔ وہ نوجوان عبداللہ بن مسلم بن عقیل تھا۔ جب میں نے اس پر تیر چلایا تو اس نے کہا کہ یا اللہ ان لوگوں نے ہم کو حقیر و ذلیل سمجھ لیا ہے جس طرح یہ ہم کو مار رہے ہیں تو بھی ان کو اسی طرح مار۔ زید نے اس لڑکے پر ایک اور تیر بھی چلایا تھا۔ وہ کہا کرتا تھا کہ میں اس کے پاس گیا تو وہ مر چکا تھا۔ جس تیر سے میں نے اس کو قتل کیا تھا اس کو اس کے شکم سے نکالا۔ میں نے اس کی پیشانی میں سے بڑی کشاکش کے بعد تیر کھینچا۔ لکڑی تو میرے ہاتھ میں آ گئی اور پیکان اندر ہی رہ گیا۔ جب مختار کے آدمی اس کے پاس پہنچے تو وہ تلوار لے کر ان کی طرف آیا۔ ابن کامل نے اپنے ہمراہیوں سے کہا کہ اس پر تلوار نہ چلاؤ نہ نیزہ بلکہ تیروں سے اس کا کام تمام کرو۔ چنانچہ انھوں نے ایسا ہی کیا زید زمین پر گر پڑا اور لوگوں نے اُسے زندہ ہی جلا دیا۔

پھر مختار نے سِنان بن انس کو طلب کیا جو (امام) حسینؓ کو قتل کرنے کا مدعی تھا۔ مختار نے یہ معلوم کر کے کہ وہ بصرہ بھاگ گیا ہے، اس کے مکان کو منہدم کرا دیا۔

پھر عبداللہ بن عقبہ الغنوی کو طلب کیا مگر معلوم ہوا کہ وہ بھی جزیرے کی طرف بھاگ گیا ہے اس لیے اس کا گھر بھی گرا دیا گیا۔ اُس نے (حضرت) حسین کے ساتھیوں میں سے ایک لڑکے کو قتل کیا تھا۔ اس کے بعد مختار نے بنو اسد کے ایک اور شخص حرملہ ابن کاہن کو طلب کیا جس نے (امام) حسینؓ کے اہل و عیال

Marfat.com

میں سے ایک شخص کو قتل کیا تھا مگر مختار اُسے نہ پا سکا۔ اسی طرح اس نے بنو خلع کے عبداللہ بن عروہ خثعمی نامی ایک فرد کو بھی طلب کیا جو کہا کرتا تھا کہ میں نے ان لوگوں پر بارہ تیر چلائے تھے۔ یہ شخص بھی مختار کے ہاتھ نہ آسکا بلکہ مصعب بن زبیر کے پاس چلا گیا۔ اس لیے مختار نے اس کا گھر بھی گرا دیا۔ مختار نے عمرو بن صبیح الصدائی کو بھی طلب کیا جو کہا کرتا تھا کہ میں نے ان لوگوں پر نیزے چلائے اور ان کو زخمی کیا مگر قتل کسی کو نہیں کیا۔ مختار کے آدمیوں نے اُسے رات کو جا پکڑا اور مختار کے سامنے حاضر کیا مختار نے نیزے منگوا کر اس پر نیزہ زنی کروائی جس سے وہ مر گیا۔ پھر مختار نے محمد بن اشعث کو بلوایا جو قادسیہ کے قریب ایک گاؤں میں رہتا تھا مگر چونکہ وہ بھاگ کر مصعب کے پاس چلا گیا تھا اس لیے وہ نہ ملا اور مختار نے اس کا مکان گروا کر اس کی اینٹ اور مٹی سے حُجر بن عدی کا مکان بنوا دیا جس کو زیاد نے منہدم کرا دیا تھا۔

بصرہ میں مختار کی بیعت

اس سال مثنیٰ بن مُخَـرِّبة العبدی نے بصرہ میں مختار سے بیعت کے لیے دعوت دی۔ وہ سلیمان ابن صرد کے ہمراہ عین الوردہ میں لڑ چکا تھا۔ وہاں سے واپس آ کر اس نے مختار سے بیعت کی تھی اور مختار نے اُسے اس غرض سے بصرہ بھیجا تھا کہ وہاں جا کر اس کے لیے لوگوں سے بیعت لے۔ چنانچہ اس نے بصرہ جا کر لوگوں کو مختار سے بیعت کرنے کے لیے دعوت دی اس کی قوم کے چند افراد اور چند اور آدمیوں نے اس کی دعوت کو قبول کیا۔ پھر اس نے مدینۃ الرزق جا کر اپنے ڈیرے ڈال دیئے اور سامان خور دونوش جمع کیا۔ قُباع، امیر بصرہ نے ان کی طرف آدمی بھیجے اور اپنے صاحب الشرطہ عباد بن حصین اور قیس بن ہیثم کو شرطہ اور فوجی آدمیوں کے ساتھ روانہ کیا چنانچہ وہ لوگ سبخہ کی طرف چلے اور باقی لوگ اپنے گھروں میں رہے اور کوئی نہ نکلا۔ عباد اپنے ہمراہیوں کو لے کر پہنچا مگر وہ اور مثنیٰ دونوں توقف کرتے رہے آخر عباد مدینۃ الرزق کی طرف چلا اور قیس نے بھی اپنا مقام چھوڑ دیا۔ عباد نے مدینۃ الرزق پہنچ کر اپنے تیس آدمیوں کو شہر کی فصیل پر چڑھا دیا اور ان سے کہا کہ جب تم تکبیر کی آواز سنو تو تم بھی تکبیر کہنا۔ پھر عباد قیس کی طرف گیا اور مثنیٰ کے ساتھ ہو کر جنگ کرنے لگا۔ جو لوگ دار الرزق میں تھے انھوں نے تکبیر کی آواز سن کر تکبیر کہی جس سے اہل شہر بھاگ اُٹھے۔ مثنیٰ نے ان کے پیچھے سے تکبیر کی آواز سُنی اور اپنے ہمراہیوں کو لے کر بھاگ کھڑا ہوا مگر قیس اور عباد نے اُسے جانے دیا اور تعاقب نہ کیا۔ مثنیٰ اپنی قوم یعنی

Marfat.com

عبدالقیس میں پہنچ گیا۔ قُباع نے بنوعبدالقیس کی طرف ایک فوج روانہ کی کہ مثنیٰ اور اس کے ہمراہیوں کو گرفتار کرلائے۔ زیاد بن عمرو العتکی یہ حال دیکھ کر قباع کے پاس گیا اور اس سے کہا کہ تم کو چاہیے کہ تم اپنے سواروں کو ہمارے بھائیوں کے ہاں سے ہٹالو ورنہ ہم ان سے جنگ کریں گے۔ قُباع نے احنف بن قیس اور عمرو بن عبدالرحمٰن المخزومی کو ان لوگوں کے مابین صلح اور صفائی کرانے کے لیے بھیجا چنانچہ احنف نے اس شرط پر صلح کرائی کہ مثنیٰ اور اس کے ساتھی وہاں سے چلے جائیں ان لوگوں نے مان لیا اور ان کو اپنے ہاں سے خارج کردیا۔ مثنیٰ وہاں سے اپنے معدودے چند اصحاب کو لے کر کوفہ چلا گیا۔

مختار کا ابن زبیر سے مکر

جب مختار نے ابن زبیر کے عامل یعنی ابن مطیع کو کوفہ سے نکال دیا تو ابن مطیع ابن زبیر کے پاس ہزیمت خوردہ ہو کر جانے سے شرما کر بصرہ چلا گیا۔ اس طرح جب مختار کا عمل مستقل ہو گیا تو اس نے ابن زبیر کو دھوکا دینا شروع کیا چنانچہ اس نے ابن زبیر کو لکھا کہ آپ کو اب معلوم ہو گیا ہے کہ میں آپ کا خیر خواہ ہوں اور آپ کے دشمنوں کے خلاف کوشش میں لگا ہوا ہوں۔ میرے اس تمام فعل میں آپ نے مجھے کیا کچھ دیا ہے گو کہ میں نے آپ سے اپنا وعدہ پورا کردیا مگر آپ نے مجھ سے جو کچھ وعدہ کیا تھا پورا نہیں کیا۔ اگر آپ مجھ کو پھر اپنے سے ملا لینا اور میری خیر خواہی سے فائدہ اُٹھانا چاہتے تو ضرور ایسا کرتے۔ اصل میں مختار کا قصد یہ تھا کہ اپنے امر کے اتمام کے لیے ابن زبیر کو اپنے آپ سے دور ہی رکھے۔ شیعوں کو بھی اس کے کام کی خبر نہ تھی۔ ابن زبیر نے یہ معلوم کرنے کے ارادے سے کہ مختار صلح چاہتا ہے یا جنگ عمر بن عبدالرحمٰن بن حارث بن ہشام المخزومی کو بلایا اور اُسے کوفہ کا والی بنا دیا۔ پھر اس سے کہا کہ مختار ہمارا تابع اور فرماں بردار ہے تم تیس سے چالیس ہزار درہم تک اپنے ساتھ لے جاؤ۔ غرض کہ عمر کوفہ کی طرف روانہ ہو گیا اور ادھر مختار نے جب یہ خبر سنی تو زائد بن قدامہ کو بلایا اور اُسے ستر ہزار درہم دے کر کہا کہ لو یہ رقم اس رقم سے دگنی ہے جو عمر بن عبدالرحمٰن نے ہمارے پاس آنے کے لیے راستے میں خرچ کی ہے۔ تم اپنے ساتھ پانچ سو سوار لے کر چلے جاؤ اور راستے میں اس سے مل کر اُسے یہ رقم سفر خرچ کے لیے دے دو اور کہو کہ واپس چلا جائے اگر وہ مان لے تو بہتر ورنہ اپنے سوار اس کو دکھلا دو۔ اس قرارداد کے مطابق زائد بن قدامہ مال لے کر روانہ ہوا اور راستے میں عمر سے ملاقات

Marfat.com

ہونے پر اُسے وہ تمام مال دے دیا اور واپس جانے کے لیے کہا مگر عمر نے کہا کہ امیر المومنین نے مجھے کوفہ کا حاکم بنایا ہے اور میں ضرور جاؤں گا اس پر زائد نے اپنے سواروں کو بلایا جن کو اس نے چھپا رکھا تھا۔عمر نے ان کو آتے دیکھ کر روپیہ لے لیا اور خود بصرے کی راہ لی۔وہاں حارث بن ابی ربیعہ کی امارت میں وہ اور ابن مطیع یک جا ہو گئے یہ مثنیٰ ابن مخربہ العبدی کے بصرہ پر حملہ آور ہونے سے پہلے کا واقعہ ہے۔

یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ مختار نے ابن زبیر کو لکھا تھا کہ میں نے کوفہ کو اپنا گھر بنالیا ہے اگر آپ میرے لیے ایسا کرنا گوارا کریں تو مجھے دس لاکھ درہم دے دیں تو میں شام کی طرف بھی جاؤں اور آپ کو ابن مروان سے جنگ کرنے کی محنت سے بچاؤں۔ابن زبیر نے اس کے جواب میں کہا کہ میں اس ثقیف کے مکار سے کب تک مکر کیا کروں گا اور وہ مجھ سے کب تک مکر کرے گا پھر انھوں نے تمثیل کے طور پر یہ شعر پڑھا۔(ترجمہ شعر):

[جواعر کو اپنے لونڈی بچے ہونے سے عار معلوم ہوتا ہے اور وہ یہ سمجھتا ہے کہ وہ شرفا اور قدماء میں سے ہے۔]

پھر انھوں نے مختار کو لکھا:

[میں ایک ذلیل وخوار غلام کے مال کی تھیلیوں سے دھوکے میں نہیں آتا بلکہ جب تک مجھ میں سننے کی طاقت ہے میں اُسے موت ہی پیش کروں گا۔]

عبدالملک بن مروان نے عبدالملک بن حارث بن ابو الحکم بن ابو العاص کو وادی قراء کی طرف روانہ کیا۔مختار نے ابن زبیر کو یقین دہانی کرائی تھی کہ وہ ان سے الگ رہے گا تاکہ وہ اہل شام سے خود فراغت کے ساتھ جنگ کر سکیں۔اس لیے مختار نے ابن زبیر کو لکھا کہ مجھے خبر ملی ہے کہ ابن مروان نے آپ کی طرف ایک فوج بھیجی ہے اگر آپ چاہیں تو میں آپ کی مدد کروں۔ابن زبیر نے جواب میں لکھا کہ اگر تم میری اطاعت کرنا منظور کرو تو میرے لیے لوگوں سے بیعت لو۔فوج روانہ کرنے میں عجلت سے کام لو اور ان کو حکم دو کہ وادی قریٰ میں ابن مروان کی جو فوجیں پڑی ہوئی ہیں ان کو میری طرف آنے سے پہلے اُن سے وہ جنگ کریں والسلام۔

مختار نے شرحبیل بن ورس الہمدانی کو بلایا اور اس کو تین ہزار آدمی دے کر روانہ کر دیا جن میں صرف سات سو عرب تھے باقی سب موالی تھے اور اس سے یہ کہا کہ تم یہاں سے سیدھے مدینہ جاؤ

Marfat.com

اوراس میں داخل ہونے کے بعد مجھے اطلاع دو پھر میں جو کچھ حکم دوں وہ کرنا۔ مختار کا ارادہ یہ تھا کہ جب وہ لوگ مدینے پہنچ جائیں تو وہ ان پر کسی کو امیر بنا کر بھیج دے اور ابن ورس ابن زبیر کو مکے میں محصور کردے۔ اُدھر ابن زبیر کو بھی یہ معلوم ہوگیا تھا کہ کہیں مختار اس سے پھر دھوکا ہی نہ کرتا ہو اس لیے انھوں نے مکے سے عباس بن سہل بن سعد کو دو ہزار آدمی دے کر روانہ کیا اور اسے حکم دیا کہ وہ ہر طرح سے عربوں کو جمع کرلے اور یہ بھی کہا کہ اگر تم لوگوں کو مطیع پاؤ تو خیر ورنہ ان کو دھوکا دے کر قتل کردینا۔ غرض کہ عباس ابن سہل وہاں سے روانہ ہوکر مقام رقیم میں ابن ورس سے ملا اس وقت ابن ورس اپنے ہمراہیوں کو مرتب کرچکا تھا، عباس نے ابن ورس کے آدمیوں کو چشمے پر دیکھ لیا تھا۔ عباس نے ان کے پاس پہنچ کے سلام کیا پھر خفیہ طور پر ابن ورس سے پوچھا کہ تم لوگ ابن زبیر کے مطیع ہونہ؟ ابن ورس نے کہا ہاں۔ عباس نے کہا اگر ایسا ہے تو تم ہمارے ساتھ ہمارے دشمن کے مقابلے کے لیے چلو جو وادئ قریٰ میں خیمہ زن ہے۔ اس پر ابن ورس نے کہا کہ مجھے تمھاری اطاعت کا حکم نہیں دیا گیا بلکہ مجھے یہ حکم ہے کہ مدینہ پہنچ کر غور کروں اور جو رائے قائم ہو وہ کروں۔ عباس نے جواب دیا کہ اگر ابن زبیر کی اطاعت میں ہو تو مجھے انھوں نے یہ حکم دیا ہے کہ میں تم کو وادی قریٰ میں لے چلوں۔ ابن ورس نے کہا میں تمھارے ساتھ نہیں جاؤں گا بلکہ سیدھا مدینہ ہی جاؤں گا اور وہاں پہنچ کر اپنے آقا کو لکھوں گا پھر وہ جو کچھ حکم کریں گے اُسے بجالاؤں گا۔ عباس نے ظاہر میں تو جواب دیا کہ ہاں تمھاری رائے درست ہے مگر باطن میں کچھ اور ہی تدبیر سُوچ رکھی تھی۔ پھر کہا کہ خیر میں تو وادی قریٰ جاؤں گا۔ تاہم عباس بھی وہیں خیمہ زن ہوگیا اور اس نے ابن ورس کے پاس ذبح کردہ اونٹ اور کھال اتری ہوئی بکریاں بھیجیں جو حقیقت میں بھوکوں مرگئی تھی اور اس نے ان کو ذبح کروادیا تھا۔ ابن ورس کے آدمی اس گوشت کو پکانے میں مشغول ہوئے اور سب کے سب چشمے پر جمع ہوگئے۔ عباس نے اپنے تمام ساتھیوں کو جن میں تقریباً ایک ہزار دلیر اور شجاع آدمی شامل تھے جمع کیا اور ابن ورس کے خیموں کی طرف چلا۔ ابن ورس نے ان کو آتا دیکھ کر اپنے آدمیوں کو آواز دی مگر ابھی اس کے پاس ایک سو آدمی بھی جمع نہ ہونے پائے تھے کہ عباس جا پہنچا۔ لڑائی شروع ہوگئی اور ابن ورس مع اپنے ستر آدمیوں کے قتل ہوگیا۔ پھر عباس نے ابن ورس کے ہمراہیوں کے لیے امان کا جھنڈا طلب کیا جس سے تقریباً تین سو آدمیوں کے سوا باقی سب سلیمان ابن حمیر الہمدانی اور عباس بن جعدہ الجدلی کے ہمراہ اس کے پاس آکر جمع ہوگئے۔ عباس

Marfat.com

کو ان میں سے دوسو آدمیوں پر اچھا موقع مل گیا اور اس نے سب کو قتل کر دیا باقی ماندہ لوگ بھاگ کھڑے ہوئے اور واپس جانے لگے مگر ان میں سے بھی اکثر راستے میں مر گئے۔

مختار نے ان کا حال ابن حنفیہ کو لکھ بھیجا اور یہ بھی لکھا کہ میں نے اس غرض سے آپ کے پاس ایک لشکر بھیجا تھا کہ وہ دشمن کو آپ کے سامنے ذلیل وخوار کر دیں اور ملک کو محفوظ رکھیں مگر وہ مدینۂ طیبہ کے پاس ہی پہنچے تھے کہ ابن زبیر نے ان کے ساتھ ایسا اور ایسا سلوک کیا۔ اب اگر آپ کی رائے ہو تو اِدھر سے میں ایک زبردست فوج مدینے بھیجوں اور اُدھر سے آپ اپنا ایک آدمی روانہ کریں تا کہ ان کو معلوم ہو جائے کہ میں آپ کا مطیع ہوں تو آپ ایسا کیجیے کیونکہ آپ ان کو بہ نسبت آل زبیر کے اپنا زیادہ حق شناس اور اپنے اہل بیت پر زیادہ مہربان دیکھیں گے۔ والسلام۔

ابن حنفیہ نے اس کو جواب میں لکھا کہ امابعد۔ میں نے تمھارا خط پڑھا اور مجھے معلوم ہو گیا کہ تم کو میری کس قدر تعظیم ملحوظ ہے اور میری رضا مندی اور خوشنودی کی نیت رکھتے ہو اور یہ کہ میں ہر امر میں اللہ کا مطیع ہو کر جہاں تک مجھ سے ہو سکتا ہے اس کی اطاعت کرتا ہوں اگر میں جنگ کرنا چاہوں تو میں لوگوں کو اپنی طرف بہت جلد آنے والا اور اعوان وانصار کو کثیر التعداد پاؤں گا مگر میں تم لوگوں سے الگ رہنا اور صبر کرنا چاہتا ہوں تا کہ خدائے تعالیٰ اپنا فیصلہ صادر فرمائے اور وہی بہترین منصف ہے۔ انھوں نے مختار کو یہ بھی حکم دیا کہ وہ خوں ریزی سے باز رہے۔

ابن حنفیہ اور ابن زبیر

اس کے بعد ابن زبیر نے محمد بن حنفیہ، ان کے اہل بیت اور جماعت اور کوفہ کے سترہ سرداروں کو (جن میں ابوطفیل عامر بن واثلہ بھی شامل تھے جو اصحاب میں سے تھے) اپنی بیعت کے لیے بلایا مگر سب نے انکار کر دیا اور کہا کہ جب تک تمام امت اس امر پر اجتماع نہ کرے گی ہم ایسا نہ کریں گے۔ ابن زبیر نے اس تمام فساد کو ابن حنفیہ سے منسوب کیا اور ان پر الزام لگایا۔ عبداللہ بن ہانی الکندی نے نہایت سختی سے ابن زبیر سے کہا کہ اگر ہمارا آپ کی بیعت سے انکار کر دینا آپ کو نقصان نہیں پہنچا سکتا تو آپ کو اور کوئی بات بھی نقصان نہیں پہنچا سکتی۔ ہمارے آقا کا یہ قول ہے کہ اگر معاویہ کے غلام سعد کے سوا باقی تمام امت مجھ سے بیعت کر لے تو میں اس بیعت کو قبول نہ کروں گا۔ عبداللہ بن ہانی نے سعد

Marfat.com

کا ذکر اس لیے کیا کہ ابن زبیر نے اُسے بلا کر قتل کر دیا تھا۔ جس پر عبداللہ نے اُسے اور اس کے اصحاب کو گالیاں دیں اور ان سب کو اپنے پاس سے نکال دیا۔ ان لوگوں نے ابن حنفیہ کو اس تمام معاملے کی اطلاع دی انھوں نے ان کو صبر کرنے کا حکم دیا پھر ابن زبیر نے بھی ان پر الحاح نہیں کیا۔

جب مختار نے کوفہ پر غلبہ حاصل کر لیا اور شیعہ ابن حنفیہ کے لیے لوگوں کو دعوت دینے لگے تو ابن زبیر نے ابن حنفیہ اور ان کے اصحاب پر اپنی بیعت کرنے کے لیے اصرار کرنا شروع کیا۔ ان کو زمزم میں قید کر دیا اور ان کو قتل کر دینے، جلا ڈالنے اور خدا سے یہ عہد کرنے کی دھمکی دی کہ اگر وہ لوگ اُن (یعنی ابن زبیر) سے بیعت نہ کریں تو وہ (ابن زبیر) اپنی دھمکی کو ضرور پورا کریں گے اور اس غرض کے لیے انھوں نے ان کو سوچ بچار کرنے کے لیے ایک عرصے کی مہلت دے دی۔ ابن حنفیہ کے ایک ساتھی نے ان کو مشورہ دیا کہ مختار کو اپنے حال کی خبر دیں۔ چنانچہ انھوں نے مختار کو ابن زبیر وغیرہ کے حالات سے آگاہ کرنے کے لیے خط لکھ دیا اور اس سے مدد طلب کی۔ مختار نے اس خط کو لوگوں کے سامنے پڑھ کر سنایا اور کہا کہ وہ تمھارے مہدی ہیں اور تمھارے نبی (ﷺ) کے خاندان کے فرد واحد ہیں لوگوں نے ان کو اور ان کے ہمراہیوں کو ایسا محصور کر لیا ہے جیسے بکریوں کو محصور کیا جاتا ہے۔ اور وہ لوگ دن رات اس انتظار میں ہیں کہ ان کو قتل کیا جائے اور جلا دیا جائے اگر میں ان کی اس طرح مدد نہ کروں جیسے ایک وزیر کو کرنی چاہیے اور اس طرح یکے بعد دیگرے فوجوں کو نہ بھیجوں جس طرح ایک سیلاب دوسرے کے پیچھے جاتا ہے تو میرا نام بھی ابواسحاق نہیں ہے۔ میں ضرور اس کاہلیہ کے بچے کو ہلاک کر کے چھوڑوں گا۔ ''کاہلیہ کے بچے'' سے اس کی مراد ابن زبیر سے تھی کیوں کہ عبداللہ بن زبیر کے والد عوام کے باپ خویلد کی ماں زہرہ بنت عمرو بنو کاہل بن اسد بن خزیمہ سے تھی۔ یہ سن کر لوگ رونے لگے اور کہنے لگے کہ آپ ہمیں جلد وہاں لے چلیے چنانچہ مختار نے ابوعبداللہ الجدلی کو ستر ۷۰ قوی وتوانا سپاہیوں کے ساتھ اور ظبیان بن عمارۃ (جو تمیم میں تھا) کو چار سو آدمیوں کے ساتھ روانہ کیا اور موخر الذکر کو چار لاکھ درہم ابن حنفیہ کو دے دینے کے لیے دیئے۔ ابومعمر اور ہانی بن قیس کو ایک ایک سو اور عمیر بن طارق اور یونس بن عمران کو چالیس چالیس آدمی دے کر وہاں روانہ کیا۔

عبداللہ الجدلی مقام ذات عرق میں پہنچ کر رک گیا اور عمیر اور یونس بھی اپنے اسی سوار لے کر اس سے جا ملے اس طرح ان کی مجموعی تعداد ڈیڑھ سو تک پہنچ گئی۔ عبداللہ ان کو لے کر چلا اور مسجد

Marfat.com

حرام میں داخل ہو گیا وہ سب آدمی جھنڈے ہلا کر "یا لثارات الحسین" (یعنی حسینؓ کے خون کا بدلہ لینے والو) پکار رہے تھے۔ ہوتے ہوتے وہ زمزم پہنچے جہاں ابن زبیر نے ابن حنفیہ اور ان کے اہل بیت کو جلا کر خاک سیاہ کر دینے کے ارادے سے لکڑیاں جمع کر رکھی تھیں۔ اس وقت ان کی قرار دادہ مہلت میں صرف دو دن باقی رہ گئے تھے۔ مختار کے آدمی دروازے کو توڑ کر ابن حنفیہ کے پاس گئے اور کہا کہ آپ ہمیں اور خدا کے دشمن ابن زبیر کو آپس میں سمجھ لینے دیں ابن حنفیہ نے کہا کہ میں یہ پسند نہیں کرتا کہ مسجد حرام میں جدال وقتال ہو۔ ابن زبیر نے کہا کہ واہ۔ واہ یہ خشبیہ بھی عجیب لوگ ہیں کہ حسینؓ کی موت کو اس طرح اچھال رہے ہیں کہ گویا ان کو میں نے قتل کیا ہے خدا کی قسم اگر ان کے قاتلین پر میرا بس چلے تو میں سب کو قتل کر دوں۔ انھوں نے مختار کے آدمیوں کو خشبیہ اس وجہ سے کہا کہ جب وہ مکے میں داخل ہوئے تو ان سب نے اپنے ہاتھوں میں لکڑیاں لے لی تھیں اور یہ بھی کہتے ہیں کہ اس وجہ تسمیہ کا باعث یہ تھا کہ ان لوگوں نے وہی لکڑیاں اپنے ہاتھوں میں لے لی تھیں جو ابن زبیر نے ابن حنفیہ اور ان کے آدمیوں کو جلانے کے لیے جمع کی تھیں۔ غرض کہ ابن زبیر نے کہا کہ کیا تم لوگ سمجھتے ہو کہ میں بغیر اس کے کہ ابن حنفیہ بھی مجھ سے بیعت کریں اور ان کے سب ہمراہی بھی کریں ان سب لوگوں کو میں یہاں سے ٹلنے دوں گا؟ عبداللہ الجدلی نے جواب دیا کہ ہاں قسم ہے خدائے رکن ومقام کی کہ تم کو ضرور ان لوگوں کو جانے دینا پڑے گا ورنہ ہم تم سے اپنی تلواروں کے زور سے اس طرح لڑیں گے کہ جس میں کوئی باطل پرست شک نہیں کر سکے گا۔ اس پر ابن حنفیہ نے اپنے ہمراہیوں کو روکا اور ان کو فتنہ وفساد سے ڈرایا۔

اس کے بعد مختار کی باقی فوج بھی مختار کا فرستادہ مال وزر لے کر آ پہنچی۔ انھوں نے بھی مسجد حرام میں داخل ہو کر تکبیر کہی اور "حسینؓ کے خون کا بدلہ لینے والو" کا نعرہ لگایا ابن زبیر ان سے خوفزدہ ہو گئے۔ محمد ابن حنفیہ اور ان کے ہمراہی شعب علی تک گئے۔ وہ لوگ برابر ابن زبیر کو گالیاں دیتے جاتے تھے اور محمد بن حنفیہ سے اجازت طلب کرتے تھے کہ ابن زبیر سے جنگ کی جائے مگر وہ انکار کرتے رہے۔ اس طرح اس وقت شعب میں محمد بن حنفیہ کے پاس چار ہزار آدمی جمع تھے۔ ابن حنفیہ نے اس تمام مال وزر کو ان ہی میں تقسیم کرنا چاہا مگر انھوں نے قبول نہ کیا۔ مگر آخر کار جب مختار قتل کیا گیا تو وہ لوگ خوار وذلیل اور محتاج ہو گئے۔ مختار کے قتل کے بعد ملک ابن زبیر کے قبضۂ اقتدار میں آ گیا۔ تب

Marfat.com

توابن زبیر نے ابن حنفیہ کو پھر یہی پیغام بھیجا کہ میری بیعت میں داخل ہو جاؤ ورنہ میں تم سے جنگ کروں گا۔ ان کے قاصد عروہ ابن زبیر تھے۔ ابن حنفیہ نے جواب میں کہا کہ خدا سمجھے تمھارے بھائی کو وہ کیسا ضدی شخص ہے حالانکہ وہ جانتا ہے کہ اس سے وہ خدا کو ناراض کرتا اور اس سے غافل ہوا جارہا ہے۔ پھر اپنے ہمراہیوں سے کہا کہ ''ابن زبیر کا ارادہ ہے کہ وہ ہم پر حملہ کرے جو شخص کہ میرے پاس سے جانا چاہتا ہے میں اُسے ایسا کرنے کی اجازت دیتا ہوں کیونکہ نہ کوئی شخص میرا پابند ہے اور نہ کوئی ایسا کرنے سے قابل ملامت ہوگا اور جب تک کہ خدا میرے اور ابن زبیر کے مابین فتح نہ دے گا میں بھی ضرور یہیں مقیم رہوں گا۔ ''وَاللہُ خَیْرُ الْفَاتِحِیْنَ'' یہ سن کر عبداللہ الجدلی وغیرہ نے کھڑے ہو کر کہا کہ ہم لوگ آپ کو چھوڑنے والے نہیں ہیں۔ اُدھر جب عبدالملک بن مروان کو ان کا حال معلوم ہوا تو اس نے ابن حنفیہ کو لکھا کہ اگر آپ میرے پاس آجائیں تو میں آپ کے ساتھ احسان کروں گا اور جب تک کہ آپ چاہیں یہاں شام میں رہ سکتے ہیں۔ جب تک کہ لوگوں کا حال پھر نہ سدھر جائے۔ چنانچہ ابن حنفیہ اور ان کے ہمراہی شام کی طرف چلے گئے اور ان کے ساتھ کُثَیِّر بھی روانہ ہو گیا۔ وہ روانگی کے وقت یہ شعر پڑھ رہا تھا۔ (ترجمہ شعر):

[اے ہمارے مہدی۔ اے مہدی بن مہدی۔ آپ نے ہدایت دی آپ ہی وہ ہیں
جن سے ہم راضی ہیں اور جن سے ہماری امیدیں وابستہ ہیں آپ اُس شخص کے بیٹے ہیں
جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بہترین شخص ہے آپ ہی دین حق کے امام ہیں اور ہم کو اس
میں شک نہیں اے ابن علی اور مثل علی! روانہ ہو۔]

لیکن وہ ابھی مدائن ہی میں پہنچے تھے کہ ان کو عبدالملک کے عمرو بن سعید کو دھوکا دینے کی خبر ملی ان کو اپنے وہاں جانے پر ندامت ہوئی اور عبدالملک کی طرف سے خوف ہوا اس لیے وہ ایلہ میں اتر پڑے۔ لوگوں محمد بن حنفیہ کی فضیلت، زہد، کثرت عبادت اور حسن ہدایت کا چرچا ہونے لگا۔ جب عبدالملک کو ان کے متعلق یہ باتیں معلوم ہوئیں تو اس کو محمد ابن حنفیہ کو اپنے شہر میں دعوت دینے پر ندامت ہوئی اور اس نے محمد بن حنفیہ کو خط لکھا کہ میری سلطنت میں کوئی ایسا شخص نہیں رہ سکتا جس نے مجھ سے بیعت نہ کی ہو۔ یہ سن کر ابن حنفیہ وہاں سے مکے کی طرف روانہ ہو کر شعب ابی طالب میں جاکر اترے۔ ابن زبیر نے وہاں ان کے نام پیغام بھیجا کہ وہ وہاں سے چلے جائیں اور اپنے بھائی

Marfat.com

مصعب ابن زبیر کو حکم دیا کہ ابن حنفیہ کے ساتھیوں کی عورتوں کو بھیج دو چنانچہ مصعب نے ان عورتوں کو بھیج دیا جس میں ابوطفیل عامر بن واثلہ کی زوجہ بھی شامل تھیں۔ وہ وہاں سے چل کر ان کے پاس پہنچیں طفیل نے یہ شعر کہا۔ (ترجمہ شعر):

[اگر مصعب نے اُسے بھیجا ہے تو میں مصعب کی طرف تکلیف اٹھا کر جاؤں گا۔
میں ایک مسلح اور تیار دستۂ فوج کو لے کر وہاں پہنچوں گا گویا کہ میں ایک صاحب عزت اور جنگ جو آدمی ہوں۔]

ان کے علاوہ اور بھی چند شعر تھے۔

ابن زبیر نے ابن الحنفیہ کو مجبور کرنا شروع کیا کہ وہ مکہ آ جائیں۔ ابن حنفیہ کے ساتھیوں نے ان سے اجازت طلب کی کہ ابن زبیر سے جنگ کی جائے مگر انھوں نے اجازت نہ دی اور دعا مانگی کہ یا اللہ! ابن زبیر کو ذلت وخوف کا لباس پہنا اور اس پر اور اس کی جماعت پر جو اوروں کو ذلیل کرتی ہے کسی ایسے شخص کو مسلط فرما جو ان کو بھی ذلیل وخوار کر دے۔ اس کے بعد وہ وہاں سے طائف چلے گئے۔

بعدازاں ابن عباس نے ابن زبیر کے پاس جا کر سخت کلامی کی اور ان دونوں میں ایسی باتیں ہوئیں جن کا ذکر کرنا ہم پسند نہیں کرتے۔ پھر ابن عباس بھی وہاں سے طائف چلے گئے۔ وہیں ان کا انتقال ہو گیا اور ابن حنفیہ نے ان کے جنازے کی نماز پڑھائی جس میں چار مرتبہ تکبیر کہی۔

ابن حنفیہ طائف ہی میں رہے یہاں تک کہ حجاج نے ابن زبیر کا محاصرہ کیا۔ اس وقت ابن حنفیہ وہاں سے چل کر شعب میں جا اترے۔ حجاج نے ان سے مطالبہ کیا کہ وہ عبدالملک سے بیعت کر لیں مگر ابن حنفیہ نے انکار کیا اور کہا کہ جب تک لوگ اس پر اجتماع نہ کر لیں گے ایسا نہ کروں گا۔ آخر جب ابن زبیر شہید ہو گئے تو ابن حنفیہ نے عبدالملک کو لکھ کر اپنے اور اپنے ساتھیوں کے لیے امان طلب کی حجاج نے بھی ان کے پاس پیغام بھیج کر بیعت کرنے کا حکم دیا مگر انھوں نے انکار کیا اور کہا کہ میں نے عبدالملک کو خط لکھا ہے ان کے پاس سے جواب آئے تو بیعت کروں گا۔ اس اثناء میں عبدالملک نے حجاج کو خط لکھا جس میں اس کو ہدایت کی کہ وہ ابن حنفیہ کا پیچھا چھوڑ دے۔ تب اس نے ان کو چھوڑ دیا آخر جب ابن حنفیہ کا قاصد ابوعبداللہ الجدلی عبدالملک کا خط لیے ہوئے آیا جس میں ان کو امان دینے، ان کا حق ادا کرنے اور ان کے اہل وعیال کی تعظیم کا ذکر تھا تو وہ حجاج کے پاس گئے اور عبدالملک

Marfat.com

ابن مروان سے بیعت کر لی پھر وہ وہاں سے شام گئے اور عبدالملک سے درخواست کی کہ وہ حجاج کو ان پر کسی طرح کی چیرہ دستی نہ کرنے دے۔ چنانچہ اس نے حجاج کے حکم کو ان پر سے ہٹا دیا۔

کہتے ہیں کہ ابن زبیر نے ابن عباس اور ابن حنفیہ کو لکھا تھا کہ وہ دونوں ان سے بیعت کر لیں مگر دونوں نے یہ جواب دیا تھا کہ پہلے سب لوگوں کو کسی امام واحد کے متعلق اجماع کر لینے دو تب ہم بیعت کر لیں گے کیونکہ اس وقت تم خود فتنے میں مبتلا ہو۔ اس سے دونوں میں بات بڑھ گئی اور ابن زبیر نے ناراض ہو کر آخر ابن حنفیہ کو زمزم میں قید کر دیا۔ ابن عباس پر ان ہی کے گھر میں سختیاں کیں اور دونوں کو جلا کر مار ڈالنے کا ارادہ کیا۔ اس پر مختار نے فوج بھیجی جس کا ذکر پہلے آ چکا ہے اور ابن زبیر کی ایذا رسانی سے ان کو محفوظ کر دیا مگر جب مختار قتل ہو گیا تو ابن زبیر کو پھر ان دونوں پر غلبہ حاصل ہو گیا اور انھوں نے ان سے کہا کہ تم دونوں میرے قرب وجوار سے نکل جاؤ چنانچہ دونوں طائف چلے گئے۔ ابن عباس نے اپنے بیٹے علی کو عبدالملک کے پاس شام روانہ کیا اور یہ کہلوایا کہ مجھے یہ زیادہ پسند ہے کہ میرے برادران عمزاد میری سرپرستی کریں بہ نسبت اس کے کہ بنو اسد کا ایک فرد میرا مربی ہو۔ اس سے ان کی مراد اپنے برادران عمزاد یعنی بنو امیہ سے تھی کیونکہ وہ سب کے سب عبد مناف کی اولاد میں سے تھے اور بنو اسد کے "ایک فرد" سے ان کا مطلب ابن زبیر سے تھا جو بنو اسد بن عبدالعزیٰ بن قصی میں سے تھے۔ جب علی ابن عبداللہ ابن عباس عبدالملک کے پاس پہنچے تو مؤخر الذکر نے ان کا نام اور کنیت دریافت کی علیؓ نے کہا کہ میرا نام علی اور کنیت ابوالحسن ہے۔ عبدالملک نے کہا کہ یہ نام اور کنیت میرے لشکر میں جمع نہیں ہو سکتے تم ابو محمد ہو۔

طائف آنے کے بعد ابن عباس نے انتقال کیا اور ابن حنفیہ نے ان کے جنازے کی نماز پڑھائی۔

فتنۂ خراسان

اس سال عبداللہ ابن خازم نے ان بنو تمیم کا محاصرہ کیا جو خراسان میں مقیم تھے کیونکہ ان لوگوں نے اس کے بیٹے محمد کو قتل کر دیا تھا جس کا ذکر پہلے گذر چکا ہے۔ جب حسب بیان سابق خراسان کے بنو تمیم متفرق و پریشان ہو گئے تو ان کے ستر اسّی سوار اس کے قصر کے پاس رہ گئے اور عثمان بن بشر بن محتفز المازنی کو اپنا سردار مقرر کیا جس کے ہمراہ شعبہ بن ظہیر النہشلی، ورد بن فلق العنبری، زہیر بن ذؤیب العدوی، جیہان بن مشجعہ الضبی، حجاج بن ناشب العدوی اور رقبہ بن حر بنو تمیم کے سواروں اور

Marfat.com

بہادروں کو لیے ہوئے موجود تھے۔ ابن خازم نے ان کا محاصرہ کیا وہ لوگ باہر نکل نکل کر لڑتے تھے اور پھر قصر کی طرف چلے جاتے تھے۔ ایک دن ابن خازم چھ ۶ ہزار آدمیوں کو لے کر نکلا اور اُدھر سے اہل قصر بھی برآمد ہوئے۔ بشر نے ان سے کہا کہ تم لوگ واپس چلے جاؤ۔ اس کا ہرگز مقابلہ نہ کرسکو گے مگر زہیر بن ذویب نے پختہ قسم کھائی کہ جب تک وہ نکل کر ان کی صفوف سے مقابلہ نہ کرے گا ہرگز واپس نہ جائے گا۔ یہ ٹھان کر وہ ایک ندی میں ہو رہا جو خشک ہوگئی تھی۔ عبداللہ کے ہمراہیوں کو اس کی خبر تک نہ ہوئی اتنے میں زہیر نے ان پر حملہ کیا اور ان سب کو تتر بتر کر دیا اور پھر گھوم کر دوبارہ حملہ کیا۔ لوگ چیختے چلاتے اس کے پیچھے بھاگ رہے تھے مگر کسی کو اتنی ہمت نہ تھی کہ میدان میں اتر کر اس سے مقابلہ کرتے۔ آخر وہ لڑ بھڑ کر پھر اپنی جگہ کو واپس چلا گیا اور وہاں سے پھر ایک مرتبہ حملہ کیا۔ ان کی صفیں اس کے حملے سے منتشر ہوگئیں اور وہ دوبارہ واپس آیا۔ یہ حالت دیکھ کر ابن خازم نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ جب تم زہیر پر نیزہ زنی کرو اپنے نیزوں میں آنکڑے باندھ لو اور انھیں اس کی زرہ میں پھنسا دو۔ اس قرارداد کے مطابق جب ایک دن وہ اس پر دھاوا کرنے کو نکلا تو اس کے آدمیوں نے زہیر پر چار آنکڑے والے نیزے اس کی زرہ میں پھنسا دیے۔ زہیر حملہ کرنے کی غرض سے ان کی طرف پلٹا تب تو ان کے حواس بگڑنے لگے اور وہ اپنے نیزوں کو چھوڑ چھاڑ کر بھاگ گئے۔ زہیر کا یہ حال تھا کہ وہ ان کے نیزوں کو اپنے پیچھے گھسیٹتا ہوا قصر میں چلا گیا۔

آخر ابن خازم نے اس کے پاس پیغام بھیجا کہ ایک لاکھ (درہم؟) اور علاقہ میسان تمھاری جاگیر میں دے دوں گا مجھ سے صلح صفائی کر لو مگر اس نے منظور نہ کیا مگر جب بنوتمیم کے محاصرے نے طول پکڑا تو انھوں نے ابن خازم سے درخواست کی کہ ان کو صرف اتنی مہلت دی جائے کہ وہ سب وہاں سے نکل کر منتشر ہو جائیں۔ ابن خازم نے کہا کہ یہ اسی وقت ہوسکتا ہے کہ تم اپنے آپ کو میرے سُپرد کر دو۔ بنوتمیم نے منظور کر لیا۔ زہیر نے کہا کہ خدا کرے تمھاری مائیں تمھاری جانوں کو روئیں خدا کی قسم وہ تمھارے ایک ایک آدمی کو چن چن کر مارے گا۔ اگر تم موت کو اچھا سمجھتے ہو تو عزت کی موت مرو۔ ہم سب کو لے کر باہر نکل چلو۔ دو ہی باتیں ہوں گی یا تو تم سب عزت کی موت مر جاؤ گے یا نہیں تو تم میں سے بعض قتل ہوں گے اور بعض بچ رہیں گے۔ قسم ہے خدا کی اگر تم لوگ اس پر خوب اچھی طرح جی کھول کر سختی کرو تو وہ ضرور تمھارے مقابلے میں ڈھیلا پڑ جائے گا۔ اگر تم پسند کرو تو میں تمھارے سامنے

Marfat.com

آگے جاتا ہوں اور اگر تم چاہو تو پیچھے چلتا ہوں۔ مگر بنو تمیم نہ مانے۔ زہیر نے کہا کہ اچھا اب میں تم کو دکھاتا ہوں اور یہ کہہ کر وہ رقبہ بن حر، ایک ترکی غلام اور ابن ظہیر سب باہر نکلے اور محاصرین پر جگر توڑ کر حملہ کیا۔ وہ لوگ ہٹ گئے زہیر وغیرہ واپس آگئے اور اس کے اصحاب بھی بچ گئے۔

زہیر نے وہاں سے قصر واپس جا کر اپنے ساتھیوں سے کہا کہ دیکھو تم سب اب بھی میری بات مانو۔ انھوں نے کہا ہم میں اتنی طاقت نہیں ہے ہم حیات چاہتے ہیں۔ زہیر نے جواب دیا کہ موت میں بھی میں تم سے ہٹا نہ رہوں گا غرض کہ سب بنو تمیم ابن خازم کے حکم پر چلنے لگے اور اس نے ان سب کو گرفتار کر دیا پھر وہ سب ایک ایک کر کے ابن خازم کے پاس پیش کیے گئے۔ ابن خازم کا تو ارادہ ان سب پر احسان کرنے کا تھا مگر اس کے بیٹے موسیٰ نے اُسے ایسا کرنے سے باز رکھا اور کہا کہ اگر آپ نے اُن کو معاف کر دیا تو میں اپنا خون کر لوں گا۔ اس پر ابن خازم نے سوائے تین شخصوں کے جن میں سے ایک حجاج ابن ناشب تھا، سب کو قتل کرا دیا کیونکہ اس کے متعلق ابن خازم کے ایک ہمراہی نے سفارش کی تھی۔ دوسرا رہا ہونے والا جیہان بن مشجعہ الضبی تھا جس نے محمد کو بچانے کی غرض سے اپنے آپ کو اس پر گرا دیا تھا جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے۔ تیسرا شخص بنو تمیم کے قبیلۂ بنو سعد میں تھا اور یہ وہ شخص تھا جس نے ابن خازم کے پاس سے اس دن لوگوں کو ہٹا دیا تھا جس دن وہ حملہ کرتے ہوئے آئے تھے اور یہ کہا تھا کہ دیکھو اس مضر کے شہسوار کے پاس سے چلے جاؤ۔

کہتے ہیں کہ جب زہیر بن ذوئیب کو گرفتاری کی حالت میں ابن خازم کے پاس لے جانے لگے تو اس نے جانے سے انکار کیا اور اپنے نیزے کے بل اچھل کر خندق پار کر گیا اور پھر وہاں سے اپنی بیڑیوں میں لڑکھڑاتا ہوا ابن خازم کے پاس پہنچ کر بیٹھ گیا۔ ابن خازم نے کہا کہ اب یہ بتاؤ کہ اگر میں تم کو آزاد کر دوں اور انگور کھلاؤں تو تم میرا شکریہ ادا کرو گے؟ اس نے جواب دیا کہ اگر تم میری صرف جان بخشی ہی کر دو اور کوئی احسان نہ کرو تب بھی تمھارا شکر ادا کروں گا۔ مگر ابن خازم کے بیٹے موسیٰ نے ابن خازم کو اُسے رہا کرنے سے رُوکا جس پر ابن خازم نے اپنے بیٹے سے کہا کہ تجھ پر خدا کی سنوار تو زہیر جیسے شخص کو قتل کرتا ہے جو مسلمانوں کے اعداء سے جنگ کرنے کے لیے اصل عرب ماں کا بچہ ہے۔ موسیٰ نے کہا کہ اگر تم بھی میرے بھائی کے خون میں شریک ہوتے تو میں تم کو ضرور قتل کر دیتا۔ آخر کار ابن خازم نے تنگ آ کر اس کو قتل کر دینے کا حکم دے دیا۔ یہ سن کر زہیر نے کہا کہ میری ایک حاجت ہے اور وہ یہ کہ میرے خون کو ان

Marfat.com

نابکاروں کے خون میں نہ ملاؤ کیونکہ میں نے ان کو ان کی حرکتوں سے منع کیا تھا اور حکم دیا تھا کہ وہ عزت کی موت مریں اور تم لوگوں پر حملہ کریں۔ خدا کی قسم اگر وہ ایسا کرتے تو تمھارا یہ بیٹا بھی خائف ہو جاتا اور اپنے بھائی کے خون کا دعویٰ بھول جاتا۔ مگر وہ نہ مانے اور اگر وہ میری بات مان لیتے تو ان کا کوئی آدمی بغیر بہت سے آدمیوں کو مارے نہ مرتا۔ غرض کہ ابن خازم نے اس کے قتل کا حکم دے دیا اور وہ الگ لے جا کر قتل کر دیا گیا۔ جب حریش کو ان لوگوں کے قتل کی خبر ملی تو اس نے یہ اشعار کہے۔ (ترجمہ شعر):

[اے میرے ملامت گر۔ مجھے ان کے قتل کے بارے میں ملامت نہیں کی گئی کیونکہ میری تلوار نے ان کے مینڈھے کو اچھی طرح دانت پیس پیس کر کاٹا تھا۔ اے میرے ملامت گر جب تک کہ وہ لوگ متفرق نہیں ہو گئے اور جب تک کہ لوگوں نے مجھے سب سے آگے نہیں دیکھ لیا میں وہاں سے واپس نہیں آیا۔ اے میرے ملامت گر میرے اسلحہ نے مجھے فنا کر دیا اور یہ قاعدے کی بات ہے کہ جو اکثر بہادروں اور دلاوروں سے لڑتا رہتا ہے وہ زخمی ہو کر واپس آتا ہے۔ اے میری دونوں آنکھو۔ اگر تمھارے آنسو خشک ہو گئے ہوں تو اب خون بہاؤ۔ میں بغیر اس کے خوش نہ ہوں گا کہ تم خون بہاؤ۔ کیا میں زہیر، ابن بشر اور ورد کے بعد خراسان میں کوئی فراغت و سیری کی جگہ پاؤں گا؟ اے میرے ملامت گر۔ میں ایسی ایسی جنگوں میں شریک ہوا ہوں کہ جب بزدل شہسوار پیچھے ہٹتے تھے اور رکتے تھے تو میں آگے بڑھتا تھا اور حملہ کرتا تھا۔]

اس کی مراد زہیر بن ذویب۔ عثمان ابن بشر اور ورد بن مفلق سے ہے۔

ابن اشتر بمقابلہ عبید اللہ ابن زیاد

اسی سال ماہ ذی الحجہ کے اختتام سے آٹھ روز قبل ابراہیم بن اشتر، عبید اللہ ابن زیاد سے جنگ آزمائی کے لیے روانہ ہوا۔ اس کی روانگی اس وقت وقوع میں آئی کہ جب مختار کو جنگ سبیع سے فارغ ہوئے دو دن ہو چکے تھے۔ مختار نے ان کے ساتھ اپنے زبردست شہسوار سردار، اہل بصیرت اور کار آزمودہ آدمیوں کو روانہ کیا تھا بلکہ وہ خود مشائعت کی غرض سے کچھ دور تک ابراہیم بن اشتر کے ساتھ گیا تھا۔ جب وہ دیر عبد الرحمٰن ابن ام الحکم پر پہنچا تو اُسے مختار کے آدمی ملے جو ایک اشہب رنگ خچر پر ایک کرسی رکھے ہوئے جا رہے تھے اور اللہ سے فتح و نصرت کی دعائیں مانگ رہے تھے۔ اس کرسی

Marfat.com

کا محافظ حوشب البرسمی تھا۔ مختار نے ان کو دیکھ کر یہ شعر پڑھا۔

اما و ربّ المُرسَلاتِ عُرفا لنقتلن بعد صفٍّ صفّا

و بعد الفِ قاسطین الفا

[قسم ہے خدا کی کہ وہ لوگ ضرور یکے بعد دیگرے ایک ایک صف کو اور ہزار ہزار آدمیوں کو قتل کریں گے۔]

اس کے بعد مختار نے ان کو رخصت کر دیا اور ابراہیم سے کہا کہ میری تین نصیحتیں سنتے جاؤ:
اپنے امر کی پوشیدہ اور ظاہری حالت میں خدائے عزوجل سے ڈرو۔ جلدی جلدی جاؤ اور اپنے دشمن کو دیکھتے ہی اس سے جنگ شروع کر دو۔ یہ کہہ کر مختار واپس چلا گیا اور ابراہیم وہاں سے آگے بڑھ کر کرسی والوں کے پاس پہنچے جو بیٹھے ہوئے اس کے وسیلے سے آسمان کی طرف ہاتھ اٹھا اٹھا کر اللہ سے دعائیں مانگ رہے تھے۔ ابراہیم نے کہا کہ یا اللہ تو ہم کو ہمارے سفہاء الناس (بدترین لوگوں) کے عمل کے بدلے مت پکڑیو۔ یہ بنو اسرائیل کی سُنت ہے اور قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے۔ پھر وہ لوگ وہاں سے واپس چلے گئے اور ابراہیم نے اپنا راستہ لیا۔

کرسی کا بیان

طفیل بن جعدہ بن ہبیرہ کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ ہم پر بہت ہی سختی پڑی۔ ایک دن میں باہر نکلا تو میں نے اپنے ایک روغن فروش ہمسائے کے ہاں ایک کرسی دیکھی جس پر خوب میل چڑھا ہوا تھا۔ میں نے اپنے دل میں کہا کہ میں اس کرسی کے بارے میں مختار سے کچھ کہہ دوں (تو میرے دن پھر سکتے ہیں)۔ میں نے اس کرسی کو گندھی سے لے کر دھویا تو وہ نضار کی سفید لکڑی نکل آئی جس نے تیل پی رکھا تھا۔ اس کا بیان ہے کہ میں نے مختار سے کہا کہ میں آپ سے ایک چیز چھپا رہا تھا مگر اب مجھے ضروری معلوم ہوتا ہے کہ آپ سے کہہ دوں اور وہ یہ ہے کہ ابو جعدہ جس کرسی پر بیٹھا کرتا تھا کہتے ہیں کہ اس میں علیؓ کا اثر ہے۔

مختار نے کہا کہ تم نے مجھ سے یہ بات اب تک کیوں چھپائی۔ وہ کرسی مجھے بھجوا دو۔ چنانچہ میں نے وہ کرسی اس کے پاس پہنچا دی جس پر کپڑا پڑا ہوا تھا۔ اس نے مجھے بارہ ہزار (درہم؟) انعام دیا

Marfat.com

پھر اس نے جماعت کی تکبیر اقامت کہی۔ لوگ جمع ہو گئے تو اس نے کہا کہ گذشتہ اقوام میں کوئی بات ایسی نہیں ہوئی جو آج کل اس امت میں بھی موجود نہ ہو۔ جس طرح بنو اسرائیل کے پاس تابوت تھا اسی طرح ہمارے پاس یہ کرسی ہے۔ اس کے بعد اس نے اُسے کھول دیا۔ ابن سبا کے متبعین نے کھڑے ہو کر مسرت میں نعرۂ تکبیر بلند کیا۔ اس کے کچھ عرصے کے بعد مختار نے ابن زیاد کے مقابلے کے لیے فوج بھیجی اور وہ اس کرسی کو ایک خچر پر رکھ کر نکلا۔ اس وقت بھی وہ ڈھکی ہوئی تھی۔ اہل شام بری طرح قتل کیے گئے ان کے دلوں میں اس کرسی کی عظمت اس قدر زیادہ ہوگئی کہ ان کے خیالات کفر کی حد تک پہنچ گئے جب تو مجھے اپنے کیے پر سخت ندامت ہوئی لوگوں نے بھی اس کرسی کی مذمت کرنی شروع کر دی۔

یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ مختار نے جعدہ بن ہبیرہ کے خاندان سے کہا ''حضرت علی (کرم اللہ وجہہ) کی کرسی میرے پاس لاؤ (کیونکہ جعدہ کی والدہ ام ہانی حضرت علیؓ کی ہمشیرہ تھیں) انھوں نے کہا کہ واللہ وہ ہمارے پاس نہیں ہے مختار نے کہا تب تو وہ میری حماقت ہوگی۔ جاؤ جا کے وہ کرسی میرے پاس لے آؤ'' راوی کا بیان ہے کہ ان لوگوں کا خیال تھا کہ جو کرسی بھی آئے گی اسے ضرور وہ وہی کرسی بتائے گا اور اسے ان کی جانب سے قبول کرے گا غرض کہ لوگ ایک کرسی اٹھا لائے اور اس نے اس پر قبضہ کر لیا پھر شبام شاکر اور مختار کے دیگر سر برآوردہ لوگ اس کرسی کو ریشم سے ڈھانپ کر نکلے اس کرسی کے سب سے پہلے محافظ موسیٰ بن ابی موسیٰ الاشعری تھے جو مختار کے ساتھ رہا کرتے تھے کیونکہ ان کی والدہ ام کلثوم فضل بن عباس کی بیٹی تھیں مگر جب لوگ موسیٰ سے برگشتہ ہو گئے تو انھوں نے اس کی محافظت کا کام ترک کر دیا اور مختار کی موت تک جوشب البرسمی اس عہدے پر رہا اس کے متعلق اعشیٰ ہمدانی نے یہ شعر کہے ہیں۔ (ترجمہ شعر):

''میں گواہ ہوں کہ تم سب سبائی مذہب کے ہو اور اے شرک کے چوکیدار و میں تم سے خوب واقف ہوں میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ تمھاری کرسی تابوت سکینہ نہیں ہے گو کہ اس پر کئی غلاف چڑھے ہوئے ہیں اور گو کہ شبام۔ نہد اور خارف اس کے ساتھ ساتھ دوڑتے ہوں پھر بھی وہ تابوت سکینہ کی مانند نہیں ہے میں تو وہ شخص ہوں کہ صرف آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے محبت کرتا ہوں اور اس وحی کا پیرو ہوں جو مصاحف میں درج

Marfat.com

ہے اور میں نے عبداللہ سے اس وقت بیعت کی تھی کہ جب تمام قریش اوران کے سر بر آوردہ آدمیوں نے ان کی پیروی کی''۔

اسی طرح متوکل اللیثی کہتا ہے۔(ترجمہ شعر):

''اگر تم ابواسحاق کے پاس جاؤ تو یہ کہہ دینا کہ میں تم لوگوں کی کرسی کا منکر ہوں تم دیکھو گے کہ شبام اس کی لکڑیوں کے گرد رہتا ہے اور شاکر اس کا حامل الوحی ہے ان لوگوں کی آنکھیں اُس کرسی کے گرد سُرخ رہتی ہیں گویا کہ وہ آنکھیں تیکھی اور فتنہ انگیز ہیں''۔

متفرق واقعات

اس سال عبداللہ ابن زبیر نے لوگوں کے ساتھ حج کیا۔

مدینے پر اپنے بھائی کی طرف سے مصعب بن زبیر۔ بصرہ پر عبداللہ بن ابی ربیعہ مخزومی ابن زبیر کے عامل تھے۔ کوفہ پر مختار عامل وغالب تھا خراسان میں عبداللہ ابن خازم تھا۔

وفیات

اسی سال ☆ اسماء بن حارثہ الاسلمی نے انتقال کیا یہ صحابہ میں تھے اور اصحاب صفہ میں شامل تھے۔ یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ ان کا انتقال ابن زیاد کے دور امارت میں ہوا تھا۔ ☆ جابر ابن سمرہ نے بھی انتقال کیا جو سعد بن ابی وقاص کے بھانجے تھے۔ یہ بھی روایت ہے کہ وہ بشر ابن ہارون کے زمانہ امارت میں فوت ہوئے۔ ☆ اسماء بن خارجہ بن حصن بن حذیفہ بن بدر الفزاری نے بھی انتقال کیا جو اپنی قوم کا سردار تھا۔

۞ ۞ ۞

حواشی وحوالہ جات:

ا یعنی ابن مطیع اہل کوفہ سے گویا اس بات کی اجازت چاہ رہے تھے کہ کوفہ کی اضافی آمدنی کہیں اور (یعنی مکہ) بھجوادیں۔

Marfat.com

۲۔ کوفہ کے خراج کے حوالے سے حضرت علیؓ کی حکمت عملی یہ تھی کہ سارا خراج کوفہ ہی میں خرچ کرتے تھے اور وہ ایسا اس لئے کرتے تھے کہ ان کے زمانے میں کوفہ ہی دار الحکومت تھا۔ جبکہ حضرت عمر اور حضرت عثمان کے زمانے میں کوفے کے خراج کی زائد آمدنی دار الحکومت مدینہ بھجوائی جاتی تھی۔ حضرت عبداللہ بن زبیر کے خلیفہ بننے کے بعد مکہ کی حیثیت دار الحکومت کی ہوگئی تھی لہٰذا گورنر کوفہ ابن مطیع نے اسی بنیاد پر یہ کہا تھا کہ زائد آمدنی دار الحکومت (مکہ) بھجوادی جائے گی۔ لیکن کوفہ کے قبائل کا مطالبہ تھا کہ تقسیم کے بعد اضافی رقم مرکز کو نہ بھجوائی جائے بلکہ انہیں میں مزید تقسیم کردی جائے، یوں یہ لوگ حضرت عمر فاروقؓ اور حضرت عثمان غنیؓ کی اس پالیسی کے مخالف تھے کہ فاضل رقم مرکز کو لوٹادی جائے۔

۳۔ الانفال: ۳۰۔ (زائدہ بن قدامہ، مختار کا خیر خواہ تھا۔ اس نے اشارۃً یہ آیت تلاوت کی جس کے معنی ہیں ''وہ وقت بھی یاد کرنے کے قابل ہے جب کہ منکرین حق تیرے خلاف تدبیریں سوچ رہے تھے کہ تجھے قید کردیں یا قتل کرڈالیں یا جلا وطن کردیں۔'' مختار یہ اشارہ سمجھ گیا اور بیماری کا بہانہ کرکے لیٹ گیا۔

۴۔ کُناسہ، کوفہ کا مرکزی بازار تھا۔

۵۔ یزید نے یہ باتیں صرف اپنے لوگوں کو برانگیختہ کرنے اور جنگ پر آمادہ کرنے کے لئے کیں۔ کیونکہ ایسی کوئی نظیر نہیں تھی کہ اس سے قبل شیعوں کو صرف اس وجہ سے قتل کیا گیا ہو کہ وہ شیعہ تھے، یا ان کے ہاتھ پاؤں کاٹے گئے ہوں، یا ان کی آنکھیں پھوڑی گئی ہوں، یا انہیں درختوں کے تنوں پر پھانسی دی گئی ہو۔ وہ بھی صرف اس وجہ سے کہ وہ اہل بیت رسول سے محبت کرتے تھے۔ بلکہ صورت حال اس سے مختلف تھی۔ شیعانِ علی نے اموی خلافت کو کبھی تسلیم نہیں کیا اور ہمیشہ اس کے خلاف سازشیں، خروج اور ریشہ دوانیاں کرکے انہیں زچ کرتے رہے۔

۶۔ یہ مکان حضرت ابو موسیٰ اشعری کا تھا، جو کوفہ کے گورنر رہ چکے تھے۔ مختار کو ابن مطیع کے بارے میں اطلاع مل گئی تھی مگر پرانی دوستی کے پیش نظر مختار نے ان سے تعرض نہیں کیا بلکہ ان کے پاس چند ہزار درہم بھجوائے اور کہلایا کہ مجھے تمہارے چھپنے کی جگہ کا علم ہے غالباً رقم نہ ہونے کی وجہ سے تم اب تک رکے ہوئے ہو، اس رقم سے انتظام کرکے چلے جاؤ۔ چنانچہ ابن مطیع بصرہ چلے گئے۔ (مزید تفصیلات کے لئے دیکھئے نگار سجاد ظہیر، مختار ثقفی، قرطاس، کراچی، ۲۰۱۴ء، طبع ثانی۔)

Marfat.com

ے السجدہ:۲۲۔

۸ شبث بن ربعی کا تعلق بنو تمیم سے تھا۔ اس نے اپنی عوامی زندگی کا آغاز جھوٹی مدعیہ نبوت سجاح تمیمیہ کی ملازمت سے کیا۔ سجاح کی ناکامی کے بعد اس نے مجبوراً اسلام قبول کرلیا۔ حضرت علی کی حمایت میں، حضرت عثمان کے خلاف شورش میں شبث نے نہایت زور و شور سے حصہ لیا۔ جنگ صفین میں حضرت علی کی طرف سے لڑا، اس کے بعد خوارج کے بانیوں میں شامل ہوا۔ پھر ان سے الگ ہوکر حضرت علی سے مل گیا اور جنگ نہروان میں خوارج کے خلاف شریک ہوا۔ حضرت معاویہ نے کوفے کے جن شیعہ لیڈروں کی نگرانی کا حکم دیا تھا، ان میں شبث بھی تھا۔ یہ انتہائی مفاد پرست شخص جیسے ہی خطرہ محسوس کرتا اپنے موقف سے نہایت بے حیائی سے علیحدہ ہوجاتا۔ (علی محسن صدیقی، عہد اموی میں سیاسی و مذہبی احزاب، ص ۶۲، حاشیہ: ۳۰، قرطاس، کراچی، ۲۰۰۷ء۔)

۹ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کناسہ کا بازار روزانہ کی بنیاد پر لگتا تھا، پختہ دو کانیں نہیں تھیں (کوفے کی آباد کاری کے حوالے سے مزید تفصیل کے لئے دیکھئے مختار ثقفی از ڈاکٹر نگار سجاد ظہیر باب اول)

۱۰ توبہ:۱۲۵۔

۱۱ المجادلہ:۲۲۔

۱۲ قرابت داری کی نوعیت یہ تھی کہ ابن ہبیرہ حضرت علی کی بہن ام ہانی کا شوہر تھا۔ یہ ابن ہبیرہ، رسول اللہ ﷺ کا سخت دشمن تھا اور حالت کفر میں مرا تھا۔ عبداللہ اس کا پوتا تھا۔

Marfat.com

ستائیسواں باب

۶۷ھ کے واقعات

عبیداللہ ابن زیاد کا قتل

ابراہیم بن اشتر نے کوفہ سے روانہ ہوکراس خیال سے جلدی کوچ کیا کہ قبل اس کے کہ ابن زیاد سرزمین عراق میں داخل ہو، وہ اس سے جاملیں مگر ابن زیاد اہل شام کی ایک زبردست فوج کے ساتھ روانہ ہوکر موصل پہنچ چکا تھا اور اس پر اپنا قبضہ جما چکا تھا۔ جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں ابراہیم بھی سرزمین عراق کے پیچھے سے ہوتے ہوئے موصل میں جا داخل ہوئے۔ انھوں نے اپنے مقدمۃ الجیش پر طفیل بن لقیط النخعی کو مقرر کیا تھا جو ایک شجاع و دلیر آدمی تھا۔ ابن زیاد کے قریب پہنچ کر انھوں نے اپنے آدمیوں کو ترتیب دیا اور برابر اسی آراستگی اور اجتماع کے ساتھ چلتے رہے۔ وہ طفیل کو طلایہ فوج کے ساتھ روانہ کرتے تھے تاکہ وہ دریائے خازر (جو بلاد موصل میں ہے) تک پہنچ جائے۔

عمیر بن حباب السلمی ابن زیاد کے ہمراہیوں میں سے تھا اس نے ابن اشتر سے کہلا بھیجا کہ مجھ سے ملو۔ تمام قبیلۂ قیس مرج راھط کے واقعے کی وجہ سے ابن مروان کا دشمن تھا اور ان دنوں عبدالملک (ابن مروان) کی فوج میں قبیلۂ کلب کے لوگ تھے۔ ابن اشتر اور عمیر میں ملاقات ہوئی اور عمیر نے بیان کیا کہ وہ ابن زیاد کے میسرہ کا افسر ہے۔ اس نے ابن اشتر سے یہ بھی وعدہ کیا کہ وقت پر قیس پیچھے ہٹ جائیں گے۔ ابن اشتر نے اس سے کہا کہ اب تمھاری کیا رائے ہے؟ کیا یہ مناسب ہوگا کہ میں یہاں ایک خندق بناؤں اور تین دن تک توقف کروں؟ عمیر نے کہا نہیں ایسا نہ کرو کیوں کہ وہ لوگ بھی اس کے متمنی ہیں اس لیے کہ دیر کرنا ان کے لیے بہتر ہے ان کی تعداد تمھاری دگنی تعداد سے بھی

Marfat.com

زائد ہے کم تعداد کے آدمیوں سے زیادہ آدمیوں کے مقابلے میں تاخیر بہتر نہیں ہوتی بلکہ بہتر یہ ہے کہ تم ان سے جنگ کرو ان لوگوں کے دل تمھارے رعب سے پر ہیں۔ اگر ان لوگوں نے تمھارے آدمیوں کو ساحل کی طرف کردیا اور دن بدن اور بار بار لڑتے رہے تو وہ ان کے مقابلے پر دلیر ہوجائیں گے۔ ابن اشتر نے کہا کہ مجھے اب معلوم ہوا کہ تم میرے خیر خواہ ہو کیونکہ میرے آقا نے مجھے یہی نصیحت کی تھی۔ عمیر نے جواب دیا کہ ہاں ان کی بات مانو وہ جنگ میں آزمودہ کار اور سن رسیدہ ہیں انھوں نے جنگوں میں وہ وہ تکلیفیں اُٹھائی ہیں جو کسی نے نہیں اُٹھائیں اور جب صبح ہوجائے تو ان لوگوں کے مقابلے کے لیے روانہ ہوجاؤ۔ یہ کہہ کر عمیر پھر اپنے ہمراہیوں کے پاس چلا گیا۔

ابن اشتر نے اپنے نیزے خوب تیز کرلیے تمام رات انھوں نے آنکھ تک بند نہ کی اور صبح ہوتے ہی انھوں نے اپنے ہمراہیوں کو ترتیب دیا فوج کو دستوں میں تقسیم کیا اور ان پر امیر مقرر کیے چنانچہ سفیان بن یزید ازدی کو میمنہ پر، علی بن مالک الجشمی (یعنی احوص کے بھائی) کو میسرہ پر، اپنے مادرزاد بھائی عبدالرحمٰن بن عبداللہ کو سواروں پر (جن کی تعداد قلیل ہی تھی) اور طفیل بن لقیط کو پیادوں پر مقرر کیا۔ ان کا جھنڈا مزاحم بن مالک کے پاس تھا صبح ہونے بھی نہ پائی تھی کہ انھوں نے اندھیرے ہی میں نماز ادا کی پھر باہر نکل کر اپنے ہمراہیوں کو صف وار ترتیب دیا۔ ہر امیر کو اُس کے مقام پر متمکن کیا اور خود پیادہ ہوکر لوگوں کو برانگیختہ کرتے اور فتح وظفر کی امید دلاتے ہوئے چلے۔ کچھ دیر چلنے کے بعد وہ ایک پہاڑی پر پہنچے جہاں سے وہ غنیم کے آدمیوں کو دیکھ سکتے تھے۔ دیکھا تو ان میں سے کسی شخص نے اس وقت تک حرکت تک بھی نہ کی تھی۔ انھوں نے عبداللہ بن زہیر السلولی کو خبر لانے کے لیے بھیجا۔ چنانچہ وہ وہاں گیا اور واپس آکر اس نے یہ بیان کیا کہ وہ لوگ دہشت وضعف کے ساتھ چل نکلے ہیں۔ مجھے ایک شخص ملا تھا جو صرف یہی کہتا تھا کہ ''اے ابوتراب کی جماعت !اور اے مختار کذاب کی جماعت!!'' میں نے اس سے کہا کہ ہم میں تمھارے درمیان وہ معاملہ درپیش ہے جو اس گالی گلوچ سے کہیں بڑھ چڑھ کر ہے۔ غرض کہ ابراہیم اپنے جھنڈوں کے ساتھ ساتھ اپنے آدمیوں کو یہ یاد دلاتے ہوئے روانہ ہوئے کہ ابن زیاد نے (امام) حسینؓ اور ان کے اصحاب کے ساتھ کیا کیا تھا۔ ان کو کس طرح قید کیا، قتل کیا اور پانی بند کردیا اور یہ سنا سنا کر ان لوگوں کو ابن زیاد کے ساتھ جنگ کے لیے برانگیختہ کرتے رہے۔ اتنے میں غنیم ان تک پہنچ گیا ابن زیاد نے میمنہ پر حصین بن نمیر سکونی، میسرہ پر عمیر بن

Marfat.com

حباب السلمی کو اور سواروں پر شرحبیل بن ذی الکلاع الحمیری کو مقرر کر رکھا تھا۔ جب فریقین آمنے سامنے ہوئے تو حصین بن نمیر سکونی نے اہل شام کے میمنہ سے ابراہیم کے میسرہ پر حملہ کیا جس کا امیر علی بن مالک تھا جو لڑتے لڑتے قتل ہوا۔ پھر جھنڈا قرہ بن علی نے لے لیا مگر وہ بھی اپنے دلیر و جنگ آزما پیادوں کے ہمراہ لڑتا ہوا مارا گیا اور میسرہ کو شکست ہوئی۔ پھر صحابی رسول (ﷺ) حبشی بن جنادہ کے بھتیجے عبداللہ بن ورقاء بن جنادہ السلولی نے جھنڈا سنبھالا اور ہزیمت خوردہ آدمیوں کو ساتھ لیتا اور یہ کہتا ہوا آگے بڑھا کہ ''اے اللہ کے اہل شرطہ میرے پاس آؤ''۔ اس پر ان میں سے اکثر آدمی اس کے پاس پہنچ گئے۔ عبداللہ نے کہا کہ دیکھو تمھارا امیر ابن زیاد سے لڑ رہا ہے اب اس کے پاس واپس چلو چنانچہ وہ سب واپس گئے وہاں پہنچ کر دیکھا تو ابراہیم اپنا سر کھولے ہوئے پکار پکار کر کہہ رہے ہیں کہ ''اے اللہ کے اہل شرطہ میرے پاس آؤ۔ میں ابن اشتر ہوں تمھارے بھاگنے کا بہترین مسلک یہ ہے کہ تم جوابی حملہ کرو۔ جس نے اپنے اوپر سے الزام دور کر دیا گویا اس نے کوئی قصور ہی نہیں کیا تھا'' چنانچہ ان کے تمام ہمراہی ان کے پاس جمع ہو گئے اور ان کے میمنہ نے ابن زیاد کے میسرہ پر حملہ کیا۔ ابن اشتر کے آدمیوں کو یہ امید تھی کہ عمیر بن حباب ہزیمت کھا کر بھاگ جائے گا مگر عمیر بھی خوب جان توڑ کر لڑا۔

ابراہیم نے یہ حالت دیکھ کر اپنے ہمراہیوں سے کہا کہ اس بڑے حصۂ فوج کی طرف بڑھو۔ بخدا اگر ہم نے زیاد کو شکست دے دی تو اس کا میمنہ اور میسرہ خود بخود اس طرح بھاگ جائے گا جس طرح کوئی خوف زدہ پرندہ۔ غرض کہ ابراہیم کے ہمراہی ابن زیاد کی طرف لپکے اور نیزہ زنی کرنے لگے پھر ان کو چھوڑ کر تلواریں اور گرز پکڑ لیے اور دیر تک ان ہی سے غنیم کو مارتے پیٹتے رہے۔ اس وقت ان کی تلواروں وغیرہ کی ضربیں اسی طرح کی آوازیں کر رہی تھیں جیسے دھوبیوں کی آوازیں ہوتی ہیں۔ ابراہیم اپنے علم بردار سے برابر کہے جاتے تھے کہ جھنڈا لے کر غنیم میں گھس جاؤ۔ اس نے ایک دفعہ جواب دیا کہ میرے پاس آگے بڑھنے کو جگہ نہیں۔ ابراہیم نے کہا ضرور ہے چلو۔ اس کے آگے بڑھتے ہی ابراہیم نے بڑی شد و مد سے اپنی تلوار سے کام لینا شروع کیا۔ وہ جس پر وار کرتے تھے گرا دیتے تھے۔ انھوں نے اپنے سامنے کے پیادوں پر اس طرح حملہ کیا کہ گویا وہ بکریوں کے بچے ہیں۔ ان کے ساتھیوں نے بالکل یک جان ہو کر دھاوا کیا اور گھمسان کی لڑائی ہونے لگی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ ابن زیاد کے آدمی منہزم ہوئے اور دونوں طرف سے بہت سے آدمی مارے گئے۔

Marfat.com

کہتے ہیں کہ سب سے پہلے عمیر بن حباب ہی ہزیمت کھا کر بھاگا تھا اور اصل یہ ہے کہ وہ ابتداء میں محض اس لیے لڑتا کہ اُس پر کوئی الزام عائد نہ ہو سکے۔

جب وہ لوگ وہاں سے فرار ہوگئے تو ابن اشتر نے کہا کہ میں نے ابھی ایک شخص کو ایک جھنڈے کے نیچے نہر خازر کے کنارے قتل کیا ہے اُسے ڈھونڈو مجھے اس میں سے مشک کی بو آتی تھی۔ اس کے دونوں ہاتھ مشرق کی طرف اور پاؤں مغرب کی طرف ہیں۔ اُسے ڈھونڈا گیا تو معلوم ہوا کہ وہ شخص (عبید اللہ) ابن زیاد تھا، جو ابراہیم کی ضرب سے دو نیم ہو کر گر پڑا تھا۔ جیسا کہ ابراہیم نے بیان کیا تھا اس کا سر کاٹ کر باقی جسم جلا دیا گیا۔ بعد ازاں شریک بن جدیر التغلبی نے حصین بن نمیر سکونی پر حملہ کیا۔ حصین کو وہ عبید اللہ بن زیاد سمجھ کر چمٹ گیا۔ تغلبی نے پکار کر کہا کہ ابن زانیہ کو اور مجھے قتل کر دو اس پر اس کے آدمیوں نے حصین کو قتل کر دیا۔

یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ابن زیاد کا قاتل شریک بن جدیر ہی تھا۔ وہ جنگ صفین میں (حضرت) علی کے ہمراہ لڑ چکا تھا اور اس کی ایک آنکھ ضائع ہوگئی تھی۔ علی کے زمانے کے بعد وہ (شریک) بیت المقدس چلا گیا تھا اور وہیں مقیم رہا لیکن جب حسینؓ شہید ہوئے تو اس نے سے عہد کیا کہ اگر کوئی شخص حسینؓ کے خون کا بدلہ طلب کرنے کے لیے نکلا تو یا تو وہ اس کے ساتھ ہو کر ابن زیاد کو قتل کرے گا یا اسی داعی الی الجہاد کے ساتھ ہو کر لڑتا ہوا مارا جائے گا۔ اس طرح جب مختار حسینؓ کے خون کا بدلہ لینے کے لیے نکلا تو وہ مختار کے ساتھ جا ملا اور بعد میں ابراہیم ابن اشتر کے ساتھ ابن زیاد کے مقابلے کو گیا اور فریقین کے مقابل ہونے پر اس نے افواج شام پر حملہ کر کے یکے بعد دیگرے غنیم کی صفوں کا صفایا کرنا شروع کیا۔ اس وقت اس کے ساتھ اس کے بنو ربیعہ کے ہمراہی بھی تھے۔ وہ ان کو لیے ہوئے لڑتا ہوا ابن زیاد تک پہنچ گیا گھمسان کی لڑائی ہونے لگی جس میں سوائے تلواروں کی چقاچق کے اور کچھ سنائی نہیں دیتا تھا جب جنگ ختم ہوئی تو دیکھا گیا کہ شریک اور ابن زیاد دونوں مقتول تھے۔

ان میں سے پہلی روایت زیادہ صحیح ہے شریک کا شعر ہے:

کلّ عیشٍ قد اراهُ باطلاً　　غیرَ رکزِ الرّمحِ فی ظلّ الفرَس

[میں ہر طرح کی زندگی کو باطل سمجھتا ہوں سوائے اس کے کہ گھوڑے کے سائے میں نیزے کا ذکر کیا جائے۔]

Marfat.com

راوی کا بیان ہے کہ شرحبیل بن ذی الکلاع حمیری بھی قتل ہوا اور سفیان بن یزید ازدی، ورقاء بن عازب اسدی اور عبیداللہ بن زہیر سلمی نے اس کے قتل کرنے کا دعویٰ کیا۔ عیینہ بن اسماء، ابن زیاد کے ساتھ تھا مگر جب ابن زیاد کے آدمی منہزم ہوئے تو وہ اپنی ہمشیرہ ہند بنت اسماء کو جو ابن زیاد کی زوجہ تھی، اپنے ہمراہ لے گیا اور ساتھ ہی یہ شعر بھی پڑھتا جاتا تھا:

ان تصرمی حبالنا فربّما اردیتُ فی الهیجا الکمیَّ المُعلما

[اگر تم میری بات سنو تو میں یہ کہوں گا کہ میں نے جنگ میں بڑے بڑے دلیر اور مشہور آدمیوں کو ہلاک کر دیا۔]

جب ابن زیاد کے آدمی منہزم ہو کر بھاگے تو ابراہیم کے ہمراہیوں نے ان کا تعاقب کیا۔ چنانچہ ان لوگوں میں غرق ہونے والوں کی تعداد مقتولین سے زیادہ تھی۔ انھوں نے ابن زیاد کی فوج اور اس کی ہر قسم کی اشیاء وغیرہ کو خوب لوٹا۔ ابراہیم نے مختار کو یہ خوش خبری بھیجی وہ اس وقت مدائن میں تھا بعد ازاں ابراہیم نے مختلف بلاد کی طرف اپنے اعمال کو روانہ کیا چنانچہ اپنے بھائی عبدالرحمٰن بن عبداللہ کو نصیبین بھیجا اور وہ سنجارہ، دارا اور سرزمین جزیرہ کے تمام دیگر قرب و جوار کے مقامات پر غالب ہو گیا۔ اس نے زفر بن حارث کو قرقیسیا پر، حاتم بن نعمان الباہلی کو حران، رہاء، سُمیساط اور اس کے نواح پر اور عمیر بن حباب السلمی کو کفرتوثا اور طور عبدین پر مقرر کیا۔

ابراہیم خود موصل ہی میں رہ گئے اور عبیداللہ ابن زیاد کے سر کو مع اس کے دیگر رؤساء کے سروں کے مختار کے پاس بھیج دیا ان سروں کو قصر میں ڈال دیا گیا ایک پتلا سا سانپ آیا جس نے گھوم گھوم کر سروں کو دیکھا اور پھر عبیداللہ ابن زیاد کے منہ میں سے داخل ہو کر ناک کے نتھنے سے اور ناک سے داخل ہو کر منہ میں سے نکلا اور کئی مرتبہ ایسا ہی کیا اس واقعہ کو ترمذی نے اپنی کتاب جامع میں بیان کیا ہے۔

مغیرہ کا قول ہے کہ اسلام میں سب سے پہلا شخص جس نے کھوٹے سکے بنائے وہ عبیداللہ ابن زیاد تھا۔ ابن زیاد کے ایک حاجب کا بیان ہے کہ جب (امام) حسینؓ شہید ہوئے تو میں ابن زیاد کے ساتھ قصر میں داخل ہوا اس نے ان کے چہرے کے سامنے آگ جلا کر کہا کہ "اسی طرح اُسے گونگا کیا گیا ہے" پھر کہا کہ اس بات کو کسی سے بیان نہ کرنا۔

مغیرہ ہی کی روایت ہے کہ (امام) حسینؓ کی شہادت کے بعد مرجانہ نے اپنے بیٹے عبیداللہ

Marfat.com

سے کہا کہ او خبیث تو نے ابن رسول اللہ کو قتل کر دیا ہے تو ہرگز جنت کی شکل نہ دیکھے گا۔ ابن زیاد کے قتل کے وقت ابن مفرغ نے یہ اشعار کہے۔ (ترجمہ شعر):

[جب موتیں کسی طاغیہ کے پاس جاتی ہیں تو وہ حاجیوں اور دروازوں کے پردے پھاڑ دیتی ہیں میں اس حبشیہ کے بچے اس فرمایہ و ناکس کے بچے کی موت کے وقت کہتا ہوں کہ خدا کرے کہ وہ دور ہی رہے۔ نہ تو تو نے کسی ملک کو جس پر تجھ سے مزاحمت کی گئی ہو بچایا اور نہ تو نے کسی سے کبھی مختلف اسباب و وجوہ کے ساتھ قرابت داری قائم کی۔ نہ نزار سے نہ جذم ذی یمن سے۔ تُو تو ایک پتھر تھا کہ آگ میں جھونکا گیا تھا دفن کرنے کے وقت زمین بھی اس کے مردوں کو قبول نہیں کرتی اور یہ کس طرح ہوسکتا ہے کہ وہ عبوس غلاظت کو قبول کرلے۔]

سراقہ البارقی، ابراہیم بن اشتر کی مدح میں کہتا ہے۔ (ترجمہ اشعار):

[تمھارے پاس برادران مذحج میں سے ایک شخص آیا جو اعداء کے مقابلے میں جری تھا اور سُست نہ تھا۔ اے ابن زیاد اب تو عظیم ترین ہلاک کرنے والے کے ساتھ واپس آجا اور دو تیز دھاروں والی چمک دار تلوار کا مزہ چکھ۔ خدا شرطۃ اللہ کو جزائے خیر دے کہ انھوں نے میری پیاس کو بجھا دیا جو میں عبیداللہ کے لیے محسوس کیا کرتا تھا۔]

عمیر بن حباب السلمی، ابن زیاد کی فوج کی مذمت میں کہتا ہے۔ (ترجمہ شعر):

[وہ لشکر کہ جو اپنے قیام کے دوران میں شراب نوشی اور زنا کو جمع کرے غنیم کے مقابلے میں فتح مند نہیں ہوسکتا۔]

مصعب ابن زبیر کی ولایت بصرہ

اس سال عبداللہ بن زبیر نے حارث بن ابی ربیعہ یعنی قُباع کو بصرہ سے معزول کر کے اپنے بھائی مصعب کو مقرر کیا۔ مصعب اس شہر میں اپنے منہ پر کپڑا باندھے ہوئے داخل ہوئے اور مسجد میں جا کر منبر پر بیٹھ گئے، تو لوگوں نے ''امیر۔ امیر'' پکارنا شروع کیا۔ اتنے میں حارث بن ابی ربیعہ آ گیا جو اس وقت امیر تھا۔ مصعب نے اپنے چہرے پر سے کپڑا ہٹا لیا تو لوگوں نے اُسے پہچانا۔ پھر مصعب نے حارث کو منبر کی طرف بلایا اور اپنے مقام سے ایک درجہ نیچے بٹھایا پھر کھڑے ہو کر خدائے تعالیٰ کی

Marfat.com

حمد وثنا کے بعد کہا کہ: بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ o طٰسٓمٓ ۔ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ ۔ نَتْلُوْا عَلَيْكَ مِنْ نَّبَاِ مُوْسٰى وَفِرْعَوْنَ بِالْحَقِّ لِقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ......الی...... مِنَ الْمُفْسِدِيْنَ"[1] (اس لفظ پر اس نے شام کی طرف اشارہ کیا) "وَنُرِيْدُ اَنْ نَّمُنَّ عَلَى الَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا فِي الْاَرْضِ وَنَجْعَلَهُمْ اَئِمَّةً وَّنَجْعَلَهُمُ الْوٰرِثِيْنَ"[2] (اس لفظ پر حجاز کی طرف اشارہ کیا) وَنُرِيَ فِرْعَوْنَ وَهَامٰنَ وَجُنُوْدَهُمَا مِنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَحْذَرُوْنَ[3] (یہاں کوفہ کی طرف اشارہ کیا) پھر کہا کہ "اے بصرہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم اپنے امراء کو پھیر پھیر دیتے ہو اور میں نے اپنا لقب "الجزّار" (یعنی قصاب) مقرر کیا ہے۔"

مختار ثقفی کا قتل

جب اشراف کوفہ جنگ سبیع سے بھاگے تو ان کی ایک جماعت مصعب کے پاس گئی۔ شبث بن ربعی بھی اس کے پاس اس حال میں آیا کہ وہ ایک خچر پر سوار تھا جس کی دم کٹی ہوئی تھی اور کان کا ایک طرف کا حصہ بھی اڑا ہوا تھا۔ شبث خود ایک پھٹی ہوئی قبا پہنے ہوئے تھا اور پکار کر "ہائے جنگ" کہہ رہا تھا۔ مصعب کو اس کی خبر ملی تو اس نے کہا کہ یہ شبث ابن ربعی ہے۔ چنانچہ وہ اور اشراف کوفہ سب مصعب کے پاس گئے اور اس سے مدد اور مختار کے مقابلے کے لیے نکلنے کو کہا۔ اس کے بعد محمد بن اشعث بھی پہنچا اور مصعب کو جنگ کرنے پر برانگیختہ کیا۔ مصعب نے اس کے شرف کی وجہ سے اُسے اپنے قریب جگہ دی اور تعظیم وتکریم کی۔ آخر جب اہل کوفہ بڑی تعداد میں جمع ہو گئے تو مصعب نے ان سے کہا کہ جب تک مہلب بن ابی صفرہ یہاں نہ پہنچ جائے گا میں ہرگز جنگ کے لیے روانہ نہ ہوں گا۔ پھر مصعب نے مہلب کو جو اس وقت فارس کا عامل تھا خط لکھا جس میں اس سے اپنے ساتھ روانہ ہو کر مختار کے ساتھ جنگ کرنے کی درخواست کی مہلب نے دیر لگائی اور خراج کے عدم وصول کا بہانہ کیا۔ اصل یہ ہے کہ وہ جنگ نہیں چاہتا تھا۔ مصعب نے محمد بن اشعث کو حکم دیا کہ وہ کسی طرح مہلب کو اپنے ہمراہ لے آئے۔ چنانچہ محمد، مصعب کا خط لے کر مہلب کے پاس گیا۔ مہلب نے خط پڑھ کر کہا کہ کیا مصعب کو تمھارے سوا اور کوئی قاصد نہ ملتا تھا۔ محمد نے کہا کہ میں کسی کا قاصد نہیں ہوں بلکہ ہمارے غلاموں نے ہم کو ہماری عورتوں بچوں اور حرم پر غالب کر دیا ہے۔

Marfat.com

غرض کہ مہلب ایک لشکر جرار اور بکثرت مال وزر کو اپنے ساتھ لے کر بصرہ پہنچا۔ مصعب نے بڑے پل کے پاس فوج کے اجتماع کا حکم دیا اور عبدالرحمٰن بن مخنف کو یہ کہہ کر کوفہ بھیجا کہ وہاں پہنچ کر جس جس کو تم اپنے ساتھ ملاسکو ملالینا اور لوگوں کو مختار سے برگشتہ کر کے ان کو خفیہ طور پر ابن زبیر سے بیعت کرنے پر آمادہ کرنا۔ اس نے ایسا ہی کیا اور چھپ کر اپنے گھر کو چلا گیا پھر مصعب روانہ ہوا عباد بن حصین حطمی تمیمی آگے آگے تھا۔ عمر بن عبیداللہ بن معمر فوج کے میمنہ پر، مہلب میسرہ پر، مالک بن منذر بنو عبدالقیس پر، احنف بن قیس بنو تمیم پر، زیاد ابن عمرو العتکی بنواز د پر اور قیس بن ہثیم اہل عالیہ پر مقرر تھے۔

مختار نے یہ خبر سنتے ہی کھڑے ہو کر اپنے ہمراہیوں کو اس سے آگاہ کیا اور ان کو احمر بن شمیط کے ہمراہ روانہ ہو جانے کا حکم دیا چنانچہ وہ وہاں سے روانہ ہو کر حمام اعین میں خیمہ زن ہوا۔ مختار نے ابن اشتر کے ہمراہی رؤساء قبائل کو بھی بلا کر ان کے ساتھ روانہ کر دیا۔ احمر بن شمیط کے مقدمۃ الجیش کا سردار ابن کامل الشاکری تھا۔ وہ لوگ وہاں سے کوچ کر کے مقام مذار پہنچے ادھر سے مصعب بھی آکر قریب ہی خیمہ زن ہو گیا۔ دونوں سپہ سالار اپنی اپنی فوجوں کو آراستہ کر کے ایک دوسرے کے مقابلے کے لیے روانہ ہوئے۔ ابن شمیط نے اپنے میمنہ پر ابن کامل کو میسرہ پر عبداللہ ابن وہیب کو اور موالی پر ابو عمرہ مولائے عرینہ کو مقرر کیا۔

عبداللہ بن وہیب الجشمی نے ابن شمیط سے جا کر کہا کہ موالی اور غلام جنگ میں ثابت قدم رہنے والے نہیں اور ان کے ہمراہ بہت سے سوار بھی ہیں مگر آپ پیادہ چل رہے ہیں ان کو حکم دیجیے کہ وہ بھی آپ کے ساتھ پا پیادہ چلیں۔ مجھے یہ خوف ہے کہ یہ لوگ گھوڑوں پر سوار ہو کر میدان جنگ سے اڑ جائیں گے اور آپ کو چھوڑ دیں گے۔ یہ بات اس کینے پر مبنی تھی جو عبداللہ کو موالی سے تھا کیونکہ وہ ان لوگوں کے ہاتھوں کئی بات زک اٹھا چکا تھا۔ ابن شمیط نے اس پر کسی طرح کا شک نہیں کیا اور جو کچھ اس نے کہا تھا وہی کیا۔ موالی بھی ابن شمیط کا ساتھ دے کر پیادہ چلنے لگے۔ ادھر سے مصعب بھی آگے بڑھے۔ انہوں نے عباد بن حصین کو سواروں پر مقرر کیا تھا۔ عباد، احمر اور اس کے ساتھیوں کے قریب ہوا تو احمر نے کہا کہ میں تم کو کتاب اللہ، سنت رسول اللہ، بیعت مختار اور اس امر کو آل رسول اللہ میں شوریٰ بنا دینے کی طرف دعوت دیتا ہوں۔ عباد نے واپس جا کر مصعب کو اطلاع دی۔ انہوں نے کہا جاؤ جا کر حملہ کر دو چنانچہ عباد نے واپس جا کر ابن شمیط اور اس کے ہمراہیوں پر حملہ کر دیا مگر ان لوگوں میں سے

Marfat.com

کوئی بھی نیچے نہ اترا اس لیے وہ پھر اپنے مقام وموقف کو واپس چلا گیا۔ مہلب نے ابن کامل پر اس شدت سے دھاوا کیا کہ کوئی ترتیب باقی نہ رہی۔ ایک دوسرے میں گڈمڈ ہوگئے۔ ابن کامل اتر کر لڑنے لگا تو مہلب وہاں سے چلا گیا پھر مہلب نے اپنے ہمراہیوں سے کہا کہ اب ان پر ایک زبردست حملہ کرو چنانچہ انھوں نے ان پر سخت حملہ کیا۔ ابن شمیط کے آدمی بھاگ کھڑے ہوئے مگر ابن کامل بنو ہمدان کے چند آدمیوں کو لیے ہوئے جمارہا آخر اسے بھی ہزیمت ہوئی۔ بعدازاں عمر بن عبید اللہ نے عبداللہ ابن انس پر حملہ کیا مگر وہ کچھ دیر جم کر لڑنے کے بعد واپس چلا گیا۔ پھر سب نے مل کر یکبارگی ابن شمیط پر چڑھائی کی جو لڑتے لڑتے مارا گیا۔ لوگوں نے پکارنا شروع کیا کہ ''اے بجیلہ اور خثعم کے لوگو جم کر لڑو'' مگر مہلب نے باآواز بلند جواب دیا کہ آج تم کو فرار میں سب سے زیادہ امن اور نجات حاصل ہوگی۔ تم لوگ کیوں ان غلاموں کے ساتھ اپنی جانوں کو خواہ مخواہ قتل کرتے ہو۔ پھر کہنے لگا کہ خدا کی قسم آج تو میرے ہی آدمی مر رہے ہیں۔ اس کے سوار ابن شمیط کے پیادوں کی طرف چلے مگر ہزیمت ہوئی پھر مصعب نے عباد کو سواروں کے ہمراہ بھیجا اور حکم دیا کہ جسے گرفتار کرنا اس کی گردن مار دینا۔

محمد بن اشعث بھی سواروں کی ایک زبردست جماعت لے کر نکلا جس میں اہل کوفہ شامل تھے اور ان سے کہا کہ اب تم اپنا بدلہ لے لو۔ اہل بصرہ شکست خوردہ لوگوں پر بہت سختی کرتے تھے اور جس کو پاتے تھے قتل ہی کر دیتے تھے کسی قیدی کو معاف نہیں کرتے تھے اس طرح اس تمام فوج میں صرف سوار اور پیادوں میں سے معدودے چند ہی باقی رہے۔

معاویہ بن قرۃ المُزنیؔ کا بیان ہے کہ میں ان میں سے ایک شخص کے پاس گیا اور اس کی آنکھ کو اپنے نیزے سے خوب کونچا اس سے پوچھا گیا کہ کیا واقعی تم نے ایسا ہی کیا تھا؟ کہا ہاں کیونکہ ہمارے نزدیک ان لوگوں کے خون ترکوں اور دیلمیوں کے خون سے بھی زیادہ حلال تھے۔ یہ معاویہ بصرے کا قاضی تھا۔

جب مصعب ان سے فارغ ہوگئے تو وہاں سے روانہ ہو کر واسطہ کے قریب پہنچے اور بغیر شب باشی کیے وہاں سے کسکر چلے گئے۔ لوگوں نے اپنے اسباب اور ضعفاء کو کشتیوں میں لاد کر کے دریائے خرشاد کو عبور کیا پھر دریائے قوسان اور فرات کو پار کیا۔

مختار کو اپنے آدمیوں کی ہزیمت اور ان کے مقتولین کا حال معلوم ہوا تو اس نے کہا کہ موت کا

Marfat.com

آنا تو ضروری ہے اور میں جس موت مرنا چاہتا ہوں وہ وہی موت ہے جس پر ابن شمیط کا خاتمہ ہوا۔ لوگوں نے سمجھ لیا کہ اگر وہ اپنی مراد کو نہ پہنچ سکا تو مختار ضرور لڑتے لڑتے قتل ہو جائے گا۔ خصوصاً جب مختار کو یہ معلوم ہوا کہ مصعب خشکی اور تری کے راستوں کو عبور کر کے اس تک پہنچ گیا ہے تو اس نے بھی وہاں سے کوچ کیا۔ جب وہ مقام سیلحسین آیا تو اس نے دیکھا کہ یہاں نہر حیرہ، نہر سیلحسین، نہر قادسیہ اور نہر یوسف دریائے فرات سے آکر ملتے ہیں۔ اس نے فرات پر بند بنایا جس سے اس کا پانی اُن نہروں میں چڑھ گیا اور بصرے والوں کی کشتیاں کمی آب کی وجہ سے کیچڑ میں پھنس گئیں۔ اس کیفیت کو محسوس کرتے ہی اہل بصرہ کشتیوں سے اتر کر بند کے پاس گئے اُسے درست کر دیا اور اب پھر کوفے کی طرف بڑھے۔ مختار بھی ان کے مقابلے کے لیے چلا اور حروراء میں جا کر اس طرح قیام کیا کہ وہ کوفہ اور اہل بصرہ کے درمیان حائل تھا۔ اس نے قصر اور مسجد کو محفوظ کر کے نیز وہ سامان اور ضروریات بھی اپنے پاس مہیا کر لیں جن کی حالت محاصرہ میں ضرورت ہوتی ہے۔ ادھر مصعب مقابلے کے لیے پہنچا اس کے میمنہ پر مہلب، میسرہ پر عمر بن عبیداللہ اور سواروں پر عباد بن حصین مقرر تھے۔ مختار نے اپنے میمنہ پر سلیم بن یزید الکندی کو، میسرہ پر سعید بن منقذ ہمدانی کو، سوراوں پر عمرو بن عبداللہ النہدی کو اور پیادوں پر مالک بن عبداللہ النہدی کو مقرر کیا تھا۔ بعد میں محمد بن اشعث کوفے کے فرار کردہ کو لیے ہوئے آیا اور مصعب اور مختار کے درمیان خیمہ زن ہو گیا۔ مختار نے یہ حالت دیکھ کر اہل بصرہ کے ہر دستے کی طرف اپنا ایک ایک آدمی دوڑایا اور لوگوں کو قریب قریب کر لیا۔ سعید بن منقذ نے بنو بکر اور بنو عبدالقیس پر حملہ کیا جو مصعب کے میمنہ میں تھے اور سخت جنگ کی۔ مصعب نے مہلب کو پیغام بھیجا کہ وہ اپنے مقابل کے لوگوں پر یورش کرے اس نے کہا کہ میں اہل کوفہ کے خوف سے بنواز د کو قتل کرنا نہیں چاہتا جب تک کہ مجھے فرصت نہ ملے۔ ادھر عبداللہ بن جعدہ بن ہبیرۃ المخزومی نے مختار کے حکم سے اپنے مقابل آدمیوں یعنی اہل عالیہ پر حملہ کیا اور ان کو وہاں سے بھگا دیا۔ وہ لوگ مصعب کے پاس چلے گئے۔ مصعب زانو کے بل بیٹھ گئے اور لوگ بھی ان کے پاس ہی ٹھہر گئے اور اسی طرح کچھ دیر تک لڑتے رہے۔ پھر مہلب نے اپنے آدمیوں کو لے کر اپنے مقابل کے لوگوں پر یورش کی اور مختار کے ہمراہیوں پر نہایت سختی سے حملہ کر کے وہاں سے ہٹا دیا۔ عبداللہ بن عمرو النہدی (جو جنگ صفین میں لڑ چکا تھا) کہنے لگا کہ یا اللہ میں ان لوگوں کے ان افعال سے تیری پناہ مانگتا ہوں جو یہ اپنے ہی بھائی بندوں کے ساتھ

Marfat.com

کر رہے ہیں اور ان لوگوں کے نفوس سے تیرے ہی پاس پناہ طلب کرتا ہوں۔"ان لوگوں" سے اس کی مراد اصحاب مصعب سے تھی۔ پھر اس نے اپنی تلوار سے خوب جی کھول کر کام لیا اور لڑتے لڑتے مارا گیا۔ مختار کے ہمراہی اس طرح بھاگے جا رہے تھے کہ گویا وہ لکڑیاں ہیں جو آگ لگنے سے اُچٹتی ہیں۔ مالک بن عبداللہ النہدی نے شام کے وقت اپنے پچاس پیادوں کے ساتھ ابن اشعث کے ہمراہیوں پر سخت حملہ کیا جس میں اشعث اور اس کے بہت سے ساتھی قتل ہوئے۔ مختار نے محلہ شبث کے ناکے پر تمام رات جنگ جاری رکھی۔ اس کے ساتھ بڑے بڑے دلاوران جنگجو اور بنو ہمدان نہایت بے جگری سے لڑتے رہے۔ پھر لوگ مختار سے علیحدہ ہو گئے اس پر اس کے ایک ہمراہی نے اس سے کہا کہ "اے امیر آپ قصر کو چلے جایئے" چنانچہ مختار جا کر قصر میں داخل ہو گیا وہاں اس کے ایک ساتھی نے اس سے کہا کیا آپ نے ہم سے فتح وظفر کا وعدہ نہیں کیا تھا؟ اور یہ کہ ہم ان کو بھگا دیں گے مختار نے کہا کہ کیا تم نے کتاب اللہ میں یہ آیت نہیں پڑھی يَمْحُو اللهُ مَا يَشَآءُ وَيُثْبِتُ وَعِنْدَهُ أُمُّ الْكِتَابِ ۴ کہتے ہیں کہ سب سے پہلے مختار ہی بداء کا قائل ہوا تھا۔ ۵

دوسرے دن کی صبح کو مصعب اپنے ہمراہیوں سمیت سبخہ جا رہے تھے کہ راستے میں مہلب ملا جس نے کہا کہ ہائے اگر ابن اشعث نہ مارا جاتا تو یہی فتح کس قدر خوش گوار ہوتی۔ مصعب نے جواب دیا تم سچ کہتے ہو مگر عبیداللہ بن علی بن ابی طالب ۶ بھی تو قتل ہو گئے ہیں۔ مہلب نے کہا کہ "اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ" میں چاہتا تھا کہ وہ فتح میں موجود ہوتے۔ تمہیں معلوم ہے ان کو کس نے قتل کیا؟ ان کو ایک ایسے شخص نے قتل کیا جس کو وہ خیال کرتے تھے کہ وہ ان کے والد کی جماعت میں سے ہے۔

غرض کہ مصعب سبخہ میں خیمہ زن ہو گئے اور ان لوگوں کا دانہ پانی بند کر دیا۔ مختار اور اس کے ہمراہی اس کے خلاف کمزوری کے ساتھ لڑتے رہے۔ لوگوں کو بھی ان پر جرأت ہونے لگی چنانچہ یہ نوبت آ گئی تھی کہ جب مختار وغیرہ نکلتے تو لوگ ان پر مکانوں کے اوپر سے تیر برساتے اور غلیظ اور خراب پانی پھینکتے۔ ان لوگوں کا گزران صرف عورتوں کے ذریعے سے ہوتا تھا جو خفیہ طور پر کھانا پانی لے کر ان کے پاس جاتی تھیں۔ مصعب نے یہ حالت معلوم کر کے ان عورتوں کو بھی روک دیا اور مختار پر سختیاں کیں اس سے مختار اور اس کے ساتھیوں پر پیاس کی شدت ہونے لگی حالانکہ اس سے پہلے وہ لوگ کنوؤں کے پانی میں شہد ملا کر پیا کرتے تھے۔ پھر مصعب کے حکم سے اس کے آدمیوں نے قصر کے قریب جا کر

Marfat.com

محاصرے میں اور بھی شدت سے کام لینا شروع کیا۔ مختار نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ خدا تمھارا بھلا کرے اس محاصرے سے تو تم اور بھی کمزور ہو جاؤ گے چلو ہم چل کے ان سے جنگ کریں اور لڑتے لڑتے عزت سے مر جائیں اگر قتل بھی ہوئے تو خدا کی قسم مجھے ذرا بھی مایوسی نہ ہوگی بشرطیکہ تم یقین کرلو کہ خدا تمھاری مدد کرے گا۔ مگر وہ لوگ ڈر گئے اور جنگ کے لیے نہیں نکلے۔ تب مختار نے کہا کہ میرا کیا ہے خدا کی قسم میں کسی کو اپنا ہاتھ نہ پکڑنے دوں گا اگر میں نے باہر نکل کر جنگ کرنی شروع کی اور قتل ہو گیا تو اس سے تمھارا ضعف اور بھی زیادہ ہو جائے گا۔ تم اور بھی زیادہ ذلیل وخوار ہو جاؤ گے لیکن اگر تم نے ان لوگوں کے حکم کے مطابق کیا اور تمھارے اعداء نے تم پر قبضہ پا کر تم کو قتل بھی کر دیا تو یاد رکھو کہ تم لوگ ایک دوسرے کی طرف دیکھو گے اور یہی کہو گے کہ اے کاش کہ ہم نے مختار کا کہا مانا ہوتا۔ اگر تم اس وقت میرے ساتھ نکل کر جنگ کرو تو اگر تم کو فتح حاصل نہ بھی ہوئی تب بھی شرافت اور عزت کے ساتھ مرو گے۔ جب عبداللہ بن جعدہ بن ہبیرہ نے مختار کا یہ ارادہ دیکھا تو وہ قصر سے چھپ کر بھاگ گیا اور جا کر اپنی برادری کے لوگوں میں روپوش ہو گیا۔ اس کے بعد مختار خوشبو اور عطر وغیرہ لگا کر اپنے ہمراہ انیس آدمیوں کو لے کر باہر نکلا جن میں ایک سائب بن مالک الاشعری بھی تھا اس کی زوجہ عمرہ بنت ابوموسےٰ الاشعری تھی جس سے محمد نامی ایک لڑکا پیدا ہوا تھا۔ جب قصر فتح ہوا تو اس میں ایک بچہ پایا گیا جس کو انھوں نے چھوڑ دیا۔ مختار نے باہر نکل کر سائب سے پوچھا کہ اب تمھاری کیا رائے ہے۔ اس نے کہا تم بتاؤ تمھاری کیا رائے ہے؟ مختار نے کہا ارے احمق۔ میں ایک عرب آدمی ہوں میں نے ابن زبیر کو حجاز میں، ابن نجدہ کو یمامہ میں اور مروان کو شام میں شورش مچاتے ہوئے دیکھا ہے اور میں ان لوگوں میں اسی طرح رہا تھا کہ گویا ان ہی میں سے ہوں۔ البتہ یہ فرق ضرور تھا کہ میں اہل بیت نبوی کے خون کا بدلہ لینا چاہتا تھا جب کہ عرب اس طرف سے خواب غفلت میں تھے۔ اب اگر تمھاری نیت نہ بھی ہو تب بھی اپنے حسب کے لیے ہی لڑو۔ سائب نے کہا اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ اگر میں اپنے حسب کے لیے لڑوں تب بھی کیا کر سکتا ہوں۔ غرض کہ مختار نے آگے بڑھ کر جنگ کرنی شروع کی اور قتل ہوا۔ اس کو بنو حنیفہ کے دو آدمیوں نے قتل کیا جن کے نام طرفہ اور طراف تھے وہ دونوں آپس میں بھائی بھائی اور عبداللہ بن دجاجہ کے بیٹے تھے۔

مختار کے قتل کے دوسرے روز بجیر بن عبداللہ المسکی نے قصر میں اصحاب مختار کو ویسا ہی کرنے

Marfat.com

کے لیے کہا جیسا کہ خود مختار نے کہا تھا مگر انھوں نے انکار کیا۔ اور اپنے آپ کو مصعب کے سپرد کر دیا۔ ان لوگوں نے انھیں پابجولاں وہاں سے نکالا۔ مصعب نے ارادہ کیا کہ اہل عرب کو آزاد کر دے اور موالی کو قتل کر دے مگر اس کے ہمراہیوں نے اُسے ایسا کرنے سے روکا آخران کے مشورے سے مصعب نے تمام اصحاب مختار کو قتل کر دیا۔ پھر بجیر المسکی کو اس کے سامنے پیش کیا گیا بجیر نے مصعب سے کہا شکر ہے اس خدا کا جس نے ہم کو قید میں مبتلا کیا اور تمھاری آزمائش کرتا ہے کہ تم ہم کو معاف کر دو۔ دو امور ہیں ایک تو رضائے الٰہی اور دوسرا اس کی ناراضی جو شخص معاف کرتا ہے خدا اُسے معاف کرتا ہے اور اس کو زیادہ عزت دیتا ہے لیکن جو شخص سزا دیتا ہے وہ قصاص سے مامون و محفوظ نہیں رہ سکتا۔ اے ابن زبیر ہم تمھارے اہل قبیلہ اور ہم مذہب ہیں ہم ترک یا دیلمی نہیں ہیں۔ ہم نے اپنے اہل شہر سے مخالفت کی یا تو ہم نے غلطی کی یا ہم درستی پر تھے بہرحال ہم آپس میں لڑے جس طرح اہل شام آپس میں لڑتے تھے اور پھر آپس میں متفق ہو گئے تھے اور جس طرح کہ اہل بصرہ لڑتے تھے مگر بعد میں آپس میں صلح کر لی تھی۔ تم لوگ مالک ہو کر درگذر کرو تم صاحب قدرت ہو کر معاف کرو۔ وہ اسی طرح کی باتیں کر رہا تھا کہ لوگوں کو اور مصعب کو اس پر رحم آیا اور مصعب نے اسے رہا کر دینے کا ارادہ کیا مگر عبدالرحمٰن بن محمد بن اشعث نے کھڑے ہو کر کہا کہ کیا تم ان لوگوں کو چھوڑ دینا چاہتے ہو؟ یا آپ ہمیں اختیار کریں یا انھیں۔ پھر محمد بن عبدالرحمٰن بن سعید الہمدانی نے اور دیگر اشراف کوفہ نے بھی کھڑے ہو کر اسی قسم کی باتیں کیں اس پر مصعب نے ان سب کو قتل کر ڈالنے کا حکم دے دیا۔ ان لوگوں نے کہا کہ اے ابن زبیر ہم لوگوں کو قتل مت کرو بلکہ ہمارے ساتھ اہل شام سے جنگ کرو اور ہمیں مقدمۃ الجیش میں رکھو، اگر ہم قتل ہو گئے تب بھی تمھارا فائدہ ہوگا کہ ہم اہل شام کو کمزور کر چکے ہوں گے اور اگر ہم نے ان پر فتح پائی تو وہ تمھارے کام آئے گی۔ مگر مصعب نے ایک نہ سنی تب بجیر المسکی نے کہا کہ دیکھو میرے خون کو ان کے خونوں میں نہ ملاؤ کیونکہ انھوں نے میری بات نہیں مانی تھی مگر مصعب نے سب کو قتل کر دیا۔

مسافر بن سعید ابن نمران الناعطی نے کہا کہ اے ابن زبیر کل بروز قیامت اپنے رب سے کیا کہو گے؟ تم نے مسلمانوں کی ایک ایسی جماعت کو قتل کر دیا ہے جس نے تم کو اپنا حکم قرار دیا تھا۔ تم ہم میں سے اتنے ہی آدمیوں کو قتل کر دو جتنے ہم نے تمھارے آدمی مارے ہیں۔ ہم میں ایسے بھی ہیں جو ایک دن بھی جنگ میں شریک نہیں ہوئے۔ وہ لوگ سواد میں وصول خراج اور حفاظت راہ پر متعین

Marfat.com

تھے۔ مگر مصعب نے اس کی بات بھی نہ مانی اور اسے بھی قتل کرنے کا حکم دے دیا۔ مصعب نے ان کو قتل کرتے وقت احنف ابن قیس سے مشورہ طلب کیا اس نے کہا کہ میری رائے یہ ہے کہ تم ان کو معاف کردو کیونکہ عفو تقویٰ سے قریب ترین چیز ہے۔ مگر اشراف کوفہ نے کہا کہ نہیں انھیں قتل ہی کرو اور انھوں نے اس پر زور دیا اور شور وشغب برپا کیا آخر مصعب نے سب کو قتل کر دیا۔ اس پر احنف نے کہا کہ تم نے ان لوگوں کو قتل کر کے بدلہ تو لے ہی نہیں لیا۔ اے کاش کہ کہیں یہ بات آخر میں تمھارے لیے وبال جان نہ ہو جائے۔ مصعب کی زوجہ عائشہ بنت طلحہ نے بھی مصعب کے پاس یہی پیغام بھیجا تھا کہ اصحاب مختار کو رہا کر دیا جائے مگر قاصد نے وہاں پہنچ کر دیکھا تو وہ سب قتل ہو چکے تھے۔

مصعب نے مختار ابن ابی عبید کے ہاتھ کو کاٹ لینے کا حکم دیا چنانچہ اس کا ہاتھ کاٹ کر ایک میخ کے ذریعے سے مسجد کے ایک طرف کو لٹکا دیا گیا حجاج کے آنے تک وہ اسی حالت میں رہا۔ حجاج نے دیکھ کر پوچھا کہ یہ کیا ہے جواب ملا کہ مختار کا ہاتھ ہے یہ سن کر اس نے اس کے اتارنے کا حکم دیا۔

مصعب نے جبال وسواد کی طرف اپنے عمال روانہ کیے اور ابراہیم ابن اشتر کو لکھ کر اپنی اطاعت کرنے کی دعوت دی اور یہ بھی لکھا کہ اگر تم نے میری اطاعت کی تو جب تک کہ آل زبیر غلبے پر ہیں تب تک شام کا ملک اس کی سپہ سالاری اور وہ تمام سرزمین جس پر تم غلبہ حاصل کرو تمہاری حکومت میں دے دی جائے گی۔ مصعب نے خدا کی قسم کھا کہ یہ وعدہ کیا۔ اُدھر عبدالملک ابن مروان نے بھی ابن اشتر کو خط لکھ کر اپنی اطاعت کے لیے کہا اور یہ بھی کہا کہ اگر تم میری بات مان لو تو عراق تمہارا ہے۔ ابراہیم نے اپنے اصحاب سے اس بارے میں مشورہ کیا تو ان میں اختلاف رائے ہوا ابراہیم نے کہا کہ اگر میں نے ابن زیاد اور اشراف شام کو تکلیف نہ پہنچائی ہوتی تو میں ضرور عبدالملک کی بات کو قبول کر لیتا۔ آخر کار انھوں نے مصعب کو لکھ بھیجا کہ وہ اس کے ساتھ مل جانا چاہتے ہیں۔ مصعب نے لکھا کہ آؤ چنانچہ ابن اشتر اطاعت قبول کر کے مصعب کے پاس چلے گئے۔ جب مصعب کو ان کی آمد کی خبر ہوئی تو انھوں نے مہلب کو موصل، جزیرہ، آذربائیجان اور آرمینہ کی ولایات کا عامل بنا کر بھیج دیا۔

پھر اس نے ام ثابت بنت سمرہ بن جندب زوجۂ مختار کو اور عمرہ بنت نعمان بن بشیر الانصار یہ یعنی مختار کی دوسری زوجہ کو بلایا اور دونوں سے مختار کے متعلق سوال کیا۔ ام ثابت نے کہا کہ ہم تو تمھارے قول ہی کے مطابق کہیں گے۔ یہ سن کر مصعب نے اسے رہا کر دیا۔ پھر عمرہ نے کہا کہ خدا اس

Marfat.com

پررحم کرے وہ ایک صالح بندۂ خدا تھا اس پر مصعب نے اسے قید کر دیا اور اپنے بھائی عبداللہ ابن زبیر کو لکھا کہ عمرہ کا خیال ہے کہ مختار نبی تھا۔ عبداللہ ابن زبیر نے اس کے قتل کا حکم دیا اور وہ ایک رات کو کوفہ اور حیرہ کے درمیان قتل کر دی گئی۔ ایک اہل شرطہ نے اُسے قتل کیا اس نے تین مرتبہ تلوار سے وار کیا اور وہ برابر یاابتاہ! یاعشرتاہ!! کہے جاتی تھی۔ ایک شخص نے قاتل کے ایک تھپڑ مارا اور کہا کہ اے زانیہ کے بچے تو نے اُسے عذاب دیا اور زیادہ چرکے لگائے۔ غرض کہ عمرہ اس طرح قتل کر دی گئی۔ وہ شُرطہ اس شخص کو پکڑ کر مصعب کے پاس لایا۔ مصعب نے کہا کہ اسے چھوڑ دو اس شخص کو اس نظارے سے صدمہ ہوا تھا۔ اس واقعہ کے متعلق عمرو بن ابی ربیعہ مخزومی کہتا ہے۔ ترجمہ اشعار:

ان من اعجب العجائب عندی   قتل بیضاء حرۃ عطبول

قُتلت ھکذا علیٰ غیر جرمٍ   انّ للہ درھا من قتیل

کتب القتل والقتال علینا   وعلی المحصنات جرّ الذیول

[میرے لیے یہ سخت حیرت کی بات ہے کہ ایک شریف کشادہ قد حسینہ کو قتل کیا جائے اس کو کس بیدردی سے بلاقصور مارا گیا کیا ہی خوب تھی وہ مقتول حسینہ قتل وقتال تو ہم مردوں کے لیے ہے اور نازنینوں کے لیے تو ناز وادا]

اسی طرح سعید بن عبدالرحمٰن بن حسان بن ثابت کہتا ہے۔ ترجمہ اشعار:

[ایک سوار میرے پاس صاحب دین وحسب نعمان کی بیٹی کے قتل کی عجیب وغریب خبر لے کر آیا۔ اس جوان عورت کے قتل کی خبر جو ناز وانداز والی مستورہ مہذبۃ الاخلاق اور عمدہ نسب والی تھی۔ جو ایک بزرگ اور کریم قوم کی پاک اولاد میں سے تھی۔ وہ ان لوگوں میں سے تھی جو زمانہ گذشتہ میں نیکی کو مرجح سمجھتے تھے۔ وہ ایک شخص کی بیٹی تھی جو نبی مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا دوست تھا اور حرب وضرب وکرب میں ان کے ساتھ رہتا تھا۔ مجھے معلوم ہوا ہے کہ ملحدین نے اس کے قتل میں توقف نہ کیا اور اُسے قتل وسلب کرنے میں ذرا بھی نیکی اور نرمی سے کام نہ لیا۔ خدا کرے کہ آل زبیر کو کبھی خوش عیشی نصیب نہ ہو اور خدا کرے کہ وہ ذلت اور خوف وحرب کے لباس میں ملبوس رہیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جب انھوں نے اس عورت کو نکال کر اپنی تلواروں سے اسے پارہ پارہ کیا تو گویا تمام عرب

Marfat.com

کی بادشاہت ان کو مل گئی۔ کیا لوگوں کو اس سے تعجب نہیں ہوا کہ ایک آزاد پختہ دین رکھنے والی خوش سیرت اور حیادار مومنہ قتل ہوگئی۔ جو ذم و بہتان اور کذب و شک سے بری تھی۔ جب ہم پر قتل و خون کے لیے خون بہا واجب ہے تو وہ تو صاحبات عفت اور پردہ نشین خاتونیں ہیں وہ اپنے اجداد کے دین پر تھی۔ وہ آباء کرام کی بچی تھی۔ اس نے اپنی موت سے پہلے اپنے اہل و عیال کو ذلیل نہیں کیا۔ وہ پردہ نشین تھی باہر نہیں نکلتی تھی۔ اس کی موت پر اس کے تمام عیب کو بیان کر کے اس کے اجنبی ہمسایوں کو خبر مرگ نہیں دی گئی۔ نہ اس نے کبھی اپنے قرابت دار اور ہمسایوں کو تکلیف دی۔ وہ فحش سے واقف نہ تھی وہ کبھی بدی کے قریب نہیں گئی تھی اور کبھی اس نے بدی کو قبول نہیں کیا تھا۔ اس کی نرم رفتاری پر مجھے اس کی زندگی میں تعجب ہوا کرتا تھا آہ یہ واقعہ عجیب ترین واقعات سے بھی زیادہ عجیب ہے۔]

یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ مختار نے عبداللہ ابن زبیر سے اسی وقت اختلاف کا اظہار کیا تھا جب مصعب بصرے پہنچے جب مصعب نے مختار کا تعاقب کرنا شروع کیا اور موخرالذخر کو اس کی آمد کی خبر ملی تو اس نے احمر بن شمیط کو مقابلے کے لیے روانہ کیا اور حکم دیا کہ مقام مذار میں جا کر مقابلہ کرو اور کہا کہ فتح مذار ہی میں ہونی چاہیے کیونکہ اس کو یہ خبر ملی تھی کہ بنوثقیف کا ایک فرد اس کے لیے مذار ہی میں فتح حاصل کرے گا۔ اس لیے اس کا یہ خیال تھا کہ یہ شخص ابن شمیط ہی ہے حالانکہ یہ پیشن گوئی حجاج کے متعلق تھی جو عبدالرحمٰن ابن اشعث کے مقابلے میں لڑا تھا۔ مصعب نے عباد الحطمی کو مختار کے مقابلے کے لیے روانہ ہونے کا حکم دیا چنانچہ عباد اور عبیداللہ بن علی بن ابی طالب تو اُدھر چلے گئے اور مصعب دریائے بصرہ پر ہی خیمہ زن رہا۔ اُدھر مختار بیس ہزار آدمیوں کو لے کر روانہ ہوا ادھر سے مصعب اور اس کے ساتھی چلے رات کے وقت دونوں جماعتیں ایک دوسرے کے مقابل ہوئیں۔ مختار نے اپنے ہمراہیوں سے کہا کہ جب تک تم میں سے ہر شخص کسی منادی کو ''یا محمد'' کہہ کر منادی کرتا ہوا نہ سنائی دے وہ حملہ نہ کرے جوں ہی تم یہ صدا سنو حملہ کر دو۔ چنانچہ جب چاند طلوع ہوا تو مختار کے حکم سے ایک شخص نے کھڑے ہو کر ''یا محمد'' کی صدا بلند کی جس کے سنتے ہی مختار کے آدمیوں نے مصعب کے ہمراہیوں پر حملہ کر دیا اور ان کو بھگا کر ان ہی کے لشکر میں واپس کر آئے۔ اسی طرح صبح تک فریقین لڑتے رہے دوسری صبح کو مختار نے یہ دیکھا کہ اس کے پاس ایک شخص بھی نہیں کیونکہ وہ سب کے سب مصعب کی فوج

Marfat.com

میں مل جل گئے تھے۔ مختار وہاں سے منہزم ہو کر کوفے گیا اور قصر میں داخل ہو گیا۔ دوسری صبح کو اس کے آدمی اس کے پاس واپس پہنچے اور مختار کو موجود نہ پاکر کہنے لگے مختار ضرور قتل ہو گئے۔ ان میں سے جو جو بھاگ سکے بھاگ گئے اور کوفے کے گھروں میں جا کر روپوش ہو گئے۔ ان میں سے تقریباً آٹھ ہزار آدمی قصر کی طرف گئے اور وہاں پہنچ کر مختار کو قصر کے اندر پایا وہ لوگ اندر چلے گئے اس سے قبل وہ اسی رات مصعب کے آدمیوں کی ایک بڑی تعداد کو تلوار کے گھاٹ اتار چکے تھے جن میں محمد بن اشعث بھی تھا۔ بعد میں مصعب نے آکر قصر کو گھیر لیا اور چار ماہ تک محاصرہ جاری رکھا۔ مختار ہر روز نکل نکل کر کوفے کے بازاروں میں اس سے جنگ کرتا تھا۔ مختار کے قتل کے بعد اہل قصر نے امان طلب کی مگر مصعب نے امان دینے سے انکار کیا آخر سب لوگ اس کے حکم کے تابع ہو کر باہر نکلے اور سات سو یا اس کے قریب قریب کی تعداد سے عرب اور اہل عجم قتل کیے گئے۔ مقتولین کی مجموعی تعداد چھ ہزار افراد کی تھی قتل کے وقت مختار کی عمر ۶۷ برس کی تھی وہ ۶۷ ھ میں ۱۴ رمضان کو قتل ہوا۔

کہتے ہیں کہ ایک موقع پر مصعب، (عبداللہ) ابن عمر سے ملا تو ان کو سلام کر کے کہا کہ میں آپ کا بھتیجا مصعب ہوں۔ ابن عمر نے کہا کہ تم ہی نے سات ہزار اہل قبلہ کو ایک دن میں بلاوجہ قتل کیا ہے؟ مصعب نے جواب دیا کہ وہ لوگ کافر و فاجر تھے۔ ابن عمرؓ بولے کہ ''واللہ اگر تم اپنے باپ کی میراث میں ان لوگوں کی تعداد کے برابر بکریوں کو بھی قتل کر دیتے تو وہ بھی اسراف ہی ہوتا''۔

(مختار کے قتل ہونے پر) ابن زبیر نے عبداللہ بن عباس سے پوچھا کہ تم نے اب تک اس کذاب کے قتل کا حال نہیں سنا؟ کہا کذاب کون؟ جواب دیا کہ وہی ابن ابی عبید۔ ابن عباس نے کہا کہ ہاں مجھے مختار کے قتل کا حال معلوم ہوا ہے۔ ابن زبیر کہنے لگے معلوم ہوتا ہے کہ تم اس کو کذاب نہیں کہنا چاہتے اور تم کو اس کا صدمہ ہے۔ کہا کہ ہاں وہ وہ شخص تھا جس نے ہمارے قاتلین کو قتل کیا، ہمارے خون کا بدلہ لیا، ہمارے سینوں کی پیاس بجھائی، اس کی خدمات کا ہماری جانب سے یہ بدلہ نہ ہونا چاہیے کہ ہم اسے گالیاں دیں یا اس کی موت پر خوشی منائیں۔

عروہ بن زبیر نے ابن عباسؓ سے کہا کہ کذاب مختار قتل ہو گیا اور یہ دیکھو یہ اس کا سر ہے۔ ابن عباسؓ نے کہا کہ اب تمھارے سامنے ایک نہایت دشوار گذار گھاٹی ہے۔ اگر تم اس پر چڑھ جاؤ تو تم ہی تم ہو گے ورنہ نہیں۔ ان کی مراد عبدالملک بن مروان سے تھی۔

Marfat.com

مختار کی طرف سے ابن عمرؓ اور ابن حنفیہؒ کے پاس تحفے آتے تھے اور وہ دونوں قبول کرلیا کرتے تھے۔ مگر یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ابن عمرؓ نے اس کا ہدیہ قبول نہیں کیا۔

مصعب ابن زبیر کی معزولی

اس سال عبداللہ ابن زبیر نے اپنے بھائی مصعب کو مختار کے قتل کے بعد عراق سے معزول کر کے اپنے بیٹے حمزہ بن عبداللہ کو مقرر کیا۔ حمزہ ایک سخی آدمی تھا کبھی اس قدر سخاوت کرتا تھا کہ جو کچھ اس کے پاس ہوتا تھا سب دے ڈالتا تھا اور کبھی اس قدر بخیلی کرتا تھا کہ شاید ویسا کوئی نہ کرتا ہوگا۔ بصرے میں اس سے خفت وضعف کا اظہار ہوا تھا۔ کہتے ہیں کہ وہ ایک دن سوار ہو کر نکلا اور بصرے میں دریا کے اُگال کو دیکھ کر کہا کہ اگر اس تالاب کے پانی کے خرچ میں احتیاط برتی جائے تو یہی ان کی تمام زمینوں کی سیرابی کے لیے کافی ہو اس کے بعد جب اس نے اسے اترا ہوا دیکھا تو کہنے لگا کہ میں نے پہلے ہی کہہ دیا تھا کہ اگر اس کے خرچ میں احتیاط برتی جاتی تو وہ ان کے لیے کافی ہوتا۔ اسی طرح اور بھی ایسی ہی خفیف حرکات اس سے سرزد ہوئیں یہ باتیں دیکھ کر احنف نے اس کے باپ کو لکھا کہ اسے معزول کر کے مصعب کو دوبارہ مقرر کر دیا جائے چنانچہ عبداللہ بن زبیر نے اسے معزول کر دیا۔ حمزہ جاتے ہوئے بہت سا مال ومنال اپنے ہمراہ لے گیا۔ مالک بن مسمع نے اسے روکا اور کہا کہ ہم آپ کو اپنی معاش کی رقم نہ لے جانے دیں گے۔ جب عبیداللہ بن عبداللہ نے معاش کی ادائی کی ضمانت کر لی تو مالک نے اسے جانے دیا۔ حمزہ اس مال کو لے کر مدینہ آیا اور اسے چند آدمیوں کے پاس امانتاً رکھوا دیا۔ سوائے ایک شخص کے کہ جس نے اس کی امانت واپس کر دی اور سب نے اس کے دینے سے انکار کر دیا جب ابن زبیر کو اس واقعہ کا علم ہوا تو کہنے لگے اللہ اسے دور کرے میں تو چاہتا تھا کہ اس کی وجہ سے بنی مروان کے سامنے فخر کروں گا مگر یہ تو نکما نکلا۔

یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ مختار کے قتل کے بعد مصعب بصرے سے معزول ہو جانے کے بعد بھی ایک سال تک کوفے میں رہا۔ اسے اس کے بھائی عبداللہ نے معزول کر کے اپنے بیٹے حمزہ کو مقرر کر دیا۔ بعد میں مصعب اپنے بھائی کے پاس گیا اور پھر تقرری کی درخواست کی اس پر عبداللہ ابن زبیر نے اسے دوبارہ بصرے کا عامل کر دیا۔ یہ بھی روایت ہے کہ ایسا نہیں ہوا بلکہ مصعب مختار کے قتل

Marfat.com

کے بعد بصرے چلا گیا تھا اور کوفے پر حارث بن ربیعہ کو مقرر کر گیا تھا۔ اس طرح کوفہ اور بصرہ دونوں اس کے زیر نگیں تھے آخر عبداللہ ابن زبیر نے مصعب کو بصرے سے معزول کر کے اپنے بیٹے حمزہ کو مقرر کیا پھر احنف اور اہل بصرہ کے خطوط کی بناء پر حمزہ کو معزول کر کے مصعب کو دوبارہ مقرر کیا۔

متفرق واقعات

اس سال عبداللہ ابن زبیر نے لوگوں کے ساتھ حج کیا۔

ان دنوں عبداللہ ابن زبیر کی طرف سے کوفے اور بصرے میں وہی عمال تھے جن کا ذکر ہوا کوفے کے عہدۂ قضاء پر عبداللہ بن عتبہ بن مسعود اور قضاءِ بصرہ پر ہشام بن ہبیرہ تھے۔ شام میں عبدالملک بن مروان اور خراسان میں عبداللہ بن خازم کا دور دورہ تھا۔

وفیات

اس سال ☆ احنف بن قیس نے کوفے میں مصعب کی معیت کے دوران میں انتقال کیا۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اس کا انتقال ۷۱ھ میں اس وقت ہوا جب خود مصعب عبدالملک بن مروان سے لڑنے گیا تھا۔ اسی سال ☆ ہبیرہ مولیٰ حسینؓ ابن علیؓ نے خازر میں انتقال کیا۔ وہ مختار کے طرف داروں میں تھے اور ثقات محدثین سے تھے۔ اسی سال ☆ جنادہ ابن ابی امیہ جاہلی نے بھی انتقال کیا۔ وہ صحابہ میں سے نہ تھے۔ اسی سال مصعب نے حُجر بن عدی کے دو بیٹوں ☆ عبدالرحمٰن اور ☆ عبدالرّب کو اور ☆ عمران بن حذیفہ بن یمان کو نہایت سنگدلی سے قتل کیا۔ یہ واقعہ مختار اور اس کے اصحاب کے قتل کے بعد کا ہے۔

۞ ۞ ۞

حواشی وحوالہ جات:

ل القصص: ۱-۴۔ (یعنی: ط-س-م۔ یہ کتاب مبین کی آیات ہیں۔ ہم موسیٰ اور فرعون کا کچھ حال ٹھیک ٹھیک تمہیں سناتے ہیں۔ ایسے لوگوں کے فائدے کے لئے جو ایمان لائے۔ واقعہ یہ ہے کہ فرعون نے زمین میں سرکشی کی اور اس کے باشندوں کو گروہوں میں تقسیم کر دیا۔ ان میں سے ایک

Marfat.com

گروہ کو وہ ذلیل کرتا تھا، اس کے لڑکوں کو قتل کرتا اور اس کی لڑکیوں کو زندہ رہنے دیتا تھا۔ فی الواقع وہ مفسد لوگوں میں سے تھا۔)

۲؎ ایضاً: ۵۔ (یعنی: اور ہم یہ ارادہ رکھتے تھے کہ مہربانی کریں ان لوگوں پر جو زمین میں ذلیل کر کے رکھے گئے تھے اور انہیں پیشوا بنادیں اور انہیں کو وارث بنائیں۔)

۳؎ ایضاً: ۶۔ (یعنی: اور ان سے فرعون، ہامان اور ان کے لشکروں کو وہی کچھ دکھادیں جس کا انہیں ڈر تھا۔)

۴؎ الرعد: ۳۹۔

۵؎ مختار کے مذہبی عقائد میں سے ایک عقیدہ یہ ہے کہ اللہ سے ''بداء'' جائز ہے۔ ''بداء'' کے معنی ہیں کہ اللہ کسی مصلحت کے پیش نظر ایک حکم اور رائے سے دوسرے حکم یا رائے کی جانب رجوع ہو جائے۔ بداء کی اقسام یہ ہیں: (۱) البداء فی العلم: یعنی علم میں بداء یہ ہے کہ اللہ کو جس بات کا علم ہے اس کے برخلاف ظاہر کرے (مثلاً اللہ یہ جانتا ہے کہ مختار ناکام ہو جائے مگر وہ یہ ظاہر کرے کہ وہ کامیاب و کامران ہوگا)۔ (۲) البداء فی الارادہ: یعنی ارادہ میں بداء یہ ہے کہ اپنے ارادے اور حکم کے برخلاف کوئی صحیح و درست بات ظاہر ہو جائے (آسان الفاظ میں یہ کہا جاسکتا ہے کہ اللہ کے لیے یہ جائز ہے کہ وہ اپنے ارادہ کو بدل دے)۔ (۳) البداء فی الامر: امر اور حکم میں بداء کا مطلب یہ ہے کہ اللہ کسی چیز کا حکم دے اور بعد ازاں اس کے برعکس کسی اور چیز کا حکم دے دے۔

مختار نے بداء کے عقیدہ کو اس لیے اختیار کیا کیونکہ وہ اس بات کا دعویدار تھا کہ مستقبل میں پیش آنے والے حالات و واقعات کا علم یا تو اسے وحی کے ذریعہ ہو جاتا ہے یا امام کے پیغام سے اسے خبر ہو جاتی ہے۔ اب اگر وہ کسی واقعہ کا اپنے متبعین سے وعدہ کرتا اور وہ واقعہ اس طرح پیش نہ آتا تو مختار اپنے متبعین سے یہ کہہ دیتا کہ اس بارے میں تمہارے رب سے بداء ہو گیا، یعنی اس نے اپنے سابق حکم کو جو میری پیش گوئی کے مطابق تھا اور جس کی اس نے مجھے اطلاع دی تھی، تبدیل کر دیا گیا، سو وہ جھوٹا نہیں ہے۔

مختار ''نسخ'' اور ''بداء'' میں کوئی فرق نہیں کرتا تھا۔ اس کا قول ہے کہ ''اگر احکام میں ''نسخ'' جائز ہے تو اخبار میں ''بداء'' بھی جائز ہے۔ ''البداء'' کے معنی ہیں کسی ایک مسئلہ کے متعلق اللہ کا ایک فیصلہ کرنا اور امام کو اس سے آگاہ کر دینا، مگر بعد میں کسی مصلحت کے پیش نظر اس فیصلہ کو بدل دینا اور اس کے برخلاف فیصلہ کر دینا۔ دراصل اس عقیدہ کی ضرورت جھوٹی پیش گوئی کے لئے

Marfat.com

عذر تلاش کرنے کے سوا کچھ اور نہیں۔ اس سے ذات باری پر کذب وافتراء لازم آتا ہے، مگر ہوائے نفس کی تکمیل کے لئے اس سے احتراز نہ کیا گیا۔

عبدالقاہر بغدادی اپنی کتاب الفرق میں اس کا سبب بتاتے ہوئے لکھتے ہیں۔

''مختار نے اللہ عزوجل پر ''البداء'' کے جواز کا جو عقیدہ ظاہر کیا، اس کا سبب یہ ہے کہ جب ابراہیم بن اشتر کو یہ خبر ملی کہ مختار کاہن ہونے کا مدعی اور اپنے پر نزول وحی کا قائل ہے، تو اس نے اس کی مدد ونصرت سے ہاتھ کھینچ لیا، اور جزیرہ کے علاقہ پر مستولی ہوگیا۔ جب مصعب بن زبیر کو یہ پتا لگا کہ اب ابراہیم بن اشتر، مختار کی مدد نہ کرے گا تو اس کے دل میں مختار کو مغلوب کرنے کا خیال پیدا ہوا۔ اسی اثناء میں عبیداللہ بن حر جعفی، محمد بن اشعث کندی اور کوفہ کے اکثر رؤساء جو مختار سے اس بناء پر سخت ناراض تھے کہ اس نے ان کی جائیداد اور غلاموں پر تغلب کرلیا ہے، مصعب سے آن ملے اور اسے کوفہ پر زبردستی قبضہ کرلینے پر آمادہ کرلیا۔ چنانچہ مصعب بصرہ سے اپنے سات ہزار فوجیوں کے ہمراہ روانہ ہوا۔ یہ تعداد اس کے ساتھ آکر مل جانے والے اشراف کوفہ کے علاوہ تھی۔ مصعب نے مہلب بن ابی صفرہ (متوفی ۸۲ھ) کو جس کے ہمراہ ازدعمان کے لوگ تھے اپنے مقدمۃ الجیش کا افسر مقرر کیا، عبیداللہ بن معمر تیمی کو سواروں کے رسالہ کا افسر بنایا اور احنف بن قیس (متوفی ۶۷ھ) کو بنو تمیم کا افسر رسالہ مقرر کیا۔ جب مختار کو اس کی اطلاع ملی تو اپنے ایک قائد کو جس کا نام احمد بن شمیط تھا مصعب کے مقابلہ پر روانہ کیا۔ اس کی کمان میں اپنی فوج کے تین ہزار منتخب سپاہی کردیئے اور ان سے یہ پیش گوئی کردی کہ فتح انہیں کی ہوگی اور یہ کہا کہ اس پر اس حوالے سے وحی نازل ہوئی ہے۔ دونوں لشکر مدائن کے مقام پر ایک دوسرے کے مدمقابل ہوگئے، مختار کے حامیوں کو عبرت ناک شکست ہوئی، ان کا سردار احمد بن شمیط اور اکثر سالار میدان جنگ میں کھیت رہے۔ جنگ کے بچے کھچے سپاہی مختار کے پاس بھاگ کرآئے اور اس سے یہ سوال کیا: ''تم نے ہم سے ہمارے دشمنوں پر فتح کا وعدہ کیوں کیا تھا؟'' مختار نے جواب دیا: ''اللہ تعالیٰ نے مجھ سے اس کا وعدہ فرمایا تھا مگر اسے ''بداء'' ہوگیا۔ (یعنی پہلے وعدے کی غلطی واضح ہوگئی اور اس نے مصلحت سے کام لے کر اپنا پہلا فیصلہ بدل دیا)۔ اس نے اس پر قرآن مجید کی اس آیت سے استدلال کیا: یَمْحُو اللّٰہُ مَایَشَاءُ وَیُثْبِتُ (سورۂ الرعد، آیت ۳۹)۔ [یعنی اللہ جس بات کو چاہتا ہے، مٹا دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے باقی رکھتا ہے۔]''

Marfat.com

مختار کا یہ استدلال قرآن کی معنوی تحریف ہے اور عذر گناہ بدتر از گناہ کے مصداق ہے۔ بہرکیف کیسانیہ اسی وجہ سے البداء کے قائل ہیں۔ (بحوالہ نگار سجاد ظہیر، مختار ثقفی، قرطاس، کراچی، ۲۰۱۴ء۔)

۶۔ حضرت علی کے یہ بیٹے حضرت معاویہ کے ساتھ تھے اور اس جنگ میں مصعب بن زبیر کے ساتھ تھے۔ انہیں قتل کرنے والا کوئی شیعہ تھا۔

۷۔ یہ مصرعہ مختلف تاریخی کتب میں مختلف طرح سے آیا ہے۔ مثلاً اخبار الطوال میں: قتلوها بغير ذنب سفاهاً۔ مبرد کی الکامل اور عقد الفرید میں: قُتلتُ باطلاً علىٰ غير ذنبٍ۔ مروج الذهب میں: قتلوها ظلماً علىٰ غير جرم۔ تاریخ یعقوبی میں: قتلوها بغير جرمٍ اتته۔ اور انساب الاشراف میں: قتلوها ظلماً علىٰ غير ذنبٍ۔

Marfat.com

اٹھائیسواں باب

۶۸ھ کے واقعات

حمزہ کی معزولی

اس سال عبداللہ بن زبیر نے اپنے بھائی مصعب کو دوبارہ عراق کا عامل مقرر کیا جس کا سبب یہ ہوا کہ احنف کو حمزہ بن عبداللہ کے اختلاط عقل اور حماقت کا حال معلوم ہوا تو اس نے اس کے باپ کو لکھا جنھوں نے اسے معزول کر کے دوبارہ مصعب کو مقرر کر دیا اور کوفے پر حارث بن ابی ربیعہ کو مقرر کیا۔

کہتے ہیں کہ حمزہ کی معزولی کا یہ سبب تھا کہ اس نے اشراف کے ساتھ حسن سلوک میں کوتاہی کی تھی اور دست درازی سے کام لیا تھا۔ وہ لوگ گھبرا کر مالک بن مسمع کے پاس گئے مالک نے بصرے کے پل پر اپنا خیمہ قائم کیا اور حمزہ سے کہلا بھیجا کہ تم اپنے باپ کے پاس واپس چلے جاؤ چنانچہ مالک نے اسے بصرے سے نکال دیا اس پر عدیل العجلی نے کہا:

اذا ما خشينا من اميرٍ ظُلامةً دعونا ابا سفيان يوماً فعسكرا

[جب کبھی ہم کو کسی امیر کے ظلم کا خوف ہوتا ہے تو ہم ابوسفیان کو بلا لیتے ہیں اور وہ فوج لے کر آ پہنچتا ہے۔]

خوارج فارس اور عراق میں

اس سال مصعب نے عمر بن عبیداللہ بن معمر کو فارس کا عامل مقرر کر کے ازارقہ سے جنگ کرنے کی خدمت پر مامور کیا۔ مہلب اس سے قبل مصعب کی ولایت اولیٰ اور حمزہ بن عبداللہ بن زبیر

Marfat.com

کی ولایت کے دوران میں اس جنگ میں مصروف رہ چکا تھا۔ جب مصعب دوسری مرتبہ بصرے کی امارت پر واپس آیا تو اس کا ارادہ ہوا کہ مہلب کو موصل، جزیرہ اور آرمینیہ کے علاقوں کا عامل مقرر کر دے تا کہ وہ اس کے اور عبدالملک کے درمیان حائل ہو جائے چنانچہ مہلب فارس ہی میں تھا کہ مصعب نے اُسے بلایا۔ مہلب نے اپنی غیر حاضری کے دوران میں اپنے بیٹے مغیرہ کو اپنی جگہ عامل مقرر کر کے احتیاط کی ہدایت کی اور بصرے چلا گیا۔ مصعب نے اس کو جنگ خوارج اور بلاد فارس سے معزول کر کے اس کی جگہ ان دونوں امور کے لیے عمر بن عبیداللہ بن معمر کو مقرر کیا۔ جب خوارج کو یہ معلوم ہوا تو قطری بن الفجائۃ نے کہا کہ اب تمھارے ہاں ایک شجاع شخص آیا ہے وہ ایک دلیر و بہادر آدمی ہے اور اپنے دین وملک کے لیے ایسا لڑتا ہے کہ میں نے اس سے پہلے کسی جنگ آور شخص کو اس طرح لڑتے ہوئے نہیں دیکھا۔ وہ یقیناً سب سے پہلا شہسوار ہے جو اپنے ہمسر کو قتل کرتا ہے۔ جیسا کہ پہلے بیان کر چکے ہیں خوارج نے عبیداللہ ابن ماحوز کے قتل کے بعد ۶۵ھ میں زبیر بن ماحوز کو اپنا سردار بنا لیا تھا۔

خوارج اصطخر گئے ان کے مقابلے کے لیے عمر ابن عبیداللہ نے اپنے بیٹے عبیداللہ کو روانہ کیا فریقین میں جنگ ہوئی جس میں عبیداللہ ابن عمر قتل ہوئے۔ زبیر ابن ماحوز نے عمر سے لڑنا چاہا تو قطری نے اس سے کہا کہ عمر کینہ توز آدمی ہے اس سے نہ لڑو مگر زبیر نے نہ مانا آخر اس سے لڑا اور نتیجہ یہ ہوا کہ خوارج کے نوے سوار قتل ہو گئے۔ عمر نے صالح بن مخارق پر نیزے سے حملہ کیا اور اس کی آنکھ پھوڑ دی عمر نے قطری کی پیشانی پر وار کیا اور اسے توڑ دیا۔ آخر خوارج ہزیمت کھا کر سابور چلے گئے۔ عمر نے پلٹ کر ان کا اسی جگہ مقابلہ کیا عمر کے ہمراہ مجاعہ بن مسعر بھی تھا گرز سے جو اُس کے پاس تھا، چودہ خارجیوں کو قتل کر دیا قریب تھا کہ اس لڑائی میں عمر بھی ہلاک ہو جائے مگر مجاعہ نے اس کا دفاع کیا، جس کے معاوضے میں عمر نے اُسے نو لاکھ درہم انعام دیئے۔ اسی کے متعلق کہا گیا ہے۔ (ترجمہ شعر):

[میں نے ایک جوان کو ایک دستۂ فوج کے حملے سے بچایا حالانکہ قریب تھا کہ اس کا
گوشت پارہ پارہ ہو کر رہ جائے۔]

مختصر یہ کہ عمر ان لوگوں پر غالب آ گیا۔ خوارج وہاں سے چل دیئے اور جاتے ہوئے اپنے درمیان کا پل توڑتے گئے تا کہ عمر ان کا تعاقب نہ کر سکے۔ خوارج وہاں سے اصفہان گئے اور جب تک کہ وہ قوی اور مستعد نہ ہو گئے وہیں مقیم رہے۔ پھر وہاں سے بھی روانہ ہوئے دوران سفر میں فارس میں پھر

Marfat.com

عمر سے مڈبھیڑ ہونے والی تھی۔ اس خوف سے وہ لوگ اس راستے کو چھوڑ کر دوسرے راستے پر ہو گئے چنانچہ وہ سابور اور ارجان ہوتے ہوئے اہواز پہنچے۔ یہ خبر سن کر مصعب نے کہا کہ تعجب ہے کہ عمر نے اس دشمن کو چھوڑ دیا جس سے وہ سرزمین فارس میں جنگ کرنا چاہتا ہے اور اس سے جنگ نہیں کی حالانکہ اگر وہ ان لوگوں سے لڑتا اور بھاگ بھی جاتا تو بھی یہ بات اس کے لیے زیادہ باعث عذر خواہی ہو سکتی تھی۔ پھر مصعب نے اُسے یہ خط لکھا کہ اے ابن معمر تم نے مجھ سے انصاف نہیں کیا کہ تم مال گذاری تو وصول کرتے ہو مگر دشمن سے الگ تھلگ رہتے ہو۔ مجھے ان لوگوں سے نجات دو اور جو کچھ کر سکتے ہو کرو۔ اس لیے عمر فوری طور پر ان لوگوں کے تعاقب میں فارس سے روانہ ہوا۔ اسے امید تھی کہ خوارج کے عراق میں داخل ہونے سے پہلے وہ ان کو جا پکڑے گا۔ اُدھر مصعب نکل کے بڑے پُل کے قریب خیمہ زن ہوا لوگوں نے بھی وہیں اپنے خیمے نصب کیے۔ خوارج کو اہواز کے قیام کے دوران ہی معلوم ہو گیا تھا کہ عمر ان کے مقابلے کے لیے جا رہا ہے اور مصعب بھی بصرے سے روانہ ہو چکا ہے لہٰذا زبیر بن ماحوز نے کہا کہ تم لوگوں کا ان دونوں شخصوں کے درمیان پڑے رہنا درست رائے نہیں۔ بہتر یہ ہے کہ اب ہم لوگ چل کر ایک سمت سے دشمن کا مقابلہ کریں۔ وہ ان سب کو ہمراہ لے کر روانہ ہوا اور سرزمین جوخیٰ، نہروانات کو قطع کرتا ہوا مدائن پہنچا جہاں کردم بن مرثد القرادی موجود تھا۔ خوارج نے اہل مدائن کو تاخت و تاراج کیا۔ ان کے مردوں عورتوں اور بچوں کو قتل کیا اور حاملہ عورتوں تک کے پیٹ پھاڑ ڈالے۔ کردم وہاں سے بھاگ گیا۔ خوارج وہاں سے روانہ ہو کر ساباط پہنچے اور وہاں بھی حسب سابق آدمیوں کو قتل و غارت کیا پھر اپنی ایک جماعت کو کرخ بھیجا جہاں وہ ابوبکر بن مخنف سے مقابل ہوئے۔ اس نے ان سے شدت سے لڑنا شروع کیا آخر ابوبکر مارا گیا اور اس کے آدمی بھاگ گئے اور خوارج نے خوب ہی بربادی اور تباہی پھیلائی۔ یہ حالت دیکھ کر اہل کوفہ اپنے امیر حارث بن ابی ربیعہ الملقب بہ قباع کے پاس گئے اور غل مچا کر اس سے کہا کہ چل کر لڑو دشمن نے ہم کو تباہ کر دیا ہے، اس پر رحم نہ کرنا چاہیے چنانچہ حارث وہاں سے روانہ ہو کر دیر عبدالرحمٰن پر جا کر مقیم ہوا اور جب شبث بن ربعی نے آ کر اس سے کوچ کرنے کو کہا تو وہ وہاں سے روانہ ہوا لوگوں نے اس کی سستی دیکھ کر یہ شعر کہا۔ (ترجمہ شعر):

[قباع ہم کو لے کر چلا تو سہی مگر ایسی بے دلی کے ساتھ کہ ایک دن چلتا تھا اور ایک مہینہ ٹھہرتا تھا۔]

Marfat.com

ہوتا یہی تھا کہ جہاں کہیں وہ منزل کرتا جب تک کہ اس کے آدمی چیخ چیخ کر اس سے وہاں سے چلنے کو نہ کہتے وہاں سے آگے نہ بڑھتا۔ غرض کہ جب وہ تقریباً دس دن کے سفر کے بعد فرات پہنچا تو معلوم ہوا کہ خوارج اس سے قبل وہاں پہنچ کر پُل کو توڑ کر برباد کر چکے ہیں۔ خوارج نے وہاں سے سماک بن یزید نامی ایک شخص کو بھی گرفتار کیا تھا جس کے ساتھ اس کی بیٹی بھی تھی۔ انھوں نے اس لڑکی کو قتل کرنے کے لیے پکڑا اس نے کہا کہ اے مسلمانو! میرا باپ مصیبت زدہ ہے اسے قتل نہ کرو اور میں تو لڑکی ہوں خدا کی قسم نہ میں نے کبھی کوئی برا کام کیا نہ اپنے ہمسائے کو تکلیف دی اور نہ کبھی باہر نکلی۔ آخر جب انھوں نے اس کے قتل کا ارادہ کیا تو وہ خود بخود مر کر گر پڑی اور انھوں نے اُسے اپنی تلواروں سے پارہ پارہ کر دیا۔ سماک ان کے ہمراہ ہی رہا۔ جب وہ لوگ صراۃ پہنچے تو اس نے اہل کوفہ سے پکار کر کہا کہ آؤ یہ لوگ تھوڑے سے ہیں اور خبیث ہیں۔ یہ سن کر انھوں نے اس کی بھی گردن مار کر پھانسی پر لٹکا دیا۔ تب ابراہیم ابن اشتر نے حارث سے کہا کہ تم میرے ساتھ کچھ آدمی کر دو میں ان کتوں کی طرف جا کر ان سب کے سر کاٹ لاؤں۔ شبث، اسماء بن خارجہ، یزید بن حارث اور محمد بن عمیر وغیرہ نے کہا کہ خدا امیر کا بھلا کرے ان سب کو جانے دیجیے۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ وہ سب ابراہیم کے حاسد تھے الغرض جب خوارج نے ان لوگوں کی کثرت جماعت کو دیکھا تو انھوں نے پُل توڑ دیا۔ حارث اس کو غنیمت سمجھ کر وہیں رک گیا پھر ایک جلسہ کیا اور یہ تقریر کی۔

> ''اما بعد: جنگ میں سب سے پہلے تیروں سے کام لیا جاتا ہے پھر نیزے اٹھا کر نیزہ زنی کی جاتی ہے پھر اور بھی زیادہ سختی کے ساتھ نیزہ زنی ہوتی ہے اور سب سے آخر میں تلوار نکالی جاتی ہے۔''

ایک شخص نے کہا کہ امیر نے جنگ کی کیفیت خوب بیان کی مگر یہ تو فرمایئے کہ ہم یہ سب کام کریں گے کب؟ اس وقت ہمارے اور ان کے درمیان یہ دریا حائل ہے۔ آپ حکم دیجیے کہ اس پر پل بنا دیا جائے تا کہ ہم اُسے عبور کر کے ان لوگوں تک پہنچ جائیں اس کے بعد آپ جو کچھ چاہتے ہیں خدا آپ کو وہی دکھلا دے گا۔ اس پر حارث نے پُل بندھوا دیا اور لوگوں نے اُسے عبور کر کے خوارج کو بھگا دیا۔ جو وہاں سے مدائن پہنچے۔ ان کے بعض سوار پل کے پاس پہنچ کر بھاگنے میں سست پڑ گئے اور واپس ہونے لگے حارث نے عبدالرحمٰن بن مخنف کو چھ ہزار سوار دے کر ان کے تعاقب میں روانہ

Marfat.com

کیا اور کہا کہ ان کو سرزمین کوفہ سے خارج کر دیا جائے اور یہ کہ جب وہ سرزمین بصرہ میں پہنچیں ان کو چھوڑ دیا جائے۔ چنانچہ عبدالرحمٰن بن مخنف نے ان کا تعاقب کرنا شروع کیا اور جب وہ لوگ اصفہان پہنچ گئے تو وہ ان سے جنگ کیے بغیر واپس آ گیا۔ خوارج نے وہاں سے رے کا قصد کیا جہاں یزید بن حارث بن رویم الشیبانی حکمران تھا۔ اس نے ان سے جنگ کی مگر اہل رے نے خوارج کی اعانت کی اور یزید قتل ہوا اس سے قبل اس کا بیٹا حوشب وہاں سے فرار ہو گیا تھا۔ اس کے باپ نے اسے ہر چند بلایا مگر وہ واپس نہ آیا۔ کسی نے یہ شعر کہا۔ (ترجمہ شعر):

[اگر حوشب شریف اور غیرتمند ہوتا تو عیسیٰ ابن مصعب کی سی اُس کی موت ہوتی۔]

مطلب یہ ہے کہ عیسیٰ بن مصعب اپنے باپ سے فرار نہیں ہو گیا تھا بلکہ اسی کے ساتھ لڑتے لڑتے مارا گیا تھا۔

ایک دن بشر بن مرواس کے پاس یہی حوشب اور عکرمہ بن ربعی بیٹھے ہوئے تھے۔ بشر نے کہا کہ کوئی مجھے ایک تیز رو گھوڑا بتا سکتا ہے۔ عکرمہ نے (ازراہ تفنن) کہا کہ ہاں حوشب کا گھوڑا بڑا تیز رو ہے کیونکہ وہ اسی کے ذریعے سے جنگ رے کے موقع پر بھاگا تھا۔ اسی طرح ایک دن بشر نے کہا کہ مجھے کوئی مضبوط پشت والے خچر کا پتہ دے سکتا ہے؟ تو حوشب نے کہا کہ ہاں واصل بن مسافر کا خچر ایسا ہی ہے۔ (وجہ یہ تھی کہ عکرمہ کو واصل بن مسافر کی بیوی سے متہم کیا جاتا تھا) بشر یہ سن کر ہنس پڑا اور کہنے لگا کہ تم نے انصاف کیا۔

جب خوارج رے سے فارغ ہوئے تو وہ اصفہان پہنچے اور اس کا محاصرہ کر لیا ان دنوں عتاب بن ورقاء وہاں کا حاکم تھا وہ نہایت دلیری سے ان کے مقابلے میں لڑا۔ وہ تو شہر کے دروازے پر سے ان سے لڑا کرتا اور خوارج فصیل شہر سے تیر اور پتھر برسایا کرتے۔ عتاب کے ساتھ ابو ہریرہ نامی حضرموت کا ایک باشندہ تھا جو خوارج پر حملہ کرتا جاتا تھا اور یہ شعر پڑھتا جاتا تھا۔ (ترجمہ شعر):

[اے دوزخ کے کتو! تم اس بڑے بھونکنے والے کتے ابو ہریرہ کے حملے کو کیا سمجھتے ہو جو دن اور رات تم پر بھونکتا رہتا ہے؟ اور ابو ماحوز اور اشرار کے بچے تو میرے اس طرح میدان میں لڑنے کو کیا سمجھتا ہے۔]

جب خوارج یہ سنتے سنتے تنگ آ گئے تو ان میں سے ایک شخص نے چھپ کر اس کے کندھے

Marfat.com

پروار کیا اور وہ گر گیا مگر اس کے ہمراہی اُسے اُٹھا کر لے گئے۔ انھوں نے اس کا علاج کیا جس سے وہ اچھا ہوگیا اور پھر اپنی پرانی عادت کے مطابق خوارج کے مقابلے پر پہنچ گیا۔ خوارج نے اسی طرح کئی ماہ تک ان کا محاصرہ کیے رکھا آخر کار جب ان کی خوراک کا سامان کم ہوگیا اور محاصرہ کی وجہ سے ان کو سختی اور جہد شدید کا سامنا کرنا پڑا تو عتاب نے ان سے کہا کہ اے لوگو تم پر جو سختیاں پڑ رہی ہیں اُسے تم خوب جانتے ہو اب ہوگا یہی کہ تم میں سے کوئی شخص بستر پر پڑے پڑے مرے گا اس کا بھائی اس کو دفن کرے گا بشرطیکہ اس میں بھی طاقت ہو۔ پھر وہ بھی مرجائے گا اور کوئی اتنا بھی نہ ہوگا کہ اسے دفن کردے یا اس پر نماز پڑھ دے۔ خدا کی قسم تم لوگ کچھ کم نہیں ہو۔ تم بھی تو بڑے بڑے شہسوار ہو۔ جب تک تم میں قوت وحیات باقی ہے چل کر ان سے لڑو ورنہ پھر تم ضعیف ہو جاؤ گے اور اس سختی کی وجہ سے ہل بھی نہ سکو گے۔ واللہ مجھے امید ہے کہ تم جی لگا کر لڑو تو تم ضرور فتح مند ہو گے انھوں نے اس کی بات مان لی۔

قطری بن فجاءۃ خارجی کی امارت

جب عتاب نے اپنے ہمراہیوں سے خوارج کے مقابلے میں لڑنے کو کہا اور انھوں نے قبول کرلیا تو اس نے لوگوں کو جمع کر کے ان کے لیے بہت سا سامان خوراک اکھٹا کیا اور دوسرے دن صبح کو شہر سے نکل کر خوارج کے مقابلے کے لیے پہنچا۔ اس وقت خوارج بالکل بے خوف پڑے ہوئے تھے اہل اصفہان نے ان پر حملہ کیا ان کو لشکر سے خارج کر دیا اور ہوتے ہوتے زبیر بن ماحوز تک پہنچ گئے۔ ابن ماحوز چند آدمیوں کو ساتھ لے کر میدان میں اترا اور لڑتا لڑتا مارا گیا۔ اس کے بعد تمام خوارج قطری بن الفجاءۃ المازنی کے گرد جس کی کنیت ابونعامہ تھی جمع ہو گئے اور اس سے بیعت کرلی۔ پھر عتاب اور اس کے ہمراہیوں نے ان لوگوں کو جس طرح چاہا تنگ کیا۔ آخر قطری، زبیر کی فوج کو لے کر اصفہان کو یوں ہی چھوڑ کر روانہ ہوا اور کرمان کے نواح میں پہنچ کر ایک کثیر التعداد جماعت کو جمع کر کے اور مال وزر مہیا کر کے پوری طرح قوی اور مضبوط ہوکر اصفہان سے ہوتا ہوا اہواز گیا اور وہیں مقیم ہوگیا۔ اس وقت حارث بن ابی ربیعہ (یعنی عامل بصرہ من جانب مصعب بن زبیر) وہیں مقیم تھا۔ اس نے مصعب کو لکھا کہ خوارج آپہنچے ہیں اور سوائے مہلب کے کوئی ان کا مقابلہ نہیں کرسکتا۔ مصعب نے مہلب کو لکھا جو جزیرے اور موصل کا عامل تھا اور حکم دیا کہ خوارج سے جنگ کرے۔ اس کی جگہ ابراہیم بن اشتر کو موصل

Marfat.com

بھیج دیا مہلب نے بصرے پہنچ کر آدمیوں کو منتخب کیا اور ان کو ہمراہ لے کر خوارج کی طرف چلا اُدھر سے خوارج بھی اس کے مقابلے کے لیے بڑھے۔ دونوں فریق مقام سولاف میں آمنے سامنے ہوئے جہاں آٹھ ماہ تک جنگ ہوتی رہی اور اس قدر سختی سے ہوئی کہ لوگوں نے اس سے پہلے کبھی نہ دیکھی تھی۔

رے کا محاصرہ

اسی سال مصعب نے اپنے عامل اصفہان عتاب بن ورقاء الریاحی کو حکم دیا کہ رے جا کر باشندوں سے جنگ کرے۔ (کیونکہ انھوں نے اپنے عامل یزید ابن حارث بن رویم کے خلاف خوارج کی مدد کی تھی) اور ان کو اس شہر میں داخل ہونے سے روک دے۔ چنانچہ عتاب وہاں گیا اور ان سے جنگ کی اس وقت فرخان ان کا امیر بنا ہوا تھا۔ عتاب نے متواتر جنگ کرتے کرتے آخر بہ روز شمشیر شہر کو فتح کر لیا اور پھر جو کچھ وہاں ملا لوٹ لیا اور گردونواح کے تمام قلعے فتح کر لیے۔ اسی سال شام میں اس قدر سخت قحط پڑا کہ اس کی سختی کی وجہ سے لوگ جنگ نہ کر سکے۔

اسی سال عبدالملک بن مروان نے بطنان میں فوج جمع کی جو قنسرین کے قریب واقع ہے اس نے موسم سرما وہیں بسر کیا اور پھر دمشق کو واپس چلا گیا۔

عبیداللہ بن حر کا قتل

اسی سال عبیداللہ بن حر الجعفی قتل ہوا۔ وہ بہ لحاظ صلاحیت نفس، فضل و اجتہاد اپنی قوم کے بہترین افراد میں سے تھا۔

جب (حضرت) عثمانؓ کو شہید کر دیا گیا اور (حضرت) علیؓ اور (حضرت) امیر معاویہ میں جنگ شروع ہوگئی تو عبیداللہ بن حر (حضرت) عثمان غنی سے محبت رکھنے کی وجہ سے امیر معاویہ سے مل گیا اور مالک بن مسمع کے ساتھ صفین میں امیر معاویہ کی طرف سے لڑا۔ عبیداللہ امیر معاویہ کے پاس رہا اور اس کی زوجہ کوفے میں مگر جب عبیداللہ کو غائب ہوئے ایک عرصہ ہوگیا تو اس کی بیوی کے بھائی نے اس (عورت) کا نکاح ایک شخص مسمی عکرمہ بن خبیص کے ساتھ کر دیا۔ جب عبیداللہ کو اس امر کی اطلاع ہوئی تو وہ شام سے واپس آیا اور (حضرت) علیؓ کے پاس عکرمہ کے خلاف مقدمہ دائر کیا علیؓ نے فرمایا

Marfat.com

کہ چونکہ تم ہمارے دشمن سے جا ملے ہو اس لیے یہ عورت تم سے لے لی گئی ہے۔ عبید اللہ نے کہا کہ کیا یہ بات آپ کو مجھ سے انصاف کرنے سے باز رکھتی ہے؟ فرمایا کہ نہیں۔ پھر عبید اللہ نے ان کو اپنا قصہ سنایا اورانھوں نے اس کی زوجہ اس کو واپس دلا دی چونکہ اس وقت وہ حاملہ تھی اس لیے عبید اللہ نے اسے وضع حمل کے وقت تک کے لیے ایک معتبر شخص کے گھر میں رکھ دیا۔ بعد میں جو بچہ پیدا ہوا اس کو عکرمہ سے منسوب کیا گیا اور عبید اللہ کو اس کی زوجہ واپس دے دی گئی۔ عبید اللہ شام کو واپس چلا گیا اور (حضرت) علی کی شہادت تک وہیں مقیم رہا جب وہ شہید ہو گئے تو عبید اللہ کوفہ واپس آ گیا اور اپنے بھائی بندوں سے کہنے لگا کہ میں نہیں سمجھتا کہ کسی شخص کا علیحدگی اختیار کرنا اس کے لیے سودمند ہے۔ ہم لوگ شام میں رہتے تھے اور ہم نے امیر معاویہ کو ایسا ایسا کرتے دیکھا ہے۔ انھوں نے کہا کہ علیؓ کے ہاں بھی تو امور کی ایسی ویسی ہی حالت تھی۔

جب امیر معاویہ کا انتقال ہو گیا اور حسینؓ کی شہادت کا زمانہ آیا تو عبید اللہ ان کے قاتلوں میں شامل نہیں ہوا بلکہ وہ دیدہ و دانستہ وہاں سے غائب ہو گیا۔ آخر جب حسینؓ شہید ہو گئے اور ابن زیاد نے اشراف کوفہ کو تلاش کیا تو عبید اللہ کو نہ پایا جو کئی دن کے بعد اس کے پاس گیا۔ ابن زیاد نے پوچھا کہ اے ابن حرتم کہاں تھے؟ کہا کہ میں بیمار تھا پوچھا کہ تم کو دل کی بیماری تھی یا جسم کی؟ عبید اللہ نے کہا کہ میرا دل کبھی مریض نہ تھا اور میرے جسم کو اللہ تعالیٰ نے اپنے لطف و کرم سے عافیت کے ساتھ رکھا ابن زیاد نے کہا کہ تم جھوٹے ہو بات یہ ہے کہ تم ہمارے دشمن کے ساتھ تھے۔ کہا کہ اگر میں ان کے ساتھ ہوتا تو ضرور کہیں نہ کہیں دکھائی دیتا۔ ابن زیاد ذرا غافل ہوا تو وہ وہاں سے نکل کر اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر چل دیا۔ ابن زیاد نے اسے طلب کیا تو کہا گیا کہ وہ ابھی سوار ہو کر کہیں گیا ہے۔ ابن زیاد نے کہا کہ اُسے میرے پاس پکڑ لاؤ چنانچہ اہل شرطہ نے اُسے جا پکڑا اور کہا کہ امیر کے پاس چلو۔ عبید اللہ نے جواب دیا کہ اس سے میری طرف سے کہہ دو کہ میں اس کے پاس مطیع ہو کر کبھی نہ آؤں گا اور یہ کہہ کر اپنے گھوڑے کو آگے بڑھایا اور سیدھا احمد بن زیاد الطائی کے مکان پر پہنچا۔ وہاں اس کے تمام اصحاب اس کے پاس جمع ہو گئے پھر وہ وہاں سے روانہ ہو کر کربلا گیا اور حسینؓ اور ان کے ہمراہیوں کے قتل گاہوں کو دیکھ کر ان کے لیے دعائے استغفار کی۔ پھر مدائن چلا گیا اس موقع پر اس نے یہ اشعار کہے۔ (ترجمہ شعر):

[اے غدار ابن غدار تو نے حسینؓ ابن فاطمہؓ سے جنگ کی ہے۔ میرا نفس مجھ کو اس کو

Marfat.com

چھوڑ کر علیحدہ ہو جانے اور اس کم بخت وعدہ شکن شخص سے بیعت کرنے پر ملامت کرتا ہے۔

ہائے افسوس! میں اس کے مددگاروں میں نہ ہوا۔ ہاں اگر تمام جانیں بھی فنا کر دی جائیں تب بھی اس کے خون کا حق ادا نہ ہوگا۔ گو کہ میں اس کے حامیان امر میں سے نہ تھا پھر بھی مجھے حسرت ہے کہ میں اس کے ساتھ رہنے والوں سے علیحدہ نہ ہوں۔ جن لوگوں نے اس کی امداد میں سرعت سے کام لیا خدا کرے کہ دائمی بارش ان کی ارواح کو سیراب کرے۔ میں ان لوگوں کی قبروں کے پاس اور ان کے میدان جنگ میں کھڑا ہوا تو قریب تھا کہ میرے دل وجگر پھٹ کر باہر نکل پڑیں اور میری آنکھیں آنسو بہاتی تھیں۔ مجھے اپنی جان کی قسم ہے کہ وہ لوگ آتش جنگ کو بھڑکانے والے تھے وہ شیر تھے اور اپنے آدمیوں کی حمایت میں سرعت کے ساتھ جنگ میں شامل ہونے والے تھے۔ وہ کچھار کے تند وخونخوار شیر اپنے نبی (علیہ السلام) کے نواسے کی مدد کے لیے اپنی تلواریں لے لے کے نکل پڑے۔ اگر وہ سب قتل بھی ہو گئے ہیں تاہم ابھی روئے زمین پر ہر نفس میں ایک بقیہ رہ گیا ہے جس کی وجہ سے وہ سرنگوں ہو گیا ہے۔ دیکھنے والوں نے کبھی ان سے بہتر سرداران قوم نہیں دیکھے جو اس طرح موت کا مقابلہ کرتے ہوں۔ تم گو ان کو ظلم سے قتل کرتے ہو پھر ہماری دوستی کی امید رکھتے ہو۔ تم ایسی امیدوں کو چھوڑ دو جو ہماری شان کے شایاں نہیں ہے۔ مجھے اپنی جان کی قسم ہے کہ تم نے جوان لوگوں کو قتل کر کے ہم کو ذلیل وخوار کیا ہے۔ اس لیے ہم میں سے بہت سے مرد اور عورتوں کو تم سے دشمنی ہو گئی ہے مجھے بار بار یہ خیال آتا ہے کہ میں ایک لشکر جرار ہمراہ لے کر اس جماعت کی گوشمالی کے لیے جاؤں جو حق سے برگشتہ ہو گئی ہے۔ مجھ سے بچے رہنا ورنہ میں ایسے ایسے دستہائے فوج سے تم کو سزا دوں گا جو تم پر دیالمہ سے بھی زیادہ سختی کریں گے۔]

ابن حُر دریائے فرات کے کنارے پر اپنے قیام گاہ میں مقیم رہا۔ یہاں تک کہ یزید نے انتقال کیا اور فتنہ وفساد برپا ہو گیا۔ ابن حُر نے کہا کہ میں نہیں دیکھتا کہ کوئی قریش شخص انصاف کر رہا ہے۔ شریفوں کی اولاد کہاں ہے؟ یہ سن کر تمام سرکش اس کے پاس جمع ہو گئے پھر وہ مدائن گیا اور جس قدر مال وزر بادشاہ کے لیے جمع کیا گیا تھا اس میں سے اپنا اور اپنے اصحاب کا حصہ نکال لیا اور ہر صاحب مال کے نام رقعے لکھ دیئے۔ پھر اسی طرح اس نے پرگنات کی مال گذاری سے وصول کرنا

Marfat.com

شروع کیا مگراس نے کسی شخصی دولت پر ہاتھ نہ ڈالا۔ وہ اسی حالت میں زندگی بسر کرتا رہا تا آنکہ مختار کا ظہور ہوا اوراس نے سنا کہ سواد میں کیا ہو رہا ہے اس پر مختار نے عبیداللہ کی زوجہ کو قید کر دیا۔ عبیداللہ اپنے آدمیوں کو لے کر کوفے پہنچا اور قید خانے کا دروازہ توڑ کر نہ صرف اپنی زوجہ کو بلکہ تمام قیدی عورتوں کو وہاں سے نکال لایا۔ اس کے متعلق اس نے یہ اشعار کہے۔ (ترجمہ شعر):

[اے ام توبہ کیا تم کو معلوم نہیں ہے میں ایک شہسوار ہوں اور بنو مذحج کے حقوق کا حامی ونگہبان ہوں۔ میں نے چاشت کے وقت ہر حامی عہد نوجوان اسلحہ پوش کو ساتھ لے کر قید خانے پر یورش کی؟ جب تک کہ ہم نے مہروش اور چاق چوبند پیشانیوں کو اور ہر محبوبہ کے ان نرم ونازک پھولے ہوئے گالوں کو نہیں دیکھ لیا، ہم قید خانے کے پاس سے نہیں ہٹے۔ وہ زندگی ہی کیا ہے کہ جس طرح ہم جنگ سے پہلے رہا کرتے تھے اسی طرح تمھارے پاس بے خوف اور امن کے ساتھ نہ آئیں۔ میں تمھارے قید ہو جانے کی وجہ سے بالکل سرنگوں ہو گیا تھا اور جیسا کہ تم دیکھتی ہو اب بھی غمگین ہوں۔]

یہ ایک طویل نظم ہے غرض کہ عبیداللہ، مختار کے عمال واصحاب کے ساتھ طرح طرح کی حرکتیں کرتا رہا۔ ہمدان میں اس کا جو گھر تھا اسے جلا دیا گیا اور اس کی جائداد کو لوٹ لیا۔ عبیداللہ نے اس کے بدلے میں ہمدانیوں کی تمام جائداد کو جا کر لوٹ لیا۔ وہ مدائن جاتا اور فوجی اہل کاروں کے پاس سے گزرتے ہوئے ان کا تمام مال واسباب اس سے لے لیتا اور پہاڑ کی طرف چل دیتا۔ مختار کے قتل تک اس کی یہی حالت رہی۔

ایک بیان یہ بھی ہے کہ اس نے پہلے اپنی علیحدگی کے بعد مختار سے بیعت کر لی تھی۔ مختار نے اس پر حملہ کر کے اس کو اپنے قابو میں لانے کا ارادہ کیا تھا لیکن ابن اشتر کی وجہ سے رک گیا پھر عبیداللہ ابن اشتر کے ہمراہ موصل گیا مگر ابن زیاد سے جنگ کرنے کے وقت مرض کا بہانہ کر کے اس میں شامل نہ ہوا۔ پھر ابن اشتر سے جدا ہو کر انبار گیا اور اس پر حملہ کر کے اس کے بیت المال میں سے سب کچھ نکال لے گیا۔ اس کے اس فعل پر مختار نے اس کے مکان کو منہدم اور اس کی زوجہ کو گرفتار کرنے کو حکم دیا جیسا کہ پہلے ذکر ہو چکا ہے۔ پھر وہ مصعب کے ساتھ مختار کے خلاف جنگ اور اس کے قتل میں شریک ہوا۔ جب مختار قتل ہو گیا تو لوگوں نے مصعب سے اس کی دوسری ولایت کے زمانے میں کہا کہ ہم اس

Marfat.com

بات سے بے خوف نہیں ہیں کہ عبیداللہ بن حر ملک پر چڑھ دوڑے جیسا کہ وہ مختار اور ابن زیاد کے ساتھ کیا کرتا تھا چنانچہ مصعب نے اُسے قید کر دیا۔ اس پر عبیداللہ نے اشعار کہے۔ (ترجمہ شعر):

[کون ہے جو جواں مردوں کو یہ خبر پہنچا دے کہ ان کے اس بھائی کے سامنے ایک سخت دروازہ اور دربان حائل ہیں۔ وہ ایسے مقام میں ہے جس پر وہ راضی نہ تھا جب وہ کھڑا ہوتا ہے تو اس کے پاؤں کی بیڑیاں اسے تکلیف دیتی ہیں جن کو اُسے کھینچنا پڑتا ہے اس کی پنڈلی پر ٹخنے کے اوپر ایک سیاہ ٹھوس اور سخت چیز ہے جو چلتے وقت اس کے پاؤں کو سختی سے جکڑ دیتی ہے اور قدم کو اُٹھنے نہیں دیتی۔ یہ سب میرے سخت جرم کی وجہ سے نہیں ہے بلکہ بات یہ ہے کہ کسی چغل خور کی محض افترا پردازی پر مبنی ہے حالانکہ وسیع و عریض زمین میں میرے لیے کہیں بھی چلے جانے کی جگہ تھی۔ وہ کون سا انسان ہے جس کے لیے جانے آنے کی جگہ نہ ہو۔]

پھر کہا کہ۔

بایّ بلاءٍ، ام بایة نعمةٍ تقدّم قبلی مسلمٌ و مهلّب؟

[یہ کس مصیبت یا کس نعمت کی وجہ سے ہے کہ مسلم اور مہلب میرے سامنے آتے ہیں۔]

اس شعر میں مسلم سے اس کی مراد قتیبہ کے والد اور مہلب ابن ابی صفرہ سے ہے۔

عبیداللہ نے بنو مذحج کے چند اشراف سے کہا کہ وہ جا کر مصعب کے پاس اس کی سفارش کریں۔ پھر بنو مذحج کے نوجوانوں کے پاس یہ پیغام بھیجا کہ تم سب ہتھیار لگا لو اور چھپا لو اگر مصعب نے ان سفارش کرنے والوں کی سفارش کو قبول کر لیا تو کسی سے تعرض نہ کرنا اور اگر اس نے سفارش قبول نہ کی تو سیدھے قید خانے کی طرف آؤ میں اندر سے تمھاری مدد کروں گا۔ ان اہل مذحج نے مصعب کے پاس جا کر عبیداللہ کی سفارش کی۔ مصعب نے قبول کر کے اُسے رہا کر دیا اور عبیداللہ اپنے مکان کو واپس چلا گیا لوگ اس کے پاس تہنیت کے لیے گئے تو اس نے کہا کہ اس امر (یعنی خلافت وحکومت) کی صلاحیت صرف گذشتہ خلفاء اربعہ ہی میں تھی ہم کو آج کل ان کا کوئی ہمسر نظر نہیں آتا جس کے ہاتھ میں ہم اپنے امور کی زمام دے دیں۔ اگر وہ ایسا ہی کمیاب ہے تو ہم کس وجہ سے کسی کی بیعت کا طوق اپنی گردنوں میں ڈالیں۔ جب ہم دیکھتے ہیں کہ وہ لوگ نہ ہمارا مقابلہ کرنے میں ہم سے زیادہ دلیر وشجاع ثابت ہوتے ہیں اور نہ ہم سے زیادہ کسی کو روکنے کی طاقت ان میں ہے۔ رسول اللہ ﷺ فرما چکے ہیں کہ خدائے تعالیٰ کی

Marfat.com

نافرمانی کے لیے کسی مخلوق کی اطاعت کرنی نہیں چاہیے اور حق یہ ہے کہ یہ سب لوگ نافرمان اور مخالف ہیں۔ان کی دنیا قوی اور آخرت ضعیف ہے پھر یہ کیونکر ہوسکتا ہے کہ ان کے لیے ہماری حرمت حلال ہو حالانکہ ہم نخیلہ، قادسیہ، جلولاء اور نہاوند کے میدان ہائے جنگ کے آزمودہ کار لوگ ہیں اور نیزوں کو اپنے سینوں اور تلواروں کو اپنی پیشانیوں پر روک چکے ہیں مگر پھر بھی وہ ہمارے حق کو نہیں پہنچانتا اور ہماری فضیلت کو نہیں سمجھتا۔لہٰذا اب تم اپنے اہل وعیال کی طرف سے جنگ کرو میں نے تمھارے لیے صورت احوال کو آسان کر دیا ہے اور ان لوگوں سے دشمنی کا اظہار کیا ہے۔اب تمام قوت وطاقت اللہ ہی کے دست قدرت میں ہے۔اس کے بعد اس نے کوفہ سے نکل کر ان لوگوں سے جنگ وغارت کا بازار گرم کیا۔

اس کے جواب میں مصعب نے سیف بن ہانی المرادی کو اس کے پاس بھیجا اور بادور یا وغیرہ مقامات کے خراج کو اس کے حوالے کرنے کا وعدہ کیا بشرطیکہ وہ اطاعت قبول کر لے مگر عبیداللہ نے اطاعت منظور نہ کی۔ پھر مصعب نے ابرد بن قرۃ الریاحی کو اس کے مقابلے کے لیے بھیجا اس نے عبیداللہ سے جنگ کی مگر شکست کھائی۔عبیداللہ نے اس کے چہرے پر تلوار کا وار کیا مصعب نے حریث بن یزید کو بھی جنگ کے لیے بھیجا تھا مگر عبیداللہ نے اُسے قتل کر دیا۔اس کے بعد مصعب نے حجاج بن جاریہ خثعمی اور مسلم بن عمرو کو بھیجا جس نے اس سے دریائے صرصر پر جنگ کی مگر ہزیمت کھائی۔تب مصعب نے عبیداللہ کو انعام وامان کا پیغام بھیجا اور یہ بھی وعدہ کیا کہ وہ جس شہر کی ولایت طلب کرے گا دے دی جائے گی مگر اس نے اُسے قبول نہ کیا بلکہ وہاں سے نرسی کی طرف گیا جہاں کا دھقان وہاں سے زراعتی زمین کا تمام مال وزر لے کر فرار ہوگیا۔عبیداللہ بن حر نے اس کا تعاقب کیا جس کے دوران میں وہ عین تمر پر سے گذرا جس پر بسطام بن مصقلہ بن ہبیرۃ الشیبانی حکمراں تھا اور وہ دھقان اسی کے پاس پناہ گزین ہوا تھا۔وہ سب لوگ عبیداللہ کے مقابلے کے لیے نکلے اور اس سے لڑنے لگے۔اس اثناء میں حجاج بن جاریہ خثعمی بھی آپہنچا اور عبیداللہ پر حملہ آور ہوا مگر عبیداللہ نے اُسے اور بسطام بن مصقلہ اور ان دونوں کے علاوہ اور بھی بہت سے آدمیوں کو گرفتار کر لیا پھر اپنے اصحاب میں سے چند آدمیوں کو بھیج کر وہ تمام زرومال منگوالیا جو دھقان کے قبضے میں تھا اور ان قیدیوں کو بھی رہا کر دیا۔

بعدازاں عبیداللہ تکریت گیا اور خراج وصول کرتا رہا۔مصعب نے ابرد بن قرۃ الریاحی اور جون بن کعب الہمدانی کو ایک ہزار آدمی دے کر روانہ کیا اور مہلب نے یزید بن مغفل کے ہمراہ پانچ

Marfat.com

سو آدمی بھیج کر ان کو کمک دی۔ عبیداللہ سے اس کے ایک ساتھی نے کہا کہ اب آپ کے مقابلے کے لیے ایک جماعت کثیر آگئی ہے ان سے جنگ نہ کیجیے۔ اس کے جواب میں اس نے یہ اشعار کہے:

[میری قوم مجھے قتل ہو جانے سے ڈراتی ہے حالانکہ میں صرف اسی وقت مروں گا جب کہ وقت مرگ آئے گا۔ اے کاش کہ نیزے اپنے اطراف کے ذریعے سے ہم کو غنا سے قریب کر دیتے تا کہ ہم کریموں کی طرح سخاوت کریں۔ ہم سے سوال کیا جائے اور ہم سے امیدیں وابستہ کی جائیں۔ کیا تم نہیں دیکھتے کہ فقر محتاج کو ذلیل ورسوا کر دیتا ہے اور غناء میں حلو اور تجمل ہے اور یہ کہ اگر تم خطرے میں نہ پڑو گے تو تم اپنے مال کے ذریعے وہ چیز حاصل نہیں کر سکتے جو دولت کو رضامند اور تم کو صاحب فضیلت بنائے۔]

عبیداللہ نے ان سے دو دن جنگ کی حالانکہ اس کے پاس صرف تین سو آدمی تھے۔ شام کے وقت طرفین علیحدہ ہوئے اور عبیداللہ تکریت سے روانہ ہوا۔ اس نے اپنے ہمراہیوں سے کہا کہ میں اب تم کو عبدالملک بن مروان کی طرف لیے جاتا ہوں۔ تیار رہو مجھے خوف ہے کہ میں مصعب اور اس کے آدمیوں کو دوڑانے سے پہلے مر جاؤں۔ غرض کہ وہ کوفہ کی طرف روانہ ہو کر کسکر پہنچا اور اس کے بیت المال میں سے مال اپنے ہمراہ لے کر کوفے گیا اور حمام جریر میں خیمہ زن ہوا۔ مصعب نے عمر بن عبیداللہ بن معمر کو اس کی طرف بھیجا اور دونوں میں جنگ ہوئی۔ پھر وہ دیر اعور گیا جہاں حجاز بن ابجر نے مصعب کی طرف سے اس پر حملہ کیا مگر وہ منہزم ہوا۔ جس پر مصعب نے اسے سَبُّ وشَتم کیا اور جون بن کعب الہمدانی اور عمر بن عبیداللہ بن معمر کو اس کی مدد کے لیے روانہ کیا۔ یہ تینوں مل کر عبیداللہ سے جنگ کرنے لگے جس کے دوران میں گو عبیداللہ ابن حر کی فوج میں اکثر آدمی مجروح ہوئے اور بہت سے گھوڑے مارے گئے تاہم حجار کو شکست ہوئی مگر حجار نے پھر واپس ہو کر لڑنا شروع کیا۔ شام تک سخت لڑائی ہوتی رہی اور ابن حر کوفے سے روانہ ہو گیا۔

مصعب نے یزید بن حارث بن رویم الشیبانی کو (جو اس وقت مدائن میں تھے) ابن حر سے جنگ کرنے کا حکم لکھ بھیجا۔ اس نے اپنے بیٹے حوشب کو پہلے ہی آگے روانہ کر دیا جو مقام باجسریٰ پر عبیداللہ بن حر سے مقابل ہوا۔ عبیداللہ نے اس کو شکست دی اور ان کی فوج میں سے بہت سوں کو قتل کیا۔ پھر ابن حر مدائن پہنچا جہاں لوگ اس کے مقابلے کی تاب نہ لا کر قلعہ بند ہو گئے۔ عبیداللہ وہاں سے

Marfat.com

بھی چلا گیا پھر مصعب نے جون بن کعب ہمدانی اور بشر بن عبیداللہ اسدی کو روانہ کیا۔ جون، حولایا اور بشر، تامرا میں مقیم ہوا۔ ابن حر نے بشر سے جنگ کی جس میں بشر قتل ہوا اور اس کے ہمراہیوں کو ہزیمت ہوئی۔ پھر عبیداللہ ابن حر نے حولایا میں جا کر جون کا مقابلہ کیا وہاں عبدالرحمٰن بن عبداللہ بھی اس سے جنگ کرنے کے لیے آ پہنچا مگر وہ بھی مارا گیا اور اس کے ہمراہی پیٹھ دکھا گئے۔ پھر بشیر بن عبدالرحمٰن بن بشیر العجلی نے اس سے مقام سوراء میں سخت جنگ کی مگر اُسے وہاں سے واپس جانا پڑا اور ابن حر اسی علاقے میں مقیم رہ کر خراج وصول کرتا اور حملہ آور ہوتا رہا۔

اس کے بعد عبیداللہ بن حر عبدالملک بن مروان کے پاس چلا گیا جس نے اس کی بڑی تعظیم و تکریم کی۔ اُسے اپنے پاس تخت پر جگہ دی اور اُسے ایک لاکھ درہم دیئے اور اس کے ساتھیوں کو مال و متاع عطا کیا۔ ابن حُر نے عبدالملک سے کہا کہ آپ کچھ فوج میرے ہمراہ کر دیں تاکہ میں مصعب سے لڑ سکوں اس نے جواب دیا کہ تم اپنے آدمیوں کو ساتھ لے جاؤ اور ان کے علاوہ جس جس کو بلا سکو بلا لو میں بھی تم کو آدمیوں سے مدد دوں گا۔ چنانچہ عبیداللہ اپنے آدمیوں کو لے کر کوفے کی طرف روانہ ہوا اور انبار کی طرف ایک قریے میں مقیم ہوا۔ اس کے ہمراہیوں نے اس سے کوفے جانے کی اجازت مانگی اس نے اجازت دی اور کہا کہ میرے آدمیوں کو میرے آنے کی خبر دو تاکہ وہ میری مدد کے لیے آسکیں۔ یہ خبر قیسیہ کو ملی تو وہ لوگ ابن زبیر کے عامل کوفہ حارث بن ابی ربیعہ کے پاس گئے اور اس سے درخواست کی کہ ان کے ساتھ ایک فوج روانہ کر دے تاکہ وہ عبیداللہ سے جنگ کر سکیں اور خصوصاً اس وقت کہ عبیداللہ کے اصحاب اس سے علیحدہ ہو چکے تھے حارث نے ان کے ساتھ ایک لشکر جرار روانہ کیا اور ابن حر سے مقابلہ ہوا۔ ابن حر نے اپنے ہمراہیوں سے کہا کہ ہم لوگ تھوڑے سے ہیں اور یہ لشکر کا لشکر ہے اور ہم کو ان کے مقابلے کی تاب نہیں ہے تاہم میں ان کو چھوڑوں گا نہیں یہ کہہ کر ان پر یہ شعر پڑھتے ہوئے حملہ کیا:

[ہائے آج میری لوٹ مار مجھ سے فوت ہو گئی ہے اور میرے معتبر آدمی اور دوست غیر حاضر ہیں۔]

وہ لوگ بھی اس پر پل پڑے اور اس کے آدمیوں کو چیرتے پھاڑتے خود اسے قید کرنے کے لیے آگے بڑھے مگر ایسا نہ کر سکے۔ عبیداللہ نے اپنے آدمیوں کو چلے جانے کا حکم دیا۔ وہ چلے گئے اور کسی نے ان سے تعرض نہ کیا۔ پھر وہ تن تنہا لڑنے لگا۔ باہلہ کا ایک شخص جس کی کنیت ابو کدیہ تھی اس پر نیزے

Marfat.com

سے حملہ آور ہوا اور ساتھ اور لوگ بھی اس پر تیر برسانے لگے مگر اس کے قریب کوئی نہ جاتا تھا۔ عبیداللہ بھی برابر یہی کہے جاتا تھا کہ یہ تیر ہیں یا چرخے کے تکلے؟ آخر کار جب وہ زخموں سے بالکل بے بس ہوگیا تو قریب ہی پانی کے ایک راستے کی طرف بھاگ کر گیا اور اس میں داخل ہونا چاہا مگر گھوڑا اس کے اندر نہ گیا۔ وہ ایک کشتی میں سوار ہوگیا جس کا ملاح اس کو فرات کے درمیان تک لے گیا۔ اتنے میں غنیم کے سوار آپہنچے اس کے ساتھ اس کشتی میں چند نبطی بھی تھے۔ انھوں نے ان لوگوں سے کہا کہ اس کشتی میں امیر المومنین کا ایک مطلوب شخص ہے اگر وہ تم سے بچ گیا تو ہم تم کو قتل کردیں گے۔ یہ سن کر ابن حر پانی میں کود جانے کے خیال سے اُٹھا مگر ایک عظیم الجثہ شخص نے اس کے دونوں ہاتھ پکڑ لیے اس وقت اس کے زخموں سے خون جاری تھا۔ باقی لوگ بھی اُسے زدوکوب کرنے لگے جب اس نے دیکھا کہ وہ لوگ اُسے پکڑ کر قیسیہ کے پاس لیے جاتے ہیں تو جو شخص اس کے پاس کھڑا تھا اسے اپنے ساتھ لے کر پانی میں کود پڑا اور دونوں کے دونوں غرق ہوگئے۔

عبیداللہ بن حر کے قتل کے بارے میں ایک اور روایت بھی ہے کہ وہ کوفے میں مصعب بن زبیر کے پاس رہتا تھا مگر اس نے دیکھا کہ مصعب اس پر اور لوگوں کو ترجیح دیتا ہے اس لیے اس نے عبداللہ بن زبیر کو ذیل کے اشعار لکھے جن میں وہ مصعب پر عتاب کرتا ہے اور عبدالملک بن مروان کے پاس چلے جانے کی دھمکی دیتا ہے۔ (ترجمہ اشعار):

[امیر المومنین کو میری طرف سے یہ پیغام پہنچادو اور میں کسی قبیح رائے پر قائم نہیں ہوں کہ ان کو اس سے شک گذرے۔ کیا یہ حق ہے کہ مجھ پر جفا کی جائے اور مصعب ایک ایسے شخص کو وزیر بنالے جس کے بارے میں اس سے جھگڑتا تھا؟ یہ کس طرح جائز ہوسکتا ہے حالانکہ میں نے اپنی بیعت کا حق دے دیا ہے اور میرا حق تم پر عائد ہوتا ہے اور اسی کا میں تم سے مطالبہ کرتا ہوں۔ میں نے تم کو ایسی ایسی باتوں سے آزمایا ہے کہ جن کو ضائع نہیں کیا جاسکتا۔ میں نے تمھاری غمخواری کی ہے اور یہ ایک ایسا امر ہے کہ جس کے مراتب بہت سخت ہیں جب تمام ملک روشن ہوگیا، تمام دشمن مطیع ومنقاد ہوگئے اور ملک عراق کی تمام اشیاء مرغوبہ پر اُس کا قبضہ ہوگیا تو مصعب نے مجھ پر یہ ظلم ڈھانا شروع۔ کیا حالانکہ اگر اس کی جگہ کوئی اور شخص ہوتا تو ہم میں ایسے تعلقات ہوجاتے کہ میں اُس پر کبھی عتاب نہ

Marfat.com

کرتا۔ مجھ کو مصعب کی اس حرکت پر شک ہوتا ہے کہ وہ ہمارے سب دشمنوں کو اپنا دوست سمجھتا ہے اور اگر تم مجھے چھوڑ دو تو میں ایسا پانی نہ پیوں گا جو پینے والوں کی کثرت سے گدلا ہو گیا ہو۔ ہر شخص کے لیے وہی چیز مقرر ہے جس کی طرف اُسے خدا لے جاتا ہو اور جو کتاب تقدیر میں کاتب تقدیر نے لکھ دیا ہو۔ جب میں دروازے پر کھڑا ہوتا ہوں تو وہ مسلم کو تو داخل کر لیتا ہے اور اس کا حاجب مجھے اندر جانے سے روک دیتا ہے۔]

اس بنا پر مصعب نے اُسے قید کر دیا اس کے علاوہ جس کے زمانے میں اس نے کئی مرتبہ مصعب پر اسی طرح عتاب کیا۔ اس کے بعد اس نے ایک اور قصیدہ کہا جس میں قیس عیلان کی ہجو کرتا ہے:

[کیا تم نے بنو قیس عیلان کو نہیں دیکھا کہ ان کی ڈاڑھیاں کیسی چمکتی ہیں اور ان کے نیزے چرخوں کے تکلوں سے بھی بڑھے ہوئے ہیں؟]

زفر بن حارث الکلابی نے مصعب سے کہلا بھیجا کہ میں نے ابن زرقاء (یعنی عبدالملک بن مروان) سے جنگ کرنے میں تمھاری مدد کی ہے اور اب یہ ہو رہا ہے کہ ابن حر بنو قیس عیلان کی ہجو کرتا ہے۔ اس پر بنو سلیم کے چند آدمیوں نے ابن حر کو قید کر لیا تو ابن حر نے کہا کہ میں نے وہ شعر نہیں کہا تھا بلکہ یہ شعر کہا تھا۔ (ترجمہ شعر):

[کیا تم نے قیس بن عیلان کو نہیں دیکھا کہ کس طرح اپنے نیزے اور قبائل کے ساتھ ہماری طرف آئے۔]

آخر ان میں سے عیاش نامی ایک شخص نے اُسے قتل کر دیا۔

متفرق واقعات

کہتے ہیں اس سال عرفات میں چار جھنڈے آئے تھے (۱) ابن الحنفیہ اور ان کے اصحاب کا جھنڈا۔ (۲) ابن زبیر اور ان کے اصحاب کا جھنڈا۔ (۳) بنو امیہ کا جھنڈا اور (۴) نجدہ حروری کا جھنڈا۔ مگر ان کے آپس میں کسی قسم کی جنگ یا فتنہ برپا نہیں ہوا خصوصاً ابن حنفیہ کی جماعت سب میں زیادہ صلح جو تھی۔

اس سال ابن زبیر کی جانب سے جابر بن اسود بن عوف عامل مدینہ اور ان کا بھائی مصعب

Marfat.com

عامل کوفہ و بصرہ تھا۔کوفے کے عہدۂ قضا پرعبداللہ بن عتبہ بن مسعود بصرے میں، ہشام بن ہبیرہ اورخراسان میں عبداللہ ابن خازم تھےاور عبدالملک ابن مروان شام میں ابن زبیر سے مقابلہ کررہا تھا۔

وفیات

۶۸ھ میں ☆ عبداللہ بن عباس نے ۷۴ برس کی عمر میں انتقال کیا۔ ☆ اسی سال (اور بقول بعض ۶۶ھ میں) عدی بن حاتم طائی نے ایک سوبیس برس کی عمر میں انتقال کیا۔☆ اسی سال ابوواقد اللیثی یعنی حارث بن مالک ☆ ابوشریح الکعبی ☆ عبدالرحمٰن بن حاطب بن ابی بلتعہ نے بھی انتقال کیا۔موخرالذکر کے متعلق کہاجاتا ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں پیدا ہوئے تھے۔

حواشی وحوالہ جات:

۱ اس سے مراد ہے کہ اس سال حجاج کرام نے چار امیرانِ حج کی امارت میں علیحدہ علیحدہ مناسک حج ادا کیے۔

Marfat.com

انیسواں باب

۶۹ھ کے واقعات

عمرو بن سعید الاشدق کا قتل

اس سال عمرو بن سعید، عبدالملک بن مروان کا مخالف ہو گیا اور دمشق پر قبضہ کر لیا۔ اس لیے عبدالملک نے اُسے قتل کر دیا۔ ایک روایت یہ ہے کہ یہ واقعہ ۷۰ھ میں پیش آیا۔ بہر حال اس کا سبب یہ ہوا کہ قنسرین سے واپس آنے کے بعد عبدالملک جب تک خدا نے چاہا دمشق میں رہا اس کے بعد وہ قرقیسیا جانے کے ارادے سے روانہ ہوا جہاں زفر بن حارث الکلابی حکمران تھا۔ عمرو بن سعید بھی عبدالملک کے ہمراہ تھا۔ جب عبدالملک حلب کی وادی میں پہنچا تو ایک رات کو عمرو، حُمید بن حُریث الکلبی اور زہیر بن ابرد الکلبی کو ہمراہ لے کر واپس دمشق چلا گیا۔ جہاں عبدالرحمٰن بن ام الحکم ثقفی قائم مقام حاکم تھا۔ عبدالرحمٰن تو عمرو بن سعید کی واپسی کا حال سن کر وہاں سے فرار ہو گیا اور عمرو نے شہر میں داخل ہو کر اس پر اور اس کے خزائن پر اپنا قبضہ جما لیا اور ابن ام الحکم کے مکان کو منہدم کر کے لوگوں کو اپنے پاس جمع کیا۔ ان کو طرح طرح کی آرزوئیں دلائیں اور وعدے کیے ادھر جب دوسرے دن عبدالملک نے صبح اٹھ کر عمرو کو نہ پایا تو اس کے متعلق سوال کیا اس کو بتایا گیا تو وہ دمشق واپس آیا اور کئی دن تک اس سے جنگ کرتا رہا۔

جب عمرو نے حمید بن حریث کو سواروں کے ہمراہ اپنے ساتھ لیا تو عبدالملک نے سفیان بن ابرد الکلبی کو اس کے مقابلے کے لیے روانہ کیا اور جب عمرو نے زہیر بن ابرد کو اپنے ساتھ لیا تو عبدالملک نے حسان بن مالک بن بحدل کو جنگ کے لیے بھیجا۔ بعد میں عبدالملک اور عمرو میں صلح ہو گئی اور خط و کتابت کے بعد عبدالملک نے اسے امان دی۔ پھر عمرو سواروں کو ہمراہ لے کر عبدالملک کی طرف

Marfat.com

گیا اس کے گھوڑے نے عبدالملک کے خیمے کی طنابوں میں اٹک کر ٹھوکر کھائی۔ جس سے سراپردہ گر گیا۔ پھر وہ عبدالملک کے پاس اندر گیا۔ عبدالملک جمعرات کے دن دمشق میں داخل ہوا۔ داخل ہونے کے چار دن بعد اس نے عمرو کو پیغام بھیجا کہ میرے پاس آؤ اس سے قبل عبدالملک نے کریب بن ابرہہ حمیری سے عمرو کے قتل کے بارے میں مشورہ کیا تھا۔ کریب نے کہا کہ مجھے اس بارے میں نہ کسی قسم کے نقصان کا احتمال ہے اور نہ فائدے کا۔ بنو حمیر تو ہلاک ہو ہی گئے ہیں۔ جب عبدالملک کا قاصد عمرو کے پاس پہنچا تو اس نے عمرو کے پاس عبداللہ بن یزید بن معاویہ کو بھی بیٹھے پایا! اس نے عمرو سے کہا کہ اے ابوامیہ تم مجھے میری سمع وبصر سے بھی زیادہ عزیز ہو میری رائے یہ ہے کہ تم عبدالملک کے پاس نہ جاؤ۔ عمرو نے پوچھا کیوں؟ کہا اس لیے کہ کعب الاحبار کی بیوی کے بیٹے تبیع نے پیشن گوئی کی ہے کہ اسماعیل کی اولاد میں سے ایک بڑا شخص واپس آ کر دمشق کے دروازے بند کر لے گا پھر وہاں سے نکل جائے گا اور تھوڑے ہی عرصے میں قتل کر دیا جائے گا۔ عمرو نے کہا کہ خدا کی قسم اگر میں سوبھی رہا ہوں تو بھی ابن زرقاء (یعنی عبدالملک) مجھے قتل نہیں کرسکتا اور نہ مجھ پر جرأت کرسکتا ہے مگر میں نے کل عثمان کو خواب میں دیکھا کہ انھوں نے مجھے اپنی قمیص پہنا دی ہے۔ عبداللہ بن یزید نے عمرو کی بیٹی سے شادی کی تھی۔ الغرض اس کے بعد عمرو نے قاصد سے کہا کہ میں آج شام کو آؤں گا۔

شام ہوئی تو عمرو نے ایک زرہ پہن کر اس پر ایک عبا پہن لی اور تلوار لگالی۔ اس وقت حمید بن حریث الکلبی اس کے پاس موجود تھا۔ جب عمرو وہاں سے چلا تو فرش میں ٹھوکر لگی۔ حمید نے کہا کہ خدا کی قسم اگر تم میری بات مانو تو عبدالملک کے پاس نہ جاؤ۔ اس کی بیوی کلبیہ نے بھی ایسا ہی کہا مگر عمرو نے کچھ التفات نہ کیا اور اپنے ایک سو موالی کو ہمراہ لے کر روانہ ہوگیا۔ وہاں عبدالملک نے بھی بنو مروان کو اپنے پاس جمع کر لیا تھا۔ جب عمرو دروازے پر پہنچا تو عبدالملک نے اسے اندر داخل ہونے کی اجازت دی۔ اس کے ہمراہی ہر ہر دروازے پر روک لیے جاتے تھے۔ آخر جب عمرو مکان کے صحن میں پہنچا تو اس کے ساتھ صرف ایک غلام رہ گیا تھا۔ عمرو نے عبدالملک کو دیکھا تو اس کے گرد بنو مروان حسان بن بحدل کلبی، قبیصہ بن ذویب کلابی کو بیٹھا ہوا پایا۔ اس کی اس جماعت کو دیکھ کر اس کو شر وفساد کا گمان ہوا اور اس نے اپنے خدمت گار کی طرف متوجہ ہو کر کہا کہ میرے بھائی یحیٰ کے پاس جاؤ اور اس سے کہہ کہ میرے پاس آؤ۔ وہ غلام اس ذومعنی بات کو نہ سمجھا اور کہا کہ میں حاضر ہوں۔ عمرو نے کہا کہ جا کم بخت دور ہو اور

Marfat.com

دوزخ میں پڑ عبدالملک کے حکم سے قبیصہ اور حسان نے عمرو سے مکان میں ملاقات کی۔ عمرو نے اپنے نوکر سے پھر کہا کہ جا کے میرے بھائی یحییٰ سے کہہ کہ میرے پاس آ ؤ۔ اس نے پھر وہی جواب دیا جس پر عمرو بگڑ کر بولا ''ہٹ دور ہو''۔ حسان اور قبیصہ کے چلے جانے کے بعد دروازے بند کر دیئے گئے اور عمرو اندر داخل ہوا۔ عبدالملک نے اسے خوش آمدید کہا اور کہا کہ ابو امیہ یہاں آ ؤ ادھر آ ؤ پھر اسے اپنے پاس تخت پر بٹھایا اور دیر تک بات چیت کرنے کے بعد غلام سے کہا کہ ان کی تلوار لے لے۔ عمرو نے کہا ''اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّااِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ یاامیر المومنین''۔ عبدالملک نے کہا کہ کیا تم یہ چاہتے ہو کہ میرے پاس تلوار لگا کر بیٹھو؟ غرض کہ اس سے تلوار لے لی گئی اور دونوں پھر گفتگو کرنے لگے۔ عبدالملک نے کہا کہ اے ابوامیہ جب تم نے مجھ سے بغاوت کی میں نے قسم کھائی تھی کہ اگر میں نے تمہیں دیکھ پایا اور اگر میں تم پر قابض ہو گیا تو تم کو زنجیروں میں جکڑ دوں گا۔ (جب میں نے بنومروان کو اپنی قسم سے آگاہ کیا تو) بنومروان نے کہا کہ اے امیر المومنین اس کے بعد آپ ان کو آزاد کر دیجیے گا۔ میں نے کہا ہاں میں ابوامیہ سے بھلا ایسی حرکت کب کرنے والا ہوں۔ بنومروان نے کہا کہ امیر المومنین کی قسم پوری ہوئی۔ عمرو نے بھی یہی کہا کہ امیر المومنین خدا آپ کی قسم کو پورا کرے اس پر عبدالملک نے اپنے قالین کے نیچے سے ایک زنجیر نکالی اور غلام سے کہا کہ اٹھ کر اس شخص کو اس میں جکڑ دے۔ چنانچہ غلام نے اٹھ کر اس زنجیر سے عمرو کی مشکیں کس دیں۔ عمرو نے کہا کہ امیر المومنین میں آپ کو خدا کی یاد دلاتا ہوں کہ آپ مجھے اس حالت میں کہ میں زنجیروں میں جکڑا ہوا ہوں لوگوں کے سامنے نہ کریں۔ عبدالملک نے کہا ''ابوامیہ کیا تم موت کے وقت بھی مجھ سے مکر کرنا چاہتے ہو۔ نہیں۔ خدا کی قسم ہم تم کو اس طرح زنجیر میں باندھ کر لوگوں کے سامنے ہرگز نہ لے جائیں گے۔'' یہ کہہ کر اسے اس بری طرح کھینچا کہ اس کا منہ تخت سے ٹکرایا جس سے اس کا ایک دانت ٹوٹ کر گر گیا۔ عمرو نے کہا کہ امیر المومنین میری ایک ہڈی ٹوٹ گئی ہے۔ اب اس سے زیادہ آپ اور کچھ نہ کریں۔ عبدالملک نے کہا کہ بخدا اگر میں جانتا کہ اگر میں تم پر رحم کروں تو تم بھی مجھ پر رحم کرو گے اور قریش کی حالت سدھر جائے گی تو میں ضرور تم کو چھوڑ دیتا مگر بات یہ ہے کہ ایک ہی شہر میں دو آدمی ہرگز جمع نہیں ہو سکتے خصوصاً اس حالت میں کہ جس میں ہم دونوں ہیں اور قاعدہ یہ ہے کہ دونوں میں سے کوئی سا دوسرے کو نکال باہر کیا کرتا ہے۔ جب عمرو نے دیکھا کہ عبدالملک اس کے قتل کا ارادہ کر رہا ہے تو اس نے کہا کہ ہاں زرقاء کے بچے تو بھی وعدہ شکنی کر لے۔

Marfat.com

کہتے ہیں جب عمرو کے دونوں دانت گر گئے وہ ان کو چھو کر دیکھنے لگا تو عبدالملک نے کہا کہ تمھارے دانت کچھ اس طرح ٹوٹ کر گر رہے ہیں کہ اس واقعہ کے بعد تمھارا دل میری طرف سے کبھی صاف نہ ہوگا۔ اتنے میں مؤذن نے عصر کی اذان کہہ دی اور عبدالملک اپنے بھائی عبدالعزیز کو اس کے قتل کا حکم دیتا ہوا اقامت کرنے کے لیے چلا گیا۔ عبدالعزیز تلوار لے کر عمرو کے پاس گیا تو عمرو نے کہا کہ میں تم کو خدا یاد دلاتا ہوں اور صلۂ رحم کی قسم دیتا ہوں کہ تم میرے قتل کے درپے نہ ہو اس شخص کو میرا قتل کرنا روا ہوگا جو تم سے زیادہ دور کا میرا عزیز ہو۔ اس پر عبدالعزیز نے تلوار پھینک دی عبدالملک جلدی جلدی نماز ختم کر کے پھر مکان میں داخل ہوا اور دروازے بند کر دیے گئے۔ اس سے قبل لوگوں نے دیکھا تھا کہ عبدالملک اکیلا نماز پڑھنے جا رہا ہے اور عمرو اس کے ہمراہ نہ تھا۔ انھوں نے یحیٰی بن سعید سے اس کا تذکرہ کیا۔ وہ لوگوں کو ساتھ لے کر آیا ان کے علاوہ اس کے ساتھ عمرو کے ایک ہزار غلام اور اس کے بہت سے ہمراہی بھی تھے۔ وہ سب لوگ جا کر عبدالملک کے دروازے پر غل مچانے لگے کہ اے ابوامیہ ہم کو اپنی آواز سناؤ۔ بعدازاں حمید بن حریث اور زہیر بن ابرد نے یحیٰی کے ساتھ جا کر مقصورے کے دروازے کو توڑ دیا۔ لوگوں کو تلواروں سے مارا اور ولید بن عبدالملک کے سر پر وار کیا جس کو ابراہیم ابن عربی صاحب دیوان نے لے جا کر محافظ خانہ میں بٹھا دیا۔ اس کے بعد عبدالملک نماز پڑھ کر واپس آیا تو عمرو کو زندہ دیکھ کر عبدالعزیز سے پوچھنے لگا کہ تم کو کس بات نے اس کے قتل سے باز رکھا؟ اس نے کہا کہ عمرو نے مجھے اللہ کی اور تمہاری قسم دلائی تھی اس لیے میں نے اس سے نرمی کی۔ عبدالملک نے اس سے کہا کہ خدا تیری ماں کو غارت کرے تو اپنی ماں ہی کی طرح کا تو آدمی ہے۔ پھر عبدالملک نے ایک حربہ اٹھا کر دو مرتبہ عمرو پر پھینک کر مارا مگر ایک مرتبہ بھی اس کے نہ لگا۔ پھر اس نے اپنا ہاتھ اس کے بازو پر مار کر دیکھا اور زرہ محسوس ہوئی تو کہنے لگا اچھا تم زرہ بھی پہنے ہوئے ہو تم گویا بالکل تیار ہو کر آئے تھے اور یہ کہہ کر تلوار اٹھائی اور عمرو کو تیار ہو جانے کا حکم دیا پھر ایک دم سے گرا کر اس کے سینے پر چڑھ بیٹھا اور یہ کہتے ہوئے اس کو ذبح کر دیا کہ:

یا عمرو ان لا تدَع شَتمی و منقصتی   اضربک حیثُ تقولُ الهامة اسکونی

[اے عمرو اگر تو مجھے گالیاں دینا اور میری برائی کرنا نہ چھوڑے گا تو تیرے سر میں ایسی جگہ تلوار ماروں گا جہاں ہامہ[2] کہے گا مجھے سیراب کرو۔]

Marfat.com

ابھی عبدالملک، عمرو بن سعید کے سینے ہی پر سوار تھا کہ اس کو لرزہ ہوا۔ اس کو اس کے سینے پر سے اٹھا کر تخت پر بٹھلایا گیا۔ راوی کہتا ہے کہ جس بے رحمی سے عبدالملک نے اسے قتل کیا میں نے اس طرح قتل کرتے کسی دنیادار کو دیکھا اور نہ دین دار کو۔

یحییٰ اور اس کے ہمراہی بنو مروان اور ان کے موالی کے پاس گئے اور ان لوگوں نے یحییٰ اور اس کے ساتھیوں سے جنگ کی۔ پھر عبدالرحمٰن بن ام الحکم الثقفی آیا تو عمرو کا سر اس کو دے دیا گیا اور اس نے اسے لوگوں میں پھینک دیا۔ پھر عبدالعزیز بن مروان نے اُٹھ کر روپیہ تھیلیوں میں جمع کیا اور اس کو لوگوں میں پھینکنے لگا۔ جن لوگوں نے سر اور روپے کو دیکھا وہ متفرق ہو گئے اور روپے کو لوٹنے لگے۔ بعدازاں عبدالملک نے اس سب زر و مال کو بذریعہ محصول پھر واپس لے کر بیت المال میں داخل کر دیا۔

یہ بھی کہا جاتا ہے کہ عبدالملک نے نماز کو جاتے وقت اپنے غلام ابن زعریہ کو عمرو بن سعید کے قتل کا حکم دیا تھا (نہ کہ عبدالعزیز کو) اور اُسی نے اس کو قتل کر کے اس کا سر لوگوں میں پھینک دیا تھا۔ یحییٰ نے ایک پتھر اُٹھا کر غلام کے سر پر مارا پھر عبدالملک اپنا تخت اُٹھوا کر مسجد میں لے گیا اور وہاں پہنچ کر اسی پر بیٹھا اتنے میں معلوم ہوا کہ اس کا بیٹا ولید غائب ہے۔ عبدالملک نے کہا کہ اگر انھوں نے اُسے قتل کر دیا تو گویا انھوں نے اپنا بدلہ لے لیا۔ مگر ابراہیم ابن عربی الکنانی نے کہا کہ ولید میرے پاس موجود ہے اور زخمی ہے کوئی خطرے کی بات نہیں۔ یحییٰ بن سعید کو گرفتار کر کے عبدالملک کے سامنے پیش کیا گیا اور عبدالملک نے اس کے قتل کا حکم دے دیا مگر عبدالعزیز بن مروان نے کھڑے ہو کر کہا کہ اے امیرالمومنین میں آپ پر قربان جاؤں کیا میں یہ دیکھ رہا ہوں کہ آپ ایک ہی دن میں بنو امیہ کے دو افراد کو قتل کرتے ہیں؟ اس پر عبدالملک کے حکم سے یحییٰ صرف قید کر دیا گیا۔ عبدالملک نے عنبسہ بن سعید اور عامر بن اسود الکلبی کو بھی قتل کرنے کا ارادہ کیا اور عبدالعزیز ہی کی سفارش پر ان کو بھی معاف کر دیا۔ پھر اس کے حکم سے عمرو بن سعید کے بچوں کو پہلے تو قید کیا گیا پھر ان کے چچا یحییٰ کے ہمراہ مصعب بن زبیر کے پاس بھیج دیا گیا۔ بعدازاں عبدالملک نے عمرو کی بیوی کے پاس پیغام بھیجا کہ میں نے عمرو سے صلح کرنے کے لیے جو خط اس کے نام لکھا تھا وہ میرے پاس بھیج دو۔ کلبیہ نے یہ کہہ کر اس کے قاصد کو واپس کر دیا کہ جاؤ اور اس سے کہہ دو کہ وہ صلح نامہ عمرو کے ساتھ اس کے کفن میں ہے تا کہ اس کے متعلق وہ اپنے رب کے پاس تجھ سے مخاصمہ کرے۔

عبدالملک اور عمرو بن سعید نسب میں امیہ سے مل جاتے تھے۔ عبدالملک کا نسب عبدالملک

Marfat.com

بن مروان بن الحکم بن ابی العاص بن امیہ تھا اور عمرو کا نسب عمرو بن سعید بن عاص بن امیہ۔ عمرو کی ماں ام البنین بنت الحکم تھیں جو عبدالملک کی پھوپھی تھیں۔

جب عبدالملک نے مصعب کو قتل کیا اور لوگوں نے اس کی خلافت پر اجتماع کر لیا تو عمرو بن سعید کے چار لڑکے امیہ، سعید، اسمٰعیل اور محمد، عبدالملک کے پاس آئے۔ عبدالملک نے ان کو دیکھ کر کہا تم لوگ اسی خاندان کے ہو اور تم ہمیشہ اپنے آپ کو اپنی تمام قوم پر اُس فضیلت کا مستحق سمجھو گے جس کے تم مستحق نہیں ہو۔ تمھارے باپ کے اور میرے درمیان میں جو کچھ ہوا وہ کچھ نئی بات نہیں بلکہ وہ جاہلیت کے زمانے سے تمھارے اعزہ کے دلوں میں ہماری طرف سے چلی آتی تھی۔ انھوں نے جواب کے لیے سب سے بڑے لڑکے امیہ کو منتخب کیا مگر اس سے بات نہ کی گئی تو منجھلا لڑکا سعید بن عمرو کھڑا ہوا اور کہنے لگا کہ اے امیر المومنین زمانۂ جاہلیت کی ایک بات کا بدلہ ہم آپ سے کیوں لینا چاہتے ہیں کیونکہ خدا نے اسلام بھیج کر ان تمام باتوں کو منہدم کر دیا ہے اور جنت کا وعدہ اور دوزخ کی وعید دی ہے۔ باقی رہی وہ بات جو آپ کے اور عمرو کے مابین تھی تو وہ آپ کے چچا زاد بھائی تھے اور آپ ہی خوب جانتے ہیں کہ آپ نے کیا کیا۔ عمرو اللہ کے پاس پہنچ چکے ہیں اور اللہ حساب لینے کے لیے کافی ہے۔ مجھے اپنی جان کی قسم ہے کہ اگر آپ نے اپنے اور اُن کے برے تعلقات کی بنا پر ہم سے مواخذہ کیا ہے تو میں یہی کہوں گا کہ ہمارے لیے زمین کی پشت سے اس کا شکم بہتر ہے۔ یہ سن کر عبدالملک پر رقت طاری ہو گئی اور وہ کہنے لگا تمھارے باپ نے مجھے اختیار دیا تھا کہ یا تو وہ مجھے قتل کرے یا میں اسے قتل کروں لہٰذا میں نے اس کے قتل کو اپنے قتل پر ترجیح دی۔ اب رہے تم سو میں تم سے بہت محبت کرتا ہوں اور تم سے بہت زیادہ صلۂ رحم کرتا ہوں۔ پھر اس نے ان لڑکوں کو انعام دیئے اور ان کو اپنے قریب جگہ دی۔

کہتے ہیں کہ خالد بن یزید نے ایک دن عبدالملک سے کہا کہ مجھے تعجب ہے کہ تم نے عمرو کو کس طرح دھوکا دیا۔ عبدالملک نے جواب میں یہ شعر پڑھے۔ (ترجمہ شعر):

[میں نے اس کو اپنے قریب کر لیا تا کہ اس کا خوف دور ہو جائے اور میں اپنے غصے کو ٹھنڈا کرنے اور اپنے مذہب کی حمایت کے لیے ایک محتاط اور مستقل مزاج آدمی کی طرح اس پر حملہ کر سکوں (یہ تو ظاہر ہے کہ) بدی کرنے والے کا طریقہ نیکی کرنے والے سے بہتر نہیں ہوتا۔]

ایک روایت یہ بھی ہے کہ عمرو کا خلع اور قتل اس کے بعد واقع ہوا کہ جب عبدالملک، مصعب

Marfat.com

سے جنگ کرنے کی غرض سے عراق کو جارہا تھا اس وقت عمرو نے اس سے کہا کہ آپ عراق کو جاتے ہیں حالانکہ آپ کے والد نے اپنے بعد یہ امر (یعنی خلافت اور حکومت) میرے سپرد کیا تھا اور یہی وجہ تھی کہ میں ان کے ہمراہ ہو کر لڑا تھا لہٰذا اب آپ اپنے بعد یہ امر میرے سپرد کریں مگر عبدالملک نے قبول نہ کیا اور عمرو ابن سعید وہاں سے دمشق واپس آ گیا جہاں اس کے قتل کا وہ قصہ ہوا جو پہلے بیان ہو چکا ہے۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ عبدالملک نے عمرو کو دمشق میں اپنا قائم مقام بنایا تھا مگر اس نے عبدالملک کی مخالفت کی اور اس میں قلعہ گزین ہو کر بیٹھ گیا۔ وَاللہُ اَعْلَم۔

جب عبیداللہ بن زبیر کو عمرو بن سعید کے قتل کی خبر پہنچی تو انھوں نے کہا کہ ابن زرقاء نے شیطان زادے کو (شیطان کے یتیم بچے کو) قتل کر دیا ہے وَكَذٰلِكَ نُوَلِّي بَعْضَ الظّٰلِمِيْنَ بَعْضًا بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ؀ (یعنی دیکھو اس طرح ہم [آخرت میں] ظالموں کو ایک دوسرے کا ساتھی بنائیں گے اس کمائی کی وجہ سے جو وہ [دنیا میں ایک دوسرے کے ساتھ مل کر] کیا کرتے تھے۔) ابن حنفیہ کو اس واقعے کی خبر ہوئی تو انھوں نے کہا کہ جو کوئی وعدہ توڑتا ہے تو اس کا وبال اپنے اوپر لیتا ہے اور قیامت کے دن اس کی وعدہ شکنی کے مطابق اس کا جھنڈا اٹھایا جائے گا۔

شام میں جراجمہ کی سرکشی

جب عمرو بن سعید نے عبدالملک کی مخالفت اور سرکشی کی تو اس اطراف و اکناف میں جبل اللکام میں بھی ایک سپہ سالار نے خروج کیا اور جراجمہ، نبطی اور مسلمانوں کے مفرور غلاموں وغیرہ کی ایک جماعت کثیر اس کے ساتھ ہو گئی اور وہ ان کو لے کر لبنان کی طرف چلا گیا۔

جب عبدالملک، عمرو کے قتل سے فارغ ہو گیا تو اس نے اس باغی شخص کے پاس ایک ایک ہزار دینار کی رقم ہر جمعہ کو بھیجنی شروع کر دی۔ وہ شخص اس داد و دہش میں اس طرح محو ہو گیا کہ اس نے ملک میں فساد انگیزی چھوڑ دی۔ بعد میں عبدالملک نے سحیم میں مہاجر کو اس پر مقرر کیا۔ سحیم نے اس کے ساتھ نرمی کا سلوک کیا اور بھیس بدل کر اس تک پہنچ گیا۔ اس نے خوب میل جول کی باتیں کیں اور عبدالملک کو گالیاں دیں اور وعدہ کیا کہ میں تم کو عبدالملک کی پوشیدہ باتیں بتاؤں گا اور وہ بات بتاؤں گا جو صلح سے بھی تمھارے لیے اچھی ہوگی۔ اس شخص کو سحیم کا پورا اعتبار ہو گیا تو ایک دن جب کہ وہ اور اس

Marfat.com

کے ہمراہی بڑے چین سے بے فکری سے غارت گری کر رہے تھے، نُحیم، عبدالملک کے موالی، بنوامیہ اور نہایت معتبر دلاوروں کی ایک جماعت کو لے کر اس پر حملہ آور ہوا۔ اس تمام جماعت کو نُحیم نے قریب ہی ایک جگہ چھپا رکھا تھا اور اس کے حکم سے اعلان کر دیا گیا تھا کہ ان غلاموں میں سے جو باغی کے ساتھ ہیں، جو ہمارے پاس آ جائے گا آزاد کر دیا جائے گا اور اس کا نام دیوان سرکاری میں داخل کر دیا جائے گا۔ اس وجہ سے ان کی ایک بہت بڑی تعداد اس کے ساتھ ہوگئی مختصر یہ کہ نحیم نے اس باغی کو اس کے رومی مددگاروں کو اور جراجمہ اور انباط سب کے سب کو قتل کر دیا پھر منادی کے ذریعے باقی ماندہ لوگوں کے لیے امان کا اعلان کروا دیا اور وہ لوگ اپنے اپنے دیہات وغیرہ کو چلے گئے اس طرح وہ اس خلل کو روک کر عبدالملک کے پاس واپس چلا گیا اور غلاموں سے جو وعدہ کیا تھا وہ پورا کیا۔

متفرق واقعات/ وفیات

اس سال زہیر بن قیس امیر افریقہ قتل ہوا۔ ہم اس واقعے کو ۶۲ھ کے واقعات میں بیان کر چکے ہیں۔ اسی سال منیٰ میں ایک خارجی نے خروج کیا۔ ایک جماعت اس کے ساتھ تھی۔ خدا نے ان کے ہاتھوں کو روک دیا اور وہ شخص جمرہ کے قریب قتل ہوا۔ اس سال عبداللہ بن زبیر نے لوگوں کے ساتھ حج کیا ان کی طرف سے کوفہ اور بصرہ پر ان کا بھائی مصعب حکمراں تھا اور قضاء کوفہ پر شریح اور قضاء بصرہ پر ہشام بن ہبیرہ مقرر تھے اور خراسان میں عبداللہ بن خازم حکمراں تھا۔

اس سال ابوالاسود دؤلی نے پچاسی ۸۵ برس کی عمر میں انتقال کیا۔

حواشی وحوالہ جات:

۱۔ یزید بن معاویہ کا بیٹا عبداللہ، عمرو بن سعید الاشدق کا داماد تھا۔

۲۔ ہامہ وہ پرندہ جس کے متعلق عربوں کا خیال تھا کہ مقتول کے کاسہ سر سے پیدا ہوتا ہے۔

۳۔ الانعام: ۱۲۹۔

Marfat.com

تیسواں باب

۷۰ھ کے واقعات

اس سال اہل روم نے جمع ہوکر اہل شام پر حملہ کیا اور عبدالملک نے ان کے بادشاہ سے اس شرط پر صلح کرلی کہ وہ اسے ہر جمعہ کو ایک ہزار دینار دیا کرے گا۔ وجہ یہ تھی کہ اس کو ان کی طرف سے مسلمانوں کے لیے خوف تھا اسی سال بعض مورخین کی روایت کے مطابق مصعب بہت سا مال وزر اور مویشی لے کر مکہ گیا اور ان سب کو اپنی قوم میں اور اور لوگوں میں تقسیم کردیا پھر بہت سے اونٹ قربانی کیے اس سال عبداللہ بن زبیر نے لوگوں کے ساتھ حج کیا اور ان کے مختلف عمال وہی تھے جن کا ذکر ہو چکا ہے۔

جنگ جفرہ

اس سال عبدالملک ابن مروان، مصعب پر حملہ آور ہونے کے ارادے سے چلنے لگا تو خالد بن عبداللہ بن خالد بن اسید نے اس سے کہا کہ اگر آپ مجھے بصرہ بھیج دیں اور تھوڑے سے سوار میرے ہمراہ کردیں تو مجھے امید ہے کہ میں آپ کے لیے بصرہ پر غلبہ حاصل کرلوں گا۔ چنانچہ عبدالملک نے اُسے اس کام پر مامور کر کے روانہ کردیا۔ وہ اپنے خاص آدمیوں کو ہمراہ لے کر خفیہ طور پر بصرہ پہنچا اور عمرو ابن اصمع (اور بقول بعض علی بن اصمع) کے ہاں مقیم ہوا۔ عمرو نے عباد بن حصین (جو ابن معمر کے اہل شرطہ پر مامور تھا اور جس کو مصعب نے بصرہ میں قائم مقام مقرر کر رکھا تھا) کے پاس اس امید پر کہ عباد بن حصین اس سے بیعت کرلے گا یہ پیغام بھیجا کہ میں نے خالد کو اپنے ہاں پناہ دی ہے اور میں نے مناسب سمجھا کہ تم کو اس کا علم ہو جائے تاکہ تم میرے مددگار ہو سکو۔ قاصد یہ پیغام لے کر عباد کے پاس گیا اور ابھی عباد گھوڑے سے اترا ہی تھا کہ قاصد نے پیغام پہنچایا اس نے کہا کہ جا کے کہہ دو کہ واللہ میں

Marfat.com

گھوڑے پر زین رکھتے ہی سواروں کو لیے ہوئے تمھاری طرف آتا ہوں۔ یہ سن کر ابن اصمع نے خالد سے کہا کہ عباد اسی وقت ہماری طرف آرہا ہے اور مجھ میں اتنی طاقت نہیں کہ میں تم کو اس سے بچا سکوں تم فوراً مالک بن مسمع کے پاس چلے جاؤ۔ یہ سن کر خالد فوراً گھوڑے پر سوار ہو کر سرپٹ دوڑاتا ہوا مالک کے ہاں پہنچا اور اس سے کہا مجھے پناہ دو۔ اس نے اسے پناہ دی اور بنو بکر بن وائل اور بنو ازد کی طرف پیغام بھیج دیا۔ اس کے بعد سب سے پہلا جھنڈا جو اُسے نظر آیا وہ بنو یشکر کا تھا پھر عباد بھی سواروں کو لیے ہوئے آپہنچا مگر طرفین نے توقف کیا اور جنگ نہ ہوئی۔ دوسرے دن نافع بن حارث جُفرہ بھیج دیا گیا۔ خالد کے ہمراہ بنو تمیم کے آدمی تھے جن میں صعصعہ بن معاویہ، عبدالعزیز بن بشر اور مرہ بن محکان وغیرہ شامل تھے۔ خالد کے ہمراہی جفری یعنی جفرہ کی طرف منسوب تھے اور ابن معمر کے ہمراہی زبیری۔ زبیر یہ لوگوں میں قیس بن ہیثم السلمی تھا مصعب نے ابن معمر کی مدد کے لیے زجر بن قیس الجعفی کو ایک ہزار آدمیوں کے ہمراہ روانہ کیا ادھر عبدالملک نے خالد کی کمک کے لیے عبیداللہ بن زیاد بن ظبیان کو بھیجا۔ عبیداللہ نے ایک آدمی کو خبر لانے کے لیے بصرہ بھیجا جس نے واپس آکر لوگوں کے منتشر ہو جانے کی اطلاع دی اور وہ عبدالملک کے پاس واپس چلا گیا۔

چوبیس دن تک جنگ ہوتی رہی جس میں مالک ابن مسمع کی آنکھ کو صدمہ پہنچا پھر طرفین میں اس شرط پر صلح ہوئی کہ خالد بصرہ سے نکل جائے چنانچہ مالک نے خالد کو بصرہ سے نکال دیا اور خود ثاج چلا گیا۔ عبدالملک دمشق واپس جا چکا تھا۔ مصعب بصرہ سے آگے جانے کا خیال نہ کر سکا اور یہ ارادہ کیا کہ بصرہ پہنچ کر خالد کو پکڑ لے مگر وہاں پہنچ کر معلوم ہوا کہ وہ جا چکا ہے۔ وہ ابن معمر پر بہت ناراض ہوا اور خالد کے آدمیوں کو بلا کر ان کو خوب سب وشتم کیا۔ پھر عبیداللہ بن ابی بکرہ سے کہا کہ اے ابن مسروح! تمھارا باپ آخر غلام ہی تھا جو قلعۂ طائف سے رسول اللہ ﷺ کے پاس آگیا تھا۔ پھر تم لوگوں نے دعویٰ کیا کہ ابوسفیان نے تمھاری ماں سے زنا کیا ہے خدا کی قسم اگر میں زندہ رہ گیا تو میں تم کو تمھارے اصلی نسب سے ملا دوں گا۔ پھر حمران کو بلایا اور اس سے کہا کہ تم تو ایک بے دین نبطی یہودی عورت کے بچے ہو جو عین تمر سے قید کر کے لائی گئی تھی۔ پھر حکم بن منذر بن جارود، عبداللہ بن فضالہ زہرانی، علی بن اصمع، عبدالعزیز بن بشر وغیرہ کو بھی اسی طرح زجر و توبیخ کی۔ سب کے ایک ایک سو دُرّے مارے اور ان کے سر اور ڈاڑھیاں منڈوا دیں، ان کے مکانات منہدم کرا دیے اور تین دن تک

Marfat.com

انھیں دھوپ میں کھڑا رکھا ان کو مجبور کیا کہ وہ اپنی بیویوں کو طلاق دیں اور اپنے بیٹوں کو مہماتی فوج میں بھرتی کر دیں۔ ان کو تمام بصرہ میں پھرایا اور ان سے قسمیں لیں کہ وہ شریف عورتوں سے نکاح نہیں کریں گے۔ اسی طرح مالک بن مسمع کا مکان بھی منہدم کر دیا اور اس میں جو کچھ تھا اس کو ضبط کر لیا اس مال غنیمت میں ایک لونڈی بھی تھی جس سے اس کا بیٹا عمرو (بن مصعب) پیدا ہوا۔ بصرہ میں قیام کے بعد مصعب کوفہ چلا گیا اور عبدالملک کے خلاف جنگ پر جانے تک وہیں رہا۔

اسی سال عاصم بن عمرؓ بن الخطاب نے انتقال کیا وہ عمر بن عبدالعزیز کے نانا تھے اور نبی ﷺ کی وفات کے دو سال قبل پیدا ہوئے تھے۔

عمیر بن حُباب بن جعدۃ السُّلمیؒ کا قتل

اس سال عمیر بن جعدۃ السُّلمیؒ قتل ہوا۔ ہم قیس اور تغلب ۲ کی جنگ کے اسباب سے اس واقعہ کا حال شروع کرتے ہیں تاوقتیکہ کہ صورت حالات یہ ہوگئی کہ عمیر قتل ہوا۔

اس کا سبب یہ تھا کہ جب مرج راہط کا معاملہ ختم ہو گیا اور جیسا کہ ہم اوپر ذکر کر چکے ہیں زفر بن حارث الکلائی قرقیسیا چلا گیا اور عمیر نے مروان بن الحکم سے بیعت کر لی حالانکہ مرج میں بنی قیس کے قتل ہونے کی وجہ سے اس کے دل میں بنی مروان کی طرف سے عداوت جاگزیں تھی۔ جب مروان بن الحکم نے عبیداللہ بن زیاد کو جزیرہ اور عراق کی طرف روانہ کیا تو عمیر بھی اس کے ہمراہ تھا۔ وہ لوگ عین ورودہ پر سلیمان بن صرد سے مقابل ہوئے۔ عبیداللہ نے زفر سے جنگ کرنے کے لیے قرقیسیا جانا چاہا تو عمیر نے اس کو روکا اور یہ مشورہ دیا کہ وہ مختار کے لشکر کے موصل پہنچنے سے پہلے وہاں پہنچ جائے تو بہتر ہے چنانچہ عبیداللہ ادھر کو روانہ ہو گیا اور خازر کے مقام پر ابراہیم بن اشتر کا مقابلہ ہوا۔ عمیر ابراہیم کی طرف مائل ہو گیا۔ عبیداللہ کی فوج کو شکست ہوئی اور وہ قتل ہو گیا بعد ازاں عمیر وہاں سے قرقیسیا پہنچا اور زفر کے ساتھ مل کر بنو قیس کے مقتولین کی طرف سے بنو کلب اور اہل یمن کا تعاقب کیا ان دونوں کے ہمراہ بنو ثقیف کے بھی چند آدمی تھے اور ان کی رہنمائی کرتے تھے۔ عبدالملک بن مروان ان کی طرف متوجہ نہ ہو سکا کیونکہ وہ مصعب کے معاملے میں الجھا ہوا تھا۔ عمیر نے نصیبین پر غلبہ حاصل کر لیا پھر وہ قرقیسیا میں مقیم رہتے رہتے تھک گیا تو عبدالملک سے امان طلب کی اس نے امان دے دی

Marfat.com

مگر عمیر نے پھر غدر کیا تو عبدالملک نے اسے اپنے مولیٰ ریان کے پاس قید کر دیا۔ عمیر نے اسے اور اس کے تمام نگہبان عملے کو شراب پلا کر مدہوش کر دیا اور رسیوں کی سیڑھی بنا کر اترا اور اس طرح قید سے نکل کر جزیرہ کی طرف چلا اور حران اور رقہ کے مابین دریائے بلیخ پر خیمہ زن ہوا۔ بنو قیس وہاں اس کے پاس جمع ہو گئے جن کو وہ ہمراہ لے کر بنو کلب اور اہل یمن کو قتل و غارت کرتا پھرتا تھا۔ اس کے ہمراہی تغلب کی لڑکیوں کو چھپا لیتے تھے اور ان کے عیسائی مشائخ سے تمسخر کرتے تھے۔ اس وجہ سے ان میں شر و فساد بھڑک اُٹھا مگر نوبت جنگ تک نہ پہنچی۔ یہ واقعہ اس وقت کا ہے کہ جب عبدالملک، مصعب اور زفر کے مقابلے کے لیے روانہ نہیں ہوا تھا۔

اس کے بعد عمیر بنو کلب پر حملہ کر کے واپس آیا اور خابور میں اترا۔ بنو تغلب کی فرودگاہیں بھی خابور، فرات اور دجلہ کے درمیان واقع تھیں۔ جس جگہ عمیر نے اپنے خیمے نصب کئے وہاں بنو تمیم کی ایک عورت ام دویل نامی رہتی تھی جس نے بنو تغلب میں نکاح کیا تھا عمیر کے ہمراہیاں بنو حریش میں سے ایک غلام نے ام دویل کے چارپایوں میں سے ایک گدھا پکڑ لیا ام دویل نے جب عمیر کے پاس اس کی شکایت کی تو عمیر نے اُسے ایسا کرنے سے روکنے کی بجائے اس کے باقی گلے پر بھی دست درازیاں شروع کر دیں۔ بنو تغلب کے چند آدمی مانع آئے اور ان میں سے ایک شخص مجاشع تغلبی قتل بھی ہو گیا۔ جب دویل آیا تو اس کی ماں نے اس سے شکایت کی وہ بنو تغلب کا ایک شہسوار تھا اور یہ سن کر وہ اپنی قوم میں گھوما اور ان سے اس واقعے کا تذکرہ کیا اور اپنی ماں کے چوپاؤں کے گم ہو جانے کی شکایت کی نتیجہ یہ ہوا کہ ان کی ایک جماعت اس کے گرد جمع ہو گئی اور شعیث بن ملیک التغلبی کو اپنا امیر بنا کر بنو نمیر کے چند آدمیوں کو ہمراہ لے کر بنو حریش پر حملہ کیا اور ان کی ایک عورت ام ہیثم نامی کے ریوڑ کو ہنکا لے گئے۔ بنو قیس مانع آئے مگر روک نہ سکے اس پر اخطل [2] نے یہ اشعار کہے۔ ترجمہ:

[اگر تم ہم سے بنو حریش کے متعلق سوال کرو تو ہم کہیں گے کہ ہم نے ان کو بدکاری
اور زناکاری کرتے ہوئے دیکھا ہے اس دن جب کہ بنو حریش نے ہم پر اس طرح حملہ کیا
گویا کہ وہ کتے ہیں جو بھونکنے کے لیے اپنی کچلیاں نکالے ہوئے آ رہے ہیں وہ ام ہیثم کے
جانوروں کو چھڑانے کے لیے آئے تھے مگر ان میں سے ایک اونٹ کو بھی نہ چھڑا سکے۔]

Marfat.com

جنگ ماکسین

جب قیس وتغلب میں شروفساد بڑھ گیا اور قیس پر عمیر اور تغلب پر شُعَیث امیر ہو گئے تو عمیر نے خابور کے قریب مقام ماکسین میں بنوتغلب اوران کی جماعت پر حملہ کیا۔سخت جنگ ہوئی یہ ان کی جنگوں میں سب سے پہلا واقعہ تھا بنوتغلب کے پانچ سو آدمی مارے گئے اور شعیث بھی قتل ہوا اثناء جنگ میں اس کا پاؤں کٹ گیا تھا مگر وہ برابر لڑتا رہا اور آخر کار قتل ہوا اور وہ یہ کہہ رہا تھا:

قد علمت قیس و نحن نعلمُ　　　اَنّ الفتیٰ یُقتلُ وھو اجزمُ

[قیس نے اچھی طرح جان لیا اور ہم بھی جانتے ہیں کہ جواں مرد لنجا لنگڑا ہو کر قتل ہوتا ہے۔]

جنگ ثرثار اول

ثرثار ایک ندی کا نام ہے جس کا اصل منبع شہر سنجار کے مشرق میں سُـرَّق نامی ایک قریہ کے پاس ہے۔علاقہ فرج میں کُحَیل اور راس الایل کے درمیان پہنچ کر دجلہ میں جا گرتی ہے۔جب ماکسین میں ان کے اتنے آدمی مارے گئے جن کا ہم نے اوپر ذکر کیا ہے تو بنوتغلب نے ہر طرف سے کمک جمع کی اور نمر بن قاسط اور مشجر بن حارث الشیبانی جو الجزیرہ کے سرداروں میں سے تھا اور عبیداللہ بن زیاد بن ظبیان بنوقیس کے خلاف ان کی مدد کے لیے آ پہنچے۔یہی وجہ تھی کہ مصعب بن زبیر کو عبیداللہ سے دشمنی ہو گئی تھی اوراس نے اس کے بھائی النابی بن زیاد کو قتل کر دیا تھا۔اُدھر عمیر نے بنوتمیم اور بنواسد سے امداد طلب کی مگر کسی نے مدد نہ دی غرض کہ فریقین ثرثار پر ایک دوسرے سے مقابل ہوئے۔بنوتغلب نے شُعَیث کے بعد زیاد بن ہوبر (اور بقول بعض یزید ابن ہوبر) التغلبی کو اپنا امیر بنالیا تھا۔نہایت سخت جنگ ہوئی جس میں قیس کو ہزیمت ہوئی مگر بنوتغلب اوران کے ہمراہیوں کی ایک بڑی تعداد بھی قتل ہوئی اور بنوسلیم میں سے تیس عورتوں کے شکم چیر دیئے گئے اس کے متعلق لیلے بنت حارس تغلبیہ (اور بقول بعض اخطل) نے یہ اشعار کہے۔(ترجمہ شعر):

[جب اُنھوں نے ہم کو دیکھا اور یہ دیکھا کہ صلیب چلی آتی ہے اور ایک جنگ جو شخص اور خالص زہر سے سابقہ پڑتا ہے اور ایسے ایسے سوار مقابلے کے لیے آرہے ہیں جو زرہوں کے سوا اور کچھ پہنے ہوئے نہیں ہیں اور ہمارے ہاتھوں میں تیز اور برندہ تلواریں

Marfat.com

ہیں تو انھوں نے ثرثار اور مزارع اور اناج اور پختہ انگوروں کو ہمارے لیے چھوڑ دیا۔]

جنگ ثرثار ثانی

اس کے بعد بنوقیس جمع ہوئے اور امداد حاصل کرنے کے بعد تیار ہو گئے۔عمیر بن حباب تو ان کا امیر تھا ہی اس کے علاوہ قرقیسیا سے زفر بن حارث بھی ان کی مدد کے لیے پہنچ گیا۔ دوسری طرف بنو تغلب، بنونمر اور ان کے دیگر ہمراہیوں پر ابن ہوبر امیر تھا۔ فریقین ثرثار پر ملے اور اس قدر سخت لڑائی ہوئی کہ لوگوں نے شاید ہی کبھی ویسی جنگ دیکھی ہو۔ بنو عامر جو بنوقیس کے ایک پہلو تھے منہزم ہوئے اور بنو سلیم خوب جم کر لڑے تا آنکہ بنوتغلب اور ان کے ساتھی بھاگ کھڑے ہوئے۔عبدیشوع کے دو بیٹے اور ان کے علاوہ دیگر اشراف تغلب جنگ میں کام آئے۔عمیر بن حباب نے یہ اشعار کہے۔(ترجمہ شعر):

[میری جان اور جو کچھ میرے پاس اہل وعیال اور مال وزر کا اندوختہ ہے سب ثرثار کے سواروں پر قربان ہے۔ بنو عامر ہمارے پاس سے بھاگ گئے مگر بنو ربیعہ میرے پاس پہاڑوں کی طرح قدم گاڑے کھڑے رہے۔ میں بنوسلیم کے دلیر آدمیوں کے ساتھ ان سے جنگ کرتا تھا جو مضبوط اور درشت اونٹوں کی طرح جوان اور دلاور ہیں۔]

زفر بن حارث کا قول ہے کہ۔(ترجمہ اشعار):

[کون ہے جو میری طرف سے عمیر کو یہ نصیحت پہنچا دے۔ کیا ہم دونوں یمن اور بنو کلب کے قبائل کو ترک کر کے اپنے آباء واجداد کو تمھارے ساتھ بنو نزار سے ملا دیں؟ یہ تو ایسا ہی ہوگا جیسے کوئی اپنے ہاتھ پر سہارا دیئے بیٹھا ہو اور وہ ہاتھ اُسے اپنی کمزوری اور شکستگی سے دھوکا دے۔

جنگ فُدَین

بعد ازاں عمیر بن حباب نے فُدَین پر حملہ کیا جو خابور کے پاس ایک گاؤں ہے اور وہاں کے بنوتغلب کو شکست دی اور قتل کر دیا۔ اس پر نضیع ابن صفار المحاربی کہتا ہے۔ ترجمہ شعر:

[اگر آسمان تمھاری زمین پر بارش برسائے تو فُدَین اور صوَّر تمھارے مقتولین کو نمایاں

Marfat.com

کردیں گے۔]

جنگ ثنکیر

یہ بھی خابور کے پاس ہے اور ثنکیر العباس کہلاتا ہے۔ فُدَین کے بعد وہ لوگ پھر مقابل ہوئے اور ثنکیر کے مقام پر جنگ ہوئی۔ اس مرتبہ قیس پر عمیر بن حباب اور تغلب اور نمر پر یزید بن ہوبر امیر تھے۔ ایک سخت جنگ ہوئی جس میں تغلب اور نمر کو ہزیمت ہوئی اور بنو تغلب کے ایک سوار عمیر بن جندل کو بھاگتا ہوا دیکھ کر عمیر بن حباب نے کہا۔ (ترجمہ اشعار):

[جنگ ثنکیر کے دن ابن جندل ایک مضبوط بلند اور تیز رو اونٹنی پر سوار ہو کر ہمارے مقابلے سے بھاگ گیا جبکہ ہم اپنے آزمودہ کار سڈول اور خونخوار گھوڑوں کے ساتھ حملہ کر رہے تھے۔]

اور ابن صفار کہتا ہے:

[ہم نے ثنکیر میں تم پر صبح کو دھاوا کیا اور تم کو سخت مصیبت میں مبتلا کر دیا۔]

جنگ معارک

معارک شہر موصل کی نئی اور پرانی آبادی کے درمیان واقع ہے۔ اس جگہ بنو تغلب جمع ہوئے اور بعد میں ان میں اور قیس میں سخت جنگ ہوئی جس میں بنو تغلب نے پیٹھ دکھائی۔ ابن صفار نے اس کے متعلق کہا۔

[ہم نے تمہارے آدمیوں کو معارک۔ حضر و اور ثرثار میں ایسی حالت میں چھوڑا کہ ان کی لاشیں ہی لاشیں تھیں اور کچھ نہ تھا۔]

کہتے ہیں کہ معارک اور حضر ایک ہی مقام ہیں۔ غرض کہ بنو قیس نے بنو تغلب کو بھگاتے بھگاتے حضر تک پہنچا دیا اور ان کے بہت سے آدمی قتل ہوئے۔

بعض مورخین کا خیال ہے کہ جنگ معارک اور جنگ حضر ایک ہی تھیں اور ان لوگوں کو حضر کی طرف بھگا دیا گیا تھا اور یہ کہ ان میں سے بشر قتل ہوا تھا مگر بعض کا قول ہے کہ وہ دو مختلف جنگیں ہیں جن میں بنو قیس ہی کو فتح ہوئی۔ واللہ

Marfat.com

جنگ لِبّی

اسی طرح دونوں قبائل کا تکریت کے اوپر مقام لبی پر بھی مقابلہ ہوا جو موصل کے مضافات میں سے ہے۔ جنگ کا انجام واضح نہیں تھا یعنی بنوقیس کا خیال تھا کہ وہ کامیاب رہے اور بنوتغلب کہتے تھے کہ ہم افضل رہے۔

جنگ شرعبیہ

اس کے بعد وہ لوگ شرعبیہ میں مقابل ہوئے۔ بنوقیس پر عمیر بن حباب اور بنوتغلب اور ان کے دیگر معاونین پر ابن ہوبر امیر تھے۔ ایک شدید جنگ ہوئی جس میں عمار بن مخزم السُّلمیؔ قتل ہوا۔ اس جنگ میں بنوتغلب کو بنوقیس پر فتح حاصل ہوئی۔ اس پر اخطل نے کہا۔ (ترجمہ شعر):

[شرعبیہ میں ہولناک حالتوں اور سواروں کی جنگ کو دیکھ کر حجاف رو پڑا۔]

ایک شرعبیہ بلاد تغلب میں ہے اور ایک بلاد منبج میں۔ بعض مورخین کا خیال ہے کہ یہ واقعہ بلاد منبج کا ہے مگر یہ خیال غلط ہے۔

جنگ بلیخ

بنوتغلب جمع ہو کر بلیخ پہنچے جہاں عمیر بنوقیس کو لیے ہوئے موجود تھا۔ بلیخ، حران اور رقہ کے درمیان ایک دریا ہے۔ فریقین اس مقام پر ایک دوسرے کے مقابل ہوئے۔ بنوتغلب کو ہزیمت ہوئی اور ان ہی میں سے بہت سے آدمی بھی قتل ہوئے یہاں بھی جنگ ثرثار کی طرح عورتوں کے شکم چاک کیے گئے۔ اس پر ابن صفار نے کہا۔ ترجمہ شعر:

[تیروں کی بارش اور ہندی تلواروں کی چمک نے بلیخ میں تیرے دل کو دہلا دیا۔]

جنگ حشّاک

جب بنوتغلب نے دیکھا کہ عمیر بن حباب السلمی ان پر اس قدر الحاح کرتا ہے تو انھوں نے اپنے اہل شہر اور اہل بادیہ سب کو جمع کیا اور حشّاک کی طرف روانہ ہوئے جو شرعبیہ کے قریب ایک

Marfat.com

پہاڑی ہے اور اس کے ایک طرف براق ہے۔ عمیر بنو قیس کو لیے ہوئے ادھر ہی پہنچا۔ زفر بن حارث الکلائی اور اس کا بیٹا ھذیل بن زفر بھی عمیر کے ساتھ تھے اور بنو تغلب کا سردار ابن ہوبر تھا۔ حشاک کی پہاڑی کے قریب فریقین لڑتے رہے اور جب تک بالکل رات نہ ہوگئی برابر لڑتے رہے اس کے بعد منتشر ہوگئے۔ دوسرے دن پھر رات کے وقت تک جنگ ہوتی رہی پھر علیحدہ ہوگئے۔ تیسرے دن بنو تغلب نے آپس میں عہد کیا کہ فرار نہ ہوں گے۔ جب عمیر نے ان کی یہ نوبت دیکھی اور ان کی عورتیں بھی ان کے ساتھ ہیں تو اس نے بنو قیس سے کہا کہ اے لوگو! اب میری رائے یہ ہے کہ تم یہاں سے چل دو کیونکہ اب انھوں نے مرنے کی ٹھان لی ہے جب وہ لوگ مطمئن ہوکر اپنی فرودگاہ کو چلے جائیں گے تب ہم ان میں سے ہر قوم (یعنی قبیلے) کی طرف اپنے آدمیوں کو بھیج دیں گے جو ان پر چھاپہ ماریں گے۔ اس کے جواب میں عبدالعزیز ابن حاتم بن نعمان الباہلی نے کہا کہ تم نے کل، پرسوں اور آج صبح بنو قیس کے بہادر کٹوا دیے اور اب بزدلی کا اظہار کرتے ہو۔ ایک روایت یہ بھی ہے کہ یہ قول عینیہ بن اسماء بن خارجہ الفزاری کا ہے جو عمیر کی مدد کے لیے گیا تھا اس بات کو سن کر آگ بگولا ہوگیا اور کہنے لگا کہ مجھے عین الیقین ہے کہ شدید جنگ شروع ہوتے ہی سب سے پہلے تم ہی بھاگو گے۔ یہ کہہ کر عمیر اُتر پڑا اور یہ کہتے ہوئے ایک شخص سے لڑنے لگا۔ (ترجمہ شعر):

[میں عمیر ابوالمغلّس ہوں۔ میں لوگوں کو تنگی میں ڈھکیل دیتا ہوں تو بھی ہٹ جا۔]

تیسرے دن زفر پسپا ہوکر قرقیسیا چلا گیا جس کی وجہ یہ ہوئی کہ اسے یہ خبر ملی تھی کہ عبدالملک بن مروان نے اس کی طرف نقل و حرکت کرنے کا عزم کیا ہے اور قرقیسیا پہنچا ہی چاہتا ہے۔

یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اس نے فرار ہوتے وقت شرم سے بچنے کے لیے یہ بہانہ بنایا تھا۔ بعد میں بنو قیس کو ہزیمت ہوئی اور بنو تغلب اور ان کے ہمراہی یہ کہتے ہوئے ان پر چڑھ دوڑے کہ ”کیا تم نہیں جانتے کہ آخر بنو تغلب ہی غالب ہوں گے۔“ جمیل بن قیس نے (جو بنو کعب بن زہیر میں سے تھا) عمیر پر حملہ کیا اور اسے قتل کردیا۔

یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ یہ نہیں ہوا بلکہ یہ ہوا تھا کہ بنو تغلب کے دو لڑکوں نے ایک دوسرے کے ساتھ مل کر پہلے عمیر پر تیر برسائے اور اُسے عاجز کردیا۔ پھر اُس پر سختی سے حملہ کیا، اتنے میں ابن ہوبر نے اس پر حملہ کرکے اُسے قتل کردیا۔ اس دن ابن ہوبر کے بھی ایک زخم لگا۔ جب جنگ

Marfat.com

ختم ہوگئی تو ابن ہوبر نے بنوتغلب کو یہ وصیت کی کہ وہ مراد بن علقمہ الزہیری کو اپنا سرادر بنالیں۔

یہ ایک روایت یہ ہے کہ اس تین دن کی جنگ میں ابن ہوبر نے دوسرے دن نکل کر ان کو وصیت کی تھی کہ وہ تیسرے دن کے لیے مراد کو اپنا امیر بنائیں۔ وہ اُسی رات کو انتقال کر گیا اور تیسرے دن مراد ان کو سردار ہوا۔ اس نے ان کے جھنڈوں وغیرہ کو ترتیب دیا اور ہر ایک قبیلہ کی شاخ کے لوگوں کو حکم دیا کہ اپنی عورتوں کو اپنے پیچھے رکھیں۔ جب عمیر نے ان کو دیکھا تو وہ فقرہ کہا جو پہلے مذکور ہو چکا ہے۔ ایک شاعر کہتا ہے۔ (ترجمہ اشعار):

[دریائے فرات پر قتیل ابن ہوبر پر نوحہ کرنے والیوں نے مجھے جگا دیا اور غمگین کر دیا۔ اے ام مغلّس! اگر تو بھی نوحہ کرنے والیوں میں شامل ہو کر مقتول نصاریٰ پر روئے تو کچھ برا نہیں۔]

ایک شاعر عمیر کے ابن ہوبر کے ہاتھ سے قتل ہو جانے سے انکار کرتے ہوئے کہتا ہے:

[جس دن بنوتغلب نے عمیر سے جنگ کی اس دن عمیر، جمیل کے ہاتھ سے قتل ہوا نہ کہ ابن ہوبر سے۔]

اس جنگ میں بنوسلیم میں بالخصوص زیادہ آدمی قتل ہوئے۔ اسی طرح بنوقیس کے بھی بہت سے آدمی مارے گئے۔ بنوتغلب نے عمیر بن حباب کا سر کاٹ کر عبدالملک بن مروان کے پاس دمشق بھیج دیا جس کے صلہ میں اس نے وفد کو انعام اور خلعت دیا۔ جب عبدالملک اور زفر بن حارث میں صلح ہوگئی اور لوگوں نے عبدالملک پر اجماع کر لیا تو اخطل نے کہا۔ (ترجمہ اشعار):

[اے بنوامیہ! میں تمہارے سامنے ہو کر ان لوگوں سے لڑا جنھوں نے پناہ دی اور فتحیاب ہوئے اور قیس عیلان جو ناچتے ہوئے آئے اور اپنی زبردستی اور غلبے کے بعد سب نے یکبارگی تم سے بیعت کر لی۔ جب ان کی تلواروں کی تیزی کند ہوگئی تو وہ جنگ سے تنگ آ گئے اور قیس عیلان اپنے اخلاف سے بھی عاجز ہو گئے تھے۔]

جب عمیر بن حباب قتل ہو گیا تو ایک شخص نے کوفہ جا کر اسماء بن خارجہ الفزاری کو اطلاع دی کہ بنوتغلب نے عمیر کو قتل کر دیا ہے۔ اس نے جواب دیا کہ کچھ مضائقہ نہیں۔ وہ شخص اپنی قوم کے دیار میں اقبال مندی کے ساتھ مارا گیا ہے نہ کہ ادبار کے ساتھ۔ پھر یہ اشعار پڑھے۔ (ترجمہ):

Marfat.com

[سلیم پر میری اس جنگ کا احسان رہن ہے جس سے بنوبکر بن وائل کے سر سفید ہو گئے،
بنوفدوکس کے بچے یتیم اور عورتیں بیوہ ہو گئیں۔ ان کو قبائل لوٹتے کھسوٹتے رہتے ہیں۔]

جنگ کُحَیلُ

یہ مقام سرزمین موصل میں دریائے دجلہ کے مغرب کی طرف واقع ہے۔ اس جنگ کا سبب یہ ہوا کہ جب عمیر بن حباب سلمی کا انتقال ہو گیا تو تمیم بن عمیر، زفر بن حارث کے پاس گیا اور اس سے سوال کیا کہ عمیر کے خون کا بدلہ لیا جائے۔ زفر نے پس و پیش کیا تو ہذیل ابن زفر نے اپنے باپ سے کہا کہ واللہ بنوتغلب نے ان لوگوں پر فتح پائی۔ تو یہ آپ کے لیے باعث عار ہو گا اور اگر یہ لوگ بنوتغلب پر غالب آ گئے اور آپ نے ان کو چھوڑ دیا تو یہ اور بھی زیادہ سخت بات ہو گی۔ اس لیے زفر نے اپنے بھائی اوس بن حارث کو قرقیسیا پر اپنا قائم مقام بنایا اور بنوتغلب پر دھاوا کرنے اور ان سے جنگ کرنے کا ارادہ کیا۔ اس غرض سے اس نے بنوتغلب کی ایک شاخ بنوفدوکس کی طرف چند سوار روانہ کیے۔ جنھوں نے ان لوگوں کو قتل کیا اور ان کے مال و متاع اور عورتوں کو قتل و غارت کیا۔ آخر کار صرف ایک عورت باقی رہ گئی جس نے پناہ طلب کی اور یزید بن حمران نے اُسے پناہ دی۔ پھر زفر بن حارث نے اپنے بیٹے ہذیل کو ایک فوج دے کر بنوکعب ابن زہیر کی طرف بھیجا۔ ہذیل نے ان لوگوں کو بری طرح قتل کیا۔ اسی طرح زفر نے مسلم بن ربیعہ عقیلی کو بنوتغلب کی ایک جماعت کی طرف روانہ کیا تھا جو مجتمع ہو گئے تھے اور مسلم نے ان میں بھی بہت سے آدمیوں کو قتل کیا تھا اس کے بعد جب بنوتغلب سرزمین موصل کے مقام عقیق میں جمع ہوئے تو زفر نے خود ہی ان پر حملہ آور ہونے کا قصد کیا۔ بنوتغلب اس کو آتا دیکھ کر دجلہ کے پار چلے جانے کے قصد سے وہاں سے کوچ کر گئے لیکن جب وہ کحیل پہنچے تو زفر نے ان کو بنوقیس کے ساتھ جا کر پکڑ لیا۔ فریقین میں سخت جنگ ہوئی جس کے دوران میں زفر کے تمام آدمی پیدل لڑتے تھے مگر زفر اپنے خچر پر سوار تھا۔ انھوں نے تمام رات بنوتغلب کو قتل کیا اور عورتوں کے شکم چیر دیے گئے ان کے علاوہ مقتولین سے کہیں زیادہ آدمی دجلہ میں ڈوب کر مر گئے۔ زفر نے اپنے بیٹے ہذیل کو بھیجا اس نے جا کر باقی ماندہ آدمیوں کو بھی فنا کر دیا البتہ سوائے ان کے جو دریا کو عبور کر کے بچ گئے تھے۔ زفر نے ان کے دو سو آدمیوں کو قید کیا اور سب کو مروا ڈالا اس پر زفر نے یہ اشعار کہے۔ (ترجمہ اشعار):

Marfat.com

[اے آنکھ آنسو بہا، عاصم اور ابن حباب پر رو۔ اگر جنگ میں بنو تغلب نے عمیر اور بنو غنی کو قتل کر دیا تو کیا ہوا۔ بنو کلاب کے شہسواروں نے بنو حشم بن بکر کو فنا کر دیا۔ ہم نے ان کے دو سو آدمیوں کو بے دست و پا کر کے قتل کر دیا مگر وہ سب مل کر عمیر بن حباب کے خون کا بدلہ نہ ہو سکے۔]

ابن صفار المحاربی کہتا ہے (ترجمہ اشعار):

[کیا تو نے نہیں دیکھا کہ ہماری جنگ نے ذلت وخواری کو بنو حبیب کا حلیف بنا کر چھوڑا۔ پہلے وہ اصحاب عزت و وقار تھے مگر اب ان کی ذلت کی یہ حالت ہے کہ ان کو کوئی مددگار نہیں ملتا۔]

ان جنگوں میں سے ایک جنگ میں قطامی التغلبی بھی گرفتار ہو گیا تھا اور اس کا مال و اسباب لے گیا تھا مگر زفر نے اس کے معاملے کا خود ہی فیصلہ کیا اور اسے رہا کر کے اس کا مال بھی اسی کو واپس کر دیا اور اسے انعام واکرام دیا اس کے متعلق اس نے یہ اشعار کہے (ترجمہ اشعار):

[اگرچہ میری اور تمہاری قوم کے درمیان سوائے تلوار کے اور کوئی تعلق نہیں۔ پھر بھی میں تمہارے احسان کی تعریف ہی کروں گا جب کہ قتل کرنے والے مجھ سے تعرض کر رہے تھے۔]

جنگ بِشر

جب عبدالملک بن مروان کی حکومت مستحکم ہوگئی اور تمام مسلمان اس پر متفق ہو چکے تو بنو تغلب کا شاعر اخطل[1] اس کے پاس گیا۔ اس وقت جحاف بن حکیم السلمی بھی بیٹھا تھا۔ عبدالملک نے پوچھا کہ "اے اخطل تم اس کو پہچانتے ہو" کہا "ہاں یہ وہی شخص ہے جس کے متعلق میں نے یہ شعر کہا تھا":

الا سائل الجَحّاف هل هوا ثائر　　　بقتلي أُصيبَتْ من سُلَيمٍ و عامرِ

[ذرا جحاف سے کوئی پوچھے کہ وہ سُلیم اور عامر کے مقتولین کا بدلہ لے گا یا نہیں؟]

پھر اس نے وہ تمام قصیدہ پڑھ کر ختم کیا۔ اس اثناء میں جحاف کھجوریں کھا رہا تھا اور مارے غصے کے گٹھلیاں اس کے ہاتھ سے گر جاتی تھیں اس نے اخطل کو اس شعر سے جواب دیا۔ (ترجمہ شعر):

بلی سوف نبكيهم بكُلِ مُهنّدٍ　　　و ننعي عميراً بالرّماحِ الشواجر

Marfat.com

[ہاں عنقریب ہم ان ہی ہندی تلواروں کے ذریعے روئیں گے اور ہم لمبے لمبے
نیزوں سے عمیر کی خبر مرگ دیں گے۔]

پھر کہا کہ اے نصرانی عورت کے بچے میں نہیں سمجھتا تھا کہ تو میرے خلاف اس طرح کی جرأت کرسکتا ہے۔ اخطل خوف سے کانپ اٹھا اور اٹھ کر عبدالملک کے پاس گیا اور اس کا دامن پکڑ کر کہا کہ میں آپ کے پاس پناہ لینے کے لیے آیا ہوں۔ عبدالملک نے کہا کہ میں تمھیں پناہ دیتا ہوں۔ پھر بحّاف اٹھا اور دامن کشاں بے خبری کے عالم میں چلا۔ اس نے کسی دیوان کے ایک کاتب سے نرمی کی باتیں کیں اور اس سے بنوتغلب اور بنوبکر کے جزیرے کے صدقات کے متعلق ایک غلط فرمان اپنے لیے لکھوا لیا اور اپنے اصحاب سے کہا کہ امیرالمومنین نے ان صدقات کا تمام کام میرے سپرد کر دیا ہے جو شخص میرے ساتھ چلنا چاہتا ہے چلے۔

بعدازاں وہ وہاں سے روانہ ہو کر رصافۂ ہشام کو گیا اور وہاں اپنے اصحاب سے اپنا اور اخطل کا واقعہ بیان کیا اور یہ بتایا کہ اس نے ایک جعلی خط لکھوا لیا ہے اور فی الحقیقت والی امر نہیں ہے۔ پھر کہا اب جو شخص اپنی شرم و عار کو دھونا چاہتا ہے وہ میرے ساتھ آ جائے کیونکہ میں نے قسم کھائی ہے جب تک بنوتغلب پر حملہ نہ کروں گا اپنا سر نہ دھوں گا۔ یہ سن کر تین سو آدمی کے سوا باقی سب اس کے پاس سے چلے گئے اور ان تین سو اشخاص نے کہا کہ ہماری موت اور زندگی تمھاری موت اور زندگی کے ساتھ ہوگی۔ وہ اسی رات کو وہاں سے روانہ ہو گیا اور صبح ہوتے ہوتے چشمۂ رجوب پر پہنچ گیا جو بنوتغلب کی شاخ بنوجشم بن بکر کا چشمہ ہے۔ ایک زبردست جماعت اس کے مقابلے کے لیے آئی۔ بحّاف نے ان کو خوب جی کھول کر قتل کیا اور اخطل کو گرفتار کر لیا۔ اس وقت وہ ایک میلی سی عبا پہنے ہوئے تھا۔ جس شخص نے اُسے گرفتار کیا اس نے اسے غلام سمجھ کر پوچھا تو کون ہے؟ کہا کہ میں ایک غلام ہوں۔ یہ سن کر اس نے اسے چھوڑ دیا اور اخطل نے اپنے آپ کو گڑھے میں گرا دیا پھر بھی ڈرتا ہی رہا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ کوئی شخص اسے پہچان لے اور پکڑ کر قتل کر دے۔ آخر جب بحّاف وہاں سے چلا گیا تو وہ وہاں سے نکلا۔ جحاف نے لوگوں کو قتل کرنے اور عورتوں کی شکم دری میں خوب جی کھول کر کام لیا اور بہت سختیاں کی اور جب وہ واپس چلا گیا تو اخطل عبدالملک کے پاس گیا اور یہ شعر اس کے سامنے پڑھا۔ (ترجمہ شعر):

[بحّاف نے بشر کے مقام پر وہ وہ سختیاں کی ہیں کہ صرف خدا ہی کے پاس اُس کی

Marfat.com

شکایت اور آہ وزاری ہو سکتی۔]

بُخاف فرار ہو گیا۔ عبدالملک نے اسے طلب کیا تو بلاد روم کی طرف چلا گیا اس نے جنگ بشر کے بعد اخطل کو مخاطب ہو کر کہا تھا کہ (ترجمہ شعر):

[اے مالک۔ کیا تو نے مجھ کو ملامت کی تھی یا مجھ کو قتل کی وجہ سے ذلیل و خوار سمجھا تھا یا ہر ایک ملامت گر نے مجھے نشانۂ ملامت بنایا تھا؟ کیا میں نے تم لوگوں کو قتل کر کے فنا نہیں کر دیا؟ کیا میں نے بنو قیس کے جوانوں اور برندہ تلواروں سے تمھاری ناکیں نہیں کاٹ دیں؟ ہاں ہر ایسے جوان کے ذریعے جو اپنے داہنے ہاتھوں سے تلواروں کے قبضوں کو پکڑ کر اپنی تلوار سے عمیر کی خبر مرگ دیتا تھا۔ اگر تم نے مجھے شکست بھی دے دی تو کیا مضائقہ ہے میں وہ ہوں کہ اکثر ناگوں کے خون پیتا تھا میں نے اپنی تلوار سے بنو زہیر اور بنو مالک میں اغتصاب کا نکاح کیا تھا در ہموں کا نہیں۔]

ان کے علاوہ اور اشعار بھی تھے۔

بُخاف مدتوں تک بلاد روم میں طرابزندہ اور قالیقلا کے مابین مارا مارا پھرتا رہا آخر عبدالملک کے بعض قیسی ہمراز اشخاص کے ذریعے سے اس نے عبدالملک سے امان حاصل کر لی مگر جب وہ عبدالملک کے پاس پہنچا تو اس نے اس سے مقتولین کے خون بہا اور ضامن طلب کیے اور ان کے وصول کرنے میں سختی کی۔ لہٰذا یہ شام سے حجاج کے پاس آیا اور اس سے پوچھا جس کے جواب میں بُخاف نے کہا کہ تم نے مجھے خائن کب سے سمجھا؟ حجاج نے کہا نہیں بلکہ تم اپنی قوم کے سردار ہوں اور تمھارے ماتحت ایک وسیع جاگیر ہے اس نے جواب دیا کہ تم نے خوب پہچانا اور یہ کہہ کر اس نے حجاج کو ایک لاکھ درہم ادا کر دیے اور تمام خون بہا بھی جمع کر کے دے دیا۔ پھر وہ ایک عابد اور زاہد شخص ہو گیا اور اس کے اطوار درست ہو گئے۔ حج کرنے چلا گیا اور وہاں کعبے کے پردوں کو پکڑ کر پکار پکار کہنے لگا کہ ''یا اللہ! میرے گناہوں کو بخش دے مگر میں نہیں سمجھتا کہ تو ایسا کرے گا۔'' محمد بن الحنفیہ نے اس کی یہ دعا سنی اور کہا کہ یا شیخ تمھاری یہ دعا تمھارے گناہ سے بھی بدتر ہے۔

ایک اور روایت یہ بھی ہے کہ بُخاف کی واپسی کا سبب یہ تھا کہ بادشاہ روم نے بُخاف کی بڑی تعظیم و تکریم کی اور اس کو اپنا مقرب بنا کر اس سے نصرانی ہو جانے کے لیے کہا اور شرط کی کہ جو کچھ

Marfat.com

مانگے دیا جائے گا۔ مگر اس نے جواب دیا کہ میں تمھارے پاس اس لیے نہیں آیا ہوں کہ میں اسلام سے بیزار ہوں۔ اسی سال اہل روم کو موسم گرما میں مسلمانوں کی فوج کا مقابلہ کرنا پڑا انھوں نے واپس جا کر عبدالملک کو اطلاع دی کہ ان کو حجاف نے ہزیمت دی ہے۔ اس پر عبدالملک نے اس کے پاس امان کا پیغام بھیج دیا چنانچہ وہ وہاں سے بنو بشر کے پاس جانے کے ارادے سے کفن پہن کر نکلا اور ان کے ہاں پہنچ کر ان سے کہا کہ میں تم لوگوں کا خون بہا ادا کرنے آیا ہوں۔ بنو بشر کے جوانوں نے اُسے قتل کرنا چاہا مگر اُن کے بوڑھوں نے انھیں ایسا کرنے سے روکا اور اسے بخش دیا۔ دوران حج میں حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے اُسے یہ کہتے ہوئے سنا کہ یا اللہ میرے گناہ بخش دے مگر میں نہیں سمجھتا کہ تو ایسا کرے گا۔ ابن عمرؓ نے کہا کہ اگر تم حجاف ہی ہو تو تم اس سے زیادہ نہیں کہہ سکتے۔ اس نے کہا ہاں میں حجاف ہی ہوں۔

۞ ۞ ۞

حواشی وحوالہ جات:

۱۔ اخطل (م ۹۵ھ/۷۱۴ء)، بنو امیہ کا شاعر تھا، نام غیاث بن غوث، کنیت ابو مالک اور لقب اخطل تھا۔ عرب قبیلہ بنو تغلب کے نصرانی (عیسائی) خاندان سے تعلق تھا۔ وہ الجزیرہ میں اپنے قبیلے میں پلا بڑھا۔ کم عمری میں اس کی ماں وفات پا گئی، سوتیلی ماں کی بدسلوکی کے نتیجے میں وہ ایک زبان دراز، بدطینت اور شرابی بن کر بڑا ہوا۔ لڑکپن میں ہی شعر کہنے لگا۔ اموی دربار تک اس کی رسائی یزید بن معاویہ کی وجہ سے ہوئی۔ یزید کے بعد آنے والے اموی حکمرانوں نے بھی اس کی سرپرستی کی۔ خصوصاً عبدالملک بن مروان نے اخطل کو قبیلہ مضر اور اس کے شاعروں کے خلاف استعمال کیا کیونکہ وہ آل زبیر کے طرفدار ہو گئے تھے۔ اخطل نے عبدالملک کی مدح میں بہترین قصائد کہے، جس کے نتیجے میں عبدالملک کی طرف سے اسے ''شاعر الخلیفہ'' کا خطاب ملا۔

۞ ۞ ۞

Marfat.com

اکتیسواں باب

۷۱ھ کے واقعات

مصعب بن زبیر کا قتل

اس سال ماہ جمادی الآخر میں مصعب بن زبیر قتل ہوئے اور عبدالملک بن مروان عراق پر غالب ہوگئے اس کا سبب یہ ہوا کہ جب حسب ذکر بالا عبدالملک ابن مروان نے عمرو بن سعید بن عاص کا کام تمام کر کے اپنی تلوار سے کام لینا شروع کیا اور جس جس نے مخالفت کی اس کو قتل کر دیا تا آنکہ شام میں جب اس کا کوئی مخالف باقی نہ رہا تو اس نے مصعب بن زبیر کے مقابلے کے لیے عراق جانا چاہا اور اپنے اصحاب سے اس بارے میں مشورہ کیا۔ اس کے چچا یحییٰ بن الحکم بن ابی العاص نے اس کو یہ مشورہ دیا کہ شام ہی پر قناعت کرو اور عراق کو ابن زبیر کے لئے چھوڑ دو۔ عبدالملک کا قول تھا کہ جو شخص درستی رائے کا طالب ہو اس کو چاہیے کہ یحییٰ کی مخالفت کرے۔ ایک اور شخص نے کہا کہا خشک سالی کا موسم ہے اور تم اس سے پہلے بھی دو مرتبہ جنگ کر چکے ہو اور کامیاب نہیں ہوئے اس لیے اس سال توقف کرو۔ عبدالملک نے کہا کہ شام کا ملک بہت قلیل المال ہے اور میں اس کے نفاذ سے بے خوف نہیں ہوں، اشراف عراق میں سے بہت سے آدمیوں نے مجھے خط لکھ کر اپنے پاس بلایا ہے اس کے بھائی محمد بن مروان نے کہا کہ رائے تو یہ ہے کہ آپ اپنا حق طلب کریں اور ضرور عراق کی طرف روانہ ہو جائیں مجھے امید ہے کہ اللہ آپ کو ضرور فتح و نصرت عطا فرمائے گا۔ ایک اور شخص بولا کہ میری رائے یہ ہے کہ آپ یہیں ٹھہرے رہیں مگر اپنے کسی اہل کو اس طرف روانہ کریں اور اُسے فوج سے مدد دیں۔ عبدالملک نے کہا کہ اس کام کے لیے سوائے قریشی شخص کے اور کوئی مناسب نہیں ہے جو صاحب

Marfat.com

رائے ہو۔ بہت ممکن ہے کہ میں کسی ایسے شخص کو روانہ کروں کہ جو شجاع تو ہو مگر صاحب رائے نہ ہو۔ میں خود جنگ آزمودہ ہوں اور اگر ضرورت پڑے تو تلوار کا دھنی بھی۔ اُدھر مصعب بھی بہادر ہے اور بہادروں کے گھرانے سے ہے مگر فرق یہ ہے کہ وہ علم حرب سے واقف نہیں بلکہ آرام طلب ہے پھر اس کے ہمراہی اس کے مخالف ہیں اور میرے ساتھی میرے ہمدرد۔ الغرض جب اس نے جنگ کے لیے روانہ ہو جانے کا عزم کر لیا تو اپنی زوجہ عاتکہ بنت یزید بن معاویہ سے رخصت ہوا۔ وہ رونے لگی اور اس کی لونڈیاں بھی رونے پیٹنے لگیں۔ عبدالملک نے کہا کہ خدا بھلا کرے شاعر کُثیّر عزّۃ کا، ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا اس نے ہم کو دیکھ کر یہ کہا تھا۔ (ترجمہ شعر):

[جب وہ جنگ کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو ہار پہننے والی عفت مآب عورتیں اس کی ہمت کو نہیں توڑ سکتیں۔ اس نے اُسے منع کیا مگر اس نے دیکھا کہ اس کا منع کرنا اُسے جنگ سے باز نہیں رکھ سکتا تو وہ رو پڑی اور اس کی گریہ انگیز تکلیف کی وجہ سے اس کی لونڈی بھی گریہ وزاری کرنے لگی۔]

مختصر یہ کہ عبدالملک عراق کی طرف روانہ ہو گیا۔ اُدھر جب مصعب کو اس کی آمد کی اطلاع ہوئی تو وہ بصرہ میں تھا اس نے وہیں سے مہلب کے پاس پیغام بھیجا جو اس وقت خوارج سے جنگ کرنے میں مشغول تھا اور ایک قول یہ ہے کہ مصعب نے اُسے اپنے پاس ہی بلا لیا تھا۔ بہر حال مہلب نے مصعب سے کہا کہ آپ کو معلوم ہے کہ اہل عراق نے عبدالملک کو اور عبدالملک نے اہل عراق کو خطوط لکھے ہیں۔ اب بہتر یہ ہے کہ تم مجھ کو خود سے جدا نہ کرو۔ مصعب نے کہا کہ اہل بصرہ روانگی سے انکار کرتے ہیں جب تک کہ میں تم کو خوارج کی جنگ پر متعین نہ کر دوں جو سوق اہواز تک پہنچ گئے ہیں مگر مجھے یہ بات بھی ناگوار ہے کہ عبدالملک مجھ سے جنگ کرنے کے لیے آ پہنچا ہے اور میں اس کے مقابلے کے لیے نہ نکلوں۔ بہتر یہ ہے کہ تم اس سرحد پر میری مدد کرو چنانچہ وہ واپس چلا گیا اور مصعب کوفہ کی طرف روانہ ہو گیا۔ اس کے ہمراہ احنف بھی تھا جو کوفہ پہنچ کر انتقال کر گیا پھر مصعب نے ابراہیم ابن اشتر کو بلایا جو موصل اور جزیرہ کا حاکم تھا۔ جب وہ مصعب کے پاس پہنچ گیا تو مصعب اُسے اپنے مقدمۃ الجیش پر مقرر کر کے اجمیری ۱؎ میں جا کر خیمہ زن ہوا جو علاقۂ مسکن کے مقام اوانا کے قریب واقع ہے۔

عبدالملک بھی اپنے بھائی محمد بن مروان اور خالد بن عبداللہ بن خالد بن اسید کو مقدمۃ الجیش کے امراء مقرر کر کے روانہ ہوا وہ لوگ جا کر قرقیسیا میں خیمہ زن ہوئے اور زفر بن حارث الکلائی کا محاصرہ

Marfat.com

کرلیا۔ بعدازاں اس نے ان شرائط پر صلح کرلی جن کو ہم ان شاءاللہ بیان کریں گے۔ زفر نے اپنے بیٹے ہذیل کو بھی عبدالملک کے ہمراہ روانہ کیا وہ پہلے عبدالملک کے ساتھ تھا پھر مصعب سے جاملا تھا غرض کہ صلح ہوجانے کے بعد عبدالملک اپنے ہمراہیوں کو لے کر مسکن میں جاٹھیرا جو مصعب کے قیام گاہ کے قریب تھا۔ چنانچہ دونوں افواج کے مابین دو یا تین ہی فرسخ کا فاصلہ تھا۔ عبدالملک نے تمام اہل عراق کو خط لکھے ان کو بھی جنھوں نے ان کو خط لکھا تھا اور ان کو بھی جنھوں نے نہیں لکھا تھا اور ان سب کو بطور طعمہ کے اصفہان دے دیا۔

یہ بھی کہا جاتا ہے کہ جن لوگوں نے عبدالملک کو خط لکھا تھا انھوں نے اس سے اصفہان کی امارت طلب کی تھی چنانچہ عبدالملک نے یہ کہا تھا کہ آخر یہ اصفہان کیا چیز ہے کہ سب کے سب اسی کو طلب کرتے ہیں مگر ایک ابراہیم بن اشتر کے سوا سب نے اس کے خطوط کو پوشیدہ رکھا۔ خود ابراہیم نے وہ خط سربمہر مصعب کے حوالے کردیا۔ مصعب نے اسے پڑھا تو یہ لکھا ہوا تھا کہ عبدالملک نے اُسے بلایا ہے اور صوبۂ عراق دینے کا وعدہ کیا ہے، تب مصعب نے ان سے کہا کہ تمھیں خبر ہے کہ اس میں کیا لکھا ہے؟ ابراہیم نے کہا کہ نہیں۔ مصعب نے کہا کہ وہ تم کو فلاں فلاں چیز دیتا ہے اور اس طرح تم کو ترغیب دلاتا ہے۔ ابراہیم نے کہا مگر میں ایسا آدمی نہیں ہوں کہ غدر وخیانت کروں واللہ عبدالملک کے پاس شاید کوئی ایسا آدمی نہ ہوگا جو اس سے بہ نسبت میرے زیادہ مایوس وبدگمان ہو۔ عبدالملک نے تو تمھارے تمام اصحاب کے نام اسی طرح کے خط لکھے ہیں جیسا یہ مجھ کو لکھا ہے اب تم میری بات مانو اور ان سب اشخاص کی گردن ماردو۔

مصعب نے کہا کہ اگر میں نے ایسا کیا تو ان کے قبائل میرے خیرخواہ اور ہمدرد نہ رہیں گے۔ ابراہیم بن اشتر نے کہا کہ اگر ایسا ہے تو ان کو زنجیروں میں جکڑ کر کسریٰ کے قصر ابیض میں بھیج دو اور انھیں ایسے شخص کی نگرانی میں دے دو جو اگر تم مغلوب ہوجاؤ تو اور ان لوگوں کے قبائل تم سے علیحدہ ہوگئے تو ان کی گردنیں ماردو گے اور اگر تم غالب ہوئے تو ان پر احسان کرکے رہا کردو گے۔ مصعب نے جواب دیا کہ یہ رائے مجھے پسند نہیں خدا رحم کرے ابو بحر (احنف) پر وہ مجھے اہل عراق کے غدر ومکر سے ڈرایا کرتا تھا اور کہتا تھا کہ جس طرح ایک قحبہ ہر روز ایک نئے خاوند کی تلاش میں رہتی ہے اسی طرح اہل عراق ہر روز ایک نئے امیر کی تلاش میں رہتے ہیں۔

جب قیس بن ہیثم نے دیکھا کہ اہل عراق مصعب سے غدر وفریب پر آمادہ ہیں تو اس نے ان لوگوں سے کہا کہ تم پر خدا کی سنوار۔ خبردار اہل شام سے نہ ملو خدا کی قسم وہ تم کو اچھی طرح نہ جینے دیں

Marfat.com

گے اور تمھارے گھروں کو بھی تم پر تنگ کر دیں گے۔ واللہ میں نے دیکھا ہے کہ اہل شام کا سردار خلیفہ کے دروازے پر کھڑا ہوا یہ سوال کر رہا تھا کہ وہ اسے کسی حاجت سے روانہ کرے۔ ہم کو تم نے جنگوں میں دیکھ لیا ہے ہمارے ایک آدمی کا زادراہ چند اونٹوں پر ہوتا ہے اور ان کے اشراف اپنے گھوڑوں پر سوار ہو کر لڑتے ہیں اور ان کا زادراہ ان کے پیچھے بندھا ہوتا ہے مگر ان لوگوں نے اس کی بات نہ سنی۔

غرض کہ جب دونوں فوجیں ایک دوسرے کے مقابل ہوئیں تو عبدالملک نے بنوکلب کے ایک شخص کو مصعب کے پاس بھیجا اور اس سے کہا کہ جا کر اپنے بھانجے سے سلام کہو (کیونکہ مصعب کی ماں بنوکلب سے تھی) اور کہو کہ تم اپنے بھائی کے لیے دعوت دینا ترک کر دو اور میں اپنے لیے دعوت دینا ترک کر دیتا ہوں اور یہ کہ اس امر کا ایک مجلس شوریٰ کے ذریعے سے فیصلہ کیا جائے۔ مصعب نے پیغام بر سے کہا کہ ہمارے اور تمھارے درمیان تلوار ہی فیصلہ کرے گی۔ تب عبدالملک نے اپنے بھائی محمد اور مصعب نے ابراہیم بن اشتر کو اپنا اپنا مقدمۃ الجیش مقرر کیا اور فریقین میں مقابلہ ہوا جنگ میں محمد کا علمبردار مارا گیا۔ ادھر مصعب نے ابراہیم کو مدد دینا شروع کیا اور محمد کو اس کی جگہ سے ہٹا دیا یہ حالت دیکھ کر عبدالملک نے عبداللہ بن یزید کو اپنے بھائی کی مدد کے لیے بھیجا اور نہایت شدت سے لڑائی شروع ہوگئی۔ قتیبہ کا باپ مسلم بن عمرو الباہلی جو مصعب کے ہمراہیوں میں شامل تھا قتل ہوا۔ پھر مصعب نے ابراہیم کو عتاب بن ورقاء کے ذریعے سے مدد دی اس سے ابراہیم کو رنج ہوا اور اس نے کہا کہ میں نے کہا تھا کہ میری مدد کے لیے عتاب یا عتاب کے آدمیوں کو نہ بھیجنا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن ۔ عتاب لوگوں کو لے کر پیچھے ہٹ گیا کیونکہ اس نے عبدالملک سے خط و کتابت کر لی تھی اس کے پیچھے ہٹنے کے بعد ابن اشتر نے جم کر لڑنا شروع کیا مگر عبید بن میسرہ مولائے بنوعذرہ کے ہاتھوں قتل ہوا اور اس کا سر عبدالملک کے پاس بھیج دیا گیا۔

بعد ازاں اہل شام کے آگے بڑھنے پر مصعب نے ان کا مقابلہ کیا اور قطن بن عبداللہ الحارثی سے کہا کہ اے ابوعثمان اپنے سواروں کو آگے بڑھاؤ اس نے کہا میں نہیں چاہتا کہ بنومذحج بے فائدہ قتل ہوں پھر اس نے حجار بن ابجر سے کہا کہ اے ابواسید تم بھی اپنے سواروں کو بڑھاؤ اس نے پوچھا کہ ان بدبو انسانوں کی طرف؟ مصعب نے جواب دیا کہ جن کی طرف تم پیچھے ہٹ رہے ہو وہ ان سے بھی زیادہ بدبو ہیں۔ جب اس نے محمد بن عبدالرحمٰن بن سعید کو بھی ایسا ہی حکم دیا تو اس نے جواب دیا کہ ان لوگوں میں سے جب کسی نے ایسا نہیں کیا تو میں کیوں کروں؟ اس پر مصعب نے کہا کہ ہائے

Marfat.com

ابرہیم! آہ آج میرے پاس ابرہیم ہی نہیں۔ پھر ایک طرف متوجہ ہوا تو عروہ بن مغیرہ بن شعبہ کو دیکھا اسے قریب بلا کر کہا کہ مجھے یہ بتاؤ کہ حسینؓ ابن علیؓ نے ابن زیاد کے حکم سے روگردانی کے لیے کیا طریقہ اختیار کیا تھا۔ اس نے بیان کیا۔ اس پر مصعب نے یہ شعر پڑھا۔ (ترجمہ):

[ہاں طف میں بنو ہاشم کے لوگ ہیں جنھوں نے میری غمخواری کی ہے اور کریم النفس لوگوں کے لیے غمخواری کی سنت قائم کر دی ہے۔]

عروہ کہتا ہے کہ اس شعر کو سن کر مجھے معلوم ہو گیا ہے کہ اب مصعب وہاں سے بغیر مرے نہیں ہٹے گا۔

اس کے بعد محمد بن مروان نے مصعب کے قریب جا کر بلند آواز سے کہا کہ میں تمہارا چچیرا بھائی محمد بن مروان ہوں۔ امیر المومنین کی امان قبول کرو۔ مصعب نے جواب دیا کہ امیر المومنین مکے میں ہیں۔ (جس سے اس کی مراد اپنے بھائی عبداللہ بن زبیر سے تھی) محمد نے کہا کہ میں اس لیے کہتا ہوں کہ تمہارے آدمیوں نے تم کو چھوڑ دیا ہے مگر مصعب نے اس عرض احسان کو قبول نہ کیا۔ پھر محمد نے عیسیٰ بن مصعب بن زبیر کو پکارا۔ مصعب نے کہا کہ جاؤ دیکھو وہ تم سے کیا کہتا ہے۔ جب عیسیٰ، محمد کے پاس گیا تو موخر الذکر نے کہا کہ میں تمہارا اور تمہارے والد کا خیر خواہ ہوں اور تم دونوں کے لیے امان ہے۔ عیسیٰ اپنے باپ کے پاس گیا اور صورت حال سے اس کو آگاہ کیا۔ مصعب نے کہا کہ میں سمجھتا ہوں کہ وہ تم سے وفا کریں گے اگر تم ان کے پاس جانا چاہو تو چلے جاؤ۔ عیسیٰ نے کہا مگر میں یہ نہیں چاہتا کہ قریش کی عورتیں آپس میں باتیں کریں کہ میں نے آپ کو چھوڑ دیا ہے۔ مصعب نے کہا کہ اگر ایسا ہے تو اپنے ہمراہیوں سمیت اپنے چچا کے پاس چلے جاؤ اور اہل عراق نے جو کچھ کیا ہے ان کو اس سے مطلع کر دو۔ مجھے تم یہیں چھوڑ دو میں تو گویا مقتول ہوں۔ اس نے کہا کہ میں آپ کے متعلق اہل قریش کو کچھ بھی نہ بتاؤں گا لیکن اے باپ بصرہ چلیے کیونکہ وہ لوگ اب تک ہمارے مطیع ہیں۔ اگر نہیں تو امیر المومنین کے پاس چلے جائیے۔ مصعب نے کہا مگر میں نہیں چاہتا کہ قریش آپس میں تذکرہ کریں کہ میں میدان سے فرار ہو گیا۔ تم ذرا آگے بڑھ کر لڑو تب میں تم کو بہادر سمجھوں گا۔ اس پر عیسیٰ نے چند آدمیوں کے ساتھ آگے بڑھ کر لڑنا شروع کیا اور وہ اور اس کے تمام ساتھی مارے گئے۔ اہل شام میں سے ایک شخص عیسیٰ کا سر کاٹنے کے لیے آیا تو مصعب نے اس پر حملہ کر کے اس کو قتل کر دیا۔ لوگ اس کے

Marfat.com

سامنے سے چھٹ گئے۔ وہ واپس ہوگیا اور پھر پلٹ کر حملہ کیا اور لوگ پھر پلٹ گئے۔ عبدالملک نے اُسے امان دی اور کہا کہ مجھ پر یہ امر گراں گذرتا ہے کہ تم قتل کیے جاؤ۔ میری بات مانو۔ میں مال اور عمل میں تم ہی کو عامل بناتا ہوں مگر مصعب نے انکار کیا اور پھر لڑنے لگا۔ اس پر عبدالملک نے کہا کہ واللہ یہ تو ویسا ہی ہوا جیسا کہ شاعر کہتا ہے (ترجمہ شعر):

[بہت سے مسلح آدمی ہیں کہ جو اس سے مقابلہ کرنے سے گھبراتے ہیں نہ تو وہ بہت
ہی سخت لڑنے والا ہے اور نہ خود کو دشمن کے سپرد کرتا ہے۔]

پھر مصعب اپنے سراپردے میں داخل ہوا، خوشبو لگائی، سراپردہ کو گرا دیا اور پھر باہر نکل کر لڑنے لگا۔ عبیداللہ بن زیاد بن ظبیان نے اس کے پاس جا کر اس کو دست بدست جنگ کے لیے دعوت دی تو اس نے کہا کہ میرے سامنے سے دور ہو جا، کیا مجھ جیسا شخص تجھ جیسے آدمی سے بھی لڑا کرتا ہے۔ اس نے مصعب پر حملہ کیا اور تلوار کا ایک ایسا ہاتھ دیا کہ وہ خود کو چیرتی ہوئی اُسے زخمی کر کے نکلی۔ مصعب وہاں سے واپس ہوا اور اپنا سر باندھنے لگا۔ لوگوں نے مصعب کو چھوڑ دیا اور اس کا ساتھ ترک کر دیا۔ آخر اس کے ساتھ صرف سات آدمی رہ گئے۔ پھر اس پر ہر طرف سے تیروں کی بوچھاڑ کی گئی اور اس کے بہت سے زخم آئے پھر وہ عبیداللہ بن زیاد بن ظبیان کی طرف گیا اور اس پر تلوار کا وار کیا مگر ضعف اور کثرت زخم کی وجہ سے کچھ نہ کر سکا۔ اس کے جواب میں ابن ظبیان نے ایک ہی وار میں اُسے قتل کر دیا۔

یہ بھی کہا جاتا ہے کہ یہ ہوا تھا کہ زائدہ بن قدامہ ثقفی نے اُسے بھانپ کر اُس پر یہ کہتے ہوئے نیزے سے حملہ کیا کہ "یہ مختار کے خون کا بدلہ ہے۔" اور اُسے زمین پر گرا دیا۔ پھر عبیداللہ بن زیاد بن ظبیان نے اس کا سر کاٹ کر عبدالملک کے سامنے پیش کیا اور اُسے اُس کے سامنے ڈال کر یہ شعر پڑھا:

[ہم بادشاہوں سے اپنا حق طلب کرتے ہیں مگر وہ ہمارے ساتھ انصاف نہیں کرتے
اور ان کا خون ہمارے لیے حرام نہیں ہے۔]

عبدالملک نے اس سر کو سجدہ کیا۔ ابن ظبیان کا بیان ہے کہ جب میں نے عبدالملک کو سجدہ کرتے ہوئے دیکھا تو میرے دل میں خیال آیا کہ اُسے بھی سجدے ہی میں قتل کر دوں اور اس طرح عرب کے دو بادشاہوں کا قاتل ہو جاؤں اور آخر لوگوں کو ان دونوں کی آفتوں سے نجات دوں۔ عبدالملک کا قول ہے کہ میں نے سوچا کہ میں ظبیان کو بھی قتل کر دوں اور اس طرح نہایت خوں ریز شخص

Marfat.com

کوایک نہایت دلیر آدمی کے بدلے قتل کردوں۔ عبدالملک نے ابن ظبیان کوایک ہزار دینار انعام دیا تو اس نے کہا کہ میں نے مصعب کو تمہاری اطاعت کی وجہ سے قتل نہیں کیا بلکہ اپنے بھائی نابی ابن زیاد کے بدلے میں قتل کیا ہے اور اسی بنا پر اس نے اس انعام میں سے کچھ بھی لینے سے انکار کردیا۔

مصعب دریائے دجیل کے پاس دیر جاثلیق میں قتل ہوا اور عبدالملک کے حکم سے اُسے اوراس کے بیٹے عیسیٰ دونوں کو دفن کردیا گیا۔عبدالملک نے کہا کہ ہم دونوں زمانہ قدیم میں ایک دوسرے کی عزت کرتے تھے مگر سلطنت بانجھ ہوتی ہے۔

نابی کے قتل کا سبب یہ ہوا تھا کہ وہ اور بنو نمیر کا ایک شخص دونوں راہ زنی کیا کرتے تھے دونوں کومصعب کے صاحب الشرط مطرف بن سیدان الباہلی کے پاس پیش کیا گیا۔اس نے نابی کو قتل کردیا اور نمیری کو زدوکوب کر کے رہا کردیا۔ جب مصعب نے مطرف کو شرط سے معزول کر کے اہواز کا حاکم مقرر کیا تو عبیداللہ ایک جماعت کو ساتھ لے کر مطرف کی طرف گیا اور اُسے قتل کردیا۔مصعب نے مکرم بن مطرف کو عبیداللہ کے تعاقب کے لیے روانہ کیا۔عبیداللہ بھی اُدھر سے روانہ ہوکر مطرف کی فوج کی طرف آیا۔ یہ بات اس کی طرف منسوب کی جاتی ہے حالانکہ وہ اس وقت تک عبدالملک سے جاملا تھا۔نابی کے قتل کے متعلق اور روایات بھی ہیں۔

جب مصعب کا سر عبدالملک کے پاس گیا تو اس نے اس کی طرف دیکھ کر کہا کہ بھلا تجھ سے آدمی کو کوئی قریشی عورت اب کب کھانا کھلا سکے گی۔ کیونکہ جن دنوں یہ دونوں مدینے میں تھے تو وہ دونوں حتی نامی عورت کے پاس آیا جایا کرتے تھے۔جب اس کو مصعب کے قتل کی خبر ملی تو اس نے کہا کہ خدا کرے کہ اس کا قاتل ہلاک ہو۔اُسے بتایا گیا کہ قاتل عبدالملک ہے تو اس نے کہا کہ قاتل و مقتول پر میرے ماں باپ فدا ہوں۔ بعدازاں عبدالملک بن مروان نے عراق کی فوج کو اپنی بیعت کی دعوت دی اوران لوگوں نے بیعت کرلی پھر وہاں سے کوفہ کی طرف روانہ ہوا۔چالیس دن تک نخیلہ میں مقیم رہا۔ ایک مرتبہ کوفے میں تقریر کی جس میں نیکی کرنے والے سے حسن سلوک کا وعدہ کیا اور بدی کرنے والے کو وعید کی اور کہا کہ جو زنجیر عمرو بن سعید کے گلے میں ڈالی گئی تھی میرے پاس موجود ہے۔اب میں اُسے سوائے ایک سخت مزاج شخص کے کسی اور کے گلے میں نہ ڈالوں گا اور اس شخص سے اُسے ہرگز جدا نہیں کروں گا۔اب ہر شخص اپنے اپنے نفس کا خود محافظ ہے اور اپنے اپنے خون کا حریص۔ والسلام۔

Marfat.com

پھر اس نے لوگوں کو اپنی بیعت کے لیے بلایا اور لوگوں نے بیعت کر لی۔ جب بنو قضاعہ اس کے پاس گئے تو ان سے اس سے کہا کہ تم لوگ تو تھوڑے سے تھے تم اور بنو مضر کس طرح مطیع ہو گئے؟ عبداللہ بن یعلی النہدی نے جواب دیا کہ ہم ان لوگوں سے زیادہ عزیز و غالب ہیں اور آپ اور آپ کے اُن ہمراہیوں سے جو ہم میں سے ہیں زیادہ صاحب قوت ہیں۔ پھر بنو مذحج آئے تو ان سے کہا کہ اپنے بھانجے (یعنی یحییٰ بن سعید۔ کیونکہ اس کی ماں مذحجیہ تھی) کو میرے پاس لاؤ۔ انھوں نے پوچھا کیا آپ نے اُسے امان دی؟ عبدالملک نے کہا کیا تم لوگ بھی شرائط طلب کرتے ہو؟ اس کے جواب میں ان میں سے ایک شخص نے کہا کہ ہم آپ سے شرط طلب نہیں کرتے بلکہ آپ سے اسی طرح ناز کرتے ہیں جس طرح بیٹا باپ سے کرتا ہے۔ عبدالملک نے کہا ہاں ضرور تم وہ قبیلہ ہو جو زمانۂ جاہلیت میں شہسوار تھے اچھا اُسے حاضر کرو اس کے لیے امان ہے۔ چنانچہ یحییٰ بن سعید کوفے آئے اور اس نے عبدالملک سے بیعت کر لی۔ اس کے بعد بنو عدوان آئے۔ انھوں نے اپنے آگے ایک حسین اور خوبصورت شخص کو بھیجا۔ عبدالملک نے یہ اشعار پڑھے۔ (ترجمہ شعر):

[بنو عدوان کا کہنا یہ ہے کہ وہ زمین کے سانپ تھے۔ ایک دوسرے کے باغی
اور پرواہ نہ کرنے والے نگران میں اچھے اور وعدہ وفا کرنے والے سردار بھی تھے۔]

یہ کہہ کر وہ اس خوبصورت آدمی سے مخاطب ہو کر کہنے لگے کہ ہاں آگے کہو اس نے کہا کہ میں نہیں جانتا۔ اس پر معبد ابن خالد الجدلی نے جو اس کے پیچھے تھا یہ اشعار کہے۔ (ترجمہ شعر):

[اور ان میں سے ایک شخص حکم ہوتا تھا جس کی حکم عدولی نہیں کی جاتی تھی اور ان میں
ایسے لڑکے تھے جو نسب خالص کی سیرت سے آراستہ تھے۔]

عبدالملک اس خوبصورت شخص کی طرف ملتفت ہو کر پوچھنے لگا کہ یہ شخص کون ہے اس نے کہا کہ میں نہیں جانتا۔ اس پر معبد جو پیچھے کھڑا تھا کہا کہ یہ ذوالاصبع ہے۔ عبدالملک نے اس خوبصورت شخص سے سوال کیا کہ تیرا نام ذوالاصبع کیوں رکھا گیا۔ کہا کہ میں نہیں جانتا۔ معبد نے جواب دیا کہ اس لیے کہ ایک سانپ نے اس کی اُنگلی کو بالکل کاٹ دیا تھا۔ عبدالملک نے اس خوبصورت آدمی سے پوچھا کہ اس کا اصلی نام کیا ہے اس نے کہا کہ میں نہیں جانتا۔ معبد نے جواب دیا کہ حرثان بن حارث۔ عبدالملک نے خوبصورت آدمی سے پوچھا کہ وہ تمہاری کس جماعت میں سے ہے۔ کہا کہ میں نہیں

Marfat.com

جانتا۔معبد نے بتلایا کہ بنوناج میں سے۔پھر عبدالملک نے اس خوبصورت آدمی سے سوال کیا کہ تمہاری آمدنی کیا ہے۔کہا سات سو۔معبد سے پوچھا تمہاری کیا ہے۔کہا تین سو۔اس پر عبدالملک نے اپنے کاتب سے کہا کہ معبد کے نام پر سات سو لکھ دو اور اس شخص کے مشاہرے میں سے چار سو کم کر دو۔

اس کے بعد بنوکندہ آئے۔عبدالملک نے عبداللہ بن اسحاق بن اشعث کو دیکھ کر اس کے متعلق اپنے بھائی بشر بن مروان کو ہدایت کی۔

پھر داؤد بن قحذم، بکر بن وائل کی ایک بڑی جماعت کو لے کر آیا اور وہ لوگ داؤدی قبا پہنے ہوئے تھے جو اُسی کے نام سے موسوم تھیں۔عبدالملک اس سے مخاطب ہوا پھر وہ اٹھ کر چلا اور سب لوگ بھی اس کے ساتھ ہی چل کھڑے ہوئے۔عبدالملک نے کہا کہ یہ ایسے فاسق لوگ ہیں کہ اگر ان کا یہ سردار نہ آتا تو ان میں سے ایک بھی میری طاعت قبول نہ کرتا۔

اس کے بعد عبدالملک نے قطن بن عبداللہ الحارثی کو والی کوفہ مقرر کیا مگر بعد میں اُسے معزول کر کے اپنے بھائی بشر بن مروان کو مقرر کیا۔پھر محمد بن عمیر الہمدانی کو ہمدان اور یزید بن رویم کو رے پر مقرر کیا۔جن اشخاص سے اس نے اصفہان پر مقرر کیے جانے کا وعدہ کیا تھا کوئی بھی پورا نہ کیا۔اس نے کہا کہ میرے پاس ان فاسقوں کو لاؤ جنھوں نے شام و عراق میں تہلکہ و فساد مچا رکھا تھا۔ اس سے کہا گیا کہ ان لوگوں کو ان کے قبائل کے روسأ نے پناہ دے رکھی ہے۔اس نے کہا کہ کیا کوئی شخص میرے برخلاف بھی کسی کو پناہ دے سکتا ہے۔عبداللہ بن یزید بن اسد والد خالد القسری اور یحیٰ بن معبوف الہمدانی نے علی بن عبداللہ بن عباس کے پاس پناہ لی تھی اور ہذیل بن زفر حارث (جو عبدالملک کے ساتھ تھا جیسا کہ آگے آئے گا) اور عمرو بن یزید الحکمی نے خالد بن یزید کے پاس پناہ لی تھی۔جب عبدالملک نے ان کو امان دے دی تو وہ باہر آئے۔عمرو بن حریث نے عبدالملک کے لیے بہت سا کھانا تیار کر رکھا تھا۔اس نے اس کو خورنق [2] بھیج دیا اور لوگوں کو اندر داخل ہونے کی عام اجازت دے دی۔لوگ اندر گئے اور اپنی اپنی جگہ پر بیٹھ گئے پھر عمرو بن حریث آیا تو اُسے اس نے اپنے تخت پر بیٹھا لیا اس کے بعد دستر خوان بچھائے گئے اور سب نے کھانا کھایا۔عبدالملک نے کہا کہ ہماری زندگی کیسی عمدہ ہے کاش کہ یہ دوامی ہوتی مگر جیسا کہ کوئی کہہ گیا ہے۔(ترجمہ شعر):

[اے امیہ ہر نئی چیز ہلاکت کی طرف جاتی ہے اور ایک نہ ایک دن ہر شخص ایسا

Marfat.com

ہو جائے گا کہ اس کے متعلق کہا جائے کہ وہ تھا۔]

جب لوگ کھانے سے فارغ ہو گئے تو عبدالملک نے عمرو بن حریث کو ساتھ لے کر تمام قصر میں گشت لگایا معائنہ کے دوران میں اس سے پوچھتا جاتا تھا کہ یہ مکان کس کا ہے اور کس نے بنایا ہے اور عمرو بتلاتا جاتا تھا اس پر عبدالملک نے کہا۔ (ترجمہ اشعار):

[اے انسان! ذرا سوچ سمجھ کر کام کیا کر کیونکہ تو فنا ہونے والا ہے۔ اپنے نفس سے
بخل کیا کر۔ جو بات ہو چکی ہے گویا تھی ہی نہیں اور جو بات ہونے والی ہے ایسی ہے کہ جیسے
کبھی تھی، مگر اب نہیں۔]

جب عبداللہ بن خازم کو معلوم ہوا کہ مصعب، عبدالملک سے جنگ کرنے کے لیے روانہ ہوا ہے تو اس نے پوچھا کیا اس کے ساتھ عمیر بن عبیداللہ ابن معمر بھی ہے؟ کہا گیا نہیں۔ اُسے اس نے فارس پر عامل مقرر کیا ہے۔ پھر پوچھا کہ کیا اس کے ہمراہ مہلب بھی ہے۔ کہا گیا کہ نہیں۔ اسے اس نے خوارج پر تعینات کیا ہے۔ پوچھا کہ عباد بن حصین اس کے ساتھ ہے؟ کہا گیا کہ اُسے بصرہ پر مامور کیا ہے۔ عبداللہ نے کہا اور میں خراسان میں ہوں۔ (ترجمہ شعر):

[اے کفتار مجھے پکڑ لے اور کھینچ کر لے جا اور ایک ایسے شخص کا شکار کرنے سے خوش
ہو جسے کوئی مددگار نہیں ملا۔]

جب مصعب قتل ہو گئے تو عبدالملک نے اس کا سر کوفہ بھیج دیا یا شاید اپنے ہمراہ اُسے وہاں لے گیا۔ بعد میں اسے اپنے بھائی عبدالعزیز بن مروان کے پاس مصر بھیج دیا تھا۔ اس نے اس سر کو اور ناک کو تلوار سے کٹا ہوا دیکھ کر کہا کہ قسم ہے خدا کی کہ وہ ان لوگوں میں سب سے زیادہ خوش خلق سب سے زیادہ دلاور اور سخی تھا۔ پھر اُسے شام بھیج دیا جہاں اُسے دمشق میں دفن کر دیا گیا۔ لوگوں نے چاہا کہ اسے تمام شام میں گشت کرائیں مگر یزید بن عبدالملک کی والدہ یعنی عبدالملک بن مروان کی زوجہ عاتکہ بنت یزید بن معاویہ نے اسے لے لیا اور غسل دے کر دفن کر دیا اور کہا کہ تم لوگ اس کے ساتھ یہ کچھ کر چکے ہو کیا تم اب بھی خوش نہیں ہو اور چاہتے ہو کہ اسے شہروں میں پھرایا جائے یہ سخت بیہودگی ہے۔ قتل ہونے کے وقت مصعب کی عمر چھتیس برس کی تھی۔

ایک دن عبدالملک نے اپنے ہم نشینوں سے سوال کیا کہ سب سے زیادہ دلاور شخص کون

Marfat.com

ہے؟ انھوں نے جواب دیا کہ امیر المومنین۔عبدالملک نے کہا نہیں اس کے سوا اور کوئی نام بتاؤ۔انھوں نے کہا عمیر بن حباب۔عبدالملک نے کہا خدا کی اس پر لعنت ہو۔کپڑوں کا چور اور ان پر لڑ مرنے کو اپنے نفس اور دین سے زیادہ عزیز رکھنے والا۔جلیسیوں نے کہا کہ وہ نہیں تو شبیب (خارجی)۔عبدالملک نے کہا کہ حروریوں کا بھی ایک خاص ڈھنگ ہے۔ان لوگوں نے پوچھا کہ پھر کون ہے۔عبدالملک نے جواب دیا کہ مصعب۔قریش کی دو شریف عورتیں اس کے نکاح میں تھیں۔سکینہ بنت حسینؓ اور عائشہ بنت طلحہ۔پھر وہ سب سے زیادہ مالدار بھی تھا۔میں نے اسے امان دے دی تھی اور عراق پر مقرر کر دینے کا وعدہ بھی کیا تھا۔اُسے معلوم تھا کہ میں اپنی محبت و دوستی کی بناء پر اسے ضرور پورا کروں گا مگر اسے غیرت آئی اس لیے اس نے انکار کر دیا اور جنگ کرنے لگا۔آخر مارا گیا۔ایک شخص نے کہا کہ مصعب نبیذ پیتا تھا۔عبدالملک نے جواب دیا کہ یہ اس کے حصول مروت سے قبل کا واقعہ ہے، جب سے اس نے مروت حاصل کر لی تھی تو اگر اُسے معلوم ہوتا کہ یہ پانی اس کی مروت کو نقصان پہنچاتا ہے تو وہ اسے ہرگز نہ چکھتا۔قیشر اسدی کہتا ہے (ترجمہ اشعار):

[مصعب نے ذلت کو رد کر کے اپنی آبرو بچائی، وہ ایک کریم النفس کی موت مرا۔ جس کے اخلاق و عادات کی عیب جوئی نہیں ہوتی۔اگر وہ چاہتا تو اس ذلت کو قبول کر لیتا جو اس شخص نے پیش کی تھی جو اس کے جذبات حمیت کو منکر کرنا چاہتا تھا۔مگر پھر دنیا میں وہ ایسی زندگی گذارتا کہ لوگ اس کی ہجو ہی کرتے مگر وہ گذر گیا اور ایسی حالت میں گذرا کہ بجلی اس کو چمکار رہی تھی۔کبھی اس سے مشورہ اور کبھی معانقہ کرتی۔وہ ایک کریم النفس کی موت مرا۔اس کی مذمت نہیں ہوئی اور نہ کبھی اس کو قالین اور فرش پر عیش کرنے کا موقعہ ملا۔]

عرفجہ بن شریک کہتا ہے۔(ترجمہ اشعار):

[ابن مروان کو کیا ہو گیا ہے۔خدا اسے اندھا کر دے اور اسے کوئی اچھی چیز یا مال غنیمت ہمدست نہ ہو۔حالانکہ ابن مروان کے سواروں نے ایک دلیر، جنگ جو اور شریف انسان کو قتل کر دیا ہے۔اے ابن حواری ﷺ! تمہارے پاس کتنی ایسی نعمتیں ہیں کہ اگر کسی اور کے پاس ہوتیں تو وہ اسی میں مشغول ہو جاتا۔تم نے ہر طرح کی سختی برداشت کی۔قاعدہ ہے کہ کریم النفس آدمی ہر بار کو برداشت کر لیتا ہے۔]

Marfat.com

عبداللہ بن زَبِیر الاسدی (زبیر حرف زا کے زبر اور با کے زیر سے ہے) ابراہیم بن اشتر کے بارے میں کہتا ہے۔(ترجمہ اشعار):

[جب ایک چاندنی رات واپس آئے گی تو میں بنو مذحج کے نوجوان کو روؤں گا۔ اگرچہ وہ لوگ خود نہیں روئے۔ایسے جوان کے لیے روؤں گا جو جنگ کی تلخی سے ناواقف نہ تھا اور جنگ میں اس نے خوف زدہ لوگوں کی کبھی پیروی نہیں کی۔اس کے قتل سے قبیلۂ قحطان کی ناکیں اونچی ہوگئیں اور بنونزار کی ناک تو بالکل ہی کٹ گئی۔بعض آدمی اپنے امیر سے خیانت کرتے ہیں مگر ابراہیم نے جان دینے میں بھی مصعب سے خیانت نہ کی۔]

مصعب کے قتل کے وقت مہلب آٹھ مہینے سے مقام سولاف میں ازارقہ سے جنگ کرنے میں مصروف تھا۔ جو فارس میں سمندر کے کنارے پر ایک شہر ہے۔مہلب سے پہلے ازارقہ کو مصعب کے قتل کی خبر ہوگئی تھی۔انھوں نے چیخ چیخ کر مہلب کے ہمراہیوں سے پوچھا کہ مصعب کے متعلق کیا رائے ہے؟انھوں نے جواب دیا کہ وہ ہمارے امیر ہدایت ہیں اور دنیا اور آخرت میں وہ ہمارے اور ہم ان کے دوست ہیں۔ازارقہ نے پوچھا کہ عبدالملک کے بارے میں تم کیا کہتے ہو؟ جواب دیا کہ وہ مطعون کا بچہ ہے۔ہم خدا سے اس سے برأت طلب کرتے ہیں۔اس کا خون ہمارے لیے تمہارے خون سے بھی زیادہ حلال ہے۔ انھوں نے کہا کہ عبدالملک نے مصعب کو قتل کردیا ہے اور کل تم عبدالملک کو اپنا امام بنالو گے۔دوسرے دن مہلب اور اس کے ہمراہیوں نے مصعب کے قتل کا حال سنا اور مہلب نے اپنے ہمراہیوں سے عبدالملک بن مروان کے لیے بیعت لی۔اس پر خوارج نے پکار کر کہا کہ اے اللہ کے دشمنو۔اب تم مصعب کے بارے میں کیا کہتے ہو؟انھوں نے جواب دیا۔کہ خدا کے دشمنو ہم تم کو نہیں بتائیں گے۔انھوں نے یہ اس لیے کہا تھا کہ وہ اپنے نفوس سے جھوٹ نہیں بول سکتے تھے اس پر خوارج نے سوال کیا کہ تم عبدالملک کے متعلق کیا کہتے ہو؟ کہا کہ وہ ہمارے خلیفہ ہیں۔یہ قول اس لیے تھا کہ وہ ان کی بیعت کر ہی چکے تھے لہٰذا ایسا کہنے کے سواء اور کوئی صورت نہ تھی۔خوارج نے کہا۔اے اللہ کے دشمنو۔کل تو تم اسے سے دنیا و آخرت میں بری ہو رہے تھے کہ اور آج وہ تمہارا امام ہوگیا ہے۔حالانکہ اس نے تمہارے اس امیر کو قتل کردیا ہے جس کو تم اپنا ولی اور والی سمجھتے تھے۔اب یہ بتلاؤ کہ ان میں سے کون سا ہدایت پر ہے اور کون باطل ہے؟انھوں نے جواب دیا کہ اے اللہ کے

Marfat.com

دشمنو! ہم اسی پر راضی ہیں۔ اس وقت تو وہ ہمارے امر کے متولی تھے مگر اب یہ ہیں۔خوارج نے کہا ”نہیں واللہ تم لوگ اخوان الشیاطین ہو اور دنیا کے بندے ہو۔

اب رہا عبداللہ بن زبیر کا معاملہ، جب ان کو اپنے بھائی معصب کے قتل کی اطلاع ہوئی تو انھوں نے کھڑے ہو کر لوگوں کے سامنے تقریر کی جس میں کہا

”تمام تعریف اس خدا کے لیے ہے جو خلق وامر کا والی ہے۔وہ جسے چاہتا ہے ملک کا مالک بنا دیتا ہے اور جس سے چاہتا ہے چھین لیتا ہے۔وہ جسے چاہتا ہے عزت دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے ذلیل کرتا ہے۔ہاں مگر جس کے ساتھ حق ہو۔خدا اُسے ذلیل نہیں کرتا گو کہ وہ تنہا ہی ہو اور اس شخص کو عزت نہیں دیتا جو شیطان کا مطیع ہو۔گو کہ اس کے ساتھ سب ہی ہوں۔ہمارے پاس عراق سے ایک خبر آئی ہے جس نے ہم کو غمگین بھی کیا ہے اور خوش بھی۔یعنی ہم کو مصعب کے قتل کی خبر ملی ہے۔جس بات سے ہمیں خوشی ہوئی ہے وہ یہ ہے کہ وہ شہید ہوا اور جس سے رنج ہوا وہ یہ ہے کہ ایک عزیز کے فراق سے دوسرے کو صدمہ ہوتا ہے اور اس کے بعد ایک صاحب رائے شخص صبر کی طرف رجوع کرتا ہے۔مصعب اللہ کے بندوں میں سے ایک بندہ تھا اور میرے مددگاروں میں سے ایک مددگار تھا۔ہاں اہل عراق اہل غدر ونفاق ہیں۔انھوں نے اسے چھوڑ دیا اور تھوڑی قیمت کے عوض فروخت کر دیا۔اگر وہ قتل ہو گیا ہے تو ہم بھی اپنے مکانات میں نہیں مریں گے جیسے کہ ابوالعاص کی اولاد مرتی ہے کیونکہ نہ ان کا کوئی شخص زمانہ جاہلیت میں قتل ہوا اور نہ اسلام میں۔ہم مریں گے نہیں جب تک کہ نیزوں سے ٹکڑے ٹکڑے نہ ہو جائیں۔ہم صرف تلواروں کے سائے میں مریں گے۔دنیا ایک مستعار شے ہے جو اس بلند و برتر بادشاہ کی طرف سے ملی ہے جس کی سلطنت کو زوال نہیں اور جس کا ملک کبھی تباہ نہیں ہوتا۔اگر وہ سامنے آتی ہے تو میں ایک مشتاق خواہشمند کی طرح اسے پکڑتا نہیں اور اگر پشت پھیر کر جاتی ہے تو اس پر ایک ذلیل نکمے کی طرح گریہ وبکا نہیں کرتا۔میں تم سے نہیں کہتا ہوں اور خدا سے تمہارے اور اپنے لیے استغفار کرتا ہوں۔“

خالد بن عبداللہ کی ولایت بصرہ

Marfat.com

اس سال حمران بن ابان اور عبید اللہ بن ابی بکرہ میں ولایت بصرہ کے متعلق تنازع ہو۔ابن ابی بکرہ کہتا تھا کہ میں تجھ سے بڑا آدمی ہوں کیونکہ میں جنگ جفرہ میں خالد کے آدمیوں پر زرومال خرچ کرتا تھا۔حمران سے کہا گیا کہ تم ابن ابی بکرہ کا مقابلہ نہ کرسکو گے۔اس لیے عبداللہ بن اُھیم سے مدد لو۔ چنانچہ وہ اسی کی مدد سے بصرہ پر غالب ہوگیا اور عبداللہ کو صاحب الشرطہ مقرر کیا۔حمران کو بنوامیہ کے نزدیک بہت کچھ قدرومنزلت حاصل تھی۔یہ تنازع مصعب کے قتل کے بعد واقع ہوا تھا جب اس کے قتل کے بعد عبدالملک عراق پر غالب آگیا تو اس نے خالد بن عبداللہ بن خالد بن اُسید کو والی بصرہ مقرر کیا۔مگر اس نے عبیداللہ بن ابی بکرہ کو اپنی طرف سے وہاں بھیج دیا۔جب عبیداللہ حمران کے پاس پہنچا تو اس سے کہا کہ دیکھو اب میں آگیا ہوں اب تم والی نہیں ہو۔چنانچہ خالد کی آمد تک عبیداللہ وہاں حاکم رہا جب عبدالملک فارغ ہوا تو شام واپس چلا گیا۔

عبدالملک اور زفر بن حارث

قرقیسیا کی طرف زفر کی روانگی، اس پر حملہ کی غرض سے بنوقیس کا اجتماع، راہط پر اس کے غلبہ پانے کا سبب اور جو کچھ اس کے بعد گذرا ہم نے سب کچھ راہط کے واقعہ میں بیان کر دیا ہے۔ابن مروان بن الحکم نے وفات پائی اور اس کی جگہ اس کا بیٹا عبدالملک جانشین ہوا تو اس نے والیِ حمص آبان بن عقبہ بن ابی معیط کے نام یہ حکم بھیجا کہ وہ زفر کی جانب روانہ ہوجائے۔آبان روانہ ہوا اس کے مقدمتہ الجیش پر عبداللہ بن زمیت طائی تھا۔آبان کے پہنچنے سے پہلے ہی عبداللہ نے زفر پر حملہ کردیا جس میں اس کے بہت سے ہمراہی مارے گئے۔جن کی تعداد تین سو تھی۔آبان نے اس کو اس عجلت پر ملامت کی اور آبان نے خود وہاں پہنچ کر زفر پر حملہ کیا۔اس کا بیٹا وکیع بن زفر جنگ میں کام آیا اور بنو طے نے زفر کے اسباب اور اس کی عورتوں پر قبضہ کرلیا۔محمد بن حصین بن نمیر نے انھیں مانگ لیا اور انھیں قرقیسیا میں زفر کے پاس بھیجا۔اس واقعہ کے متعلق زفر کہتا ہے۔(ترجمہ اشعار):

[وہ حصین کی رسی سے مربوط ہوگئیں اگر وہ نہ ہوتا تو ان کے درمیان بہت سی وادیاں اور سبزہ زار حائل ہوجاتے۔ ہمارے اور تمہارے اجداد ایک ہی تھے اور میں تمہارا ہمیشہ شکر گزار رہوں گا۔]

Marfat.com

زفر کے متعلق مشہور ہے کہ وہ کندہ میں سے تھا۔اس کے بعد عبدالملک نے مصعب کے مقابلے کے لیے جانے کا ارادہ کیا اور قرقیسیا پہنچا۔اس قلعہ میں زفر کا محاصرہ کیا گیا اور اس پر منجنیقیں نصب کی گئیں۔زفر نے حکم دیا کہ عبدالملک کے لشکر سے پوچھا جائے کہ منجنیقیں کیوں لگائی گئی ہیں؟اس کے جواب میں انھوں نے کہا کہ ہم چاہتے ہیں کہ دیواروں میں شگاف کریں اور تم سے جنگ کریں۔زفر نے جواب دیا کہ ہم تم سے دیواروں کے پیچھے ہو کر نہیں لڑنا چاہتے بلکہ باہر نکلتے ہیں۔اسی اثناء میں ایک منجنیق نے شہر کے اس برج میں شگاف کر دیا جو حریث بن بحدل کے قریب تھے اس پر زفر نے کہا۔(ترجمہ شعر):

[ابن بحدل کی منجنیق نے میرا یہ حال کر دیا ہے کہ میں اڑتی ہوئی چڑیا سے بھی ڈر کے بھاگتا ہوں۔]

خالد بن یزید بن معاویہ، زفر کے مقابلے میں سب سے بڑھ چڑھ کر لڑ رہا تھا چنانچہ بنی کلاب کے لوگوں میں سے ایک نے جو زفر کے ساتھ تھے کہا کہ میں خالد سے ایک ایسی بات کہوں گا جس سے وہ اپنے اس کام سے باز آجائے گا۔چنانچہ جب صبح ہوئی اور خالد جنگ کے لیے (حسب معمول) باہر آیا تو کلابی شخص نے کہا۔

ماذا ابتغاء خالد وهمهٔ اذا سلب ملک و نیکت امهٔ

[جب کہ حکومت چھن گئی اور اس کی ماں سے مقاربت کی گئی تو اب خالد اس معاملے میں اس قدر جدوجہد کیوں کر رہا ہے۔]؟

اس کے بعد وہ نادم ہو کر واپس چلا گیا اور دوبارہ مقابلے کے لیے نہ آیا۔

بنو کلب نے عبدالملک سے کہا کہ جب ہم زفر سے مقابلہ کرتے ہیں تو آپ کے قیسی عرب خود شکست کھا جاتے ہیں۔بہتر یہ ہے کہ آپ ان کو ہمارے ہمراہ نہ رکھیں۔اس نے ایسا ہی کیا۔قیسی عربوں نے اپنے تیروں پر لکھ دیا کہ ''کل کوئی مضری تمہارا مقابلہ نہ کرے گا۔'' قرقیسیا کی طرف پھینک دیا۔صبح ہوئی زفر نے اپنے بیٹے ہذیل کو بلایا۔(اسی لڑکے کے نام پر اس کی کنیت تھی اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اس کی کنیت ابوالکوثر تھی) اور کہا کہ تم ان کے مقابلے کے لیے روانہ ہو جاؤ اور بڑی سختی سے ان کا مقابلہ کرو۔عبدالملک کے خیمے تک پہنچنے سے قبل ہرگز واپس نہ آنا اگر تم اس کے خیمے کی طنابیں توڑے بغیر واپس آگئے تو میں تم کو ضرور قتل کر دوں گا۔ہذیل نے اپنے سواروں کو جمع کر کے ان پر دھاوا کیا۔

Marfat.com

کچھ دیر تک تو وہ بہادری سے لڑتے رہے مگر آخر کار بھاگ کھڑے ہوئے۔ہذیل نے اپنے سواروں کو لے کر ان کا تعاقب کیا یہاں تک خیمے کی طنابوں کو روند ڈالا۔اور ان کا کچھ حصہ کاٹ دیا وہاں سے اپنے باپ کے پاس واپس آ گیا۔زفر نے ہذیل کے سر کو بوسہ دیا اور کہا کہ اس کے بعد عبدالملک تم کو ہمیشہ محبوب رکھے گا۔ہذیل نے کہا کہ اگر آپ فرماتے کہ میں اس کے خیمے میں داخل ہو جاؤں تو خدا کی قسم میں ضرور ایسا ہی کرتا۔زفر نے کہا (ترجمہ اشعار):

[ہاں مجھے اس کی بالکل پروا نہیں کہ کس کی موت آتی ہے جب کہ ہذیل کے پاس

سے موت ہٹ گئی۔تم اس کو تمام سواروں کے آگے دیکھو گے کہ جب وہ میدان جنگ سے

روگردانی کرتے ہیں تو یہ ان سب کے پیچھے شمشیر زنی کر کے انھیں بچاتا ہے۔]

جب قرقیسیا کے برج میں رخنہ پڑ گیا تو عبدالملک کے آدمیوں نے کہا کہ اگر آپ بنو قضاعہ کو ہمراہ لے کر ان پر حملہ کرتے تو ضرور کامیاب ہو جاتے۔ اس نے ایسا ہی کیا اور ان لوگوں کا مقابلہ کیا مگر شام کے وقت بنو قضاعہ کے پاؤں اکھڑ گئے اور ان کے بہت سے آدمی مارے گئے۔روح بن زنباع الجذامی شہر کے ایک برج کے پاس پہنچا اور اہل شام سے کہا کہ تمہیں قسم ہے خدا کی یہ بتاؤ کہ ہم نے تمہارے کتنے آدمی قتل کیے۔انھوں نے خدا کی قسم کھا کر کہا کہ ہم میں نہ کوئی مارا گیا اور نہ زخمی ہوا البتہ ایک شخص کو کچھ چشم زخم پہنچا ہے مگر اس کی بھی کچھ تشویش ناک حالت نہیں ہے۔پھر انھوں نے اس سے خدا کی قسم دے کر دریافت کیا کہ تمہارے کتنے آدمی کام آئے۔روح نے جواب دیا کہ بہت سے سوار قتل ہوئے ہیں اور تم نے بے شمار پیادوں کو بھی قتل کیا ہے۔ابن بحدل پر خدا کی لعنت ہو۔اس کے بعد روح، عبدالملک کے پاس گیا اور کہا کہ ابن بحدل آپ کو غلط امیدیں دلاتا ہے بہتر یہ ہے کہ آپ اس سے علیحدہ ہو جائیں۔

قبیلۂ کلب میں ذیال نامی ایک شخص تھا جو ہمیشہ میدان میں آ کر زفر کو سب وشتم کیا کرتا تھا۔زفر نے اپنے بیٹے ہذیل یا شاید کسی اور دوست سے کہا کہ کیا تم اس کے لیے کافی نہیں ہو؟ اس نے جواب دیا کہ میں ضرور اُسے تمہارے پاس لے آؤں گا۔ چنانچہ وہ ایک رات کو عبدالملک کی فوج میں پہنچا۔اور با آواز بلند کہنے لگا کہ تم میں سے کسی نے اس خچر کو دیکھا ہے جس کی فلاں فلاں صفت ہے۔ہوتے ہوتے وہ اس شخص کے قیام گاہ تک پہنچ گیا اور اس کو پہچان لیا۔اس شخص نے کہا کہ خدائے پاک تمہاری گم شدہ چیز تمہیں واپس دلائے۔جواب میں اس نے کہا کہ اے بندہ خدا! میں تھک گیا ہوں اگر

Marfat.com

تم اجازت دو تو میں یہاں تھوڑی دیر کے لیے آرام کرلوں۔اس نے خیمہ میں داخل ہونے کے لیے کہا وہ اندر گیا اور اس شخص کو اکیلا پا کر وہیں لیٹ گیا۔صاحب خیمہ بھی سو گیا اس کے بعد مہمان نے اُٹھ کر کلبی شخص کو جگایا اور کہا کہ خدا کی قسم اگر تو ذرا بھی بولا تو میں تجھے قتل کر دوں گا اس کے بعد میں یا تو مارا جاؤں گا یا صحیح وسلامت بچ جاؤں گا۔اگر تیرے قتل کے بعد میں مارا جاؤں تو اس سے تجھے فائدہ نہیں ہوسکتا لیکن اگر تو چپ چاپ میرے ساتھ زفر کے پاس چلے تو میں خدا کو حاضر وناظر جان کر عہد کرتا ہوں کہ زفر تیرے ساتھ صلہ رحم اور نیک سلوک کرے گا۔پھر میں تجھے تیرے لشکر تک پہنچا دوں گا۔ غرض کہ وہ دونوں چلے اور وہ برابر یہی پکارتا جاتا تھا کہ میرے فلاں فلاں نشانی والے خچر کو کسی نے دیکھا ہے؟ آخر وہ اس شخص کو ساتھ لیے ہوئے زفر کے پاس پہنچا اور اس کو اطلاع دی کہ اس نے اُس کلبی کو امان دے دی ہے۔زفر نے اس کو چند دینار انعام دیے اور اُسے زنانہ لباس پہنا کر ایک زنانہ سواری پر سوار کرایا اور چند آدمیوں کو ہمراہ کر کے عبدالملک کے لشکر کی طرف روانہ کر دیا۔انھوں نے قریب پہنچ کر پکار کر کہا کہ زفر نے عبدالملک کے لیے ایک لونڈی بہ طور تحفہ روانہ کی ہے۔اس کے بعد وہ واپس چلے گئے۔لشکریوں نے آ کر اُسے دیکھا تو وہ پہچان گئے اور عبدالملک کو اس واقعہ کی اطلاع دی اس نے ہنس کر کہا کہ ''جس شخص نے اس کو مدد دی اس کو خدائے تعالیٰ کچھ دور نہیں رکھتا۔خدا کی قسم ان لوگوں کو قتل کرنا باعث ذلت ہے اور چھوڑ دینا قابل حسرت۔'' وہ شخص رک گیا اور پھر کبھی زفر کو گالیاں نہیں دیں۔یہ بھی کہا جاتا ہے کہ وہ لشکر سے بھاگ گیا تھا۔

بعد ازاں عبدالملک نے اپنے بھائی محمد کو حکم دیا کہ وہ زفر اس کے بیٹے ہذیل اور اس کے ساتھیوں کے لیے امان پیش کرے اور یہ بھی کہہ دے کہ وہ دونوں جو کچھ چاہیں گے ان کو دیا جائے گا۔محمد نے ایسا ہی کیا۔ہذیل نے اس کی بات مان لی اور باپ سے اس کے متعلق گفتگو کی اور کہا کہ اگر آپ اس شخص سے جس کی طاعت تمام لوگوں نے قبول کر لی ہے یا صلح کرلیں تو وہ یقیناً ابن زبیر سے زیادہ بہتر ثابت ہوگا۔زفر نے بھی یہ بات قبول کر لی کہ اس کو عبدالملک سے بیعت کرنے کے لیے ایک سال کی مہلت دی جائے اور وہ جہاں چاہے رہے اور عبدالملک کو ابن زبیر کے خلاف مدد نہ دے اسی اثناء میں کہ سفرائے صلح آتے جاتے تھے کہ کسی کلبی شخص نے عبدالملک سے جا کر کہہ دیا کہ شہر کے چار برج ٹوٹ چکے ہیں۔اس بنا پر عبدالملک نے کہا کہ اب میں صلح نہ کروں گا اور ان پر یکبارگی حملہ کر دیا مگر

Marfat.com

اس کے ساتھیوں کو شکست ہوئی اور وہ اپنے لشکر واپس آ گئے۔عبدالملک نے کہا کہ اب ان کو وہ تمام مراعات دے دو جو وہ مانگتے ہیں۔زفر نے کہا کہ اس سے پہلے ہی یہ امر طے ہو جاتا تو بہتر تھا مختصر یہ کہ صلح ان شرائط پر ہوئی کہ سب کو جان و مال کی امان دی جائے اور زفر، ابن زبیر کی وفات تک عبدالملک کے ہاتھ پر بیعت نہ کرے (کیونکہ مقدم الذکر کی بیعت اس کی گردن پر تھی) اور یہ کہ عبدالملک اُسے کچھ زر و مال دے کر جسے وہ اپنے ساتھیوں میں تقسیم کر دے۔زفر کو یہ خوف ہوا کہ عبدالملک کہیں اس کے ساتھ بھی اسی قسم کا فریب نہ کرے جیسا کہ عمرو بن سعید (الاشدق) کے ساتھ کیا تھا۔اس وجہ سے وہ اس کے پاس نہ گیا مگر عبدالملک نے آنحضرتؐ کا عصائے مبارک اس کے پاس بھیجا تاکہ اُسے امان کا پورا اطمینان ہو جائے۔جب جا کر زفر، عبدالملک کے پاس گیا اور اس کے دربار میں پہنچنے پر عبدالملک نے حکم دیا کہ اس کو اس کے برابر تخت پر بٹھایا جائے۔ابن غضاۃ الاشعری نے کہا کہ اس جگہ کے لیے میں اس سے زیادہ حقدار ہوں۔زفر نے کہا کہ غلط ہے میں نے دشمنی کو نقصان پہنچایا اور دوستی کو نفع دیا۔ جب عبدالملک کو زفر کے ہمراہیوں کی قلت تعداد کا حال معلوم ہوا تو اس نے کہا کہ اگر مجھے علم ہوتا کہ ان لوگوں کی تعداد اس قدر قلیل ہے تو اس وقت تک محاصرہ نہ اٹھاتا جب تک کہ زفر میرے حکم کو نہ مان لیتا۔زفر نے یہ بات سُنی تو اس نے کہا کہ اگر آپ چاہیں تو اب بھی ہم اور آپ اپنے اپنے مقام پر واپس ہو سکتے ہیں۔عبدالملک نے کہا کہ نہیں بس یہ کافی ہے۔

ایک مرتبہ عبدالملک نے اس سے کہا کہ میں نے سنا ہے کہ تم قبیلۂ کندہ میں سے ہو۔اس نے جواب دیا کہ بھلا جو شخص حسد نہیں کرنا چاہتا اور کسی چیز کو رغبت سے حاصل کرنا پسند نہیں کرتا اس سے اور کوئی بھی بہتر ہو سکتا ہے۔

مسلمہ بن عبدالملک نے رباب بنت زفر سے نکاح کیا تھا اس لیے وہ ہذیل اور کوثر دونوں بھائیوں کو دوسروں کے مقابلے میں امتیازی مقام دیا کرتا تھا۔زفر نے اپنے بیٹے ہذیل کو حکم دیا کہ عبدالملک کے ساتھ مصعب کے مقابلہ کے لیے روانہ ہو جائے اور یہ بھی کہا کہ تم پر کوئی عہد نہیں ہے۔ چنانچہ وہ روانہ ہوا۔جب وہ مصعب کے قریب پہنچا تو بھاگ کر اس کے ساتھ مل گیا اور ابن اشتر کے ہمرکاب مقاتلہ کیا۔جب ابن اشتر مارا گیا تو ہذیل نے کوفہ میں روپوشی اختیار کی آخرکار عبدالملک سے اس کے لیے امان دینے کی درخواست کی گئی اور اس نے جیسا کہ پہلے بیان ہوا اسے امان دے دی۔

Marfat.com

متفرق واقعات

بقول واقدی اسی سال میں عبدالملک نے قیساریہ فتح کیا۔ اسی سال ابن زبیر نے جابر ابن اسود بن عوف کو مدینہ سے برطرف کر کے طلحہ بن عبیداللہ بن عوف کو والی مقرر کیا۔ یہ شخص مدینہ کا آخری والی ہے جو ان کی طرف سے مقرر رہا۔ جب (حضرت) عثمانؓ کا آزاد کردہ غلام طارق بن عمرو آیا تو طلحہ وہاں سے فرار ہو گیا۔ طارق وہاں چند روز مقیم رہ کر ابن زبیر کے مقابلے کے ارادہ سے مکہ کی جانب روانہ ہوا۔

وفیات

مصعب کے زمانۂ امارت میں براء بن عازب نے کوفہ میں، یزید بن مفرغ حمیری شاعر نے وفات پائی۔ حدیبیہ اور خیبر کے شریک عبداللہ بن ابی حدرد اسلمی نے وفات پائی۔ ان ہی کے زمانہ میں (حضرت) علیؓ اور ابن مسعودؓ کے ساتھیوں میں سے شتیر بن شکل القیسی کوفی نے بھی انتقال کیا۔

حواشی وحوالہ جات:

۱۔ اسے ''باخمریٰ'' بھی لکھا گیا ہے۔

۲۔ یہ ایک قصر تھا۔

۳۔ مصعب ابن زبیر کے والد، زبیر بن عوام کو ''حواریٔ رسول ﷺ'' کہا جاتا تھا۔ یہ اسی طرف اشارہ ہے۔

۴۔ اس شعر میں خالد پر طنز کیا گیا ہے کیونکہ ایک طرف تو مروان بن حکم نے خالد کو جابیہ کانفرنس میں طے پانے والی قرارداد کی خلاف ورزی کرتے ہوئے، ولی عہدی سے ہٹا کر اپنے بیٹے کو نامزد کر دیا تھا اور دوسری طرف اس نے خالد بن یزید کی ماں سے نکاح کر لیا تھا۔

Marfat.com

بتیسواں باب

۷۲ھ کے واقعات

خوارج

مصعب کے قتل کے بعد جب عبدالملک نے کوفہ میں اقامت کی تو خالد بن عبداللہ کو بصرہ پر والی مقرر کیا۔ خالد نے وہاں پہنچنے پر مہلب کو ازارقہ سے جنگ کرنے میں مشغول پایا چنانچہ اس کو اہواز کے محاصل اور اس کے مضافات پر مقرر کیا اور اپنے بھائی عبدالعزیز بن عبداللہ کو خوارج کے مقابلہ کے لیے روانہ کیا اور مقاتل بن مسمع کو بھی ہمراہ بھیجا۔ یہ دونوں ازارقہ کی تلاش میں روانہ ہو گئے اور خوارج نواحِ کرمان سے دارابجرد چلے گئے۔ اُدھر قطری بن فجارۃ مازنی نے صالح بن مخارج کی سرکردگی میں نوسو سواروں کو روانہ کیا۔ وہ ان کو ساتھ لیے ہوئے جا رہا تھا کہ راستہ میں عبدالعزیز سے مڈبھیڑ ہوئی جو بالکل غیر منظم حالت میں تھا۔ صالح نے یکبارگی حملہ کر دیا۔ عبدالعزیز کو شکست فاش ہوئی اور مقاتل بن مسمع مارا گیا۔ عبدالعزیز کی بیوی جو منذر بن جارود کی بیٹی تھی، کو قید کر کے اس کا نیلام کیا گیا جس میں ایک لاکھ تک بولی دی گئی۔ اس عورت کے ہم قوم ایک خارجی سردار نے یہ دیکھ کر لوگوں سے کہا کہ ہٹ جاؤ۔ میں دیکھتا ہوں کہ اس مشرکہ نے تمہیں اپنے فتنہ میں پھنسا لیا ہے۔ یہ کہہ کر اس عورت کی گردن اڑا دی اور بصرہ چلا گیا۔ جب بنو منذر نے اس کو دیکھا تو کہا کہ ہم نہیں جانتے کہ تمہاری تعریف کریں یا مذمت۔ مگر وہ یہ کہتا تھا کہ میں نے جو کچھ کیا صرف غیرت اور حمیت سے کیا۔

جب مہلب کو عبدالعزیز کے رامہرمز پہنچنے کی کیفیت معلوم ہوئی تو اس نے ایک ازدی کو اس کے پاس روانہ کیا اور اس سے کہہ دیا کہ اگر تم اسے ہزیمت خوردہ پاؤ تو اس کی تعزیت ادا کرنا چنانچہ وہ شخص اس کے پاس گیا تو دیکھا کہ وہ تیس سواروں کے ساتھ نہایت رنج والم کے عالم میں فردکش ہے

Marfat.com

اس قاصد نے پیغام پہنچایا اور واپس جا کر مہلب کو اس کی خبر کر دی۔ مہلب نے اس کے بھائی خالد بن عبداللہ کے پاس اس کی ہزیمت کی خبر سنانے کے لیے قاصد بھیجا۔ جب قاصد نے اسے یہ خبر سنائی تو اس نے کہا کہ تُو جھوٹا ہے۔ قاصد نے جواب دیا کہ خدا کی قسم میں جھوٹ نہیں کہہ رہا ہوں اگر میں جھوٹ کہتا ہوں تو میری گردن اڑا دینا اور اگر میں سچا ثابت ہوں تو مجھ کو اپنا جُبہ اور خود انعام میں دینا۔ اس نے کہا کہ تو نے بڑے خطرے کے عوض آسان کو منظور کر لیا ہے یہ کہہ کر اسے روک لیا اور اس کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آیا۔ آخر کار ہزیمت کی خبر درست ثابت ہوئی۔ عبدالعزیز کی شکست اور اس کا اپنی زوجہ کو چھوڑ کر بھاگ جانے کے متعلق ابن قیس الرقیات کہتا ہے کہ (ترجمہ اشعار):

[اے عبدالعزیز تو نے اپنے لشکر کو رسوا کیا اور اپنے سپاہیوں کو ہر راہ میں مقتول چھوڑ دیا۔ ان میں پیاسے اور زخم خوردہ سبھی ہیں۔ جب تو شام کے وقت بھاگ رہا تھا اس وقت تجھے کیوں یہ خیال نہ آیا کہ ان شہیدوں کے ساتھ جم کر لڑتا؟ تو نے اپنے لشکر کو اس حالت میں چھوڑا کہ ان کا کوئی امیر نہ تھا۔ پس اب تو اپنی طولانی حیات کو ننگ و عار میں بسر کر۔ تو اپنی بیوی کو بھول گیا جسے وہ قید کر کے لے جا رہے تھے اور وہ چیخیں مار مار کر رو رہی تھی۔]

خالد نے عبدالملک کو اس واقعہ سے مطلع کیا عبدالملک نے اسے لکھا کہ مجھ کو واقعہ کی اطلاع ہوئی میں نے تمہارے قاصد سے مہلب کے متعلق دریافت کیا تو اس نے مجھے بتایا کہ وہ اہواز پر عامل بنا دیا گیا ہے۔ خدا نے تمہاری عقل کو خراب کر دیا ہے جو تم نے اپنے ایک بھائی کو جو مکہ والوں کا ایک جنگلی شخص ہے لڑائی کے لیے بھیج دیا اور مہلب کو (محاصل) وصول کرنے کے لیے مقرر کر دیا۔ وہ خود ایک تجربہ کار نبرد آزما ہے اور نبرد آزماؤں کا بیٹا ہے لہٰذا تم مہلب کو ان کے مقابلے پر روانہ کر دو۔ میں نے کوفہ میں بشر کو ہدایت کی ہے کہ وہ لشکر سمیت تمہاری مدد کو پہنچے۔ تم اس کے ساتھ روانہ ہو جاؤ اور جب تک مہلب شامل نہ ہو جائے ہرگز اپنے دشمنوں کے متعلق کوئی رائے قائم نہ کرو۔ والسلام۔

ادھر عبدالملک نے اپنے بھائی بشر کو جو کوفہ میں تھا یہ حکم بھیجا کہ پانچ ہزار کا لشکر ایسے سردار کے ماتحت جس کو وہ پسند کرے خوارج سے لڑنے کے لیے بھیج دے اور یہ لوگ جب اس جنگ کو پورا کر لیں تو ''رے'' چلے جائیں اور وہاں دشمنوں سے لڑتے رہیں اور سرحدی جنگی چھاؤنی کے طور پر قیام کریں۔ بشر نے پانچ ہزار سپاہیوں کو عبدالرحمٰن بن محمد بن اشعث کی سرکردگی میں روانہ کیا اور اس کے

Marfat.com

لیے یہ حکم نامہ لکھ دیا کہ جنگ سے فارغ ہونے کے بعد اس کو "رے" کی حکومت دے دی جائے گی۔
خالد بھی اہل بصرہ کو ہمراہ لیے ہوئے آملا۔ ازارقہ نے بھی اہواز کے قریب آ کر خیمہ زن ہوئے۔ مہلب نے خالد سے کہا کہ میں دیکھتا ہوں کہ یہاں بہت سی کشتیاں ہیں تم ان کو اپنی حفاظت میں رکھو ورنہ وہ لوگ ان کو جلا دیں گے۔ ابھی تھوڑا ہی وقت گذرا تھا کہ انھوں نے لوگوں کو بھیج کر کشتیوں کو جلا دیا۔

خالد نے مہلب کو میمنہ پر، بنی قیس بن ثعلبہ کے داؤد بن قحذم کو میسرہ پر مقرر کیا۔ ایک بار مہلب، عبدالرحمٰن بن محمد بن اشعث کے پاس سے گذرا تو دیکھا کہ اس نے خندقیں تیار نہیں کیں۔ اس نے پوچھا کہ تم کو اب تک خندقیں تیار کرنے سے کس نے باز رکھا؟ اس نے جواب دیا کہ میں ان کو گوز شتر سے بھی کمتر سمجھتا ہوں۔ مہلب نے کہا کہ دیکھو خبردار ان لوگوں کو ذلیل نہ سمجھنا یہ لوگ عرب کے درندے ہیں۔ غرض کہ جب تک عبدالرحمٰن نے خندقیں تیار نہ کیں مہلب وہاں سے نہ ٹلا۔ ازارقہ تقریباً بیس دن تک مقیم رہے پھر خالد نے اپنے آدمیوں کو ساتھ لے کر ان پر اچانک حملہ کر دیا وہ لوگ آدمیوں کی کثرت دیکھ کر گھبرا گئے۔ سواروں نے ان پر غلبہ حاصل کر لیا انھوں نے پیٹھ دکھائی اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ جیسے وہ بھڑکے ہوئے گھوڑوں پر سوار ہیں۔ وہ اپنے منہ موڑے ہوئے بھاگے جا رہے تھے اور تاب مقاومت نہ رکھتے تھے۔ خالد نے داؤد بن قحذم کو ان کا تعاقب کرنے کے لیے بھیجا اور خود بصرہ کی طرف مراجعت کی۔ عبدالرحمٰن رے کو چلا گیا اور مہلب نے اہواز میں اقامت کی۔

خالد نے یہ تمام کیفیت عبدالملک کو لکھ بھیجی جب وہ خط عبدالملک کے پاس پہنچا تو اس نے اپنے بھائی بشر کو حکم دیا کہ چار ہزار کوفی سوار کسی جنگ آزما کی سرکردگی میں ملک فارس کی طرف ازارقہ کی تلاش میں روانہ کر دیے جائیں اور اُن سے یہ کہہ دو کہ اگر وہ راستے میں داؤد بن قحذم سے ملیں تو وہ دونوں مل کر ان پر دھاوا کریں۔ بشر نے عتاب بن ورقاء کو چار ہزار کوفی دے کر روانہ کر دیا وہ وہاں سے چلے اور راستے میں داؤد بن قحذم سے ملاقی ہوئے اور متحدہ طور پر ازارقہ کی تلاش کرنے لگے۔ ہوتے ہوتے ان سب کے گھوڑے ہلاک ہو گئے ان کو بھوک اور پیاس کی تکالیف کا سامنا کرنا پڑا اور اکثر لشکری پیدل اہواز گئے۔

ابوفدیک خارجی کا خروج

اسی سال بنوقیس بن ثعلبہ میں سے ابوفدیک خارجی نے بغاوت کی اور بحرین پر مستولی

Marfat.com

ہو کر نجدہ بن عامر حنفی کو قتل کیا۔ خالد بن عبداللہ کو ایک ہی وقت میں ابوفدیک اور قطری کے اہواز پر حملہ کی مدافعت کرنی پڑی اس لیے اس نے اپنے بھائی اُمیہ بن عبداللہ کو ایک لشکر جرار کے ساتھ ابوفدیک کے مقابلہ پر روانہ کیا۔ ابوفدیک نے اُسے شکست دی اور اس کی ایک لونڈی گرفتار ہوئی جس کو خود ابوفدیک نے اپنے لیے پسند کیا۔ خالد نے عبدالملک کو اس معاملہ کی اطلاع دی۔

عبداللہ بن خازم کا قتل

مصعب کے قتل کے وقت ابن خازم نیشاپور میں بُحیر بن ورقاء صریمی تمیمی سے مقاتلہ کرنے میں مشغول تھا۔ عبدالملک نے ابن خازم کو اپنی بیعت کے لیے دعوت دی اور اُسے سات سال کے لیے خراسان دینے کی طمع دلائی اور اس خط کو سوادۃ بن اشتم نمیری کے ہمراہ روانہ کیا اور ایک روایت یہ بھی ہے کہ مکمل غنوی کے ہاتھ بھیجا تھا۔ بہرحال ابن خازم نے اس سے کہا کہ اگر میں بنوسلیم اور بنو عامر کے درمیان جنگ کرا دینے کا سبب نہ بن جاتا تو میں تم کو قتل کر دیتا۔ مگر تم اس خط کو کھالو چنانچہ اس نے کھالیا۔

یہ بھی کہا جاتا ہے کہ کہ خط سوادۃ بن عبیداللہ نمیری یا مکمل غنوی کے ہاتھ روانہ کیا گیا تھا اور اس سے ابن خازم نے کہا تھا کہ تم کو ابوالذبان نے اس لیے روانہ کیا ہے کہ تم بنوغنی میں سے ہو اور وہ جانتا ہے کہ میں بنوقیس میں سے کسی کو قتل نہیں کرتا مگر تم اس خط کو کھا جاؤ۔

پھر عبدالملک نے بکیر بن وسّاج سے جو کہ ابن خازم کی طرف سے مرو کا حاکم تھا، خراسان دینے کا وعدہ کرتے ہوئے خط لکھا اور بہت کچھ امیدیں دلائیں۔ بکیر نے عبداللہ بن زبیر سے بیعت فسخ کر کے لوگوں کو عبدالملک کی بیعت کے لیے دعوت دینی شروع کی۔ اہل مرو نے اس کا ساتھ دیا۔ جب ابن خازم کو اس واقعہ کی اطلاع ہوئی تو اُسے یہ خوف پیدا ہوا کہ کہیں بکیر نہ آجائے اور اہل مرو اہل نیشاپور دونوں اس سے مل کر نہ جائیں۔ اس خیال سے اس نے بحیر کو وہیں چھوڑا خود مرو چلا گیا اور اس کا بیٹا ترمذ کی طرف روانہ ہوا۔ بحیر نے اس کا پیچھا کیا اور اُسے مرو سے آٹھ فرسنگ کے فاصلے پر ایک قریہ کے پاس جالیا۔ ابن خازم نے لڑنا شروع کیا اور بالآخر مارا گیا جس نے اُسے قتل کیا وہ وکیع بن عمرو القریعی تھا۔ وکیع، بُحیر بن ورقاء اور عمار بن عبدالعزیز نے اُسے گھیر لیا اور نیزوں سے زخم لگانے شروع کیے آخر ابن خازم زمین پر گرا اور وکیع نے اس کی چھاتی پر بیٹھ کر اس کو قتل کر دیا۔

Marfat.com

کسی والی نے وکیع سے پوچھا کہ تم نے ابن خازم کوکس طرح قتل کیا؟ اس نے کہا کہ میں نیزے کی نوک سے اس پر غلبہ حاصل کیا اور جب وہ گر گیا تو میں اس کی چھاتی پر چڑھ بیٹھا اس طرح اس سے اُٹھا نہ گیا۔ میں نے کہا کہ یہ دویلہ کا بدلہ ہے (دویلہ اس کا بھائی تھا جوان ہی لڑائیوں میں سے کسی ایک میں مارا گیا تھا) ابن خازم نے میرے منہ پر تھوک دیا اور کہا کہ خدا کی تجھ پر لعنت ہو۔ تو ایک مضری مینڈھے کو اپنے بھائی کے عوض قتل کرنا چاہتا ہے حالانکہ وہ ایک مٹھی بھر گٹھلیوں یا (بقول بعض) مٹی کا درجہ بھی نہ رکھتا تھا۔ پھر اس نے کہا کہ میں نے ایسی حالت میں اور موت کے وقت کسی ایسے شخص کو نہیں دیکھا جس کا لعاب دہن ابن خازم سے زیادہ ہو۔

بُحیر نے اسی وقت ابن خازم کے قتل کی خبر دہی کے لیے ایک قاصد عبدالملک کی طرف روانہ کر دیا مگر اس کا سر نہ بھیجا۔ بُحیر نے بکیر بن وسّاج کو اہل مرد کی ہمراہی میں روانہ کیا وہ عین اس وقت پہنچا کہ جب ابن خازم قتل ہو چکا تھا اس نے یہ ارادہ کیا کہ اس کے سر کو عبدالملک کے پاس بھیج دے مگر جب بحیر نے اس کو ایسا کرنے سے روکا تو بکیر نے ایک گرز اُسے مارا اور اس کو قید کر کے سر عبدالملک کے پاس بھیج دیا اور یہ اطلاع دی کہ حقیقی قاتل وہ خود ہی ہے۔ جب سر وہاں پہنچا تو عبدالملک نے بحیر کے قاصد کو بلایا اور پوچھا کہ یہ کیا واقعہ ہے۔ جب اس نے کہا کہ مجھے معلوم نہیں میں لوگوں سے اس وقت علیحدہ ہوا تھا کہ جب ابن خازم مارا گیا ہے۔

کہتے ہیں کہ ابن خازم، عبداللہ بن زبیر کے قتل ہونے کے بعد مارا گیا ہے اور عبدالملک نے ابن زبیر کا سر اس کے پاس روانہ کیا تھا اور اس کو اپنی طرف دعوت دی تھی۔ ابن خازم نے اس سر کو غسل دیا اور کفن پہنا کر ابن زبیر کے رشتہ داروں کے پاس مدینہ روانہ کر دیا اور قاصد کو اس کا خط ہی کھلا دیا اور کہا اگر تو قاصد نہ ہوتا تو میں تجھے ضرور قتل کر ڈالتا یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اس نے اس کے ہاتھ پاؤں کاٹ کر اس کو قتل کرایا اور حلف اُٹھایا کہ میں ہرگز عبدالملک کی اطاعت نہ کروں گا۔

متفرق واقعات

ان دنوں عبدالملک کی جانب سے مدینہ کا حاکم طارق اور کوفہ کا بشر ابن مروان تھا وہاں کا قاضی عبیداللہ بن عبداللہ بن عقبہ تھا۔ بصرہ کا حاکم خالد بن عبداللہ اور اس کا قاضی ہشام بن ہبیرہ

Marfat.com

تھا۔خراسان میں بقول بعض بُکیر بن وسّاج اور بقول بعض عبداللہ بن خازم حکمران تھا۔ اسی سال حضرت علیؓ کے ہمراہیوں میں سے عَبِیدہ سلمانی نے وفات پائی۔[عبیدہ عین کے زبر اور بائے موحدہ کے زیر سے ہے۔]

Marfat.com

تینتیسواں باب

۷۳ھ کے واقعات

عبداللہ بن زبیر کا قتل

جب شام میں عبدالملک سے بیعت کر لی گئی تو اس نے چھ ہزار شامیوں کو عروۃ بن انیف کی سرکردگی میں مدینہ روانہ کیا اور اس کو حکم دیا کہ وہ مدینہ میں داخل نہ ہو بلکہ عرصہ کے پاس چھاؤنی ڈالے مدینہ میں حارث بن حاطب بن معمر جُمَحی جو عبداللہ بن زبیر کی طرف سے حاکم تھا فرار ہو گیا۔ ابن انیف مدینہ جا کر لوگوں کو نماز جمعہ پڑھاتا اور پھر اپنی چھاؤنی میں واپس چلا آتا۔ وہ وہاں ایک ماہ تک اقامت پذیر رہا مگر ابن زبیر نے کسی شخص کو اس کے مقابلہ کے لیے روانہ نہ کیا۔ لہٰذا عبدالملک نے اُسے واپسی کا حکم دیا۔ وہ اپنے ہمراہیوں سمیت واپس ہو گیا۔ اس کے بعد عبدالرحمٰن بن سعد القرظی لوگوں کو نماز پڑھاتا رہا۔ پھر حارث مدینہ واپس آیا اور ابن زبیر نے سلیمان بن خالد زرقی الانصاری کو عامل بنا کر روانہ کیا جو ایک نیک شخص تھے اور خیبر اور فدک پر عامل رہ چکے تھے۔ وہ اپنے کام میں لگ گئے۔ عبدالملک نے عبدالواحد بن حارث بن الحکم کو (کہتے ہیں کہ اس کا نام عبدالملک تھا اور یہی صحیح بھی ہے) چار ہزار کی فوج کے ساتھ روانہ کیا۔ وہ وادی القریٰ میں خیمہ زن ہوا اور پانچ سو کی ایک قلیل سی جماعت کو ابوالقمقام کی سرکردگی میں دے کر سلیمان کی جانب روانہ کیا۔ وہاں جا کر ان کو معلوم ہوا کہ وہ فرار ہو گیا ہے۔ انھوں نے اس کو تلاش کیا اور پا کر اُسے اس کے ساتھیوں سمیت قتل کر ڈالا۔ اس کے قتل سے عبدالملک بن مروان بہت غمگین ہوا اور کہا کہ لوگوں نے ایک مسلمان مردِ صالح کو بے گناہ قتل کر دیا ہے۔ ابن زبیر نے حارث کو معزول کر کے اس کی جگہ جابر بن اسود بن عوف زہری کو مقرر کیا۔ جابر ابوبکر

Marfat.com

بن ابی قیس کو چھ سو چالیس سواروں کے ساتھ خیبر روانہ کیا۔ اس نے وہاں جا کر دیکھا کہ ابو القمقام اور اس کے ہمراہی فدک میں لوگوں پر ظلم ڈھا رہے ہیں ان لوگوں نے اس سے جنگ کی ابو القمقام کے ساتھیوں نے منہ کی کھائی اُن میں سے تیس (۳۰) قید ہوئے اور ان کو قتل کیا گیا۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ پانچ سو یا اس سے بھی کچھ زائد قتل ہوئے۔

عبدالملک نے (حضرت) عثمانؓ کے آزاد کردہ غلام طارق بن عمرو کو روانہ کیا اور حکم دیا کہ وہ جا کر ایلہ اور وادی القرے کے درمیان مقیم ہو جائے۔ ابن زبیر کے عمال کو زیادہ نہ پھیلنے دے اور جو کچھ خلل واقع ہو اُس کو روک دے۔ طارق نے ابو بکر کے مقابلے کے لیے ایک فوج روانہ کی۔ فریقین میں مقابلہ ہوا اور ابو بکر اور اس کے ساتھیوں میں سے دو سو آدمی سے زیادہ قتل ہو گئے۔

جس زمانہ میں قُباع، ابن زبیر کی طرف سے بصرہ کا عامل تھا انھوں نے اُسے لکھا تھا کہ وہ ان کے عامل مدینہ کی امداد کے لیے دو ہزار سوار بھیج دے چنانچہ اُس نے دو ہزار پیدل روانہ کیے۔ ابو بکر کے قتل ہونے کے بعد تو ابن زبیر نے جابر بن اسود کو حکم دیا کہ وہ بصری لشکر کو ہمراہ لے کر طارق کے مقابلہ کے لیے روانہ ہو جائے۔ بصریوں نے کوچ کیا اور جب طارق کو اس کی اطلاع ہوئی تو وہ بھی ان سے جنگ آزمائی کے لیے ان کی طرف چلا۔ دونوں میں مڈبھیڑ ہوئی تو جنگ میں اہل بصرہ کا سپہ سالار مارا گیا اور اس کے ہمراہی شدید خوں ریزی کے بعد قتل ہوئے۔ طارق نے فرار ہونے والوں کو پکڑوالیا ان کے زخمیوں پر فوج بھیجی اور ان کے کسی قیدی کو باقی نہ چھوڑا۔ اس کے بعد اس نے خود وادی القری کی طرف مراجعت کی۔

مدینہ میں جابر بن اسود، ابن زبیر کی طرف سے عامل تھا ابن زبیر نے اس کو معزول کر دیا اور اس کی جگہ ۷۰ھ میں طلحہ بن عبیداللہ بن عوف کو جو طلحہ ندی لقب سے مشہور ہے مقرر کیا وہ اس وقت تک مدینہ کا عامل رہا جب تک کہ اس کو طارق نے وہاں سے نکال نہ دیا۔

جب عبدالملک، مصعب کو قتل کر چکا اور کوفہ پہنچا تو اس نے حجاج بن یوسف ثقفی کو دو ہزار یا بقول بعض تین ہزار شامیوں کے ساتھ عبداللہ بن زبیر کے مقابلہ کے لیے روانہ کیا۔ خاص حجاج بن یوسف کو بھیجنے کا سبب یہ تھا کہ اس نے عبدالملک سے کہا تھا کہ میں نے خواب دیکھا ہے کہ میں نے عبداللہ بن زبیر کو پکڑ لیا ہے اور اس کی کھال کھینچی ہے۔ اس لیے اس کی گوشمالی کے لیے مجھے ہی روانہ کیجیے اور مجھ ہی کو اس جنگ کا امیر بنایئے چنانچہ عبدالملک نے اس کو روانہ کیا اور اُسے ایک امن نامہ لکھ دیا کہ

Marfat.com

اگر ابن زبیر اوران کے ہمراہی اطاعت قبول کرلیں توان کوامان دی جائے گی۔ وہ ماہ جمادی الاول ۷۲ھ میں روانہ ہوگیا۔اس نے مدینہ سے کچھ سروکار نہ رکھا بلکہ مقام طائف میں خیمہ زن ہوا وہ وہیں سے اپنی فوج کو عرفہ بھیج دیا کرتا تھا اوراسی طرح عبداللہ بن زبیر بھی اپنی افواج کو وہیں بھیجا کرتے تھے دونوں کی عرفہ میں لڑائی ہوتی اور ہر دفعہ ابن زبیر کے لشکر کو ہزیمت اور حجاج کی فوج کو فتح ہوتی۔پھر حجاج نے عبدالملک کو خط لکھ کر حرم میں داخل ہونے اورابن زبیر کا محاصرہ کرنے کی اجازت مانگی ساتھ ہی ان کے ضعف اوران کے ہمراہیوں کی علیحدگی کا حال لکھ کر اور بھی زیادہ کمک طلب کی۔عبدالملک نے طارق کو حجاج سے ملنے کا حکم دیا اس نے ۷۲ھ میں ماہ ذی القعدہ میں مدینہ پر فوج کشی کی اورابن زبیر کے عامل کو وہاں سے نکال کر ثعلبہ نامی ایک شامی کو وہاں کا عامل مقرر کیا۔ثعلبہ کی عادت یہ تھی کہ منبر نبویؐ پر بیٹھ کر گودا نکالتا اوراس کو کھاتا اوراس کے بعد کھجور کھالیتا تھا تاکہ اہل مدینہ اس کی اس حرکت سے رنجیدہ ہوکر غیظ وغضب میں آجائیں۔مزید برآں وہ ابن زبیر کے ہمراہیوں کے حق میں نہایت سخت گیر تھا۔غرض کہ ماہ ذی الحجہ میں طارق پانچ ہزار کی فوج لیے ہوئے مکہ کے پاس حجاج سے جاملا۔

حجاج اس سے پیشتر ذی قعدہ ہی میں مکہ پہنچ چکا تھا۔ وہ اوراس کے ہمراہی حج کے لیے احرام باندھے ہوئے تھے۔وہ بیرِ میمون کے پاس فروکش ہوا۔اس سال حجاج نے ہی لوگوں کے ساتھ حج کیا مگر طواف کعبہ، صفا ومروہ کے مابین سعی نہ کرسکا کیونکہ ابن زبیر نے اُسے ایسا کرنے سے روک دیا اوروہ ابن زبیر کے قتل تک برابر ہتھیار بند، عورتوں سے علیحدہ اور خوشبوؤں سے اجتناب کرتا رہا۔ابن زبیر اوران کے ساتھیوں نے حج نہ کیا تھا کیونکہ وہ وقوف عرفہ اور رمی جمار نہ کرسکتے تھے اورابن زبیر نے اپنی قربانیاں بھی مکہ ہی میں کیں۔

حجاج نے ابن زبیر کو گھیر کر کوہ ابوقبیس پر ایک منجنیق لگائی اوراس سے کعبہ پر سنگباری کی۔اسی فعل کو عبدالملک نے یزید بن معاویہ کے زمانہ میں نفرت سے دیکھا تھا اوراب خوداس نے اسی کام کا حکم دیا۔لوگ کہتے تھے کہ عبدالملک نے دین کا راستہ چھوڑ دیا۔ابن عمرؓ نے اس سال حج کیا اور حجاج سے کہلا بھیجا کہ خدا کا خوف کرواورلوگوں پر سنگ باری موقوف کردواس پاک مہینہ میں اس پاک شہر میں خدائے پاک کی جماعتیں زمین کے مختلف حصوں سے فریضۂ خداوندی ادا کرنے اوراپنی نیکیوں کے بڑھانے کے لیے آرہی ہیں مگر منجنیق اُن کو طواف سے روکتی ہے۔تم سنگباری موقوف کردوتاکہ لوگ مکہ میں اپنا فریضہ ادا

Marfat.com

کرسکیں۔ چنانچہ سنگباری بند کردی گئی۔ لوگ عرفات سے واپس ہوئے اور طواف اور صفا و مروہ کے درمیان سعی بھی کی۔ ابن زبیر نے بھی حاجیوں کو طواف اور سعی سے نہ روکا اور جب وہ طواف و زیارت سے فارغ ہوگئے تو حجاج کے منادی نے پکار کر کہا کہ اے لوگو تم اپنے اپنے وطن کو واپس چلے جاؤ کیونکہ اب ہم ابن زبیر ملحد پر سنگباری کریں گے۔ سب سے پہلے جب منجنیق نے کعبہ پر سنگباری شروع کی تو آسمان گرج اُٹھا اور بجلیاں کڑ کنے لگیں یہاں تک کہ گرج کی آواز سنگباری کی آواز سے بڑھ گئی۔ شامیوں پر اس واقعہ کا بڑا اثر ہوا اور وہ لوگ رُک گئے مگر حجاج نے خود اپنے ہاتھ سے پتھر اُٹھا اُٹھا کر منجنیق میں رکھے اور پھینکنے لگا۔ دوسرے دن بجلیاں گریں اور اس کے بارہ ہمراہی فنا ہوگئے۔ شامیوں کے دل اس واقعہ سے بالکل ٹوٹ گئے مگر حجاج نے کہا اے شامیو۔ اس امر کو مکروہ نہ سمجھو۔ میں خود تہامہ کا رہنے والا ہوں یہ بجلیاں وہیں کی ہیں۔ یہ فتح کی علامت ہے تم کو تو خوش ہونا چاہیے۔ دوسرے دن پھر بجلی گری جس سے ابن زبیر کے چند آدمی مارے گئے پھر حجاج نے لوگوں سے کہا کہ کیا تم نہیں دیکھتے جو اُن لوگوں پر پڑ رہی ہے۔ تم لوگ تو طاعت حق پر ہو مگر وہ اس کے خلاف ہیں۔ پتھر ابن زبیر کے سامنے آ کر گرتے تھے مگر وہ نماز ہی میں مشغول رہتے تھے اور ان کی پروانہ کرتے تھے اُدھر شامی لوگ یہ کہتے تھے۔ (ترجمہ شعر):

[اے ابن زبیر تم نے بہت سرکشی کی۔ ہمیں تمہاری وجہ سے بہت تھکنا پڑا۔ اب جو کچھ تم نے کیا ہے اُسے بھگتو۔]

اعرابیوں کی ایک جماعت نے ابن زبیر کے پاس جا کر کہا کہ ہم تمہارے ساتھ ہو کر لڑنے کے لئے آئے ہیں۔ انھوں نے دیکھا کہ ان میں سے ہر ایک شخص کے پاس ایک تلوار ہے گویا کہ وہ ایک چھرا ہے جو میان سے باہر نکلا ہوا ہے۔ ابن زبیر نے ان کو جواب دیا کہ اے اعرابیو۔ خدا تم کو ہمارے نزدیک نہ کرے۔ خدا کی قسم تمہارے اسلحے پرانے اور تمہاری گفتگو خراب ہے۔ تم خشک سالی میں خوب جنگ کرنے والے اور فراخ سالی میں دشمنی سے پیش آنے والے ہو۔ یہ سن کر وہ لوگ واپس چلے گئے۔ لڑائی نے بہت طول کھینچا۔ ابن زبیر کے پاس سامان رسد کم رہ گیا اور لوگوں کو سخت بھوک کا سامنا کرنا پڑا یہ حالت ہوگئی کہ انھوں نے اپنا گھوڑا ذبح کر کے اپنے ہمراہیوں میں تقسیم کردیا۔ ایک ایک مرغی دس دس درہم کی فروخت ہوتی تھی۔ اور جوار کے دانے بیس بیس درہم کے ملتے تھے مگر ابن زبیر کے گھر میں گیہوں، جو، اناج اور کھجور بھرے ہوئے تھے۔ شامی انتظار کررہے تھے کہ ان کا ذخیرہ ختم ہوجائے

Marfat.com

مگر وہ اس کی حفاظت کرتے اور اس میں صرف سدرمق کی مقدار خرچ کرتے اور یہ کہا کرتے تھے کہ جب تک وہ ختم نہ ہوگی میرے ہمراہی طاقتور رہیں گے۔ ان کے قتل سے چند دن پیشتر ان کے ہمراہی پراگندہ ہوکر حجاج سے امان طلب کرنے کے لیے روانہ ہوگئے۔ جو لوگ ان کے ساتھ چلے گئے تھے ان کی تعداد تقریباً دس ہزار تھی، ان ہی لوگوں میں ان کے بیٹے حمزہ اور خُبیب بھی شامل تھے۔ ان دونوں نے اپنی اپنی جانوں کے لیے امان طلب کرلی۔ عبداللہ بن زبیر نے اپنے بیٹے سے بھی کہا کہ تم بھی اپنے بھائیوں کی طرح ہی کرو۔ بخدا میں تمہارے زندہ رہنے کو پسند کرتا ہوں۔ اس کے جواب میں اس نے کہا کہ میں وہ نہیں ہوں جس کو اپنی جان زیادہ عزیز ہو چنانچہ اس نے ان کا ساتھ دیا اور جنگ میں کام آیا۔

عبداللہ بن زبیر کے ہمراہیوں کے منتشر ہونے کے بعد حجاج نے ایک تقریر کی جس میں لوگوں سے کہا کہ تم ابن زبیر کے ساتھیوں کی قلت تعداد اور ان کی تنگی و مصیبت کو دیکھ رہے ہو۔ تم لوگ خوش ہوجاؤ اور فتح کی شادمانی کرو اور آگے بڑھو چنانچہ حجون اور ابواء کا درمیانی علاقہ ان سے پُر ہوگیا۔

اس وقت ابن زبیر اپنی والدہ کے پاس گئے اور ان سے کہا کہ اے ماں۔ لوگوں نے میرا ساتھ چھوڑ دیا ہے اب میرے پاس کم آدمی رہ گئے ہیں اور جو رہ گئے ہیں وہ بھی ایسے ہیں کہ ان میں ایک ساعت کے لیے استقلال نہیں ہے اور قوم مجھے اس قدر دینا چاہتی ہے جس کا میں آرزومند ہوں۔ اب آپ کی اس متعلق کیا رائے ہے؟ ان کی والدہ نے کہا کہ تم نے اپنے متعلق خود ہی زیادہ جانتے ہو جب تم یہ سمجھتے ہو کہ تم حق پر ہو اور اسی جانب لوگوں کو بلا رہے ہو اور اسی پر تمہارے ساتھی مارے گئے ہیں۔ تو جاؤ اور اپنی گردنوں کو بنوامیہ کا کھلونا بننے کے لیے ان کے حوالے مت کرو۔ اگر تم نے یہ لڑائی صرف دنیا کے لیے کی تھی تو تم بلاشبہ بُرے آدمی ہو۔ تم نے خود کو اور اپنے ہمراہیوں کو جو تمہارے لیے قتل ہوئے ہیں ہلاکت اور تباہی میں ڈالا۔ اگر تم یہ کہتے ہو کہ میں حق پر تھا مگر ساتھیوں کے کم ہوجانے کی وجہ سے کمزور ہوگیا ہوں تو یاد رکھو کہ یہ جوانمردوں اور دین داروں کا کام نہیں ہے۔ تمہارے دنیا میں رہنے کی مقدار ہی کتنی ہے۔ قتل ہوجانا ہی بہتر ہے۔ انھوں نے کہا اے والدہ مکرمہ مجھے خوف ہے اگر شامیوں نے مجھے قتل کیا تو مجھے سولی دیں گے اور میرے اعضا کے پرزے کریں گے۔ ان کی والدہ نے جواب دیا کہ بیٹا! بکری ذبح ہوجانے کے بعد کھال کے اُدھیڑے جانے کا صدمہ محسوس نہیں کرتی۔ تم اپنی بصیرت پر عمل کرو اور خدا سے مدد مانگو۔ انھوں نے اپنی والدہ کے سر کو بوسہ دیا اور کہا کہ قسم ہے اس ذات کی جس کے لیے

Marfat.com

میں نے آج تک کام کیا ہے اور رنج اُٹھایا ہے میں نے نہ تو دنیا کی خواہش کی ہے اور نہ اس میں زندگی کو پسند کیا ہے اور مجھے اس کے محرمات کے استحلال کی وجہ ہی سے صرف اللہ ہی کے غضب نے خروج پر آمادہ کیا۔ میں نے مناسب خیال کیا کہ آپ کی رائے لے لوں۔ آپ نے میری بصیرت کو اور بھی زیادہ تیز کر دیا ہے۔ دیکھیے میں آج قتل ہونے والا ہوں۔ کہیں آپ کو زیادہ رنج والم نہ ہو۔ آپ تمام کام خدا کو سونپ دیجیے۔ آپ کے اس بچے نے نہ کبھی کسی برے کام کی طرف قدم بڑھایا نہ کسی فحش کام کی طرف توجہ کی نہ کبھی خدا کے حکم میں جرأت کی۔ نہ امان دے کر دغا بازی سے کام لیا نہ کسی مسلمان پر عمداً ظلم کیا۔ میرے عاملوں کی شکایت پہنچی ہے تو اس سے میں خوش ہوا ہوں بلکہ میں نے اس کو برا سمجھا اور خدا کی خوشنودی سے بڑھ کر اور کوئی چیز مجھے بہتر معلوم نہیں ہوئی۔ خدایا اس سے میں کچھ اپنے نفس کی پاکیزگی نہیں ظاہر کر رہا ہوں بلکہ اپنی ماں کو صبر دلانے کے لیے کہہ رہا ہوں تا کہ اُسے میری طرف سے تسلی ہو جائے۔ ان کی والدہ نے کہا کہ مجھے امید ہے کہ تمہارے متعلق میری تعزیت اچھی ہوگی۔ اگر تم مجھ سے پہلے چلے گئے تو میں تم کو اپنے عمال نامہ میں شمار کر لوں گی اور اگر تم ظفر مند ہوئے تو تمہاری فتح سے خوش ہوں گی۔ چلو میں تمہارے عمل کے نتیجے کو دیکھوں۔ ابن زبیر نے کہا کہ خدا آپ کو جزائے خیر دے۔ کیا آپ میرے لیے دعا نہ کریں گی؟ انھوں نے جواب دیا کہ میں ہرگز تمہارے لیے دعا کبھی نہ چھوڑوں گی۔ لوگ باطل پر بھی مارے جاتے ہیں اور تم تو بلاشبہ حق پر جان دے رہے ہو۔ پھر کہنے لگیں کہ ''یا اللہ! لمبی لمبی راتوں کے اس طویل قیام اور گریہ وزاری اور اس پیاس پر جو مکہ اور مدینہ کی شدت تمازت میں عبادت کے وقت سہا کرتا تھا اور جو نیکی اپنے باپ کے اور میرے ساتھ کرتا تھا۔ رحم فرما۔ خدایا! میں نے اس کے امر کو تیرے حکم پر جو کچھ تو اس کی نسبت فرمائے چھوڑ دیا ہے اور میں تیرے فیصلہ پر راضی ہوں۔ مجھے صبر وشکر کرنے والوں کا ثواب عطا فرما۔ پھر ابن زبیر نے اپنی ماں کے ہاتھوں کو ہاتھ میں لے کر بوسہ دینا چاہا۔ تو انھوں نے کہا کہ یہ تو وداع کی نشانی ہے ابھی سے رخصت نہ ہو۔

ابن زبیر نے کہا کہ میں وداع ہی چاہتا ہوں۔ میں دیکھتا ہوں کہ میری زندگی کے دنوں میں یہ آخری دن ہے۔ ان کی والدہ نے کہا کہ بہت بہتر۔ جو تمہاری مرضی ہو وہی مناسب ہے ذرا میرے پاس ہو جاؤ تا کہ میں تم کو رخصت کر دوں۔ چنانچہ ابن زبیر نے اپنی والدہ سے معانقہ کیا اور ان کو بوسہ دیا اس حالت میں ان کی والدہ کا ہاتھ ان کی زرہ پر جا پڑا تو وہ کہنے لگیں کیا یہ اس شخص کا کام ہے

Marfat.com

جو تمہارا سا ارادہ رکھتا ہے۔انھوں نے جواب دیا کہ میں نے اس کو اور کسی غرض سے نہیں پہنا ہے۔ صرف غرض یہ ہے کہ آپ کے فرزند (یعنی خود) کو اور بھی مضبوط کردوں۔ان کی والدہ بولیں اس سے میرا بیٹا کچھ مضبوط نہیں ہوسکتا۔اس پر ابن زبیر نے زرہ اتار دی پھر اپنی دونوں آستینوں کو لپیٹ لیا اور اپنی قمیض اور خز کے جبہ کو لپیٹ کر ازار کے درمیان کرلیا اور حصہ زیریں کو اوپر اُٹھا کر کمر بند کے نیچے سے لے لیا ان کی والدہ کہتی جاتی تھیں کہ تم اپنا لباس لپٹا ہوا پہنو پھر ابن زبیر یہ کہتے ہوئے نکلے:

[البتہ میں جس وقت اپنے آخری دن کو پہچان لوں گا تو استقلال دکھلاؤں گا۔اصل یہ ہے کہ شریف آدمی ہی اپنے دن کو پہچان لیتا ہے اور کوئی پہچانتا تو ہے مگر اس سے بے خبر بھی رہتا ہے۔]

ان کی والدہ نے ان کو یہ کہتے ہوئے سن کر کہا کہ ان شاء اللہ تم ضرور استقلال دکھاؤ گے کیونکہ تمہارے آباء ابوبکر اور زبیر ہیں اور تمہاری ماں صفیہ بنت عبدالمطلب ہے۔

اس کے بعد انھوں نے شامیوں پر یکبارگی سخت حملہ کیا۔ان کے ہمراہیوں سے چند مارے گئے۔جب وہ اور ان کے ساتھی دشمنوں کے سامنے کھل گئے تو ان کے ایک ہمراہی نے کہا کہ کاش کہ آپ فلاں مقام پر چلے جاتے انھوں نے جواب دیا کہ میں اسلام میں اس وقت ایک بہت بُرا بوڑھا آدمی سمجھا جاؤں گا جب میں کسی قوم کو حملہ کرنے پر آمادہ کروں اور جب وہ قتل ہوجائیں تو میں ان کی طرح قتل ہوکر گرجانے کے عوض میدان جنگ سے فرار ہوجاؤں۔غرض کہ شامی آگے بڑھتے چلے گئے یہاں تک کہ دروازے ان سے بھر گئے اور وہ چیخ چیخ کر کہہ رہے تھے کہ اے ذات النطاقین کے بیٹے جواب میں ابن زبیر یہ کہتے تھے (مصرعہ):

[یہ ایسی شکایت ہے جس کا ننگ تجھ پر خوب ظاہر ہے۔]

اہل شام نے مسجد کے دروازوں پر ہر شہر کے ایک ایک آدمی کو مقرر کردیا۔اہل حمص کو خانہ کعبہ کے دروازے کے مقابل کے دروازے کی نگہبانی سپرد کی گئی۔اہل دمشق باب بنی شیبہ پر، اہل اردن باب الصفا پر، اہل فلسطین باب بنی جمح پر اور اہل قنسرین باب بنی تمیم پر متعین کیے گئے اور حجاج اور طارق ابطح سے مروہ تک نگہبانی کرنے لگے۔ابن زبیر کبھی اُدھر اور کبھی ادھر اس طرح حملہ کرتے تھے کہ گویا وہ شیر بیشہ ہیں لوگ ان کے سامنے نہ آتے تھے۔

Marfat.com

عبداللہ ابن زبیر دشمنوں کے پیچھے دوڑتے اور ان کو دروازوں سے باہر نکال دیتے اور پھر ابوصفوان کو پکار کر کہتے کہ تمھاری ماں روئے اگر تمھارے ساتھ چند جواں مرد اور ہوتے تو تم فتح ہی کر لیتے یا میرا حریف اگر ایک شخص ہوتا تو میں اس کو کافی ہوتا۔ ابوصفوان عبداللہ بن صفوان بن امیہ بن خلف کہتا کہ ہاں خدا کی قسم آپ ایک ہزار کے لیے کافی ہیں۔ حجاج لوگوں کو ابن زبیر کی طرف پیش قدمی نہ کرتے دیکھ کر آگ بگولا ہو گیا اور خود پیدل ہو کر لوگوں کو آگے بڑھانے لگا۔ ابن زبیر کا علم بردار جوان کے آگے آگے تھا۔ شامیوں کو تلوار کے گھاٹ اتار رہا تھا۔ ابن زبیر اپنے علم بردار سے بھی آگے بڑھ گئے اور اہل شام کو مارنے لگے یہاں تک کہ شامی مغلوب ہو گئے اور آفتاب غروب ہو گیا۔ انھوں نے پلٹ کر مقام ابراہیم کے پاس دو رکعت نماز ادا کی۔ لوگوں نے ان کے علم بردار پر حملہ کیا اور اس کو باب بنی شیبہ کے پاس قتل کر دیا۔ علم حجاج کے ہمراہیوں کے ہاتھ میں آ گیا۔ ابن زبیر نماز سے فارغ ہو کر آگے بڑھے اور بغیر علم ہی کے حملہ کر دیا۔ ایک شامی کو قتل کیا اور کہا کہ لے یہ بھی ایک ہاتھ لیتا جا میں حواری کا بیٹا ہوں۔ اسی طرح ایک حبشی پر وار کیا اور اس کا ہاتھ کاٹ ڈالا اور کہا او حام کے بیٹے ٹھہر جا۔ عبداللہ بن مطیع نے ان کا مقابلہ کیا اور وہ یہ کہتا جاتا تھا۔ (ترجمہ شعر):

[میں وہی ہوں جو حرہ کے روز فرار ہو گیا تھا مگر شریف النسب آدمی ایک دفعہ کے سواء
کبھی گریز نہیں کرتا آج میں پہلے فرار کا عوض پلٹ کر کر رہا ہوں۔]

ابن مطیع مقابلہ کرتے کرتے مارا گیا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ اس کے چند کاری زخم آئے جن سے وہ چند دنوں کے بعد مر گیا۔ ابن زبیر نے اپنے قتل ہونے کے دن صبح کو نماز کے بعد اپنے ہمراہیوں اور اہل وعیال سے کہا کہ ذرا اپنے چہروں کو کھول دو تاکہ میں دیکھ لوں (کیونکہ ان لوگوں کے چہرے خودوں سے ڈھکے ہوئے تھے) چنانچہ اس حکم کے موافق ان لوگوں نے ایسا ہی کیا اس پر انھوں نے کہا:

''اے آل زبیر اگر تم مجھ سے خوش ہو اور مجھ کو اپنے میں سے تصور کرتے ہو تو یاد رکھو کہ ہم عرب کے ایک ایسے خاندان کے لوگ ہیں جنھوں نے خدا کے لیے صلح کی ہے۔ یاد رہے کہ تلواروں کی ضربیں تمھیں نہ ڈرائیں۔ کیونکہ زخمیوں کو زخم کے درد سے زیادہ دوا کا صدمہ ہوتا ہے۔ اپنی تلواروں کی اسی طرح حفاظت کرو جیسی تم اپنے چہروں کی کرتے ہو اپنی تلواروں کی چمک سے اپنی آنکھوں کو بچائے رکھو۔ چاہیے کہ تم میں سے ہر ایک شخص

Marfat.com

اپنے حریف سے مقابلہ کرنے میں مشغول رہے اور میری حالت کچھ دریافت نہ کرو۔ اگر تم میں سے کوئی شخص میرا حال دریافت کرنا چاہیے تو میں سواروں کی پہلی جماعت میں ملوں گا۔ خدا کی برکت پر بھروسہ کرو اور حملہ کردو۔"

پھر انھوں نے ان لوگوں پر حملہ کیا اور بھگاتے بھگاتے حجون تک پہنچا دیا۔ قبیلۂ سکون کے ایک شخص نے ان پر ایک اینٹ کھینچ کے ماری جو ان کے چہرے پر لگی ان کے اندام پر لرزہ طاری ہو گیا اور چہرہ بالکل خون آلودہ ہو گیا۔ انھوں نے اپنے چہرے پر خون کے آثار پا کر کہا:

[ہم ان میں سے نہیں ہیں جن کی ایڑیاں خون سے تر ہو جاتی ہیں بلکہ خون ہمارے قدموں پر ٹپکتا ہے۔]

پھر انھوں نے ان لوگوں سے شدید جنگ کی۔ ان لوگوں نے پلٹ کر ان پر یکبارگی دھاوا کر دیا اور ان کو ماہ جمادی الآخر میں سہ شنبہ کے روز شہید کر دیا۔ اس وقت ان کی عمر ۷۳ سال کی تھی ان کے قتل پر قبیلۂ مراد کا ایک شخص مقرر ہوا تھا۔ وہ ان کا سر حجاج کے پاس لے گیا حجاج نے سجدۂ شکر ادا کیا اور اسی سکونی اور مرادی کو اس امر کی اطلاع کے لیے عبدالملک کے پاس روانہ کر دیا اور دونوں کو پانچ پانچ سو دینار بھی دیئے۔ حجاج اور طارق چلے اور ابن زبیر کی لاش کے پاس آ کر کھڑے ہوئے۔ طارق نے کہا کہ عورتیں ان سے بڑھ کر جواں مرد پیدا نہ کر سکیں گی۔ حجاج نے کہا کہ کیا تم امیر المومنین کے دشمن کی تعریف کرتے ہو۔ کہا "ہاں۔ یہی بات ہماری معذرت کی دلیل ہوگی۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو ہمارے لیے عذر کی کوئی گنجائش نہ تھی کیونکہ ہم نے ان کا سات ماہ سے محاصرہ کر رکھا تھا حالانکہ ان کے پاس نہ فوج تھی نہ قلعہ اور نہ مددگار پھر بھی وہ ہم سے مقابلہ کرتے رہے۔ بلکہ سبقت لے جاتے تھے۔" ان دونوں کے مکالمہ کی کیفیت عبدالملک تک پہنچی تو اس نے طارق کی رائے کی تصویب کی۔

ابن زبیر کے قتل پر اہل شام نے خوشی اور مسرت سے تکبیریں کہیں۔ ابن عمرؓ نے کہا کہ ان لوگوں کو دیکھو مسلمان تو ان کی ولادت پر خوشی سے تکبیریں کہتے تھے[1] اور یہ لوگ ان کی موت پر خوش ہو کر تکبیریں کہہ رہے ہیں۔ حجاج نے ان کے اور عبداللہ بن صفوان اور عمارہ بن حزم کے سروں کو مدینہ روانہ کیا۔ پھر وہ سر عبدالملک بن مروان کے پاس لائے گئے۔ اور ابن زبیر کی لاش کو حجون کے قریب ثنیۂ یمنی پر سولی دی گئی۔ اسماء نے اس کے پاس کہلا کر بھیجا خدا تجھے موت دے تو نے اُسے سولی کیوں دی۔ اس نے

Marfat.com

جواب دیا کہ اس لکڑی پر چڑھنے کے لیے میں اور وہ دونوں مل کر دوڑے اور وہ ان کے حصہ میں آ گئی۔ پھر اسماء نے ان کے کفن دفن کی اجازت چاہی مگر حجاج نے انکار کر دیا اور اس لکڑی کے پاس ایک شخص کو حفاظت کے لیے مقرر کیا پھر عبدالملک کو ان کے سولی دینے کا حال لکھ بھیجا۔ اس نے جواب میں اسے ملامت کی اور لکھا کہ تم نے ان کو ان کی ماں کو کیوں نہ دے دیا۔ چنانچہ حجاج نے اجازت دے دی اور اسماء نے ان کو حجون کے پاس دفن کر دیا۔ عبداللہ ابن عمرؓ اُدھر سے گذرے تو انھوں نے کہا کہ اے ابوخبیب۔ تم پر سلام ہو۔ خدا کی قسم میں تم کو اس سے منع کیا کرتا تھا اور تم بڑے روزہ دار، تہجد گذار اور صلہ رحم کرنے والے بزرگ تھے اور خدا کی قسم تم جس قوم سے شدید متصور ہوتے ہو وہ نہایت ہی عمدہ قوم ہے۔

ابن زبیر نے اپنے قتل ہونے سے چند دن قبل ہی سے ایلو اور مشک استعمال کرنا شروع کر دیا تھا تا کہ ان کے جسم میں سے بدبو نہ آنے پائے۔ جب ان کو سولی دی گئی تو مشک کی خوشبو پھیل گئی تھی۔ کہتے ہیں کہ حجاج نے ان کے ساتھ ایک مردہ کتے کو بھی سولی دی تھی جس کی بدبو اس خوشبو پر غالب آ گئی تھی۔ ایک بیان یہ بھی ہے کہ اس نے ان کے ساتھ ایک بلی کو سولی دی تھی۔

جب عبداللہ بن زبیر قتل ہوئے تو ان کے بھائی عروہ ایک تیز رفتار اونٹنی پر سوار ہو کر عبدالملک بن مروان کی طرف روانہ ہوئے۔ قبل اس کے کہ حجاج کے قاصد عبداللہ ابن زبیر کے قتل کی خبر لے کر پہنچیں وہ شام پہنچ گئے اور عبدالملک کے دروازے پر جا کر اجازت طلب کی۔ اجازت ملتے ہی اندر داخل ہو گئے عبدالملک نے سلام کا جواب دیا اور مرحبا کہا۔ معانقہ کیا اور اپنے پاس تخت پر بٹھا لیا۔ عروہ نے کہا۔ (ترجمہ شعر):

[تمہارے پاس قرابت قریبہ کا وسیلہ تلاش کیا گیا ہے اور قرابت اس وقت تک قریب نہیں آ سکتی جب تک کہ تم اس کو قریب آنے کی اجازت نہ دو۔]

پھر دونوں باتیں کرنے لگے۔ عبداللہ بن زبیر کا ذکر ہوا تو عروہ نے جواب میں کہا کہ ''وہ تھے'' (یعنی اب موجود نہیں ہیں) عبدالملک نے پوچھا ''کیا ہوا'' کہا کہ قتل کیے گئے۔ یہ سن کر عبدالملک سجدے میں گر پڑا۔ عروہ نے کہا کہ حجاج نے ان کو سولی پر لٹکا رکھا ہے بہتر یہ ہے کہ آپ ان کی لاش کو ان کی والدہ کے سپرد کر دیں۔ عبدالملک نے کہا کہ ہاں ایسا ہی کیا جائے گا چنانچہ اس نے حجاج کو ایک خط لکھا جس میں ابن زبیر کے سولی پر لٹکائے جانے کے طرز عمل پر نفرت کا اظہار کیا۔

Marfat.com

اُدھر حجاج نے عروہ کو گم پا کر عبدالملک کو لکھا کہ عروہ اپنے بھائی کے ساتھ تھا اور جب وہ قتل ہو گئے تو وہ خدا کے مال میں سے کچھ حصہ لے کر فرار ہو گیا ہے۔عبدالملک نے جواب میں لکھا کہ وہ بھاگے نہیں ہیں بلکہ میری بیعت کرنے کے لیے آئے ہیں۔ میں نے ان کو امان دے دی ہے اور جو کچھ اس سے پہلے گذر چکا ہے میں نے معاف کر دیا ہے۔ وہ تمہارے پاس آنے والے ہیں تم ہرگز ان سے کوئی برائی نہ کرنا۔ بعد ازاں عروہ نے مکہ کی طرف مراجعت کی اس اثناء میں وہ مکے سے تیس دن غائب رہے تھے۔ حجاج نے عبداللہ بن زبیر کی لاش کو سولی پر سے اتار کر ان کی والدہ کے پاس روانہ کر دیا۔ انھوں نے لاش کو غسل دیا۔ پانی ڈالتے ہی جسم جسم پارہ پارہ ہو گیا لہٰذا انھوں نے ہر عضو کو علیحدہ علیحدہ غسل دیا جس سے جسم ٹھہر گیا۔عروہ نے ان پر نماز پڑھی اور اسماء نے ان کو دفن کرا دیا۔

یہ بھی کہا جاتا ہے کہ جب عروہ، عبدالملک کے پاس تھے تو حجاج نے ان کو لکھا کہ وہ عروہ کو اس کے پاس بھیج دیں۔ عبدالملک نے ان کے پاس بھیجنے کا ارادہ کیا۔عروہ نے کہا کہ یقیناً وہ شخص ذلیل نہ تھا جس کو تم نے قتل کیا ہے، بلکہ وہ ذلیل ہے جس کو تم نے بادشاہ بنایا ہے، وہ قابل ملامت نہیں ہے جس نے استقلال دکھایا اور جان دی بلکہ وہ قابل ملامت ہے جو موت سے بھاگا۔عبدالملک نے یہ سن کر کہا کہ اے ابوعبداللہ تم ہم سے کوئی ایسی بات نہ سنو گے جو تمہیں ناگوار خاطر ہو۔

عبداللہ بن زبیر کے متعلق یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ ان کی لاش پر کسی نے نماز ہی نہیں پڑھی کیونکہ حجاج نے نماز پڑھنے سے یہ کہہ کر روک دیا تھا کہ امیر المومنین نے صرف دفن کرنے کا حکم دیا ہے مگر یہ بھی کہا جاتا ہے کہ عروہ نے نہیں بلکہ کسی اور نے نماز پڑھی تھی اور مسلم نے اپنی صحیح میں جو روایت بیان کی ہے وہ یہ ہے کہ عبداللہ بن زبیر کو یہودیوں کے قبرستان میں پھینک دیا گیا۔ ان کی والدہ ان کے بعد چند ہی روز زندہ رہ کر وفات پا گئیں اور وہ نابینا ہو گئی تھیں اور عروہ کی ماں بھی وہی تھیں۔

ابن زبیر کے امور سے فارغ ہو کر حجاج مکہ میں داخل ہوا۔اہل شہر نے اس سے عبدالملک ابن مروان کے لیے بیعت کر لی۔حجاج نے مسجد حرام کو خون اور پتھروں سے پاک کرنے کا حکم دیا اور خود مدینہ کی جانب روانہ ہوا کیونکہ عبدالملک نے اُسے مکہ اور مدینہ پر حاکم مقرر کر دیا تھا۔مدینہ پہنچ کر اس نے مہینے دو مہینے تک وہاں اقامت کی۔باشندوں سے برا سلوک کیا۔ ان کی ذلت کی اور کہا کہ تم لوگ امیر المومنین عثمانؓ کے قاتل ہو۔پھر صحابہ کی ایک جماعت کو ذلیل کرنے کی غرض سے ان کے ہاتھوں پر

Marfat.com

اسی طرح سیسے کی مہر لگائیں جس طرح ذمیوں کی لگائی جاتی تھیں۔ان صحابہ میں جابر بن عبداللہ، انس بن مالک اور سہل بن سعد بھی شامل تھے۔اس کے بعد وہ مکہ روانہ ہوگیا۔مدینہ سے روانہ ہوتے ہوئے اس نے کہا کہ خدا کا شکر ہے جس نے مجھے ایک بدبودار جگہ سے نکالا۔جس کے باشندے بدتر اور امیر المومنین کو دھوکا دینے والے اور خدا کی نعمت کی وجہ سے حسد کرنے والے ہیں۔خدا کی قسم اگر میرے پاس ان کے متعلق امیر المومنین کے خط نہ آتے تو میں اس شہر کو جوف حمار کی طرح تباہ کر دیتا۔چند لکڑیاں ہیں جن کو اپنی پناہ گاہ بنالیا ہے اور چند پرانی ہڈیاں ہیں جو بوسیدہ ہو چکی ہیں جن کو منبر رسول اللہؐ اور قبر رسول اللہ کہا جاتا ہے۔یہ کیفیت جابر بن عبداللہ تک پہنچی تو انھوں نے کہا کہ ادھر وہ چیز ہے جو اس کو تباہ کر کے چھوڑے گی۔فرعون نے بھی جو کچھ کہنا تھا کہا مگر خدا نے اسے ڈھیل دینے کے بعد پکڑ لیا۔کہا جاتا ہے کہ حجاج کی مدینہ پر حکومت اور اس کا اصحاب نبوی ﷺ کے ساتھ بدسلوکی کی واقعہ ماہ صفر ۷۴ھ میں پیش آیا۔

(عبداللہ) ابن زبیر کی سیرت

قتل کے وقت ان کی عمر ۷۲ سال کی تھی۔ان کی خلافت نو سال تک رہی کیونکہ ۶۴ھ میں ان سے بیعت کی گئی تھی۔ان کے سر پر لمبے لمبے بال کی لٹیں تھیں۔یحیٰی ابن وثاب بیان ہے کہ ابن زبیر سجدہ کرتے تھے تو ان کے طویل سجود اور سکون کی وجہ سے چڑیاں ان کی پیٹھ کو دیوار سمجھ کر اس پر بیٹھ جاتی تھیں۔کسی اور کا بیان ہے کہ عبداللہ نے وقت کو تین حالتوں اور حصوں پر تقسیم کر رکھا تھا۔ایک رات کو صبح تک قیام میں بسر کرتے اور دوسری رات کو صبح تک رکوع میں اور تیسری رات کو صبح تک سجدے میں رہتے۔

بیان کیا گیا ہے کہ سب سے پہلی بات جو ابن زبیر کی جرأت ظاہر کرتی ہے یہ ہے کہ وہ ایک دن لڑکوں کے ساتھ کھیل رہے تھے اور خود بھی کم سن تھے ایک شخص ان کے پاس سے گذرا اور ان لڑکوں کو ڈانٹا۔وہ سب بھاگ گئے۔ابن زبیر ان کے پیچھے پیچھے گئے اور ان سے کہا کہ اے لڑکو۔تم مجھے اپنا امیر بنالو تا کہ ہم سب اس پر حملہ کریں۔چنانچہ ان لڑکوں نے ایسا ہی کیا۔

ایک مرتبہ (حضرت) عمرؓ بن الخطاب ان کے پاس سے گذرے۔یہ لڑکوں کے ساتھ کھیل رہے تھے اور لڑکے تو ان کو دیکھ کر بھاگ گئے مگر یہ وہیں ڈٹے رہے۔حضرت عمرؓ نے ان سے پوچھا کہ تم ان کے ساتھ کیوں نہ بھاگ گئے۔انھوں نے جواب دیا کہ نہ میں نے کوئی خطا کی ہے کہ آپ سے

Marfat.com

ڈروں اور نہ راستہ تنگ ہے کہ الگ ہٹ کر آپ کے لیے راستہ بناؤں۔

قطن ابن عبداللہ کہتے ہیں کہ ابن زبیر ایک جمعہ سے دوسرے جمعہ تک مسلسل روزہ رکھتے تھے۔خالد بن ابی عمران کا قول ہے کہ ابن زبیر ہر ماہ میں صرف تین دن روزہ نہ رکھتے تھے اور چالیس سال تک آپ نے اپنے پشت پر سے کپڑا نہ اٹھایا۔

ابن مجاہد کہتے ہیں کہ عبادت کا کوئی ایسا اسلوب نہ تھا جس کو ابن زبیر بآسانی سے ادا نہ کرتے ہوں۔اگرچہ لوگ اس سے عاجز آجاتے تھے ایک مرتبہ خانہ کعبہ تک سیلاب آگیا تو ابن زبیر نے تیر کر طواف کیا۔

ہشام بن عروہ بیان کرتے ہیں کہ سب سے پہلی بات جو کم سنی میں میرے چچا عبداللہ بن زبیر نے کہنی سیکھی تھی وہ سیف (تلوار) تھی۔حالانکہ وہ بالکل کم سن تھے اور اپنے ہاتھ سے کبھی تلوار دور نہ کرتے تھے۔زبیر کہا کرتے تھے کہ خدا کی قسم تیرے لیے تلوار کا ایک خاص دن ہے اور وہ زمانہ آکر رہے گا۔

ابن سیرین کا بیان ہے کہ ابن زبیر کہا کرتے تھے کہ کعب نے کوئی ایسی بات نہیں کہی جوان کے قول کے مطابق پوری نہ اتری ہو۔سوائے اس قول کے کہ ایک ثقفی نوجوان مجھے قتل کرے گا حالانکہ اس (یعنی مختار ثقفی) کا سر میرے سامنے رکھا ہوا ہے۔ابن سیرین کہتے ہیں کہ ابن زبیر یہ نہ جانتے تھے کہ حجاج ان کے لیے مخفی تھا۔

عبدالعزیز بن ابی انصاری کی روایت ہے کہ ابن عمرؓ، ابن زبیر کے پاس سے ایسی حالت میں گذرے کہ وہ قتل ہونے کے بعد سولی پر لٹکے ہوئے تھے۔ابن عمرؓ نے کہا کہ ابوخبیب خدا تم پر رحم کرے تم بڑے روزہ دار اور بڑے تہجد گزار تھے اگر تم قبیلہ قریش کے اشرار میں سے تھے تو یقیناً وہ فوز وفلاح کا مستحق ہوگیا۔

حجاج نے ان کو سولی پر لٹکایا یا بعد میں لاش کو یہودیوں کے قبرستان میں پھینک دیا اور ان کی والدہ کے پاس ایک شخص کو یہ حکم دے کر بھیجا کہ وہ حاضر ہوں مگر وہ اس کے پاس نہ گئیں۔اس نے دوبارہ کہلا کر بھیجا کہ اگر تم آگئیں تو مناسب ہوگا ورنہ میں ایک ایسے شخص کو بھیجوں گا جو تمہارا چونڈا پکڑ کر کھینچتا ہوا لے آئے گا مگر وہ پھر بھی نہ گئیں۔اس پر وہ خود ان کے پاس گیا اور ان سے کہا کہ تم نے دیکھا کہ میں نے عبداللہ کے ساتھ کیا کیا۔انھوں نے جواب دیا کہ میں نے صرف یہ دیکھا کہ تو نے اس کی

Marfat.com

دنیا خراب کردی اور اس نے تیری آخرت برباد کردی لیکن رسول اللہؐ نے ہم کو یہ خبر دی ہے کہ قبیلہ ثقیف میں ایک ''کذاب'' اور ایک ''مبیر'' ہوگا۔ کذاب تو ہم نے دیکھ لیا ہے (یعنی مختار ثقفی) اور مبیر تُو ہے۔ یہ حدیث صحیح ہے مسلم نے اُسے اپنی صحیح میں بیان کیا ہے۔ ؂

ابن زبیر نے عبداللہ بن جعفر سے کہا کہ تم کو اس دن کا واقعہ یاد ہے جب ہم اور تم رسول اللہ ﷺ سے ملے تھے اور آپ نے بنو فاطمہ کو لے لیا تھا۔ انھوں نے کہا ہاں یاد ہے۔ ہم کو آپؐ نے اٹھا لیا تھا مگر تم کو چھوڑ دیا تھا اگر ابن زبیر کو یہ معلوم ہوتا کہ عبداللہ بن جعفر ان کے سوال کے جواب میں ایسا کہیں گے تو وہ ہرگز ان سے ایسا سوال نہ کرتے۔

محمد بن مروان کی ولایت جزیرہ و آرمینیہ

اسی سال عبدالملک نے اپنے بھائی محمد کو الجزیرہ اور آرمینیہ کا والی مقرر کیا۔ اس نے وہاں جنگ کی اور دشمن کو سخت نقصان پہنچایا۔ بحیرہ آرمینیہ جس میں طریخ نام کی مچھلی پائی جاتی ہے اس وقت تک لوگو[illegible] لیے عام طور پر کھلا ہوا تھا۔ کوئی روکنے والا نہ تھا جو شخص چاہتا تھا اس سے فائدہ اٹھاتا تھا مگر محمد نے اس میں مچھلی کا شکار کھیلنے سے [illegible] اور وہاں سے مچھلی پکڑنے، بیچنے اور قیمت حاصل کرنے پر ٹیکس لگا دیا اس [illegible] مروان کے قبضہ میں رہا اور بنو امیہ کی سلطنت کے انقراض کے ساتھ وہ بحیرہ بھی ان کے ہاتھ [illegible] مل گیا اور اس کی اب تک وہی حالت جاری ہے جو کوئی کسی برے طریقہ کا رواج قائم کرتا ہے اُسے اُس کا اور اس پر عمل کرنے والوں کا گناہ قیامت تک بھگتنا پڑتا ہے بغیر اس کے کہ ان موخر الذکر لوگوں کے حصوں میں کچھ تخفیف ہو۔ یہ طریخ مچھلی دنیا کے عجائبات میں سے ہے کیونکہ وہ ایک چھوٹی سی مچھلی ہوتی ہے ہر سال میں ایک خاص موسم میں اسی بحیرہ سے ایک نہر میں اس کثرت سے آتی ہے کہ ہاتھ اور مصنوعی آلات سے اس کا شکار کیا جاتا ہے مگر جب موسم ختم ہو جاتا ہے تو ایک بھی نہیں ملتی۔

ابو فدیک خارجی کا قتل

ہم نے ۷۲ھ کے واقعات میں نجدہ بن عامر خارجی کے قتل اور اس کے ہمراہیوں کے ابو

Marfat.com

فُدَیک کے تابع ہو جانے کے واقعات کو قلمبند کیا ہے۔ ابوفُدَیک کا قدم اس وقت تک مضبوطی سے جما رہا۔ اس لیے عبدالملک بن مروان نے عمر بن عبیداللہ بن معمر کو حکم دیا کہ اہل کوفہ اور بصرہ کو برانگیختہ کرے اور ابوفدیک سے جنگ کرنے کے لیے روانہ ہو جائے۔ چنانچہ اس نے ان کو دعوت دی اور اس کے ساتھ دس ہزار آدمی جمع ہو گئے۔ اُس نے ان کے لیے سامان رسد نکلوایا اور ان کو ہمراہ لے کر روانہ ہو گیا۔ اس نے کوفیوں کو میمنہ پر قائم کر کے محمد بن موسیٰ بن طلحہ بن عبیداللہ کو ان کا امیر مقرر کیا اور بصریوں کو میسرہ پر تعینات کر کے ان پر اپنے بھتیجے عمر بن موسیٰ بن عبیداللہ بن معمر کو سردار بنایا اور اپنے سواروں کو قلب میں رکھا۔ وہ لوگ روانہ ہوئے اور بحرین پہنچ کر دشمن سے مقابل ہوئے۔ جنگ شروع ہوئی ابوفدیک اور اس کے ہمراہیوں نے متحدہ طور پر حملہ کر دیا اور عمر کے میسرہ کو شکست دی تا آنکہ وہ مغیرہ بن مہلب، مجاعہ بن عبدالرحمٰن اور دیگر سواروں تک پہنچ گئے اور میمنہ پر کوفیوں کی صف مائل ہونے لگے۔ عمر بن موسیٰ زخمی ہوا۔ مگر جب میسرہ والوں نے دیکھا کہ میمنہ کو ہزیمت نہیں ہوئی تو وہ پلٹے اور لڑنے لگے۔ حالانکہ ان کا کوئی امیر نہ تھا کیونکہ ان کا سردار عمر بن موسیٰ مجروح ہو گیا تھا انھوں [illegible] اُسے اپنے ساتھ اُٹھا لیا اور نہایت سختی سے لڑنے لگے۔ ہوتے ہوتے خارجیوں کے لشکر [illegible] مل ہو گئے۔ اُدھر کوفیوں نے بھی میمنہ پر سے میسرہ کے حملہ [illegible] کے ساتھ [illegible] کر حملہ کر دیا۔ ان کے لشکر کو کاٹ کے رکھ دیا اور ابوفدیک کو قتل کر دیا پھر اس کے [illegible] گھیر لیا اس مقام پر انھوں نے بغیر عہد و پیمان کے اپنے آپ کو ان کے حوالے کر [illegible] چنانچہ ان [illegible] سے چھ ہزار قتل اور آٹھ سو قید ہوئے۔ ان ہی میں عبداللہ ابن امیہ کی لونڈی بھی تھی جو ابوفدیک سے حاملہ ہو گئی تھی۔ بعد ازاں سب نے بصرے کی طرف مراجعت کی۔

متفرق واقعات

بعض مورخین کے بیان کے مطابق اسی سال عبدالملک نے بصرہ سے خالد بن عبداللہ کو معزول کر کے اپنے بھائی بشر کو وہاں کا حاکم مقرر کیا اور اسی طرح دو شہر کوفہ اور بصرہ اور اس کے ماتحت ہو گئے۔ بشر بصرہ کی طرف روانہ ہوا اور کوفہ پر عمرو بن حریث کو مقرر کر دیا۔

اسی سال موسم گرما میں محمد بن مروان نے رومیوں سے جنگ کی اور عثمان بن ولید اور

Marfat.com

رومیوں کے درمیان آرمینیہ کی سرحد پر جنگ ہوئی۔اوّل الذکر کے ساتھ چار ہزار سپاہی تھے اور رومی ساٹھ ہزار تھے مگر عثمان نے ان کو شکست دی اور اکثر کو قتل بھی کیا۔

حجاج نے اسی سال لوگوں کے ساتھ حج کیا اور وہ مکہ، یمامہ اور یمن کا حاکم تھا۔بعض کے قول کے مطابق کوفہ اور بصرہ پر بشر ابن مروان حاکم تھا اور یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ کوفہ پر بشر اور بصرہ پر خالد ابن عبداللہ حکمران تھا۔کوفہ کے محکمہ قضا پر شریح بن حارث اور بصرہ کی قضات پر ہشام بن ہبیرہ اور خراسان پر بکیرین وسّاج مقرر تھے۔

وفیات

اسی سال عبداللہ بن عمرؓ نے مکے میں وفات پائی اور ذوطویٰ میں دفن ہوئے۔ایک اور روایت ہے کہ فخ میں دفن ہوئے آپ کی موت کا سبب یہ ہوا کہ حجاج نے اپنے ایک ہمراہی کو حکم دے رکھا تھا اور اُسی کے مطابق اس نے زہر میں بجھے ہوئے نیزے کی انی سے ان کے پاؤں کو زخمی کیا اور اسی سے آخر میں انھوں نے وفات پائی۔حجاج نے دوران مرض میں ان کی عیادت کی اور پوچھا کہ آپ کو کس نے یہ صدمہ پہنچایا انھوں نے جواب دیا کہ تو نے ہی صدمہ پہنچایا کیونکہ تو نے ایسے شہر میں اسلحے کے ساتھ رہنے کا حکم دیا جہاں ہتھیار اُٹھانا حلال نہیں۔ان کی وفات ابن زبیر کے قتل کے تین ماہ بعد واقع ہوئی۔اس وقت ان کی عمر (۸۶) سال کی تھی۔

اسی سال سلمہ ابن اکوع، ابوسعید خدری، رافع بن خدیج اور مالک بن مسمع، ابوغسان بکری نے بھی وفات پائی۔ کہتے ہیں کہ آخر الذکر نے ۶۴ھ میں انتقال کیا اور آنحضرتؐ کے زمانے میں ان کی ولادت ہوئی تھی۔سلم ابن زیاد ابن ابیہ نے بشر بن مروان سے پہلے ہی انتقال کیا۔اسماء بنت ابی بکر اپنے فرزند عبداللہ کی شہادت کے تھوڑے ہی عرصے بعد انتقال کر گئیں۔وہ آخری زمانے میں نابینا ہوگئی تھیں وہ زبیر کی مطلقہ تھیں کہا جاتا ہے کہ عبداللہ ابن زبیر نے اپنے والد سے یہ کہہ کر مجھ جیسے شخص کی ماں اب کسی مرد کی بیوی نہیں رہ سکتی، اپنے والد سے ان کو طلاق دلوالیا تھا۔

اسی سال عوف بن مالک اشجعی نے بھی انتقال کیا۔ان کا سب سے پہلا غزوہ خیبر تھا۔

معاویہ بن حدیج بھی ابن عمر سے چند ہی ایام پیشتر راہی ملک عدم ہوئے۔

Marfat.com

معبد بن خالد جہنی نے بھی اسی سال انتقال کیا۔ ان کی عمر (۸۰) سال تھی اور وہ صحابی تھے۔

عبدالرحمٰن بن عثمان بن عبداللہ بھی اسی سال ابن زبیر کے ہمراہ قتل ہوئے۔ یہ بھی صحابی تھے اور طلحہ بن عبیداللہ کے بھتیجے تھے۔

۞ ۞ ۞

حواشی وحوالہ جات:

۱ رسول اللہ ﷺ کی ہجرت مدینہ کے بعد مدینہ میں مہاجرین کا پیدا ہونے والا سب سے پہلا بچہ عبداللہ بن زبیر تھے، جن کی پیدائش پر مہاجرین نے خوشی سے نعرہ تکبیر بلند کیا تھا۔

۲ کعب احبار مشہور تابعی ہیں۔ کعب نام، ابو اسحاق کنیت، یمن کے مشہور حمیری خاندان کی شاخ آل ذی رعین سے تھے۔ قبول اسلام سے پہلے یہودیوں کے جیّد علماء میں شمار کیے جاتے تھے۔ عہد رسالت میں موجود تھے، لیکن اسلام کی سعادت حاصل نہ کر سکے۔ حضرت عمرؓ کے زمانہ خلافت میں اسلام لائے۔ قبول اسلام کے بعد وہ رسول اللہ ﷺ کے چچا، حضرت عباس کے حلیف بن گئے تھے۔ کچھ عرصہ مدینہ میں قیام کرنے کے بعد حمص میں جا کر سکونت اختیار کر لی۔ حضرت عثمانؓ کے عہد خلافت (۳۲ھ) میں شام میں وفات پائی۔ یہودی مذہب کے متعلق ان کی معلومات نہایت وسیع تھیں۔ وہ اپنی وسعت علمی کی وجہ سے ''کعب احبار'' اور ''کعب الحبر'' کہے جاتے تھے۔ وہ اسرائیلی روایات کے حوالے سے بعض اوقات پیش گوئیاں کیا کرتے تھے جو عموماً درست ہوتی تھیں۔ ایسی ہی ایک پیش گوئی کی طرف یہاں اشارہ ہے۔

۳ یہ حدیث صحیح مسلم میں فضائل الصحابۃ (۲۵۴۵) میں بیان ہوئی ہے۔ امام احمد نے اپنی مسند (۲۶/۲) میں، ترمذی نے اپنی جامع الصحیح (۲۲۲۰، ۳۹۴۴) میں یہ حدیث بیان کی ہے۔ اس کے علاوہ اس حدیث کا حوالہ ابن عساکر کی تاریخ دمشق (۴۸۹)، ذہبی کی تاریخ اسلام اور نویری کی نہایۃ العرب میں بھی موجود ہے۔

۞ ۞ ۞

Marfat.com

ضمیمہ:ا (استلحاقِ زیاد)

(یہ طویل تحریر پروفیسر علی محسن صدیقی کے مقالے "حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ" مشمولہ مضامین تاریخی، [قرطاس، کراچی، ۲۰۰۶ء، صفحات ۷۷-۸۲۔] سے من وعن نقل کی جارہی ہے۔)

حارث بن کلدہ ثقفی کے پاس ایک لونڈی تھی ۱؎ جس کا نام سمیہ تھا۔ حارث کے دولڑکے بھی اس کے بطن سے تھے۔ نافع اور نفیع (ابوبکرہ) مگر جب ابوبکرہ نفیع نے اسلام قبول کرلیا تو حارث نے انہیں اپنی ولدیت سے خارج کردیا اور نافع کو اپنا بیٹا قرار دیا۔ ابوبکرہؓ، سرور کائنات ﷺ کے مولیٰ تھے۔ بعد میں حارث نے سمیہ کو عبید رومی نامی ایک غلام سے بیاہ دیا مگر یہ سلسلہ بھی حارث نے جلد ہی منقطع کرادیا اور سمیہ طائف میں صاحب الرایہ وبغیہ (یعنی طوائف) کی زندگی بسر کرنے لگی۔ اسی زمانہ میں ابو سفیانؓ سے اس کے تعلقات قائم ہوئے جو اپنی اراضی کی دیکھ بھال کے لئے طائف آتے جاتے رہتے تھے۔ اس کے نتیجہ میں ہجرت کے پہلے سال زیاد کی ولادت ہوئی۔۲؎ بڑے ہوکر زیاد نے تعلیم حاصل کی، فصاحت و بلاغت میں کمال پیدا کیا۔ خطابت اور کتابت میں مہارت بہم پہنچائی اور دیوان الجند کے کلرک کی حیثیت سے اپنی زندگی کا آغاز کیا۔۳؎ فتح جلولاء کی خبر لے کر وہی مدینہ آئے۔ حضرت عمر فاروق اعظمؓ زیاد کی فصاحت دیکھ کر حیران رہ گئے۔۴؎ چنانچہ زیاد کی فصاحت و بلاغت و نیز انتظامی صلاحیتوں کو دیکھ کر حضرت عمروؓ بن العاص نے کہا "اگر اس نوجوان کا باپ قریش سے ہوتا تو یہ عرب کو اپنے ڈنڈے سے ہنکاتا۔" یہ سن کر حضرت ابوسفیانؓ بولے کہ "میں جانتا ہوں کہ اسے کس نے اس کی ماں کے رحم میں رکھا ہے۔" حضرت علیؓ نے کہا "تو پھر زیاد کو اپنا بیٹا بنا لینے کا اعلان کیوں نہیں کردیتے۔" ابوسفیانؓ نے جواب دیا "مجھے ڈر ہے کہ کہیں عمرؓ اپنے دُرے سے میری پیٹھ نہ توڑ ڈالیں۔"۵؎ اس طرح اس وقت یہ معاملہ دب گیا۔ زیاد نے حاکم بصرہ مغیرہؓ بن شعبہ، ابوموسیٰ اشعری اور عبداللہؓ بن عامر کے ساتھ مختلف حیثیات سے کام کیا اور بصرہ کے کاتب رہے۔ مغیرہؓ بن شعبہ ان کا بہت خیال رکھتے تھے اور

Marfat.com

ان کی ذہانت ولیاقت کے معترف تھے۔[6] خلافت علوی میں حضرت علیؓ نے انہیں بصرہ کا والی کرنا چاہا مگر زیاد نے حضرت علیؓ کو مشورہ دیا کہ عبداللہ بن عباسؓ کو والی مقرر کریں۔ جس کی اعانت کا زیاد نے وعدہ کیا۔ حضرت علیؓ نے ابن عباسؓ کو بصرہ کا والی اور زیاد کو خراج اور بیت المال کا افسر اعلیٰ مقرر کیا۔[7] جب فارس میں انتظامی خرابیاں پیدا ہوئیں تو عبداللہ بن عباس والی بصرہ نے زیاد کو فارس کا حاکم بنا کر بھیجا۔ زیاد نے اپنے حسن انتظام سے فارس میں امن وامان قائم کیا۔ یہاں تک کہ ایرانی کہنے لگے کہ ''نرمی، مدارات اور علم میں اس عربی کی سیاست سے زیادہ کسی اور کی سیاست کو ہم نے کسریٰ نوشیرواں کی سیاست کے مشابہہ نہ دیکھا۔''[8] اسی زمانہ میں جب حضرت امیر معاویہؓ نے زیاد کو اپنا حامی بنانے کی کوشش کی اور ان کے فرزند ابوسفیانؓ ہونے کا انکار کیا تو حضرت علیؓ نے انہیں لکھا کہ ''ابوسفیانؓ سے باطل تمناؤں اور کذب نفس کی وجہ سے کچھ باتیں سرزد ہوگئی تھیں جن سے نہ تو تمہیں میراث ملتی ہے اور نہ ہی ان سے تمہارا انتساب جائز ہے۔ اور معاویہ سے بچو جو مومن کے آگے، دائیں اور بائیں غرض ہر طرف سے آکر گمراہ کرتا ہے۔''[9] شہادت علیؓ کے بعد ابتداء میں معاویہؓ وزیاد کے تعلقات کشیدہ رہے، مگر مغیرہؓ بن شعبہ کی وساطت سے تعلقات خوش گوار ہوگئے۔ اور اس کے بعد انہوں نے زیاد کو اپنا بھائی اور ابوسفیانؓ کا بیٹا تسلیم کرلیا۔ اس استلحاق کو باقاعدہ شکل دینے کے لئے گواہوں کی مجلس بلائی گئی اور ابومریم خمار اور دوسرے شاہدوں نے شہادت دی اور یوں زیاد کو بنوامیہ میں شامل کرلیا گیا۔[10]

معترضین کا کہنا ہے کہ یہ استلحاق شریعت اسلامیہ کے خلاف تھا کہ فرمان نبوی ﷺ ہے ''الولد للفراش و للعاھر الحجر'' (بچہ اس کا ہے جس کے فرش پر پیدا ہوا اور زانی کے لئے پتھر ہے)۔[11] بقول معترضین یہ استلحاق اسلام میں ایک نئے قسم کا واقعہ تھا اور امت کے تمام طبقات اس سے ناراض ہوئے اور حضرت امیر معاویہؓ نے سیاسی اغراض کے حصول کے لئے مذہب میں بدعت کو رائج کیا۔

قبل اس کے کہ ہم اس مسئلہ پر بحث کریں ہمیں یہ خیال دل سے نکال دینا چاہئے کہ حضرت امیر معاویہؓ نے زیاد کو سیاسی اغراض کے تحت بھائی بنایا۔ انہوں نے زیاد سے جو کام لیا وہ امارت عراقین تھی اور انہیں بھائی بنائے بغیر بھی حکومت کے امور میں ان کی صلاحیتوں سے فائدہ اٹھایا جاسکتا تھا جیسا کہ حضرات عمروؓ بن العاص اور مغیرہؓ بن شعبہ کو انہوں نے والی مقرر کرکے ان کے تدبر و سیاست سے استفادہ کیا۔ نیز واقعہ استلحاق ۴۴ھ میں پیش آیا۔[12] جبکہ حضرت معاویہؓ کی خلافت کا چوتھا

Marfat.com

سال تھا اور ملک میں کوئی ان کا حریف نہ تھا۔ اس لئے جہاں تک استلحاق کا تعلق ہے اس سے حضرت امیر معاویہؓ کو کسی قسم کا سیاسی یا دنیوی فائدہ نہ تھا۔ اس سلسلہ میں ان کا بیان جو طبری نے نقل کیا ہے امر واقعہ کی وضاحت کر دیتا ہے۔ انہوں نے عبداللہ بن عامر کو سابق حاکم بصرہ سے جنہیں اس بات کا ملال تھا کہ زیاد کو ان کے بجائے بصرہ پر فائز کیا گیا فرمایا:

''اے ابن عامر تم نے زیاد کے بارے میں جو کہنا تھا کہا، لیکن خدا کی قسم تمام عرب کو معلوم ہے کہ میں جاہلیت میں سب سے زیادہ عزت والا تھا اور اسلام نے بھی میری عزت میں اضافہ ہی کیا۔ میرا خاندان قلیل التعداد نہ تھا کہ زیاد (کی شمولیت) سے کثیر التعداد ہو جاتا اور میں ذلیل نہ تھا کہ اس کی وجہ سے عزت دار ہو جاتا لیکن میں نے ان کا حق پہچانا اس لئے اسے اس کی جگہ پر رکھ دیا۔'' [۱۳]

استلحاق زیاد کے سلسلے میں اصل موضوع خلط مبحث کی نذر ہو گیا ہے۔ اس مسئلہ کی اصل صورت سمجھنے کے لئے واقعات کا تجزیہ کرنا ضروری ہے۔

سُمیہ اگرچہ حارث بن کلدہ کی باندی تھی، لیکن اس کے بطن سے پیدا ہونے والے دو بیٹوں ابو بکرہؓ نفیع اور نافع کو حارث نے اپنا بیٹا تسلیم کرنے سے انکار کر دیا تھا۔ جب غزوۂ طائف کے موقع پر رسول اللہ ﷺ نے اعلان فرمایا کہ جو غلام اپنے آقا کے پاس سے آ کر اسلام قبول کرے گا وہ آزاد سمجھا جائے گا، تو ابو بکرہؓ آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر مسلمان ہو گئے اور آپ ﷺ کے مولیٰ کہلائے۔ اس کے بعد حارث نے نافع کو اپنا بیٹا تسلیم کر لیا۔ [۱۴] اس سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ حارث کو سمیہ کے چال چلن پر اعتماد نہ تھا اس لئے اس کے بطن سے پیدا ہونے والے بیٹوں کو اس نے اپنا بیٹا ماننے سے انکار کر دیا تھا اور یہ لڑکے غلام تھے۔ اس واقعہ سے یہ امر بھی ثابت ہوتا ہے کہ حارث اس سلسلہ میں ایک بے اصول انسان تھا اور کسی ضابطہ اخلاق کا پابند نہ تھا۔ جہاں تک زیاد کا تعلق ہے حارث کو ان کے باپ ہونے کا نہ تو کوئی دعویٰ تھا اور نہ ہی کسی مورخ نے اس کی جانب زیاد کو منسوب کیا ہے۔

جہاں سمیہ کا ذکر آیا ہے وہاں اسے بغیة من بغات العرب (عرب کی طوائف) اور صاحبة الرایہ (پیشہ ور عورت) کہا گیا ہے۔ [۱۵] ایسی عورتوں کے ساتھ جاہلیت کے قانون عرفی کے مطابق تمتع جائز تھا اور ان سے پیدا ہونے والی اولاد متمتع (تمتع کرنے والے شخص) کی جانب منسوب

Marfat.com

کی جاتی تھی۔ ۱۶ سمیہ سے ابوسفیان نے طائف میں تمتع کیا اور اس کے نتیجہ میں زیاد کی ولادت ہوئی، اس میں کوئی اختلاف نہیں۔ ۱۷

۲۳ھ میں حسب الطلب جب زیاد حضرت عمرؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو انہوں نے زیاد سے پوچھا کہ تمہارا وظیفہ کتنا ہے؟ زیاد نے جواب دیا ایک ہزار درم سے میں نے اپنی ماں کو خرید کر آزاد کر دیا اور ایک ہزار درم سے میں نے اپنی ماں کے شوہر (اپنے سوتیلے باپ) عبید کو خرید کر آزاد کر دیا۔ یہ سن کر حضرت عمرؓ نے فرمایا، خدا نے تمہیں نیک توفیق دی۔ ۱۸ یہ بیان زیاد نے حضرت عمرؓ کے روبرو دیا ہے اور اس وقت ان کی عمر ۲۱ یا ۲۲ سال سے زیادہ نہ تھی اور اس کی تصدیق خود حضرت عمرؓ نے فرمائی اور زیاد کو شاباش دی۔ اس سے پہلے یہ بات ثابت ہو جاتی ہے کہ عبید، زیاد کا باپ نہ تھا بلکہ ان کا ''ربیب'' تھا۔ ربیب کے معنی مرد کے سوتیلے بیٹے اور لڑکے کے سوتیلے باپ کے ہوتے ہیں۔ ۱۹

اگر عبید زیاد کا باپ ہوتا تو زیاد بھی اسی کی طرح غلام ہوتے کیونکہ غلام کی اولاد بھی عرب جاہلیت کے اور نیز اسلام کے قانون کے مطابق غلام ہی ہوتی ہے۔ ۲۰ اور آزادی کے بعد انہیں مولیٰ کہا جاتا جیسا کہ ان کے ماں جائے بھائی ابوبکرہ نفیعؓ پہلے غلام اور آزادی کے بعد مولیٰ کہلائے مگر زیاد کو غلام یا مولیٰ نہیں کہا گیا ہے اس سے ثابت ہوتا ہے کہ انہیں آزاد باپ کا بیٹا سمجھا جاتا تھا۔ یہ آزاد باپ کون تھا؟

یہ حدیث کہ ''بچہ اس کا ہے جس کے بستر پر پیدا ہوا اور زانی کے لئے پتھر ہے۔'' زیاد کے سلسلہ میں بوجوہ دلیل نہیں اور اس صورت مسئلہ پر وہ منطبق نہیں ہوتی۔ اول تو یہ کہ اس کا تعلق عہد اسلام کے واقعات سے ہے جبکہ زیاد کی ولادت اہل طائف و مکہ کے اسلام لانے سے سات آٹھ سال پہلے ہو چکی تھی۔ دوم یہ کہ یہ حدیث زمعہ کی لونڈی کے بطن سے پید ہونے والے لڑکے کے بارے میں ہے۔ جس کے متعلق حضرت سعدؓ بن ابی وقاص کا یہ دعویٰ تھا کہ وہ ان کے بھائی عتبہ بن ابی وقاص کا بیٹا ہے اور عبد بن زمعہ کا یہ دعویٰ تھا کہ وہ ان کے باپ کی لونڈی کا بیٹا ہے جو ان کے تصرف میں تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے اس بچے کو زمعہ کا بیٹا قرار دیا اور عبداللہ بن زمعہ کے حوالے کر دیا اور عتبہ کا بیٹا نہ تسلیم کیا کیونکہ جس وقت اس بچے کی ولادت ہوئی اس کی ماں اپنے آقا کے تصرف میں تھی اور اس کا اور اس کے بیٹے کا یہ دعویٰ تھا کہ وہ بچہ اسی کی نسل سے ہے۔ یوں لڑکے کے نسب کے دو دعویٰ دار تھے۔ ۲۱ مگر زیاد کے متعلق نہ تو حارث بن کلدہ کا کوئی دعویٰ تھا اور نہ ہی عبید کا۔ اس لئے حضرت امیر معاویہ

Marfat.com

کے دعویٰ کی کوئی مزاحمت قانونی نہ ہوئی۔ نیز سمیہ ابوسفیان سے تعلق ہونے کے زمانہ میں حارث کے تصرف میں بھی نہ تھی۔

زیاد کی حیثیت عہد علوی میں کیا تھی؟ اس کا اندازہ اس بات سے ہوتا ہے کہ جنگ جمل کے خاتمہ کے بعد حضرت علیؓ نے ان کے بھتیجے عبدالرحمٰن بن ابی بکرہ سے ان کے جنگ جمل کے موقع پر کنارہ کش ہو جانے کی شکایت کی اور خود ان کے گھر تشریف لے گئے۔ ۲۲ انہیں بصرہ کی گورنری پیش کی جسے زیاد نے نہ قبول کیا۔ حضرت علیؓ نے عبداللہ بن عباسؓ کو انہیں کے مشورے سے بصرہ کا والی مقرر کیا اور ابن عباسؓ کو زیاد سے مشورہ لینے کی تاکید تھی۔ بعدازاں زیاد کو بصرہ کے خراج اور بیت المال کا افسر اعلیٰ مقرر کیا اور پھر فارس و کرمان کا والی بنا کر روانہ کیا۔ اگر زیاد مجہول النسب اور غلام زادہ ہوتے تو حضرت علیؓ کے عہد میں انہیں اتنی اہمیت نہ دی جاتی۔

حضرت امیر معاویہؓ نے زیاد کے بیٹے محمد سے اپنی بیٹی صفیہ کی شادی کی۔ ۲۳ اگر انہیں زیاد کے نسب میں کسی قسم کا شبہ ہوتا تو وہ ایسا کیوں کرتے۔ اسی طرح زیاد کا نکاح ام ایوب بنت عقبہ بن ابی معیط اموی سے ہوا جو حضرت عثمانؓ کے ماں جائے بھائی اور رسول اللہ ﷺ کی حقیقی پھوپھی بیضاء بنت عبدالمطلب کے نواسے ولید بن عقبہ بن ابی معیط اموی کی بھتیجی تھیں۔ ۲۴ اگر زیاد کے نسب میں جعل ہوتا اور جیسا کہ بیان کیا جاتا ہے بنو امیہ عموماً اس استلحاق سے ناراض ہوئے تو ولید بن عقبہ جو بنو امیہ کے سربرآوردہ لوگوں میں تھے، اپنی بھتیجی کا نکاح زیاد سے کیوں ہونے دیتے؟

انساب الاشراف میں بلاذری نے ابوسفیانؓ کی اولاد کے تذکرہ میں زیاد کا اور ابوسفیانؓ کے پوتوں کے ذکر میں پسران زیاد کا تذکرہ بڑی تفصیل سے کیا ہے۔ ۲۵ اسی طرح سے امام مالک نے اپنی کتاب موطا میں زیاد کو ابن ابی سفیان ہی لکھا ہے۔ ۲۶

حضرت عائشہ ام المومنین نے بھی زیاد کے نام اپنے مکتوب میں انہیں ابوسفیان ہی کا بیٹا کہہ کر خطاب کیا ہے۔ ۲۷

فقہاء نے جہاں ورثائے میت کی تفصیل بیان کی ہے وہاں ایسے شخص کو بھی میت کا جائز وارث قرار دیا ہے جسے میت کے بیٹے نے اپنا بھائی تسلیم کر لیا ہو اور اس اقرار پر تازیست قائم رہا ہو۔ ۲۸ مقدمات بالا کی روشنی میں یہ دعویٰ کرنا بجا ہے کہ زیاد نسبی اعتبار سے ابوسفیانؓ کے بیٹے تھے

Marfat.com

اوران کے نسب سے متعلق شاخسانہ بعد میں کھڑا کیا گیا۔ سب سے پہلے مہدی نے اپنے دور خلافت میں آل زیاد کو قریش کے دیوان العطایا سے خارج کرنے کا حکم دیا اور ایک طویل محضر زیاد کے نسب سے متعلق تیار کروایا مگر اس حکم پر عمل درآمد نہ ہوا اور آل زیاد بدستور قریش بصرہ کی فہرست عطایا میں شامل رہے۔ ۲۹ عہد مامون میں آل زیاد کو پھر برتری حاصل ہوئی اور یمن کی حکومت ان کے خاندان کو موروثی طور پر بخش دی گئی۔ ۳۰ حیرت ہے کہ جب تک زیاد حضرت علیؓ کے حامی رہے ان کے خلاف کوئی آواز نہ اٹھی۔ وہ شریف النسل بھی سمجھے گئے اور ان کے طرز حکومت کو نوشیروان کی طرح عدل وانصاف پر مبنی بھی قرار دیا گیا مگر جب وہ حضرت معاویہؓ کے طرف دار ہو گئے اور انہوں نے بصرہ وکوفہ کے سرکشوں کا استیصال کر کے وہاں ایک منظم حکومت قائم کی تو وہ مجہول النسب بھی ہو گئے اور ظالم وجابر بھی۔

حواشی وحوالہ جات: (ضمیمہ:۱)

۱ تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو العقد الفرید، جلد پنجم، مصنفہ ابن عبد ربہ، از صفحات ۴ تا ۱۲۔

۲ مسعودی، مروج الذھب، ج ۳، ص ۱۶۔ و ابن عبد ربہ، العقد الفرید، ج ۵، ص ۴، ۵۔

۳ قاضی ابو بکر ابن عربی، العواصم من القواصم، ص ۲۳۶۔

۴ ابن عبد ربہ، العقد الفرید، ج ۵، ص ۱۱۔

۵ ابن عبد ربہ، العقد الفرید، ج ۵، ص ۵۔

۶ قاضی ابو بکر ابن عربی، العواصم من القواصم، ص ۲۳۶۔

۷ طبری، تاریخ الامم و الملوک، ج ۴، ص ۵۴۳، دار المعارف، مصر، ۱۹۶۴ء۔

۸ طبری، تاریخ الامم و الملوک، ج ۵، ص ۱۳۷، دار المعارف، مصر، ۱۹۶۴ء۔

۹ ابن طقطقی، الفخری، ص ۸۱، ۸۲۔

۱۰ مسعودی، مروج الذھب، ج ۳، ص ۱۶۔

۱۱ بخاری، کتاب ۳۴، باب ۳ و مسلم، کتاب ۱۷، باب ۱۰، حدیث ۳۶۔ مطبوعہ سلطانیہ، قسطنطنیہ، ۱۳۱۵ھ و ۱۳۱۹ھ بالترتیب۔

Marfat.com

۱۲۔ طبری، تاریخ الامم و الملوک، ج ۵، ص ۲۱۴۔

۱۳۔ طبری، تاریخ الامم و الملوک، ج ۵، ص ۲۱۵۔ دار المعارف، مصر، ۱۹۶۳ء۔

۱۴۔ ابن عساکر، تاریخ دمشق، ج ۵، ص ۴۰۹، مطبوعہ دمشق، ۱۳۲۹ھ۔

۱۵۔ ابن عبدربہ، العقد الفرید، ج ۵، ص ۴۔

۱۶۔ ڈاکٹر جواد علی، تاریخ العرب قبل الاسلام، ج ۵، ص ۲۵۹، مجمع علمی عراقی، ۱۹۵۵ء۔

۱۷۔ مسعودی، مروج الذهب، ج ۳، ص ۱۶۔

۱۸۔ ابن عساکر، التاریخ الکبیر، ج ۵، ص ۴۰۵ - ۴۰۷، مطبوعہ دمشق، ۱۳۳۲ھ۔

۱۹۔ المنجد بحث لفظ رب۔

۲۰۔ ابوالحسن بغدادی قدوری، مختصر القدوری، ص ۱۹۶، مطبع مجتبائی، دہلی، ۱۳۲۱ھ، والدین میں سے اگر ایک آزاد اور ایک غلام ہو تو اولاد غلام نہیں بلکہ آزاد متصور ہوگی۔ لیکن اگر وہ دونوں غلام ہوں تو اولاد بھی غلام ہی ہوگی۔ زیاد کی ماں سمیہ باندی تھی اگر ان کا باپ عبید ہوتا جو غلام تھا تو وہ غلام ہوتے آزاد نہ ہوتے اور آزادی کے بعد بھی انہیں کسی کا مولیٰ بننا پڑتا۔

۲۱۔ امام مالک، موطا، کتاب الاقضیۃ، باب ۲۱، ص ۷۴۰، مطبوعہ مصر، ۱۳۷۰ھ۔

۲۲۔ طبری، تاریخ الامم و الملوک، ج ۴، ص ۵۴۳۔

۲۳۔ بلاذری، انساب الاشراف، القسم الثانی من الجزء الرابع، یروشلم، ۱۹۳۸ء، ص ۷۵۔

۲۴۔ طبری، تاریخ الامم و الملوک، ج ۵، ص ۱۸۰۔ و ابن العربی، العواصم من القواصم، ص ۸۵۔

۲۵۔ بلاذری، انساب الاشراف، ق ۲، ج ۴، ص ۷۴ تا ۱۲۳۔

۲۶۔ المسوی من احادیث الموطا، ج ۱، ص ۳۰۵، مکتبہ سلفیہ، مکہ، ۱۳۵۱ھ۔ و بلاذری، فتوح البلدان، ص ۵۰۲، دار النشر للجامعیین، بیروت، ۱۹۵۷ء۔

۲۷۔ ابن عساکر، التاریخ الکبیر، ج ۵، ص ۴۱۱۔

۲۸۔ سید شریف جرجانی، الشریفیہ علیٰ الراجیہ للسجاوندی، مطبع سعیدی، کراچی، ص ۱۰۔

۲۹۔ طبری، تاریخ الامم و الملوک، ج ۶، ص ۳۶۴ - ۳۶۶، مکتبہ تجاریہ کبریٰ مصر، ۱۹۳۹ء۔

۳۰۔ ابوالفداء، المختصر فی اخبار البشر، ج ۲، ص ۲۴۔

Marfat.com

الکامل فی التاریخ

تالیف

عزالدین ابی الحسن علی بن ابی الکرم محمد

المعروف بہ ابن اثیر (۵۵۵ھ - ۶۳۰ھ)

جلد چہارم

(خلافت بنو امیہ دمشق)

(۴۱ھ تا ۷۳ھ)

تسہیل، تحشیہ و تہذیب

ڈاکٹر نگار سجاد ظہیر

قرطاس

Marfat.com